اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۸۲)

راہِ حق

(نیا ایڈیشن)

سید سلیم احمد

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۰۹)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔

(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷، صفحہ ۲۴۳)

ابتدائیہ

خاکسار نے یہ کتاب ۲۰۱۵ء میں لکھی تھی۔ اس کا باعث عبدالغفار جنبہ صاحب کا احباب جماعت احمدیہ کو یہ چیلنج تھا کہ کوئی ہے جو میرے سوالات کا جواب دے سکے۔ جماعت کا ایک ادنٰی خادم ہوتے ہوئے میں نے ان کے تمام چیلنجز کا جواب لکھ کر انہیں بھجوایا۔ اس کتاب کے سب حوالے جو قرآن پاک، احادیث، کتب حضرت مسیح موعودؑ یا دیگر کتب سے لئے گئے تھے مختلف وجوہات کی بنیاد پر کاپی پیسٹ کئے گئے تھے۔ نیز کتاب میں املا کی غلطیاں بھی رہ گئی تھیں اور بعض مضامین ایک سے زائد بار شامل ہو گئے تھے۔ اسی طرح بعض غیر ضروری مواد کے باعث کتاب کے صفحات ایک ہزار سے زائد ہو گئے تھے۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری یہ کوشش بہت سے لوگوں نے پسند کی اور ای میل، فون کالز وغیرہ کے ذریعہ سے بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعض بزرگان سلسلہ نے بعد مطالعہ کتاب ذاتی توجہ فرماتے ہوئے ضروری امور میں میری راہنمائی اور بعض اغلاط کی تصحیح فرمائی۔ میں تہہ دل سے ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں۔ احباب کی اس محبت کی وجہ سے خاکسار نے اس کتاب پر نظر ثانی کرتے ہوئے تقریباً ساری کتاب کو دوبارہ لکھا ہے۔ اس ایڈیشن میں تمام حوالے کاپی پیسٹ کی بجائے ٹائپ شدہ ہیں۔ املا کی اغلاط کو درست کرنے اور مضامین کی تکرار کو ختم کرنے کی بھی سعی کی ہے۔ بعض جگہ مضامین کی ترتیب بدلی ہے۔ کوئی مضمون نکالا نہیں گیا۔

میری اس تمام تر کوشش کے باوجود اس میں ابھی بھی بعض خامیاں رہ گئی ہوں گی۔ جن کے لئے معذرت خواہ ہوں اور درخواست گزار ہوں کہ قارئین ان کی ضرور نشان دہی فرمائیں اور اس عاجز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی یہ ادنٰی خدمت قبول فرماتے ہوئے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

خاکسار

سید سلیم احمد

10th July 2021

اظہارِ تشکر

خاکسار نے ۲۰۱۴ء میں جب اس کتاب کو لکھنے کا سوچا تو اس کا ذکر مکرم و محترم عبدالرشید یحییٰ صاحب مربی سلسلہ (صدر قضاء بورڈ کینیڈا) سے کیا۔ آپ نے میری حوصلہ افزائی فرمائی نیز اس کتاب کی تیاری کے دوران بعض امور میں میری رہنمائی بھی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

بعد ازاں ۲۰۲۰ء میں مکرم و محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ تک نا جانے کیسے یہ کتاب پہنچ گئی۔ آپ نے اسے مکمل پڑھا اور پسند فرمایا۔ محبت بھرا پیغام بھجوایا۔ یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ آپ نے اس کا ذکر مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی سے کیا۔ نیز اُن سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ اسے پڑھ کر اس کی درستگی فرمائیں۔ محترم حافظ صاحب نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے مربیان کی ایک ٹیم مقرر فرمائی۔ جنہوں نے کتاب کی نظر ثانی کرتے ہوئے محترم حافظ صاحب اور محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب کی ہدایات کی روشنی میں اس کی درستگی فرمائی۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے ان دونوں بزرگوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس ادنیٰ کوشش کو پسند فرمایا اور اپنا قیمتی وقت دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ ان مربیان کرام کو بھی بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

اسی طرح مکرم و محترم ناصر احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ کینیڈا نے بھی بندہ کی اس کتاب کے ایک ایک لفظ، ایک ایک حوالہ کو بغور اور بڑی ہی باریکی سے پڑھا۔ حوالوں کو اصل جگہ سے جا کر چیک کیا اور درستگی فرمائی۔ آپ نے اس کے لئے بہت وقت دیا۔ بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

اسی طرح مکرم و محترم امتیاز احمد سراء صاحب مربی سلسلہ کینیڈا نے بھی بعض امور کی نشاندہی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

بہت سارے دوستوں نے بندہ کی اس کوشش کو پسند فرمایا۔ حوصلہ افزائی فرمائی۔ یہ ایک طویل فہرست ہے۔ سب کا نام لکھنا ممکن نہیں۔ میں سب کا شکر گزار ہوں۔ سب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ اپنے بے شمار فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ (آمین ثم آمین)

اس کتاب کی تیاری میں خاکسار کے داماد عزیزم محترم سلمان احمد طارق صاحب مربی سلسلہ نے میری بہت مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

عرضِ حال

تاریخ اسلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم طاقتوں نے اسے نقصان پہنچانے کے لئے بہت طریق استعمال کئے مگر اسلام کو سب سے زیادہ نقصان اس کے اندر کے لوگوں کے ذریعے پہنچایا گیا۔ جماعت احمدیہ جو اس وقت اسلام کی اصل تعلیم کی علمبردار ہے۔ اسے بھی شروع سے ہی تمام مخالف قوتوں نے نقصان پہنچانے اور ختم کرنے کے لئے طرح طرح کے طریق استعمال کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر حملہ کے وقت افرادِ جماعت احمدیہ اپنے امام وقت کی قیادت تلے ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور مخالفین کو شرمندگی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعت احمدیہ میں بھی بیرونی حملوں کے ساتھ ساتھ اندرونی طور پر بھی حملوں کی کوشش کی جاتی رہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے مسیح کی جماعت کی حفاظت فرمائی۔ خدائی جماعتوں کی سچائی کا ایک ثبوت یہ مخالفت بھی ہے۔ کہ جوں جوں مخالفت بڑھتی ہے توں توں خدائی فضل بھی بڑھتے ہیں۔ اور مخالفت کے دنوں میں جب کہ مخالفین یہ امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ بس اب یہ سلسلہ ختم ہونے کو ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر اس جماعت کو ترقیات سے نواز کر مخالفین کو مقام عبرت بنا دیتا ہے۔

ابھی کل کی بات ہے کہ ایک آمرِ وقت جنرل ضیاء نے یہ کہا تھا کہ جماعت احمدیہ ایک کینسر ہے اور میں اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔ مگر نتیجہ کیا نکلا وہ جسے کینسر کہتا تھا اس کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا مگر خود صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ اور اس کے بعد جماعت نے جس تیزی سے ترقی کی اس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک محدود علاقہ سے نکال کر پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ یہ سچائی اب MTA کی شکل میں گھر گھر پہنچ چکی ہے۔

اِس وقت بھی جماعت پر حملوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور بد قسمتی سے مخالفین کا آلہ کار بننے والے یہ حملہ آور حضرت مسیح موعودؑ کے سچے غلام ہونے کا اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ معصوم احمدیوں کو بڑے طریقے سے ورغلانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ یہ شاید نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو عقل اور فراست سے نوازا ہوتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی اس جماعت کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔ اس لئے ان کی یہ کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح پہلے مخالفین مقام عبرت بن چکے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ یہ بھی جلد مقام عبرت بن جائیں گے۔ اور جماعت کی صداقت پر ایک اور مہر ثبت کرنے کا باعث بن جائیں گے۔

دور حاضر میں بھی وہ لوگ جو بظاہر مسیح موعودؑ کی غلامی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں وہ دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے دعوؤں کے ہی منکر ہیں۔اور افراد جماعت کو بڑے طریقے سے حضورؑ کے دعوؤں اور تعلیم سے بھٹکانے اور دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

میں یہ باتیں محض ان سے اختلاف یا جماعتی اعتقاد کی وجہ سے نہیں کر رہا۔ بلکہ میں دلائل اور ثبوتوں سے اپنی بات کو اگلے صفحات پر ثابت کروں گا۔ان کے چنگل میں پھنسے احباب سے دردمندانہ اور عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ ان دلائل کو کھلے دل کے ساتھ اور غور کے ساتھ پڑھیں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں حق کو پہچاننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

اس کتاب میں گو میرے مخاطب بظاہر ایک صاحب ہی نظر آئیں گے۔ مگر میں نے کوشش کی ہے کہ دیگر ایسے دعویداروں کے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب بھی دے سکوں۔یہ سب دعویدار بظاہر ایک دوسرے کے مخالف نظر آتے ہیں۔مگر درپردہ ایک ہی کام مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں۔سب کا ایک ہی مشن ہے کہ اس خدائی جماعت کو کسی طرح نقصان پہنچایا جاسکے۔

میں نے جب ان لوگوں کو پڑھنا شروع کیا تو میرا خیال تھا کہ انہیں خلفاء اور نظام جماعت سے اختلاف ہے۔مگر جیسے جیسے میں انہیں پڑھتا گیا تو معلوم ہوا کہ معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔یہ لوگ نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کے دعوؤں اور ان کی تعلیم کے منکر ہیں بلکہ درپردہ ہستی باری تعالیٰ کے بھی منکر ہیں۔میرے اس دعوے کی صداقت کے لئے اگلے صفحات آپ کی خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔

محترم عبدالغفار جنبہ صاحب جو جرمنی میں رہائش پذیر ہیں۔آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد دو موعود وجودوں کی پیشگوئی کی تھی۔ایک امام مہدی علیہ السلام اور دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریم۔حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ وہ موعود امام مہدی ہیں۔اور میں وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔میں نبی ہوں اور میں ہی مصلح موعود ہوں۔میں پندرھویں صدی کا مجدد بھی ہوں۔

میں نے جنبہ صاحب کا ذکر پہلے بھی سنا ہوا تھا۔ایسے ہی دیگر دعویداران کا بھی سرسری سا تعارف تھا۔مگر کبھی ان کے بارہ میں تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔مارچ ۲۰۱۴ء کے شروع میں ایک بڑے ہی دلچسپ حادثہ کے نتیجہ میں میری ملاقات محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کے ایک مرید سے ہوئی۔ان صاحب نے بڑے ہی درد اور دکھ کے ساتھ مختلف باتیں بیان کیں۔اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت نظام جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں تحریف کر رہا ہے۔ اپنی بات کے ثبوت میں انہوں نے مجھے حضورؑ کی کتاب

'الوصیت' نکال کر دکھائی اور بتایا کہ اس میں سے ایک بہت اہم اقتباس نکال دیا گیا ہے۔ انہوں نے مجھے جو کتاب دکھائی اس میں واقعی وہ اقتباس موجود نہیں تھا۔ میری درخواست پر متعلقہ حصہ کے صفحات مجھے مہیا بھی کر دیئے۔ میں نے اس کتاب 'الوصیت' کو آن لائن جا کر چیک کیا۔ تو وہاں وہ حصہ موجود تھا۔ پھر جو کتاب وہ دکھا کر گئے تھے، میں نے اس کتاب کے مختلف ایڈیشن چیک کئے اور ہر جگہ مجھے وہ اقتباس موجود ملا۔ اس ساری تفتیش کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ کوئی گہری شرارت کی جارہی ہے۔ وہ تمام احباب جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر کہیں سہو کتابت کی وجہ سے بھی کوئی لفظ غلط لکھا گیا ہے تو جماعت نے آج تک اس لفظ کو درست نہیں کیا۔ وہ لفظ ویسے ہی لکھا جاتا ہے اور نیچے حاشیہ میں اس کی جو بھی وضاحت مطلوب ہو کر دی جاتی ہے۔ وہ جماعت جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے سلسلہ میں اس قدر محتاط ہے وہ اس طرح کی حرکت ہر گز نہیں کر سکتی۔ بلکہ کوئی خواہش کے باوجود بھی یہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضورؑ کی تمام کتب ہر احمدی کے گھر میں موجود ہیں۔ بلکہ جماعت کے مخالفین کے پاس بھی حضورؑ کی کتب موجود ہیں۔ اس کے بعد میں نے مزید تسلی کے لئے اعلیٰ عہدیداران سے رابطہ کیا۔ تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ یہ کسی نے شرارت کی ہے۔ اس کی تحقیق کی جارہی ہے۔

اس واقعہ کے بعد مجھے دلچسپی ہوئی اور میں نے جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر جا کر اُن کے مضامین کا مطالعہ شروع کیا۔ اس میں جنبہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ کے حوالہ سے ایسی باتیں لکھی تھیں جن کا میرے پاس جواب نہیں تھا۔ وہ رات میرے لئے قیامت کی رات تھی۔ میں خدا کے حضور چیخیں مار مار کر رویا اور مدد کی درخواست کی۔ خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ فلاں جگہ سے پڑھو۔ میں نے وہ کتاب کھولی اور مجھے جواب مل گیا۔

میرا وحی یا الہام کا ہر گز دعویٰ نہیں ہے لیکن جنبہ صاحب اپنی بعض تحریروں کی بابت جس قسم کی وحی کا دعویٰ کرتے ہیں (یعنی میں نے دُعا کی اور اللہ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی) میری اس کتاب میں موجود تمام جوابات بھی اسی قسم کی وحیوں کے نتیجہ میں ہیں۔ میرا علم بہت واجبی سا ہے۔ میں نے ہر جواب لکھنے سے پہلے خدا سے دُعا کی اور خدا نے میرے دل میں اس کا جواب ڈال دیا۔ ایسے ایسے حوالے مجھے سمجھائے اور عطا کئے جنہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا اور پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک اُس کی تمام مخلوق کے ساتھ جاری ہے کہ جب بھی کوئی خلوص نیت سے اُس کے حضور دُعا کرتے ہوئے کسی چیز کے بارہ میں سوچتا ہے یا خواہش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اور رہنمائی فرماتا ہے۔

جماعتی وابستگی کے باعث پہلے جن باتوں پر محض یقین تھا، ان اعتراضات کا جواب ڈھونڈنے کے نتیجہ میں اب حق الیقین ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے میں جنبہ صاحب کا شکر گزار ہوں۔

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل ارشاد کو نقل کیا ہے۔

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہیئے کہ سنتے ہی اس کی مخالفت کے لئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدِ نظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔''

(ملفوظات ۱۹۸۴، جلد چہارم، صفحہ نمبر ۱تا۲، ۳۱ اگست ۱۹۰۱)

میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے جنبہ صاحب کی ایک ایک تحریر اور تقریر کو بڑے غور سے پڑھا اور سنا ہے۔ اس کا ثبوت اگلے صفحات پر مل جائے گا۔ محترم جنبہ صاحب نے بار بار دیگر چیلنجوں کے علاوہ افراد جماعت کو یہ بھی چیلنج کیا ہے کہ اگر میں غلطی پر ہوں تو میرے سوالوں کے جواب دو ورنہ قیامت کے دن میں خدا سے کہوں گا کہ کسی نے میری رہنمائی نہیں کی اور میرے سوالوں کے جواب نہیں دیئے۔ جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود مواد جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کی نفی کر رہا ہے۔ بہت سے لوگوں نے جنبہ صاحب کے اٹھائے گئے سوالات یا اعتراضات کے جواب دیئے ہیں۔ خاکسار نے بھی اپنے علم اور استطاعت کے مطابق نہایت نیک نیتی سے یہ جوابات لکھے ہیں۔ قیامت کے دن اب جنبہ صاحب خدا کو یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ کسی نے میری رہنمائی نہیں کی یا میرے سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جنبہ صاحب اور آپ کے مرید بھی حضورؑ کے مندرجہ بالا ارشاد پر عمل کرتے ہوئے میرے جوابات کو غور سے پڑھیں گے۔ اور سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

میں اپنے خدا سے عشق کرتا ہوں اور اس کی ناراضگی سے بہت ڈرتا ہوں۔ کسی کی دل آزاری کرنا یا کسی کو تحقیر کی نظر سے دیکھنا میری فطرت کے خلاف ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ میری کوئی بات کسی کی دل آزاری کا باعث نہ بنے۔ مگر بعض تلخ سوالوں یا تلخ اعتراضات کے جوابات شاید تلخ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ فرمایا!

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ۚ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۞ وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ۞

اور وہ جن پر جب زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ اور بدی کا بدلہ، کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کوئی اپنے اوپر ظلم کے بعد بدلہ لیتا ہے تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر کوئی الزام نہیں۔ (سورۃ الشوریٰ ۴۲: ۴۰، ۴۱، ۴۲)

اس اجازت کے باوجود میں اپنے پیارے خدا کی خوشنودی کے لئے ایسے جوابات پر معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کا بھی حکم دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے کوشش کی ہے کہ کسی کا نام نہ لکھوں سوائے ان ناموں کے جو انہوں نے خود ویب سائٹ پر مشتہر کر رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر ٹھوکر اور آزمائش سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

سید سلیم احمد
ٹورنٹو، کینیڈا
E-mail: zara_suniay@hotmail.com

Dated: Friday the 10th July, 2015

نوٹ: اس کتاب میں موجود تمام مواد خاکسار کی ذاتی رائے اور علم پر مبنی ہے۔ اپنی کم علمی کے باعث اگر کوئی بات قرآن وسنت یا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے ہٹ کر لکھ گیا ہوں تو معاف فرمادیں اور بندہ کی تصحیح فرما کر ممنون فرمائیں۔ میری ایسی کسی بھی بات کو نظامِ جماعت سے وابستہ نہ کیا جائے۔ نیز اگر کسی بات پر توجہ دلانا مقصود ہو تو بخوشی مندرجہ بالا ای میل ایڈریس پر ایسا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے بھی بندہ آپ کا شکر گزار ہو گا۔

محترم جنبہ صاحب کے چیلنج اور اُن کے جواب

محترم عبدالغفار جنبہ صاحب جرمنی میں مقیم ہیں اور مختلف دعوؤں کے مدعی ہیں۔ انہوں نے اپنے مضامین اور تقاریر میں جگہ جگہ افراد جماعت کو چیلنج کیا ہے کہ آؤ اور میرے سوالوں کے جواب دو۔ آپ لکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کیلئے ایک کھلا چیلنج

فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ○ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ○ (الشعراء۔ ۴۶، ۴۷)

تب موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو اچانک وہ اس جھوٹ کو نگلنے لگا جو اُنہوں نے گھڑا تھا۔

پس جادوگر سجدہ کرتے ہوئے گرا دیئے گئے۔

اے میرے اَسیر احمدی بہنو، بھائیو اور بزرگو! جماعت احمدیہ قادیان ایمان اور یقین رکھتی ہے کہ (۱) ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق جناب خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود تھے۔ (۲) وہ یہ بھی یقین رکھتی ہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد رسالہ الوصیت کے مطابق جاری ہونیوالی انتخابی خلافت نہ صرف کہ خلافت راشدہ ہے بلکہ یہی قدرت ثانیہ بھی ہے۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ جناب خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود تھے اور نہ ہی انتخابی خلافت قدرت ثانیہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی رحلت تک احمدی خلافت ضرور راشدہ تھی لیکن بعد ازاں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے احمدی خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر اِسے اپنی خاندانی گدی یعنی بلائے دمشق میں بدل دیا جس کی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ۷ راپریل ۱۹۰۷ء کو الہاماً خبر بخشی تھی۔

خاکسار (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت (۳) خلافت کی حقیقت (۴) آنحضرت ﷺ کی ثُمَّ سَكَتَ سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر علمی گفتگو (علمی مجادلہ) کیلئے جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اور اِسکے علماء کو ایک کھلا چیلنج دیتا ہے۔ ہماری یہ علمی بحث (debate) فتح و شکست کی بجائے حق اور سچ کو پانے کیلئے اِن قواعد و ضوابط کے مطابق ہوگی۔

(۱) یہ علمی بحث و مباحثہ بند کمرے (indoor) میں نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک کھلا (open) بحث و مباحثہ ہوگا اور عام احمدیوں کو اس علمی بحث و مباحثہ کے سننے کا حق ہوگا۔

(۲) اس علمی بحث و مباحثہ کو برائے راست ایم ٹی اے پر دکھایا جائے گا۔

(۳) حق اور سچ کا فیصلہ ہونے تک یہ بحث و مباحثہ جاری رہے گا اور جو فریق بھی درمیان میں بھاگے گا۔ اُسکا بھاگنا اُسکی شکست تصور ہوگا۔

(۴) دونوں فریقوں کی باہمی مشاورت سے ایک متفقہ جیوری (jury) کو تشکیل دیا جائے گا جو پانچ منصفین (judges) پر مشتمل ہوگی۔

(۵) جیوری کے فیصلے کے مطابق مذکورہ موضوعات میں جس فریق کے دلائل غالب رہیں گے۔ وہی فریق حق اور سچائی اور صراط مستقیم پر قرار پائے گا۔

خاکسار اپنی جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی طرف سے عالمگیر جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اور اِنکے علماء کیساتھ یہ علمی بحث و مباحثہ کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ کرنے کیلئے تیار ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ قادیان کا خلیفہ صاحب اور علماء کیا خاکسار کیساتھ اس علمی گفتگو کیلئے تیار ہیں؟ اگر یہ تیار ہیں تو میں اِنکی طرف سے ہاں کا منتظر ہوں۔ خاکسار کے اس کھلے چیلنج کے بعد اگر

عالمگیر جماعت احمدیہ قادیان میدان میں نہ آئے تو پھر اے میرے اُسیر احمدی بہنو، بھائیو اور بزرگو! کیا یہ قادیانی جماعت کی گمراہی کا ثبوت نہیں ہوگا؟؟ جناب خلیفہ رابع صاحب کے مندرج ذیل شعر کا مضمون خاکسار کے وجود میں پورا ہونا کیا اس حقیقت کا قطعی اور منہ بولتا ثبوت نہیں ہوگا کہ جناب خلیفہ رابع صاحب خاکسار (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کے لاشعوری رنگ میں مصدق اور اَرہاص تھے؟؟؟ ؎

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدہا آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

اور کیا جناب خلیفہ رابع صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ اور آپکی پیروی میں خاکسار کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھانے کا ذکر نہیں فرمایا تھا؟؟؟؟ ؎

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔ کیل، جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۸ر فروری ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆☆☆☆

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۷، ۳۸)

اس کے علاوہ جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ایک الہام کو پیش کر کے چیلنج کرتے ہیں۔

((اپنی سچائی کو پرکھنے کیلئے جناب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنا مقرر کردہ معیار))

جناب خلیفہ ثانی صاحب نے دعویٰ مصلح موعود کرتے وقت اپنی سچائی کو پرکھنے کیلئے بذاتِ خود ایک معیار مقرر فرمایا تھا۔ اب اگر وہ اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے ثابت ہوجائیں تو پھر آپ چاروں کو بھی اُسکے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا مان لینا چاہیے۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب بمقام لاہور ۱۲ر مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی و غیر احمدی سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر

غالب رہیں گے۔اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آگئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔" (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تقریر فرمودہ ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء بحوالہ انوارالعلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

عزیزان من۔ اولاً۔ خاکسار خلیفہ ثانی صاحب کے اِس دعویٰ ۔۔" اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔۔۔اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آگئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا"۔۔کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ میں اپنی کتب اور اپنے مضامین میں جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ ثابت کر چکا ہوں۔جس روحانی وجود یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق وہ اپنے الفاظ میں ۱۹۰۸ء میں لکھ چکے ہیں (نیوز نمبر ۸۱) کہ وہ کسی آئندہ زمانے میں ظاہر ہوگا اور قرآن مجید اور حضورؑ کے مبشر الہامات بھی اُن کے اِس بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔تو بعدازاں پھر ۱۹۴۴ء میں قرآن مجید، زکی غلام سے متعلق مبشر الہامی کلام اور اپنے تحریری بیان کی نفی کرتے ہوئے وہ بذاتِ خود اِس روحانی وجود (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد) سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کیسے بن سکتے ہیں؟ خلیفہ ثانی تو اِس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن میں اُنہی کے مقرر کردہ معیار کے مطابق اُسکے ماننے والوں یعنی محمودیوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ سب بشمول تمہارا خلیفہ میرے مقابلہ پر آکر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کرکے دکھاؤ؟ میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ آپ کا خلیفہ ثانی صاحب کو سچا ثابت کرنا تو درکنار آپ اُن کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنا بھی ثابت نہیں کر سکتے ۔خاکسار عرصہ بیس (۲۰) سال سے آپکے خلفاء اور علماء کے آگے کھڑا ہے اور ان سب کو اپنے مقابلہ کیلئے بُلا رہا ہے۔اتنا طویل عرصہ ان سب (بشمول دونوں خلیفے رابع اور خامس) کا خاموش رہنا اور خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے اثبات کیلئے میرے مقابلہ پر نہ آنا کیا یہ ثابت نہیں کر رہا کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب اپنے ہی مقرر کردہ معیار کے مطابق بھی مفتری تھا؟؟؟ فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۲۸، ۲۹)

محترم جنبہ صاحب! خاکسار جماعت احمدیہ کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کے ناطے حاظرِ خدمت ہے۔ میں نے آپ کی طرف سے اٹھائے گئے ہر سوال اور چیلنج کا دلائل سے جواب دیا ہے۔ سچائی کا فیصلہ کرنے کے لئے کسی بھی غیر جانبدار اور غیر متعصب منصف کے سامنے میری یہ کتاب اور اپنے تمام مضامین رکھ کر فیصلہ کروالیں کہ کون راہ حق پر ہے؟ نیز اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں۔ تاکہ آپ کے مرید بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ آخر سچے کو کس بات کا خوف ہے۔

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

چند ضروری

اور

اہم مسائل

"جماعت احمدیہ سے منسوب ہونے کے دعویدار مختلف گروپ امام جماعت احمدیہ کے مختلف دعوؤں کا انکار کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض احباب حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بعض احباب حضورؑ کو نبی تو مانتے ہیں لیکن آپ علیہ السلام کو مسیح موعود نہیں مانتے بلکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی احادیث کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں اور حضورؑ صرف امام مہدی ہیں۔ اس لئے اس مضمون میں قرآن اور احادیث سے ثابت کیا ہے کہ نبوت جاری ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کے دعوؤں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے"

امتِ مسلمہ میں فیضان نبوت

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور انعامات میں سے نبوت بھی ایک فضل اور انعام ہے۔ مگر بد قسمتی سے مسلمان علماء نے امت کے اندر یہ غلط تصور پیدا کر دیا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا اور ایسے ہی وحی اور الہام کے بھی بند ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تمام نبیوں کے سردار تھے۔ اور آپ ﷺ کی امت تمام امتوں سے بڑھ کر ہے اور دوسری طرف یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ انعامات جو پہلی امتوں میں جاری تھے وہ تمام انعامات رسول کریم ﷺ کی امت پر بند ہو گئے ہیں۔ جب کہ قرآن پاک ان علماء کے غلط تصورات کے مقابل پر نہ صرف وحی والہام کے جاری رہنے کا اعلان کر رہا ہے بلکہ امت مسلمہ میں دیگر تمام انعامات کے جاری رہنے کا بھی وعدہ کر رہا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن پاک میں موجود تمام احکامات، ارشادات اور بشارات امتِ مسلمہ کے لئے ہیں کیونکہ دوسری اقوام تو قرآن کو سچا ہی نہیں مانتی ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

(سورۃ حٰمٓ السجدہ ۴۱:۳۱)

ایسے ہی خدا مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا

پس تُو ہر گز اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تُو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵:۴۴)

اللہ تعالیٰ کی ایک سنت یہ بھی ہے۔ کہ وہ جب چاہے اور جہاں چاہے اپنے نبی بھیجتا ہے۔ اور وہ جس سے چاہے وحی کے ذریعہ ہمکلام بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں درج ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝

وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فرشتوں کو روح القدس کے ساتھ اتارتا ہے کہ خبر دار کرو کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔

(سورۃ النحل ۱۶:۳)

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ

وہ بلند درجات والا صاحبِ عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے امر سے روح کو اُتارتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

(سورۃ المومن ۴۰:۱۶)

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(سورۃ الجمعہ ۶۲:۵)

پہلی امتوں میں بھی یہ غلط فہمی پیدا ہوتی رہی ہے۔ کہ ان کا رسول آخری رسول ہے۔ اور اس کے بعد اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ

اور یقیناً تمہارے پاس اس سے پہلے یوسف بھی کھلے کھلے نشانات لے کر آچکا ہے مگر تم اُس بارہ میں ہمیشہ شک میں رہے ہو جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ مر گیا تو تم کہنے لگے کہ اب اس کے بعد اللہ ہر گز کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) شکوک میں مبتلا رہنے والے کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔

(سورۃ المومن ۴۰:۳۵)

مندرجہ بالا آیات سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

- شروع سے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ جب جب ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اپنے نبی مبعوث فرماتا ہے۔ اور قرآنی وعدہ کے مطابق اس کی یہ سنت تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی امت کو خیر امت کہا ہے۔ کس طرح ممکن ہے کہ خدا کا وہ فضل جو پہلی امتوں میں جاری تھا اسے اپنے سب سے پیارے محبوب کی امت پر بند کر دیتا۔ نہ ہی اس امت سے ہمکلام ہوتا اور نہ ہی اپنے فضل سے اس امت میں کسی کو نبوت کے انعام سے سر فراز کرتا۔

امت محمدیہ میں اجراء نبوت کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

ثبوت نمبرا:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بنی آدم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگیں نہیں ہوں گے۔

(سورۃ الاعراف ۷:۳۶)

اس آیت کے پیش کرنے پر کہا جاتا ہے کہ اس میں بنی آدم جو کہ رسول کریم ﷺ سے پہلے لوگ تھے وہ مراد ہیں۔ ہم مسلمان اس میں مخاطب نہیں ہیں۔ یہاں اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ قرآن پاک رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا اور اس کے احکامات سب سے پہلے مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو قرآن کو مانتے ہی نہیں وہ ان احکامات کو کیوں مانے گے۔ ذیل میں چند اور آیات درج کی جاتی ہیں۔ یہاں بھی لفظ بنی آدم ہی استعمال ہوا ہے۔ اور مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں بھی مسلمان ہی مخاطب ہیں۔

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ

اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

اے بنی آدم! شیطان ہر گز تمہیں بھی فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس نے ان سے ان کے لباس چھین لئے تا کہ اُن کی برائیاں اُن کو دکھائے۔ یقیناً وہ اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝

اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۃ الاعراف ۷:۲۷،۲۸،۳۲)

یہاں اللہ تعالیٰ بنی آدم کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ جب مسجد میں جاؤ تو اپنی زینت کو ساتھ لے جایا کرو۔ اب غور طلب بات ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ اور کس کی عبادت گاہ کو مسجد کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ بنی آدم سے مسلمان مراد نہیں ہیں کسی طور درست نہیں ہے۔

ثبوت نمبر ۲

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور ۲۴:۵۶)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے پہلے خلیفہ بنائے۔ یہاں خلافت سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت مندرجہ ذیل آیات سے ہو جاتی ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اور (یادر کھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تُو اُس میں وہ بنائے گا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے پھر ان (مخلوقات) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا مجھے ان کے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۳۱، ۳۲)

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ

اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلانِ طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ (میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کردے گا۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے تھے۔

(سورۃ ص ۳۸: ۲۷)

مندرجہ بالا تین آیات میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے اور یہ دونوں خدا کے مقرر کردہ نبی تھے۔ اور خلافت سے مراد بھی یہاں نبوت کا دیا جانا ہے۔

ثبوت نمبر ۳

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا

اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے۔ اور ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔

(سورۃ الاحزاب ۳۳: ۸)

یہاں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ میں نے سب نبیوں سے عہد لیا اور تجھ سے بھی عہد لیا۔ وہ عہد کیا تھا اس کا ذکر ایک دوسری آیت میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

پس جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو یہی ہیں جو فاسق لوگ ہیں۔

(سورۃ آل عمران ۳: ۸۲، ۸۳)

اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ تمہیں کتاب اور حکمت دی گئی ہے اور تمہارے بعد جو بھی رسول اس کی تصدیق کرنے والا آئے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سب سے پوچھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو۔ سب نے اقرار کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اقرار کر کے بعد میں اس سے انکار کر دے تو وہ فاسق ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی نبی خدا سے کوئی وعدہ کرے اور بعد میں اس سے پھر جائے۔ دراصل نبیوں سے عہد سے مراد اس نبی کی امت ہوتی ہے۔ اور اسی عہد کا ذکر سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۸ میں ہے جو ہمارے پیارے آقا رسول کریم ﷺ سے لیا گیا یعنی امت محمدیہ سے یہ عہد لیا کہ جب تم میں کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کر رہا ہو تو تم اس پر ضرور ایمان لانا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اپنی امت کو جہاں آنے والے مسیح و مہدی کی خوش خبری دی وہیں پر اُس مسیح و مہدی پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی۔

ثبوت نمبر ۴

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(سورۃ النساء ۴: ۷۰)

بعض علماء کا خیال ہے کہ **مع** کے معنے صرف ساتھ ہونے کے ہوتے ہیں۔ خود اس میں شامل ہونے کے نہیں ہوتے۔ اس لئے یہاں یہ مراد ہے کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے اس رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ ان کو خود یہ درجات نہیں ملیں گے۔ بات کو سمجھنے کے لئے ذیل میں قرآن پاک سے چند اور مثالیں لیتے ہیں۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا

مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر لیا تو یہی وہ لوگ ہیں جو مومنوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مومنوں کو ایک بڑا اجر عطا کرے گا۔

(سورۃ النساء ۴:۱۴۷)

اگر **مع** کے معنی صرف **ساتھ** کے ہیں تو اس آیت کے مطابق وہ لوگ جو توبہ کریں گے، اپنی اصلاح کریں گے اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دین کو اللہ کے لئے خاص کر لیں گے وہ صرف مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ خود مومن نہیں ہوں گے۔ اور چونکہ وہ خود مومن نہیں ہوں گے اس لئے وہ اجر جس کا وعدہ اللہ مومنوں کے لئے کر رہا ہے اس کے بھی حق دار نہیں ہوں گے۔

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

(سورۃ الاعمران ۳:۱۹۴)

یہاں بھی **مع** کے معنی صرف **ساتھ ہونے** کے کرنے سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے مگر ہم خود نیک نہیں ہوں گے۔ جب نیک لوگ مریں تو ہمیں بھی ان کے ساتھ مار دینا۔

إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ

سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔ اس نے کہا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہیں ہوا؟

(سورۃ الحجر ۱۵:۳۲،۳۳)

ان دو آیات میں لفظ **مع** استعمال ہوا ہے۔ اگر اس سے مراد صرف ساتھ ہونا ہے۔ تو ابلیس فرشتوں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ مگر اس نے سجدہ نہیں کیا تھا۔ یعنی وہ خود اس فعل میں شامل نہیں تھا۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ **مع** کے معنی ان میں سے ہونے کے ہیں نا کہ صرف ساتھ ہونے کے۔

ثبوت نمبر ۵

أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ

پس کیا وہ جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے (وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟) یہی (اس موعود رسول کے مخاطبین بالآخر) اسے مان لیں گے۔ پس جو بھی احزاب میں سے اس کا انکار کرے گا تو آگ اس کا موعود ٹھکانا ہوگی۔ پس اس بارہ میں تُو کسی شک میں نہ رہ۔ یقیناً یہی تیرے ربّ کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(سورة ہود ۱۱:۱۸)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کی بابت فرما رہا ہے کہ وہ روشن دلیل پر قائم ہے اس کے بعد اس کا گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ تھے۔ یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد ایک موعود آئے گا جو رسول کریم ﷺ کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

مندرجہ بالا تمام قرآنی آیات جن سے نبوت کا جاری رہنا ثابت ہوتا ہے کے جواب میں قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت پیش کر کے نبوت کے منقطع ہونے کو ثابت کیا جاتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

محمد تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

(سورة الاحزاب ۳۳:۴۱)

اس آیت میں لفظ خاتَم سے آخری مراد لی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ آخری رسول ہیں۔ جب کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔ عربی زبان میں لفظ خاتم جس میں لفظ 'ت' کے اوپر زبر ہو کے معنی **'آخری'** کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنی **'انتہائی تعریف کیا گیا'** جیسے خاتم الاولیاء یا خاتم الشعرا وغیرہ۔ یا **'مہر'** کے ہیں۔ اور مہر بھی تصدیق کے لئے ہی استعمال کی جاتی ہے۔ یا 'خاتَم' کے ایک اور معنی **'انگوٹھی'** کے بھی ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے لفظ 'خاتَم' کو اپنی بعض احادیث میں استعمال کر کے اس مسئلے کو حل فرما دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اِطْمَئِنَّ يَا عَمِّ فَاِنَّکَ خَا تَمُ الْمُهَا جِرِيْنَ فِی الْهِجْرَةِ كَمَا اَ نَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ فِی النُّبُوَّ ةِ۔

اے چچا(عباسؓ)آپ مطمعن رہیئے کہ آپ مہاجروں میں اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں نبیوں میں خاتم النبیین ہوں۔

(کنز العمال از علامہ علاؤ الدین جلد ٦ صفحہ ١٧٨ حرف العین فی ذکر العباس)

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین کہہ کر یہ ثابت کیا ہے کہ تمام مہاجرین میں آپ سب سے افضل ہیں۔ نہ کہ آپ آخری مہاجر ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں رسول کریم ﷺ کو خاتم النبیین کہہ کر یہ بتلایا ہے کہ آپ ﷺ سب نبیوں سے افضل ہیں۔اور سب نبیوں کی مہر تصدیق ہیں۔

نبوت کے ختم ہونے کے لئے دوسری دلیل میں یہ آیت پیش کی جاتی ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

(سورۃ المائدہ:۴)

اس آیت کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ چونکہ دین اسلام رسول کریم ﷺ پر مکمل ہو چکا ہے اس لئے اب کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ دین کے مکمل ہو جانے سے نبوت کے ختم ہونے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔توریت بھی اپنے وقت میں ایک مکمل کتاب تھی۔ مگر اس کے باوجود بنی اسرائیل میں کثرت سے نبی آتے رہے۔اللہ تعالٰی قرآن پاک میں فرماتا ہے:

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ

پھر موسیٰؑ کو بھی ہم نے کتاب دی جو ہر اس شخص کی ضرورت پر پوری اترتی تھی جو احسان سے کام لیتا،اور ہر چیز کی تفصیل پر مشتمل تھی اور ہدایت تھی اور رحمت تھی تاکہ وہ اپنے ربّ کی لِقاء پر ایمان لے آئیں۔

(سورۃ الانعام٦:١٥٥)

اس آیت کا ترجمہ مولانا مودودی صاحب یوں کرتے ہیں۔

"پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی جو بھلائی کی روش اختیار کرنے والے انسان پر نعمت کی تکمیل اور ہر ضروری چیز کی تفصیل اور سراسر ہدایت و رحمت تھی (اور اس لیے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی کہ) شاید لوگ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔"

(تفہیم القرآن، سورۃ الانعام:۱۵۴)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں توریت کے بارہ میں مزید فرماتا ہے۔

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا ۔
اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳)

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۔
یقیناً ہم نے تورات اتاری اُس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیتاً اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔ اور اسی طرح اللہ والے لوگ اور علماء بھی اس وجہ سے کہ ان کو اللہ کی کتاب کی حفاظت کا کام سونپا گیا تھا (فیصلہ کرتے تھے) اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو۔ اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ ہیں جو کافر ہیں۔

(سورۃ المائدہ ۵:۴۵)

جس طرح ہم ایک نئی گاڑی خریدتے ہیں تو وہ ہر لحاظ سے مکمل ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں مکینک کی ضرورت رہتی ہے اور اس گاڑی کی کمپنی اس بات کی ہدایت کرتی ہے کہ صرف ان کے سند یافتہ مکینک سے ہی گاڑی مرمت کروائی جائے۔ ایسے ہی دین کے مکمل ہو جانے کے بعد بھی اس پر عمل کروانے کے لئے اور اس کی وضاحت کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت ایک استاد کی ضرورت رہتی ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا سند یافتہ بندہ بھجواتا ہے۔ اور یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ اور امت مسلمہ جو خدا کے سب سے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی امت ہے اس پر خدا کا یہ فضل کیسے منقطع ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۔
عظیم کتاب جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا، برکت دی گئی ہے تاکہ یہ (لوگ) اس کی آیات پر تدبر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔

(سورۃ ص ۳۸:۳۰)

نبوت کے اجراء کے حوالے سے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

"اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

امتِ مسلمہ میں آئندہ آنے والوں کی بابت پیشگوئیاں

رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کو آئندہ پیش آنے والے حالات سے جہاں متنبہ فرمایا وہاں قدم قدم پر اپنی امت کی رہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ کے کئے گئے وعدوں کے مطابق آنے والے وجودوں کی بابت بھی خوش خبریاں دیں۔

۱۔ سب سے پہلے آپؐ نے اپنے بعد خلافت کے قیام کی بابت پیشگوئی فرمائی:

فَقَالَ حُذَيْفَةُ : أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ ، فَجَلَسَ أَبُو ثَعْلَبَةَ ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا ، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ ثُمَّ سَكَتَ

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھا لے گا اور پھر اس کے بعد نبوت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہو گی۔ اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو اٹھا لے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل و غارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور و جبر والی بادشاہت ہو گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل الکوفیین حدیث نعمان بن بشیرؓ و مشکوٰۃ المصابیح باب الانذار و التحذیر)

جہاں آپ ﷺ نے اپنے بعد خلافت کے قیام کا بتلایا اس کے بعد بادشاہت کا ذکر کیا وہاں اس جور و جبر والے بادشاہت کے دور میں آپؐ نے اپنی امت کی رہنمائی کے لئے چند نیک وجودوں کے آنے کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا۔

۲۔ **امت میں آنے والے مجددین کی پیشگوئی:**

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: 'إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا'

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آکر دین کی تجدید کرے گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ و مشکوٰۃ کتاب العلم)

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی امت میں نازل ہونے والے ایک عظیم الشان وجود کی پیش خبری دی۔

۳۔ **امام مہدی کی بابت پیشگوئی:**

حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الأَنْفِ يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ "

حضرت ابی سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا مجھ سے قریبی تعلق ہوگا اس کی پیشانی روشن اور ناک بلند ہوگی۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ پہلے ظلم وتعدی سے اٹی پڑی تھی۔ وہ سات برس مالک رہے گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب المہدی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا الْعَمِّيَّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ النَّاجِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ خَشِينَا أَنْ يَكُونَ، بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ " إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا " . زَيْدٌ الشَّاكُّ . قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ " سِنِينَ " . قَالَ " فَيَجِيءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي " . قَالَ " فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ " . قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم . وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ .

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، زید عمی، ابو صدیق ناجی، حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی بدعت شروع ہو جائے پس ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک مہدی آئے گا جو پانچ یا نو سال تک حکومت کرے گا پھر اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے مجھے دیجئے پس وہ اسے اتنے دینار دیں گے جتنے اس میں اٹھانے کی استطاعت ہو گی۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔ ابو صدیق کا نام بکر بن عمرو ہے انہیں بکر بن قیس بھی کہتے ہیں۔

(ترمذی،کتاب الفتن، باب مَا جَاءَ فِي الْمَهْدِيِّ)

ایسے ہی ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے اس امام مہدی کی صداقت کا یہ نشان بتلایا

عَنْ مُحَمَّدَبْنِ عَلَیَّ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ قَالَ: اِنَّ لِمَھْدِیَّنَا آیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خلق السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لأَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْہُ، وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللهُ السَّمَوَاتِ وَ الأَرْضَ

حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا: یقیناً ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں جو تخلیق ارض و سماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں، رمضان کی اول راتوں میں چاند گرہن اور اس کے نصف میں سے سورج گرہن اور یہ تخلیق ارض و سماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں۔

(سُنَنُ الدَّارقطنی کتاب العیدین،باب صفۃ الصلوٰۃ الخسوف)

اس کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے اس آنے والے امام مہدی کی جائے پیدائش کے حوالہ سے بھی اپنی امت کو ان الفاظ میں آگاہ فرمایا:

قَا لَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْ عَہْ وَ یُصَدِقُہُ اللهُ تَعَالٰی وَ یَجْمَعُ اَصْحَا بَہ، مِنْ اَقْصَی الْبِلَا دِ عَلٰی عِدَّ ۃِ اَھْلِ بَدْرٍ بِثَلَا ثِ مِا ئَۃٍ وَ ثَلَا ثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا وَ مَعَہ، صَحِیْفَۃٌ مَخْتُوْ مَۃٌ فِیْھَا عَدَدُ اَصْحَا بِہٖ بِاَسْمَا ئِھِمْ وَ بِلَا دِ ھِمْ وَخِلَا لِھِمْ۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا مہدی ایک ایسے گاؤں میں مبعوث ہوگا جس کا نام 'کدعہ' ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا۔ اور بدری صحابہ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ اسے عنایت فرمائے گا۔ جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

(کذا فی الاربعین) جواہر الاسرارقلمی صفحہ۵۶مصنفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی الملک الطوسی)

(ارشادات فریدی جلد ۳ صفحہ ۷۰مطبوعہ مفید عام بریس آگرہ ۱۳۳۰ھ)(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۴)

۴۔ نزول عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی

وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ " . فَقُلْتُ لاِبْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ " وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ " قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي . قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صلى الله عليه وسلم .

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے پھر امامت کریں گے تمہاری تم میں سے ہی۔ ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ امامت کریں گے تمہاری تم میں سے۔ میں نے (ولید بن مسلم نے) کہا بتائیے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق امامت کریں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الا یمان،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ صلى الله عليه وسلم حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ " .

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان اور انصاف سے حکم کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور سوّر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور بہت مال دیں گے یہاں تک کہ لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الا یمان،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ". ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ [وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا]

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیاومافیہا سے بڑھ کر ہوگا۔

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ علیهما السلام)

اَلَا اِنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَہ' نَبِیٌّ وَ لَا رَ سُوْلٌ :اَلَا اِ نَّہ' خَلِيْفَتِىْ فِىْ اُمَّتِىْ مِنْ بَعْدِىْ، اَلَا اِنَّہ' يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَ يَضَعُ الْجِزْ يَۃَ، وَ تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، اَلَا مَنْ اَدْرَكَہ' فَلْيَقْرَ أ

خبر دار رہو عیسیٰ بن مریم اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں۔ خوب سن لو وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔ صلیب کو پاش پاش کر دے گا۔ اور جزیہ ختم کر دے گا۔ اس وقت میں جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اس سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

(طبرانی الاوسط والصغیر، حدیقة الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۰)

۵۔ آنے والا مسیح ابنِ مریم نبی اللہ ہوگا

ایسے ہی رسول کریم ﷺ نے اس آنے والے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو مسلم میں درج ایک حدیث میں چار بار نبی اللہ کہا ہے۔ اور اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ میری امت میں میرے بعد جو مثیل مسیح آئے گا وہ نبی اللہ ہوگا۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے۔ اس کا متعلقہ حصہ درجِ ذیل ہے۔

وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهُ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الأَرْضِ فَلاَ يَجِدُونَ فِي الأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلاَّ مَلأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ

رسول اللہ عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو پھر یہاں گھیر لیا جائے گا ثور میں، اور ان پر اتنا سخت دباؤ ڈالا جائے گا کہ بَیل کا سر ان کے لئے سو دینار سے زیادہ عزیز تھا اور رسول اللہ عیسیٰ اور اس کے ساتھی اللہ سے التجا کریں گے، جو ان کو کیڑے بھیج دے (جو ان کی گردنوں پر حملہ کرتا تھا) اور صبح ہوتے ہی وہ کسی ایک شخص کی طرح ہلاک ہو جاتے۔ اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ اور اس کے ساتھی اس وقت زمین پر آتے تھے اور انہیں زمین میں اتنی جگہ نہیں مل پاتی تھی جس میں ان کی عدم استحکام اور بدبو سے بھر نہ ہو۔ اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ اور اس کے ساتھی پھر اللہ سے التجا کریں گے، جو پرندے بھیجے جس کی گردنیں باختریں اونٹوں کی طرح ہوں گی اور وہ انہیں لے جا کر پھینک دیتے جہاں خدا نے چاہا۔

(صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَا مَعَهُ)

٦۔ عیسیٰ ابن مریم ہی امام مہدی ہوں گے۔

مندرجہ بالا احادیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنی امت میں امام مہدی اور مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش خبریاں دی ہیں۔ ان پیش خبریوں کو پڑھنے کے بعد بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہ دو مختلف وجود ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس فتنہ اور غلط عقیدہ سے بچانے کے واسطے بڑی وضاحت سے بتلادیا کہ امام مہدی اور مسیح ابن مریم ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ چند حدیثیں درج ذیل ہیں:

يُو شِكُ مَن عَاشَ مِنْكُم اَن يَّلقىٰ عِيسَى ابْنَ مَر يَمَ اَمَا ماً مهدِيًّا وَّ حَكَمًا وَ عَد لًا فَيَكسِرُ الصَّلِيْبُ وَ يَقْتُلُ الخِنزِيرَ

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہونگے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۱۱۴)

ثَم ينزل عيسىٰ ابن مريم مصدَقاً بمحمدِ على ملَتہ اماماً مهديًّا و حكمًا عدلًا فيقتل الدجال

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجال کو قتل کریں گے۔

(طب۔ عبداللّٰہ بن مغفل،کنز العمال ، كتاب القيامۃ،صفحہ ۱۴۱)

''۔۔ و لا تقوم الساعۃ الا على اشرار الناس، ولا مهدى الا عيسىٰ ابن مريم۔''

قیامت صرف شریر ترین لاگوں پر قائم ہو گی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

(ھ۔ک۔عن انس، كنز العمال، كتاب القيامۃ، صفحہ ۱۱۸)

حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ". تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالأَوْزَاعِيُّ.

یعنی رسول اللہ ﷺ امت کو فرماتے ہیں تم کیسے ہو گے جب ''ابن مریم'' تم میں نازل ہونگے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہونگے۔

(صحيح بخارى، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليهما السلام)

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ قَالَ " لاَ يَزْدَادُ الأَمْرُ إِلاَّ شِدَّةً وَلاَ الدُّنْيَا إِلاَّ إِدْبَارًا وَلاَ النَّاسُ إِلاَّ شُحًّا وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلاَّ عَلَى شِرَارِ النَّاسِ وَلاَ الْمَهْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ " .

عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

(سنن ابن ماجہ،کتاب الفتن،باب شِدَّةِ الزَّمَانِ)

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول کریم ﷺ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتلا دیا کہ میرے بعد خلافت ہو گی جو بعد میں بادشاہت میں بدل جائے گی۔ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ میری امت کی رہنمائی کے لئے ایسے وجود بھجوائے گا جو امت میں موجود خامیوں کی نشان دہی کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔اور پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسے وجود کو بھجوائے گا جو امام مہدی بھی ہو گا اور مسیح ابن مریم بھی ہو گا۔اور وہ نبی اللہ بھی ہو گا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ پھر خلافت کو قائم فرمائے گا

نبی کی تعریف

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو غیب پر غلبہ عطا کرتا ہے۔یعنی بکثرت غیب کا علم عطا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

۱۔ ’’اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کہ طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۰۸)

۲۔ ”جس کے ہاتھ اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت فلا یظہر علٰی غیبیہ (الجن:۲۷) کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۰۸)

۳۔ ”مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰)

۴۔ ”پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔“

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۹۵)

۵۔ ”اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ ۳۱۱)

۶۔ ”بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسٰی اسی امت میں سے ہو گا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۳۰۶، ۳۰۵)

۷۔ ''نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بہ کثرت آئندہ کی خبریں دے۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۱۸۹)

۸۔ ''ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔۔یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۱۸۹، ۳۴۱)

۹۔ ''آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔''

(تتمہ حقیقۃالوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۵۰۳)

۱۰۔ ''اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالی کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہوتا ہے۔۔۔۔۔ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔''

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۲۲۵)

۱۱۔ ''اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔مگر بغیر شریعت کے۔''

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

نبوت کی اقسام

مامورین کی دو قسمیں

سوال:۔آپ کی سمجھ میں خدا کا کلام کیا ہے۔یعنی کیا آپ بھی کچھ نوشتے چھوڑ جائیں گے۔جیسے انجیل یا توریت ہے؟

جواب حضرت اقدسؑ:۔بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے جو لوگ مامور ہو کر دنیا کی اصلاح کے واسطے آتے ہیں وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ایک وہ جو صاحبِ شریعت ہوتے ہیں اور ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ

وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے تھے اور مامور ہو کر آئے تھے، مگر اُن کو ایک شریعت دی گئی جس کو آپ تورات کہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ شریعت موسیٰؑ کی معرفت دی گئی۔

مگر ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے ہمکلام تو ہوتے ہیں اور ان صاحبِ شریعت نبیوں کی طرح وہ بھی اصلاحِ خلق کے لیے آتے ہیں۔ اور اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ آتے ہیں، مگر وہ صاحبِ شریعت نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ وُہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ اسی موسوی شریعت کے پابند تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا۔ جب اُس کا زندہ کلام موجود ہو اور ایک مستقل شریعت وقت کی ضرورت کے موافق موجود ہو تو دوسری کوئی شریعت نہیں دی جاتی، لیکن ہاں اس وقت تو ایسا ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ جب اہلِ دنیا کے دلوں سے خدا کی محبت سرد ہو جائے اور اعمالِ صالحہ کی بجائے چند رسمیں رہ جائیں۔ تقویٰ اور اخلاقِ فاضلہ نہ رہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث کرتا ہے۔ جو اسی شریعت پر عملدرآمد کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے عملی نمونہ سے اس شریعت حقہ کی کھوئی ہوئی عظمت اور بزرگی کو پھر لوگوں کے دلوں میں قائم کرتا ہے۔ اس کے مناسب حال اس میں سب باتیں موجود ہوتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہے۔ کلام الٰہی کا مغز اُسے عطا ہوتا ہے اور شریعت کے اسرار پر اُسے اطلاع دی جاتی ہے۔ وُہ بہت سے خوارق اور نشان لے کر آتا ہے۔ غرض ہر طرح سے معزز اور مکرم ہوتا ہے، مگر دنیا اس کو نہیں پہچانتی۔ جیسے جیسے کسی کو آنکھیں ملتی جاتی ہیں وہ اُس کو اسی حد تک شناخت کرتا جاتا ہے۔"

(ملفوظات ۲۰۱۶، جلد دوم، صفحہ ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۹ اپریل ۱۹۰۱ء)

مرسلین پر ایمان لانے کا طریق

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝

یہ "وہ" کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اُتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۳ تا ۵)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ یوں فرماتا ہے۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے ربّ کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (اُن میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے ربّ! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲:۲۸۶)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقی کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ مومن کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس نے سنا اور اطاعت کی۔ انہی احکامات پر عمل کرتے ہوئے یعنی غیب پر ایمان کے نتیجہ میں ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسی طرح فرشتوں، نبیوں، کتب اور جزا سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر مسلمان پر غیب پر ایمان لانا فرض ہے۔ مگر کیا محض غیب پر ایمان لانے سے ایمان مکمل ہو جاتا ہے؟ کیا اس سے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ غیب پر ایمان دراصل ایمان کی شروعات ہیں۔ یا اسے یوں کہنا چاہیئے کہ غیب پر ایمان لانا ایمان کی بنیاد ہے۔ لیکن اس ایمان کو حق الیقین کے مقام تک لے جانے کے لئے کچھ مزید مراحل کو طے کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کی چند وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔ (یہاں میں نبوت کے حوالے سے بات کر رہا ہوں)

اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے تو کیا ہمارا فرض ہے کہ غیب پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہی معیار ہے تو رسول کریم ﷺ کی زندگی میں مسیلمہ نے بھی تو نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مگر کوئی مسلمان اس پر ایمان نہیں لایا۔ ایسے ہی بعد میں بھی دعویٰ کنندگان کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ جنہیں نہیں مانا جاتا۔ اس لئے یہ نتیجہ نکلا کہ کسی پر ایمان لانے کے لئے یقیناً کوئی اور معیار بھی ہونگے۔ اور کسی پر بھی بطور مامور ایمان لانے کے لئے دعویدار کو ان معیاروں پر بھی پرکھنا ہو گا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

پس کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے تالے پڑے ہوئے ہیں؟

(سورۃ محمد ۴۷:۲۵)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے کہ انکار کرنے والے لوگوں سے کہہ دو۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ
اس سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔

(سورۃ یونس ۱۰:۱۷)

اس ارشاد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مامور من اللہ کی سچائی کو پرکھنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ان کا شروع سے ہی خدا سے ایک تعلق ہوتا ہے۔ شروع سے ہی یہ تمام لوگ دنیا کی بجائے خدا سے تعلق قائم کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ان تمام احباب کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی ہر لحاظ سے ایک مثال ہوتی ہے اور ہر خامی یا عیب سے پاک ہوتی ہے۔
سب سے پہلے پیارے آقا ﷺ کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کھانے پینے کا کچھ سامان لیکر غار حرا میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی دن وہاں خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ جب خوراک ختم ہوتی تو واپس آتے اور مزید خوراک لے کر پھر وہیں غار حرا میں چلے جاتے۔اور وہیں پر سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپؐ پر خدا کا پیغام لے کر نازل ہوئے۔
ایسے ہی حالات ہمارے پیارے آقا ﷺ کے غلام دیگر بزرگان کے نظر آتے ہیں۔
اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ آپ دنیاوی تعلیم حاصل کر کے دنیاوی ترقی کریں مگر آپ 'مسیتڑ' یعنی ہر وقت مسجد میں رہنے والے مشہور تھے۔ کوئی آپؑ کا پوچھتا تو جواب یہی ہوتا تھا کہ کہیں مسجد میں پڑا ہوگا۔ والد صاحب کی شدید خواہش کے احترام میں کچھ عرصہ نوکری بھی کی۔ مگر وہاں بھی زیادہ وقت خدا کی یاد میں گزرتا تھا۔ آپ لمبا عرصہ روزے رکھتے رہے۔ دین کی تڑپ کا ہی نتیجہ تھا کہ خدا، رسول کریم ﷺ اور قرآن کی حقانیت اور سچائی کو دوسرے مذاہب پر ظاہر کرنے کے لئے براہین احمدیہ لکھنی شروع کی۔
اور وہ لوگ جو خدا سے سچی محبت کرتے ہوں کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ صادق اور امین نہ ہوں۔اور پھر ایسے لوگوں پر خدا کے فضلوں کے دروازے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔اس لئے صادق اور امین ہونے کے ساتھ ساتھ خدا سے ایک زندہ تعلق کا ہونا بھی ضروری ہے۔اور یہ چیز ہمیں تمام مامورین میں بڑی واضح نظر آتی ہے۔
کیا بس کسی سچے مامور کی پہچان کے لئے اتنا کافی ہے ؟اس سوال کے جواب میں جب ارد گرد نظر دوڑائیں تو کئی ایسے لوگ نظر آئیں گے جو محض اپنے صادق اور ظاہری کمزوریوں سے پاک ہونے کو معیار بنا کر مقام نبوت پر فائز ہونے کے دعویدار تھے۔

اس لئے صرف اتنا کافی نہیں کہ ہر وہ شخص جو نیک، صالح، صادق اور امین ہونے کا دعویدار ہو وہ لازماً نبی بھی ہو۔ اس کے لئے دوبارہ قرآن پاک کا سہارا لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی سچائی کو پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور شرائط بھی بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً

- اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے کثرت کے ساتھ بلاواسطہ یا فرشتوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو کثرت کے ساتھ امور غیبیہ سے مطلع فرماتا ہے۔
- نبی نذیر اور بشیر بھی ہوتے ہیں۔
- نبیوں کو استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کی شدید مخالفت ہوتی ہے۔
- سچے نبی لازماً غالب آتے ہیں۔

اس کے لئے جب گزشتہ نبیوں کے حوالے دیکھے تو اکثر نبیوں نے اپنی قوم کو نبی کی صداقت کو پرکھنے کے لئے جو ہدایت فرمائی وہ یہ تھی۔ **''جو بھی سچا نبی ہو گا وہ غیب کی باتیں بتائے گا۔ اور جب وہ پوری ہو جائیں تو سمجھ لو کہ وہ سچا نبی ہے۔''**

نوٹ: مندرجہ بالا حوالے کو اگلے مضمون میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچے نبی کی پہچان کے لئے فرمایا:

''انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں''۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۸، ۳۱۹)

جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا کہ خدا کی سنت یہی ہے کہ جب بھی کوئی رسول آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بکثرت امور غیبیہ کی اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نشانی ہے جو صرف سچے رسول میں ہو سکتی ہے۔ اور میرے خیال میں یہ ایک ناقابل تردید اصول ہے اور کسی بھی مرسل کی سچائی کی نشانی ہے۔

آج کے دور میں جب خدا کا خوف دل سے ختم ہو گیا ہے۔ لوگوں نے مذہب کو مذاق بنالیا ہے۔ ہر کوئی دعوے کر رہا ہے۔ اور پھر اپنی سچائی کے لئے قسمیں اور حلفیہ بیان شائع کر رہا ہے۔ تو ایسی صورت میں ہر مومن اور متقی پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ٹھوکر سے بچنے کے لئے قرآنی احکامات اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں ہر دعویدار کو پرکھے۔ اس کے لئے خدا سے دعائیں بھی کرے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے ہر ٹھوکر سے بچانا۔ مجھے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دینا۔ آمین ثم آمین

ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یکم مئی ۱۹۰۸ء

''سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا جو ثبوت کوئی پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ بلا دلیل صدق کی دلیل ہر گز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مواخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات، ایڈیشن ۱۹۸۴، جلد ۵، صفحہ ۲۶۶)

۱۸۹۱ء میں جب بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ہر طرف سے شدید مخالفت شروع ہوئی۔ اس وقت حضرت نواب محمد علی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ حضورؑ نے اپنی کتاب

آئینہ کمالات اسلام میں اس خط کا جواب درج فرمایا ہے۔ بعض احباب اس خط کے بعض حصے پیش کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضورؑ نے فرمادیا ہے کہ بس غیب پر ایمان لانا چاہیئے اور نشان مانگنا خدا کے احکامات اور ارشادات کے منافی ہے۔

اس میں جہاں حضورؑ نے غیب پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے وہاں اس بات پر بھی زور دیا ہے یعنی

"اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں اور قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۳۴)

سچے مامور من اللہ کی پہچان اور اس کی علامات

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِه وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا

یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء ۴: ۱۵۱ تا ۱۵۳)

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

☆حدثنا عبداللّٰہ حدثنا ابی حدثنا اسود بن عامر انابوبکر عن عاصم عن ابی صالح عن معاویة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتة جاھلیة صفحہ نمبر ۹٦ جلدنمبر ۴ مسند احمد و اخرجہ احمد والترمذی و ابن خزیمة و ابن حبان و صححہ من حدیث الحارث الاشعری بلفظ من مات ولیس علیہ امام جماعة فان موتتہ موتة جاھلیة. ورواہ الحاکم من حدیث بن عمرو من حدیث معاویة و رواہ البزّار من حدیث ابن عباس.

ترجمہ: جس نے اپنے وقت کے امام کا انکار کیا وہ جاہلیت کی موت مرا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حدیث کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں

"امابعد واضح ہو کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔"

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۷۲)

مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامورین پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے مامورین پر ایمان لانے کی اتنی سختی سے تاکید فرمائی وہاں اپنے بندوں کی رہنمائی اور انہیں ٹھوکر اور ابتلاء سے بچانے کے لئے سچے مامورین کی نشانیاں بھی بیان فرمادیں۔ جب ہم گزشتہ انبیاء کی تعلیم دیکھتے ہیں تو وہ سچے نبی کی پہچان یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو سچے نبی کی صداقت کی نشانی یوں بیان فرماتے ہیں:

۲۰۔ لیکن جو نبی کوئی بات کہتا ہو جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا کوئی نبی دوسرے معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ جان سے مارا جائے۔ ۲۱۔ تم شاید اپنے دل میں کہو کہ جب کوئی پیغام خداوند کی طرف سے نہ کہا گیا ہو تو اسے ہم کیسے پہچانیں؟ ۲۲۔ جب کوئی

نبی خداوند کے نام سے کوئی بات کہے اور وقوع میں نہ آئے یا پوری نہ ہو تو وہ خداوند کی کہی ہوئی نہیں ہو سکتی۔اس نبی نے وہ بات گستاخی سے کہی ہے۔ تم اس سے خوف نہ کرنا۔ (استثنا۱۸: ۲۰، ۲۱، ۲۲)

ایسے ہی بائبل میں حزقی ایل نبی یوں فرماتے ہیں:

۳۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ ان احمق نبیوں پر افسوس جنہوں نے کچھ نہیں دیکھا اور محض اپنی ہی روح کے پیچھے بھٹک جاتے ہیں! ۴۔ اے اسرائیل، تیرے انبیاء ان لومڑیوں کی مانند ہیں جو کھنڈروں میں پائی جاتی ہیں۔ ۵۔ تم دیوار کی مرمت کرتے ہوئے رخنوں تک نہیں پہنچے تاکہ وہ بنی اسرائیل کی خاطر خداوند کے دن جنگ میں قائم رہے۔ ۶۔ ان کی رویتیں باطل ہیں اور ان کی پیشگوئی جھوٹی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خداوند فرماتا ہے جبکہ خداوند نے انہیں نہیں بھیجا۔ پھر بھی وہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے الفاظ صحیح ثابت ہوں گے۔ ۷۔ جب تم نے یہ کہا کہ خداوند فرماتا ہے، تب تم نے باطل رویا نہیں دیکھی اور جھوٹی پیشگوئی نہیں کی؟ حالانکہ میں نے کلام نہیں کیا۔ ۸۔ اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے، تمہاری دروغ گوئی اور جھوٹی روایتوں کے باعث میں تمہارا مخالف ہوں۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ ۹۔ میرا ہاتھ ان انبیاء کے خلاف ہوگا جو باطل روایتیں دیکھتے ہیں اور جھوٹی پیش گوئی کرتے ہیں۔ وہ میری امت کے لوگوں میں نہ ہوں گے، نہ بنی اسرائیل کے دفتر میں درج ہوں گے اور نہ ہی وہ اسرائیل کے ملک میں داخل ہوں گے۔ تب تم جان لوگے کہ میں خداوند خدا ہوں۔

(حزقی ایل ۱۳: ۳تا۹)

ایسے ہی یرمیاہ نبی کی کتاب میں درج ہے:

۱۶۔ رب الافواج یوں فرماتا ہے؛ انبیاء جو تمہارے درمیان نبوتیں کرتے ہیں ان پر دھیان نہ دو؛ وہ تمہیں جھوٹی امیدیں دلاتے ہیں۔ وہ رویاؤں کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ ان ہی کے دماغ کی پیداوار ہوتی ہیں، وہ خداوند کے منہ سے نکلا ہوا کلام نہیں ہوتا۔ ۱۷۔ وہ میری توہین کرنے والوں سے کہتے رہتے ہیں، خداوند فرماتا ہے، تم سلامتی پاؤ گے۔

۲۱۔ میں نے ان نبیوں کو نہیں بھیجا، پھر بھی وہ اپنا پیغام لے کر دوڑے پھرے؛ میں نے ان سے کلام نہیں کیا، پھر بھی انہوں نے نبوت کی۔

۲۵۔ میں نے ان نبیوں کی باتیں سنی ہیں جو میرے نام سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے خواب دیکھا، میں نے خواب دیکھا۔ ۲۶۔ ان جھوٹے نبیوں کے دل میں کب تک یہ بات رہے گی کہ وہ ایسی نبوت کرتے رہیں جو محض ان کے اپنے دماغ کا خلل

ہے ؟۲۷۔ وہ سوچتے ہیں کہ جو خواب یہ ایک دوسرے کو بتاتے ہیں ان سے میرے لوگ میرا نام لینا بھول جائیں گے، ٹھیک اسی طرح جیسے ان کے باپ دادا بعل کی عبادت کر کے میرا نام لینا بھول گئے۔ ۲۸۔ جو نبی خواب دیکھے وہ اسے بیان کرے لیکن جسے میرا کلام پہنچا ہے وہ اسے دیانتداری سے پیش کرے کیونکہ بھوسے کو گیہوں سے کیا نسبت؟ خداوند فرماتا ہے۔ ۲۹۔ کیا میرا کلام آگ کی مانند نہیں ہے؟ خداوند فرماتا ہے۔ اور ایک ہتھوڑے کی مانند جو چٹان کو توڑ کر چکنا چور کر دیتا ہے؟

۳۰۔ اس لئے خداوند فرماتا ہے، میں ان نبیوں کے خلاف ہوں جو اس خیال سے ایک دوسرے کا کلام چراتے ہیں گویا وہ میرا ہے۔ ۳۱۔ اس لئے خداوند فرماتا ہے، کہ میں ان نبیوں کے بھی خلاف ہوں جو محض اپنی زبان سے کچھ بولتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے۔ ۳۲۔ یقیناً میں ان کے بھی خلاف ہوں جو جھوٹے خوابوں کی نبوت خود ہی کرتے ہیں اور خوب جھوٹ بول کر میرے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، حالانکہ میں نے انہیں نہ تو بھیجا نہ ان کا تقرر کیا۔ لہٰذا ان لوگوں سے میرے لوگوں کو ذرا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ خداوند فرماتا ہے۔

۳۹۔ اس لئے یقیناً مین تمہیں فراموش کر دوں گا اور تمہیں اس شہر سمیت جو میں نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو دیا تھا، اپنی نظر سے دور کر دوں گا۔ ۴۰۔ میں تمہیں ابدی ملامت کا نشانہ بناؤں گا۔ ایسی ابدی پشیمانی جو کبھی فراموش نہ ہوگی۔

(یرمیاہ ۲۳: ۱۶ تا ۴۰)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو مزید کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سچے مامور کی مندرجہ ذیل نشانیاں بیان فرماتا ہے۔

شرط نمبر ۱: ماموریت سے پہلے کی زندگی صداقت کا ثبوت ہے۔

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

تو کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس پر مطلع کرتا۔ پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے؟

(سورۃ یونس ۱۷:۱۰)

یہاں اللہ تعالیٰ نبی کی دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی کو صداقت کے طور پر پیش کرتا ہے کہ وہ مامور تم میں ایک لمبا عرصہ رہا کیا تم نے اس میں کوئی عیب پایا۔ یعنی نبی ہر عیب اور برائی سے پاک ہوتا ہے تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔

شرط نمبر ۲: آنے والا پہلوں کا مصدق ہوتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(سورۃ الاعمران ۳:۸۲)

اللہ تعالیٰ نے سچے مامور کی سچائی کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے سے پہلے مامورین کا مصدق ہوتا ہے۔ اور پہلے رسولوں کی تعلیم کی مکمل تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔

شرط نمبر ۳: اللہ تعالیٰ اپنے سچے مامور کو غیب کی خبریں دیتا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ مجھ (اللہ) سے علم پا کر غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی نشانی ہے جو کسی جھوٹے میں ہو ہی نہیں سکتی۔

شرط نمبر ۴: تمام انبیاء نذیر اور بشیر ہوتے ہیں۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ۝

اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کا سہارا لے کر جھگڑتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ حق کو جھٹلا دیں۔ اور انہوں نے میرے نشانات کو اور ان باتوں کو جن سے وہ ڈرائے گئے مذاق کا نشانہ بنا لیا۔ (سورۃ الکھف ۱۸:۵۷)

اللہ تعالیٰ نے سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ بشارتیں دیتے ہیں اور انکار کرنے والوں کو ڈرانے والے ہوتے ہیں۔

شرط نمبر۵: سچے مامور کوئی بھی نشان لانے کی بات خدا کے اذن کے بغیر نہیں کہتے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ

اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیّت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لاسکے۔ اور ہر مقدر وقت کے لئے ایک نوشتہ ء تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳:۳۹)

اللہ تعالیٰ سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ جو بھی نشان کی بات بیان کرتا ہے میرے اذن سے بیان کرتا ہے۔ اس کی کسی بات میں اس کے نفس کی خواہش شامل نہیں ہوتی۔

شرط نمبر۶: خدا کے مامور لازماً غالب آتے ہیں۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۚ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۚ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۚ

اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔ (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔ اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

(سورۃ الصّافّات ۳۷:۱۷۲ تا ۱۷۴)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۚ

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔

(سورۃ المجادلہ ۵۸:۲۱)

انبیاء کرام کی یہ سچائی بھی ناقابل تردید ہے۔ کیونکہ جب جب خدا کے نبی آئے اس وقت کی طاقتوں نے انہیں مٹانے کی انتہائی کوشش کی۔ انہیں سخت تکلیفوں میں مبتلا کیا مگر انجام کار خود ختم ہوگئے اور خدا کے رسول غالب آئے۔

قرآن پاک اور بائیبل کی تعلیم کے مطابق سچے مامور من اللہ کی سچائی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا سے علم پاکر غیب کی خبریں دیں اور وہ خبریں پوری شان کے ساتھ پوری ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے مامور الزماں کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو وہ اس نام سے موسوم ہو سکتا ہے بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہے؟ اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ اِمَاماً** (الفرقان:۷۵) پس اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مومن متقی امام ہی ہوئے اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے اور ایسا ہی بموجب نص قرآن کریم کے ہر ایک ملہم اور صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ قرآن کریم میں عام مومنین کے لئے یہ بشارت ہے کہ **لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** (یونس:۶۵) یعنی دنیا کی زندگی میں مومنین کو یہ نعمت ملے گی کہ اکثر سچی خوابیں انہیں آیا کریں گی یا سچے الہام ان کو ہوا کریں گے۔ پھر قرآن شریف میں ایک دوسرے مقام میں ہے۔ **اِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا** (حٰم السجدہ ۳۱:۱) یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اور ان کو تسلی دیتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بذریعہ الہام تسلی دی گئی۔ لیکن قرآن ظاہر کر رہا ہے کہ اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنوں کے لئے ایک روحانی نعمت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہوں اور ان الہامات کے پانے سے وہ لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہو سکتے اور اکثر یہ الہامات ان کے ذاتیات کے متعلق ہوتے ہیں اور علوم کا افاضہ ان کے ذریعہ سے نہیں ہوتا اور نہ کسی عظیم الشان تحدّی کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسے کے قابل نہیں ہوتے بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک امام کی دستگیری افاضہ علوم نہ کرے تب تک ہر گز ہر گز خطرات سے امن نہیں ہوتا۔''

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴)

مندرجہ بالا اقتباس میں حضورؑ نے یہ بات کھول کر بیان کر دی کہ محض سچی خوابیں آجانا یا کوئی الہام ہو جانا اس بات کی نشانی نہیں کہ وہ شخص مامور ہو گیا ہے یا اسے اب کسی مامور کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ ضروری ہے کہ کثرت کے ساتھ امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے اور وہ باتیں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوں۔ اور ایسی باتیں محض اپنی ذات کے متعلق نہ ہوں۔ بلکہ وہ پیشگوئیاں دنیا کے حالات کے متعلق ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپؑ کے دعوے

اعتراضات اور ان کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی

جیسا کہ گزشتہ صفحات پر تحریر کر چکا ہوں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ سچے مرسلین کی ایک نشانی یہ بیان فرماتا ہے کہ ان کے دعویٰ سے پہلی زندگی ہر اعتراض سے پاک ہوتی ہے۔ ذیل میں حضرت مسیح موعودؑ کی بچپن کی زندگی اور دوسروں کی آپؑ کے بارہ میں رائے پیش ہے۔

حضرت کا پاکیزہ بچپن: حضرت اقدس علیہ السلام کا بچپن ملکی ماحول کی بے شمار آلودگیوں کے باوجود معجزانہ طور پر نہایت درجہ پاکیزہ اور مقدس تھا۔ آپ کو کم سنی میں قادیان اور اس کے مضافات کے علاوہ اپنے ننہال ایمہ ضلع ہوشیار پور میں بھی کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مگر آپ جہاں بھی تشریف لے گئے دوسرے تمام بچوں سے ممتاز پائے گئے۔ متانت، سنجیدگی، تنہا پسندی اور گہرے غور و فکر کی قوت ابتداء ہی سے قدرت نے آپ کو ودیعت کر رکھی تھی اور آپ بچپن سے ہی ایک نرالی دنیا کے فرد نظر آتے تھے۔ موضع بہادر حسین ضلع گورداسپور کے ایک سر برآوردہ شخص کی گواہی ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ساتھ ان کے گاؤں آئے تھے یہ گاؤں ان کی جاگیر تھا۔ "**مرزا غلام قادر صاحب ہمارے ساتھ کھیلتے اور جو جو کھیلیں ہم کرتے وہ بھی کرتے مگر مرزا غلام احمد صاحبؑ نہ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے اور نہ شوخی وغیرہ کی باتیں کرتے بلکہ چپ چاپ بیٹھے رہتے۔**" حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کے ایک ہم عمر ہندو کی شہادت ہے کہ "**میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے (علیہ السلام) میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں اب بھی وہی ہیں۔ سچا، امانت دار اور نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے اور پرمیشور اپنے جلوے دکھا رہا ہے۔۔۔۔۔**"

ایک معمر ہندو جاٹ کی شہادت: ایک معمر ہندو جاٹ کی (جس نے آپ کو گود میں کھلایا بھی ہے) شہادت ہے کہ:

"جب سے اس (مراد حضرت مسیح پاک۔ ناقل) نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا۔ دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا۔ بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا۔ شرارت، فساد، جھوٹ، گالی کبھی اس میں نہیں۔ ہم اور ہمارے ہم عمر اس کو سست اور سادہ لوح اور بے عقل سمجھا کرتے تھے کہ یہ کس طرح گھر بسائے گا۔ سوائے الگ مکان میں رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں تھا۔ نہ کسی کو مارا نہ آپ مار

کھائی۔ نہ کسی کو برا کہانہ آپ کو کہلوایا۔ ایک عجیب پاک زندگی تھی مگر ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی۔ نہ کہیں آنا نہ جانا۔ نہ کسی سے سوائے معمولی بات کے بات کرنا۔ اگر ہم نے کبھی کوئی بات کہی کہ میاں دنیا میں کیا ہو رہا ہے تم بھی ایسے رہو۔ اور کچھ نہیں تو کھیل تماشہ کے طور پر ہی باہر آیا کرو تو کچھ نہ کہتے ہنس کے چپ ہو رہتے۔ تم عقل پکڑو کھاؤ کماؤ کچھ تو کیا کرو۔ یہ سن کر خاموش ہو رہتے۔ آپ کے والد مجھے کہتے۔ نمبر دار! غلام احمد کو بلا لاؤ اسے کچھ سمجھا دیں گے۔ میں جاتا بلا لاتا۔ والد کا حکم سن کر اسی وقت آجاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے اور نیچی نگاہ رکھتے۔ آپ کے والد فرماتے بیٹا غلام احمد! ہمیں تمہارا بڑا فکر اور اندیشہ رہتا ہے تم کیا کر کے کھاؤ (گے) اس طرح زندگی تم کب تک گذارو گے۔ تم روزگار کرو کب تک دلہن بنے رہو گے۔ خورد نوش کا فکر چاہیئے۔ دیکھو دنیا کماتی کھاتی پیتی ہے کام کاج کرتی ہے۔ تمہارا بیاہ ہو گا بیوی آوے (گی) بالک بچے ہوں گے وہ کھانے پینے پہننے کے لئے طلب کریں گے۔ ان کا تعہد تمہارے ذمہ ہو گا۔ اس حالت میں تو تمہارا بیاہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ اس غفلت اور اس سادگی کو چھوڑ دو۔ میں کب تک بیٹھا رہوں گا۔ بڑے بڑے انگریزوں، افسروں، حاکموں سے میری ملاقات ہے وہ ہمارا لحاظ کرتے ہیں۔ میں تم کو چھٹی لکھ دیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ یا کہو تو میں خود جا کر سفارش کروں۔ تو مرزا غلام احمدؑ کچھ جواب نہ دیتے۔ وہ بار بار اسی طرح کہتے۔ آخر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ ابا بھلا بتاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب العالمین کا فرمانبردار ہو۔ اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پرواہ ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹا جاؤ۔ اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔ جب یہ چلے جاتے تو ہم سے کہتے کہ یہ میرا بیٹا ملاں ہی رہے گا۔ میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس بیس من دانے ہی کما لیتا مگر میں کیا کروں یہ تو ملا گری کے بھی کام کا نہیں، ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں۔ چالاک آدمیوں کا ہے پھر آبدیدہ ہو کر کہتے کہ جو حال پاکیزہ غلام احمدؑ کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی (ہے) یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے"

حضرت اقدسؑ کو شروع سے نماز کے ساتھ گہرا تعلق اور ایک فطری لگاؤ تھا جو عمر کے آخر تک گویا ایک نشہ کی صورت میں آپ کے دل و دماغ پر طاری رہی۔ تحریک احمدیت کے پہلے مورخ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے آپ کے ابتدائی سوانح میں یہ عجیب واقعہ درج کیا ہے کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی سے (جو بعد کو آپ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے

کہ ''نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے'' یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشق الٰہی کی ان لہروں کا پتہ چلتا ہے جو مافوق العادت رنگ میں شروع سے آپ کے وجود پر نازل ہو رہی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے انہی فطری رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ :

اَلْمَسْجِدُ مَکَانِیْ وَ الصَّا لِحُوْنَ اِخْوَانِیْ وَ ذِکْرُ اللّٰہِ مَا لِیْ وَ خَلْقُ اللّٰہِ عَبَا لِیْ

فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یادالٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میرا اعیال اور خاندان ہے۔

حضور کی یہ پاکیزہ فطرت اور خدا نما عادات و خصائل ہی کا نتیجہ تھا کہ جس نے بھی بصیرت کی نگاہ سے دیکھا آپ کا والہ وشیدا ہو گیا۔ میاں محمد یاسین صاحب احمدی ٹیچر بلوچستان کی روایت ہے کہ ''مجھے مولوی برہان الدین صاحبؓ نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ کے پاس گئے اور اس وقت حضور ابھی بچہ ہی تھے۔ اس مجلس میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں باتوں میں مولوی غلام رسول صاحب نے جو ولی اللہ و صاحب کرامات تھے فرمایا کہ اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔ انہوں نے یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی۔ مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا۔ مکرم مولوی غلام محمد صاحب سکنہ بیگووالہ ضلع سیالکوٹ نے بتایا کہ میں نے یہ بات اپنے والد محمد قاسم صاحب سے اسی طرح سنی تھی۔''

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۵۱، ۵۳)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب

ہندوستان کے مشہور عالم دین اور مفسر قرآن اور صحافی ابوالکلام آزاد گواہی دیتے ہیں۔

'کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز، برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔' (اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

منشی سراج الدین صاحب

مشہور مسلم لیڈر اور صحافی اور شاعر مولانا ظفر علی خان صاحب کے والد بزرگوار منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار گواہی دیتے ہیں۔ 'ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔۔۔ آپ بناوٹ اور افتراء سے بری تھے۔' (اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے دعویٰ کے بعد آپ کی شدید مخالفت کی۔ مگر اس سے پہلے انہوں نے آپ کی کتاب براہین احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

'موٴلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیز گار اور صداقت شعار ہیں۔' (اشاعة السنة جلد ۷، صفحہ ۹)

سیالکوٹ کے عوام

حضرت مسیح موعود ؑ نے دعویٰ سے پہلے عین جوانی کا کچھ عرصہ سیالکوٹ میں گزارا۔ اور آپ کے تمام ملنے جلنے والے آپ کے تقویٰ اور نیکی کے دل سے قائل تھے۔ جن لوگوں کے پاس آپ نے قیام فرمایا وہ آپ کو ولی اللہ قرار دیتے تھے۔

(بحوالہ الفضل ۱۸ اکتوبر، ۱۹۲۵ء)

سید میر حسن صاحب

ہندوستان میں علوم شرقیہ کے بلند پایہ عالم اور علامہ اقبال کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب نے آپ کو اسی دور میں ۲۸ سال کی عمر میں دیکھا اور بعد میں یوں گواہی دی۔ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے۔ ادنیٰ تامل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول وفعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ ۱۵۴، ۲۷۰)

حکیم مظہر حسین صاحب

سیالکوٹ کے حکیم مظہر حسین صاحب جو بعد میں آپ کے شدید مخالف بنے انہوں نے آپ کے متعلق لکھا۔

'ثقہ صورت، عالی حوصلہ اور بلند خیالات کا انسان' (اخبار الحکم، ۷ اپریل ۱۹۳۴ء)

قادیان کا ہندو

آپ کے حق میں گواہی دینے والوں میں آپ کے گاؤں قادیان کا وہ ہندو بھی شامل ہے جس نے بچپن سے آخر تک آپ کو دیکھا۔ وہ کہتا ہے۔ 'میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے میں اور وہ ہم عصر ہیں۔ اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی ہی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں۔ سچا امانت دار اور نیک، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے۔' (تذکرہ المہدی، جلد ۲ صفحہ ۳۴)

مولوی غلام رسول صاحب

اس دور کے ایک بزرگ مولوی غلام رسول صاحب نے بچپن میں آپ کی پاکیزہ فطرت کو دیکھ کر فرمایا۔ 'اگر اس زمانے میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔' (رجسٹر روایات، نمبر ۱۲، صفحہ ۱۰۴)

وکیل کی گواھی

جوانی میں آپ کی راستبازی اور سچ گوئی کا شہرہ تھا۔آپ نے کئی خاندانی مقدمات میں اپنے خاندان کے خلاف گواہی دی اور ان کی ناراضگی مول لی مگر سچ کا دامن نہ چھوڑا۔دعویٰ سے پہلے ایک عیسائی نے آپ کے خلاف مقدمہ کیا جس میں آپ کے وکیل کے مطابق جھوٹ بولے بغیر نجات نہ تھی۔مگر آپ نے جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا۔اور خدا نے آپ کو فتح دی۔اس مقدمہ میں آپ کے وکیل فضل الدین صاحب آپ کی اس فوق العادت راست گفتاری کے گواہ تھے۔وہ کہتے ہیں۔

'مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں۔۔۔۔میں انہیں کامل راستباز یقین کرتا ہوں'

(الحکم ۱۴ نومبر ۱۹۳۴ء)

محمدشریف صاحب بنگلوری

نامور صحافی جناب مولانا شریف بنگلوری ایڈیٹر منشور محمدی نے آپ کے متعلق یہ کلمات استعمال فرمائے۔افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگہ صمد جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب۔(منشور محمدی بنگلور، ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ)

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی

مشہور باکمال صوفی حضرت احمد جان صاحب لدھیانوی نے آپ کے خدمت دین کے بے پایاں جذبوں کو دیکھ کر فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر — تم مسیحا بنو خدا کے لئے

مندرجہ بالا تحریرات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے بارہ میں اپنے اور غیر سب تعریف کرتے تھے۔ آپ کا بچپن اور جوانی ہر قسم کی کمزوری سے پاک تھا۔ بچپن سے ہی آپؑ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق تھا۔اور اسلام کے لئے ایک درد اپنے اندر رکھتے تھے۔

ذیل میں ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔ایک بزرگ نے حضورؑ کی بابت کچھ سخت الفاظ استعمال کئے۔ مگر بعد ازاں انہوں نے حضورؑ کی خدمت میں معافی کا خط لکھا۔ حضورؑ ان کا یوں تعارف فرمارہے ہیں۔

''اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ بزرگ موصوف جن کا خط ذیل میں لکھا جاتا ہے کچھ عام لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک بڑے ذی علم اور علماء وقت میں سے ہیں اور کئی لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انکو الہام بھی ہوتا ہے اور اس خط میں انہوں نے اپنے الہام کا ذکر بھی کیا ہے۔علاوہ ان سب باتوں کے وہ بزرگ پنجاب کے معزز رئیسوں اور جاگیرداروں میں سے ہیں اور ایک مدت سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی طرف سے ایک معزز عہدہ حکومت پر بھی ممتاز ہیں چونکہ پرچہ چودھویں صدی میں بھی اس

بزرگ کے منصب اور مرتبت کا اس قدر ذکر ہو چکا ہے لہٰذا اس قدر یہاں بھی لکھا گیا اور بزرگ موصوف نے جو میرے نام بغرض معذرت ۲۹؍ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ چودھویں صدی میں چھپا ہے اس خط کو بغرض مصلحت مذکورہ بالا بحذف بعض فقرات ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔''

اس خط میں وہ حضورؑ کی پاک دامنی کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں۔

''بسم ا للہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم''

''سیدی و مولائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ''

''ایک خطاکار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا (اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے) قادیان کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔

یکم جولائی ۹۷ سے یکم جولائی ۹۸ تک جو اس گنہگار کو مہلت دی گئی اب آسمانی بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے۔ (اس موقعہ پر مجھے القا ہوا کہ جس طرح آپ کی دعا مقبول ہوئی اسی طرح میری التجا و عاجزی قبول ہو کر حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رہائی دی گئی) مجھے اب زیادہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم اس قدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتدا سے آپ کی اس دعوت پر بہت غور سے جویائے حال رہتا رہا اور میری تحقیق ایمانداری و صاف دلی پر مبنی تھی۔ حتّٰی کہ (۹۰) فیصدی یقین کا مدارج پہنچ گیا۔

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکباز تھے۔ (۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدائے واحد حیّ و قیّوم کی عبادت میں لگاتار صرف فرماتے رہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ [۱] (۳) آپ کا حسن بیان تمام عالمان ربّانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔ آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے فِیْھَا ھُدًی وَّ نُوْرٌ [۲] (۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت و شکر گذاری کے قابل ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا انّ اللّٰہ لا یحبّ فی الارض الفساد۔

---

[۱] التوبہ: ۱۲۰، [۲] المائدۃ: ۴۵

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۳، صفحہ نمبر ۱۱۲، ۱۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے

رسول کریم ﷺ کی بشارتوں اور پیش خبریوں کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو بطور مجدد، امام مہدی، مسیح ابن مریم اور امتی نبی مبعوث فرمایا۔ ذیل میں آپؑ کے دعوے آپ کی اپنی تحریروں اور الہامات کی روشنی میں پیش خدمت ہیں۔

ماموریت کا الہام

مارچ ۱۸۸۲

یَآ اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآ ؤُ ھُمْ۔ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ **قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ** وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ قُلْ جَآئَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَا طِلُ اِنَّ الْبَا طِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَا رَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُہٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ۔ ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَ الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔ ظَلَمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِ ھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ اِنَّاکَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔ یَقُوْلُوْنَ اَ نّٰی لَکَ ھٰذَا۔ اَنّٰی لَکَ ھٰذَا۔ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ وَ اَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ۔ اَفَتَاْ تُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔ ھَیْھَاتَ لِمَاتُوْعَدُوْنَ۔ مِنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ مَھِیْنٌ۔ وَّلَا یَکَا دُیُبِیْنُ۔ جَا ھِلٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۔ قُلْ ھَا تُوْا بُرْ ھَا نَکُم اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ ھٰذَا مِنْ رَّحْمَۃِ رَبِّکَ۔ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ۔ لِیَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلْمُوْمِنِیْنَ۔ اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَبِّکَ۔ فَبَشِّرْ وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْ نِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّا کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَاتَذَرْنِیْ فَرْدًاوَّاَنْتَ خَیْرُالْوَارِثِیْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُالْفَاتِحِیْنَ۔ وَقُلِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْئٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذَالِکَ غَدًا۔ وَیُخَوِّفُوْنَکَ مِنْ دُوْنِہٖ۔ اِنَّکَ بِاَ عْیُنِنَا۔ سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّلَ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ۔ نَحْمَدُکَ وَ نُصَلِّی۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْ انُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ۔ اِذَاجَآئَ نَصْرُ اللّٰہِ وَلْفَتْحُ وَانْتَھٰی اَمْرُالزَّمَانِ اِلَیْنَآ۔ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُئْ یَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَھَا رَبِّیْ حَقًّا۔ وَقَالُوْآ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ۔

قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُہٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِ بًا۔ وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَ لَا النَّصٰارٰی۔ وَخَرَقُوْالَہٗ بَنِیْن وَبَنَاتٍ م بِغَیْرِ عِلْمٍ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد''۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ وَیَمکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُالْمَاکِرِیْن۔ اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَافَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوْا الْعَزْمِ۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ۔ وَاِمَّانُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْنَتَوَ فَّیَنَّک ۔ وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّ بَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ۔ اِنِّیْ مَعَکَ وَکُنْ مَّعِی اَیْنَمَاکُنْتَ۔ کُنْ مَّعَ اللّٰہِ حَیْثُمَا کُنْتَ۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَا فْتِخَارًا لِّلْمُؤْ مِنِیْنَ۔ وَلَا تَیْئَسْ مِن رَّوْحِ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ اَلَآ اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَاْ تِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْ تُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ فَتْحُ الْوَلِیِّ فَتْحٌ وَّقَرَّبْنَاہُ نَجِیّاً۔ اَشْجَعُ النَّاسِ۔ وَلَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقاً بِالثُّرَیَّا لَنَا لَہٗ۔ اَنَارَ اللّٰہُ بُرْھَانَہٗ۔ یَآ اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ۔ اِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا۔ یَرْفَعُ اللّٰہُ ذِکْرَکَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔وَ وَجَدَکَ ضَآ لًّافَھَدٰی۔ وَنَظَرْنَآ اِلَیْکَ وَقُلْنَایَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلیٰٓ اِبْرَاھِیْمَ۔ خَزَا ئِنُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ۔ یَآ اَیُّھَا الْمُدَّ ثِّرُقُمْ فَاَ نْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ۔ یَا اَحْمَدُ یَتِمُّ اسْمُکَ وَلَا یَتِمُّ اسْمِیْ۔ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ۔ وَکُنْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ الصِدِّیْقِیْنَ۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ الصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّیْ۔ اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ فَاکْتُبْ وَلْیُطْبَعْ وَلْیُرْسَلْ فِی الْاَرضِ۔ خُذُوا التَّوْحِیْدَا التَّوْحِیْدَیَآ اَبْنَآءَ الْفَارِسِ۔ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَرَبِّھِمْ۔ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ مَّآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ وَلَا تُصَعِرْلِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَاتَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ۔اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ وَمَآ اَدْرَاکَ مَآاَصحَابُ الصُّفَّۃِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِن الدَّمْعِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ۔رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اَمْلُوْا۔

(ترجمہ *) اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا۔ یہ تُو نے نہیں چلایا۔ بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ تا کہ تُو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ **میں خدا کی طرف سے مامور ہوں**۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی۔ اور جس نے تعلیم پائی۔ کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے۔ تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتوں کو ٹال نہیں سکتا۔ ان پر ظلم ہوا۔ اور خدا ان کی مدد کرے گا۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی کرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم کافی ہیں۔ اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ تو انسان کا قول ہے اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اے لوگو کیا تم ایک فریب دیدہ ودانستہ میں پھنستے ہو۔ جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے۔ اس کا ہونا کب ممکن ہے۔ پھر ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے۔ کہہ اس پر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھلاؤ۔ یہ مرتبہ تیرے رب کی رحمت سے ہے۔ وہ اپنی

نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ تا کہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ پس تو خوشخبری دے۔ اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ نہیں ہے۔ کہہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم کافی ہیں۔ کہہ کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہر ایک کذاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں۔ میرے ساتھ میرا رب ہے عنقریب وہ میرا راہ کھول دے گا۔ اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تُو کیونکر مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے رب اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ ور اُن کو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کے لئے عمل میں مشغول رہو۔ اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں۔ پھر دیکھو گے کہ کس کے عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ اور تُو کسی کام کے متعلق یہ بات ہرگز نہ کہہ کہ میں کل اسے ضرور کروں گا۔ اللہ کے سوا تجھے اوروں سے ڈراتے ہیں۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا۔ جب تک پورا نہ کر لے اگرچہ منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کر لے گا۔ تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا۔ میری پہلے کی رؤیا کی حقیقت ہے۔ جسے میرے رب نے پورا کر کے سچا ثابت کر دیا۔ اور کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے۔ کہہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے پھر ان کو لہو ولعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔ کہہ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ اور افتراء کرنے والے سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انہوں نے بنا رکھی ہیں۔ ان کو کہدے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا۔ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو۔ اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا۔ ایک فتنہ برپا ہو گا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ۔ اور ہم قادر ہیں کہ تیری موت سے پہلے کچھ ان کو اپنا کرشمہ قدرت دکھا دیں جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں یا تجھ کو وفات دیویں۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ جن میں تو ہے ان کو عذاب کرے۔ میں تیرے ساتھ ہوں سو تو ہر ایک جگہ میرے ساتھ رہ تُو جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ۔ تم لوگ جدھر بھی رُخ کرو گے اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کی توجّہ ہو گی۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے نکالے گئے ہو۔ تم مومنوں کا فخر ہو اور تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اس کو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہیں سے جا کر اس کو لے لیتا۔ خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ تُو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خدا تیرا ذکر بلند کرے گا اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر پوری کرے گا۔ اور ہم نے تیری طرف نظر کی۔ اور کہا کہ اے آگ جو فتنہ کی آگ جو قوم کی طرف سے ہے اس ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہو گا۔ اور اپنی محبت تیرے پر ڈال دی۔ وہ خدا حقیقی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود

نہیں۔ توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو۔اے فارس کے بیٹو۔اور تُو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔سو ان کو وہ وحی سنادے جو تیری طرف سے تیرے رب سے ہوئی۔اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے۔اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصُفّہ کہلاتے ہیں اور تُو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔وہ تیرے پر درود2 بھیجیں گے۔اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی۔جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔سو ہم ایمان لائے۔ان تمام پیش گوئیوں کو تم لکھ لو کہ وقت پر واقع ہوں گی۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 238تا242حاشیہ در حاشیہ نمبر1روحانی خزائن جلد نمبر1صفحہ 265تا268)،(تذکرہ ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۳۵تا۴۱)

دعویٰ مجددیت

اللہ تعالیٰ کا آپؑ کے ساتھ الہامات کے ذریعے مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ تو بہت پہلے سے جاری تھا۔ مگر ۱۸۸۴ء میں آپؑ نے خدا سے علم پا کر دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چودہویں صدی کا مجدد مقرر فرمایا ہے۔آپؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

''اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔**تو خدا تعالیٰ نے الہام** کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ **تو اس صدی کا مجدد ہے** اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ ''الرحمٰن عَلَم القران لِتُنذر قومًا مَا اُنذِرَ آباء ھُم وَ لتستبین سبیل المُجر مین۔ قل انّی اُمِرتُ وَ انا اوّل المُومنین۔'' یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔یہ اس لئے ہوا کہ تا تو ان کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں پر پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اول المومنین ہوں۔''

(کتاب البریہ،روحانی خزائن جلد ۱۳،صفحہ نمبر ۲۰۲،تذکرہ ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۳۵)

''چند روز ہوئے کہ خداوند کریم کی طرف سے ایک اور الہام ہوا تھا

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْ نِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ وَقَالُوْٓا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا۔ قُلْ ھُوَاللّٰہُ عَجِیْبٌ۔ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآئُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ

(ترجمہ از مرتب) کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے جس کو چاہتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے چُن لیتا ہے اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔''

(تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۴۸)

دعویٰ مسیح و مہدی

رسول کریم ﷺ نے آخری زمانہ میں مہدی اور مسیح ابن مریم کے نزول کی پیش خبریاں دی ہیں۔ بعض احادیث کی بنیاد پر بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ مہدی اور مسیح دو مختلف وجود ہونگے۔ ایسے ہی بعض کے نزدیک مہدی اور مسیح مختلف وقتوں میں نزول فرمائیں گے اور بعض کے نزدیک دونوں کا نزول ایک ہی وقت میں ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی وہ مسیح ابن مریم ہوں جس کا ہمارے پیارے آقا ﷺ نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا۔ ذیل میں چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے وکان وعداللہ مفعولا انت معی و انت علی الحق المبینانت مصیب و معین للحق۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

''مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۰ حاشیہ)

نیز فرماتے ہیں کہ:

''مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۱ حاشیہ)

پھر ایک اور جگہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے''

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۲۱۰)

ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح ابن مریم کی بابت جتنی احادیث ہیں ان کی وضاحت فرمائی ہے اور خود پر ان کا اطلاق کیا ہے۔ اور اپنی اکثر کتب میں بڑی تفصیل سے ان مضامین کو کھول کر بیان کیا ہے۔

جیسے مسیح کا دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر اترنا، مسیح کا دو سفید چادروں میں لپٹا ہونا، مسیح کا کسرِ صلیب کرنا، سور مارنا، جنگوں کا خاتمہ کرنا، جزیہ معاف کرنا، مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا حلیہ، دونوں میں مماثلت وغیرہ وغیرہ

اس کے علاوہ آپؑ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ میں ہی وہ مہدی ہوں جس کی بابت رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔

''ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔............ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ ''اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَہٗ وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَہٗ ھُوَ اَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَانَشَآئُ فَلَاتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ ''

(ترجمہ از مرتب) خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں۔ وہ تُو ہے ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵، تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۰۹)

امتِ مسلمہ میں ایک عقیدہ یہ بھی پایا جاتا تھا کہ امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم دو مختلف وجود ہیں۔ پہلے حضرت امام مہدی نزول فرمائیں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ آپؑ نے مسلمانوں کے اس باطل عقیدہ کی بھی اصلاح فرمائی۔ آپؑ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مہدی اور مسیح دو مختلف وجود نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور میں ہی وہ مہدی اور مسیح ہوں جسکا احادیث میں وعدہ کیا گیا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اِس قسم کے تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہر گز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک اُن پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یایوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔

(۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں۔ اور اُن کے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان اُن پر اعتماد نہیں پکڑ سکتا۔

(۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور حدیث کے نامی اماموں نے یاتوان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق روایت نہیں کی۔ یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔

(۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو در حقیقت صحیح تو ہیں اور طرقِ متعددہ سے ان کی صحت کا پتہ ملتا ہے لیکن یاتو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ اُن لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ اُن میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خون ریزی کریگا اور نہ اس کی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کر دیگا۔ جیسا کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ روایت محمد بن خالد جُندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خُو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خُو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا۔ یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائیگا۔ اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں یضع الحرب یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ اُن کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور میں اِس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور **مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا میں ہی ہوں۔** ہر ایک کو چاہیئے کہ ان اخلاق میں مجھے آزماوے اور خراب ظن اپنے دل سے دور کرے۔ میری **بیس برس کی تعلیم** جو براہین احمدیہ سے شروع ہو کر رازِ حقیقت تک پہنچ چکی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس سے بڑھکر میری باطنی صفائی کا کوئی اور گواہ نہیں۔ میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں کہ میں نے اس کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ میں پھیلا دیا ہے اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کیلئے مسیح نازل ہو گا اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہو گا بادشاہ وقت ہو گا اور دونوں مل کر خونریزیاں شروع کر دیں گے۔ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہر گز صحیح نہیں ہیں۔ مدت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے۔ کشمیر میں محلہ خانیار میں آپ کا مزار موجود ہے۔ سو جیسا کہ مسیح کا آسمان سے اترنا باطل ثابت ہوا ایسا ہی کسی مہدی غازی کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سچائی کا بھوکا ہے وہ اس کو قبول کرے۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیان

(حقیقت المہدی، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۴۲۹ تا ۴۳۳)

"میں نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی در حقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔"

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵، صفحہ نمبر ۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت

گزشتہ مضمون میں حضورؑ کے دعوؤں کے حوالے نوٹ کئے گئے ہیں۔ شروع میں باقی امت مسلمہ کی طرح آپؑ کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم نے ہی دوبارہ نزول فرمانا ہے ایسے ہی حضورؑ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا۔ آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں اس کا ذکر بھی فرمایا۔ اس لئے حضورؑ الہامات میں استعمال ہونے والے لفظ رسول یا نبی کو محدث کا نام دیتے رہے۔ چند حوالے درج ذیل ہیں۔

''ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیا کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تیئں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوّت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوّت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر یک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اِس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوّت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے۔''

(توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۶۰)

''سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے۔

امّا الجواب۔ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود

ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا؟ قرآن شریف کی وہ قرأت یاد کرو کہ جو ابن عباس نے لی ہے اور وہ یہ ہے و ما ارسلنا من قبلک من رسول و لا نبی و لا محدّث الا اذا تمنّٰی القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللّٰہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللّٰہ اٰیٰتہ۔ وحی الٰہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنے ہیں؟ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌ بِقَدَرِھَا۔(الرعد ۱۳: ۱۸) اے غافلو! اس اُمت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۳۲۰،۳۲۱)

اللہ تعالیٰ کا اپنے الہامات میں بکثرت حضورؑ کو نبی اور رسول کے نام سے مخاطب کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ حضورؑ ان الہامات کو اپنی کتب میں بھی تحریر کرتے رہے۔ مخالفین اسے ہتھیار بنا کر احمدیوں کو ورغلاتے کہ دیکھو مرزا صاحب خود کو نبی کہتے ہیں۔ چند احمدی احباب نے اس کا انکار میں جواب دیا۔ اس پر حضورؑ نے ۱۹۰۱ء میں اپنی کتاب 'ایک غلطی کا ازالہ' تحریر فرمائی۔ اس میں بڑی وضاحت سے اپنی نبوت کی بابت تحریر فرمایا۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۲۰۶)

پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدّث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لُغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۲۰۹)

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

"میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر ردّ کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔......... اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۲۱۰، ۲۱۱)

اس کے بعد آپؑ نے مسلسل اپنی کتب میں اس بات کا اعلان کیا کہ آپؑ نبی اور رسول ہیں۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۲۳۱)

"اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہر گز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اِسی بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوت محمدیؐ یہ جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔"

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۱، ۴۱۲)

"اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

"اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گزرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہِ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں

تھا۔ لیکن امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر امتِ محمدیہ میں سے ہزارہالوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔"

(حاشیہ حقیقتِ وحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۳۰)

ایسے ہی بعد میں اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"**اے نادانو! میری مراد نبوت سے** یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ **ولکل ان یصطلح**۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۵۰۳)

بدقسمتی سے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ایک گروپ نے اپنے مفادات اور اقتدار کی لالچ میں پہلے خلافت کی مخالفت کی۔ اس کے نتیجے میں جماعت میں ایک علیحدہ گروپ بنالیا اور پھر خود اس پر امیر بن کر بیٹھ گئے۔ اور پھر غیر احمدیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے اس بات کا پرچار شروع کر دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے بلکہ محدث تھے۔ اس کے لئے حضورؑ کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے۔

اس فتنہ کا سر کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو کھڑا کیا۔ آپ نے ان اعتراضات کے بڑے مفصل جوابات دے کر ان لوگوں کا منہ بند کر دیا۔ اس کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی کتب خصوصاً 'حقیقۃ النبوۃ' سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

آج پھر مخالفین نے جماعت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے جماعت میں سے لوگوں کو کھڑا کیا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود تو تھے مگر نبی نہیں تھے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ نبی تھے مگر وہ موعود مسیح نہیں تھے۔ اور وہ موعود مسیح میں ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح احمدیوں کے ایمان کو کمزور کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کے ایمان نہ پہلے کمزور تھے اور نہ اب کمزور ہیں۔ نہ یہ کوششیں پہلے کامیاب ہوئیں اور نہ ہی انشاء اللہ اب کامیاب ہوں گی۔ بلکہ یہ شرارتیں ہمارے ایمانوں میں مزید مضبوطی کا باعث بنتی ہیں۔

وہ نہیں جانتے کہ جیسے خدا نے پہلے ایسے تمام دشمنوں کے سر کچل دیئے تھے وہ انشاء اللہ اب بھی انہیں ناکام و نامراد کرے گا۔ انہیں مقام عبرت بنائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ جو خدا اور اس کے بھیجے ہوئے مرسلین کا مذاق اڑانے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہمیشہ خود مذاق بنتے ہیں۔ یہی خدا کی سنت ہے اور خدا اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔

احباب کے استفادہ کے لئے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضورؑ کا دعویٰ مسیح اور نبی اللہ آپس میں لازم وملزوم ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مسلم میں درج حدیث میں آنے والے مسیح کو چار بار نبی اللہ کہا ہے۔ اس لئے اگر آپؑ مسیح ہیں تو لازماً نبی اللہ بھی ہیں۔ اور اگر آپؑ نبی اللہ ہیں تو تب ہی ہیں اگر آپؑ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مسیح ابن مریم بھی ہیں۔ آپؑ کے ایک دعوے کے انکار کے نتیجہ میں دوسرے دعوے کا بھی انکار ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے حضور علیہ السلام کے تمام دعوے بڑی تفصیل سے بیان ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے خود کو مجدد، امام مہدی اور مسیح ابن مریم نیز امتی نبی قرار دیا ہے۔ اور ان تمام دعوؤں کی بنیاد الہامات ہیں۔ آپؑ نے یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ امام مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اور میں ہی امام مہدی اور مسیح ابن مریم ہوں۔

جنبہ صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ، آنحضرت ﷺ اور ہستی باری تعالیٰ پر الزامات

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے جو چاہا وہ تحریر کر دیا۔ پھر اس سے ایک قدم آگے بڑھے اور آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی احادیث کو توڑ موڑ کر اپنی مرضی کے تراجم اور تشریحات کر لیں۔ اور اس سے بھی ایک قدم مزید آگے بڑھتے ہوئے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی آیات کی اپنی مرضی کی تفسیریں کرنے کی جسارت کی۔ اور ایسا کرتے ہوئے وہ اس بات کو بھی بھول گئے کہ وہ ایسی باتیں بیان کر کے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزامات لگا رہے ہیں۔

ذیل میں چند حوالے پیش کر رہا ہوں۔ ان کو لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں۔ مگر اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ لوگوں پر جنبہ صاحب کا اصل چہرہ آشکار کر سکوں۔ اور وہ لوگ جو جانے انجانے میں ان کا ساتھ نبھا رہے ہیں۔ ان پر بھی اتمام حجت ہو سکے۔

اس سے پہلے لوگوں نے مذہب کے نام پر خون کئے ہیں۔ مگر جنبہ صاحب نے ان سب سے ایک قدم آگے بڑھ کر مذہب کا خون کرنے کی کوشش کی ہے۔

جنبہ صاحب کے عقیدہ کے مطابق مسیح و مہدی دو وجود

جماعت احمدیہ کا ہر فرد یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب وہ موعود مسیح اور مہدی ہیں۔ جن کا وعدہ آج سے پندرہ سو سال قبل ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے اپنی امت سے کیا تھا۔ نیز رسول کریم ﷺ نے اس آنے والے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نبی اللہ بھی قرار دیا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی خبر پا کر یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ موعود مہدی اور مسیح ہوں نیز میں امتی نبی بھی ہوں۔

بعد ازاں ۱۹۱۴ء میں لاہوری فرقہ نے حضورؑ کے نبی اللہ ہونے سے انکار کر دیا۔ مگر وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ حضورؑ مہدی اور مسیح ہیں۔ محترم جنبہ صاحب نے شروع میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے آواز بلند کی مگر بعد میں انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کرنا شروع کر دیا کہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدی اور مسیح دو مختلف وجود ہیں۔ اور پھر یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم میں ہوں۔ نیز یہ بھی کہا کہ چونکہ مسیح عیسیٰ ابن مریم کو رسول کریم ﷺ نے نبی اللہ کہا ہوا ہے اس لئے میں نبی بھی ہوں۔ چند حوالے درج ذیل ہیں۔

سلسلہ مجددین میں کیا دو (۲) مجدد موعود ہیں یا ایک۔؟

جاننا چاہیے کہ اُمت محمدیہ میں مجددین کے جاری سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے دو (۲) مجددوں کو بطورِ خاص موعود کا لقب بخشا ہے یا اُنہیں موعود قرار دیا ہے اور وہ ہیں مہدی اور مسیح۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۱) "عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُهٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ کَحَدِیْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا کَیْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِیُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذَالِكَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رواہ رزین۔" (مشکوۃ شریف جلد۳ صفحہ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؒ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔ اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو جسکے اول میں، میں ہوں، مہدی اسکے وسط میں اور مسیح اسکے آخر میں ہے۔ لیکن اسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی انکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۲) "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ لَنْ تَهْلِكَ اُمَّةٌ اَنَا فِیْ اَوَّلِهَا وَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِهَا وَ الْمَهْدِیُّ وَسَطِهَا۔" (کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسٰی بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۲، صفحہ نمبر ۲)

''مزید فرماتے ہیں: (۴) محمدی تجدیدی سلسلے میں عمومی مجددین کے علاوہ دو (۲) مجدد موعود ہیں۔ (۵) دونوں محمدی موعود مجددوں میں سے ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں ظہور فرما چکے ہیں۔ (۶) محمدی سلسلے کا دوسرا موعود مجدد مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے اُمت میں ابھی نزول فرمانا ہے۔''

(آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۶)

اپنی ایک مجلس سوال وجواب میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

''بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اپنے بعد خبر دی تھی دو وجودوں کی، جیسا کہ مینے خطبہ میں بھی کہا ہے۔ کہ جماعت نے دو قرار دے دیا آنحضرت ﷺ سمیت جب کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ دو وجود ہیں۔ ایک مہدی اور ایک مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔ تو بات یہ ہے کہ آجکل جو مہدی علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ چلا ہے وہ خلیفۃ المسیح کہلاتے ہیں۔ جبکہ اصل مقام بڑا مقام ان کا مہدی کا ہے۔ ان کو کہنا چاہیئے تھا خلیفۃ المہدی۔ نہیں انہوں نے کیا یہ ایک لمبی بات ہے میں نے تھوڑا تھوڑا اپنے خطبوں میں یا اپنی تحریروں میں ذکر کیا ہے کیا وجہ ہے کہ انہوں نے کیوں خلیفۃ مہدی کی بجائے خلیفۃ المسیح کو priority دی۔ بات یہ ہے کہ جو آنے والا بندہ ہے جو مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اس کے بعد جو خلافت کا سلسلہ ہو گا وہ خلیفۃ المسیح ہونگے۔''

(مجلس سوال وجواب ۷ ستمبر ۲۰۱۲، بوقت ۲۳:۳۹:۱ تا ۱:۲۶:۲۵)

اپنے دعویٰ مسیح عیسیٰ ابن مریم کا بھی اسی مجلس سوال وجواب میں ذکر کیا ہے۔ نیز مجلس سوال وجواب ۱۶ اگست ۲۰۱۳ حصہ اول میں ۱۱:۱۲ سے ۲۳:۱۷ منٹ میں ایک سوال کہ 'آپ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تو پھر آپ کے بعد خلافت کیسے ہو گی' کا جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔ 'حدیث کے مطابق مہدی اور مسیح الگ وجود ہیں، مسیح کو نبی کہا ہے۔ اس طرح میں نبی ہوں اور میری خلافت نبوت پر ہو گی۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے مضامین میں اور تقاریر میں جنبہ صاحب حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مہدی اور مسیح موعود بھی کہہ رہے ہوتے ہیں۔

بات کو سمجھنے اور مزید واضح کرنے کے لئے خاکسار نے محترم جنبہ صاحب کو ایک خط لکھا اور اس میں مندرجہ ذیل سوال کئے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ رسول کریم نے اپنے بعد دو موعود وجودوں کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ ایک مہدی اور دوسرا عیسیٰ ابن مریم۔ پھر آپ نے احادیث کی مدد سے ثابت کیا ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں شروع میں مہدی درمیان میں اور مسیح آخر میں ہوگا۔ حضرت مرزا صاحبؑ خود کو مہدی بھی کہتے ہیں اور مسیح بھی اور آپ بھی انہیں مہدی اور مسیح لکھتے ہیں۔

- ❖ مہدی کے بعد آخر میں کون سے والے مسیح نے آنا ہے۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم یا کوئی اور؟
- ❖ اگر مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں اور رسول کریم ﷺ نے آئندہ کے لئے صرف دو موعود وجودوں کی خبر دی ہے تو پھر مرزا صاحب میں یہ دو وجود کیسے اکٹھے ہو گئے۔؟
- ❖ اگر مرزا صاحب مسیح ہیں تو وہ کون سے والے مسیح ہیں اور پھر مہدی کون ہے؟
- ❖ اگر مرزا صاحب مسیح ہیں تو آپ کون سے والے مسیح ہیں؟

محترم جنبہ صاحب نے مجھے اس کا جواب ارسال کیا نیز اسی جواب کو اپنی ۱۷ اگست ۲۰۱۴ کو جلسہ سالانہ جرمنی کی اختتامی تقریر میں پڑھ کر بھی سنایا۔ جنبہ صاحب نے اپنے جواب اور تقریر میں جو حوالے پیش کئے وہ قبل ازیں بھی اپنی تقاریر اور مضامین میں پیش کر چکے ہیں۔ آپ کی تقریر میں پیش کئے گئے حوالہ جات کو تھوڑا ترتیب کی تبدیلی کے ساتھ پیش کر رہا ہوں یعنی پہلے احادیث کو لے رہا ہوں اور بعد میں حضورؑ کی تحریرات کو لوں گا۔ یہ جواب اب ان کی ویب سائٹ پر آرٹیکل نمبر ۹۳ کی شکل میں موجود ہے۔

ان حوالوں کے ساتھ ان کی اصل حقیقت اور جواب بھی دے رہا ہوں۔

۱۔ **امت میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے کتنے وجود ہیں؟**

"آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت امام مہدی درمیان میں ظہور فرمائیں گے جبکہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اُمت میں آخر پر نزول فرمائیں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ درمیان میں ظہور فرمانے والے اور آخر میں نزول فرمانے والے یہ دونوں وجود ایک وجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ دونوں الگ الگ وجود ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث کے مطابق اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے ایک کی بجائے دو (۲) وجود ہیں۔ وہ کیسے ؟؟؟"

خاکسار جواباً گذارش کرتا ہے کہ صحیح مسلم میں مندرج حدیثوں کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک ہی سوال کے تین مختلف قسم کے حکیمانہ جوابات دیئے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ (۱) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ لَابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُم فَاَمَّكُمْ۔ (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰ کا بیان صفحہ ۲۵۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری امامت کریں گے۔
اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ابن مریم جب نزول فرمائیں گے تو وہ **فَاَمَّکُمْ** یعنی وہ تمہاری امامت کریں گے یعنی بوقت نزول وہ امام ہونگے۔ اُس کا نزول امام کی حیثیت میں ہوگا۔

(۲) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ اَبْنُ مَرْیَمَ فِیْکُم فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ**۔ (ایضاً) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری امامت کرینگے تم ہی میں سے۔
اس دوسری حدیث میں بھی سوال وہی ہے لیکن آپ ﷺ نے اس کا جواب تھوڑا سا مختلف دیا ہے۔ اس دفعہ جواب میں آپ ﷺ نے **فَاَمَّکُمْ** کیساتھ لفظ **مِنْکُمْ** کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں۔ اُمت کو یہ بتانے کیلئے کہ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نزول نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ میری اُمت میں سے ہی ایک اُمتی فرد ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے آئندہ زمانے میں اُمت محمدیہ میں پیشگوئی نزول مسیح ابن مریم کے سلسلہ میں موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام کے آسمان پر بجسم عنصری اُٹھائے جانے اور پھر آخری زمانے میں بجسم عنصری آسمان سے نزول فرمانے کی **مِنْکُمْ** فرما کر نفی فرمادی ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمارہے ہیں کہ میں جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی اُمت کو بشارت دے رہا ہوں وہ اسرائیلی مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ حالات اور واقعات کے لحاظ سے اُس سے ملتا جلتا کوئی میری اُمت کا فرد ہوگا۔

(۳) "**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ**۔" (ایضاً۔ متفق علیہ)
یہ متفق علیہ حدیث ہے یعنی یہ احادیث کی دونوں صحیح ترین کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اپنے سابقہ سوال (تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے؟) کا تھوڑا اور مختلف جواب دیا ہے، یہ فرما کر کہ جب ابن مریم نزول فرمائیں گے تو اُس وقت میری اُمت بے امام نہیں ہوگی بلکہ زمین پر ایک امام موجود ہوگا۔
ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مذکورہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے دو مختلف اُمتی وجود ہونگے۔ ایک کا نزول بحیثیت امام ہوگا جس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **فَاَمَّکُمْ** اور دوسرے کے نزول کے وقت زمین پر اُمت کا کوئی امام ہوگا جیسا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ**۔ اس حدیث کے مضمون کی تصدیق صحیح مسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے۔ (۴) "**عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ**۔" (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰؑ کا بیان صفحہ ۲۶۴) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اُس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے۔ اس اُمت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

عزیزم احمد صاحب۔اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانیوالے یہ دونوں اُمتی افراد کون کونسے ہیں؟؟ اُمت میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانیوالے اِن دونوں اُمتی افراد میں سے ایک محمدی مریم امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ ہیں اور دوسرے آپکے وہ موعود زکی غلام مسیح الزماں ہیں جس کی آپؑ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی کلام میں اِسے نہ صرف مسیح عیسیٰ ابن مریم قرار دیا ہے بلکہ محمدی مریم کو اسکے نزول کی مبارک باد بھی پیش کی

الجواب:

مندرجہ بالا احادیث پر بات کرنے سے قبل خاکسار جنبہ صاحب کا ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۴) قرآن کریم سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا بھی پتہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبشر اور موعود وجود کی ایک سے زیادہ دفعہ بھی بشارت اور وعدہ دے دیا کرتا ہے۔لیکن جب تک کسی مبشر اور موعود وجود کی بشارت اور وعدہ ملتا رہتا ہے۔اُس وقت تک وہ مبشر اور موعود وجود دنیا میں پیدا نہیں ہوا ہوتا۔مثلاً (ا) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحاقؑ کی تین دفعہ (ا۔ہود (۷۰ تا ۷۳) ۲۔الحجر (۵۲ تا ۵۶) اور الذاریات (۲۵ تا ۳۱) بشارتیں بخشی تھیں اور ان تینوں بشارتوں کے وقت حضرت اسحاقؑ ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔

(ii) اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت زکریاؑ کو حضرت یحییٰؑ کی دو دفعہ (ا۔ال عمران (۳۹ تا ۴۱) ۲۔مریم (۸ تا ۱۰) بشارتوں کا ذکر ملتا ہے۔اور دونوں بشارتوں کے وقت حضرت یحییٰؑ ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔

(iii) اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ کی دو دفعہ (ا۔ال عمران (۴۶ تا ۴۸) ۲۔مریم (۱۷ تا ۲۲) بشارتوں کا ذکر ملتا ہے۔اور دونوں بشارتوں کے وقت حضرت عیسیٰؑ ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲)

وہ احباب جنہوں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہوا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی واقعہ کو مختلف سورتوں میں مختلف طریق سے بیان کیا ہے۔تاکہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔اس سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ وہ واقعہ بار بار ہوا ہے۔حضرت ابراہیمؑ کو جو بچے کی بشارت دی گئی وہ ایک ہی بار فرشتے نازل ہوئے مگر خدا نے اس واقعہ کو بار بار دہرایا۔ایسے ہی حضرت زکریاؑ کو بھی ایک ہی بار بشارت دی گئی۔ اس کا ذکر ایک سے زائد بار قرآن پاک میں موجود ہے۔ایسا ہی حضرت مریمؑ کے ساتھ ہوا۔

اگر جنبہ صاحب کے فارمولا کو لے لیا جائے کہ قرآن پاک میں جس واقعہ کا جتنی بار ذکر ہوا ہے وہ اتنی ہی بار ہوا ہے۔تو نتیجہ بڑا عجیب نکلے گا۔جیسے حضرت آدمؑ کا واقعہ قرآن پاک میں کئی بار بیان ہوا ہے۔تو اس سے کیا مراد لی جائے کہ وہ واقعہ بار بار ہوا ہے۔حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا ذکر ایک سے زائد بار ہوا ہے۔ایسے ہی حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے ساتھ واقعہ کئی بار درج ہوا ہے۔

جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر حضرت اسحاقؑ کے حوالے سے ہونے والی پیشگوئی جس کا قرآن پاک میں تین بار ذکر ہوا ہے جنبہ صاحب نے اسے یوں لے لیا ہے کہ وہ پیشگوئی تین بار ہوئی تھی حالانکہ وہ فرشتوں کے نزول کا واقعہ ایک بار ہوا تھا مگر قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکر تین بار کیا گیا ہے۔ بالکل ایسے ہی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ احادیث کی کتب میں کسی ایک واقعہ کے متعلق جتنی احادیث ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے وہ بات اتنی ہی بار بیان فرمائی ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کوئی بات کرتے تھے۔ تو جتنے صحابہ وہ بات سنتے تھے اسے جا کر دوسروں سے بیان کرتے تھے۔ اور بیان کرنے میں الفاظ کا فرق آ جانا فطری عمل ہے۔ اور اگر وہ بات کئی لوگوں سے ہو کر پہنچے تو اس میں کافی فرق پڑ سکتا ہے۔ جماعت میں ایک پیغام رسانی کا مقابلہ ہوا کرتا ہے۔ ایک ہی پیرا گراف چند لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ اپنے اپنے گروپ میں جا کر آگے ایک آدمی کو وہ بات بتاتے ہیں۔ اور اس طرح دوسرا آدمی وہ بات تیسرے کو بتاتا ہے اور چار پانچ لوگوں سے ہو کر جب اس پیرا گراف کو دوبارہ لکھا جاتا ہے۔ تو اصل تحریر سے کافی فرق پڑ چکا ہوتا ہے۔ یہ احادیث بھی کم و بیش دو سو سال سے زائد عرصہ کے بعد اکھٹی کی گئیں۔ بیان کرنے والوں اور اکھٹی کرنے والوں نے نہایت احتیاط اور ایمان داری سے ان کو اکھٹا کیا۔ مگر پھر بھی تھوڑا بہت فرق پڑ گیا۔ اسی لئے ان بزرگوں نے ایک ہی مسئلہ کے متعلق ایک سے زائد راویوں کی روایات کو کافی اطمینان کرنے کے بعد درج فرما دیا ہے۔ اگر آپ کوئی سی بھی ایک موضوع کے متعلق اکھٹی کی گئی احادیث کو اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو ان میں تھوڑا بہت فرق نظر آئے گا۔ جنبہ صاحب نے جو احادیث درج کی ہیں ان کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ بیان کئے ہیں۔ جب احادیث کو اکھٹا کیا گیا تھا اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ وفات پا چکے تھے۔ حضرت امام مسلمؒ سن ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ احادیث کتنے لوگوں سے ہوتی ہوئیں آپ تک پہنچی ہوں گی۔ ایسے ہی حضرت امام بخاریؒ کی تاریخ پیدائش ۱۹۶ھ بیان کی جاتی ہے۔

اپنی بات کی وضاحت اور ثبوت کے لئے ذیل میں دو احادیث پیش کرتا ہوں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، - وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى - قَالاَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ، نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ، **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ "**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(صحيح مسلم، كتاب الا يمان، باب بَيَانِ خصَالِ الْمُنَافِقِ)

وَحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ، وَعَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالاَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلاَءِ ذَكَرَ فِيهِ " وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ "**

حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے مذکورہ سند کے ساتھ روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔

(صحيح مسلم، كتاب الا يمان، باب بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ)

مندرجہ بالا دونوں احادیث میں اصل راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ مگر بعد کے راوی مختلف ہیں۔اور آپ دیکھ لیں مضمون میں کتنا فرق پڑ گیا۔

اب خاکسار جذبہ صاحب کی پیش کردہ احادیث کو ان کے راویوں کے ساتھ تحریر کرتا ہے۔

حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ "

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس وقت کس حال میں ہو گے جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

(صحيح مسلم، كتاب الا يمان ،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَّكُمْ "

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام بنیں گے۔

(صحيح مسلم، كتاب الا يمان ،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ " . فَقُلْتُ لاِبْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ " وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ " . قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي . قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صلى الله عليه وسلم .

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تم ہی میں سے تمہارے امام بنیں گے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ تمہارا امام تم ہی میں سے بنے گا۔ ابن ابی ذئب نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا اس کا کیا مطلب ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتایئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سے، تمہاری امامت کریں گے (وہ اس کے مطابق فیصلے کریں گے۔

(صحيح مسلم، كتاب الا يمان ،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - قَالَ - فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا . فَيَقُولُ لاَ . إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ . تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الأُمَّةَ "

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا اور فرمایا کہ پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے لوگوں کا امیر ان سے نماز پڑھانے کے لئے عرض کرے گا۔ آپ فرمائیں گے کہ نہیں تم ایک دوسرے پر امیر ہو یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الا یمان ،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

مندرجہ بالا چاروں احادیث مسلم سے لی گئی ہیں ان کے ساتھ ان کے راویوں کی لسٹ بھی موجود ہے۔ آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اتنے لوگوں سے روایت ہونے کے بعد معمولی فرق پڑ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس لئے ان احادیث کو پیش کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ رسول کریم ﷺ نے ایک سے زائد وجودوں کی بحثیت مسیح عیسیٰ ابن مریم پیش گوئی کی ہے کسی طور درست نہیں۔ جب ہم مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے متعلق وہ احادیث دیکھتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے اس کی نشانیاں اور کام بیان کئے ہیں تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک ہی وجود کے متعلق ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ان تمام احادیث کا بڑی وضاحت سے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور ان تمام احادیث کا اپنی ذات پر اطلاق کیا ہے۔ آپؑ نے کہیں نہیں لکھا کہ یہ حدیث دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریم کے متعلق ہے۔ اور وہ آکر اسے پورا کرے گا۔

اس لئے جنبہ صاحب کی یہ دلیل کسی طور بھی قابل قبول نہیں ہے۔

انہی احادیث کے متعلق دوسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ ہم تو ان احادیث کو مان لیں گے لیکن جنبہ صاحب نے ان احادیث کو بھی نہیں ماننا۔ وہ حدیث جسے جنبہ صاحب اپنے لئے پیش کرتے ہیں درج ذیل ہے۔

(۳) ”عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔“ (ایضاً۔ متفق علیہ)

یہ متفق علیہ حدیث ہے یعنی یہ احادیث کی دونوں صحیح ترین کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اپنے سابقہ سوال (تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے؟) کا تھوڑا اور مختلف جواب دیا ہے، یہ فرما کر کہ جب ابن مریم نزول فرمائیں گے تو اُس وقت میری اُمت بے امام نہیں گی بلکہ زمین پر ایک امام موجود ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مذکورہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے دو مختلف اُمتی وجود ہونگے۔ ایک کا نزول بحیثیت امام ہوگا جس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **فَاَمَّكُمْ** اور دوسرے کے نزول کے وقت زمین پر اُمت کا کوئی امام ہوگا جیسا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ**۔ اس حدیث کے مضمون کی تصدیق صحیح مسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے۔ (۴) ”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔“ (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰ کا بیان صفحہ ۲۶۴) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اُس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے۔ اس اُمت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

جنبہ صاحب اگر اس حدیث کو درست مانتے ہیں تو اس میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی۔ قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گی۔ اس امت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔ جبکہ جنبہ صاحب اس جماعت کو گمراہ، کج رو اور بالائے دمشق اور ناجانے کیا کیا کہتے ہیں۔ نیز اس حدیث کے مطابق آنے والا مسیح پہلی جماعت کے امام کی امامت کو قبول کرے گا اور اس کے پیچھے ہی نماز ادا کرے گا۔ اپنی کوئی علیحدہ جماعت نہیں بنائے گا۔

جنبہ صاحب نے شاید ان معنوں پر غور نہیں کیا ورنہ اس حدیث کو پیش نہ کرتے۔

محترم جنبہ صاحب کا ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے

رانا صاحب! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو جو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف "زکی غلام" تھے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی "زکی" کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اُس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۳)

یہاں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں 'اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی زکی کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے'۔ جنبہ صاحب کے اسی اصول کو مانتے ہوئے میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ایک ہی صفاتی نام (مسیح عیسیٰ ابن مریم) کے ساتھ دو بندوں کی بشارت دینا پھر کس طرح ممکن ہے؟ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے اور عظیم الشان نبی تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ خدائی سنت سے ہٹ کر کوئی بات کردیں؟

۲۔ جنبہ صاحب کی پیش کردہ وہ احادیث پیش ہیں جن میں مہدی اور مسیح کو دو الگ الگ وجود کہا گیا ہے۔

عزیزم احمد صاحب۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اُپنی اُمت کے آگے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ۔۔۔ "عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضيِ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ لَنْ تَهْلُکَ اُمَّةٌ "اَنَا فِيْ اَوَّ لِهَا وَعِيْسيٰ بْنُ مَرْيَمَ فِيْ اٰخِرِهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطِهَا۔" (کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے ایک اور پیشگوئی میں فرمایا ہوا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔ "عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا۔۔۔ کَیْفَ تَهْلِکُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَ الْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَ الْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَ لٰکِنْ بَیْنَ ذَالِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَ لَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رواہ رزین۔" (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) جعفرؒ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔۔۔۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔ لیکن اسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی انکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عزیزم احمد صاحب۔ مذکورہ بالا دونوں احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد دو (۲) وجودوں کی بعثت کی اُمت کو بشارت عنایت فرمائی ہے۔ دونوں میں سے ایک حضرت امام مہدیؑ ہیں اور دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت امام مہدی درمیان میں ظہور فرمائیں گے جبکہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اُمت میں آخر پر نزول فرمائیں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ درمیان میں ظہور فرمانے والے اور آخر میں نزول فرمانیوالے یہ دونوں وجود ایک وجود نہیں ہے بلکہ یہ دونوں الگ الگ وجود ہیں۔

الجواب: مندرجہ بالا احادیث کے مطابق "المهدی وسطها" سے مراد کوئی بھی ہدایت یافتہ مجدد ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ وسطی زمانہ میں چھٹی صدی کے حضرت عبدالقادر جیلانی تھے۔ جبکہ مہدی اور موعود عیسیٰ ابن مریم ایک ہی وجود ہیں جیسا کہ ذیل میں درج حدیثوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ قَالَ " لاَ يَزْدَادُ الأَمْرُ إِلاَّ شِدَّةً وَلاَ الدُّنْيَا إِلاَّ إِدْبَارًا وَلاَ النَّاسُ إِلاَّ شُحًّا وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلاَّ عَلَى شِرَارِ النَّاسِ وَلاَ الْمَهْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ " .

عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں

(سنن ابن ماجہ،کتاب الفتن،باب شِدَّةِ الزَّمَانِ)

يُو شِكُ مَن عَاشَ مِنْكُم اَن يَّلقىٰ عِيسَى ابْنَ مَر يَمَ اَمَا ماً مهدِيًّا وَّ حَكَمًا وَ عَد لًا فَيَكسِرُ الصَّلِيْبُ وَ يَقْتُلُ الخِنزِيرَ

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہونگے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۱۱۴)

ثَم ينزل عيسىٰ ابن مريم مصدَقاً بمحمدِ علی ملَتہ اماماً مهديًّا و حكمًا عدلًا فيقتل الدجال

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجال کو قتل کریں گے۔

(طب۔ عبداللّٰہ بن مغفل،کنز العمال ، کتاب القیامۃ،صفحہ ۱۴۱)

''۔۔۔ و لا تقوم الساعۃ الا علی اشرار الناس، ولا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم۔''

قیامت صرف شریر ترین لاگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

(ھ۔ک۔عن انس، کنز العمال، کتاب القیامۃ، صفحہ ۱۱۸)

احباب کرام! آپ نے دیکھا کہ جنبہ صاحب نے جو احادیث پیش کی ہیں ان میں مہدی اور مسیح کو دو الگ الگ وجود کہا گیا ہے۔ اور جو احادیث خاکسار نے پیش کی ہیں ان میں مہدی اور مسیح کو ایک ہی وجود قرار دیا گیا ہے۔ جنبہ صاحب اور خاکسار کی پیش کردہ احادیث میں بظاہر ایک تضاد پایا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ جن کو ہم سب حکم وعدل مانتے ہیں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

''جیساکہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ روایت محمد بن خالد جُندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خُو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خُو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا۔ یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائیگا۔ اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں یضع الحرب یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔''

(حقیقت المہدی، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۴۳۱، ۴۳۲)

''میں نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی در حقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔''

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۱۳)

مندرجہ بالا دونوں حوالوں میں حضورؑ نے وضاحت فرما دی بلکہ لا مہدی الا عیسیٰ کی حدیث درج کر کے ہر شک کو رفع کر دیا کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

اب ممکن ہے جنبہ صاحب یہ کہہ دیں کہ یہ حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی بندوبست فرمادیا ہے۔ذیل میں حضورؑ پر نازل ہونے والا ایک الہام پیش ہے۔خدا کے الہام پر تو امید ہے سب یقین فرمائیں گے۔

1894ء

وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَہٗ وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَہٗ ھُوَاَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَانَشَآئُ فَلَاتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ ''

(ترجمہ از مرتب) خدانے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں۔وہ تُو ہے ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 275، تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۰۹)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو کہا ہے کہ تم وہ موعود مسیح اور مہدی ہو جس کا انتظار ہو رہا ہے۔اور پورا عالم اسلام صرف ایک مسیح اور ایک مہدی کا منتظر ہے جس کا وعدہ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت سے کیا تھا۔

احباب کے استفادہ کے لئے آپؑ کے چند اور ارشادات بھی پیش خدمت ہیں۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

''اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے وکان و عداللہ مفعولا انت معی و انت علی الحق المبینانت مصیب و معین للحق۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

اس الہام میں بھی واضح فرمادیا کہ وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔اور ہم سب جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے صرف ایک مسیح ابن مریم کا وعدہ کیا تھا۔اور جنبہ صاحب خود بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔کہ موعود وجود دو ہی ہیں ایک مہدی اور دوسرا مسیح۔اور اس موعود مسیح کے متعلق اللہ تعالیٰ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ وہ تو ہے۔

اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب کا حوالہ بطور یاددہانی دوبارہ درج ذیل ہے۔جس میں جنبہ صاحب بھی ایک موعود مسیح ابن مریم کا اعتراف کر رہے ہیں۔

(۴) محمدی تجدیدی سلسلے میں عمومی مجددین کے علاوہ دو (۲) مجدد موعود ہیں۔ (۵) دونوں محمدی موعود مجددوں میں سے ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں ظہور فرما چکے ہیں۔ (۶) محمدی سلسلے کا دوسرا موعود مجدد مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے اُمت میں ابھی نزول فرمانا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۶)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۲۱۰)

حضرت مسیح موعودؑ خدا کی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ آپؑ مسیح موعود ہیں۔ یہاں بھی آپؑ لفظ موعود استعمال فرما رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے واضح الہامات اور حضرت مسیح موعودؑ کے حلفیہ بیان کے بعد آپؑ کا کوئی بھی سچا پیرو کار اور مرید یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مرزا صاحبؑ مہدی ہیں اور میں وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔

۳۔ جنبہ صاحب کی پیش کردہ حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریرات جن میں آئندہ مسیح کے آنے کا ذکر ہے۔

محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریرات کو پیش کرتے ہیں۔ جن میں آئندہ زمانہ میں مسیح کے آنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور انہیں خود سے منسوب کرتے ہیں۔

(۱) "اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

(۲) "بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا۔ وہ اَسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور اُنکو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔" (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

(۳) "اور اگر مولوی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ ہم نے اگرچہ اپنے ریویو میں اِمکانی طور پر مثیل مسیح ہونا آپ کا مان لیا ہے اور ایسا ہی ظلّی

اورروحانی طور پر مسیح موعود ہونا بھی مان لیا ہے۔لیکن ہم نے یہ کب مانا ہے کہ آپ بہمہ وجوہ اُن پیشگوئیوں کے مصداق کامل ہیں جو مسیح ابن مریم کے بارہ میں صحاح میں موجود ہیں؟اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اورآئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اِقبال کیساتھ بھی آوے۔''(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۱)

''(۴)''ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جاوے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اِن پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل مُتَّبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنافی الشیخ کی حالت اختیار کرکے ہمارا ہی رُوپ لے لیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اُنہیں وہ مرتبہ ظلّی طور پر بخش دیوے جو ہمیں بخشا۔تو اِس صورت میں بلاشبہ اُن کا ساختہ پرداختہ ہمارا ساختہ پرداختہ ہے کیونکہ جو ہماری راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہوکر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں شامل ہے۔اِسلئے وہ جزو اور شاخ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی پیشگوئی میں بھی شریک ہے۔کیونکہ وہ کوئی جدا شخص نہیں۔پس اگر ظلّی طور پر وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے مگر اس ایک میں ہوکر سب موعود ہی ہیں کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی مقصد موعود کی رُوحانی یگانگت کی راہ سے مُتَمِّم و مکمّل ہیں اور اُن کو اُنکے پھلوں سے شناخت کروگے۔''(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷)

(۵)''اب یہ سوال بھی قابل حل ہے کہ مسیح ابن مریم تو دجّال کیلئے آئے گا۔آپ اگر مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوکر آئے ہیں تو آپکے مقابل پر دجّال کون ہے؟اس سوال کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور مسیح ابن مریم بھی آوے اور بعض اَحادیث کی رو سے وہ موعود بھی ہو اور کوئی ایسا دجّال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اِس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجّال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔''(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۲)

الجواب:

نمبر ا

احباب کرام! آپ جانتے ہیں کہ شروع میں دوسرے مسلمانوں کی طرح حضورؑ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری وقت میں وہ دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا کہ وہ مسیح فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں تو آیا ہے۔تو آپؑ نے اس کا اعلان فرمادیا۔

سچے مامورین کی یہ بھی نشانی ہوتی ہے کہ وہ اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے صرف اتنا بیان کرتے ہیں جس قدر خدا انہیں علم عطا کرتا ہے۔ اس لئے آپ نے اپنی ابتدائی کتب میں امکانی طور پر لکھ دیا کہ آئندہ بھی مسیح آ سکتے ہیں۔ لیکن بعد ازاں خدا سے علم پا کر آپ نے بڑے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ بجز میرے اب اور کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ میں ہی وہ موعود مسیح ہوں جس کا وعدہ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت سے کیا تھا۔ نیز آئندہ آنے والے مامور کی بھی وضاحت ان الفاظ میں فرما دی۔

''وَاِنَّااِذَاوَدَّعْنَاالدُّنْیَا فَلَامَسِیْحَ بَعْدَ نَآاِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَایَنْزِلُ اَحَدٌمِّنَ السَمَاءِ وَعَلَا یَخْرُجُ رَاْسٌ مِّنَ الْمَغَارَۃِ اِلَّامَاسَبَقَ مِنْ رَّبِّیْ قَوْلٌ فِی الذُّرِّیَّۃِ ۔ (اِشَارَۃٌ فِیْ قَو لِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ' منہ

اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آ چکا ہے۔ (اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ)''

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۷۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریر مندرجہ بالا تحریروں کے بعد کی ہے۔ اور یہی اصول ہے کہ خدا کے مرسلین جو بعد میں فرماتے ہیں اگر ان میں اور ان کی پہلی کہی گئی باتوں میں کوئی بظاہر اختلاف ہو تو بعد میں کہی جانے والی بات کو مانا جاتا ہے۔

نمبر ۲

حضورؑ نے ۱۸۹۰ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر اپنی کتاب فتح اسلام میں یہ اعلان فرمایا

''یہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ کی ہے جس کی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقیت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہو گئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے ان تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں۔ پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی ﷺ کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو

آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔ ۔۔۔۔۔۔سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۱۰، ۱۱)

اس اعلان کے بعد مخالفین کی طرف سے شور برپا ہو گیا۔ حضورؑ نے اسی سلسلہ میں لکھی گئی دوسری کتاب توضیح مرام کے آخر میں یہ اعلان شائع فرمایا۔

اطلاع بخدمت علماء اسلام

جو کچھ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارے میں لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں درج ہے یعنی فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں۔ پس مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کے لئے جلدی نہ کریں۔

والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد

(توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱۰۰)

اس کے بعد حضورؑ نے اسی سلسلہ کی تیسری کتاب ازالہ اوہام تحریر فرمائی۔ اس میں مخالفین کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات اور سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

اب خاکسار ان حوالوں کو لیتا ہے جو محترم جنبہ صاحب نے پیش کئے ہیں۔

(۲)''بالاخرہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے اِنکارنہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کوکئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردیگا۔ وہ اَسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور اُنکو جوشبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔''(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

محترم جنبہ صاحب (دوسروں پر تحریف کے الزامات لگاتے ہیں) نے اس حوالہ کو مکمل درج نہیں کیا۔ مکمل حوالہ اس طرح ہے۔

''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند **مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء** لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدائے تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔**واللہ اعلم و علمہ احکم۔**''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۷۹، ۱۸۰)

آخری فقرہ میں حضورؑ نے وضاحت فرمادی ہے کہ پیشگوئی کے مطابق میں مسیح موعود ہوں۔ نیز حضور نے یہاں جس پیشگوئی کا ذکر کیا ہے کہ کہ وہ مثیل مسیح میری ذریت میں سے آئے گا وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی ہے۔

اس سے آگے چل کر حضورؑ نے فرمایا ہے۔

''چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الاٰیات بعد المأتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ ۱۳۰۰ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اِسوقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۸۹، ۱۹۰)

اس حوالہ میں بھی حضورؑ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ موعود مسیح کوئی اور نہیں بلکہ آپ ہی ہیں۔ پھر آپ مزید فرماتے ہیں۔

''چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اِس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یوروپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلادے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے وکان وعداللہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۰۲)

غرض اگران تمام حوالوں کو غور سے پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں نہیں کہا کہ ایک سے زائد موعود وجودوں کا بطور مسیح نزول فرمانا کسی پیشگوئی میں مذکور ہے۔ بلکہ ہر جگہ حضورؑ نے ایک موعود مسیح کا ذکر کیا ہے۔ اور امکانی طور پر ہزاروں مثیل مسیح آنے کی بات کی ہے۔ یا ظلی طور پر نزول مسیح کے امکان کا ذکر کیا ہے۔ اور ایک مسیح کی پیشگوئی کی ہے جس کا وعدہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور بعد کی تحریروں میں بڑے واضح الفاظ میں لکھ دیا کہ میرا جسمانی بیٹا ہو گا۔

اس لئے ان حوالوں کو پیش کر کے کسی طور بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد دو یا اس سے زائد موعود وجودوں کی بطور مسیح پیشگوئی فرمائی ہے۔

اگر ایک سے زائد مسیح آنے کی پیشگوئی ہوتی تو پھر جو نشانیاں اور کام بتائے گئے ہیں ان کی بھی وضاحت کی گئی ہوتی کہ یہ یہ کام پہلا مسیح کرے گا اور یہ یہ کام بعد میں آنے والا مسیح کرے گا۔ اور نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مسیح کے کرنے کے جو کام بتائے ہیں ان میں سے یہ کام میرے ذمہ ہیں اور یہ کام دوسرے مسیح کے ذمہ ہیں۔

محترم جنبہ صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے تمام حوالوں میں حضورؑ نے اعتراضات کرنے والوں کو مختلف دلائل کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ہر جگہ امکانی پہلوؤں کا ذکر ہے۔ نیز بعد ازاں اللہ تعالیٰ سے مکمل علم ملنے پر اس امکان کو رد کر دیا کہ کوئی اور مسیح بھی آئے گا۔ سوائے اس ظلی مسیح کے جس کا پیشگوئی مصلح موعود میں وعدہ ہے۔ اور بتا دیا کہ وہ میرا جسمانی بیٹا ہو گا۔

ناصر احمد سلطانی صاحب اور عقیدہ ختم نبوت

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند منٹ میں سمجھ آجانے والا
ختم نبوت پر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا واضح اور صاف صاف موقف

از ناصر احمد سلطانی
امیر جماعت احمدیہ (حقیقی)
مجدد چودھویں اسلامی صدی

آپ درج ذیل دو حوالوں کو بغور پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ آپ اپنے عقیدہ کے لحاظ سے کس کے موقف کی تائید کرتے ہیں؟

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد نبی نہیں آئے گا
اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت پر کلام نہ تھا
اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔
اپنی آیت کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (۳۳:۴۱الاحزاب) سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا۔ کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے اس سے تو تمام تار و پود اسلام کا درہم برہم ہوجاتا تھا "

(کتاب البریہ حاشیہ۔روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۷، ۲۱۸)

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

" اصول یہ ہے کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رہنے کیلئے خدا تعالیٰ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک نبی کے بعد بروقت ضرورت دوسرا نبی آتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا
کہ مجھ سے پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزار ہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی تسلی حاصل ہو۔اس حالت میں فسادات کا اندیشہ ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں
تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کیلئے مجدد پیدا کرتا رہے گا۔

(مکتوب نمبر ۲ بنام حاجی محمد ولی اللہ صاحب ۔مکتوبات احمد جلد اول صفحہ ۳۹۲)

ایسے ہی قرآن پاک سے ختم نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ان کی ایک تحریر پیش خدمت ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (۴۱:الاحزاب:۳۳) کا ترجمہ کون سا کیا جائے؟

احمدیوں کی تمام جماعتوں سمیت تمام فرقے بلا استثناء مانتے ہیں کہ امتِ محمدیہ میں ۱۳۰۰ سال سے جاری سنت اللہ یہ ہے کہ کوئی ایک نبی بھی نہیں آیا۔ نبی ءکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ خاتم النبیین کی تفسیر لانبی بعدی پیش کر چکا ہوں۔ حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا خاتم النبیین کا ترجمہ ختم کرنے والا نبیوں کا پیش کر چکا ہوں۔ خاتم النبیین کے لغات عرب کے معانی بھی پیش کر چکا ہوں۔
اب پورے قرآن کریم کی آیات سے بھی تائیدی معنے پیش خدمت ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب تو انکار کی گنجائش ہرگز نہیں رہ جاتی۔
یقیناً وہی ترجمہ ہی درست ہو گا جو قرآن، سنت، حدیث اور حضرت حکم وعدل علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہو گا۔
پورے قرآن کریم میں ختم سے متعلقہ آیات دیکھ لیں۔ آیت خاتم النبیین کے علاوہ سات مقامات پر "ختم" مصدر سے الفاظ آئے ہیں۔ ان آیات کے تراجم کسی بھی مکتبہء فکر کے اٹھا کر دیکھ لیں۔ تمام مقامات پر بند ہونے کا مفہوم ملے گا۔ تو کیوں اس بات پر ضد کی جا رہی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیوں کے سلسلہ کے بند کرنے کا ذکر نہیں؟

۱۔ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم (۸:البقرۃ:۲) ۲۔ختم علی قلوبکم (۴۷:الانعام:۶) ۳۔ختم علی سمعہ و قلبہ (۲۴:الجاثیہ:۴۵) جب لوگ اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ ان کو ہدایت نصیب ہو تو اللہ ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا کر بند کر دیتا ہے تو ہدایت کی بات جانا مستقل طور پر بند ہو جاتی ہے۔
۴۔الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم (۶۶:یاسین:۳۶) آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا بند کر دیں اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے۔
۵۔ام یقولون افترٰی علی اللہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبک و یمح اللہ الباطل و یحق الحق بکلمٰتہ (۲۵:الشوریٰ:۴۲) کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر افتراء کیا ہے؟ جبکہ اگر اللہ چاہتا تو تیرے دل پر مہر لگا دیتا حالانکہ اللہ تو باطل کو مٹایا کرتا ہے اور حق کو سچا ثابت کیا کرتا ہے۔
۶۔یسقون من رحیق مختوم۔ ۷۔ختامہ مسک (۲۷،۲۸:المطففین:۸۳) وہ ایک سربمہر شراب میں سے پلائے جائیں گے جس کی مہر مشک کی ہو گی۔

مندرجہ بالا دونوں حوالے محترم ناصر احمد سلطانی صاحب کے ہیں جو کچھ عرصہ مربی سلسلہ رہے اور اب وہ بھی پندرہویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے بقول بھی اب کوئی رسول یا نبی نہیں آسکتا۔ نیز لاہوری جماعت کے عقیدہ کے مطابق ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے بلکہ محدث تھے۔ اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات بھی پیش کرتے ہیں۔ جس میں آپؑ نے اپنے نبی ہونے کی نفی کی ہوئی ہے۔

میں نے سلطانی صاحب سے درخواست کی کہ مندرجہ بالا آیات کے تراجم سے ثابت کریں کہ جہاں جہاں لفظ ختم آیا ہے اس کے معنی آخری یا ختم کرنے کے ہیں۔ جواباً انہوں نے فرمایا کہ مصروفیت کے باعث لکھ کر جواب نہیں دے سکتا۔ سکائپ پر بات کر لو۔

Re: Ahmed

Dr. Nasir Sultani Add to contacts 10/13/2014
To: Talash-e-

From: **Dr. Nasir Sultani** (drsultani@icloud.com) You moved this message to its current location.
Sent: Monday, October 13, 2014 8:45:23 PM
To: Talash-e- (zara_suniay@hotmail.com)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
باحوالہ آیات میں نے آپ کو بھجوائی ہیں۔ بہتر ہے کہ تفصیلی ڈسکشن زبانی کرلی جائے۔ چنانچہ گزارش ہے کہ مجھے سکائپ پر کال کرلیں۔
On Oct 13, 2014, at 9:16 PM, Talash-e- <zara_suniay@hotmail.com> wrote:

Re: Ahmed

Dr. Nasir Sultani Add to contacts 10/13/2014
To: Talash-e-

From: **Dr. Nasir Sultani** (drsultani@icloud.com) You moved this message to its current location.
Sent: Monday, October 13, 2014 10:31:52 PM
To: Talash-e- (zara_suniay@hotmail.com)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اس سلسلہ میں معذرت چاہوں گا کہ جلد جواب دے سکوں اگر موقع ملا تو ضرور جواب دوں گا۔ انشاء اللہ۔ لکھنے کا کام میرے پاس پہلے ہی اسقدر زیادہ ہے کہ میرے لئے پورا کرنا انتہائی مشکل ہو رہا ہے۔
On Oct 14, 2014, at 3:23 AM, Talash-e- <zara_suniay@hotmail.com> wrote:

زبانی بات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لکھ کر دینے کے بعد انکار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور زبانی بات کہہ کر کسی وقت بھی انکار کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"دوسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث جو محض اظہار اً لِلْحَقِّ ہوگی، تحریری ہو۔ کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ صرف زبانی باتیں کرنا آخر منجر بفتنہ ہوتی ہیں اور بجز حاضرین کے دوسروں کو ان کی نسبت رائے لگانے کا موقعہ نہیں دیا جاتا اور کیسی ہی عمدہ اور محققانہ باتیں ہوں جلدی بھول جاتی ہیں اور جن لوگوں کو غلو یا دروغ بیانی کی عادت ہے خواہ وہ کسی گروہ کے ہیں ان کو جھوٹ بولنے کیلئے بہت سی گنجائش نکل آتی ہے۔ کوئی شخص محنت اُٹھا کر اور ہر ایک قسم کے اخراجات سفر کا متحمل ہو کر اور بہت سی مغزخواری کرنے کے بعد کب روا رکھ سکتا ہے کہ غیر منتظم طریق کی وجہ سے تمام محنت اس کی ضائع جائے اور طالب حق کو اس کی تقریر سے فائدہ نہ پہنچ سکے۔ سو تحریری بحث کا ہونا ایک شرط ہے۔"

(مکتوبات احمد، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳۱۷، ۳۱۸)

سلطانی صاحب کو اس کے بعد بھی ان کے وعدہ کی یاددہانی کروا چکا ہوں مگر سلطانی صاحب کے جواب کا تاحال انتظار ہے۔

انبیاءاور اجتہادی غلطی۔ایک خطرناک فتنہ

ہر مسلمان کا کامل یقین ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کی غلطی سے پاک ہے۔اور انسان بشر ہونے کے ناطے غلطی کر سکتا ہے۔ انبیاء کرام بھی بشر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا مقام عام انسانوں سے بہت بلند ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انبیاء سے اجتہادی غلطی کی بابت تحریر فرماتے ہیں۔

۲۸؍فروری ۱۹۰۱ء

انبیاء سے اجتہادی غلطی کا صدور: فرمایا: ''اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہوتا تا کہ بشر خدا نہ ہو جائے۔ دیکھو حضرت عیسٰیؑ کے متعلق بھی یہ اعتراض بڑے زور شور سے یہود نے کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہت لے کر آیا ہوں اور وہ بات غلط نکلی۔ ممکن ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہ خیال آیا ہو کہ ہم بادشاہ بن جائیں گے، چنانچہ تلواریں بھی خرید رکھی ہوئی تھیں، مگر یہ اُن کی اجتہادی غلطی تھی۔ بعد اس کے خدا نے مطلع کر دیا اور اُنہوں نے اقرار کیا کہ میری بادشاہت روحانی ہے۔ سادگی انسان کا فخر ہوتا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ نے جو کہا سو سادگی سے کہا۔ اس سے ان کی خفت اور بے عزتی نہیں ہوئی۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہو گی۔ مگر ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوئی اور انگوروں کے متعلق آپؐ نے یہ سمجھا تھا کہ ابو جہل کے واسطے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ عکرمہ کے واسطے ہیں۔ انبیاءؑ کے علم میں بھی تدریجاً ترقی ہوتی ہے۔ اس واسطے قرآن شریف میں آیا ہے ''قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵)''۔ یہ آپؐ کا کمال اور قلب کی طہارت تھی جو آپؐ اپنی غلطی کا اقرار کرتے تھے۔ اس میں انبیاءؑ کی خفت کچھ نہیں۔ ایک حکیم ہزاروں بیماروں کا علاج کرتا ہے۔ اگر ایک اُن میں سے مر جائے تو کیا حرج ہے۔ اس سے اُس کی حکمت میں کچھ داغ نہیں آ جاتا۔ کبھی حافظ قرآن کو پیچھے سے لقمہ دیا جاتا ہے۔ تو اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ اب وہ حافظ نہیں رہا۔ جو باتیں متواترات اور کثرت سے ہوتی ہیں اُن پر حکم لگایا جاتا ہے۔''

(ملفوظات، ایڈیشن ۱۹۸۴، جلد اول، صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

حضورؑ مزید فرماتے ہیں:

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔"

(تبلیغ رسالت ہشتم، صفحہ نمبر ۶۴،۶۵)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ بشر ہونے کے ناطے انبیاء سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ اور دوسری بہت اہم بات بتلائی کہ اگر کسی نبی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی درستگی بھی کر دی جاتی ہے۔

اگر قرآن پاک، احادیث نبوی ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اگر کہیں نبی سے کوئی اجتہادی غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی درستگی اس نبی کی زندگی میں ہی فرما دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور بعد میں آنے والے ان غلطیوں کی نشاندہی کریں اور اصلاح کریں تو اس سے بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ خدا اور اس کا نظام ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔ جس کا دل چاہے گا وہ کسی بھی بات کو یہ کہہ کر رد کر دے گا۔ کہ یہاں اجتہادی غلطی ہو گئی ہو گی۔ یہ تصور ایک تباہ کن تصور ہے۔

کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ کہ ایک نبی سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی ہو اور وہ اسی غلطی کے ساتھ فوت ہو گیا ہو اور بعد میں آنے والے مامور نے اس غلطی کی نشاندہی کی ہو اور اس غلطی کی درستگی کی ہو۔ بلکہ ہر آنے والا مامور اپنے سے پہلے مامور کی تصدیق کرنے والا اور اس پر ایمان لانے والا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

رسول کریم ﷺ کی بابت جو حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ان میں جہاں بھی آپ کو کسی بات کا ایسا گمان ہوا جو خدائی منشاء کے مطابق نہ تھا تو خدا نے فوراً آپ کی رہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ

اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیّت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدر وقت کے لئے ایک نوشتہ ء تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳:۳۹)

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ

وہ قول میں اُس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اُسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

(سورۃ الانبیاء:۲۸)

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی الہام کو سمجھنے میں آپؑ سے کوئی غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی درستگی فرمادی۔ اس لئے یہ خیال کہ نبی سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے اور وہ اسی غلطی کے ساتھ اس دنیا سے جا سکتا ہے ایک نہایت خطرناک اور تباہ کن خیال ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والا اس نبی کا مرید نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے-----------------

کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر

ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مریدوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گزرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بد ظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔"

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ ۲۶)

جنبہ صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ پر اجتہادی غلطیوں کا الزام

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کو پیش کر کے فرمایا ہے کہ یہ آپؑ کی اجتہادی غلطیاں ہیں۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو مشکوک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محترم جنبہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت کے پاس صرف ایک روحانی سرمایہ ہے اور وہ سرمایہ محض پیشگوئی مصلح موعود ہے۔ حوالہ درج ذیل ہے۔

"یہ بات یاد رکھیں کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے بعد جماعت کے پاس اگر کوئی روحانی سرمایہ ہے تو وہ یہی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی ہے۔"

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۶)

چونکہ جنبہ صاحب کے نزدیک پیشگوئی مصلح موعود ہی جماعت کے پاس ایک سرمایہ ہے۔ اس لئے آپ نے اسے ٹارگٹ کیا ہے۔ اور اس پر دو طریق سے حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

۱۔ سب سے پہلے تو اس پیشگوئی کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے تمام ارشادات کو آپؑ کی اجتہادی غلطی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس پیشگوئی کو مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ اور پھر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ وہ موعود زکی غلام کوئی اور نہیں بلکہ میں ہوں۔

پیشگوئی پر کئے گئے اعتراضات کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؑ ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ'' کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں اُسکے تَوَلُّد کا آخری وقت تک اِنتظار کرتے رہے۔ جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درجِ ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔ آپ فرماتی ہیں:۔

''یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے اِلہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے اور یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔'' (حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ ۱۴ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

(۱) یہ حوالہ میرے اِس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ حضورؑ ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ'' کے اپنے ہاں تَوَلُّد کیلئے آخری وقت منتظر رہے۔ لیکن بعدازاں حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپکا کوئی جسمانی فرزند نہیں تھا۔ اگر یہ زکی غلام آپکا جسمانی فرزند ہوتا تو ضرور آپکے ہاں پیدا ہوتا۔

کھڑے ہو کر دلائل کیساتھ اپنا نافلہ موعود ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہو۔ بعدازاں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِسی مثیل مبارک احمد کا اِنتظار کرتے کرتے بالآخر ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کے دن لاہور میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۲،۳)

میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اَمرِ واقع یہ ہے کہ حضور کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپ کا محض اپنا اِجتہادی قیاس تھا۔ اور پھر اسی اِجتہادی قیاس کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تین لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اول) اور بعدازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر الہامات میں اُسے ''نافلہ'' بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو ''پوتا'' سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزندِ اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔ تصنیف ۱۹۰۶ء، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہو گیا۔ یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اول اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپکی معرفت آپکی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نہ حضور کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے ہو۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۶)

.تو اس سلسلہ میں یہاں صرف اتنی گذارش کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے جس بیٹے کا ذکر کیا جاتا ہے وہ بیٹا دراصل مسیح موعود کا روحانی فرزند ہے نہ کہ صلبی بیٹا۔ حضورؑ پر بعض الہامات نافلہ غلام کے متعلق نازل ہوئے تھے۔ حضورؑ نے یہاں نافلہ سے اپنا کوئی پوتا مراد لیا تھا۔ واضح رہے کہ حضورؑ کا نافلہ غلام کے متعلق اپنا پوتا ہونے کا خیال بھی آپ کا اجتہادی خیال تھا جو کہ بعدازاں زکی غلام کو لڑکا خیال کرنے کی طرح درست ثابت نہ ہوا۔ حضورؑ نے اپنے جس صلبی لڑکے کے متعلق بھی زکی غلام (لڑکا) ہونے کا خیال ظاہر فرمایا وہ لڑکے (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) فوت ہو گئے۔ اسی طرح آپ نے نافلہ غلام کی پیشگوئی کو بمعنی پوتا اپنے جس پوتے پر چسپاں کیا تھا وہ پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) بھی صغرسنی میں فوت ہو گیا۔ جہاں تک نعمت اللہ ولی کی یادگار بیٹے کے متعلق پیشگوئی کا تعلق ہے تو میں اس پر اپنے مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶،۷)

(ا) یہ کہ حضور مسیح موعود نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء بسلسلہ مصلح موعود کے اجتہاد کرنے میں غلطی کی تھی۔ ۹ سال کی مدت کا تعین بھی اجتہادی غلطی تھی۔

الجواب۔ جیسا کہ خاکسار آئندہ صفحات میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں قرآن کریم اور مبشر الہامات کی روشنی میں ثابت کرے گا کہ مصلح موعود (زکی غلام) حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا اور زکی غلام کو اپنا صلبی بیٹا خیال کرنا کیا حضورؑ کی اجتہادی غلطی نہیں تھی۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۸)

الجواب۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں کہا ہے کہ حضورؑ نے (اولاً) بشیر احمد اوّل کو اس پیشگوئی کا مصداق خیال کیا تھا۔ اُسکے فوت ہونے پر آپ بہت محتاط ہو گئے اور ازاں بعد پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) کے نام بطور تفاؤل رکھے اور کسی کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ یہ لڑکا مولود مسعود یا مولود موعود یا مصلح موعود ہے۔ ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو جب چوتھا لڑکا صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوا تو آپؑ نے اسکے متعلق بانگ دھل فرمایا کہ یہی لڑکا مولود مسعود ہے۔ اسکی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔ اگر صاحبزادہ مبارک احمد ہی اللہ تعالیٰ کی نظر میں زکی غلام (مصلح موعود) ہوتا تو وہ ضرور زندہ رہتا اور اللہ تعالیٰ اُسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بناتا۔ حضورؑ نے اپنے جن دونوں لڑکوں کے متعلق زکی غلام ہونے کا خیال ظاہر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں کو وفات دے کر اپنے بندے مہدی و مسیح موعود کو اور آپکی جماعت کو یہ پیغام دیا تھا کہ اے میرے پیارے بندے! تیرا کوئی لڑکا بھی زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں ہوگا۔ کیا کوئی اس سچائی کو جھٹلا سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ ۷،۸)

(ا) حضورؑ کے یہ الفاظ "لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔" الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں بالکل ویسے ہی جیسے حضورؑ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔ بعدازاں زکی غلام سے متعلق نازل ہونیوالے مبشر الہامات نے حضورؑ کے اس اِجتہادی خیال کی نفی فرمادی۔

(ii) اگر وہ موعود زکی غلام، بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پیدا ہو گیا تھا تو پھر! (ا) آپ یعنی بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد زکی غلام کی بشارت حضورؑ پر کیوں نازل ہوتی رہی۔؟ (۲) نو سال کے عرصہ (یعنی ۲۱ مارچ ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی زکی غلام کی بشارت حضورؑ پر کیوں نازل ہوتی رہی۔؟ (۳) مزید یہ کہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارات (انہی علامات اور صفات کے ساتھ جو کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپؑ پر کیوں نازل ہوتی رہیں۔؟ لہٰذا اِس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضورؑ کے یہ الفاظ "لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔" الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔ اگر یہ الفاظ الہامی ہوتے تو جیسا کہ افرادِ جماعت کا خیال ہے کہ زکی غلام مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے تو پھر بشیر الدین محمود کی پیدائش کے بعد حضورؑ پر زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات نازل نہ ہوتے۔ زکی غلام سے متعلق اِن الہامی بشارات نے مزید یہ بھی ثابت کر دیا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ روحانی بیٹا ہے جس نے ۶/۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۴۱، صفحہ نمبر ۴)

الجواب۔۔۔جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا البشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہوجاتا۔اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا البشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا البشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔حضورؑ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

مندرجہ بالا چند حوالوں میں درج ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

- سب سے پہلے یہ کہہ دیا کہ صرف پیشگوئی مصلح موعود ہی جماعت کے پاس ایک روحانی سرمایہ ہے۔گویا حضورؑ کی باقی ساری تعلیم، آپ کی پیشگوئیاں اس قابل نہیں کہ انہیں جماعت کا روحانی خزانہ قرار دیا جاسکے۔
- پھر اس روحانی خزانے کی ہر بات کو حضورؑ کا اجتہاد اور غلطی قرار دے کر اس روحانی سرمایہ کی حقیقت کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- جیسا کہ جہاں حضورؑ نے زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لڑکا لکھا ہے اسے آپؑ کی اجتہادی غلطی کہہ دیا ہے۔
- آپؑ نے اس موعود لڑکے کی ولادت کی میعاد ۹ سال مقرر کی ہے۔اسے بھی آپؑ کی اجتہادی غلطی قرار دے دیا ہے۔

- پھراس کے بعد غلط طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؓ نے صاحبزادہ مبارک احمد اور اپنے پوتے مرزا نصیر احمد کو مصلح موعود سمجھا تھا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔
- آخری حوالہ میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ اگر حضورؓ اس پیشگوئی کو ۵۰ بار اپنے بیٹوں پر چسپاں کرتے تو یہ ۵۰ بار آپؑ کی اجتہادی غلطی ہوتی۔

یہ تمام اعتراضات پیشگوئی مصلح موعود پر نہیں ہیں بلکہ پس پردہ حضورؑ کی صداقت پر حملہ کرنے کی کوشش ہے۔کیونکہ اگر ایک مرسل بار بار غلطی پہ غلطی کرتا جارہا ہے۔خدا کے سمجھانے کے باوجود اسے خدائی منشاء کی سمجھ نہیں آرہی تو پھر وہ خدا کی طرف سے کیسے ہوسکتا ہے۔اور وہ لوگوں کی کیسے تربیت اور رہنمائی کرسکتا ہے۔وہ لوگوں تک خدا کی اصل تعلیم اور پیغام کیسے پہنچا سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اسی پر اکتفا نہیں کررہے بلکہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے کی بابت حضورؑ کے ارشاد کو بھی غلط ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الجواب۔۔۔جناب مرزا بشیر احمد صاحب کی شکل وصورت کا مرزا فضل احمد صاحب کی شکل وصورت کی طرح کا ہونا اگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق حضورؑ کی تفہیم کی فعلی شہادت ہوتا تو پھر جناب مرزا بشیر احمد صاحب کی پیدائش کیساتھ ہی قمر الانبیاء کی بشارتوں کا سلسلہ نزول بھی ختم ہوجاناتھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جناب مرزا بشیر احمد صاحب کی پیدائش کے بعد بھی قمر الانبیاء سے متعلقہ الہامی بشارتوں کا سلسلہ نزول فرما کر حضورؑ کی تفہیم کے برخلاف ظاہر فرمادیا کہ جناب مرزا بشیر احمد صاحب پسر موعود یعنی قمر الانبیاء نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۴)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ

وہ قول میں اُس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اُسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

(سورۃ الانبیاء ۲۱:۲۸)

ایسے ہی رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ " لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ "

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ)

اس لئے وہ لوگ جو جنبہ صاحب کے جال میں پھنس کر ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جنبہ صاحب کی باتیں درست ہیں تو پھر حضرت مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) خدا کے سچے مرسل نہیں۔ اور جماعت کے دشمن دراصل یہی بات ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔ اور بڑے طریقے سے لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جنبہ صاحب کے یہ حملے صرف پیشگوئی مصلح موعود تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ حضورؑ کے دیگر خواب، کشوف اور الہامات پر بھی جنبہ صاحب نے بڑے طریقے سے حملے کئے ہیں۔ جنبہ صاحب خواب، کشوف اور الہامات کی بابت تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور الہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنخضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور الہامات یا آنخضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی الہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی الہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا الہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶)

ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خواب پر جنبہ صاحب کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔ ''(۱) آسمانی شہادت کہ سیدنا محمود صدیق تھے۔ حضور مسیح موعود نے فرمایا: ''ایک گھنٹہ ہوا ہوگا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی۔ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔ جب اولئک پڑھا تو محمود سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ اولئک پڑھا تو بشیر آ کھڑا ہوا۔ پھر شریف آ گیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۹۹/۹۸ طبع چہارم)

مندرجہ بالا آسمانی گواہی سے یہ بین طور پر ثابت ہے کہ سیدنا محمود کا درجہ یقیناً ایک صدیق کا ضرور ہے۔ کیا صدیق حضرات نعوذ باللہ جھوٹ بولا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا بہتان تراش خود کاذب ہے۔''

الجواب۔ مضمون نگار نے درج بالا سطور میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی سچائی کیلئے حضورؑ کی ایک خواب کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ واضح رہے کہ **اولاً**۔ کوئی خواب یا کوئی الہام کسی کے دعویٰ کی سچائی کیلئے حجت نہیں ہوا کرتا۔ **ثانیاً**۔ خاکسار گذشتہ صفحات میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے دعاوی کے سلسلہ میں اس حقیقت کی خوب وضاحت کر چکا ہے۔ ۱۸۸۱ء سے لے کر ۶۔۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کا سلسلہ (مع ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی) قرآن کریم کی روشنی میں ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے ہر احمدی بچے کو بمعہ حضورؑ کے صلبی لڑکوں کے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا تھا۔ درج بالا خواب بلاشبہ حضورؑ کی ہی ہے۔ لیکن خواب کے سلسلہ میں یاد رہے کہ بعض اوقات خواب کی تعبیر وہ نہیں ہوتی جو خواب بین دیکھتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۱۱)

قدرت ثانیہ اور حضورؑ پر اجتہادی غلطی کا الزام

جنبہ صاحب اپنے لیکچر ۳ نومبر ۲۰۱۲ء میں 1:13:12 وقت پر فرماتے ہیں۔

یادرکھیں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے رسالہ الوصیت میں حضرت ابوبکرؓ کا حوالہ دے کر (یہ باتیں بڑی غور طلب ہیں اور ذہن میں رکھنے والی باتیں ہیں جو میں آپ لوگوں کو بتارہا ہوں) اپنے بعد شروع ہونے والی انتخابی خلافت راشدہ کو قدرت ثانیہ کہنا اور اسے دائمی اور قیامت تک غیر منقطع قرار دینا آپ علیہ السلام یعنی حضور علیہ السلام کی ایسی ہی اجتہادی غلطی تھی جیسا کہ آپؑ کا ز کی غلام کے آگے بریکٹ میں لڑکا لکھ دینا۔ یہ میں بتارہا ہوں شاید آپ کو پہلے اس سے کسی نے یہ باتیں نہ بتائی ہوں۔

جنبہ صاحب کی بے باکیوں کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جنبہ صاحب نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے متعلق بھی اسی خیال کو ان الفاظ میں لکھ دیا۔

الجواب۔۔۔عزیزم احمد صاحب۔ جواباً گذارش کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اپنے موعود امام مہدی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

”وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔ اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے مہدی میری عترت اولاد فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ روایت کیا اسکو ابوابوداؤد نے۔“(مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸)

اب آنحضرت ﷺ نے اپنے امام مہدی کے متعلق اپنے پاس سے یا اندازے سے تو یہ پیشگوئی نہیں فرمائی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم اور تصرف کے مطابق ہی یہ فرمایا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے متعلق سورۃ النجم میں فرماتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (النجم۔۴،۵،۶) اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا۔ یہ تو محض ایک وحی ہے جو اُتاری جارہی ہے۔ اُسے مضبوط طاقتوں والے نے سکھایا ہے۔

اب آنحضرت ﷺ کا اپنے امام مہدی کو اپنی بیٹی فاطمہؓ کی عترت میں سے قرار دینے کے سلسلہ میں ہمارے لیے تطبیق پیدا کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہم مغلیہ خاندان کو حضرت فاطمہؓ کی نسل سے ثابت کرسکیں۔ لہٰذا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے

کہ ہم اِسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اجتہادی سہو خیال کریں جو کہ الٰہی منشاء اور تصرف کے ماتحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہوا تھا۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ایمان اور تقویٰ کا امتحان منظور تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اُمت محمدیہ کا امتحان منظور نہ ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ فرمانے کہ (میرا امام مہدی میری فاطمہؓ کی عترت سے ظاہر ہوگا) کی بجائے صاف طور پر یہ فرما دیتے کہ میرا امام مہدی ہندوستان میں عجمیوں کی مغلیہ نسل میں سے ہوگا۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو پھر اُمت محمدیہ کی اکثریت حضرت مرزا غلام احمدؑ کا انکار کر کے موردِ غضب الٰہی نہ بنتی۔

(آرٹیکل نمبر ۹۸، صفحہ نمبر ۴، ۵)

اس تحریر میں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں "اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امام مہدی کے متعلق اپنے پاس سے یا اندازے سے تو یہ پیشگوئی نہیں فرمائی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم اور تصرف کے مطابق ہی یہ فرمایا ہوگا۔"

اور پھر اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "لہٰذا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اجتہادی سہو خیال کریں"۔

گویا خدا تعالیٰ نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے اجتہادی غلطی ہو گئی۔ ایسی گستاخیاں اور بے باکیاں جنبہ صاحب ہی کر سکتے ہیں۔ وہ شخص جس کے اندر تھوڑا سا بھی ایمان ہے اور خدا کا خوف ہے وہ ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتہادی غلطیوں کے الزام کا جواب

گزشتہ مضامین میں قرآن پاک، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ بشر ہونے کی وجہ سے نبی سے بھی غلطی ہو سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ اپنے نبی کو غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔ بلکہ قدم قدم پر اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔

جبکہ جنبہ صاحب بار بار یہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضورؑ سے کئی اجتہادی غلطیاں ہوئیں اور آپؑ اپنی وفات تک ان اجتہادی غلطیوں پر قائم رہے۔ اور اپنے بیان کی صداقت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے جس بیٹے کی نسبت یہ اجتہاد کیا کہ وہ موعود ہے خدا تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔ جیسا کہ جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں:

اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

دوسری جگہ جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو پیشگوئی قمر الانبیاء کے حوالہ سے ہوئی ہے وہ بھی دراصل زکی غلام کے بارہ میں ہی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو ہی قمر الانبیاء کا نام دیا ہے۔

اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۳) چونکہ قمر الانبیاء موعود زکی غلام کا ہی ایک الہامی ٹائٹل ہے اور جب اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں کسی کو اُسکے موعود زکی غلام ہونے کی خبر دے گا تو پھر وہ اپنے موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کیساتھ ساتھ اپنے قمر الانبیاء ہونے کا بھی اعلان کرے گا۔ اُسکے دعویٰ سے پہلے لوگ اُسے مصلح موعود اور قمر الانبیاء نہیں بنائیں گے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں جناب مرزا بشیر احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کبھی اپنے مصلح موعود اور قمر الانبیاء ہونے کے دعاوی نہیں کیے تھے لہٰذا وہ قطعی طور پر قمر الانبیاء نہیں تھے اور نہ ہی وہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۲)

آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضورؑ کیا تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اِس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ یأتی قمر الانبیاء ۔ وامرک یتأتی۔ یسرّ اللہ وجھک۔ وینیر برھانک۔ سیولد لک الولد و یُدْ نٰی منک الفضل۔ ان نوری قریب۔ دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے

ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہو گا اور نیز یہ کہ شکل وشباہت میں فضل احمد سے جو دُوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔ اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب آئینہ کمالات جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہو گئی۔ جیسا کہ اِس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰، اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰، اپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے۔ اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کے رُو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار ۲۰، اپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا۔ جس کے عنوان پر یہ عبارت ہے۔ منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۲۰)

جنبہ صاحب کی یہ دلیل کہ حضورؑ نے جس بچے کے متعلق یہ اجتہاد کیا کہ وہ موعود ہے اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ سب سے زیادہ حضورؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ موعود ہے۔ (جس کے حوالے بڑی تفصیل سے آگے مضامین میں دیئے جا چکے ہیں) ایسے ہی حضورؑ نے بڑے واضح الفاظ میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے کو قمر الانبیاء والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور اس بات کا بھی اشارہ کیا ہے کہ شاید یہی پسرِ موعود ہو۔ اور ان دونوں بیٹوں نے باقی تمام بیٹوں کی نسبت لمبی عمریں پائیں۔

❖ میں یہاں دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی تفصیل اگلے مضامین میں موجود ہے۔

۱۔ حضورؑ نے بشیر اول کے بارہ میں کسی اشتہار یا تحریر میں یہ اعلان نہیں کیا کہ یہ بچہ موعود ہے۔ بلکہ سوال کرنے والوں کو یہی لکھا کہ ابھی معلوم نہیں۔ اپنی کتاب 'سبز اشتہار' میں حضورؑ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ اور جو حضورؑ پر ایمان رکھتا ہے وہ اس وضاحت کے بعد حضورؑ کی بابت یہ الزام لگانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایسے ہی حضور نے صاحبزادہ مبارک احمد کے بارہ میں بالکل نہیں کہا کہ یہ موعود ہے اور نہ ہی اپنے پوتے کے حوالے سے ایسا کوئی اشارہ تک دیا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو بتادیا تھا کہ کچھ بچے کم عمری میں وفات پائیں گے۔ پھر دوبارہ حضورؑ کے دونوں بیٹوں کی وفات سے پہلے بلکہ ان کی پیدائش کی پیشگوئی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی جلد وفات کی بھی خبر دے دی تھی۔ اور حضورؑ نے اپنی کتب میں اس کے بارہ میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

اس لئے جنبہ صاحب کا یہ استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ کہ حضورؑ کے دو بیٹے اور ایک پوتا محض اس وجہ سے فوت ہو گئے کیونکہ حضورؑ نے ان کی بابت اجتہاد کیا تھا کہ وہ موعود ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سختی کی وجہ

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین میں حضرت مسیح موعودؑ کے درج ذیل حوالے درج فرما کر غلط تاثر پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؑ نے حضرت عیسٰیؑ کی بابت گندی اور سخت زبان استعمال کی ہے۔ نیز ان الفاظ کے استعمال کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہ بھی غلط ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے اپنی زندگی میں اپنے مریدوں کو تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی اور نہ ہی انہیں یہ کہا تھا کہ میں نعوذ باللہ خدا کا بیٹا ہوں۔ یہ سب جھوٹے اور مشرکانہ عقائد واقعہ صلیب کے بعد پولوس نے آپکی طرف منسوب کیے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے اس مردہ اور تصوراتی خدا یسوع مسیح اور مسلمانوں کے اس تصوراتی مسیح ابن مریم جو اُنکے خیال کے میں زندہ بجسم عنصری آسمان پر جا بیٹھا ہے کے متعلق انتہائی سخت زبان استعمال کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(I) ’’وہ ایک عورت کے پیٹ میں نومہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا‘‘۔ (روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵ بحوالہ ست بچن)

(II) ’’یہ بھی یادر ہے کہ آپکو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپکے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جوانجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۰ بحوالہ انجام آتھم مع ضمیمہ)

(III) ’’ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپکو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ آپکی انہی حرکات سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور انکو یقین تھا کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۲۹۰)

(IV) ’’آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جنکے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘ (انجام آتھم مع ضمیمہ۔ (ایضاً صفحہ ۲۹۱)

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹)

جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے اپنی زندگی میں اپنے مریدوں کو تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی اور نہ ہی انہیں یہ کہا تھا کہ میں نعوذ باللہ خدا کا بیٹا ہوں۔ یہ سب جھوٹے اور مشرکانہ عقائد واقعہ صلیب کے بعد پولوس نے آپکی طرف منسوب کیے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے اس مردہ اور تصوراتی خدا یسوع مسیح اور مسلمانوں کے اس تصوراتی مسیح ابن مریم جو اُنکے خیال کے میں زندہ بجسم عنصری آسمان پر جا بیٹھا ہے کے متعلق انتہائی سخت زبان استعمال کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

حضورؑ کے ان سخت الفاظ کے استعمال کی وجہ بیان کرتے ہوئے جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

ہر چند قرآن مجید میں حضرت مسیح ابن مریمؑ کو اللہ تعالیٰ نے زکی اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا برگزیدہ نبی اور رسول قرار دیا ہے۔ اب عیسائیوں کا تصوراتی خدا، مسلمانوں کا آسمان پر چڑھایا ہوا مسیح ابن مریم اور قرآن مجید میں مذکورہ حضرت مسیح ابن مریمؑ ایک ہی شخصیت ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عیسائی اور مسلمان اسی قرآنی مسیح ابن مریمؑ کے متعلق غلطی خوردہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخصیت جسے عیسائی نعوذ باللہ من ذالک خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں، مسلمان اُسے زندہ بجسم عنصری آسمان پر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور قرآن مجید اُسے اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ اُسے وفات یافتہ بھی قرار دے رہا ہے، کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اتنے سخت الفاظ کیوں استعمال کیے ہیں؟

جواباً عرض ہے کہ!

(اولاً) حضورؑ نے یہ سخت الفاظ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی خاطر اور عیسائیوں کے اس جھوٹے اور مشرکانہ عقیدہ کہ نعوذ باللہ یسوع مسیح ابن اللہ ہیں اور مسلمانوں کے اس جھوٹے عقیدہ کہ ایک عاجز انسان زندہ بجسم عنصری آسمان پر چڑھ کر بیٹھا ہے اور اُسی نے آخری زمانہ میں غلبہ اسلام کیلئے آسمان سے نازل ہونا ہے کی تردید اور حوصلہ شکنی کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔

(ثانیاً) آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنیوالے سچے مسیح موعود کیلئے عیسائیوں اور مسلمانوں کے اس تصوراتی مسیح پر تنقید کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کیونکہ یہ تصوراتی یسوع مسیح سچے مسیح موعود کی قبولیت کی راہ میں روکاوٹ تھا۔ بہرحال حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک جھوٹے تصوراتی بت کو بلاکسی لحاظ توڑنے کیلئے یہ جو سخت زبان استعمال کی ہے وہ بے جا اور غیر ضروری نہیں تھی۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹)

حضورؑ نے یہ سخت کلمات کیوں استعمال کئے اس کی حضورؑ نے خود وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں

''ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال اُن پر ظاہر کریں ....اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اِس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ الخ''

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۲، ۲۹۳ حاشیہ)

اور فرمایا:۔

''اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ اُن سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اُس کا جواب سنیں گے''

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۲ حاشیہ)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسٰی ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہر گز مراد نہیں۔اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے''

(اشتہار ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ نمبر ۵۳۰ جدید ایڈیشن)

پھر ایسے معترض مولویوں کا ذکر کر کے جو عیسائیوں کو معذور خیال کرتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وہ کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنھوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔جس مولوی کی خواہش ہو آکر دیکھ لے''

(اشتہار ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ نمبر ۵۳۰ جدید ایڈیشن،اشتہار نمبر ۱۴۳)

اسی طرح اشتہار ''قابل توجہ ناظرین'' میں فرماتے ہیں۔

''اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے ہمکلام کرنا ضروری تھا۔جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسٰی علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی حضرت محمد ﷺ پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔اور آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا **قرآن** میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو **بٹمار** وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی ﷺ کا سخت مکذب تھا اور اُس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اِسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔پڑھنے والوں کو چاہئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اُس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام ونشان نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول صفحہ نمبر ۵۱۱، جدید ایڈیشن)

اور پادری فتح مسیح کو جس نے آنحضرت ﷺ کے متعلق حد درجہ ناپاک اتہام لگائے تھے۔مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

''ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو یقیناً جو کچھ تم **جناب مقدس نبوی** کی نسبت بُرا کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا مگر ہم اُس سچے **مسیح** کو **مقدس** اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس **نے نہ خدائی کا دعویٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ** ﷺ کے آنے کی خبر دی اور اُن پر ایمان لایا۔''

(نُور القرآن نمبر ۲، روحانی خزائن جلد ۹، صفحہ نمبر ۳۹۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

''ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳، صفحہ نمبر ۱۱۹)

اور فرماتے ہیں:۔

''ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور اُن کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔''

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۲۸)

اور فرماتے ہیں:۔

''حضرت مسیحؑ کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے مُنہ سے نہیں نکلا یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو اس لئے میں نے فرض محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدق ہے اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۳۰۵، حاشیہ)

آپؑ نے اپنی متعدد کتب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہیں اور ایک دوسرے سے ایسے مشابہ اور مماثل ہیں گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں تو پھر آپؑ اپنے مثیل اور ہمنام کی کیونکر توہین کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸)

اور فرماتے ہیں:۔

''اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم اُن یہودیوں کے اُن اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اس بد طریق میں یہودیوں کی پیروی کرتے۔''

(چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۳۶، ۳۳۷)

عیسائیوں اور آریہ لوگوں نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی بابت جو بدزبانی کی ہے۔ جس کے جواب میں حضورؑ نے عیسائیوں کے یسوع کی بابت سخت الفاظ استعمال کئے۔ اس بدزبانی کی کچھ جھلکیاں حضورؑ نے اپنی کتاب 'کتاب البریہ' میں پیش کی ہیں۔ انہیں اس لئے درج کر رہا ہوں کہ احباب حقائق سے آگاہ ہوں اور وہ لوگ جو حضورؑ پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کچھ کہا ہے ان کو جواب دے سکیں۔ اور آئینہ دکھا سکیں۔

''یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سن کر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عمادالدین امرتسری کا نمبر بڑھا ہوا ہے وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ میں کھلی کھلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دغاباز۔ پرائی عورتوں کو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے لفظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری ٹھاکر داس سیرۃ المسیح اور ریویو

براہین احمدیہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق۔ فریبی۔ لٹیرا۔ مکار۔ جاہل۔ حیلہ باز۔ دھوکہ باز۔ رکھتا ہے۔ اور رسالہ دافع البہتان میں پادری رانکلین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہوت پرست تھا۔ محمد کے اصحاب زناکار۔ دغاباز۔ چور تھے۔ اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے کہ محمد شہوت پرست۔ نفس امّارہ کا ازحد مطیع۔ عشق باز۔ مکار۔ خونریز اور جھوٹا تھا۔ اور رسالہ نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے کہ محمد گنہگار۔ عاشق حرام یعنی زنا کا مرتکب۔ مکار۔ ریاکار تھا۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رام چندر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمد سرغنہ ڈکیتی تھا اور لٹیرا۔ ڈاکو۔ فریبی۔ عشق باز۔ مفتری۔ شہوت پرست۔ خونریز۔ زانی۔ اور کتاب سوانح عمری محمد صاحب مصنفہ واشنگٹن ارونگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمد کے اصحاب قزّاق اور لٹیرے تھے۔ اور وہ خود طامع۔ جھوٹا۔ دھوکہ باز تھا۔ اور اندرونہ بائبل مصنفہ آتھم عیسائی میں لکھا ہے کہ محمد دجّال تھا اور دھوکہ باز۔ پھر کہتا ہے کہ محمدیوں کا خاتمہ بڑا خوفناک ہے یعنی جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اور پرچہ نورافشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ محمد کو شیطانی وحی ہوتی تھی۔ اور وہ ناجائز حرکات کرتا تھا۔ اور نفسانی آدمی۔ گمراہ۔ مکار۔ فریبی۔ زانی۔ چور۔ خونریز۔ لٹیرا۔ رہزن۔ رفیق شیطان۔ اور اپنی بیٹی فاطمہ کو نظر شہوت سے دیکھنے والا تھا۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۳، صفحہ نمبر ۱۲۰، ۱۲۱)

یہ صرف چند حوالے ہیں۔ حضورؑ نے اپنی کتاب میں کافی حوالے درج فرمائے ہیں۔ حضورؑ پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ حضورؑ نے مسلمان مولویوں کو بھی گالیاں دی ہیں یا سخت زبان استعمال کی ہے۔ حضورؑ نے اسی کتاب میں مولویوں کے بھی چند حوالے درج فرمائے ہیں۔ جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بابت انتہائی گندی زبان استعمال کی ہے۔ چند حوالے درجِ ذیل ہیں۔

۲، ۳، ۴	اسلام کا چھپا دشمن۔ مسیلمہ ثانی دجّال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ جوتشی۔ اٹکل باز
۱۱، ۱۲، ۱۷	جفری۔ بھنگر۔ پھکڑ۔ اڑپوپو۔ اُس کا موت کو نشان ٹھہرانا حماقت وسفاہت
۱۸، ۲۲	شیطان ہے۔ مکار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ شوخ گستاخ۔ مثیل الدجّال۔
۲۷، ۳۳	اعور دجّال۔ غدّار۔ پُر فتنہ ومکار۔ کاذب۔ کذّاب۔ ذلیل وخوار مردود۔
۳۹، ۴۲	بے ایمان۔ روسیاہ مثیل مسیلم واسود۔ رہبر ملاحدہ۔ عبدالدراہم والد نانیر
۴۳، ۴۴	تمغات لعنت کا مستحق۔ مورد ہزار لعنت خداوفرشتگان ومسلمانان۔ کذّاب۔ ظلام۔
۴۷، ۴۹	افّاک۔ مفتری علی اللہ۔ جس کا الہام احتلام ہے۔ پکا کاذب۔ ملعون۔ کافر۔
۵۴، ۶۳	فریبی۔ حیلہ ساز۔ اکذب۔ بے ایمان۔ بے حیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ باز۔ بھنگیوں
۱۱۶، ۱۱۷	اور بازاری شُہدوں کا (سر) گروہ۔ دہریہ۔ جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق۔
۱۱۸	جس کا خدا معلم الملکوت (شیطان)۔ محرف۔ یہودی۔ عیسائیوں کا بھائی۔
۱۲۹، ۱۳۳	خسارت مآب۔ ڈاکو۔ خونریز۔ بے شرم۔ بے ایمان۔ مکار۔ طرّار۔
۱۳۴	جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنۃ بازاری شہدوں چوہڑوں بہائم اور
۱۴۲، ۱۵۰	وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا۔ مکر چال۔ فریب کی چال والا۔ جس کی
۱۷۳	جماعت بد معاش۔ بد کردار۔ جھوٹ بولنے والی۔ زانی۔ شرابی۔ مال
	مردم خور۔ دغاباز۔ مسلمانوں کو دام میں لا کر ان کا مال لوٹ کر کھانے والا۔
	ایسے سوال وجواب میں یہ کہنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
	حرام زادگی کی نشانی ہے۔
	اس کے پیروخران بے تمیز۔

یہ الفاظ یہاں صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر نکالے گئے ہیں اور اس رسالہ میں سے بھی اور بہت سے ملتے جلتے الفاظ چھوڑے گئے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ نمبر ۱۴۷)

ان گالیوں اور بد زبانی کے بعد اگر حضورؑ نے کسی جگہ ان مولویوں کی بابت سخت زبان استعمال کی ہے تو وہ ہر لحاظ سے جائز ہے۔ مگر کہیں بھی حضورؑ نے اس بد زبانی کے جواب میں ان مخالفین کے بزرگوں کو گالیاں نہیں دیں۔ بلکہ آپؑ کے مخاطب وہی لوگ رہے جو آپؑ کی بابت گندی زبان استعمال کرتے رہے۔ اور یہ سخت زبان بھی حضورؑ نے انتہائی مجبوری کی حالت میں استعمال کی ہے۔ ورنہ ہمیں جگہ جگہ حضور کی یہ تعلیم نظر آتی ہے کہ

گالیاں سن کے دعا دو، پا کے دکھ آرام دو — کبر کی حالت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

ذیل میں حضورؑ کے ایک خط کا اقتباس پیشِ خدمت ہے۔ یہ خط آپؑ نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ۲۳؍ فروری ۱۸۹۱ء کو تحریر کیا تھا۔ اس سے بھی آپ کی عاجزی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

''مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بے دین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کیلئے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ:۷۳) پر عمل کیا مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی اس لئے الہام ہوا کہ **تیرے بیان میں سختی بہت ہے۔ رفق چاہیے رفق**۔ اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں تو ہم کیا چیز اور ہمارا علم کیا چیز۔ اگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے تو اس سے کیا کم کرے گی۔ ہمارے لئے بھی بہتر ہے کہ جیسے ہم در حقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں۔ جب کہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزت سے بے عزتی اچھی ہے جس سے ہم موردِ عتاب ہو جائیں۔

آپ کی تحریر اگر اس طرح پر ہوتی کہ جس قدر خداوند تعالیٰ نے میرے پر کھولا ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ملیں یا میں ملوں۔ تو بیان کروں گا تو کیا اچھا ہوتا۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس حالت اندرونی سے انسان کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں وہی رنگ الفاظ میں بھی آ جاتا ہے۔''

(مکتوبات احمد، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳۱۶)

غلام کی اپنے آقا کے بارے میں رائے

محترم جنبہ صاحب خود کو غلام مسیح الزماں تحریر کرتے ہیں۔ آپ نے شروع میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے آواز بلند کی۔ پھر نظام جماعت اور خلفاء پر اعتراضات کرنے شروع کئے۔ لیکن ان کا یہ ٹارگٹ نہیں تھا۔ بلکہ اس طرح انہوں نے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی۔ کمزور ایمان کے لوگوں کے دلوں میں مذید وسوسے پیدا کئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعودؑ پر حملے شروع کئے۔ یہ ایک حساس اشو تھا۔ اس لئے جنبہ صاحب نے بڑی ہوشیاری سے یہ کام شروع کیا تاکہ کسی کو احساس بھی نہ ہو اور وہ لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ سے دور لے جائیں۔ بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے خدا اور اس کے نظام کے متعلق لوگوں میں بد گمانیاں پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔

اس سلسلہ میں جنبہ صاحب کی کوششوں کی کچھ مثالیں پیش کر چکا ہوں۔ یہاں دو تین باتیں اور تحریر کرنی چاہتا ہوں۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جنبہ صاحب کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کا کیا مقام ہے۔

جنبہ صاحب نے ۲۰۰۴ء میں جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ کے شدید مخالف گروپ کو ایک انٹرویو دیا۔ پھر اس انٹرویو کو اپنی ویب سائٹ پر بھی شائع کیا۔ اس انٹرویو میں کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب درج ذیل ہے۔

نمائندہ سائٹ: ۔کیا آپکا پیش کردہ تصور مرزا صاحب کے خدا کے پیش کردہ تصور سے بھی بہتر ہے؟

عبدالغفار جنبہ صاحب: ۔مرزا صاحب نے بھی خدا کا تصور قرآن کی روشنی میں ہی پیش کیا ہے اور میں نے بھی قرآن کی روشنی میں ہی پیش کیا ہے لیکن مرزا صاحب نے خدا کا تصور صرف مذہبی رنگ میں اور عمومی تصور پیش کیا ہے لیکن میں نے اس تصور کو خدا کے احسان سے علمی رنگ میں اور منظم طریقے سے پیش کیا ہے اس طرح یہ تصور علمی ہونے کی وجہ سے بہتر ہے۔

(نیوز نمبر ا، صفحہ نمبر ۵)

اپنے ۱۵ اگست ۲۰۱۲ء کو دیئے گئے ایک لیکچر میں تیس منٹ پر چندوں اور وصیت کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”چندوں اور بالخصوص وصیتی چندے کے نام پر لوٹ مار کا فتنہ پڑا ہوا ہے جماعت احمدیہ میں۔ مرزا صاحب علیہ السلام کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہوا ہے۔“

ایسے ہی اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں۔

اپنے والد محترم کے متعلق بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ شاید آپ جانتے ہوں کہ میرے دادا جی چوہدری مہتاب کے دو چھوٹے بھائی تھے لیکن وہ دونوں لاولد گزر گئے۔ میرے والد چوہدری شیر محمد (مرحوم) اپنے والد کی واحد نرینہ اولاد تھی۔ میرے بزرگ کافی جائداد اور زرعی زمین کے مالک تھے۔ چک لوہٹ کے اردگرد ہماری ہی زمین پھیلی ہوئی تھی اور ہماری برادری کے لوگ بھی ہمارے مزارعین میں شامل تھے۔ لیکن یہ سب کچھ نہ تو کسی حکمران کی بخشیش تھی اور نہ ہی ہمیں انگریزوں نے کسی غداری کے صلہ میں دیا تھا۔ بلکہ میرے بزرگ انتہائی سادہ اور شریف لوگ تھے اور یہ سب جائداد انہوں نے محنت اور مزدوری سے بنائی تھی۔ اکلوتے بچے اکثر بگڑ جایا کرتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۳)

یہاں تحریر کر رہے ہیں کہ 'چک لوہٹ کے ارد گرد ہماری ہی زمین پھیلی ہوئی تھی اور ہماری برادری کے لوگ بھی ہمارے مزارعین میں شامل تھے۔ لیکن یہ سب کچھ نہ تو کسی حکمران کی بخشیش تھی اور نہ ہی ہمیں انگریزوں نے کسی غداری کے صلہ میں دیا تھا۔'

ان چند حوالوں سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جنبہ صاحب کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے کتنی عزت ہے۔ اپنی تحریر کو حضورؑ کی تحریر سے بہتر کہہ رہے ہیں۔ چندوں کو لوٹ مار اور فتنہ کہہ کر حضورؑ سے منسوب کر رہے ہیں۔ اور پھر حضورؑ کی جائیداد کے بارہ میں بڑے طریقے سے حملہ کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا آقا ﷺ سے عشق

محترم یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اپنی تصنیف 'سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

پنڈت لیکھرام کا واقعہ: ایک دفعہ حضرت مسیح موعود فیروز پور سے قادیان کو آرہے تھے۔ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروز پور میں مقیم تھے اور اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔خاکسار عرفانی کو (جوان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور رکھانوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی فیروز پور جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ جب وہاں سے واپس آئے تو میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا۔وہاں آپ نے ازراہ کرم فرمایا۔کہ تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک ساتھ چلو۔عصر کی نماز کا وقت تھا۔آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے۔اس وقت وہاں ایک چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا۔مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جو ان ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔(میں اس نظارے کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں۔عرفانی) اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔اس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں اس لئے اس نے پھر کہا۔حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا فرمایا۔

''اس نے آنحضرت ﷺ کی بڑی توہین کی ہے۔میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔''

غرض آپ نے اظہار غیرت کیا اور پسند نہ کیا کہ وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتا ہے میں اس کا سلام بھی لوں۔

جنگ مقدس میں اس خلق کا اظہار: اسی سال ۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جس کا نام جنگ مقدس رکھا گیا ڈاکٹر مارٹن کلارک نے چائے کی دعوت پر آپ کو اور آپ کے خدام کو بلانا چاہا۔آپ نے محض اس بنا پر صاف انکار کر دیا کہ

آنحضرت ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ آپؐ کو جھوٹا کہتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ میں نہیں پسند کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے ہم ان کے غلط عقاید کی تردید کریں۔

لاہور آریہ سماج کا واقعہ: آپ کی زندگی کے آخری سال ۱۹۰۷ء میں لاہور میں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں انہوں نے ایک مذہبی کانفرس کی۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنا مضمون بھیجنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ نے وہ مضمون لکھا جو چشمہ معرفت کے اول میں چھپا ہوا ہے۔

اس مضمون کے سنانے کے لئے حضرت حکیم الامت خلیفہ اولؓ مامور ہوئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ بھیجی گئی۔ آریوں نے اپنی نوبت پر آنحضرت ﷺ کی شان میں دل آزار کلمات بولے۔ آپ نے جب سنا کہ ہماری جماعت کے لوگ ان کلمات کو سن کر بیٹھے رہے تو آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا۔

کہ کیوں جماعت کے لوگ وہاں بیٹھے رہے۔

باوجودیکہ حضرت حکیم الامت کا آپ بہت احترام فرماتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے مگر اس فرد گذاشت میں جو حاضرین مجلس سے ہوئی تھی آپ نے کسی کی پروانہ کی اور اظہار ناراضگی فرمایا۔ حضرت خلیفہ ثانی بھی اس وفد میں شریک تھے اور وہ اس وقت وہاں سے آنا بھی چاہتے تھے۔ مگر ایک دوست نے کہہ دیا کہ راستہ نہیں ہے۔ (اور فی الواقع نہیں تھا) ان کو بھی اٹھنے نہ دیا۔ باوجودیکہ آپ کو بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر یہ غلطی ان کی بھی قابل معافی نہ سمجھی گئی اور ان سے جواب طلب کیا گیا کہ۔

کیوں تم اس مجلس سے نہ اٹھ آئے جہاں حضرت نبی کریم ﷺ کی ہتک ہوئی تھی۔

کاش وہ جو عداوت اور مخالفت کی نظروں سے آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو دیکھتے ہیں ان واقعات پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں اس قدر فنا اور گمشدہ ہے۔ وہ انسان جو آپؐ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش رکھتا ہے کہ اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے محض اس بناپر کہ ان میں سے کسی نے دانستہ یا نادانستہ سوءادبی کی وہ جو اپنے اخص مخلص اور وفادار اور جان نثار دوست اور خدا تعالیٰ کی بشارت کے ایک موعود بیٹے اور اپنی جماعت کے بعض لوگوں پر محض اس لئے ناراض ہو جاتا ہے کہ کیوں انہوں

نے اس مجلس کو نہیں چھوڑا جس میں آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف بے ادبی کے کلمات بولے گئے۔ وہ اسلام کا حقیقی پرستار اور خیر خواہ ہے یا دشمن۔

(سیرت حضرت مسیح موعود، جلد دوم، صفحہ نمبر ۲۷۱ تا ۲۷۳)

مندرجہ بالا حوالوں میں آپ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کی کتنی غیرت تھی۔ اور آپؑ نے اسی غیرت کے نتیجہ میں عیسائیوں اور آریہ سماج والوں کے رسول کریم ﷺ کے خلاف لکھے گئے لٹریچر کا منہ توڑ جواب دیا۔ اور اپنے پیارے آقا کی شان اپنی مختلف کتب میں بیان فرمائی۔

اس کے برعکس ایک دوسرا غلام (محترم جنبہ صاحب) ہے۔ اس کے ہر اس شخص کے ساتھ مراسم اور تعلق ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن ہے یا آپؑ کی جماعت کا مخالف ہے اور یا آپؑ کی موعود اولاد کے بارہ میں بدزبانی کرتا ہے۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنے دعویٰ کے فوراً بعد سب سے پہلا انٹرویو ahmedi.org کو دیا۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ ویب سائٹ جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مواد سے بھری پڑی ہے۔ یہ انٹرویو جنبہ صاحب نے بھی اپنی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱ اور ۲ میں کے عنوان سے شائع فرمایا ہوا ہے۔

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید سے جب اس حوالہ سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے جو باً کہا کہ جنبہ صاحب کو معلوم نہیں تھا کہ انٹرویو کرنے والا ahmadi.org کا نمائندہ ہے۔ یہ بات جنبہ صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اس کا ثبوت محترم جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود انٹرویو اور شروع میں درج محترم جنبہ صاحب کا اپنا بیان ہے۔ استفادہ کے لئے یہ بیان پیش خدمت ہے۔

یہ انٹرویو مورخہ ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کو مکرم شیخ راحیل احمد صاحب نے
www.Ahmedi.org کے نمائندہ کی حیثیت سے کیا تھا۔ ہم (احمدی ڈاٹ آرگ)
کی اجازت اور شکریہ کیسا تھ اس انٹرویو کو اپنی ویب سائٹ پر بھی پیش کر رہے ہیں

عبدالغفار جنبہ

(نیوز نمبر ا، صفحہ نمبر ا)
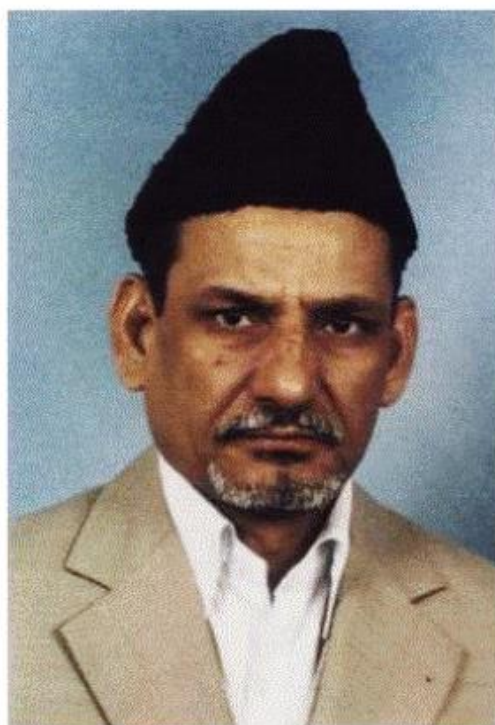
ایسے ہی محترم جنبہ صاحب جماعت احمدیہ کے ایک اور مخالف کی وفات پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک افسوس ناک خبر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لے او یار حوالے رب دے میلے چار دِناں دے ۔ اُس دِن عید مبارک ہوسی جس دِن فیر ملاں گے

ہمیں پتہ چلا ہے کہ احمدیہ نیوز (ahmadiyyanews) کے ایڈیٹر اور مالک مکرم مبشر ڈار صاحب مورخہ ۸۔دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک دل کے عارضے کی بدولت اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ اِنَّا للہ وانا الیہ راجعون۔ قرآن مجید ہمیں خبر دیتا ہے کہ "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ط..." ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔۔۔۔(ال عمران۔۱۸۶) اور "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ o" اس پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونیوالا ہے۔ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے رب کی توجہ ہو۔۔۔ (رحمٰن۔۲۸/۲۷)۔ مرحوم ایک باہمت، بہادر اور ہمہ صفت انسان تھے۔ اصولی موقف پر چٹان کی طرح ڈٹ جاتے اور سچی بات کو ڈنکے کی چوٹ پر کہنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ..." دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں۔۔۔ (البقرہ۔۲۵۷) یعنی آزادی ضمیر ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے انسانوں کے اس بنیادی حق کیلئے ساری زندگی جہاد کیا۔ لیکن بدقسمتی سے جماعت احمدیہ میں محمودیت کے اس تاریک دور میں ایک ظالمانہ نظام کیساتھ ہر احمدی سے دیگر حقوق کیساتھ ساتھ اس کا یہ بنیادی حق بھی چھین لیا گیا ہے۔ تاریخ احمدیت کے اس سیاہ دور میں مبشر ڈار صاحب نے بھی اس بنیادی انسانی حق کیلئے جہاد کیا ہے۔ انہوں نے اس کیلئے ایک آزاد احمدیہ نیوز ویب سائٹ کا اجراء کر کے ہر احمدی کو آزادی کیساتھ اس میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی دعوت دی۔

موت ایک برحق حقیقت ہے اور یہ ہر انسان کیساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ جو پیدا ہوا ہے اس نے ضرور ایک دن مرنا بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسمانی موت کے بعد بھی اپنے خاص بندوں کو انکے نیک کاموں کی بدولت زندہ رکھتا ہے۔ مبشر ڈار صاحب بھی تاریخ احمدیت میں ان اولین مجاہدوں میں شامل ہیں جنہوں نے افراد جماعت کو محمودی مافیا سے رہائی دلانے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اور اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ جماعتی تاریخ میں ان کا ذکر خیر بھی ہمیشہ زبان زد خاص وعام رہے گا۔ "الغلام" (alghulam) ویب سائٹ کے جملہ کارکنان و ممبران ڈار صاحب کے اہل وعیال اور دیگر لواحقین کیساتھ انکے اس غم میں برابر شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ ہماری سب کی دعا ہے اور خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب اہل خانہ کو جلد از جلد غم کی اس بوجھل فضا سے باہر لے آئے۔ اور آپکی روزمرہ زندگی پھر سے نارمل ہو جائے۔ اور آپ کا صبر، مثل صبر ایوب بن جائے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا بے بہا اجر عطا فرمائے۔ اور ڈار صاحب کی اولاد در اولاد رہتی دنیا تک اسکے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں کی وارث بنتی چلی جائے۔ آمین۔

عبدالغفار جنبہ

۲۰۔دسمبر ۲۰۰۶ء

(نیوز نمبر ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو چھوڑیں، اس ''زکی غلام'' محترم عبد الغفار جنبہ صاحب کا اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے سلسلہ میں غیرت کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ اپنے ایک آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۷ پر کسی زاہد خاں صاحب کے دعوؤں کا ذکر کر رہے ہیں۔

جناب زاہد خان صاحب یقین رکھتے ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم بن باپ پیدا ہونے کی بجائے نعوذ باللہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ناجائز بیٹے تھے۔ (۲) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ایک متروک کتاب ہے۔ (۳) جناب زاہد خان صاحب کوئی نماز، کوئی روزہ، کوئی زکوۃ اور کسی حج پر نہ صرف کہ ایمان نہیں رکھتے بلکہ ان ارکان اسلام پر عمل کرنے کو بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔ (۴) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک متروک بلکہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔ اور اسلام کے خاتمہ میں ہی دنیا کی ترقی اور فلاح پوشیدہ ہے۔ (۵) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے اپنی زندگی میں بہت سارے نعوذ باللہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اسی ضمن میں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔۔۔۔

(The criminal acts of Mohammad)

احباب ملاحظہ فرمائیں کہ وہ شخص جو انبیاء کرام کی بابت بدزبانی کر رہا ہے۔ قرآن پاک کو نعوذ باللہ متروک کتاب کہہ رہا ہے۔ جو اسلام کے خاتمہ کا خواہاں ہے اور جس شخص نے ہمارے پیارے آقا ﷺ کی بابت اتنی بدزبانی کی۔ آپؐ کے خلاف کتاب لکھی۔ محترم جنبہ صاحب انہیں نا صرف جناب کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ بلکہ جب کسی دوست نے زاہد خان کی ان گستاخیوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی تو محترم جنبہ صاحب انہیں کیا جواب دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۸۷ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''لگتا ہے جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔ اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔ کیا میں آپکی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کر دوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔ اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟''

محترم جنبہ صاحب فرما رہے ہیں 'کیا آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کر دوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔' محترم جنبہ صاحب کے نزدیک انبیاء کرام، اسلام، قرآن اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کی عزت اور حرمت سے بڑھ کر اپنی عزت ہے۔ کوئی ان ہستیوں کو جو چاہے کہتا رہے خیر ہے بس جنبہ صاحب کو کچھ نہ کہے۔

کچھ عرصہ قبل رسول کریم ﷺ کی ہستی پر بڑے گھناؤنے حملے کئے گئے۔ آپؐ پر گندی فلمیں اور کارٹون بنائے گئے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں نے اس پر بھرپور احتجاج کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر خطبات دیئے۔ اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ جماعت کو ہدایت فرمائی کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں ایسے پروگرام ترتیب دیئے جائیں جہاں آپؐ کی زندگی کی اصل تصویر پیش کی جائے۔ اسلام کی تعلیم کا ذکر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے پوری دنیا میں یہ پروگرام کئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

مگر محترم جنبہ صاحب جو خود کو اس وقت کے مجدد، مسیح اور نبی بتاتے ہیں کو توفیق نہیں ہوئی کہ آپ بھی اس پر افسوس ہی کر دیتے۔ میں نے جنبہ صاحب کے تمام مضامین کو بڑے غور سے پڑھا کہ شاید کہیں اس حوالہ سے کچھ لکھا ہو۔ مگر مجھے کہیں اس سلسلہ میں کچھ لکھا ہوا نہیں ملا۔ ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ کسی نے جنبہ صاحب کو تھوڑا کچھ کہا تھا۔ آپ کو اس سے غرض ہے کہ کوئی مجھے کیا کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اُن کو جنہوں نے تمہارے دین کو تمسخر اور کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

(سورۃ المائدہ ۵:۵۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد پر گندے الزامات

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مختلف اوقات میں مبشر اولاد کا وعدہ فرمایا۔ وہ الہامات درج ذیل ہیں:

۱۸۸۱ میں یہ الہام ہوا:

إِنَّا نُبَشِّرُ کَ بِغُلَا مٍ حَسِیْنٍ
ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۲۹)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّہْرَ وَا لنَّسَبَ
وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔ (تریاق القلوب، صفحہ ۶۴، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۷۲، ۲۷۳)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۳۰)

۱۸۸۳ میں یہ الہام ہوا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی زَادَ مَجْدَکَ۔ یَنْقَطِعُ اٰبَآ ؤُکَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ۔
سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اُس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا۔ تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا۔ یعنی بطور مستقل اُن کا نام نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۵۳)

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری، ۱۸۸۶، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲)

مندرجہ بالا حوالوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ایک لڑکے کا وعدہ کیا ہے۔اور وعدہ کیا ہے کہ وہ لڑکا نور اللہ ہو گا، رجس سے پاک ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ جنبہ صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی ہی بشیر اول کے مثیل ہیں۔اوران خدائی وعدوں کے مصداق ہیں۔ جنبہ صاحب کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

حضورؑ کے اِن اِلہامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً) اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اوّل) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔ (ثانیاً) یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اوّل) تو ضرور فوت ہو گیا لیکن آپکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا آپ سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔

دوسرے بشیر یعنی بشیر ثانی کی پیدائش اور اشتہار تکمیل تبلیغ

اب جب یہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی یعنی مثیل بشیر احمد اوّل پیدا ہوا تو ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء کے دن حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ'' شائع کیا۔ آپؑ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۵)

بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دورِ خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کا ثبوت ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی زکی غلام کا۔ اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۷)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موعود بیٹے کی بابت حضرت مسیح موعودؑ سے کیا وعدہ کیا تھا۔

۱۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔

۲۔ اولوالعزم ہو گا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

۳۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔

وہ بچہ جسے خدا نے شریف بنایا۔ اسے مقدس روح دی۔ رجس سے پاک کیا اور اسے نور اللہ کہا۔ اس کی بابت جنبہ صاحب بدکاری جیسے گندے الزام لگا رہے ہیں۔ اسے جھوٹا اور نا جانے کن کن ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

اور جب جنبہ صاحب کو توجہ دلائی گئی تو جواباً حضرت نوحؑ کے بیٹے کا حوالہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی کا بیٹا خطا کار ہو سکتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ حضرت نوحؑ کا بیٹا موعود نہیں تھا۔ اس لئے جب حضرت نوحؑ نے خدا تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ لیکن جنبہ صاحب کیا آپ قرآن سے کوئی ایک بھی ایسی مثال دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو ایک بیٹے کی بشارت دی ہو ساتھ وعدہ کیا ہو کہ وہ نور اللہ ہو گا، رجس سے پاک ہو گا اور وہ بیٹا پیدا ہونے کے بعد اس قسم کی برائیوں میں مبتلا ہوا ہو۔

یقیناً آپ کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں کسی کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت دی بعد از پیدائش وہ بیٹا نیک، صالح اور نبی ہوا۔

خدا اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک بیٹے کی بشارت دی ہو کہا ہو کہ وہ تیرے ہی تخم سے ہو گا۔ وہ رجس سے پاک ہو گا۔ اسے مقدس روح دی جائے گی۔ وہ نور اللہ ہو گا۔ اور پھر بعد میں اللہ تعالیٰ اس بیٹے کو جھوٹا اور بدکار بنادے۔ یہ الزام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پر اور اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ پر ہے۔ کہ وہ (نعوذ باللہ) اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا۔ کوئی بھی سچا مرید اپنے مرشد پر اس طرح کے الزام نہیں لگا سکتا۔ اور کوئی بھی جو خدا پر یقین رکھتا ہو وہ خدائی وعدوں کا اس طرح مذاق نہیں اڑا سکتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نبی بنایا جانا

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ نمازیں ادا نہیں کرتے تھے۔ اس میں سست تھے۔ دینی حالت بھی بہت خراب تھی۔ میٹرک میں پڑھتے تھے اور توحید کے معنی نہیں آتے تھے۔ غربت کی وجہ سے قرآن پاک نہیں پڑھ سکے۔ اس اعتراف پر لوگوں نے سوال کیا کہ ایسا شخص جو نہ نماز پڑھتا ہو۔ نہ اس نے قرآن پاک پڑھا ہو اور نہ اسے توحید کا پتہ ہو وہ لوگوں کا مصلح کیسے بن گیا۔

توجواباً جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

دل کو اتنا سیاہ کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سمجھنے کے آپ قابل ہی نہیں رہے۔ جاننا چاہیے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کے مطابق کسی ایک انسان کا بغیر کسی وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اِسکے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل (سورۃ القصص) کو نہ صرف نبی بنایا بلکہ ایک عظیم الشان شرعی نبی بنایا۔ عزیزم۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک قاتل کو عظیم الشان شرعی نبی بنا سکتا ہے تو وہ ایک نمازوں میں کمزور احمدی کو اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح کا موعودؑ کی غلام کیوں نہیں بنا سکتا۔؟ جواباً عرض ہے کہ ضرور بنا سکتا ہے اور اُسکے آگے کوئی مشکل نہیں۔ یہ اُس عظیم الشان مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کا کمال ہے کہ اُس نے مجھ ایسے کمزور احمدی کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے!!! ؎ خس خس جناں قدر نہیں میرا میرے صاحب نوں وڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

(آرٹیکل نمبر ٦٠، صفحہ نمبر ۴۵)

ویسے تو جنبہ صاحب کی ساری تحریریں ہی لاجواب ہوتی ہیں۔ مگر یہ تحریر بہت لاجواب ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد صداقت عیاں ہو جاتی ہے۔ سوال کنندہ کو فرمارہے ہیں کہ ”دل کو اتنا سیاہ کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سمجھنے کے آپ قابل ہی نہیں رہے۔ جاننا چاہیئے کہ قرآن پاک کی تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔“

اس کے آگے جو جنبہ صاحب نے لکھا ہے اس کو پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی قرآن پاک کی تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں ”کہ قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق (ارشاد خداوندی) ایک انسان کا بغیر وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اس کے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل کو نہ صرف نبی بنایا بلکہ عظیم الشان شرعی نبی بنایا۔“

احباب کرام! اس صدی کے مجدد، مصلح موعود، موعود عیسیٰ ابن مریم، اور نبی اللہ کے دعویدار فرمارہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک طرف تو یہ فرمارہا ہے کہ بغیر وجہ کے ایک انسان کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنا ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ ایک قاتل کو نبی بلکہ عظیم الشان شرعی نبی بنارہا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کا خدا ہے۔ جو لوگوں کو جس بات سے منع کرتا ہے خود وہی بات کرتا ہے۔

جنبہ صاحب اس خدا کے نمائندہ ہیں جو خود تو منصف نہیں مگر دوسروں کو انصاف کی تلقین کرتا ہے۔ جنبہ صاحب ایسا خدا آپ کو مبارک ہو۔ ہمیں ایسا خدا نہیں چاہیئے۔ ہمارا خدا ایسا نہیں ہے۔ وہ انصاف کرتا ہے اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے ماسٹر کی ڈگریاں رکھنے والوں پر ماسٹر ڈگری رکھنے والا مصلح مسلط کر دیا ہے۔ جو یہ باتیں سنتے ہیں اور سر دھنتے ہیں۔

احباب کرام! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار ارشاد فرماتا ہے۔

''اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ''۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے وعدہ کرتا ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اس کے عہد کو جسے اس نے تمہارے ساتھ مضبوطی سے باندھا جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً سینوں کی باتیں خوب جانتا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے (کہ) اُن کے لئے مغفرت اور ایک بہت بڑا اجر ہے۔

(سورۃ المائدہ ۵: ۸، ۱۰)

اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس اجر کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اور قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا

یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

(سورۃ النساء ۴: ۷۰، ۷۱)

اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کے حق داروں کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

اور یقیناً اللہ بنی اسرائیل کا میثاق (بھی) لے چکا ہے اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب مقرر کر دیئے تھے۔ اور اللہ نے کہا یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور تم نے ان کی مدد کی اور اللہ کو قرضہ حسنہ دیا تو میں ضرور تمہاری برائیوں کو تم سے دُور کر دوں گا اور ضرور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ پس تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

(سورۃ المائدہ ۵:۱۳)

خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزام لگانے کے بعد جنبہ صاحب دوسرا الزام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگا رہے ہیں کہ انہوں نے بغیر وجہ کے ایک انسان کا قتل کیا تھا۔ اور قاتل ہونے کے باوجود انہیں خدا نے شرعی نبی بنا دیا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

اور جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچا اور متوازن ہو گیا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ

اور وہ شہر میں اس کے رہنے والوں کی غفلت کی حالت میں (ان سے چھپتا ہوا) داخل ہوا تو وہاں اس نے دو مردوں کو دیکھا جو ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ یہ (ایک) اس کے قبیلے کا تھا اور وہ (دوسرا) اس کے دشمن قبیلے کا۔ پس وہ جو اس کے قبیلے کا تھا اس نے اس کو مخالف قبیلے والے کے خلاف مدد کے لئے آواز دی۔ پس موسیٰ نے اسے مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس نے (دل میں) کہا کہ یہ (جو کچھ ہوا) یہ تو شیطان کا کام تھا۔ یقیناً وہ کھلا کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

اس نے کہا اے میرے ربّ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ پس مجھے بخش دے۔ تو اُس نے اسے بخش دیا۔ یقیناً وہی ہے جو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ

اس نے کہا اے میرے ربّ! اس وجہ سے کہ تُو نے مجھ پر انعام کیا میں آئندہ ہر گز کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ (سورۃ القصص ۲۸:۱۵تا۱۸)

یہ آیات مضمون کو واضح کر رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہاہے کہ جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچاتو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیااور ساتھ وضاحت فرمائی کہ اس عطا کی وجہ اس کااحسان کرنا ہے۔اب کوئی بندہ خدا پر کیااحسان کر سکتا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدائی احکامات پر عمل کرنے والے تھے۔

دوسراان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کو قتل کرنے کی نیت سے اسے مکا نہیں مارا تھا۔ بلکہ دو آدمی لڑ رہے تھے ایک ان کے قبیلے سے تھااور دوسرا دشمن (فرعون) قبیلے سے تھا۔اور فرعون اور اس کی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ بہت ظلم کرتی تھی۔اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبیلے والے نے آپ کو مدد کے لئے پکاراتو آپ نے مدد کی خاطر دوسرے شخص کو مکا مارااور وہ مر گیا۔نیت مارنا نہیں تھی۔ کیونکہ اگر نیت مارنے کی ہوتی تواس کے مرنے پر آپ نادم کیوں ہوتے۔اس کے باوجود چونکہ آپؑ کے اندر نیکی اور خدا کا خوف تھا۔آپؑ نے فوراً خدا سے رجوع کیا۔اور وہ فعل جو آپؑ نے عمداً نہیں کیا تھااس کی معافی طلب کی۔اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی اسی نیکی کی وجہ سے آپؑ کو معاف فرمایا۔

ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس واقعہ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

"موسیٰ پر الزام مکا مارنے کا جو عیسائی لگاتے ہیں اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گناہ نہیں تھااُن کا ایک اسرائیلی بھائی نیچے دباہوًا تھا طبعی جوش سے انہوں نے ایک مکامارا۔ وہ مر گیا۔ جیسے اپنی جان بچانے کے لئے اگر کوئی خون بھی کردے تو وہ جرم نہیں ہوتا۔ موسیٰ کا قول قرآن شریف میں ہے ہٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ یعنی قبطی نے اسرائیلی کو عملِ شیطان (فاسد ارادہ) سے دبایاہوًا تھا۔"

(البدر جلد ا نمبر ۲، مورخہ ۷، نومبر ۱۹۰۲ء، صفحہ ۱۵ نیز تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، نیاایڈیشن، جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۲۳۹)

جنبہ صاحب کی صورتحال تو بالکل اس کے الٹ ہے۔ کہ آپ کا دین سے کوئی تعلق نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ نے خاص شفقت فرماتے ہوئے یاشاید آپ کے والد محترم کی دعاؤں کی وجہ سے جنبہ صاحب کو الہامی اشعار کے ذریعے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ مگر آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے خواب میں آکر نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی مگر جنبہ صاحب پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔اور جنبہ صاحب ان خوابوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بات آئی گئی ہو گئی۔ جس پر نہ خدا کی بات کا اثر ہوتا ہو نہ اس کے رسول کا۔ وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ خدا نے مجھے تم لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کر دیا ہے۔

ایسا شخص ہماری یہی اصلاح فرمائے گا کہ خدا کی یا اس کے رسول کی کسی بات کو سنجیدہ لینے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی عبادتوں کی ضرورت ہے۔ اگر خدا ایک قاتل کو شرعی نبی بنا سکتا ہے۔ ایک بے نمازی کو تمہارا مصلح بنا سکتا ہے۔ تو تمہارے ساتھ بھی جو چاہے کر سکتا ہے۔ خدا کے نبی کی ہر وہ بات جو تمہارے عقائد اور مفاد کے خلاف ہو اسے اس نبی کی اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر دو۔ نماز، روزے، قرآن کو چھوڑو۔ تمبا کو پیو اور عیاشی کرو۔

احباب کرام! خدا کے فضلوں کے وارث بننے کے لئے خدا کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کے حکموں میں سے قرآن پاک میں شرک سے بچنے کے حکم کے بعد سب سے زیادہ حکم نماز کا قیام ہے۔ اور حدیث ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہو گا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ، قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا ‏.‏ قَالَ فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي جَلِيسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ ‏"‏ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلاَتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ ‏"

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب الصلٰوۃ، باب اول یحا سب بہ العبد)

احباب کرام! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! عہدوں کو پورا کرو

(سورۃ المائدہ ۵:۲)

وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے انہوں نے ایک عہد کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدااور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپناہر روزہ ورد بنائے گا۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ، ۱۲جنوری۱۸۸۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتاہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتاہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور

بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۹، صفحہ نمبر ۱۸،۱۹)

غلام مسیح الزماں بننے کے لئے مسیح الزماں کے تمام ارشادات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے انعامات کے حصول کے لئے قرآن پاک میں یہی شرط بیان فرمائی ہے۔ اور جو مسیح الزماں کے ارشادات پر عمل نہ کرنے کے باعث اس کی جماعت میں ہی نہیں وہ اس کی جماعت کا مصلح کیسے ہو سکتا ہے۔

ضروری نہیں کہ اللہ بشارت دے کر اسے پورا بھی کرے

محترم جنبہ صاحب خدائی بشارتوں پر یوں تبصرہ فرما رہے ہیں۔

(۲) یہ درست ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کو جن غلاموں کی بشارت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان بشارتوں کو جسمانی لڑکوں کے رنگ میں پورا فرمایا تھا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قطعی سنت نہیں ہے کہ وہ جب بھی اپنے کسی برگزیدہ بندے کو غلام کی بشارت دے گا تو وہ اس بشارت کو بالضرور جسمانی لڑکے کی شکل میں ہی پورا فرمائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں غلام کا لفظ غیر جسمانی لڑکے کیلئے بھی استعمال فرمایا ہے لہٰذا اگر وہ چاہے تو کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں غلام کی بشارت کو کسی غیر جسمانی لڑکے یا روحانی فرزند کے رنگ میں بھی پوری فرما سکتا ہے اور اس طرح پورا فرمانے کا حق رکھتا ہے۔ کمزور مخلوق اللہ تعالیٰ کو اپنی خواہشوں کا پابند نہیں بنا سکتی۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۶،۳۷)

احباب کرام! یہ جنبہ صاحب کا خدا تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا الزام ہے۔ کوئی بھی شریف اور غیرت مند انسان اپنے کئے گئے وعدہ سے نہیں پھرتا۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ان وعدوں کا یوں ذکر کرتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝

اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔ پس ہم نے اسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

(سورۃ الصافات ۳۸: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت۔

وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَى إِسْحَاقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝

اور ہم نے اسے اسحاق کی بطور نبی خوشخبری دی جو صالحین میں سے تھا۔ اور اُس پر اور اسحاق پر ہم نے برکت بھیجی اور ان دونوں کی ذریت میں احسان کرنے والے بھی تھے اور اپنے نفس کے حق میں کھلم کھلا ظلم کرنے والے بھی تھے۔

(سورۃ الصافات ۳۷: ۱۱۳، ۱۱۴)

قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ۝

انہوں نے کہا خوف نہ کر۔ ہم یقیناً تجھے ایک صاحبِ علم بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے مجھے خوشخبری دی ہے باوجود اس کے کہ مجھے بڑھاپے نے آلیا ہے۔ پس تم کس بنا پر خوشخبری دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے تجھے برحق خوشخبری دی ہے۔ پس مایوس ہونے والوں میں سے نہ ہو۔

(سورۃ الحجر ۱۵: ۵۴ تا ۵۶)

۳۔ اس کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے سے یوں فرماتا ہے۔

وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝ قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

اور اس کی بیوی (پاس ہی) کھڑی تھی۔ پس وہ ہنسی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی۔ اس نے کہا اے وائے میرا غم! کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں ایک بُڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے۔ یقیناً یہ تو بہت عجیب بات ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو اللہ کے فیصلے پر تعجب کرتی ہے۔ تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں اے اہلِ بیت! یقیناً وہ صاحبِ حمد (اور) بہت بزرگی والا ہے۔

(سورۃ ھود ۱۱: ۷۲ تا ۷۴)

۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام سے وعدہ فرماتا ہے۔

يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا

اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہمنام نہیں بنایا۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! میرے بیٹا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ گیا ہوں؟ اس نے کہا اسی طرح۔ تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ اور یقیناً میں تجھے بھی تو پہلے پیدا کر چکا ہوں جبکہ تُو کچھ چیز نہ تھا۔

(سورۃ مریم ۱۹: ۸تا۱۰)

۵۔ حضرت مریم سے یوں وعدہ فرماتا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۚ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۚ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۚ

اس نے کہا میں تو تیرے ربّ کا محض ایک ایلچی ہوں تاکہ تجھے ایک پاک خو لڑکا عطا کروں۔ اس نے کہا میرے کوئی لڑکا کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں کوئی بدکار نہیں؟ اس نے کہا اسی طرح۔ تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے اور (ہم اسے پیدا کریں گے) تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے مجسم رحمت بنا دیں اور یہ ایک طے شدہ امر ہے۔

(سورۃ مریم ۱۹: ۲۰تا۲۲)

مندرجہ بالا تمام حوالوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں سے زکی غلام یعنی بیٹے کا وعدہ کیا۔ اور اسے پورا کیا اور ایسے نیک اور صالح بیٹوں سے نوازا کہ وہ تمام بھی نبی بنائے گئے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے بیٹے کو رسول بناؤں گا۔ تو اس وعدہ کو پورا فرمایا۔ اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہا ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

جنبہ صاحب جو ہر بات پر قرآنی حوالہ پوچھتے ہیں۔ جب ان سے کسی نے یہ ڈیمانڈ کی کہ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قطعی سنت نہیں ہے کہ وہ جب بھی کسی برگزیدہ بندے کو غلام کی بشارت دے گا تو وہ اس بشارت کو بالضرور جسمانی لڑکے کی شکل میں ہی پورا فرمائے۔ اسے قرآن کے کسی ایک حوالہ سے ہی ثابت کر دیں تو اس کا جواب جنبہ صاحب یوں دیتے ہیں۔

(۴)مولوی ربانی صاحب کا ہم سے قرآن کریم میں سے کوئی ایسی مثال پیش کرنے کا سوال کرنا جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو دی گئی غلام کی بشارت کو بعدازاں اُسکے کسی پیروکار کے وجود میں پورا فرمایا ہو۔اس سوال کے سلسلے میں گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لفظ غلام کو غیر جسمانی لڑکے کے مفہوم میں استعمال فرما کر ہماری طرف سے پہلے ہی آپ کو جواب دے دیا ہوا ہے کہ کبھی وہ غلام کی بشارت کو کسی غیر جسمانی لڑکے کے وجود میں بھی پورا فرما سکتا ہے۔اور اپنے برگزیدہ بندے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو دی گئی ز کی غلام کی بشارت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اسی سنت کا اظہار فرمایا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۷)

جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا بیان سے انکا قرآن پاک کا علم عیاں ہو جاتا ہے۔ جنبہ صاحب یہاں اس واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں کہ جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے انہیں کنویں میں پھینک دیا تھا اور ایک قافلے والوں نے انہیں دیکھا تھا تو وہاں غلام کا لفظ لڑکے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں کسی وعدہ کا ذکر نہیں۔ جنبہ صاحب نے قدم قدم پر جھوٹ بول کر سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ میں نے جماعت مخالفت میں لکھے گئے بہت لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر مذہب کا جیسا خون جنبہ صاحب نے کیا ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ جنبہ صاحب نے تو خدا تک کو نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق بھی ایک وعدہ کر رکھا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے۔ وہ لمبے عرصہ تک اس میں رہنے والے ہیں۔ یہ ان کے لئے کافی ہو گی۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ایک ٹھہر جانے والا عذاب (مقدر) ہے۔

(سورۃ التوبہ ۹:۶۸)

پیشگوئی مصلح موعود

اعتراضات اور ان کے جواب

پیشگوئی مصلح موعود پر کئے گئے اعتراضات کے جواب

اس مضمون میں پیشگوئی مصلح موعود کی بابت حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور آپؑ کے اس سلسلہ میں شائع کئے گئے اشتہارات اور دیگر مضامین کو کافی وضاحت سے ترتیب وار پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بہت ساری بشارتیں دیں۔ کچھ آپؑ کی زندگی میں پوری ہو گئیں اور کچھ آج تک بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی آ رہی ہے۔

اس پیشگوئی پر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی مخالفین کی طرف سے بہت اعتراضات کئے جاتے رہے۔ حضورؑ ان کے جواب بھی دیتے رہے۔ آپؑ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور آج بھی بعض لوگ اس پر طرح طرح کے اعتراض کر رہے ہیں۔ لاہوری گروپ کے امیر مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس پر ایک کتاب 'المصلح موعود' لکھی۔ جو ان کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس کتاب میں مولوی صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اس پیش گوئی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور آج کل محترم عبدالغفار جنبہ صاحب اس کام پر مامور ہیں۔ اس پیشگوئی پر کئے گئے اعتراضات ایک جیسے ہیں۔ اور چونکہ جنبہ صاحب آج کل زیادہ سر گرم ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب ترتیب وار پیشِ خدمت ہیں۔

محترم جنبہ صاحب کے چیلنج کہ "ثابت کروز کی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا ہے" کا جواب بھی اس مضمون میں شامل ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار پیشگوئیوں میں سے پیشگوئی مصلح موعود سب سے اہم اور عظیم الشان پیشگوئی مانی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پیشگوئی پر ہر دور میں مخالفین کی طرف سے اعتراض بھی کئے جاتے رہے۔اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔اور یہ مخالفت اور اعتراضات بھی اس پیشگوئی کی عظمت کا ایک ثبوت ہے۔اس پیشگوئی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آپؑ کو ۱۸۸۱ء میں مبشر اولاد کے متعلق چند الہامات ہوئے۔جو درج ذیل ہیں:

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَا مٍ حَسِیْنٍ

یعنی ہم تمہیں ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوش خبری دیتے ہیں۔

اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَ ئَیْتَ خَدِیْجَتِیْ

میرا شکر کر کہ تُونے میری خدیجہ کو پایا۔

''یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا۔۔۔۔۔اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے جیسا کہ اِس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات میں سے ہو گی۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۵۲۴، ۵۲۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّهْرَ وَالنَّسَبَ

وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۷۲، ۲۷۳)،(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۹، ۳۰)

پیشگوئی مصلح موعود درج کرنے سے قبل اس پیش گوئی کا پس منظر درج کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزانہ پیشگوئیاں کرتے اور وہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتیں۔اس پر قادیان کے ہندوؤں نے ایک خط کے ذریعے آپ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی نشان دکھاؤ۔خط کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

"جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان در بارۂ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہمشہری ہیں، لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں..... لیکن ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین وآسمان کے زیر وزبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پر میشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے.....اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 92-94)

اس خط کے آخر پر دس ہندو صاحبان کے نام درج ہیں۔ اس خط کے موصول ہونے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

"..... صاحبان ارسال کنندگان درخواست مشاہدہ خوارق۔ بعد ما وجب۔ آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف وحق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اس کو لکھا ہے اس لئے بہ تمام تر شکر گذاری اس کے مضمون کو قبول منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جل شانہ کی تائید ونصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یہ عاجز آپ صاحبوں کے پُرانصاف خط کے پڑھنے سے بہت خوش ہوا.....". (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95)

چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس مطالبہ کو لے کر اُسی واحد ولاشریک خدا کی طرف توجہ کی جس کی تائید ونصرت کے یقینی وعدوں سے اطلاع پاکر آپؑ نے اسلام کی سچائی کا اس دور میں اعلان کیا تھا، حضورؑ کی پر درد دعاؤں کو خدا نے شرفِ قبولیت بخشا اور آپؑ کو جنوری ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا۔

"ایک معاملہ کی عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔"

(بدر جلد ۶، نمبر ۳۶، مورخہ ۵، ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۰)، (تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۰۶)

اس الہام کے بعد آپؑ نے ہوشیار پور کا سفر کیا اور چالیس روز چلہ کشی کی۔ اور وہیں پر آپؑ کو الہام ہوا جسے پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپؑ نے اسے ۲۰، فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی شکل میں شائع فرمایا۔ الہام کے الفاظ یوں ہیں۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضریات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰےؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کا راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاۤءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم

اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرً مَّقْضِيًّا''

اور پھر اسی اشتہار میں آپؑ فرماتے ہیں۔

''پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ 'تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان

پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہر گز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

اس اشتہار کی تشہیر کے بعد آپؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں آپ نے فرمایا کہ میرے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے نتیجے میں بعض مخالف یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لڑکا پہلے ہی ہو چکا ہے اور یہ اشتہار بعد میں دیا گیا ہے۔ اور کچھ کہہ رہے ہیں دائیوں سے معلوم کر لینے کے بعد کہ لڑکا ہو گا یہ اشتہار دیا گیا ہے۔ آپؑ نے ان مخالفین کو چیلنج کیا کہ میری بیوی آجکل اپنے والد کے پاس گئی ہوئی ہے اور آج کی تاریخ تک میری اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اگر کوئی چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ اسی اشتہار میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔ 'لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ہو جائے گا۔'

اسی اشتہار میں آگے چل کر آپؑ فرماتے ہیں۔ 'اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔'

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۳ تا ۱۱۶)

اس کے بعد آپؑ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا۔ اس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

"واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندر من صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ **نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔** ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کس لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اوس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالا تر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے **یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا** اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔

چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۶، ۱۱۷)

ان اشتہارات کے بعد مورخہ ۱۵ ،اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹی سے نوازا۔ اس بچی کا نام صاحبزادی عصمت بیگم رکھا گیا۔ وہ لوگ جو پہلے یہ اعتراض کرتے تھے کہ پہلے ہی بیٹا ہو چکا ہے اور بعد میں اشتہار دیا گیا ہے۔ یا جو یہ کہتے تھے کہ دائیوں سے معلوم کرکے کہ بیٹا ہوگا یہ پیش گوئی کر دی ہے۔ ان لوگوں نے اب نیا اعتراض کر دیا کہ دیکھو لڑکے کی بجائے لڑکی ہو گئی اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

ان اعتراضات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بالآخر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ ایک بڑی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اب کی دفعہ لڑکا عطاء نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ اب کی دفعہ ہی پیدا ہوتا۔ تو ایسے لوگوں پر کیا اثر بڑ سکتا جو پہلے ہی سے یہ کہتے تھے کہ قواعد طبّی کے رو سے حمل موجودہ کی علامات سے ایک حکیم بتلا سکتا ہے کہ کیا پیدا ہوگا۔ اور پنڈت لیکھرام پشاوری اور بعض دیگر مخالف اس عاجز پر یہی الزام رکھتے تھے کہ ان کو فن طبابت میں مہارت ہے۔ انہوں نے طب کے ذریعہ سے معلوم کر لیا ہوگا کہ لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بعض مخالف مسلمان یہ بھی کہتے تھے کہ اصل میں ڈیڑھ ماہ سے یعنی پیشگوئی بیان کرنے سے پہلے لڑکا پیدا ہو چکا ہے جس کو فریب کے طور پر چھپا رکھا ہے اور عنقریب مشہور کیا جائے گا کہ پیدا ہو گیا۔ سو یہ اچھا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تولدِ فرزند مسعود موعود کو دوسرے وقت پر ڈال دیا۔ ورنہ اگر اب کی دفعہ ہی پیدا ہو جاتا تو ان مفتریات مذکورہ بالا کا کون فیصلہ کرتا۔ لیکن اب تولد فرزند موصوف کی بشارت غیب محض ہے۔ نہ کوئی حمل موجود ہے نا ارسطو کے ورکس یا جالینوس کے قواعد حمل دانی بالمعارضہ پیش ہو سکیں۔ اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۲۹، ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷، اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کو بیٹے سے نوازا۔ اور بذریعہ اشتہار آپؑ نے اس کی اطلاع دی۔ اشتہار یہ ہے۔

"اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸، اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷، اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیش گوئی منظور کریں گے جس کا وقت بتلایا جائے سو اب یہ پیشگوئی انہیں منظور کرنی پڑی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائے گا۔ ضرور لڑکا پیدا ہو گا۔ اور حمل بھی کچھ دور نہیں۔ بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینہ پہلے روح القدس سے قوت پا کر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنے یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہو گا۔ آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا حمل موجودہ سے خاص تھا جس سے لڑکی ہوئی۔ میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیجدیئے۔ تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

اسی روز یعنی ۷ ؍اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کو الہام ہوا

''اِنَّآ اَرْ سَلْنَاهُ شَاہِدًاوَّ مُبَشِّرًاوِّ نَذِیْرًا کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمَاتٌ وَّ رَعْدٌ وَّبَرْقٌ کُلُّ شَیْءٍ تَحْتَ قَدَمَیْہِ

یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو۔ یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔''

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۱۹)

اس بچے کی پیدائش کے بعد لوگوں کی طرف سے خطوط کے ذریعے یہ پوچھا جانے لگا کہ کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کی بابت آپؑ نے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ایسے ہی خطوط مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی طرف سے بھی حضور کو موصول ہوئے۔اس وقت تک مولوی محمد حسین صاحب حضورؑ کے شدید مخالف نہیں تھے۔ حضورؑ نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

"طفل نوزاد کی نسبت میں نے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہارات میں مندرج ہے ہاں کتنی دفعہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہی ہے کیونکہ یہی لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوا۔ حضرت مسیح کے روز پیدائش میں پیدا ہوا۔

(۳) سنا گیا ہے کہ اسی ماہ میں ستارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیسا کہ نور افشاں میں درج ہے۔

(۴) اس روز میں پیدائش میں یعنی بعد تولد یہ الہامات ہوئے۔

اِنَّآ اَرْ سَلْنَاهُ شَاہِدًاوَّ مُبَشِّراًوَّ نَذِیْرًا کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدً وَّبَرْقٌ کُلُّ شَیْئٌ تَحْتَ قَدَمَیْہِ

سو میرے نزدیک اب تک یہ الہامات ذوالوجوہ ہیں ودیگر علامات بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

والسلام

۱۶؍ ستمبر ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۶،۳۰۷)

پھر ایک دوسری جگہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے خط کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں:

"اور پھر آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گویا مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ وہ لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے آپ میرے اشتہار ۸؍ اپریل ۸۶ء کو دیکھ لیں اس میں "**وہ**" کا لفظ نہیں بلکہ "**ایک**" کا لفظ ہے۔"

تاریخ تحریر خط: ۲۸ ستمبر ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۸)

نوٹ: واضح رہے کہ یہ دونوں خط بشیر اول کی وفات سے قبل کے ہیں۔

یہ بیٹا تقدیر الٰہی سے مورخہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ اس موقع پر آپؑ نے کتاب جس کا نام تھا **حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر** تحریر فرمائی۔ یہ کتاب سبز کاغذ پر شائع کی گئی اس لئے اسے **سبز اشتہار** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؑ کی یہ تحریر درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

حقّانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر

واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ میں پیدا ہوا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اُسی روز یکشنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولہویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بُلایا گیا عجیب طور کا شور و غوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگا رنگ کی باتیں خویشوں وغیرہ نے کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت و افترا ہے انہوں نے اِس بچے کی وفات پر انواع واقسام کی افترا گھڑنی شروع کی۔ سو ہر چند ابتدا میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ اس پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے۔ لیکن جب یہ شور و غوغا انتہا کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہم نے محض للہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا۔ اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسرِ متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات و اخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ بعض نے اپنی طرف سے افترا کر کے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اِس بچہ کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہو گا لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے اُنہوں نے بڑا دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہِ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسرِ متوفی کی وفات *(یہ سہو کاتب ہے۔ صحیح بجائے 'وفات' کے 'پیدائش' ہے) کا مہینہ ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھ رام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ اُن میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو۔ کہ مصلح موعود اور عمر پانے

(حاشیہ) یہ مفتری لیکھرام پشاوری ہے جس نے تینوں اشتہار مندرجہ متن اپنے اثبات دعویٰ کی غرض سے اپنے اشتہار میں پیش کی ہیں اور سراسر خیانتوں سے کام لیا ہے مثلاً وہ اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کر کے اُس کی یہ عبارت اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مُدّت حمل تک تجاوز نہیں کر سکتا لیکن اس عبارت کا اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اَب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا۔ اس فقرہ کو اُس نے عمداً نہیں لکھا کیونکہ یہ اُس کے مدّعا کو مضر تھا اور اس کے خیال فاسد کو جڑھ سے کاٹتا تھا۔ پھر دوسری خیانت یہ ہے کہ لیکھرام کے اس اشتہار سے پہلے ایک اور اشتہار آریوں کی طرف سے ہمارے تینوں اشتہارات مذکورہ بالا کے جواب میں مطبع چشمہ نور امرتسر میں شائع ہو چکا ہے اس میں انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ ان تینوں اشتہارات کے دیکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ لڑکا جو پیدا ہوا یہ وہی مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اَور ہے۔ اس اقرار کا لیکھرام نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ اب ظاہر ہے کہ آریوں کا پہلا اشتہار لیکھرام کے اس اشتہار کی خود بیخ کنی کرتا ہے۔ دیکھو اُن کا وہ اشتہار جس کا عنوان حسب حال ان کے یہ ہے کہ انّ اللہ لا یحبّ الماکرین منہ

والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے بلکہ ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷؍ اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء کی بناپر اور اُس کے حوالہ سے بروز تولد بشیر شائع کیا گیا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے تعجب کہ لیکھرام پشاوری نے جوشِ تعصّب میں آکر اپنے اُس اشتہار میں جو اُس کی جبلّی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بھرا ہوا ہے اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کر دیا مگر آنکھیں کھول کر اُن تینوں اشتہاروں کو پڑھ نہ لیا تا جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسے دروغ باف لوگوں کو آریوں کے وہ پنڈت کیوں دروغگوئی سے منع نہیں کرتے جو بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنا اصول یہ بتلاتے ہیں کہ جھوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ کو ماننا اور قبول کرنا آریوں کا دھرم ہے۔ پس عجیب بات ہے کہ یہ دھرم قول کے ذریعہ سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بھی کام میں نہیں آتا۔ افسوس ہزار افسوس۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ ہر دو اشتہار ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷؍ اگست ۱۸۸۷ء مذکورہ بالا اس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہیں کہ لڑکا پیدا ہونے والا کیسا اور کن صفات کا ہے۔ بلکہ یہ دونوں اشتہار صاف شہادت دیتے ہیں کہ ہنوز یہ امر الہام کے رُو سے غیر منفصل اور غیر مصرح ہے * ہاں یہ تعریفیں جو اُوپر گذر چکی ہیں ایک آنے والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئی ہیں لیکن اُس اشتہار میں یہ تو کسی جگہ نہیں لکھا کہ جو ۷؍ اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پَیدا ہو گا وہی مصداق ان تعریفوں کا ہے بلکہ اِس اشتہار میں اُس لڑکے کے پَیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہیں کہ کب اور کس وقت ہو گا پس ایسا خیال کرنا کہ ان اشتہارات میں مصداق ان تعریفوں کا اِسی پسر متوفی کو ٹھہرایا گیا تھا سراسر ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔ یہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہیں اور اکثر ناظرین کے پاس موجود ہوں گے مناسب ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کریں۔ جب یہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے پَیدا ہوا تھا تو اس کی پَیدائش کے بعد صدہا خطوط اطرافِ مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہ وُہی مصلح موعود ہے جس کے ذریعہ سے لوگ ہدایت پائیں گے تو سب کی طرف یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں جو اس کی پاکیزگی رُوح اور بلندی فطرت اور علوّ استعداد اور روشن جوہری اور سعادتِ جبلّی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیّت استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں۔ سو چونکہ وہ استعدادی

(حاشیہ) ”عبارت اشتہار ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء یہ ہے کہ ”ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مُدّتِ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا جو اَب پَیدا ہو گا یہ وُہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پَیدا ہو گا“۔ دیکھو اشتہار ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء مطبع چشمہ فیض قادری بٹالہ۔ عبارت اشتہار ۷؍ اگست ۱۸۸۷ء یہ ہے۔ ”اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی وہ ۱۶؍ ذیقعد مطابق ۷؍ اگست میں پیدا ہو گیا۔ دیکھو اشتہار ۷؍ اگست ۱۸۸۷ء مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور۔ پس کیا اِن تینوں اشتہارات میں جو لیکھرام پشاوری نے جوش میں آکر پیش کی ہیں بُو تک بھی اس بات کی پائی جاتی ہے کہ ہم نے کبھی پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہے۔ فتفکروا فتدبروا۔“

بزرگیاں ایسی نہیں تھیں جن کے لئے بڑی عمر پانا ضروری ہوتا اسی باعث سے یقینی طور پر کسی الہام کی بنا پر اِس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جاوے تب اس کا مفصّل اور مبسوط حال لکھا جائے۔ سو تعجب اور نہایت تعجب کہ جس حالت میں ہم اب تک پسر متوفی کی نسبت الہامی طور پر کوئی قطعی رائے ظاہر کرنے سے بکلّی خاموش اور ساکت رہے اور ایک ذرا سا الہام بھی اس بارے میں شائع نہ کیا تو پھر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں کس نے پھونک ماردی کہ ایسا اشتہار ہم نے شائع کردیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اگر ہم اس خیال کی بنا پر کہ الہامی طور پر ذاتی بزرگیاں پسر متوفی کی ظاہر ہوئی ہیں اور اس کا نام مُبشّر اور بشیر اور نور اللہ صیب اور چراغ دین وغیرہ اسماء مشتمل کاملیت ذاتی اور روشنی فطرت کے رکھے گئے ہیں کوئی مفصّل و مبسُوط اشتہار بھی شائع کرتے اور اس میں بحوالہ اُن ناموں کے اپنی یہ رائے لکھتے کہ شاید مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا ہوگا۔ تب بھی صاحبانِ بصیرت کی نظر میں یہ اجتہادی بیان ہمارا قابل اعتراض نہ ٹھہرتا کیونکہ ان کا منصفانہ خیال اور اُن کی عارفانہ نگاہ فی الفور اِنہیں سمجھا دیتی کہ یہ اجتہاد صرف چند ایسے ناموں کی صورت پر نظر کرکے کیا گیا ہے جو فی حد ذاتہٖ صاف اور کُھلے کُھلے نہیں ہیں بلکہ ذوالوجوہ اور تاویل طلب ہیں سو اُن کی نظر میں اگر یہ ایک اجتہادی غلطی بھی متصور ہوتی تو وہ بھی ایک ادنیٰ درجہ کی اور نہایت کم وزن اور خفیف سی اُن کے خیال میں دکھائی دیتی کیونکہ ہر چند ایک غبی اور کور دل انسان کو خدا تعالیٰ کا وہ قانون قدرت سمجھانا بہت مشکل ہے جو قدیم سے اُس کے متشابہات وحی اور رویا اور کشوف اور الہامات کے متعلق ہے لیکن جو عارف اور بابصیرت آدمی ہیں وہ خود سمجھے ہوئے ہیں کہ پیش گوئیوں وغیرہ کے بارہ میں اگر کوئی اجتہادی غلطی بھی ہو جائے تو وہ محل نکتہ چینی نہیں ہو سکتی کیونکہ اکثر نبیوں اور اولوالعزم رسولوں کو بھی اپنے مجمل مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں ایسی ہلکی ہلکی غلطیاں پیش آتی رہی ہیں* اور اُن کے بیدار دِل اور روشن ضمیر پیرو ہرگز اُن غلطیوں سے حیرت و سرگردانی میں نہیں پڑے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ غلطیاں نفسِ الہامات و مکاشفات میں نہیں ہیں بلکہ

(حاشیہ) توریت کی بعض عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعض اپنی پیشگوئیوں کے سمجھنے اور سمجھانے میں اجتہادی طور پر غلطی کھائی تھی اور وہ اُمیدیں جو بہت جلد اور بلا توقف نجات یاب ہونے کے لئے بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں وہ اس طرح پر ظہور پذیر نہیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے خلاف اُن اُمیدوں کے صورت حال دیکھ کر اور دل تنگ ہوکر ایک مرتبہ اپنی کم ظرفی کی وجہ سے جو اُن کی طینت میں تھی کہہ بھی دیا تھا کہ اے موسیٰ و ہارون جیسا تم نے ہم سے کیا خدا تم سے کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دل تنگی اس کم ظرف قوم میں اسی وجہ سے ہوئی تھی کہ انہوں نے جو جلد مخلصی پا جانے کا اپنے دلوں میں حسب پیرایہ تقریر موسوی اعتقاد کر لیا تھا اس طور پر معرضہ ظہور میں نہیں آیا تھا اور درمیان میں ایسی مشکلات پڑ گئیں تھیں جن کی پہلے سے بنی اسرائیل کو صفائی سے خبر نہیں دی گئی تھی اس کی یہی وجہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اُن درمیانی مشقتوں اور اُن کے طول کھینچنے کی ابتدا میں مصفا اور صاف طور پر خبر نہیں ملی تھی لہذا اُن کے خیال کا میلان اجتہادی طور پر کسی قدر اس طرف ہو گیا تھا کہ فرعون بے عون کا آیات بیّنات سے جلد تر قصّہ پاک کیا جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ قدیم سے تمام انبیاء سے اس کی سنّت جاری ہے پہلے ایام میں حضرت موسیٰ کو ابتلا میں ڈالنے کی غرض سے اور رُعب استغنا اُن پر وارد کرنے کے ارادہ سے بعض درمیانی مکارہ اُن سے مخفی رکھے کیونکہ اگر تمام آنے والی باتیں اور وارد ہونے والی صعوبتیں اور شدّتیں پہلے ہی ان کو کھول کر بتلائی جاتیں تو ان کا دل بکلّی قوی اور طمانیت یاب ہو جاتا۔ پس اس صورت میں اس ابتلاء کی ہیبت ان کے دل پر سے اٹھ جاتی جس کا وارد کرنا حضرت کلیم اللہ پر اور ان کے پیرووٴں پر بمراد ترقی درجات و ثواب آخرت ارادہ الٰہی میں قرار پا چکا تھا۔ ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے جو جو اُمیدیں اور بشارتیں اپنے حواریوں کو اس دنیوی زندگی اور کامیابی

تاویل کرنے میں غلطی وقوع میں آگئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں اجتہادی غلطی علماء ظاہر و باطن کی اُن کی کسرِ شان کا موجب نہیں ہوسکتی اور ہم نے کوئی ایسی اجتہادی غلطی بھی نہیں کی جس کو ہم قطعی ویقینی طور پر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کرتے تو کیوں بشیر احمد کی وفات پر ہمارے کوتہ اندیش مخالفوں نے اس قدر زہر اُگلا ہے کیااُن کے پاس اُن تحریرات کا کوئی کافی و قانونی ثبوت بھی ہے یاناحق بار بار اپنے نفسِ امّارہ کے جذبات لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں اور اس جگہ بعض نادان مسلمانوں کی حالت پر بھی تعجب ہے کہ وہ کس خیال پر وساوس کے دریا میں ڈوبے جاتے ہیں کیا کوئی اشتہار ہمارااُن کے پاس ہے کہ جواُن کو یقین دلاتا ہے کہ ہم اس لڑکے کی نسبت الہامی طور پر قطع کر چکے تھے کہ یہی عمر پانے والا اور مصلح موعود ہے اگر کوئی ایسا اشتہار ہے تو کیوں پیش نہیں کیا جاتا۔ ہم اُن کو باور دلاتے ہیں کہ ایسا اشتہار ہم نے کوئی شائع نہیں کیا ہاں خدا تعالیٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے ذاتی استعدادوں میں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلّی اس کی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی رُوح اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا نام بارانِ رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال وجمال وغیرہ اسماء بھی ہیں۔ سو جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اُس کی صفات ظاہر کیں یہ سب اُس کی صفائی استعداد کے متعلق ہیں جن کے لئے ظہور فی الخارج کوئی ضروری امر نہیں۔ اس عاجز کا مدلل اور معقول طور پر یہ دعویٰ ہے کہ جو بنی آدم کے بچّے طرح طرح کی قوّتیں لے کر اِس مسافر خانہ میں آتے ہیں خواہ وہ بڑی عمر تک پہنچ جائیں اور خواہ وہ خورد سالی میں ہی فوت ہو جائیں اپنی فطرتی استعدادات میں ضرور باہم متفاوت ہوتے ہیں اور صاف طور پر امتیاز بیّن ان کی قوتوں اور خصلتوں اور شکلوں اور ذہنوں میں دکھائی دیتا ہے جیسا کہ کسی مدرسہ میں اکثر لوگوں نے بعض بچے ایسے دیکھے ہوں گے جو نہایت ذہین اور فہیم اور تیز طبع اور زود فہم ہیں اور علم کو ایسی جلدی سے حاصل کرتے ہیں کہ گویا جلدی سے ایک صف لپیٹتے جاتے ہیں لیکن اُن کی عمر وفا نہیں کرتی اور چھوٹی عمر میں

(حاشیہ) اور خوشحالی کے متعلق انجیل میں دی ہیں وہ بھی بظاہر نہایت سہل اور آسان طریقوں سے اور جلد تر حاصل ہونے والی معلوم دیتی تھیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مبشرانہ الفاظ سے جو ابتدا میں اُنہوں نے بیان کئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُسی زمانہ میں ایک زبردست بادشاہی ان کی قائم ہونے والی ہے۔ اسی حکمرانی کے خیال پر حواریوں نے ہتھیار بھی خرید لئے تھے کہ حکومت کے وقت کام آوینگے۔ ایسا ہی حضرت مسیح کا دوبارہ اُترنا بھی جناب ممدوح نے خود اپنی زبان سے ایسے الفاظ میں بیان فرمایا تھا جس سے خود حواری بھی یہی سمجھتے تھے کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ فوت نہیں ہوں گے اور نہ حواری پیالہ اجل پئیں گے کہ جو حضرت مسیح پھر اپنی جلالت اور عظمت کے ساتھ دُنیا میں تشریف لے آئینگے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خیال اور رائے اُسی پیرایہ کی طرف زیادہ جھکا ہوا تھا کہ جو انہوں نے حواریوں کے ذہن نشین کیا جو اصل میں صحیح نہیں تھا یعنی کسی قدر اس میں اجتہادی غلطی تھی اور عجیب تر یہ کہ بائیبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے چار سو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلی یعنی بجائے فتح کے شکست ہوئی۔ دیکھو سلاطین اوّل باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہوگیا اور فوت بھی ہوگیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ منہ

ہی مر جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ نہایت غبی اور بلید اور انسانیت کا بہت کم حصّہ اپنے اندر رکھتے ہیں اور مُنہ سے رال ٹپکتی ہے اور وحشی سے ہوتے ہیں اور بہت سے بوڑھے اور پیر فرتوت ہو کر مرتے ہیں اور بباعث سخت نالیاقتی فطرت کے جیسے آئے ویسے ہی جاتے ہیں غرض ہمیشہ اس کا نمونہ ہر ایک شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ بعض بچے ایسے کامل الخِلقت ہوتے ہیں کہ صدیقوں کی پاکیزگی اور فلاسفروں کی دماغی طاقتیں اور عارفوں کی روشن ضمیری اپنی فطرت میں رکھتے ہیں اور ہونہار دکھائی دیتے ہیں مگر اس عالمِ بے ثبات پر رہنا نہیں پاتے اور کئی ایسے بچّے بھی لوگوں نے دیکھے ہوں گے کہ اُن کے لچھن اچھے نظر نہیں آتے اور فراست حکم کرتی ہے کہ اگر وہ عمر پاویں تو پرلے درجے کے بدذات اور شریر اور جاہل اور ناحق شناس نکلیں۔ ابراہیم لختِ جگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خوردسالی میں یعنے سولہویں مہینے میں فوت ہو گئے اس کی صفائی استعداد کی تعریفیں اور اس کی صدیقانہ فطرت کی صفت و ثنا احادیث کے رُو سے ثابت ہے ایسا ہی وہ بچہ جو خوردسالی میں حضرت خضر نے قتل کیا تھا اُس کی خباثت جبلّی کا حال قرآن شریف کے بیان سے ظاہر و باہر ہے۔ کفار کے بچوں کی نسبت کہ جو خوردسالی میں مر جائیں جو کچھ تعلیم اسلام ہے وہ بھی درحقیقت اسی قاعدہ کی رو سے ہے کہ بوجہ اس کے کہ اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیۡہِ ان کی استعدادات ناقصہ ہیں غرض بلحاظ صفائی استعداد اور نورانیت اصل جوہر و مناسبت تامہ دینے کے پسر متوفی کے الہام میں وہ نام رکھے گئے تھے جو ابھی ذکر کئے گئے ہیں۔ اب اگر کوئی تحکم کی راہ سے کھینچ تان کر اُن ناموں کو عمر دراز ہونے کے ساتھ وابستہ کرنا چاہے تو یہ اُس کی سراسر شرارت ہو گی جس کی نسبت کبھی ہم نے کوئی یقینی اور قطعی رائے ظاہر نہیں کیا۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ کہ ان فضائل ذاتیہ کے تصوّر کرنے سے شک کیا جاتا تھا کہ شاید یہی لڑکا مصلح موعود ہو گا۔ مگر وہ شکی تقریر ہے جو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع نہیں کی گئی ہندوؤں کی حالت پر سخت تعجب ہے کہ وہ باوصف اس کے کہ اپنے نجومیوں اور جوتشیوں کے منہ سے ہزارہا ایسی باتیں سنتے ہیں کہ بالآخر وہ سراسر پوچ اور لغو اور جھوٹ نکلتی ہیں اور پھر اُن پر اعتقاد رکھنے سے باز نہیں آتے اور عذر پیش کر دیتے ہیں کہ حساب میں غلطی ہو گئی ہے ورنہ جوتش کے سچا ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ پھر باوصف ایسے اعتقادات سخیفہ اور ردیہ کے الہامی پیشگوئیوں پر بغیر کسی صریح اور صاف غلطی پکڑنے کے متعصبانہ حملہ کرتے ہیں پھر ہندو لوگ اگر ایسی بے اصل باتیں منہ پر لاویں تو کچھ مضائقہ بھی نہیں کیونکہ وہ دشمن دین ہیں اور اسلام کے مقابل پر ہمیشہ سے اُن کے پاس ایک ہی ہتھیار ہے یعنی جھوٹ و افترا لیکن نہایت تعجب میں ڈالنے والا واقعہ مسلمانوں کی حالت ہے کہ باوجود دعویٰ دینداری و پرہیزگاری اور باوجود عقائد اسلامیہ کے ایسے ہذیانات زبان پر لاتے ہیں اگر ہمارے ایسے اشتہارات ان کی نظر سے گزرے ہوتے جن میں ہم نے قیاسی طور پر پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہوتا۔ تب بھی ان کی ایمانی سمجھ اور عرفانی واقفیت کا مقتضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ یہ ایک اجتہادی غلطی ہے جو کہ کبھی کبھی علماء ظاہر و باطن دونوں کو پیش آ جاتی ہے یہاں تک کہ اولوالعزم رسول بھی اُس سے باہر نہیں ہیں مگر اس جگہ تو کوئی ایسا اشتہار بھی شائع نہیں ہوا تھا محض در یا ندیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کیا گیا اور یاد رہے کہ ہم نے یہ چند سطریں جو عام

مسلمانوں کی نسبت لکھی ہیں محض سچی ہمدردی کے تقاضا سے تحریر کی گئی ہیں تا وہ اپنے بے بُنیاد وساوس سے باز آجائیں اور ایسا ردی اور فاسد اعتقاد دل میں پیدا نہ کر لیں جس کا کوئی اصل صحیح نہیں ہے بشیر احمد کی وفات پر اُنہیں وساوس اور اوہام میں پڑنا انہیں کی بے سمجھی و نادانی ظاہر کرنا ہے ورنہ کوئی محل آویزش و نکتہ چینی نہیں ہے ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم نے کوئی اشتہار نہیں دیا جس میں ہم نے قطع اور یقین ظاہر کیا ہو کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے اور گو ہم اجتہادی طور پر اس کی ظاہری علامات سے کسی قدر اس خیال کی طرف جھک بھی گئے تھے مگر اسی وجہ سے اِس خیال کی کھلے کھلے طور پر بذریعہ اشتہارات اشاعت نہیں کی گئی تھی کہ ہنوز یہ امر اجتہادی ہے اگر یہ اجتہاد صحیح نہ ہوا تو عوام الناس جو دقائق و معارف علم الٰہی سے محض بے خبر ہیں وہ دھوکا میں پڑ جائیں گے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ پھر بھی عوام کالانعام دھوکا کھانے سے باز نہیں آئے اور اپنی طرف سے حاشیئے چڑھا لئے انہیں اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کہ ان کے اعتراضات کی بنا صرف یہ وہم ہے کہ کیوں اجتہادی غلطی وقوع میں آئی۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ اول تو کوئی ایسی اجتہادی غلطی ہم سے ظہور میں نہیں آئی جس پر ہم نے قطع اور یقین اور بھروسہ کر کے عام طور پر اس کو شائع کیا ہو پھر بطور تنزل ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیش گوئی کی تشخیص و تعیین میں کوئی غلطی وقوع میں آجائے تو کیا ایسی غلطی اس کے مرتبہ نبوت یا ولایت کو کچھ کم کر سکتی یا گھٹا سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔ یہ سب خیالات نادانی و ناواقفیت کی وجہ سے بصورت اعتراض پیدا ہوتے ہیں چونکہ اس زمانہ میں جہالت کا انتشار ہے اور علوم دینیہ سے سخت درجہ کی لوگوں کو لاپروائی ہے اس وجہ سے سیدھی بات بھی الٹی دکھائی دیتی ہے ورنہ یہ مسئلہ بالاتفاق مانا گیا اور قبول کیا گیا ہے کہ ہر یک نبی اور ولی سے اپنے ان مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں کہ جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بخوبی تفہیم نہیں ہوئی غلطی واقع ہو سکتی ہے اور اِس غلطی سے اُن انبیاء اور اصفیا کی شان میں کچھ بھی فرق نہیں آتا کیونکہ علم وحی بھی منجملہ علوم کے ایک علم ہے اور جو قاعدہ فطرت اور قانون قدرت قُوّتِ نظریہ کے دخل دینے کے وقت تمام علوم و فنون کے متعلق ہے اُس قاعدہ سے یہ علم باہر نہیں رہ سکتا اور جن لوگوں کو انبیا اور اولیا میں سے یہ علم دیا گیا ہے اُن کو مجبوراً اُس کے تمام عوارض و لوازم بھی لینے پڑتے ہیں۔ یعنی اُن پر وارد ہوتے ہیں جن میں سے ایک اجتہادی غلطی ہی ہے پس اگر اجتہادی غلطی قابل الزام ہے تو یہ الزام جمیع انبیاء و اولیاء و علماء میں مشترک ہے۔

یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ کسی اجتہادی غلطی سے ربانی پیش گوئیوں کی شان و شوکت میں فرق آجاتا ہے یا وہ نوع انسان کے لئے چنداں مفید نہیں رہتیں یا وہ دین اور دینداروں کے گروہ کو نقصان پہنچاتی ہیں کیونکہ اجتہادی غلطی اگر ہو بھی تو محض درمیانی اوقات میں بطور ابتلاء کے وارد ہوتی ہے اور پھر اس قدر کثرت سے سچائی کے نور ظہور پذیر ہوتے ہیں اور تائیدات الٰہیہ اپنے جلوے دکھاتے ہیں کہ گویا ایک دن چڑھ جاتا ہے اور مخاصمین کے سب جھگڑے ان سے انفصال پا جاتے ہیں۔ لیکن اس روز روشن کے ظہور سے پہلے

ضرور ہے کہ خدائے تعالیٰ کے فرستادوں پر سخت سخت آزمائشیں وارد ہوں اور ان کے پیرو اور تابعین بھی بخوبی جانچے اور آزمائے جائیں تا خدا تعالیٰ سچوں اور کچوں اور ثابت قدموں اور بزدلوں میں فرق کر کے دکھلا دیوے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلّت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے اُن کو دکھاتا ہے یہ ابتلاء اس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالم سے ان کا نام و نشان مٹا دیوے کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عزّوجل اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلّت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پہنچاوے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے اُن کو سکھاوے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ جو قدیم سے خدائے تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے زبور میں حضرت داؤد کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سنت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں آزمائش کے وقت میں حضرت مسیح کی غریبانہ تضرّعات اسی عادت اللہ پر دال ہیں اور قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں جناب فخر الرسل کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قُدرت کی تصریح کرتے ہیں *اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء اُن مدارج عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے اُنہوں نے پا لئے۔ ابتلاء نے اُن کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے اُن پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکاروں اور بے عزّتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربّانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مُدّت تک مُنہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے

(حاشیہ) زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے جو انہوں نے ابتلائی حالت میں کیں ایک یہ ہے اے خدا تو مجھ کو بچا لے کہ پانی میری جان تک پہنچے ہیں۔ میں گہری کیچ میں دھنس چلا جہاں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں۔ میں چلاتے چلاتے تھک گیا۔ میری آنکھیں دھندلا گئیں۔ وہ جو بے سبب میرا کینہ رکھتے ہیں۔ شمار میں میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں۔ اے خداوند رب الافواج وہ جو تیرا انتظار کرتے ہیں میرے لئے شرمندہ نہ ہوں۔ وہ جو تجھ کو ڈھونڈتے ہیں وہ میرے لئے ندامت نہ اٹھاویں۔ وے پھاٹک پر بیٹھے ہوئے میری بابت بکتے ہیں اور نشے باز میرے حق میں گاتے ہیں۔ تو میری ملامت کشی اور میری رسوائی اور میری بے حرمتی سے آگاہ ہے۔ میں نے تاکا کہ کیا کوئی میرا ہمدرد ہے کوئی نہیں۔ (دیکھو زبور ۶۹) ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے ابتلاء کی رات میں جس قدر تضرّعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسے کسی کی جان ٹوٹتی ہے غم و اندوہ سے ایسی حالت ان پر طاری تھی وہ ساری رات رو رو کر دعا کرتے رہے کہ تا وہ بلا کا پیالہ کہ جو ان کے لئے مقدر تھا ٹل جائے پر باوجود اس قدر گریہ وزاری کے پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی کیونکہ ابتلاء کے وقت کی دعا منظور نہیں ہوا کرتی۔ پھر دیکھنا چاہیئے کہ سیدنا و مولانا حضرت فخر الرسل و خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتلاء کی حالت میں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں اور ایک دُعا میں مناجات کی کہ اے میرے رب میں اپنی کمزوری کی تیری جناب میں شکایت کرتا ہوں اور اپنی بیچارگی کا تیرے آستانہ پر گلہ گزار ہوں میری ذلّت تیری نظر سے پوشیدہ نہیں جس قدر چاہے سختی کر کہ میں راضی ہوں جب تک تو راضی ہو جائے مجھ میں بجز تیرے کچھ قوت نہیں۔ منہ۔

اپنی مربیانہ عادت کو بہ یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا کہ جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا انہیں تنگی و تکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد غضب ہیں اور اپنے تئیں ایسا خشک ساد کھلایا کہ گویا وہ اُن پر ذرا مہربان نہیں بلکہ اُن کے دشمنوں پر مہربان ہے اور اُن کے ابتلاؤں کا سلسلہ بہت طول کھینچ گیا ایک کے ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلاء نازل ہوا غرض جیسے بارش سخت تاریک رات میں نہایت شدّت و سختی سے نازل ہوتی ہے ایسا ہی آزمائشوں کی بارشیں اُن پر ہوئیں پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادہ سے باز نہ آئے اور سُست اور دل شکستہ نہ ہوئے بلکہ جتنا مصائب و شدائد کا بار اُن پر پڑتا گیا اتنا ہی انہوں نے آگے قدم بڑھایا اور جس قدر وہ توڑے گئے اُسی قدر وہ مضبوط ہوتے گئے اور جس قدر اُنہیں مشکلات راہ کا خوف دلایا گیا اُسی قدر اُن کی ہمت بلند اور ان کی شجاعت ذاتی جوش میں آتی گئی بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہو کر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہو گئے اور عزّت اور حُرمت کا تاج اُن کے سر پر رکھا گیا اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حباب کی طرح معدوم ہو گئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے غرض انبیاء و اولیاء ابتلاء سے خالی نہیں ہوتے بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلاء نازل ہوتے ہیں اور انہیں کی قُوّت ایمانی ان آزمائشوں کی برداشت بھی کرتی ہے عوام الناس جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے ویسے اس کے خالص بندوں کی شناخت سے بھی قاصر ہیں بالخصوص اُن محبوبان الٰہی کی آزمائش کے وقتوں میں تو عوام الناس بڑے بڑے دھوکوں میں پڑ جاتے ہیں گویا ڈوب ہی جاتے ہیں اور اتنا صبر نہیں کر سکتے کہ ان کے انجام کے منتظر رہیں۔ عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہ جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اُس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کر دیوے بلکہ اِس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اُس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کے لئے ابتلاء کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلاء اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربّانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں اور جس شخص کو اس سنت کے برخلاف کوئی کامیابی ہو وہ استدراج ہے نہ کامیابی۔ اور نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نہایت درجہ کی بدقسمتی و ناسعادتی ہے کہ انسان جلد تر بدظنی کی طرف جھک جائے اور یہ اُصول قرار دے دیوے کہ دنیا میں جس قدر خدائے تعالیٰ کی راہ کے مدعی ہیں وہ سب مکار اور فریبی اور دوکاندار ہی ہیں کیونکہ ایسے ردی اعتقاد سے رفتہ رفتہ وجود ولایت میں شک پڑے گا اور پھر ولایت سے انکاری ہونے کے بعد نبوّت کے منصب میں کچھ کچھ ترددات پیدا ہو جاویں گے اور پھر نبوت سے منکر ہونے کے پیچھے خدائے تعالیٰ کے وجود میں کچھ دغدغہ اور خلجان پیدا ہو کر یہ دھوکا دل میں شروع ہو جائے گا کہ شاید یہ ساری بات ہی بناوٹی اور بے اصل ہے اور شاید یہ سب اوہام باطلہ ہی ہیں کہ جو لوگوں کے دلوں میں جمتے ہوئے چلے آئے ہیں۔ سوائے سچائی کے ساتھ بجان و دل پیار کرنے والو! اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو! یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کیلئے ولایت اور اسکے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے۔ ولایت نبوّت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری

تعالیٰ کیلئے پناہ۔ پس اولیاء انبیاء کے وجود کیلئے میخوں کی مانند ہیں اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قائم کرنے کیلئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہیں اُس کی نظر نبی کی معرفت سے بھی قاصر ہے اور جس کو نبی کی کامل معرفت نہیں وہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے بھی بے بہرہ ہے اور ایک دن ضرور ٹھوکر کھائے گا اور سخت ٹھوکر کھائے گا اور مجرد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گی۔ اب ہم فائدہ عام کیلئے یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ بشیر احمد کی موت ناگہانی طور پر نہیں ہوئی بلکہ اللہ جل شانہٗ نے اُس کی وفات سے پہلے اس عاجز کو اپنے الہامات کے ذریعہ سے پوری پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے *اور اب فوت ہو جاوے گا بلکہ جو الہامات اُس پسر متوفی کی پیدائش کے دن میں ہوئے تھے ان سے بھی اجمالی طور پر اُس کی وفات کی نسبت بو آتی تھی اور مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہو گا جیسا کہ یہ الہام انَّا اَرْسَلْنَاهُ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ كُلُّ شَيْءٍ تَحْتَ قَدَمَيْهِ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اُس کے قدم اُٹھانے کے بعد جو اس کی موت سے مراد ہے ظہور میں آجائیں گی۔ سو تاریکیوں سے مراد آزمائش اور ابتلاء کی تاریکیاں تھیں جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش آئیں اور

(حاشیہ) خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم واندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۞ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۙ الجزو نمبر ۲ (سورۃ البقرہ ۲:۱۵۶ تا ۱۵۸) یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے تھے اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہیں پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیّین وائمہ واولیاء وخلفا ہے۔ تا اُن کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجائیں سو خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ اِس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ پس اول اُس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ کا سامان مومنوں کے لئے طیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا اور یہ بات کھلی کھلی الہام الٰہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اس کی موت اُن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہو گی جنہوں نے محض للہ اس کی موت سے غم کیا اور اُس ابتلا کی برداشت کر گئے کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔ غرض بشیر ہزاروں صابرین وصادقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اُس پاک آنے والے اور پاک جانے والے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گی۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یخلق اللہ مایشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ منہ۔

ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے جو ظلمات کی طرح تھا اور آیت کریمہ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْ (سورۃ البقرہ ۲:۲۱) کے مصداق ہو گئے اور الہامی عبارت میں جیسا کہ ظلمت کے بعد رعد اور روشنی کا ذکر ہے یعنی جیسا کہ اُس عبارت کی ترتیب بیانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر متوفی کے قدم اٹھانے کے بعد پہلی ظلمت آئے گی اور پھر رعد اور برق۔ اسی ترتیب کے رو سے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنے پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلا کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے اور جس طرح ظلمت ظہور میں آ گئی اسی طرح یقیناً جاننا چاہیئے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آ جائے گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جب وہ روشنی آئے گی تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دے گی اور جو جو اعتراضات غافلوں اور مُردہ دلوں کے مُنہ سے نکلے ہیں اُن کو نابود اور ناپدید کر دے گی یہ الہام جو ابھی ہم نے لکھا ہے ابتدا سے صدہا لوگوں کو بہ تفصیل سنا دیا گیا تھا چنانچہ منجملہ سامعین کے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی بھی ہیں اور کئی اور جلیل القدر آدمی بھی۔ اب اگر ہمارے موافقین و مخالفین اسی الہام کے مضمون پر غور کریں اور دقتِ نظر سے دیکھیں تو یہی ظاہر کر رہا ہے کہ اِس ظلمت کے آنے کا پہلے سے جناب الٰہی میں ارادہ ہو چُکا تھا جو بذریعہ الہام بتلایا گیا اور صاف ظاہر کیا گیا کہ ظلمت اور روشنی دونوں اِس لڑکے کے قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس کے قدم اُٹھانے کے بعد جو موت سے مراد ہے اُن کا آنا ضرور ہے سو اے وے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی بشیر کی موت نے جیسا کہ اس پیشگوئی کو پورا کیا ایسا ہی اس پیشگوئی کو بھی کہ جو ۲۰ فروری کے اشتہار میں ہے کہ بعض بچے کم عمری میں فوت ہوں گے۔

بالآخر یہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام و کمال بھروسہ اپنے مولیٰ کریم پر ہے اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق اور ہمارے دعوٰی کو قبول کرتے ہیں یا ردّ اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے اور غیر اللہ کو مردہ کی طرح سمجھ کر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں گو بعض ہم میں سے اور ہماری ہی قوم میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظرِ تحقیر سے دیکھتے ہیں مگر ہم ان کو معذور رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر ظاہر نہیں اور جو ہمیں پیاس لگا دی گئی ہے وہ انہیں نہیں کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۸۵) اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہلِ علم احباب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کارروائی پسند نہیں کرتے کہ برکات روحانیہ و آیات سماویہ کے سلسلہ کو جو بذریعہ قبولیت ادعیہ و الہامات و مکاشفات تکمیل پذیر ہوتا ہے لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ بعض کی ان میں سے اس بارہ میں یہ بحث ہے کہ یہ باتیں ظنّی و شکّی ہیں اور ان کے ضرر کی امید ان کے فائدہ سے زیادہ تر ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ باتیں تمام بنی آدم میں مشترک و متساوی ہیں۔ شاید کسی قدر ادنیٰ کم و بیشی ہو بلکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قریباً یکساں ہی ہیں۔ ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ان امور میں مذہب اور اتّقا اور تعلق باللہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ یہ فطرتی خواص ہیں جو انسان کی فطرت کو لگے ہوئے ہیں اور ہر یک بشر سے مومن ہو یا کافر صالح ہو یا فاسق کچھ تھوڑی سی کمی بیشی کے ساتھ صادر ہوتے رہتے ہیں۔

یہ تواُن کی قیل و قال ہے جس سے ان کی موٹی سمجھ اور سطحی خیالات اور مبلغ علم کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر فراست صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حُبِ دُنیا کا کیڑا ان کی ایمانی فراست کو بالکل کھا گیا ہے اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہا کے درجہ تک پہنچ کر سقوط اعضاء تک نوبت پُہنچا تا ہے اور ہاتھوں پیروں کا گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ان کے روحانی اعضاء جو روحانی قوّتوں سے مراد ہیں بباعث غلو محبّت دنیا کے گلنے سڑنے شروع ہو گئے ہیں اور اُن کا شیوہ فقط ہنسی اور ٹھٹھا اور بدظنّی اور بدگمانی ہے دینی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے بکلّی آزادی ہے بلکہ یہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے اور کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دُنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے بلکہ جیفہ دُنیا میں دن رات غرق ہو رہے ہیں ان میں یہ حس ہی باقی نہیں رہی کہ اپنی حالت کو ٹٹولیں کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور بڑی بدقسمتی ان کی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس نہایت خطرناک بیماری کو پوری پوری صحت خیال کرتے ہیں اور جو حقیقی صحت و تندرستی ہے اس کو بہ نظر توہین واستخفاف دیکھتے ہیں اور کمالات ولایت اور قربِ الٰہی کی عظمت بالکل ان کے دلوں پر سے اُٹھ گئی ہے اور نومیدی اور حرمان کی سی صورت پیدا ہو گئی ہے بلکہ اگر یہی حالت رہی تو ان کا نبوّت پر ایمان قائم رہنا بھی کچھ معرض خطر میں ہی نظر آتا ہے۔

یہ خوفناک اور گری ہوئی حالت جو میں نے بعض علماء کی بیان کی ہے اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ وہ ان روحانی روشنیوں کو تجربہ کے رو سے غیر ممکن یا شکّی وظنّی خیال کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہنوز بالاستیفا تجربہ کرنے کی طرف توجہ نہیں کی اور کامل اور محیط طور پر نظر ڈال کر رائے ظاہر کرنے کا ابھی تک انہوں نے اپنے لئے کوئی موقعہ پیدا نہیں کیا اور نہ پیدا کرنے کی کچھ پرواہ ہے صرف ان مفسدانہ نکتہ چینیوں کو دیکھ کر کہ جو مخالفین تعصّب آئین نے اس عاجز کی دو پیشگوئیوں پر کی ہیں * تحقیق و تفتیش شک میں پڑ گئے اور ولایت اور قربت الٰہیہ کی روشنیوں کے بارے میں ایک ایسا اعتقاد دل میں جما لیا کہ جو خشک فلسفہ اور کورانہ نیچریت کے قریب قریب ہے انہیں سوچنا چاہیئے تھا کہ مخالفین نے اپنی تکذیب کی تائید میں کون سا ثبوت دیا ہے؟ پھر اگر کوئی ثبوت نہیں اور نری بک بک ہے تو کیا فضول اور بے بنیاد افتراؤں کا اثر اپنے دلوں میں ڈال لینا عقلمندی یا ایمانی وثاقت میں داخل ہے۔ اور اگر فرض محال کے طور پر کوئی اجتہادی غلطی بھی پیشگوئی کے متعلق اس عاجز سے ظہور میں آتی یعنے قطع اور یقین کے طور پر اُس کو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کیا جاتا تب بھی کسی دانا کی نظر میں وہ محل آویزش نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اجتہادی غلطی ایک ایسا امر ہے جس سے انبیاء بھی باہر نہیں ماسوائے اس کے یہ عاجز اب تک قریب سات ہزار مکاشفات صادقہ اور الہامات صحیحہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرف ہوا ہے اور آئندہ

(حاشیہ) وہ نکتہ چینیاں یہ ہیں کہ ۸، اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس عاجز نے ایک پیش گوئی شائع کی تھی کہ ایک لڑکا اس عاجز کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے اور اشتہار مذکور میں یہ تصریح لکھ دیا تھا کہ شاید اسی دفعہ وہ لڑکا پیدا ہو یا اس کے بعد اس کے قریب حمل میں پیدا ہو سو خدا تعالیٰ نے مخالفین کا خبث باطنی اور ناانصافی ظاہر کرنے کے لئے اس دفعہ یعنی پہلے حمل میں لڑکی پیدا کی اور اس کے بعد جو حمل ہوا تو اس سے لڑکا پیدا ہوا اور پیشگوئی اپنے مفہوم کے مطابق سچی نکلی۔ اور ٹھیک ٹھیک وقوع میں آ گئی مگر مخالفین نے جیسا کہ ان کا قدیمی شیوہ

عجائبات روحانیہ کا ایسا بے انتہا سلسلہ جاری ہے کہ جو بارش کی طرح شب و روز نازل ہوتے رہتے ہیں۔ پس اس صورت میں خوش قسمت انسان وہ ہے کہ جو اپنے تئیں بصدق و صفا اِس ربانی کارخانے کے حوالہ کر کے آسمانی فیوض سے اپنے نفس کو متمتع کرے اور نہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے تئیں ان انوار و برکات کے حصول سے لاپروار کھ کر بے بنیاد نکتہ چینیاں اور جاہلانہ رائے ظاہر کرنا اپنا شیوہ کرلیوے۔ میں ایسے لوگوں کو محض للہ متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسے خیالات کو دل میں جگہ دینے سے حق اور حق بینی سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اگر ان کا یہ قول سچ ہو کہ الہامات اور مکاشفات کوئی ایسی عمدہ چیز نہیں ہے جو خاص اور عوام یا کافر اور مومن میں کوئی امتیاز بیّن پیدا کر سکیں تو سالکوں کے لئے یہ نہایت دل توڑنے والا واقعہ ہوگا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہی ایک روحانی اور اعلیٰ درجہ کی اسلام میں خاصیت ہے کہ سچائی سے اس پر قدم مارنے والے مکالمات خاصہ الٰہیہ سے مشرف ہو جاتے ہیں اور قبولیت کے انوار جن میں ان کا غیر ان کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا ان کے وجود میں پیدا ہو جاتے ہیں یہ ایک واقعی صداقت ہے جو بے شمار راست بازوں پر اپنے ذاتی تجارب سے کھل گئی ہے ان مدارج عالیہ پر وہ لوگ پہنچتے ہیں کہ جو سچی اور حقیقی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں اور نفسانی وجود سے نکل کر ربّانی وجود کا پیراہن پہن لیتے ہیں یعنی نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے ربّانی طاعات کی نئی زندگی اپنے اندر حاصل کرتے ہیں ناقص الحالت مسلمانوں کو ان سے کچھ نسبت نہیں ہوتی پھر کافر اور فاسق کو ان سے

(حاشیہ) ہے محض شرارت کی راہ سے یہ نکتہ چینی کی کہ پہلی دفعہ ہی کیوں لڑکا پیدا نہیں ہوا ان کو جواب دیا گیا کہ اشتہار میں پہلی دفعہ کی کوئی شرط نہیں بلکہ دوسرے حمل تک پیدا ہونے کی شرط تھی جو وقوع میں آ گئی اور پیش گوئی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی سو ایسی پیش گوئی پر نکتہ چینی کرنا بے ایمانی کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ کوئی منصف اس کو واقعی طور پر نکتہ چینی نہیں کہہ سکتا۔ دوسری نکتہ چینی مخالفوں کی یہ ہے کہ لڑکا جس کے بارہ میں پیشگوئی ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کی تھی وہ پیدا ہو کر صغر سنی میں فوت ہو گیا۔ اس کا مفصل جواب اسی تقریر میں مذکور ہے اور خلاصہ جواب یہ ہے کہ آج تک ہم نے کسی اشتہار میں نہیں لکھا کہ یہ لڑکا عمر پانے والا ہوگا اور نہ یہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے۔ بلکہ ہمارے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں بعض ہمارے لڑکوں کی نسبت یہ پیشگوئی موجود تھی کہ وہ کم عمری میں فوت ہوں گے۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیش گوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی۔ بلکہ جس قدر ہم نے لوگوں میں الہامات شائع کئے اکثر ان کے اس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تھے چنانچہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں ہو سکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلّی پاک ہے یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہئے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔

اب ایک منصف انصافاً سوچ کر دیکھے کہ ہماری ان دونوں پیشگوئیوں میں حقیقی طور پر کون سی غلطی ہے؟ ہاں ہم نے پسر متوفی کے کمالات استعدادیہ الہامات کے ذریعہ سے ظاہر کئے تھے کہ وہ فطرتاً ایسا ہے اور ایسا ہے اور اب بھی ہم یہ کہتے ہیں اور فطرتی استعدادوں کا مختلف طور پر بچوں میں پایا جانا عام اِس سے کہ وہ صغر سنی میں مر جاویں یا زندہ رہیں ایک ایسا

کیانسبت ہو۔ ان کی یہ کاملیت اُن کی صحبت میں رہنے سے طالب حق پر کھلتی ہے اسی غرض سے میں نے اتمام حجت کے لئے مختلف فرقوں کے سر گروہوں کی طرف اشتہارات بھیجے تھے اور خط لکھے تھے کہ وہ میرے اس دعویٰ کی آزمائش کریں اگران کو سچائی کی طلب ہوتی تو وہ صدق قدم سے حاضر ہوتے سواُن میں سے کوئی ایک بھی بصدق قدم حاضر نہ ہوا بلکہ جب کوئی پیشگوئی ظہور میں آتی رہی اُس پر خاک ڈالنے کے لئے کوشش کرتے رہے اب اگر ہمارے علماء کو اس حقیقت کے قبول کرنے اور ماننے میں کچھ تامل ہے تو غیروں کے بُلانے کی کیا ضرورت پہلے یہی ہمارے احباب جن میں سے بعض فاضل اور عالم بھی ہیں۔ آزمائش کرلیں اور صدق اور صبر سے کچھ مُدّت میری صحبت میں رہ کر حقیقت حال سے واقف ہو جائیں پھر اگر یہ دعویٰ اس عاجز کا راستی سے معرانکلے تو انہیں کے ہاتھ پر میں توبہ کروں گا ورنہ امید رکھتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اُن کے دلوں پر توبہ اور رجوع کا دروازہ کھول دے گا اور اگر وہ میری اس تحریر کے شائع ہونے کے بعد میرے دعاوی کی آزمائش کرکے اپنی رائے کو بہ پایۂ صداقت پہنچاویں تو اُن کی ناصحانہ تحریروں کے کچھ معنے ہوں گے اس وقت تک تو اس کے کچھ بھی معنے نہیں بلکہ اُن کی محجوبانہ حالت قابل رحم ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آج کل کے عقلی خیالات کے پرزور بخارات نے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبالیا ہے کیونکہ وہ ضرورت سے زیادہ انہیں خیالات پُر زور دے رہے ہیں اور تکمیل دین و ایمان کے لئے انہیں کو کافی وافی خیال کرتے ہیں اور ناجائز اور ناگوار پیرائیوں میں روحانی برکات کی تحقیر کررہے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تحقیر تکلف سے نہیں کرتے بلکہ فی الواقع اُن کے دلوں میں ایسا ہی جم گیا ہے اور اُن کی فطرتی کمزوری اس نزلہ کو قبول کرگئی ہے کیونکہ اُن کے اندر حقانی روشنی کی چمک نہایت ہی کم اور خشک لفاظی بہت سی بھری ہوئی ہے اور اپنی رائے کو اِس قدر صائب خیال کرتے اور اس کی تائید میں زور دیتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو روشنی حاصل کرنے والوں کو بھی اُس تاریکی کی طرف کھینچ لاویں۔ ان علماء کو اسلام کی فتح صوری کی طرف تو ضرور خیال ہے مگر جن باتوں میں اسلام کی فتح حقیقی ہے ان سے

(حاشیہ) مسئلہ ہے جس پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے اور کوئی حکماء اور علماء میں سے اس کا منکر نہیں ہو سکتا۔ پس دانا کے لئے کون سی ٹھوکر کھانے کی وجہ ہے ہاں نادان اور احمق لوگ ہمیشہ سے ٹھوکر کھاتے چلے آئے ہیں۔ بنی آسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی پر ٹھوکر کھائی کہ یہ شخص تو کہتا تھا کہ فرعون پر عذاب نازل ہوگا سو اس پر تو کچھ عذاب نازل نہ ہوا وہ عذاب تو ہم پر ہی پڑا کہ اس سے پہلے صرف آدھا دن ہم سے مشقت لی جاتی تھی اور اب سارا دن محنت کرنے کا حکم ہو گیا۔ خوب نجات ہوئی حالانکہ یہ دوہری محنت اور مشقت ابتلاء کے طور پر یہودیوں پر ابتداء میں نازل ہوئی تھی اور انجام کار فرعون کی ہلاکت مقدر تھی مگر ان بیوقوفوں اور شتابکاروں نے ہاتھ پر سرسوں جمتی نہ دیکھ کر اسی وقت حضرت موسیٰ کو جھٹلانا شروع کر دیا اور بدظنی میں پڑ گئے اور کہا کہ اے موسیٰ اور ہارون جو کچھ تم نے ہم سے کیا خدا تم سے کرے۔ پھر یہودا اسکریوتی کی نادانی اور شتاب کاری دیکھنی چاہیئے کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں نہایت سخت ٹھوکر کھائی اور خیال کیا کہ یہ شخص بادشاہ ہو جانے کا دعویٰ کرتا تھا اور ہمیں بڑے بڑے مراتب تک پہنچاتا تھا مگر یہ ساری باتیں جھوٹ نکلیں اور کوئی پیشگوئی اس کی سچی نہ ہوئی بلکہ فقر و فاقہ میں ہم لوگ مر رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ اس کے دشمنوں سے مل کر پیٹ بھریں۔ سو اس کی جہالت اس کی ہلاکت کا موجب ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیاں اپنے وقتوں میں پوری ہو گئیں سو نبیوں کا ان نادان مکذّبین کی تکذیب سے کیا نقصان ہوا جس کا اب بھی اندیشہ کیا جائے اور اس اندیشہ سے خدائے تعالیٰ کی پاک کارروائی کو بند کیا جائے یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ جو لوگ مسلمان کہلا کر اور کلمہ گو ہو کر جلدی سے اپنے دل میں وساوس کا ذخیرہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔ وہ انجام کار اسی طرح رسوا اور ذلیل ہونے والے ہیں جس طرح نالائق اور کج فہم یہودی اور یہودا اسکریوتی رسوا اور ذلیل ہوئے۔ فتدبر وایا اولی الالباب۔ منہ۔

بے خبر ہیں۔

اسلام کی فتح حقیقی اس میں ہے کہ جیسے اسلام کے لفظ کا مفہوم ہے اسی طرح ہم اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دیں اور اپنے نفس اور اس کے جذبات سے بکلی خالی ہو جائیں اور کوئی بُت ہوا اور ارادہ اور مخلوق پرستی کا ہماری راہ میں نہ رہے اور بکُلی مرضیات الٰہیہ میں محو ہو جائیں اور بعد اس فنا کے وہ بقا ہم کو حاصل ہو جائے جو ہماری بصیرت کو ایک دوسرا رنگ بخشے اور ہماری معرفت کو ایک نئی نورانیت عطا کرے اور ہماری محبت میں ایک جدید جوش پیدا کرے اور ہم ایک نئے آدمی ہو جائیں اور ہمارا وہ قدیم خدا بھی ہمارے لئے ایک نیا خدا ہو جائے یہی فتح حقیقی ہے جس کے کئی شعبوں میں سے ایک شعبہ مکالمات الٰہیہ بھی ہیں اگر یہ فتح اس زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل نہ ہوئی تو مجرد عقلی فتح انہیں کسی منزل تک پہنچا نہیں سکتی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اِس فتح کے دن نزدیک ہیں خدا تعالیٰ اپنی طرف سے یہ روشنی پیدا کرے گا اور اپنے ضعیف بندوں کا آمرز گار ہو گا۔

تبلیغ

میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پُہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدھم۔ والسلام علٰی من اتبع الھدی۔

المبلّغ خاکسار

غلام احمد عفی عنہُ

مطبوعہ ریاض ہند پریس امر تسر (یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۶۴ تا ۴۷۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا کتاب پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے بہت اہم ہے۔اس لئے یہاں ساری کتاب شامل کرلی ہے۔اسے غور سے پڑھنا بہت ضروری ہے۔ہمارے کافی سوالوں کے جواب اس میں موجود ہیں۔بشیر اول کی وفات نومبر ۱۸۸۸ء میں ہوئی تھی اور جیسا کہ حضورؑ نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے اپنے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں ایک اور بیٹے کی پیشگوئی درج فرمائی ہے۔جو درج ذیل ہے۔ یہ پیشگوئی بشیر اول کی زندگی میں کی گئی ہے۔

''ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام **محمود احمد** ہوگا اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۶۱، ۱۶۲، نیز تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۲۹)

اس کے علاوہ ۴ار دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے ایک خط حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاول) کو بشیر اول کی بابت تحریر فرمایا۔اس خط میں بھی اس مضمون کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔یہ خط مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ نمبر ۷۳ تا ۸۰ پر موجود ہے۔استفادہ کے لئے وہاں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔آپؑ نے اسی روز تکمیل دین کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔اور اس کے حاشیہ میں اس بچے کی پیدائش کا بھی ذکر فرمایا۔اشتہار کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

''خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہوگا۔اور اگر مدت مقررہ سے

ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورانہ کرلے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد　　　　دیر آمدہٗ زِراہِ دُور آمدہٗ

پس اگر حضرت باری جل شانہٗ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول **بشیر الدین محمود** رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالےٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔ اور ہمارے بعض حاسدین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری کوئی ذاتی غرض اولاد کے متعلق نہیں اور نہ کوئی نفسانی راحت ان کی زندگی سے وابستہ ہے۔ پس یہ ان کی بڑی غلطی ہے کہ جو انہوں نے بشیر احمد کی وفات پر خوشی ظاہر کی اور بغلیں بجائیں۔ انہیں یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہماری اتنی اولاد ہو جس قدر درختوں کے تمام دنیا میں پتے ہیں اور وہ سب فوت ہو جائیں تو ان کا مرنا ہماری سچی اور حقیقی لذت اور راحت میں کچھ خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ مُیت کی محبت میت کی محبت سے اس قدر ہمارے دل پر زیادہ تر غالب ہے کہ اگر وہ محبوب حقیقی خوش ہو تو ہم خلیل اللہ کی طرح اپنے کسی پیارے بیٹے کو بدست خود ذبح کرنے کو تیار ہیں کیونکہ واقعی طور پر بجز اس ایک کے ہمارا کوئی پیارا نہیں۔ جل شانہ و عزاسمہ۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۹۱، ۱۹۲)

ایسے ہی آپؑ نے اپنی مختلف تحریرات میں اپنے اس بیٹے کا ذکر فرمایا ہے۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

آپؑ اپنی کتاب سر الخلافہ میں (جو عربی زبان میں ہے) تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: "اور میں تیرے سامنے ایک عجیب و غریب قصہ اور حکایت بیان کرتا ہوں کہ میرا ایک چھوٹا بیٹا تھا جس کا نام بشیر تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے شیر خواری میں ہی وفات دے دی.... تب اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ ہم اسے از راہ احسان تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ایسا ہی اس بچے کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا کہ بشیر آگیا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے نہایت محبت کے ساتھ ملوں گا اور جلد جدا نہ ہوں گا۔ اس الہام و رؤیا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند عطا فرمایا تب میں نے جان لیا کہ یہ وہی بشیر ہے اور خدا تعالیٰ اپنی خبر میں سچا ہے چنانچہ میں نے اس بچے کا نام بشیر ہی رکھا اور مجھے اس کے جسم میں بشیر اول کا حلیہ دکھائی دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی سنت رؤیا کے ذریعہ ثابت ہو گئی کہ وہ دو بندوں کو ایک ہی نام کا شریک بناتا ہے۔"

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 381، سن تالیف جولائی ۱۸۹۴ء)

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہو گا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36، سن تالیف مئی ۱۸۹۷ء)

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

تریاق القلوب میں ہی حضورؑ نے ایک اور جگہ فرمایا:

''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12۔ جنوری 1889ء کو مطابق 9۔ جمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219، سن تالیف ۱۸۹۹ء)

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ 20۔ فروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا

کہ کوئی خورد سالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 374,373)

کتاب حقیقۃ الوحی میں ہی حضور علیہ السلام نے چونتیسویں (34) نشان میں سبز اشتہار کا حوالہ دے کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محموداحمد صاحب کی پیدائش کا ذکر یوں فرمایا ہے:

''..... میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔''

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 227، سن تالیف اپریل ۱۹۰۷ء)

۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء میں آپؑ کو ایک اور بیٹے کی نسبت الہام ہوا:

''ظُلُمَاتُ الْاِبْتَلَآئِ۔ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ۔ یُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔ اَجِیْئُ مِنْ حَضْرَۃِ الْوِتْرِ''

ابتلا کے اندھیرے، یہ سخت دن ہے، تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک ہوگا، میرا نور ہے، میں جناب باری سے آتا ہوں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۴)

۱۲ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو الہام ہوا:

''جَآئَ کَ رَبُّکَ الْاَعْلٰی۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ فَتَرْضٰی۔ یَاْتِیْکَ قَمَرُ الْاَنْبِیَآئِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔''

تیرا ربِ اعلیٰ تیرے پاس آیا۔ اور تجھے ایسا کچھ دے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ تیرے پاس نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام ظاہر ہو جائے گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۵)

نومبر ۱۸۹۲ء میں الہام ہوا:

'' یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآئِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔''

نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام ظاہر ہو جائے گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۸)

ایسے ہی آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں یہ الہام درج فرماتے ہیں:

'' يَأْتِيْ قَمَرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَمْرُکَ يَتَاَتّٰى۔ يَسُرُّ اللهُ وَجْهَکَ وَيُنِيْرُ بُرْهَانَکَ۔ سَيُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَيُدْنٰى مِنْکَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِيْبٌ۔''

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا یعنی خدا کے فضل کا موجب ہو گا اور میرا نور قریب ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۶۶) نیز (تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۷۲)

اسی بشارت کا ذکر آپؑ اپنی کتاب تریاق القلوب میں یوں فرماتے ہیں:

''میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر ہے ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ اس کی پیدائش سے تین مہینے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ وہ بشارت آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں درج ہو کر پیش از وقت لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئی۔ وہ عبارت یہ ہے۔ ''سَيُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَيُدْنٰى مِنْکَ الْفَضْلُ'' یعنی عنقریب تیرے ایک لڑکا پیدا ہو گا اور فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ ایک میرے لڑکے کا نام فضل احمد ہے سو پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ علاوہ فضل الٰہی کے وہ لڑکا فضل احمد کی صورت اور شکل سے بہت مشابہ ہو گا۔ اور صدہا انسان جانتے ہیں کہ یہ لڑکا فضل احمد سے بہت مشابہ ہے۔ ہندو مسلمان قادیان کے سب جانتے ہیں۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو بیٹے سے نوازا۔ آپؑ نے اس کا نام بشیر احمد رکھا۔ بذریعہ اشتہار اس بچے کی پیدائش کا اعلان فرمایا۔ اس اشتہار کے الفاظ یوں ہیں:

منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاصکر شیخ محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے

۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء سے چار مہینہ پہلے صفحہ ۲۶۶، آئینہ کمالات اسلام میں بقید تاریخ شائع ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک اور بیٹے کا اس عاجز سے وعدہ کیا ہے جو عنقریب پیدا ہو گا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔

''سیولدلک الولدو و یدنی منک الفضل ان نوری قریب۔''

ترجمہ۔ یعنی عنقریب تیرے لڑکا ہو گا۔ اور فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا۔ یقیناً میرا نور قریب ہے۔

سو آج ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو خود اپنی زندگی کا اعتبار نہیں۔ چہ جائیکہ یقینی اور قطعی طور پر یہ اشتہار دیوے کہ ضرور عنقریب اس کے گھر میں بیٹا پیدا ہو گا۔ خاصکر ایسا شخص جو اس پیشگوئی کو اپنے صدق کی علامت ٹھہراتا ہے۔ اور تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اب چاہیئے کہ شیخ محمد حسین اس بات کا جواب دیں کہ یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی۔ کیا یہ استدراج ہے یا نجوم ہے یا اٹکل ہے۔ اور کیا سبب ہے کہ خدا تعالےٰ بقول آپ کے ایک دجال کی ایسی پیشگوئیاں پوری کرتا جاتا ہے جن سے ان کی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے۔

الراقم

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۹۴، ۳۹۵)

احباب کرام گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھا ہے کہ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے موعود بیٹے کی پیدائش کا ذکر کیا اس کے ساتھ لکھا کہ وہ بچہ خدائی وعدہ کے موافق نو سال کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ بلکہ حضورؑ بڑے یقین کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اگر وقت مقررہ میں ایک دن رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

ایسے ہی آپؑ نے اپنے الہام اور اس کی تشریح کی بھی ان الفاظ میں وضاحت فرما دی:

''میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیجدیئے۔ تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی

ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتنی وضاحت کے بعد ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مانتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس موعود لڑکے کو پیشگوئی مصلح موعود کے بعد (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) ۹ سال کے عرصہ میں تلاش کرے۔

اس نو سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تین بیٹوں سے نوازا۔

۱۔ بشیر اول جو نومبر ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا

۲۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ

۳۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ (ایم اے)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد ۹ میں اپنی اسی پیشگوئی اور لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیش گوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کئے جن میں ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیئے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یہ سچ ہے کہ ۸، اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔''

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۰)

بعد ازاں وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی کو ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود مقرر فرما کر حضورؑ کے اس ارشاد ''کہ وہ موعود بیٹا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہوگا'' پر مہر صداقت ثبت کر دی۔

۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مزید اولاد کی بابت بھی خوش خبری دی تھی۔اس کے الفاظ یہ ہیں۔

’’پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ ’ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔‘‘

اور پھر اسی اشتہار میں آگے جاکر آپؑ اللہ تعالیٰ کے ایک اور وعدہ کو تحریر فرماتے ہیں:

’’تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔‘‘

اپنے ان وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دو اور بیٹوں سے نوازا۔اور اس کے علاوہ آپؑ کو آئندہ نسل کی بابت بھی کثرت سے الہامات ہوتے رہے۔جو آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں درج فرمائے ہیں۔یا وہ الہامات اس وقت کے جماعتی اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔اور اب حضورؑ کے الہامات کے مجموعہ ’’تذکرہ‘‘ میں اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا دو بیٹوں یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اور حضرت مرزا بشیر احمدؓ جو پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق نو سال کے اندر اندر پیدا ہوئے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اسی پیشگوئی کے اس حصہ ’وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا‘ کو بھی بڑی شان کے ساتھ پورا فرمایا۔اس وقت حضورؑ نے تحریر فرمایا تھا کہ اس حصہ کی سمجھ نہیں آئی مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو چار بیٹوں سے نوازے گا۔اور حضورؑ نے اپنے ایک شدید مخالف مولوی عبدالحق کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مروگے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مزید دو بیٹوں سے نوازا اور ان کی پیدائش سے قبل الہامات کے ذریعہ ان کی بابت خوش خبری دیتا رہا۔اور حضورؑ ان الہامات کو قبل از پیدائش شائع فرماتے رہے۔

’’**انا نبشرک بغلام** یعنی تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۰۔تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۱۴۔تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۲۰)

مندرجہ بالا الہام آپؑ کو ۱۸۹۴ء میں ہوا۔ سب سے پہلے آپؑ نے اسے اپنی کتاب انوار الاسلام میں شائع فرمایا یہ کتاب ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو بیٹے سے نوازا۔ اس کا اعلان آپؑ نے اپنی کتاب ضیاء الحق میں ان الفاظ سے کیا۔

''لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے عبد الحق کی یاوہ گوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم اسی رسالہ انوار العلوم میں اس بشارت کو شائع بھی کر چکے ہیں سو الحمد للہ و المنۃ کہ اس الہام کے مطابق ۲۷ ذی قعد ۱۳۱۲ھ میں مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔''

(ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۳۲۳)

اس کے بعد ۱۸۹۶ء میں آپؑ کو ایک اور بیٹے کی خوش خبری دی گئی۔ جو درج ذیل ہے۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ مَّظْھَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ اِسْمُہٗ عمانوایل۔ یُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ۔ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اُترا۔ نام اس کا عمانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''خدا ہمارے ساتھ ہے۔'' تجھے لڑکا دیا جائے گا۔ اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نُور قریب ہے۔ کہہ میں شریر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۶۲، تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱، تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۳۸)

مندرجہ بالا پیشگوئی ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء میں کی گئی۔ اس کے بعد اس پیشگوئی کو ضمیمہ انجام آتھم میں دوبارہ درج فرمایا گیا جو یہ ہے:

''پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۹۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

"الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۴۲۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

پھر آپ تحریر فرماتے ہیں:

"الغرض میں نے بار بار نکتہ چینیوں کو سن کر کہ چوتھا لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہو گئی ہے جنابِ الٰہی میں تضرع کے ہاتھ اٹھائے اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳ار اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا۔ اصبر مليًا سأ هب لک غلامًا ذكيًا۔ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۶، ۲۱۷۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷۷)

ان پیشگوئیوں کے مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو چوتھے بیٹے سے نوازا۔ اس کا نام آپؑ نے مبارک احمد رکھا۔ اپنی کتاب تریاق القلوب (جو آپؑ نے ۱۸۹۹ء میں تحریر فرمائی تھی) میں اسی بیٹے کے نسبت ایک اور پیشگوئی کا ذکر فرماتے ہیں:

"اور پھر جب ۱۳ار جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳ار اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انّی اسقط من الله و اصیبہ۔ یعنی اب میرا وقت آ گیا۔ اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اِس جگہ ایک دن سے مراد دو ۲ برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴ار جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہو گئی چنانچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ منہ"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۷۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷۸)

اس لڑکے کی پیدائش کے ساتھ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ نیز اسی بچے کی پیدائش سے مولوی عبدالحق کو دیا گیا حضورؑ کا چیلنج پورا ہوا کہ جب تک میرے چوتھا بچہ پیدا نہیں ہو جاتا تم نہیں مروگے۔

اور پھر جیسا کہ اس بچے کی پیدائش سے ایک دن قبل اللہ تعالیٰ نے یہ بتادیا تھا کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کا جانے والا ہے۔ یہ بچہ کم عمری میں ہی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو وفات پا گیا۔

اپنے ان چاروں بیٹوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔

"یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دے اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دے کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھر واگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰, فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۔ اشتہار ۲۰, فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰, فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

اور بہتر ہوگا کہ ہر ایک طالبِ حق ایسے رسالے اور ایسے اشتہار اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ ایک مدت کے بعد پھر ان اشتہارات کا ملنا مشکل ہوگا۔ اور جب کوئی کاغذ مل نہ سکے تو دشمن خیرہ طبع باوجود اس کے کہ اس نے آپ اس اشتہار یا رسالہ کو کئی دفعہ پڑھا ہو۔ محض حق پوشی کی راہ سے انکار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ سو یہ فرض ہماری جماعت کا ہے کہ ان منکر کش ہتھیاروں سے خالی نہ رہیں بلکہ یہ تمام ذخیرہ رسائل اور اشتہارات کا ایک جگہ بخوبی مرتب کرکے مجلد کرکے رکھیں تا بوقت ضرورت مخالف ظالم کو بآسانی دکھلا سکیں۔

اور ان چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ

اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اِس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ ؍جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ ؍جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔

اے فخرِ رُسل قُربِ تو معلومم شد دیر آمدۂ زراہ دُور آمدۂ

اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔اور اِس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔یأ تی قمر الانبیاء ۔ وامرک یتأتی۔ یسرّ الله وجھک۔ وینیر برھانک۔ سیولد لک الولد و یُدْ نٰی منک الفضل۔ ان نوری قریب۔دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام۔یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور نیز یہ کہ شکل وشباہت میں فضل احمد سے جو دُوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب آئینہ کمالات جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوگئی۔جیسا کہ اِس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰ ؍اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰ ؍اپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے۔اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کے رُو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا۔اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار ۲۰ ؍اپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا۔جس کے عنوان پر یہ عبارت ہے۔منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔

اور میرا تیسرا لڑکا جس کا نام شریف احمد ہے اِس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی میرے رسالہ انوار الاسلام صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر درج ہے۔ اور یہ رسالہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا تھا۔اور ستمبر ۱۸۹۴ء کو یہ پیشگوئی رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر چھاپی گئی تھی۔اور پھر جیسا کہ رسالہ ضیاء الحق کے اخیر ورق ٹائٹل پیج پر شائع کیا گیا ہے یہ لڑکا یعنی شریف احمد ۲۴ ؍مئی ۱۸۹۵ء کو مطابق ۲۷ ؍ذیقعد ۱۳۱۲ھ پیدا ہوا یعنی پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد نویں مہینے پیدا ہوا۔

اور میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ ؍فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۳ میں بتاریخ ۱۴ ؍ستمبر ۱۸۹۶ء یہ پیشگوئی کی گئی۔اور رسالہ انجام آتھم بماہ ستمبر ۱۸۹۶ء بخوبی ملک میں شائع ہو گیا اور پھر یہ پیشگوئی

ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں اِس شرط کے ساتھ کی گئی کہ عبدالحق غزنوی جو امر تسر میں مولوی عبدالجبار غزنوی کی جماعت میں رہتا ہے نہیں مرے گا جب تک یہ چوتھا بیٹا پیدا نہ ہولے۔اور اس صفحہ ۵۸ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر عبدالحق غزنوی ہماری مخالفت میں حق پر ہے اور جناب الٰہی میں قبولیت رکھتا ہے تو اِس پیشگوئی کو دعا کر کے ٹال دے۔اور پھر یہ پیشگوئی ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں کی گئی۔ سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کے لئے اِس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴؍ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴؍ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اصل غرض اِس رسالہ کی تالیف سے یہی ہے کہ تاوہ عظیم الشان پیشگوئی جس کا وعدہ چار مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا تھا اس کی ملک میں اشاعت کی جائے کیونکہ یہ انسان کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ یہ منصوبہ سوچے کہ اوّل تو مشترک طور پر چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرے۔ جیسا کہ اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اُس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرتا جائے اور اس کے مطابق لڑکے پیدا ہوتے جائیں۔ یہاں تک کہ چار کا عدد جو پہلی پیشگوئیوں میں قرار دیا تھا وہ پورا ہو جائے حالانکہ یہ پیشگوئی اس کی طرف سے ہو کہ جو محض افترا سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کا مامور قرار دیتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ مفتری کی ایسی مسلسل طور پر مدد کرتا جائے کہ ۱۸۸۶ء سے لغایت سن ۱۸۹۹ء چودہ ۱۴ سال تک برابر وہ مدد جاری رہے۔ کیا کبھی مفتری کی تائید خدا نے ایسی کی یا صفحہ دنیا میں اس کی کوئی نظیر بھی ہے ؟ دیکھو ایک وہ زمانہ تھا کہ ان چار لڑکوں میں سے کوئی بھی نہ تھا اور اِس وقت ایک بڈھا کمزور دائم المرض آدمی جس کا ہر ایک دم موت کی خطرناک حالت میں ہے پیشگوئی کرتا ہے کہ ضرور ہے کہ چار لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوں اور پھر جب ایک لڑکے کے پیدا ہونے کا زمانہ کسی قدر قریب آتا ہے تو الہام کے ذریعہ سے اس کے پیدا ہونے کی بشارت دیتا ہے۔اور ایسا ہی پھر الہام کے ذریعہ سے دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے۔ پھر ایسا ہی تیسرے لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی شائع کرتا ہے۔ پھر قبل اس کے کہ جو چوتھا لڑکا پیدا ہو بڑے دعوے اور زور شور سے اِس کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے یہاں تک کہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نہیں مرے گا جب تک وہ پسر چہارم پیدا نہ ہولے۔ پس اس کے قول کے مطابق پسر چہارم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔اب سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ انسان کی کارروائیاں ہیں ؟ اور کیا آسمان کے نیچے یہ قوت کسی کو دی گئی ہے کہ اِس زور شور کی مسلسل پیشگوئیاں میدان میں کھڑا ہو کر شائع کرے اور پھر وہ برابر پوری ہو جائیں۔ ''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۸تا۲۲۲)

انہیں چار لڑکوں کو بطور نشان پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃالوحی میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

۱۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس ۲۰ یا اکیس ۲۱ برس کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اَرْبَعَۃً مِّنَ الْبَنِیْنَ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں: ۱۔ محمود احمد، ۲۔ بشیر احمد، ۳۔ شریف احمد، ۴۔ مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸)

چار بیٹوں کے بعد بھی خدا کی طرف سے بشارتوں کا سلسلہ جاری رہا:

۱۹۰۳ء: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اَرْبَعَۃً مِّنَ الْبَنِیْنَ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ۔ وَ بَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا............ (اور) پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پَیدا ہونیوالا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی۔ کہ وہ کسی وقت ضرور پَیدا ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹، تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۳۷۸)

۱۵ مئی ۱۹۰۴ء: (1) اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ (2) اِنِّیْ مَعَکَ یَآ اِمَامُ رَفِیْعُ الْقَدْرِ۔ (3) رَبِّ اجْزِہٖ جَزَآءً اَوْفٰی (4) شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا (5) اِنَّہٗ فَعَّالٌ لِّمَایُرِیْدُ۔''

(ترجمہ از مرتب) (1) تُو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ (2) اے عالی قدر امام میں تیرے ساتھ ہوں۔ (3) اے میرے رَبّ پوری پوری جزا دے۔ (4) چُست اور ہوشیار لڑکا پیدا ہوگا۔ (5) یقیناً خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۴۳۰)

۲۶ دسمبر ۱۹۰۵: (۱) یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَامِنْکَ۔ (۲) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔''

(۱) اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں (۲) ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۰۰)

مارچ ۱۹۰۶: اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد 2 نمبر 14 مؤرخہ 5 اپریل 1906ء صفحہ 2۔ الحکم جلد 10 نمبر 12 مؤرخہ 10 اپریل 1906ء صفحہ 1)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۹)

اِلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ تَرٰی نَسْلاً بَعِیْدًا ۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعُلٰی کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآئِ ۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔

اور جوانی کے نور تیری طرف عَود کریں گے اور تُو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸،۹۹ نیز تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۵۴)

مندرجہ بالا الہام بھی ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ اس میں خدا نے وعدہ فرمایا کہ تو اپنی دور کی نسل دیکھے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

حضورؑ اپنی کتاب حقیقۃالوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے۔ و بشّرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸،۲۲۹)

پیشگوئیوں کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو حضورؑ کے پوتا پیدا ہوا۔ اس کا نام صاحبزادہ نصیر احمد رکھا گیا۔ یہ بچہ چند ماہ زندہ رہ کر وفات پا گیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۰۶ء: اے مظفر تجھ پر سلام ہو کہ خدا نے تیری بات سن لی۔ خدا تیرے لئے لڑکا دے گا۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ نیز تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۷۱)

اس کے بعد مسلسل خوابوں اور الہامات کے ذریعے آپ کو مطلع کیا جاتا رہا کہ آپؑ کا بیٹا مبارک احمد جلد فوت ہونے والا ہے۔

چند ایک الہامات درج ذیل ہیں۔

اگست ۱۹۰۷ء : (الف) ''تخمیناً اگست میں حضرت نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ مقبرہ بہشتی میں ہیں۔ قبر کھدواتے ہیں۔''

(بدر جلد 6 نمبر 38 مؤرخہ 19 ستمبر 1907ء صفحہ 5۔ الحکم جلد 11 نمبر 33 مؤرخہ 17 ستمبر 1907ء ضمیمہ صفحہ ب)

(ب) فرمایا۔ بعض اَوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اس سے مراد بیٹا ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے جدا چاہئے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پورا ہو گیا۔''

(الحکم جلد 11 نمبر 34 مؤرخہ 24 ستمبر 1907ء صفحہ 6)

ستمبر ۱۹۰۷ء: ''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔ میاں مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔ بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اَور لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔''

(بدر جلد 6 نمبر 38 مؤرخہ 19 ستمبر 1907ء صفحہ 5۔ الحکم جلد 11 نمبر 33 مؤرخہ 17 ستمبر 1907ء ضمیمہ صفحہ ب)

۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء: '' لَاعلاجَ وَلَا یُحْفَظُ۔''

(ترجمہ از مرتب) نہ کوئی علاج ہو سکے گا اور نہ اس کی کسی طرح حفاظت ہو سکے گی۔

(بدر جلد 6 نمبر 38 مؤرخہ 19 ستمبر 1907ء صفحہ 5۔ الحکم جلد 11 نمبر 33 مؤرخہ 17 ستمبر 1907ء صفحہ 2)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۱۷، ۶۱۸)

ان پیش خبریوں کے مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو آپؑ کا بیٹا مبارک احمد وفات پا گیا۔ اور اسی روز آپؑ کو الہام ہوا۔

۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء: ''اِ نَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔''

(ترجمہ) ہم تجھے ایک حلم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹، ستمبر ۱۹۰۷، صفحہ ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷، ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۱۹)

اکتوبر ۱۹۰۷ء:"(۱)اُر یْکَ مَا اُرِیْکَ وَ مِنْ عَجَآئِبِ مَا یُرْضِیْکَ۔ (۲)آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔(یعنی آئندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا)۔

(ترجمہ)میں تجھے دکھاؤں گا جو کچھ دکھاؤں گا اور نیز وہ باتیں دکھاؤں گا جن سے تو خوش ہوگا۔

اِ نَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔ یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ۔ **ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔**

(ترجمہ)ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔وہ مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(تذکرہ،ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۶۲۲)

نومبر ۱۹۰۷ء:اور پھر فرمایا۔

"میں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کروں گا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ خدائے کریم واپس دے گا۔"(اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

(تذکرہ،ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۶۲۴)

۶،۷ نومبر ۱۹۰۷ء:" سَاَهَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نا سْمُہٗ یَحْیٰ۔اَلَمْ تَرَکَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔ اَخَذَ هُمُ اللّٰهُ بَقِیَ وَحْدَہٗ۔ لَا شَرِیْکَ مَعَہٗ۔ قُلْ جَآئَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ موت قریب۔ اِنَّ اللّٰهَ یَحْمِلُ کُلَّ حِمْلٍ۔ مَنْ خَدَمَکَ خَدَمَ النَّاسَ کُلَّهُمْ۔ وَمَنْ اٰذَاکَ اٰذَی النَّاسَ جَمِیْعًا۔

آمدنِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

(ترجمہ) میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے (معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تو دیکھے گا کہ تیرا ربّ اُن مخالفوں سے کیا کرے گا جو تیرے معدوم کرنے کے لئے حملے کرتے ہیں۔ خدا ان کو پکڑے گا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہے گا۔اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔یعنی باطل بھاگ جائے گا۔ایک شخص کی موت قریب ہے۔خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اُٹھائے گا۔(اس کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے۔آئندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کر دے)جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دُکھ دیتا ہے۔اُس نے ایسا کام کیا کہ گویا ساری دنیا کو دکھ دیا"

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۰،۱۴ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۔الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰،۱۴ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

(تذکرہ،ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۶۲۶،۶۲۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام وعدوں کو بڑی شان سے پورا فرمایا اور پورا فرماتا چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک پورا فرماتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو پوتوں سے بھی نوازا جو آپؑ کے مددگار ثابت ہوئے۔ آپؑ کی تعلیم کو پوری دنیا میں پھیلانے کا موجب بنے۔ اور ایسے ہی اپنے وعدہ کے موافق یعنی دور کی اولاد سے بھی نوازا اور اس وقت آپؑ کا پڑپوتا خدائی وعدوں کے مطابق آپؑ کی جماعت کی قیادت کی توفیق پا رہا ہے۔ اور آپؑ کی تعلیم کو پوری دنیا میں پہنچانے کا موجب بن رہا ہے۔

اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشانوں میں سے بطور نشان ہیں۔ اور یہ سب وجود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کے نشان ہیں۔ یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ اس کا حرف حرف ہر روز نئی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ ایک سو بیس سال گزر جانے کے باوجود بھی یہ پیشگوئی بالکل تازہ معلوم ہوتی ہے۔

ایک سو بیس سال پہلے بھی اس پیشگوئی پر اعتراضات کئے گئے اور خدا نے ان اعتراضات کے منہ توڑ جواب دیئے اور آج بھی اس پر اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے اور خدا کے منہ توڑ جوابوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ تب بھی اعتراض کرنے والے ناکامی اور حسرت کے ساتھ مر گئے اور آج بھی خدا اپنے وعدوں کے مطابق مخالفین کو ناکامیوں اور حسرتوں سے ہمکنار کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝

اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اُتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کی طرف سے ہدایت پر قائم ہیں اور یہی ہیں وہ جو فلاح پانے والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اس حال میں کہ) برابر ہے اُن پر خواہ تُو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور یومِ آخر پر بھی، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝

وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھادیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ

خبردار! یقیناً وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لے آؤ جیسا کہ لوگ ایمان لے آئے ہیں۔ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ خبردار! وہ خود ہی تو ہیں جو بے وقوف ہیں۔ لیکن وہ علم نہیں رکھتے۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۱۱تا۱۴)

پیشگوئی مصلح موعود پر کئے گئے اعتراضات کے جواب

گزشتہ صفحات پر پیشگوئی مصلح موعود کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اب اس پیشگوئی کے متعلق جنبہ صاحب کی طرف سے اُٹھائے گئے اعتراضات اور اُن کے جواباب درج ذیل ہیں۔

اعتراض نمبر ا

زکی غلام کو اپنا جسمانی لڑکا سمجھنا حضور علیہ السلام کا اجتہاد تھا۔

پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ ہیں:

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔''

بریکٹ میں لکھے گئے لفظ 'لڑکا' کی بابت محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

جنبہ صاحب کے اس الزام کے جواب میں عرض ہے:

ا۔ یہ پیشگوئی مصلح موعود ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔''

مندرجہ بالا الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کو کہہ رہا ہے جو تو نے مجھ سے مانگا میں اسی کے موافق تجھے دے رہا ہوں۔اور چونکہ حضورؑ نے اللہ تعالیٰ سے ایک زکی لڑکے کے لئے دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبولیت بخشی تھی اس لئے حضورؑ نے زکی غلام کے ساتھ لڑکا لکھ دیا جو کسی طرح بھی حضور کا اجتہاد نہیں تھا۔

۲۔ حضورؑ اپنے اشتہار ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں فرماتے ہیں:''میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر

کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہر گز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنے کرتا ہے۔"

اس اشتہار میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کرلیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حضورؑ کے اتنے واضح ارشاد کے بعد وہ شخص جو آپؑ کی بیعت میں شامل ہے وہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ زکی غلام کے ساتھ لفظ لڑکا لکھنا حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ اور پھر وقت نے ثابت کردیا کہ زکی غلام واقعی آپؑ کا جسمانی لڑکا تھا۔

۳۔ جنبہ صاحب نے اپنے مضامین میں متعدد بار اس کا ذکر کیا ہے کہ عربی زبان میں غلام جسمانی لڑکے کے علاوہ غیر جسمانی نوجوان لڑکے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۵) یہ واضح رہے کہ عربی زبان میں لفظ غلام کے معانی ایسے نوجوان لڑکے کے ہیں جسکی مونچھیں نکل رہی ہوں یا پیدا ہونے سے لے کر جوانی تک غلام کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لفظ غلام کو دو مختلف معانی اور مفہوموں میں استعمال فرمایا ہے یعنی (۱) جسمانی نوجوان لڑکا اور (۲) غیر جسمانی نوجوان لڑکا۔ مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت ذکریا اور حضرت مریم علیھم السلام کو دی جانیوالی بشارتوں میں اللہ تعالیٰ نے غلام کا لفظ جسمانی نوجوان لڑکا کے مفہوم میں استعمال فرمایا تھا۔ اسی طرح سورۃ یوسف کی آیت۔ ۲۰ اور سورۃ الکھف کی آیات۔ ۷۵، ۸۱ اور ۸۳ اور سورۃ الطور کی آیت ۲۵ میں اللہ تعالیٰ نے غلام کا لفظ غیر جسمانی نوجوان لڑکوں کے مفہوم میں استعمال فرمایا ہوا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالہ کو ماننے سے بھی حضورؑ کے لفظ 'غلام' کے کئے گئے معنی 'لڑکا' کو کسی طور بھی غلط نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ خواہ جسمانی ہو یا روحانی غلام کے معنی لڑکے کے ہی ہیں۔

اسی پیشگوئی مصلح موعود کے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

''اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہر گز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔''

اعتراض نمبر ۲

حضور علیہ السلام کا ''نو سالہ میعاد'' کا ذکر الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد ہے۔

محترم جنبہ صاحب یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو ۹ سال کے اندر موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ وہ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد ہے۔ ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

نو سالہ معیاد کا جماعتی پروپیگنڈا

اشتہار ۲۲ / مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ / فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ اب نظام جماعت کے مربیان حضورؑ کے ان الفاظ پر بڑی شدت سے پنجہ مارتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ نو سال کے اس عرصہ میں اس لڑکا نے ضرور پیدا ہونا تھا۔ چونکہ وہ لڑکا (جسے حضورؑ اجتہادی طور پر اپنا پسر موعود سمجھتے رہے) مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نو سال کے اندر ۱۲ / جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوگیا تھا لہٰذا وہی موعود غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ اس ضمن میں چند تحفظات درج ذیل ہیں۔

(اولاً) یہ کہ حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ لڑکا لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۲)

الجواب:

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ حضورؑ نے اس موعود لڑکے کی پیدائش کے لئے جو ۹ سال کی معیاد مقرر کی تھی وہ الہامی نہیں تھی۔ بلکہ آپؑ کا اجتہاد تھا۔ اس سلسلہ میں حضورؑ کے ارشادات پیش ہیں۔

۱۔ آپؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں آپ نے فرمایا کہ میرے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے نتیجے میں بعض مخالف یہ باتیں کررہے ہیں کہ لڑکا پہلے ہی ہو چکا ہے اور یہ اشتہار بعد میں دیا گیا ہے۔ اور کچھ کہہ رہے ہیں دائیوں سے معلوم کر لینے کے بعد کہ لڑکا ہو گا یہ اشتہار دیا گیا ہے۔ آپؑ نے ان مخالفین کو چیلنج کیا کہ میری بیوی آجکل اپنے والد کے پاس گئی ہوئی ہے اور آج کی تاریخ تک میری اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اگر کوئی چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ اسی اشتہار میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔ 'لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ہو جائے گا۔'

یہاں حضورؑ بڑا واضح ارشاد فرمارہے ہیں 'کہ بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا'۔

اب جو شخص یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ۹ سال کی بات الہام نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد ہے۔ حضورؑ پر (نعوذ باللہ) جھوٹ کا الزام لگارہا ہے۔ کیونکہ حضورؑ نے بڑا واضح لکھا ہے بموجب وعدہ الٰہی۔

۲۔ اس کے بعد آپؑ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا۔ اس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

"واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ **نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔** ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضع ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کس لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اوس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور خاص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے

لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے **یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا** اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔" (مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۶،۱۱۷)

اس اشتہار میں حضورؑ ۹ سال معیاد پر کئے گئے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آخر میں ارشاد فرما رہے ہیں 'چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شایع کیا جاوے گا'۔

اگر ۹ سال کی معیاد خدا کی طرف سے نہیں بتائی گئی تو کیا حضورؑ (نعوذ باللہ) غلط بیانی کر رہے ہیں۔

۳۔ ان اشتہارات کے بعد مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹی سے نوازا۔ اس بچی کا نام صاحبزادی عصمت بیگم رکھا گیا۔ وہ لوگ جو پہلے یہ اعتراض کرتے تھے کہ پہلے ہی بیٹا ہو چکا ہے اور بعد میں اشتہار دیا گیا ہے۔ یا جو یہ کہتے تھے کہ دائیوں سے معلوم کر کے کہ بیٹا ہوگا یہ پیش گوئی کر دی ہے۔ ان لوگوں نے اب نیا اعتراض کر دیا کہ دیکھو لڑکے کی بجائے لڑکی ہو گئی اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

ان اعتراضات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اور بعض مخالف مسلمان یہ بھی کہتے تھے کہ اصل میں ڈیڑھ ماہ سے یعنی پیشگوئی بیان کرنے سے پہلے لڑکا پیدا ہو چکا ہے جس کو فریب کے طور پر چھپا رکھا ہے اور عنقریب مشہور کیا جائے گا کہ پیدا ہو گیا۔ سو یہ اچھا ہوا کہ خدایتعالیٰ نے تولدِ فرزند مسعود موعود کو دوسرے وقت پر ڈال دیا۔ ورنہ اگر اب کی دفعہ ہی پیدا ہو جاتا تو ان مفتریات مذکورہ بالا کا کون فیصلہ کرتا۔ لیکن اب تولد فرزند موصوف کی بشارت غیب محض ہے۔ نہ کوئی حمل موجود ہے نا ارسطو کے ورکس یا جالینوس کے قواعد حمل دانی بالمعارضہ پیش ہو سکیں۔ اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۳۰)

حضورؑ کا یہ فقرہ۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔اس بات کا ثبوت ہے کہ ۹ سال کا عرصہ بیان کرنا آپؑ کا اجتہاد نہیں بلکہ خدائی وعدہ تھا۔

۴۔ بشیر اول کی وفات کے موقع پر آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جو سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہے۔اس میں آپؑ لیکھرام کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''مثلاً وہ اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کر کے اس کی یہ عبارت اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل تک تجاوز نہیں کر سکتا لیکن اس عبارت کا اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔اس فقرہ کو اس نے عمداً نہیں لکھا کیونکہ یہ اس کے مدعا کو مضر تھا اور اس کے خیال فاسد کو جڑھ سے کاٹتا تھا۔'' (حاشیہ ،سبز اشتہار ،روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۴۸)

یہاں بھی حضورؑ ارشاد فرما رہے ہیں کہ لیکھرام نے عمداً یہ فقرہ نہیں لکھا کہ 'کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔'

احباب کرام یہ بات قابل غور ہے کہ اگر ۹ برس مدت مقرر کرنا الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد تھا تو ایک لڑکے کی وفات کے بعد اسی اجتہاد پر کیسے زور دیا جا سکتا تھا۔

۵۔ اسی 'سبز اشتہار' میں آگے چل کر آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا۔''

(حاشیہ ،سبز اشتہار ،روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۵۳)

اب یہاں حضورؓ بڑے یقین سے فرمارہے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ کیا خدا کا سچا مامور ایک بات جو اس نے اپنے پاس سے کہی ہو اسے خدا سے منسوب کر سکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ اس لئے ایسا کہنا کہ حضورؓ کا ۹ برس کی مدت کہنا الہام نہیں بلکہ آپؓ کا اجتہاد ہے۔ سراسر دروغ گوئی ہے۔

۶۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔ آپؑ نے اسی روز تکمیل دین کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اور اس کے حاشیہ میں اس بچے کی پیدائش کا بھی ذکر فرمایا۔ اشتہار کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہو گا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہو گا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔"

اس اشتہار میں حضور فرمارہے ہیں:

"مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

۷۔ ایسے ہی حضورؑ اپنی کتاب سراج منیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۳۶، سن تالیف مئی ۱۸۹۷ء)

اب یہاں بھی حضورؑ فرمارہے ہیں 'چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا' کیا یہ میعاد حضورؑ کی خود قائم کردہ تھی۔ کیا کوئی ایسی میعاد خود سے قائم کر سکتا ہے؟

اوپر دیئے گئے سات حوالوں میں حضورؑ نے بڑی وضاحت اور یقین سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آنے والا موعود خدائی وعدہ کے مطابق ۹ برس کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ بلکہ حضورؑ فرمارہے ہیں کہ اگر اس وعدہ کے پورا ہونے میں ایک دن باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک کہ وہ موعود پیدا نہیں ہو جاتا۔ ایسے دعوے کوئی بھی سچا مامور خدائی اذن کے بغیر کیسے کر سکتا ہے۔ اور کیسے اس دعویٰ کو خدا کی طرف منسوب کر سکتا ہے۔

ان ۹ برسوں میں حضورؑ کے تین بیٹے ہوئے اور حضورؑ نے تینوں کا نام بشیر رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں انہیں ۹ برسوں میں پیدا ہونے والے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو مصلح موعود مقرر فرما کر اپنے وعدہ کو بڑی شان سے پورا کر دیا۔ اور حضورؑ کے اس دعویٰ کی سچائی پر مہر لگادی۔

بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ایک طرف غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف آقا کی کہی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور انہیں اجتہادی غلطی قرار دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۘ

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور یومِ آخر پر بھی، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۘ

وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۘ

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھادیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ

اور جب انہیں کہاجاتاہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ

خبر دار! یقیناً وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ

اور جب ان سے کہاجاتاہے ایمان لے آؤ جیسا کہ لوگ ایمان لے آئے ہیں۔ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ خبر دار! وہ خود ہی تو ہیں جو بے وقوف ہیں۔ لیکن وہ علم نہیں رکھتے۔

(سورۃالبقرہ۲:۹تا۱۴)

اعتراض نمبر ۳

حضور علیہ السلام نے بشیر اول کو مصلح موعود خیال کیا تھا

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین میں اس بات کا ذکر کیا ہے اور یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بشیر اول کو پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود خیال کیا۔اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بشیر اول کو وفات دے دی۔

جیسا کہ جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۵ کے صفحہ نمبر ۲۸ پر تحریر کرتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہوجاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کرکے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کردیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتارہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش

جنبہ صاحب اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضورؑ نے بشیر اول کو مصلح موعود قرار دیا تھا چند حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۳۰ کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھتے ہیں۔

۷/اگست ۱۸۸۷ء کے دن حضورؑ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ نے اسکا نام بشیر احمد رکھا۔ اسی دن آپؑ نے ایک اشتہار بنام خوشخبری شائع فرمایا۔ آپ اس اشتہار کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں:۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد کی پیدائش پر اسے مولود مسعود کا نام دے کر اس کیلئے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴/نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ چنانچہ ۴/دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے مولوی نورالدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰/فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔'' (مکتوب ۴/دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

بشیر اول کی بابت حضرت مسیح موعودؑ نے کیا فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیش گوئی مصلح موعودؑ شائع کی گئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹے کی بشارت دی تھی۔ اور اس کی بابت کئی خوشخبریاں بھی دی تھیں۔ اس اشتہار کو کثرت سے شائع کیا گیا۔ مخالفین نے اس پر کئی قسم کے اعتراض کئے۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔
اس پیشگوئی کے بعد اور بشیر اول کی پیدائش سے قبل آپؑ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا۔ اس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

''اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے **یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا** اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۷)

اس الہام کہ 'انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں' کو لکھنے کے بعد حضورؑ فرماتے ہیں۔۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کو بیٹے سے نوازا۔ اور بذریعہ اشتہار آپؑ نے اس کی اطلاع دی۔ اشتہار یہ ہے۔

"اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خداتعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک"

محترم جنبہ صاحب اس لفظ مولود مسعود کو بنیاد بنا کر فرماتے ہیں کہ حضورؑ نے بشیر اول کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ جب کہ حقائق اس سے مختلف ہیں۔ اس بچے کی پیدائش کے بعد لوگوں کی طرف سے خطوط کے ذریعے یہ پوچھا جانے لگا کہ کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کی بابت آپؑ نے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ ایسے ہی خطوط مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی طرف سے بھی حضور کو موصول ہوئے۔ اس وقت تک مولوی محمد حسین صاحب حضورؑ کے شدید مخالف نہیں تھے۔ حضورؑ نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

طفل نوزاد کی نسبت میں نے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف ۲۰ ،فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہارات میں مندرج ہے ہاں کتنی دفعہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہی ہے کیونکہ یہی لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوا۔ حضرت مسیح کے روز پیدائش میں پیدا ہوا۔

(۳) سنا گیا ہے کہ اسی ماہ میں ستارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیسا کہ نور افشاں میں درج ہے۔

(۴) اس کے روز پیدائش میں یعنی بعد تولد یہ الہامات ہوئے۔

اِنَّآ اَرْ سَلْنَاهُ شَاہِدًاوَّ مُبَشِّرًاوَّ نَذِیْرًا کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمَاتٌ وَّ رَعْدٌ وَّبَرْقٌ کُلُّ شَیْءٍ تَحْتَ قَدَمَیْہِ

سو میرے نزدیک اب تک یہ الہامات ذوالوجوہ ہیں و دیگر علامات بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

والسلام

۱۶ ،ستمبر ۱۸۸ء (مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۶،۳۰۷)

پھر ایک دوسری جگہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے خط کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں:

"اور پھر آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گویا مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ وہ لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے آپ میرے اشتہار ۸ اپریل ۸۶ء کو دیکھ لیں اس میں "**وہ**" کا لفظ نہیں بلکہ **ایک** کا لفظ ہے"

تاریخ تحریر خط: ۲۸ ستمبر ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۸)

نوٹ: واضح رہے کہ یہ دونوں خط بشیر اول کی وفات سے قبل کے ہیں۔

یہ بیٹا تقدیر الٰہی سے مورخہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ اس موقع پر آپؑ نے کتاب جس کا نام تھا **حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر** تحریر فرمائی۔ یہ کتاب سبز کاغذ پر شائع کی گئی اس لئے اسے {**سبز اشتہار**} کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''انہوں نے بڑا دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسرِ متوفی کی وفات کا مہینہ★ ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھ رام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ اُن میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو۔ کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے بلکہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷ اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اُس کے حوالہ سے بروز **تولد بشیر** شائع کیا گیا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے''

★ لفظ وفات غلطی سے لکھا گیا ہے۔ اصل میں پیدائش ہے۔

پھر اسی مضمون میں آگے چل کر آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

(حاشیہ) ''عبارت اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء یہ ہے کہ ''ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مُدّتِ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا جو اَب پَیدا ہو گا یہ وُہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پَیدا ہو گا''۔ دیکھو اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء مطبع چشمہ فیض قادری بٹالہ۔ عبارت اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء یہ ہے۔ ''اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی وہ ۱۶۔ ذیقعد مطابق ۷۔ اگست میں پیدا ہو گیا۔ دیکھو اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور۔ پس کیا اِن تینوں اشتہارات میں جو لیکھرام پشاوری نے جوش میں آکر پیش کی ہیں بُو تک بھی اس بات کی پائی جاتی ہے کہ ہم نے کبھی پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہے۔ فتفکروا فتدبروا۔''

آپؑ مزید فرماتے ہیں۔

''اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں اجتہادی غلطی علماء ظاہر و باطن کی اُن کی کسرِ شان کا موجب نہیں ہو سکتی اور ہم نے کوئی ایسی اجتہادی غلطی بھی نہیں کی جس کو ہم قطعی و یقینی طور پر کسی اشتہار کے ذریعے سے شائع کرتے تو کیوں بشیر احمد

کی وفات پر ہمارے کوتہ اندیش مخالفوں نے اس قدر زہر اُگلا ہے کیا اُن کے پاس اُن تحریرات کا کوئی کافی و قانونی ثبوت بھی ہے یا ناحق بار بار اپنے نفسِ امّارہ کے جذبات لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں۔"

اسی مضمون میں آپؑ آگے جا کر فرماتے ہیں۔

"ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم نے کوئی اشتہار نہیں دیا جس میں ہم نے قطع اور یقین ظاہر کیا ہو کہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے اور گو ہم اجتہادی طور پر اس کی ظاہری علامات سے کسی قدر اس خیال کی طرف جھک بھی گئے تھے مگر اسی وجہ سے اِس خیال کی کھلے کھلے طور پر بذریعہ اشتہارات اشاعت نہیں کی گئی تھی کہ ہنوز یہ امر اجتہادی ہے اگر یہ اجتہاد صحیح نہ ہوا تو عوام الناس جو دقائق و معارف علم الٰہی سے محض بے خبر ہیں وہ دھوکا میں پڑ جائیں گے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ پھر بھی عوام کالانعام دھوکا کھانے سے باز نہیں آئے اور اپنی طرف سے حاشیئے چڑھا لئے انہیں اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کہ ان کے اعتراضات کی بنا صرف یہ وہم ہے کہ کیوں اجتہادی غلطی ہم سے ظہور میں نہیں آئی جس پر ہم نے قطع اور یقین اور بھروسہ کر کے عام طور پر اس کو شائع کیا ہو پھر بطور تنزل ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیش گوئی کی تشخیص و تعیین میں کوئی غلطی وقوع میں آجائے تو کیا ایسی غلطی اس کے مرتبہ نبوت یا ولایت کو کچھ کم کر سکتی یا گھٹا سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔"

اس کے بعد آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"اب ہم فائدہ عام کیلئے یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ بشیر احمد کی موت ناگہانی طور پر نہیں بلکہ اللہ جلّ شانہ' نے اُس کی وفات سے پہلے اس عاجز کو اپنے الہامات کے ذریعہ سے پوری پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے اور اب فوت ہو جاوے گا بلکہ جو الہامات اُس پسر متوفی کی پیدائش کے دن میں ہوئے تھے ان سے بھی اجمالی طور پر اُس کی وفات کی نسبت بو آتی تھی اور مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہو گا جیسا کہ یہ الہام اِنَّا اَرسَلنا ہُ شَا ھِدً ا وَّ مُبَشِّراً وَّ نَذِیراً کَصَیّب مِّنَ السَّمَا ءِ فِیہِ ظُلُمَا ت وَّ رَعدُ وَّ بَرق کُل شَی ءِ تَحتَ قَدَمَیہِ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند

ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اُس کے قدم اُٹھانے کے بعد جو اس کی موت سے مراد ہے ظہور میں آجائیں گی۔"

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بشیر اول کی زندگی میں ہی حضورؑ کو یہ الہام ہو گیا تھا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہوگا۔ اسی کتاب میں حضور اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ منہ۔"

پھر اسی کتاب میں حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں

"اور خلاصہ جواب یہ ہے کہ آج تک ہم نے کسی اشتہار میں نہیں لکھا کہ یہ لڑکا عمر پانے والا ہوگا اور نہ یہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے۔ بلکہ ہمارے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں بعض ہمارے لڑکوں کی نسبت یہ پیشگوئی موجود تھی کہ وہ کم عمری میں فوت ہوں گے۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیش گوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی۔ بلکہ جس قدر ہم نے لوگوں میں الہامات شائع کئے اکثر ان کے اس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تھے چنانچہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ یہ مہمان کا لفظ در حقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں ہو سکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیئے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے

شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔"

ایسے ہی ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ایک خط لکھا اور اس میں بھی مندرجہ بالا مضمون کی وضاحت کی گئی۔ طوالت سے بچنے کے لئے اس خط کے حوالے یہاں درج نہیں کر رہا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے لفظ مولود مسعود کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔"

(حجتہ اللہ، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۸، سن اشاعت ۱۸۹۷ء)

"یہ سچ ہے کہ ۸۔ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا۔ ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۰، سن تالیف ۱۸۹۵ء)

مندرجہ بالا دو حوالوں میں حضورؑ نے واضح فرما دیا کہ مسعود کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نیز اگر حضورؑ نے اسے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دینا ہوتا تو مولود مسعود کی بجائے مولود موعود تحریر فرماتے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ حضورؑ نے کسی جگہ بھی قطعیت سے بشیر اول کے موعود ہونے کا ارشاد نہیں فرمایا۔ الہامات کی وجہ سے آپؑ کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ شاید یہی بیٹا موعود ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بشیر اول کی زندگی میں حضورؑ کے اس خیال کی درستگی فرمادی۔ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان رکھتا ہے اس پر فرض ہے کہ حضورؑ کی اس سلسلہ میں کی گئی وضاحت پر مکمل یقین کرے۔ اور آپؑ پر کسی قسم کی بھی بدگمانی نہ کرے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

کتاب براہین احمدیہ میں حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے سلسلہ میں تین صد دلائل پیش کر کے مخالفین سے کہا تھا کہ اگر وہ ان دلائل کو جھٹلا کر دکھا دیں تو آپ بطور انعام مبلغ دس (۱۰۰۰۰) ہزار روپیہ اُنکی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے بعد بھی حضورؑ جھوٹوں پر اتمام حجت کرنے کیلئے اُنہیں وقتاً فوقتاً انعاموں کی پیش کش کرتے رہے۔ اسی طرح مولانا صاحب! خاکسار بھی اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں آپ کے آگے یہ پیش کش رکھتا ہے کہ اگر آپ کسی ایک جگہ پر بھی دکھا دیں کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد اپنی کسی تحریر میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق مولود موعود، مولود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا ہو تو میں اپنی تمام موروثی جائداد جو لاکھوں پونڈ، یورو یا ڈالروں میں ہے آپ کے حوالے کر دوں گا۔ لیکن مولانا صاحب۔ یاد رکھنا کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق کسی ایک جگہ پر بھی اُسکے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ ہی کوئی دکھا سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۷۷، صفحہ نمبر ۹)

یہاں جنبہ صاحب ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ:

۱۔ کہیں لکھا دکھا دیں کہ حضورؑ نے اپنی کسی تحریر میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق مولود موعود، مولود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا۔

۲۔ اشتہار تکمیل دین کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق کسی ایک جگہ پر بھی اس کے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ ہی کوئی دکھا سکتا ہے۔

ذیل میں جنبہ صاحب کی ایک اور تحریر پیشِ خدمت ہے۔

قرینہ نمبر ۴۔ الہامی پیشگوئی میں موعود زکی غلام کی بہت ساری علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔ جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکور تمام کی تمام علامات اسکے وجود میں پوری ہو جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن اس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کر دے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس موعود شخص پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یہ زمانہ مدعی کیلئے بھی اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی ابتلاء کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب مومنین اور منکرین کے دو پختہ گروہ بن جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندے کی باقی ماندہ علامات بھی پوری فرما دیتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ آغاز میں پیشگوئی کی مرکزی علامات ضرور پوری ہونی چاہیے۔ بلاشبہ آغاز میں اللہ تعالیٰ سچے مدعی میں یہ مرکزی علامتیں ضرور پوری فرماتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۵)

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں:

۱۔ جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکور تمام کی تمام علامات اس کے وجود میں پوری ہو جائیں۔

۲۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کر دے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس موعود پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یہ زمانہ مدعی کے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی ابتلا کا زمانہ ہوتا ہے۔

پہلی بات: احباب کرام! اپنے لئے تو جنبہ صاحب یہ معیار پیش کر رہے ہیں لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی باری آتی ہے تو فرماتے ہیں کہ لکھا دکھاؤ کہاں حضورؑ نے آپؓ کو موعود کہا ہے۔ جنبہ صاحب اگر حضورؑ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت صاف لکھ دیتے کہ یہی موعود مولود ہے تو کیا تب درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ نہیں اٹھ جانا تھا اور اس موعود پر ایمان لانے کا ثواب نہیں جاتا رہنا تھا۔ آپ دوہرے معیار تو قائم نہ کریں۔

دوسری بات: اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ اس کی پیشگوئیوں میں کچھ اخفا کے پہلو ہوتے ہیں۔ اور اسی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پہچان کرتا ہے۔ اس لئے آپ کا یہ مطالبہ کہ دکھاؤ حضرت مسیح موعودؑ نے کہاں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو موعود مولود، موعود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا ہے کسی طور بھی درست نہیں ہے۔ نیز اگر آپ کے نزدیک یہی معیار صداقت ہے تو اگر آپ سے کوئی مطالبہ کرے مجھے دکھائیں کہاں رسول کریم ﷺ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو لفظاً اور وضاحتاً امام مہدی اور مسیح موعود کہا ہے۔ یا حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی تحریر دکھا دیں جس میں جناب عبدالغفار جنبہ کو موعود مولود، موعود مسعود یا مصلح موعود کہا ہو تو جو جواب آپ کا ہوگا وہی ہمارا جواب ہوگا۔ معیار وہ قائم کرنا چاہیئے جس پر خود بھی پورے اتر سکیں۔

تیسری بات: اس کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر مصلح موعود کے حوالہ سے اتنا واضح بتایا ہے کہ کوئی بھی نیک فطرت باآسانی اس وجود تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جن کی فطرت میں انکار کرنا ہو وہ واضح نشانات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔

حق کے متلاشی نیک فطرت احباب کے لئے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

حوالہ نمبر ۱

''وَاِنَّااِذَاوَدَّعْنَاالدُّنْیَا فَلَامَسِیْحَ بَعْدَ نَآاِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَایَنْزِلُ اَحَدٌمِّنَ السَمَاءِ وَعَلَا یَخْرُجُ رَأْسٌ مِّنَ الْمَغَارَۃِ اِلَّامَاسَبَقَ مِنْ رَّبِّیْ قَوْلٌ فِی الذُّرِّیَّۃِ ۔ (اِشَارَۃٌ فِیْ قَو لِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ منہ
اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔ (اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ)''

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۷۳)

مندرجہ بالا حوالہ میں حضورؑ نے پہلی بات یہ بتلادی کہ آنے والا موعود میری جسمانی اولاد میں سے ہوگا۔

حوالہ نمبر ۲

''واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ **نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔** ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کس لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اوس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے **یا وہ کسی اور**

وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۶،۱۱۷)

اس اشتہار میں حضورؑ نے واضح کر دیا کہ موعود مولود پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بعد ۹ سال کے عرصہ کے اندر پیدا ہوگا۔ اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

مندرجہ بالا دو حوالوں سے دو باتیں ثابت ہو گئیں کہ پیشگوئی کے مطابق آنے والا موعود حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہوگا اور وہ عرصہ ۹ سال میں پیدا ہوگا۔ اور یہ سب کچھ حضورؑ کا اجتہاد یا قیاس نہیں بلکہ اوسی قدر ہے جو منجانب اللہ حضورؑ پر منکشف کیا گیا۔

اس ۹ سالہ معیاد میں حضرت مسیح موعودؑ کے تین بیٹے ہوئے اور دو بیٹوں نے لمبی عمر پائی۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء

اب ان دو بیٹوں میں سے ایک مولود موعود ہے جس کی بابت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی گئی تھی۔

حوالہ نمبر ۳

"مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ منہ"

(حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۵۳)

جنبہ صاحب اشاروں کی ڈیمانڈ کرتے ہیں یہاں حضورؑ نے واضح طور پر بتادیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ایک لڑکا پیدا ہونے کے بعد فوت ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کا نام الہام میں بشیر اور محمود رکھا گیا ہے وہ اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔

جنبہ صاحب! حضورؑ کو علم تھا کہ بعد میں اس پیشگوئی کے متعلق کیا کچھ کہا جائے گا۔اس لئے یہاں اس کی بھی وضاحت فرمادی۔کہ اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں نیز آپؑ فرماتے ہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔منہ

حوالہ نمبر ۴

"غرض بشیر ہزاروں صابرین وصادقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اس پاک آنے والے اور پاک جانے والے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گی۔اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔منہ"

(حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۶۳)

یہاں حضورؑ نے بات کو بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے۔ حضورؑ پہلے تحریر فرماتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔یخلق اللہ ما یشاء

اس کے بعد پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

احبابِ کرام!

دوسرا بشیر جس کا نام محمود بھی ہے وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب ہیں۔اور فرماتے ہیں اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

دوسرا بشیر کون ہے؟ جس کا نام محمود بھی ہے یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔ اس دوسرے بشیر کی نسبت پیشگوئی کی عبارت یہ ہے۔

''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰ خِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِ وَالْعَلَاَ ءِ كَاَنَّ ا للهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ''

کیا ابھی بھی کسی کو شک ہے کہ وہ مصلح موعود کون ہے؟ یا حضورؑ نے اپنی کسی تحریر میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت اشارتاً بھی بات نہیں کی؟ حضورؑ نے تو باقاعدہ نام لے کر بتا دیا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق کون ہے۔

آگے چل کر حضورؑ فرماتے ہیں:

''اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیئے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام محمود اور تیسرا نام بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔''

(حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۶۷)

حوالہ نمبر ۵

حضورؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک خط لکھا۔ اس میں آپؓ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کو اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ وہ در حقیقت دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت (کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے) یہ تمام عبارت اسی پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور مہمان کا وہ لفظ جو اس کے حق میں استعمال کیا گیا ہے یہ اس کی چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔ اور بعد کا وہ فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو اولوالعزم ہوگا اور ۸ اپریل ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی کہ 'انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں'۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارہ میں آپ کو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ یخلق مایشاء۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔"

اس خط میں بھی حضورؓ نے بڑی وضاحت سے بتا دیا ہے کہ دوسرا بشیر مصلح موعود ہوگا۔

حوالہ نمبر ۶

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔ تو آپؑ نے اسی روز تکمیل دین کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اور اس کے حاشیہ میں اس بچے کی پیدائش کا بھی ذکر فرمایا۔ اشتہار کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ

کرے گا۔اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہوگا۔اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورانہ کرلے۔مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد　　　دیر آمدۂ زراہِ دور آمدۂ

پس اگر حضرت باری جل شانہ' کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول **بشیر الدین محمود** رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالےٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔اور ہمارے بعض حاسدین کو یادرکھنا چاہیئے کہ ہماری کوئی ذاتی غرض اولاد کے متعلق نہیں اور نہ کوئی نفسانی راحت ان کی زندگی سے وابستہ ہے۔پس یہ ان کی بڑی غلطی ہے کہ جو انہوں نے بشیر احمد کی وفات پر خوشی ظاہر کی اور بغلیں بجائیں۔انہیں یقیناً یادرکھنا چاہیئے کہ اگر ہماری اتنی اولاد ہو جس قدر درختوں کے تمام دنیا میں پتے ہیں اور وہ سب فوت ہو جائیں تو ان کا مرنا ہماری سچی اور حقیقی لذت اور راحت میں کچھ خلل انداز نہیں ہو سکتا۔مُمیت کی محبت میت کی محبت سے اس قدر ہمارے دل پر زیادہ تر غالب ہے کہ اگر وہ محبوب حقیقی خوش ہو تو ہم خلیل اللہ کی طرح اپنے کسی پیارے بیٹے کو بدست خود ذبح کرنے کو تیار ہیں کیونکہ واقعی طور پر بجز اس ایک کے ہمارا کوئی پیارا نہیں۔جل شانہ وعزاسمہ۔فالحمد للہ علیٰ احسانہ"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۹۱، ۱۹۲)

اس اشتہار میں حضورؑ نے اس بچے کا نام بشیر اور محمود رکھا۔اور فرمایا کہ 'پس اگر حضرت باری جل شانہ' کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول **بشیر الدین محمود** رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔'

پھر آپؑ فرماتے ہیں "مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں** کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہوگا۔اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس

دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد　　　　دیر آمدۂ زراہِ دور آمدۂ

یہاں حضورؑ پھر وضاحت فرما رہے ہیں کہ اگر یہ بچہ مصلح موعود نہیں تو 'اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔' یعنی وہ موعود بچہ بہر حال ۹ سال کے اندر پیدا ہونا ضروری ہے۔ اب جنبہ صاحب جو دوسروں پر تحریف کا الزام لگاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مضامین میں حضورؑ کی اس ساری وضاحت کا کہیں ذکر نہیں کیا بلکہ اس عبارت میں سے اپنی مرضی کا حصہ نکال کر پیش کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دیکھو حضورؑ نے فرمایا ہے۔

''سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔''

جبکہ اشتہار کا مندرجہ بالا حصہ پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضورؑ کے خیال میں یہی بشیر مصلح موعود ہے۔ ساتھ آپؑ احتیاط کے طور پر (کیونکہ بشیر اول کی وفات کے موقع پر مخالفین نے بہت شور مچایا تھا) دو باتیں فرما رہے ہیں کہ چونکہ اس بچے کی بابت خداتعالیٰ نے واضح طور پر نہیں فرمایا کہ یہی مصلح موعود ہے اس لئے اس کا نام بشیر اور محمود بالفعل محض تفاول کے رکھا جارہا ہے۔ ساتھ ہی فرما رہے ہیں کہ اگر یہ موعود نہیں تب بھی ۹ سال کے اندر وہ ضرور پیدا ہو جائے گا۔

اب اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کا کیا علاج ہے۔؟

حوالہ نمبر ۷

محترم جنبہ صاحب نے یہاں ایک اور شرط رکھ دی کہ

جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب! اگر آپ یا جماعت احمدیہ کا کوئی بھی فرد ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق حضور کا کسی اشتہار یا کسی کتاب میں لکھا ہوا یہ فرمان دکھا دیں (یاد رہے کہ میں خالی لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی کی بات نہیں کر رہا کیونکہ حضور نے اپنے سب لڑکوں کی پیدائش کی پیشگوئیوں کو اپنی کتب میں بار بار دہرایا ہے) کہ میرا یہ لڑکا موعود یا مولود مسعود یا "مصلح موعود" ہے تو میں اپنے دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود پر از سرِ نو غور کرنے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن آپ کو حضور کا کوئی ایسا فرمان نہیں ملے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۷۴، صفحہ نمبر ۸)

نیز فرماتے ہیں:

خاکسار بھی اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں آپ کے آگے یہ پیش کش رکھتا ہے کہ اگر آپ کسی ایک جگہ پر بھی دکھا دیں کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد اپنی کسی تحریر میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق مولود موعود، مولود مسعود،

پسر موعود یا مصلح موعود کہا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یاد رکھنا کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق کسی ایک جگہ پر بھی اس کے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ ہی کوئی دکھا سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۷۷، صفحہ نمبر ۹)

جنبہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر اس بات کا ثبوت ہے کہ جنبہ صاحب یہ مانتے ہیں کہ اشتہار تکمیل تبلیغ تک حضورؑ اسی بشیر الدین محمود احمد کو پسر موعود اور مصلح موعود مانتے تھے۔ اسی لئے جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کے بعد کی کوئی تحریر دکھاؤ۔

جنبہ صاحب ماننے والے بنیں اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد کے حوالے بھی حاضر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔"

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶، سن تالیف مئی ۱۸۹۷ء)

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ **محمود**۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۴)

تریاق القلوب میں ہی حضورؑ نے ایک اور جگہ فرمایا:

"محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲، جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹، جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹، سن تالیف ۱۸۹۹ء)

اپنی کتاب حقیقۃالوحی میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی خوردسالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۳، ۳۷۴)

کتاب حقیقۃ الوحی میں ہی حضور علیہ السلام نے چونتیسویں (34) نشان میں سبز اشتہار کا حوالہ دے کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی پیدائش کا ذکر یوں فرمایا ہے:

''..... میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔''

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۷، سن تالیف اپریل ۱۹۰۷ء)

ذیل میں ایک اور حوالہ درج کر رہا ہوں۔ اس میں حضورؑ نے اپنے اس بیٹے محمود کو پسر موعود کہہ کر پکارا ہے۔

''اور ان چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔''

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد　　　　دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۹)

اس تحریر میں حضورؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔اس میں آپؑ نے اپنے بیٹے محمود کا ذکر کرتے ہوئے بڑی وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ جب وہ پیدا ہوا تو ایک اشتہار شائع کیا گیا۔اس کے صفحہ نمبر ۴ پر پسر موعود کی بابت یہ شعر تحریر کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا تمام حوالے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد کے ہیں۔اور ان تمام حوالوں میں حضورؑ اپنے سبز اشتہار کا ذکر فرما رہے ہیں۔اور وہ حوالے اوپر درج کر دیئے گئے ہیں۔اور ان میں حضورؑ نے بڑی وضاحت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے موعود اور مصلح موعود ہونے کا ذکر کیا ہے۔جنبہ صاحب اشاروں کا کہہ رہے ہیں۔جبکہ حضورؑ نے تو بہت کھول کھول کر بات سمجھا دی ہے۔اب اس سے زیادہ اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے۔

محترم جنبہ صاحب مندرجہ بالا حوالوں کے رد میں حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتے ہیں۔اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے پہلے تینوں بیٹوں میں سے کسی کو بھی موعود نہیں کہا۔

حوالہ نمبر ۱

چنانچہ اسی بشارت کے مطابق پھر مثیل بشیر احمد اوّل یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے اور اس طرح ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلق الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے۔میں یہاں پر اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ لڑکا مصلح موعود ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیشگوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کیے جن میں سے ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیے ورنہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔یہ سچ ہے کہ ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔''(روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

(آرٹیکل نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر بڑی واضح ہے۔اس تحریر کو پیش کر کے یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ لڑکا مصلح موعود ہے سراسر غلط بیانی ہے۔اس تحریر میں حضورؑ نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔　لڑکے کی پیشگوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کیے جن میں سے ایک سات برس کا ہے۔

اس حصہ میں حضورؑ نے دو لڑکوں کا ذکر کیا ہے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت بتلایا ہے کہ وہ سات برس کا ہے۔ کہیں نہیں کہا کہ یہ موعود نہیں ہے۔

۲۔ لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرو۔

یہاں حضورؑ مخالفین کے اس اعتراض کا ذکر کر رہے ہیں کہ جب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بعد پہلے لڑکی ہوئی تھی تو لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ دیکھو لڑکے کی بجائے لڑکی ہوئی ہے۔ حضورؑ فرما رہے ہیں کہ میں نے کہیں نہیں کہا تھا کہ پہلی دفعہ ہی لڑکا ہوگا۔ اس بات کا موعود لڑکے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

۳۔ یہ سچ ہے کہ ۸ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیش گوئی کی تھی۔

یہ حصہ بڑا واضح ہے۔ یہاں حضورؑ اپنے بیٹے حضرت مرزا شریف احمدؓ کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور انہی کی بابت کہہ رہے ہیں کہ میں نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا۔ یہاں سب لڑکوں کا نہیں کہا۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ کیونکہ یہ لڑکا تو ویسے ہی پیشگوئی کے مطابق ۹ سالہ عرصہ کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اس کے موعود ہونے کا سوال ہی نہیں تھا۔

اس حوالہ کا پیشگوئی مصلح موعود سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اور نہ ہی اس حوالہ سے کسی طور ثابت یہ ہو سکتا ہے کہ ۱۸۹۴ء تک حضورؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے بارہ میں کہیں موعود نہیں کہا۔

حوالہ نمبر ۲

☆ بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ☆ (حجۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی اس امر کی تصدیق فرما رہے ہیں کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق "مولود موعود" یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جب کہ اس وقت آپکے تینوں لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ ہاں آپؑ نے محض تفاؤل کے طور پر انکے نام ضرور رکھے تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۲)

جنبہ صاحب دوسروں پر تحریف کے الزام لگاتے ہیں۔ اور خود وہی کام کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالہ کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ جسے پڑھنے کے بعد بات صاف ہو جاتی ہے۔ کہ حضورؑ نے یہ فقرہ کس کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

"پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ یعنی بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اے نادانو! دل کے اندھو! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گا۔ مجھے وہ اشتہار ۱۸۸۶ء دکھلاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔

پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ ''تمہیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی''۔ پر میں کہتا ہوں کہ اے سیاہ دل! الہام جھوٹا نہیں تھا۔ تجھ میں خود الٰہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ الہام میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ اب بجز اس کے میں کیا کہوں کہ لعنۃ اللہ علی الکا ذبین بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل میں جیسا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہو گئی۔ جس کا ہمارے مخالفوں کو صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کون سا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہو گا۔ وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہو گا۔ اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو!

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۷، ۱۵۸)

اس پورے حوالے کو پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص جس میں ذرا سی بھی شرافت اور خدا کا خوف ہے وہ جان جائے گا کہ حضورؑ یہاں بشیر اول کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور مخالفین نے اس کی وفات پر جو اعتراضاف کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے اسے مولود مسعود کہا تھا۔ جس کا مطلب موعود تھا اور وہ فوت ہو گیا۔ اس پوری تحریر سے کہیں عیاں نہیں ہوتا کہ حضور نے اپنے باقی لڑکوں کا بھی اس میں ذکر کیا ہے۔

جنبہ صاحب کی خدمت میں ان ہی کے دو حوالے اس امید کے ساتھ پیش ہیں۔ کہ

شاید کے تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔

رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس ردّ اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی توریت میں ہمارے سید مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہیں۔ خداتعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اسی بنا پر اور اسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بےنصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اُنکے سخت منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کو ان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔

آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۵

’’یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خداتعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

جناب مولود احمد صاحب میری آپ سے گذارش ہے کہ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہود و نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی غلام (مہدی معہود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی آپ ﷺ کی اُمت کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی ہے۔؟ ؎ کچھ تو سوچو خدا کیلئے ۔ سیّدالخلق مصطفیٰ کیلئے

آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۹)

احباب کرام! یہ کیسی دیانتداری ہے کہ دوسروں سے کچھ اور ڈیمانڈ کرتے ہیں اور اپنے لئے کچھ اور بیان کرتے ہیں؟

کچھ تو سوچو خدا کے لئے سیدالخلق مصطفٰے کے لئے

نوٹ: حضورؑ پر زکی غلام کی نسبت ۱۹۰۷ء تک جو الہامات ہوتے رہے انکے بارے میں کئے گئے اعتراضات کا جواب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ (ایم۔اے)

دیگر بچوں کی طرح محترم جنبہ صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کے قمر الانبیاء کہلانے پر بھی اعتراض کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

(۳) چونکہ قمر الانبیاء موعود کی غلام کا ہی ایک الہامی ٹائٹل ہے اور جب اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں کسی کو اُسکے موعود کی غلام ہونے کی خبر دے گا تو پھر وہ اپنے موعود کی غلام مسیح الزماں ہونے کیساتھ ساتھ اپنے قمر الانبیاء ہونے کا بھی اعلان کرے گا۔ اُسکے دعویٰ سے پہلے لوگ اُسے مصلح موعود اور قمر الانبیاء نہیں بنائیں گے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں جناب مرزا بشیر احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کبھی اپنے مصلح موعود اور قمر الانبیاء ہونے کے دعاوی نہیں کیے تھے لہٰذا وہ قطعی طور پر قمر الانبیاء نہیں تھے اور نہ ہی وہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۲)

الجواب:

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کو نہ تو حضورؑ نے قمر الانبیاء کا لقب دیا تھا اور نہ ہی آپؓ نے خود اس کا دعویٰ کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعودؑ کو بیٹے کی بشارت دی تو اس بیٹے کا نام قمر الانبیاء رکھا۔ وہ الہام درج ذیل ہے۔

"اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اِس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ یأتی قمر الانبیاء ۔ وامرک یتأتی۔ یسرّ اللہ وجھک۔ وینیر برھانک۔ سیولد لک الولد و یُدْنٰی منک الفضل۔ ان نوری قریب۔ دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہو گا اور نیز یہ کہ شکل وشباہت میں فضل احمد سے جو دُوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔ اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب آئینہ کمالات جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہو گئی۔ جیسا کہ اِس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰ ؍اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰ ؍اپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے۔ اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کے رُو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار

۲۰؍اپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا۔ جس کے عنوان پر یہ عبارت ہے۔ منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۲۰)

مندرجہ بالا حوالے سے ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کا نام قمر الانبیاء رکھا تھا۔

یہاں میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے اجتہاد کی بنیاد پر اس بچے کو قمر الانبیاء کہا تھا اور یہ آپؑ کی غلطی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو ان بچوں کی طرح وفات کیوں نہیں دی۔ جن کی بابت آپ کہتے ہیں کہ وہ اس لئے فوت ہو گئے کیونکہ حضورؑ نے انہیں اپنے اجتہاد کی بنیاد پر مصلح موعود خیال کیا تھا؟

کیا حضورؑ نے کہیں مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو مصلح موعود کہا ہے؟

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام لگایا ہے کہ آپؑ نے مرزا مبارک احمد صاحب کو مصلح موعود کہا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے کر آپؑ کو سمجھا دیا کہ مصلح موعود آپؑ کا جسمانی بیٹا نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلہ میں جنبہ صاحب یوں تحریر کرتے ہیں۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

جیسا کہ خاکسار پہلے ایک حوالہ پیش کر چکا ہے کہ حضورؑ تو ابتداء سے ہی اپنے ’’تین کو چار کرنیوالے‘‘ لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق پسر موعود یعنی مصلح موعود تھا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے بھی ہوتی ہے۔ کتاب انجام آتھم میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارۃً بعد بشارۃٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلٰثۃٍ۔ وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔ فاشعتُ ھٰذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔ وانتم تتلون تلک الاشتھارات۔ ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رَحمۃ۔ وقال انّہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ۔ ‘‘(روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔ اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔ سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔ اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا‘‘۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرما دیا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ اور پھر حتیٰ کہ ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آ گیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ میں ’’چند اصولی باتیں‘‘ کے زیرِ عنوان پہلے یہ ذکر کر چکا

ہوں کہ اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود مسعود'' یا ''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی'' یا ''تین کو چار کرنیوالا'' میں سے کسی ایک امر کا بھی اظہار فرمایا ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؑ نے اُس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ تو فرمایا لیکن اُسے مصلح موعود قرار نہیں دیا۔ لیکن اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ تینوں اشارے فرما دیئے ہوں تو پھر ہم یہ یقین کر لینے میں قطعی طور پر حق بجانب ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق ''مصلح موعود'' ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا ہے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱ بحوالہ تریاق القلوب۔ تصنیف۔ ۱۹۰۰ء۔)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۲) ''دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ ایک اور الہام ہے جو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟'' (ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہوگیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب'' میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۳) ''سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبّہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ ر صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہوگیا۔'' (ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

''سو صاحبو وہ دن آگیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہوگیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا۔ (ایضاً صفحہ ۲۲۳)

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱)

(۳)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بڑے واضح رنگ میں اپنے چھوٹے اور چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ اُس کو (۱) ''تین کو چار کرنیوالا'' فرمایا۔ (۲) اور اُسکی نسبت پیشگوئی اِشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی فرمایا۔ (۳) اور اُسے مولود مسعود کہہ کر بھی پکارا تھا۔ حوالہ کیلئے دیکھیں مضمون نمبر ۳۰ ''سبز اِشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ''۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ وہ اِن حوالوں کو غلط ثابت کرسکتا ہے تو آپ اُس سے ایسا کرنے کیلئے کہیں۔؟

(۴)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے بڑے واضح الفاظ میں مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا کو وفات دے کر آگے اُسکے مثیل کی خبر دے کر پیشگوئی مصلح موعود کو مبارک احمد کے مثیل کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ اِس حقیقت کو کوئی بھی نہیں جھٹلا سکتا۔ اگر کوئی اس حقیقت کو غلط ثابت کرسکتا ہے تو آپ اُس سے ایسا کرنے کیلئے کہیں۔؟

(آرٹیکل نمبر ۴۵، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد صاحب کو مصلح موعود سمجھتے تھے اور آپؑ نے انہیں مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل تین دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کو تین کو چار کرنے والا کہا ہے۔اور یہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا حصہ ہے۔

۲۔ اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے۔اور اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔

۳۔ اور اسے مولود مسعود کہہ کر بھی پکارا تھا۔

جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا دلائل کا جواب حاضر ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور الہام تین کو چار کرنے والا ہو گا کا حضرت مرزا مبارک احمد سے کیا تعلق بنتا ہے۔اور حضورؑ اسے کیسے بیان فرماتے ہیں:

جب حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی تو اس میں اس فقرہ 'وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا' کے ساتھ حضورؑ نے بریکٹ میں تحریر فرمایا 'اس حصہ کی سمجھ نہیں آئی'۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو چار بیٹوں سے نوازے گا۔اور حضورؑ نے اپنے ایک شدید مخالف مولوی عبدالحق کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مرو گے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

"پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء★ میں شائع ہوا تھا۔اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہو گا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہو گا۔اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔"

(★درست تاریخ فروری ۱۸۸۶ہے۔ سہو کتابت کے باعث فروری ۱۸۹۶ لکھا گیا ہے)

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۸، ۲۹۹)

''الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۳۴۲)

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ حضورؑ نے حضرت مرزا مبارک احمدؓ کی بابت کن معنوں میں پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور تین کو چار کرنے والے حصے کا ذکر فرمایا ہے۔

اب لفظ 'مولود مسعود' کو دیکھتے ہیں کہ حضور نے اس کی کیا وضاحت فرمائی ہے۔

۱۔ اس حوالہ میں حضورؑ لفظ مسعود کے معنوں کی وضاحت فرما رہے ہیں۔

''اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اول۔ ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔''

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۸)

۲۔ یہاں حضورؑ وضاحت فرما رہے ہیں کہ اصل لفظ مولود موعود ہے۔

''یہ سچ ہے کہ ۸۔ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔''

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۹، صفحہ نمبر ۴۰)

مندرجہ بالا دونوں حوالوں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مولود مسعود کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

اب جنبہ صاحب کے اس اعتراض کو دیکھتے ہیں جس میں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ حضورؑ نے حضرت مرزا مبارک احمدؓ کو موعود یا مصلح موعود سمجھا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔

"پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو اُسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انّی اسقط من اللہ واصیبہ۔ یعنی اب میرا وقت آ گیا۔ اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۷۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷۸)

اس الہام میں خدا تعالیٰ نے قبل از پیدائش حضورؑ کو بتادیا کہ خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اس واضح الہام کے بعد یہ اعتراض کرنا کہ حضورؑ اس بچے کو مصلح موعود خیال کرتے تھے اس لئے وہ فوت ہو گیا۔ حضورؑ پر بہت بڑا الزام ہے۔ اور کوئی سچا مرید ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

مندرجہ بالا تمام حوالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضورؑ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کو وہ موعود بیٹا نہیں سمجھتے تھے جسے آپؑ نے مصلح موعود کا نام دیا تھا۔ بلکہ حضورؑ کی تمام اولاد ہی خدا تعالیٰ کے قبل از وقت کئے گئے الہامات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھی۔ اور آپ نے ہر بیٹے کی پیدائش سے قبل اس کی پیشگوئی بھی فرمائی۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تین کو چار کرنے والا کے مفہوم سے بھی آگاہ فرما دیا تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنے مخالف مولوی عبد الحق غزنوی کو یہ چیلنج کیا تھا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مرو گے۔

نافلہ حضرت صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب

محترم جنبہ صاحب نے اپنی اکثر تحریروں میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر ان کی مبارک اولاد اور آئندہ پیدا ہونے والی ذریت کے متعلق نازل ہونے والے الہامات صرف ایک وجود یعنی زکی غلام کے متعلق ہیں۔ حضورؑ نے جہاں جہاں اپنے کسی بیٹے یا پوتے پر ان الہامات کا اطلاق کیا ہے۔ وہ آپؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ اس لئے جس پر بھی ان الہامات کا اطلاق کیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے اجتہاد کی درستگی کے واسطے اس بچے کو مار دیا۔ اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب حضورؑ کے پوتے نصیر احمد کی بابت تحریر کرتے ہیں۔

.اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو

اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کرکے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

یہ جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ تو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو موعود یعنی زکی غلام کہا ہے اور نہ ہی کہیں اپنے پوتے کو اس پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیٹے کی پیدائش سے قبل بذریعہ الہام اس کی خبر دی۔ آپؑ نے اسے شائع فرمایا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے الہامات کے ذریعہ آپ کو پوتے کی خوش خبری دی۔ اور اس پیش خبری کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو پوتے سے نوازا۔

اس سلسلہ میں ہونے والے الہامات درجِ ذیل ہیں۔

۱۹۰۳ء: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اَرْبَعَۃً مِّنَ الْبَنِیْنَ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ۔ وَ بَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا...........(اور) پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پَیدا ہونیوالا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی۔ کہ وہ کسی وقت ضرور پَیدا[3] ہو گا۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۲۲۸،۲۲۹، تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۳۷۸)

۱۵ مئی ۱۹۰۴ء: (1) اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ (2) اِنِّیْ مَعَکَ یَآ اِمَامُ رَفِیْعُ الْقَدْرِ۔ (3) رَبِّ اجْزِہٖ جَزَآئً اَوْفٰی (4) شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہو گا (5) اِنَّہٗ فَعَّالٌ لِّمَایُرِیْدُ۔“

(ترجمہ از مرتب) (1) تُو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ (2) اے عالی قدر امام میں تیرے ساتھ ہوں۔ (3) اے میرے رَبّ پوری پوری جزا دے۔ (4) چُست اور ہوشیار لڑکا پیدا ہو گا۔ (5) یقیناً خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۴۳۰)

۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء: (۱) یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَامِنْکَ۔[3] (۲) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔“

(۱) اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں (۲) ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۰۰)

مارچ ۱۹۰۶ء: چندروز ہوئے یہ الہام ہوا۔ ”اِ نَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔“

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اَور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدر جلد 2 نمبر 14 مورخہ 5 اپریل 1906ء صفحہ 2۔ الحکم جلد 10 نمبر 12 مورخہ 10 اپریل 1906ء صفحہ 1)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۹)

۱۹۰۶ء: اِلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا[3] اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظْھَرِ الْحَقِّ وَالْعُلٰی کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآئِ ط اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔

اور جوانی کے نور تیری طرف عَود کریں گے اور تُو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۵۴ نیز حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹)

مندرجہ بالا الہام بھی ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ اس میں خدا نے وعدہ فرمایا کہ **تو اپنی دور کی نسل دیکھے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔**

حضورؑ اپنی کتاب حقیقۃالوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

''بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:

وَ بَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ۔ یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔''

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸، ۲۲۹)

پیشگوئیوں کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو حضورؑ کے پوتا پیدا ہوا۔ اس کا نام صاحبزادہ نصیر احمد رکھا گیا۔ یہ بچہ چند ماہ زندہ رہ کر وفات پا گیا۔ مندرجہ بالا تمام الہامات یا حضورؑ کی تحریر سے یہ شبہ تک نہیں ہوتا کہ حضورؑ نے اپنے اس پوتے کو مصلح موعود یا زکی غلام کہا ہو یا خیال تک کیا ہو۔ مگر اس کے باوجود جنبہ صاحب فرمار ہے ہیں کہ کیونکہ حضورؑ نے اجتہادی طور پر اسے موعود کہا تھا اس لئے یہ فوت ہو گیا۔ یہاں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ یہ پوتا حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کی زندگی میں پیدا ہوا اور ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔ جنبہ صاحب ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ حضورؑ نے حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو موعود بیٹا کہا ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے پوتے حضرت مرزا نصیر احمد صاحب کو بھی موعود کہا ہے۔ اگر حضورؑ حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو موعود بیٹا سمجھتے تھے تو کیسے ممکن ہے کہ ان کی زندگی میں ہی ایک دوسرے وجود یعنی اپنے پوتے کو بھی موعود کہتے۔ حضورؑ نے نہ ہی حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو وہ موعود کہا ہے اور نہ ہی اپنے پوتے کو وہ موعود کہا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع ہے۔

حضورؑ پر اس قسم کے الزام بھی لگا رہے ہیں اور غلامی کا بھی دم بھر رہے ہیں۔ فیصلہ احباب نے کرنا ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔

جنبہ صاحب کا چیلنج:

ثابت کرو کہ زکی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا ہے

محترم جنبہ صاحب تمام احباب جماعت اور ان کے امام کو مخاطب کر کے چیلنج کرتے ہیں:

(ا) اس اقتباس میں آپ فرماتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہی ہے، نہ کہ کوئی ایسا شخص جس نے بعد کے زمانہ میں آنا ہے۔ خلیفہ ثانی کا یہ دعوی کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام الٰہی جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعود زکی غلام یا مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے اسی طرح جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔ اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلونگا۔ اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے موعود ''زکی غلام'' کی پیروی اختیار کرلو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے ۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲)

محترم جنبہ صاحب اس اقتباس میں فرمارہے ہیں:

'خلیفہ ثانی کا یہ دعوی کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعود زکی غلام حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تمام افراد جماعت کو اور ان کے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔ اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لوں گا'۔

اور پھر جنبہ صاحب اس مسئلہ کو حل کرنے کا ایک طریق یوں بیان فرماتے ہیں:

متنازعہ فیہ اَمر کوفیصل کرنے کا احسن طریقہ اور اِسکی ایک مثال۔

رانا صاحب! جس طرح ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اُمت محمدیہ میں ''ختم نبوت'' ایسے ''متنازعہ فیہ اَمر'' کا بطریق احسن حل کر کے دکھایا ہے اور ثابت کر کے دکھادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمتوں اور روحانی نعمتوں کے دروازے بشمول نبوی انعام بند نہیں کیے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سارے بندوں کو اپنی ساری نعمتیں بخش دے تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ذرّہ بھر بھی کمی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اپنے دِلوں کو صاف کر کے تقویٰ اور طہارت کیساتھ صراطِ مستقیم پر چلنے کی دُعا مانگو تا اللہ تعالیٰ تمہیں بھی منعم علیہ گروہ میں شامل فرمائے۔ رانا صاحب! آپ سے آپکی معرفت خلیفہ صاحب اور پوری جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ جس طرح ہمارے آقا نے قرآن کریم کے بحیثیت مجموعی مطالعہ کی روشنی میں ''ختم نبوت'' کے عقیدے کا بُطلان کیا ہے اِسی طرح ہم بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں ''پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت'' کو جاننے کی کوشش کریں۔ آخر اِس میں کیا حرج ہے۔؟ نفس سے پاک ہوکر اور تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ غور فرمانے کے بعد حضورؑ کے الہامات کی روشنی میں جو حقیقت ظاہر ہو جائے اُسے ہم سب قبول کرلیں اور جماعت کو اِفتراق سے بچائیں۔ اگر دل میں خوف خدا ہو اور موت یاد ہو تو ہر جھگڑا کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ رانا صاحب! کیا آپ میری اس تجویز سے متفق ہیں۔؟ اگر متفق ہیں تو تیار کیجئے اپنے خلیفہ صاحب اور جماعت کو۔ میں تو آپ سب کو عرصہ پانچ سال سے اس طریق فیصلہ کی طرف بُلا رہا ہوں اور آپ میرا اور میرے اہل وعیال اور میرے دوست احباب کا اَخراج اور حقہ پانی بند کرتے پھر رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے رانا صاحب! آپ اس طریق فیصلہ سے راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے آمین۔ باقی

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۶)

محترم جنبہ صاحب کی بہت مناسب تجویز ہے۔ اس لئے قرآن پاک، احادیث، الہامات حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی تحریروں کی رو سے دیکھتے ہیں کہ کیا مصلح موعود (زکی غلام) حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ نیز اس مسئلہ کو اسی طرح حل کرتے ہیں جس طریق پر جنبہ صاحب چاہتے ہیں۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاۗءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اَسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلداوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اس پیشگوئی کی وضاحت کرتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

اس پیش گوئی کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دو نشان عطا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔اور اس طرح یہ تفصیلی پیشگوئی دراصل دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔(۱) ایک موعود لڑکا (۲) اور دوسرا موعود غلام۔جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔جو آسمان سے آتا ہے۔یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے۔کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔۔۔۔۔بیس فروری کی پیشگوئی۔۔۔۔دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔اور پھر بعد میں۔۔۔الہام نے اس غلطی کو رفع کر دیا''(مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ ،تذکرہ ۱۰۹)

کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو نشانوں کی بجائے ایک نشان پر مشتمل تھی؟ ہرگز نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸،صفحہ نمبر ۱)

جنبہ صاحب کے بقول اس پیشگوئی میں ایک موعود لڑکے کی بشارت دی گئی تھی اور دوسری موعود زکی غلام کی بشارت تھی۔

موعود لڑکے کی بابت جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

رانا صاحب! میں کہاں خود ہی بشیر ثانی کو بشیر احمد اول کا مثیل قرار دے رہا ہوں۔؟ اللہ تعالیٰ کا کلام جو حضورؑ پر نازل ہوا تھا۔وہ بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثیل قرار دے رہا ہے۔

☆اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَ فّٰاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَ الْاَرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔اِنَّا نَرُدُّہ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔☆(سرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا نکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہو جاتی ہے جو کہ آپؑ نے حضرت مولانا نورالدینؓ کے نام لکھا تھا۔اس خط میں آپ فرماتے ہیں:۔

☆ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ ''ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا'' یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یخلق ما یشاء۔☆(مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ ،بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱،چوتھا ایڈیشن)

حضورؑ کے اِن الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً)۔اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اول) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔(ثانیاً)۔یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اول) تو ضرور فوت ہو گیا لیکن اُسکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا اُس سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔اُمید ہے رانا صاحب! اب تو آپکی تسلی ہو گئی ہوگی کہ میں نے خود بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثیل قرار نہیں دیا بلکہ یہ مماثلت تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً دی ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴،صفحہ نمبر ۱۵،۱۶)

مندرجہ بالا حوالہ کے مطابق پیشگوئی کے ایک حصہ یعنی موعود لڑکے کی بابت جنبہ صاحب نے تسلیم کر لیا کہ وہ لڑکا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی ہی ہیں۔اس لئے اس پر مزید کسی بحث یا دلیل کی ضرورت نہیں۔ہم بھی یہی مانتے ہیں۔

زکی غلام یعنی مصلح موعود

پیشگوئی کا دوسرا حصہ زکی غلام کی بابت ہے۔ جس میں اختلاف ہے۔ اور جیسا کہ جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں ہم نے دیکھنا ہے کہ زکی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی لڑکا ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ مضمون کو سمجھنے اور باآسانی حل کرنے کے لئے پہلے وہ حوالے لیتے ہیں جو جنبہ صاحب اور ہم میں مشترک ہیں۔ اور جن میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں زکی غلام کون ہے۔

محترم جنبہ صاحب اپنے بیشتر آرٹیکلز میں اس بات کو خود بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی وفات تک یہی خیال کرتے رہے تھے کہ موعود زکی غلام آپؑ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔ ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؑ ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں اُسکے تولّد کا آخری وقت تک اِنتظار کرتے رہے۔ جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درجِ ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔ آپ فرماتی ہیں:۔

''یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے اِلہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے اور یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔'' (حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ ۱۴ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالہ کے بعد جنبہ صاحب کی ایک ڈیمانڈ تو پوری ہوگئی کہ حضورؑ کی تحریروں سے ثابت کریں کہ موعود زکی غلام آپؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا ہے۔ میں بھی جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا حوالہ میں درج بات سے متفق ہوں کہ حضورؑ کو آخری وقت تک یہ یقین تھا کہ موعود زکی غلام آپؑ کا جسمانی بیٹا ہی ہوگا۔

۲۔ حدیث کی رو سے زکی غلام کون ہے۔

زکی غلام کے حوالے سے ہمیں ایک حدیث ملتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍ و رَضِیَ اللهُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتْزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی بْنُ مرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ۔

(مشکٰوۃ، باب نزول عیسیٰ نیز حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسیح جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے۔ان کی اولاد ہوگی۔۴۵سال کے قریب رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔پس میں اور مسیح ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اسی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے موعود لڑکے کو اپنی جسمانی اولاد قرار دیا ہے۔

''وَاِنَّااِذَاوَدَّعْنَاالدُّنْیَا فَلَامَسِیْحَ بَعْدَ نَاَاِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَایَنْزِلُ اَحَدٌمِّنَ السَمَاءِ وَعَلَا یَخْرُجُ رَأْسٌ مِّنَ الْمَغَارَۃِ اِلَّامَاسَبَقَ مِنْ رَّبِّیْ قَوْلٌ فِی الذُّرِّیَّۃِ ۔ (اِشَارَۃٌ فِیْ قَو لِم عَلَیْہِ السَّلَامُ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہ' منہ

اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آ چکا ہے۔(اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔منہ)''

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۷۳)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہمارے پیارے آقا رسول کریم ﷺ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ موعود لڑکا میری جسمانی اولاد ہی ہوگا۔

اس کے بعد جنبہ صاحب کی ڈیمانڈ کے مطابق قرآن اور الہامات حضرت مسیح موعودؑ سے ثابت کرنا باقی رہ گیا ہے کہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جنبہ صاحب نے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر زکی غلام کی نسبت نازل ہونے والے تمام الہامات کو اکھٹا کیا ہے۔جن کا سلسلہ ۱۸۸۶ء سے لیکر ۱۹۰۷ء تک جاری رہا ہے۔الہامات مندرجہ ذیل ہیں۔

الہامی پیشگوئی کا اصل مصداق

اب میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے اصل مصداق ''زکی غلام مسیح الزماں'' پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالتا ہوں۔ اس موعود غلام سے متعلق آپ کو بشارت آپ کی دوسری شادی سے پہلے ہی شروع ہوگئی تھی۔ جیسا کہ غلام سے متعلق درج ذیل مبشر الہامات کی ترتیب سے ظاہر ہے۔

(۱) ۱۸۸۱ء۔ (تخمیناً)

''انا نبشرك بغلامٍ حسينٍ۔'' یعنی ہم تجھے ایک حسین غلام کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۹)

(۲) ۱۸۸۶ء۔

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔۔۔۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱)

(۳) ۱۸۹۴ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ''۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۱۴)

(۴) ۱۸۹۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ حليمٍ۔ مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء۔'' ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۳۸)

(۵) ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء۔

''اصبر ملياً ساهب لک غلاماً زكياً۔'' یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶ و تذکرہ ص ۲۷۷)

(۶) ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ نافلةً لک۔ نافلةً من عندي۔'' ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۰۰)

(۷) مارچ ۱۹۰۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ۔ نافلةً لک۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۱۹)

(۸) ۱۹۰۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ مظهر الحق و العلا۔ كان الله نزل من السماء۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۵۴)

(۹) ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ حليمٍ۔'' ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۶۱۹)

(۱۰) ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔

''ساهب لک غلاماً زكياً۔ رب هب لي ذرية طيبةً۔ انا نبشرك بغلامٍ اسمه يحيىٰ۔ الم تر كيف فعل ربک باصحاب الفيل۔'' (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ بحوالہ تذکرہ ۶۲۶)۔ ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۹)

مندرجہ بالا الہامات تحریر کرنے کے بعد جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے مطابق بشارت کے بعد موعود وجود آتے ہیں۔ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی موعود وجود ہو اور اس کے بعد بشارت دی جارہی ہو۔اپنی اس بات کے ثبوت میں مندرجہ ذیل قرآنی حوالے پیش کرتے ہیں۔

(۱)درج ذیل آیات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت موجود ہے اور یہ بشارت آپکی پیدائش کی تھی۔

"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِيْ الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ۔" (سورۃ الصافآت۔(۱۰۱تا۱۰۳)

ترجمہ۔اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔پھر وہ لڑکا اس کیساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کررہا ہوں۔پس تو فیصلہ کرکہ اس میں تیری کیارائے ہے؟ کہا اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو اِنشاءاللہ مجھے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ بشارت کے وقت حلیم غلام یعنی حضرت اسماعیلؑ موجود نہیں تھے بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

(۲)درج ذیل آیات میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت موجود ہے اور یہ بشارت بھی آپکی پیدائش کی تھی۔

''قَالُوْا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ ۔قَالَ أَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلَى أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ۔قَالُوْا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِيْنَ'' (سورۃ الحجر۔۵۴تا۵۶)

ترجمہ۔انہوں نے کہا تو خوف نہ کر،ہم تجھے ایک بہت علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔اس نے کہا کیا تم نے میرے بوڑھا ہوجانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے،پس بتاؤ کس بنا پر تم مجھے بشارت دیتے ہو۔انہوں نے کہا ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔پس تو ناامید مت ہو۔

ان آیات میں بھی بشارت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا کہ میرے بوڑھا ہوجانے کے باوجود آپ مجھے یہ بشارت دیتے ہیں، بتاتا ہے کہ بشارت کے وقت بیٹا موجود نہیں تھا بلکہ یہ علیم غلام بشارت کے بعد (یعنی حضرت اسحاقؑ) پیدا ہوا اور نبی بنا وغیرہ۔

(۳)درج ذیل آیات میں حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی بشارتیں موجود ہیں اور یہ انکی پیدائش کی بشارتیں تھیں۔

''وَامْرَأَتُهُ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ۔قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَاْ عَجُوزٌ وَهَـذَا بَعْلِيْ شَيْخاً إِنَّ هَـذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ۔قَالُوْا أَتَعْجَبِيْنَ مِنْ أَمْرِ اللّهِ رَحْمَتُ اللّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (سورۃ ہود۔۷۲،۷۳،۷۴)

ترجمہ۔اور اسکی بیوی کھڑی تھی۔اس پر وہ بھی گھبرائی تب ہم نے اُسکی تسلی کیلئے اُس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔اُس نے کہا،ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔یہ یقیناً عجیب ہے۔انہوں نے کہا کیا تو اللہ کی بات پر تعجب کرتی ہے،اے اس گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اُسکی برکات ہیں۔وہ یقیناً حمید (اور) مجید ہے۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسحاقؑ کے بعد حضرت یعقوبؑ کی بشارت دی تو بشارت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کا یہ کہنا کہ ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ بشارت کے وقت حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ موجود نہیں تھے بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

(۴)درج ذیل آیات میں حضرت یحیٰؑ کی بشارت موجود ہے اور یہ انکی پیدائش کی بشارت تھی۔

''يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيّاً۔ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِيْ غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِراً وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيّاً۔ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئاً'' (رسورۃ مریم۔۸،۹،۱۰)

ترجمہ۔اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام یحیٰ ہوگا۔ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔کہا اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے،حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔کہا اسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور میں تجھے اس سے پہلے پیدا کرچکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۵) درج ذیل آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت موجود ہے اور یہ انکی پیدائش کی بشارت تھی۔

''قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَاماً زَكِيّاً۔قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيّاً۔قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْراً مَّقْضِيّاً''(سورۃ مریم۔۲۰،۲۱،۲۲)

ترجمہ۔ میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے ایک پاک اور نیک لڑکا دوں۔(مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا اسی طرح ہے (مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور تا کہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ بشارت کے وقت حضرت مریمؑ کا یہ کہنا کہ میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ بشارت کے وقت حضرت عیسیٰؑ موجود نہیں تھے۔ بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

متذکرہ بالا آیات میں حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارتیں دی گئیں تھیں اور بشارت کے وقت ان میں سے کوئی نبی بھی موجود نہیں تھا بلکہ یہ سب مبشر انبیاء بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

کیا کوئی انسان قرآن مجید سے یہ بات ثابت کر سکتا ہے۔۔۔(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو بیٹے کی بشارت بخشی ہو اور اس بشارت کے وقت وہ مبشر بیٹا موجود ہو (۲) یا یہ کہ بشارت کے بعد وہ مبشر بیٹا پیدا ہوا ہو اور اُسکی پیدائش کے بعد بھی اُسکی بشارت سے متعلق کلام الٰہی اس نبی پر نازل ہوتا رہا ہو؟؟ یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بات نہ صرف عقل کے خلاف ہے بلکہ قرآن کریم بھی اس کی تردید کرتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸، صفحہ نمبر ۲،۳)

مندرجہ بالا حوالے اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ہمیشہ موعود بیٹوں کو ماموریت کی نعمت سے سرفراز کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ اپنی سنت تبدیل نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کئے گئے بیٹے کا مامور ہونا لازم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کو پورا فرمایا۔

مندرجہ بالا قرآنی حوالے پیش کرنے کے بعد جنبہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا آخری بیٹا ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوا لیکن یہ بشارتوں کا سلسلہ ۱۹۰۷ء تک جاری رہا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ موعود وجود نے ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ اور چونکہ ۱۹۰۷ء کے بعد آپ کے کوئی بیٹا نہیں ہوا اس لئے یہ پیشگوئیاں جسمانی بیٹے کی بجائے روحانی بیٹے کے متعلق تھیں۔

اب اگر کسی مدعی (اُمتی نبی، مہدی و مسیح موعود اور مجدد الف آخر علیہ السلام) کو کسی زکی غلام کی بشارت ملی ہو اور وہ زکی غلام بطور جسمانی لڑکا اُسکے گھر میں پیدا نہ ہوا ہو۔ اگر وہ مدعی اپنے دعاوی میں سچا ہے تو پھر یقیناً قرآن کریم کے مطابق وہ زکی غلام اُس کا کوئی روحانی فرزند ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۶۴، صفحہ نمبر ۹)

مندرجہ بالا حوالے تحریر کرنے کے بعد جنبہ صاحب عربی میں لفظ غلام کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں۔

ابھی پچھلے ماہ میں بعض ایسے عرب ساتھیوں کیساتھ کام کر تا رہا ہوں جو اپنے عرب ممالک میں عربی کے پروفیسر رہے ہیں۔ میں نے اُن سے سوال کیا کہ آپ عرب ہیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا عربی کا لفظ غلام پوتے (grandson) کیلئے بھی استعمال ہوسکتا ہے؟ ان سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہرگز نہیں۔ اُنہوں نے میرے سوال پر بطور خاص تحقیق کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ عربی لفظ غلام ہمارے ہاں تین معانی میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) حقیقی بیٹا (۲) اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی بھی نوجوان (youth) (۳) غلام بمعنی خادم (servant)۔(آرٹیکل نمبر ۶۴، صفحہ نمبر ۸،۹)

جنبہ صاحب بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ عربی لفظ غلام کے تین معنی ہیں۔(۱) حقیقی بیٹا(۲) اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی بھی نوجوان(۳)غلام بمعنی خادم۔

جنبہ صاحب نے اوپر پیشگوئیوں اور قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ پر ۱۹۰۷ ءتک نازل ہونے والے الہامات سے ثابت کیا ہے کہ یہ الہامات غلام بمعنی حقیقی بیٹے کی نسبت نہیں ہیں۔ اس لئے اب غلام کے دوسرے معنوں پر غور کرتے ہیں۔ اور دوسرے معنی ہیں اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی بھی نوجوان۔

اب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے الفاظ پر دوبارہ غور کریں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔"

وجیہہ اور پاک لڑکے کا مسئلہ تو اوپر حل ہو چکا ہے۔ جنبہ صاحب اقرار کر چکے ہیں کہ اس سے مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہیں ۔اب دوسرا حصہ ایک زکی غلام تجھے ملے گا حل طلب ہے۔اور جنبہ صاحب نے اس کا حل بھی خود ہی نکال دیا کہ اس سے مراد اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی نوجوان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۹۰۷ء تک یہ الہام ہوتا رہا کہ زکی غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی نوجوان تجھے دیا جائے گا۔ جنبہ صاحب کی دلیل کے مطابق کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ موعود وجود (زکی غلام) موجود ہو اور خدا کہہ رہا ہو کہ میں تمہیں زکی غلام دوں گا۔اس لئے جب تک وہ زکی غلام اٹھارہ سال سے بڑا نہیں ہوا خدا تعالیٰ کے الہامات کا سلسلہ جاری رہا۔اور جب وہ زکی غلام اٹھارہ سال سے بڑا ہو گیا تو الہامات کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔

ابھی تک سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی کہ کسی کے ہاں اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا لڑکا پیدا ہو سکے۔اور نا ہی تاریخ سے کوئی ایسی گواہی ملتی ہے۔اگر آپ کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے تو پیش کریں۔اس لئے لڑکا جب بھی پیدا ہو گا بچہ ہی ہو گا اور اٹھارہ سال کے بعد وہ غلام بن جائے گا۔

جب حضرت مسیح موعودؑ کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا اس وقت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اٹھارہ سال سے بڑے نوجوان بن چکے تھے۔اور بعد ازاں ایک مبشر خواب کے ذریعے آپ پر اور دیگر جماعت ممبرز پر افشاں کر دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جس موعود زکی غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کے نوجوان وجود کا وعدہ کیا گیا تھا وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہیں۔ اب یہ خدا کا

فیصلہ ہے کہ اس نے موعود زکی غلام (اٹھارہ سال سے بڑی عمر کے نوجوان) کے لئے جس کو چنا وہ حضورؑ کا جسمانی بیٹا بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ اسے معلوم تھا کہ آئندہ جنبہ صاحب نے پیدا ہونا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ مسئلہ اس طرح حل کر دیا کہ آئندہ کوئی بھی کسی بھی طرح اس پر اعتراض نہ کر سکے۔ وہ لوگ جو لفظ 'غلام' کے معنی جسمانی بیٹا لیتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو اس لفظ کے معنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا لڑکا لیتے ہیں یا اسے غلام بمعنی خادم (نبی کو ماننے والے اس کے غلام ہی ہوتے ہیں) کے ہی معنوں میں لیتے ہیں۔ سب کو مطمئن کر دیا اور کسی بھی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ ورنہ کوئی کہتا کہ اس سے مراد جسمانی بیٹا ہے جوان لڑکا نہیں۔ اور کوئی کہتا کہ نہیں اس سے مراد غلام ہے۔ خدا نے ایک ہی وجود میں تمام شرائط پوری کر کے سب کا منہ بند کر دیا۔

بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پیشگوئی میں حضرت مسیح موعودؑ کی عمر کی بھی پیشگوئی موجود تھی۔ کہ جب وہ موعود لڑکا (غلام) اٹھارہ سال سے بڑا ہو جائے گا۔ تب آپؑ کو وفات دی جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ اٹھارہ سال سے بڑے ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو وفات دی۔

جنبہ صاحب! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی صداقت کا ایک اور ناقابل تردید ثبوت پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تاریخ پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر کیا اور اس کے شروع میں ہی آپؑ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تواتر کے ساتھ مجھے میری وفات کی خبر دی ہے۔ لیکن ۱۹۰۵ء میں حضورؑ کا کوئی بیٹا غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑا نہیں ہوا تھا۔ اور خدا آپؑ سے بار بار وعدہ کرتا رہا تھا کہ تھوڑا صبر کر میں تجھے زکی غلام دوں گا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کو اس وقت تک ٹالے رکھا جب تک کہ آپؑ کا جسمانی بیٹا غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کو نہیں پہنچ گیا۔ جب آپؑ کا موعود بیٹا موعود زکی غلام بن گیا اور آپؑ نے اپنی آنکھوں سے اس غلام کو دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وفات دے دی۔ اور یہاں ایک اور بات دیکھیں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے علاوہ دونوں بیٹے ابھی اٹھارہ سال کے نہیں ہوئے تھے۔ اور جنبہ صاحب کی بیان کردہ تعریف کے مطابق غلام نہیں بنے تھے۔ اس طرح بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ زکی غلام کون ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو کس شان کے ساتھ پورا کرتا ہے۔

اور پھر اس غلام کی بابت آخری الہام میں فرمایا کہ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بھی کس شان سے پورا کیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت اماں جان کے بطن سے لمبی عمر پانے والے بھائیوں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے اور سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ اور سب سے لمبی عمر پائی۔

جنبہ صاحب قرآن پاک، احادیث، الہامات حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کی تحریروں سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روحانی اولاد جسمانی اولاد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی جسمانی اولاد کو ہی ان کی روحانی اولاد بھی بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت کو یہاں بھی جاری رکھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد کو ہی آپؑ کی روحانی اولاد بھی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہامات میں ابراہیم کے نام سے بھی منسوب کیا ہے۔ اور ابراہیمؑ کی نا صرف اولاد کو اللہ تعالیٰ نے ماموریت سے سرفراز فرمایا تھا بلکہ ان کی نسل میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی نسل سے بھی جاری ہے۔

احبابِ کرام! آپ نے دیکھا کہ جنبہ صاحب کی ڈیمانڈ کے مطابق اور جنبہ صاحب کے ہی دیئے گئے حوالوں سے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ موعود زکی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا تھا اور ہے۔ میں نے کوئی حوالہ اپنے پاس سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ جنبہ صاحب کے پیش کردہ حوالوں کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے۔ اگر اب بھی جنبہ صاحب نہ مانیں تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔

میں جنبہ صاحب کی بابت حسن ظن رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدے کا پاس رکھیں گے۔ محض یاد دہانی کے لئے وہ وعدہ درج ذیل ہے۔ بہر حال جرمانہ ادا کرنے یا کتابیں جلانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو سچے دل سے استغفار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف کر دیتا ہے۔

(۱) اس اقتباس میں آپ فرماتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہی ہے، نہ کہ کوئی ایسا شخص جس نے بعد کے زمانہ میں آنا ہے۔ خلیفہ ثانی کا یہ دعوی کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام الٰہی جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعود زکی غلام یا مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے اسی طرح جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔ اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لونگا۔ اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے موعود "زکی غلام" کی پیروی اختیار کر لو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲)

یہاں صرف علم میں اضافہ کے لئے ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب نے فرمایا تھا کہ

کیا کوئی انسان قرآن مجید سے یہ بات ثابت کر سکتا ہے۔۔۔(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو بیٹے کی بشارت بخشی ہو اور اس بشارت کے وقت وہ مبشر بیٹا موجود ہو (۲) یا یہ کہ بشارت کے بعد وہ مبشر بیٹا پیدا ہوا ہو اور اُسکی پیدائش کے بعد بھی اُسکی بشارت سے متعلق کلام الٰہی اس نبی پر نازل ہوتا رہا ہو؟؟؟ یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بات نہ صرف عقل کے خلاف ہے بلکہ قرآن کریم بھی اس کی تردید کرتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸، صفحہ نمبر ۳)

جنبہ صاحب کے اس چیلنج کا جواب بھی حاضر خدمت ہے۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اُسے دودھ پلا۔ پس جب تو اُس کے بارہ میں خوف محسوس کرے تو اسے دریا میں ڈال دے اور کوئی خوف نہ کر اور کوئی غم نہ کھا۔ ہم یقیناً اسے تیری طرف دوبارہ لانے والے ہیں اور اسے مرسلین میں سے (ایک رسول) بنانے والے ہیں۔

(سورۃ القصص ۲۸:۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کی ماں کو بشارت دے رہا ہے کہ میں اسے مرسلین میں سے ایک رسول بنانے والا ہوں۔ اور یہاں بشارت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس موجود تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں مگر احتیاط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احباب کے لئے ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ

پس ہم نے اسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ

پس جب وہ دونوں رضامند ہو گئے اور اس نے اُسے پیشانی کے بل لٹا دیا۔

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ

تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

(سورۃ الصافات ۳۷:۱۰۲ تا ۱۰۶)

یہاں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک بردبار لڑکے (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی۔ پھر اسے آزمایا۔ اور وہ دونوں آزمائش پر پورا اترے۔ اس آزمائش پر پورا اترنے کے بعد جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہیں امام بنانے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ ذیل کی آیت ملاحظہ فرمائیں۔

وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ

اور جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اُس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔ اُس نے عرض کیا اور میری ذرّیت میں سے بھی۔ اس نے کہا (ہاں مگر) ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔

(سورۃ البقرہ ۲:۱۲۵)

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مدد کے لئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو جو اس وقت موجود تھے کو بھی مبعوث کرنے کی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت بخشا۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشگوئی کے پہلے حصہ کے مطابق لڑکا تو عطا فرما دیا تھا۔ مگر پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو مستقبل کے بارے میں تھا اس کی بابت بار بار الہام کر کے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی یقین دہانی کراتا رہا۔ اور پھر وقت آنے پر دوسرے وعدہ کو بھی بڑی شان سے پورا کر دیا۔

نوٹ:

یہاں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرا کامل ایمان ہے اور ہر احمدی کا یہی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پر نازل ہونے والے الہامات کے جو معنی کئے ہیں وہی درست ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہمیشہ آپؑ کے کئے گئے معنوں کو سچا ثابت کیا ہے۔ اس لئے کسی دوسرے شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ آپؑ کے الہامات کے اپنی مرضی کے معنی کرتا پھرے۔

حضورؑ کا ایک ارشاد استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

''میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حق کے طالبوں اور ان احباب کے لئے جنہوں نے سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے ان پر حضرت مسیح موعودؑ کے ہر ارشاد پر کامل ایمان لانا فرض ہے۔ اور حضورؑ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کسی بھی الہام کے وہی معنی درست ہوتے ہیں جو ملہم خود کرتا ہے۔ جنبہ صاحب نے غلام کی نسبت ہونے والے تمام الہامات کو اکٹھا کر کے اسے صرف ایک وجود کی بابت پیشگوئی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جو حضورؑ کے بیان کردہ معنوں کے بالکل الٹ ہے۔ ۱۸۹۹ء تک ہونے والے الہامات کو حضورؑ نے اپنی کتب میں بار بار تحریر فرمایا ہے اور ساتھ وضاحت فرمائی ہے کہ یہ الہام میرے فلاں بیٹے کی نسبت تھا اور اس الہام کے بعد وہ بیٹا پیدا ہوا۔ ایسے ہی نافلہ کے متعلق ہونے والے الہامات کو حضورؑ نے پوتے کے معنوں میں بیان فرمایا ہے۔ اس لئے ان تمام الہامات کو صرف ایک وجود سے وابستہ کرنا حضورؑ کے ارشادات کا انکار ہے۔ اور ایسا کام جنبہ صاحب ہی کر سکتے ہیں کوئی احمدی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ باقی رہا سوال آخری تین الہامات کا جو ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں ہوئے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۸) ۱۹۰۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ مظهر الحق و العلا۔ كان الله نزل من السماء۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۹۸ تا۹۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ۵۵۴)

(۹) ۱۶ستمبر ۱۹۰۷ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ حليم۔'' ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (الحکم جلد۱۱ نمبر۳۳ مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۰۷ صفحہ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ۶۱۹)

(۱۰) ۶، ۷نومبر ۱۹۰۷ء۔

''ساھب لک غلاماً زکیاً۔رب ھب لی ذریةً طیبةً ۔انا نبشرك بغلامٍ اسمه یحییٰ۔الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل۔''

(الحکم جلد۱۱ نمبر۴۰، ۱۰نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ۳ بحوالہ تذکرہ ۶۲۶)۔ ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

(آرٹیکل نمبر۲۱، صفحہ نمبر۹)

یہ الہام جسے جنبہ صاحب نے نمبر۸ پر درج کیا ہے۔ یہ روحانی خزائن جلد۲۲ کے صفحہ نمبر۹۸ تا۹۹ پر ہے نیز تذکرہ کے صفحہ ۵۵۴ پر ہے۔ دراصل حضورؑ نے یہاں بہت سارے الہامات کو اکھٹا درج فرمایا ہے اور انہیں درج کرنے سے پہلے حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''اب چند الہام الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں۔★ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنے والے کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جس کو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے۔ اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو میں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے۔

اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ **یہ ہیں**:۔

★ ان الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شائد سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے ان کی قراءت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سنت ہے کہ وہ تمام

فقرے کسی ایک ہی ترتیب پر نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ان کی قراءت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منہ''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۷۲)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ الہامات نئے نہیں ہیں بلکہ پرانے ہیں۔ یہاں درج الہامات کو پڑھ کر میری بات کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ الہامات صفحہ نمبر ۷۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۱۱ تک درج ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ تذکرہ میں ان الہامات کو درج کرتے وقت ۱۹۰۶ء کا سن کیوں لکھا گیا تو اس کی وضاحت تذکرہ میں کر دی گئی ہے۔ جو یہ ہے۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۷ مشمولہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۲ میں اِس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اس کی تاریخ ''۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء'' تحریر فرمائی ہے اس لئے اس یہاں درج کیا گیا۔ (مرتب)''

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۳۸)

جنبہ صاحب نے یہاں صرف اپنے مطلب کا حصہ درج کیا ہے۔ اب وہ الہام سیاق و سباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔

'' نزلت الرحمۃ علٰی ثلاث و علی الأُخریین۔ تردّالیک انوار الشباب۔ تریٰ نسلاً بعیدا۔ انّا نبشّرک بغلام مظہر الحق والعلٰی۔ کَاَنّ اللہ نزل من السّمآء۔ انّا نُبَشِرُکَ بغلامٍ نافلۃً لک۔ سَبّحک اللہ ور افاک۔ و علّمک مالم تعلم

میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا۔ اور جوانی کے نور تیری طرف عود کریں گے۔ اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹)

اگر اسے نیا الہام مانا جائے تو یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تو اپنی دور کی نسل کو دیکھے گا اور آخر میں فرما رہا ہے ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا فرمایا اور حضورؑ نے اپنی زندگی میں اپنی دور کی نسل یعنی پوتے (نصیر احمد) کو دیکھا۔ اور یہاں بھی الہام ہونے کے بعد پوتا پیدا ہوا۔ اس طرح یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمیشہ پہلے الہام ہوا اور اس کے بعد وہ بچہ پیدا ہوا۔ اور ۱۹۰۶ء تک ہونے والے تمام الہامات بچوں کی پیدائش سے پہلے پیشگوئی کی شکل میں ہوئے۔ حضورؑ نے ان کو قبل از وقت شائع فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضورؑ کو ان بچوں سے نوازا۔

اب ۱۹۰۷ء میں ہونے والے دو الہام بچتے ہیں۔ یہ دونوں الہامات تذکرہ میں اخبار بدر اور الحکم سے لیکر درج کئے گئے ہیں اور ساتھ کوئی وضاحت موجود نہیں۔ بہر حال اگر یہ دونوں الہامات ۱۹۰۷ء میں ہی ہوئے ہیں۔ تو یہ مستقبل میں پیدا ہونے والے وجودوں کے متعلق پیشگوئی ہے۔ ان کا تعلق ۱۸۸۶ء میں وعدہ کئے گئے اس موعود مصلح کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ جنبہ صاحب کی اپنی تشریح ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی وضاحت کی نفی کرتی ہے۔ اور کسی بھی احمدی کے لئے قابل قبول نہیں۔ کیونکہ اگر ان تمام الہامات کو صرف ایک وجود سے وابستہ کر دیں تو حضرت مسیح موعودؑ کے باقی بچوں کے حوالے سے ہمیں اور کوئی پیشگوئیاں نہیں ملتیں۔ جب کہ حضورؑ نے ہر بچے کی پیدائش سے قبل الہامات کی بنیاد پر اس بچے کی پیشگوئی فرمائی۔ اور وہ یہی الہامات ہیں جنہیں جنبہ صاحب نے اکھٹا کر کے ایک وجود سے وابستہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور پیشگوئی مصلح موعود

مندرجہ بالا مضامین لکھنے کے دوران اس پیشگوئی کو بار بار پڑھنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے متعلق ایک اور بات میرے دل میں ڈالی۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی ہو سکتے ہیں۔ آپؓ کے علاوہ اور کوئی بھی اس کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

پیشگوئی کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ۔ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

اور پھر اسی اشتہار میں آپؑ فرماتے ہیں۔ 'پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ ' تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا

تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہر گز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط۔''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

اس پیشگوئی کے چند فقرے میں نے ہائی لائٹ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تیری نسل بہت بڑھے گی اور کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ذریعے بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مگر میں یہاں اس سے ہٹ کر کچھ اور ناقابل تردید ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ جس کے دل میں ذرہ سا بھی ایمان اور خوفِ خدا ہے وہ ان ثبوتوں کو جھٹلا نہیں سکتا۔

اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ اس موعود بیٹے کے متعلق فرمار ہا ہے کہ وہ نور اللہ ہے اور اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔

اب میں آپ کو ایک اور پیشگوئی کی طرف لے کر جاتا ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے کی ولادت کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

'' یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔ یَسُرُّاللّٰہُ وَجْھَکَ وَیُنِیْرُ بُرْھَانَکَ۔ سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔''

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور میرا نور قریب ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۶۶) نیز (تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۷۲)

ان دونوں پیشگوئیوں کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ موعود بیٹے کی بابت فرما رہا ہے کہ وہ نور اللہ ہے نیز کہتا ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ دوسرے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے تو اس میں فرماتا ہے کہ فضل تجھ سے نزدیک کیا جاتا ہے۔ گویا پہلی پیشگوئی کے مطابق 'اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا' وہ فضل دوسرے بیٹے کی شکل میں اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے۔ جب پیشگوئی مصلح موعود نازل ہوئی اس وقت حضورؑ کا پہلی بیوی سے بیٹا فضل احمد زندہ تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی اور موعود بیٹے کے بعد وہی فضل لوٹا دیا۔ اور حضورؑ اپنی تحریرات میں فرماتے ہیں کہ اس بیٹے کی شکل میرے بیٹے فضل احمد سے ملتی ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ موعود وجود کون ہے۔ اسی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ اس موعود وجود کی بابت ایک اور نشان بتاتا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

مَظْهَرُ الْاَوَّ لِ وَالْاٰ خِرِ

یعنی وہ اول بھی ہوگا اور آخر بھی ہوگا

اور ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت مسیح موعودؑ کے حضرت اماں جان کے بطن سے پیدا ہونے والے چاروں بیٹوں میں سے سب پہلے بیٹے تھے۔ اور آپؓ ان چاروں بیٹوں میں سب سے آخر میں وفات پانے والے بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے کس شان سے اس موعود ہستی کے بارہ میں قبل از پیدائش اس کی نشانیاں بیان فرمائیں اور وہ تمام بڑی شان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں ظاہر ہوئیں اور پوری ہوئیں۔

نافلہ کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ کو جہاں زکی غلام کے عطا کئے جانے کی بابت الہامات ہوئے وہیں بار بار نافلہ کے عطا کئے جانے کے بھی الہام ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب کرکے فرمایا:

''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ،ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۵۰۰)

اِ نَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لئے نافلہ ہوگا۔

(تذکرہ،ایڈیشن چہارم،صفحہ نمبر ۵۱۹)

حضرت مسیح موعودؑ نے نافلہ کے معنی پوتا کے کئے۔ لیکن جنبہ صاحب اس کے معنی اضافی انعام کے کرتے ہیں۔ بہر حال اس کے جو بھی معنی کئے جائیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بھی بڑی شان کے ساتھ پورا کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام دو بار ہوا۔اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے دو پوتوں کو خلافت کے اضافی انعام سے نوازا۔

پہلے حضرت مرزاناصر احمد صاحبؒ ۱۹۶۵ء سے لیکر ۱۹۸۲ء تک جماعت احمدیہ کے خلیفہ اور امام رہے۔اور اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے دوسرے پوتے حضرت مرزاطاہر احمد صاحبؒ خلیفہ مقرر ہوئے۔

اور جیسا کہ جنبہ صاحب نافلہ کے معنی اضافی انعام کے کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اضافی انعام کے طور پر پیشگوئی مصلح موعود کی اکثر شرائط آپؒ کی ذات میں بھی پوری ہوئیں۔ اور اس طرح اضافی انعام کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ۱۸۸۶ء میں کئے گئے وعدہ کو دوہرایا۔اللہ تعالیٰ کی اس پیشگوئی میں کئے گئے چند وعدے جو آپؒ (حضرت مرزاطاہر احمد صاحبؒ) کی ذات میں پورے ہوئے درج ذیل ہیں۔

۱۔ وہ ابنِ مریم ہوگا۔

آپؒ حقیقی معنوں میں ابنِ مریم تھے۔

۲۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

یہ پیشگوئی کئی طرح آپؒ کی ذات میں پوری ہوئی۔ام طاہر حضرت سیدہ مریم صاحبہ کا پہلا نکاح حضرت مسیح موعودؑ کے چوتھے بیٹے سے ہوا اور حضورؑ کی چوتھی بہو بنیں۔ پھر آپ کی ذات میں حضرت مسیح موعودؑ کا الہام کنواری اور بیوہ بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ پھر

آپ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہوئی۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کے بطن سے مبارک احمد عطا کر دیا۔ یعنی حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ۔آپؒ کئی معنوں میں تین کو چار کرنے والے تھے۔آپؒ چوتھے خلیفہ تھے۔آپؒ اپنی والدہ میں سے چوتھے نمبر پر تھے۔(دو بیٹیاں (امتہ الحکیم صاحبہ اور امتہ الباسط صاحبہ)، پھر تیسرے نمبر پر طاہر احمد اول (مرحوم) اور چوتھے نمبر پر حضرت مرزا طاہر احمدؒ صاحب) آپؒ کے دور میں جماعت کا چو تھا مرکز بنا۔(قادیان، لاہور، ربوہ اور لندن)

۳۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہو گا۔اور دل کا حلیم۔

آپؒ کی ذہانت کا زمانہ گواہ ہے۔آپؒ دین اور دنیا کے علوم سے پر تھے۔آپ دل کے انتہائی حلیم تھے۔

۴۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

آپؒ نے مسیحی نفس کی بدولت جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے مریضوں کا علاج کیا۔اور بہتوں نے شفا پائی۔

۵۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ آپؒ کے دور خلافت میں سب سے زیادہ لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔اور آپؒ ہی کے دور میں سب سے زیادہ احمدی اسیر انِ راہ مولیٰ ہوئے اور پھر آپؒ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان اسیر ان کی رہائی کے سامان بھی پیدا فرمائے۔ وہ اسیر ان جنہیں پھانسی کی سزا ہو چکی تھی۔ان کی بابت خدا نے آپؒ کو الہاماً بتایا کہ آموں کے موسم میں ملاقات ہو گی۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے غیب سے ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور آموں کے موسم میں وہ اپنے آقا سے ملے۔

۶۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔

آپؒ ہی کے دور میں خدا تعالیٰ نے وقت کے فرعون کو قبل از وقت پیشگوئی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔اور اپنے جلال کو ظاہر فرمایا۔

۷۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

آپؒ کے دور میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' بڑی شان سے پورا ہوا۔ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں جماعت کا پیغام پہنچنا شروع ہوا۔

۸۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

آپؒ کے دور میں سینکڑوں کی تعداد میں نئی قوموں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

۹۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

یہ الہام بھی آپؒ کے دور میں بڑی شان سے پورا ہوا۔ جب بعض بادشاہوں کو باقاعدہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کے ٹکڑے تبرک اور اس الہام کو عملی شکل میں پورا کرنے کے لئے دیئے گئے۔

۱۰۔ اس مسیح کو بھی یادرکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابنِ مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۳۱۸)

یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے آپؒ کی ذات میں پوری ہوئی۔ آپؒ حقیقی معنوں میں ابنِ مریم تھے۔

۱۱۔ شیعہ مسلک کی ایک کتاب ''چودہ ستارے'' میں امام مہدی کے حوالے سے کافی ساری پیشگوئیاں اور نشانیاں تحریر کی گئیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ مہدی آئے گا تو وہ ایک جگہ سے بولے گا۔ اس کی آواز آسمان پر جائے گی اور پھر ہر ایک کی زبان میں وہ آواز سنائی دے گی۔

اسی طرح ۱۹۳۸ء میں جب قادیان میں سپیکر لگا تو اس وقت خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ آئندہ وقت میں ایک جگہ سے آواز بلند ہوگی اور پوری دنیا میں سنی جائیگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی آپؒ کے ذریعے پورا فرمایا۔ سب سے پہلے ۱۹۹۱ء میں ماریشیش میں آپؒ نے خطبہ دیا جو پوری دنیا میں سنا گیا۔

اہلِ فکر کے لئے لمحہ فکریہ

گزشتہ صفحات پر دلائل اور حوالوں کے ساتھ اس پیشگوئی کے حوالے سے کئے گئے تمام اعتراضات کے بڑے تفصیل سے جواب دیئے گئے ہیں۔ مگر فلاسفر حضرات جو دلائل سے زیادہ اپنی عقل پر یقین رکھتے ہیں انہیں سمجھانے کے لئے ایک اور کوشش کر رہا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ ''شاید کے اتر جائے تیرے دل میں میری بات''

پیشگوئی مصلح موعود پر ایک تفصیلی بحث گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے۔ تکرار سے بچتے ہوئے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزانہ پیشگوئیاں کرتے اور وہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتیں۔ اس پر قادیان کے ہندوؤں نے ایک خط کے ذریعے آپ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی نشان دکھاؤ۔ خط کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

''جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان در بارۂ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں، لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں..... لیکن ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین وآسمان کے زیر و زبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پر میشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے..... اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر ۱۸۸۶ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔''
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۲ تا ۹۴)

اس خط کے آخر پر دس ہندو صاحبان کے نام درج ہیں۔ اس خط کے موصول ہونے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

''..... صاحبان ارسال کنندگان درخواست مشاہدہ خوارق۔ بعد ما وجب۔ آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف و حق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اس کو لکھا ہے اس لئے بہ تمام تر شکر گذاری اس کے مضمون کو قبول منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ

صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جل شانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یہ عاجز آپ صاحبوں کے پُر انصاف خط کے پڑھنے سے بہت خوش ہوا.....''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95)

ہندوؤں کی طرف سے لکھے گئے خط میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا ''ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پر میشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے.....اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر ۱۸۸۶ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔''

اس خط کو پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ ان کے اس مطالبہ کو قبول کرتے ہیں اور جواباً انہیں مطلع کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؑ کو الہاماً اطلاع دیتا ہے کہ ''ایک معاملہ کی عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہو گی'' یہ الہام جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوتا ہے۔ خدائی ارشاد کے مطابق حضورؑ ہوشیار پور تشریف لے جاتے ہیں وہاں چالیس دن چلہ کشی کرتے ہیں اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ آپؑ کو ایک بشارت دیتا ہے جسے آپ ایک اشتہار کی شکل میں شائع فرماتے ہیں۔

خدائی بشارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں

جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

یہ الفاظ بڑے واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ ہندوؤں کے متعلق بات کر رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس نشان کی بابت ارشاد فرماتا ہے۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃاللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّ لِ وَالْاٰ خِرِ ۔مَظْهَرُ الحَقِّ وَالْعَلَآ ءِ كَاَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآ ءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَا نَ اَ مْرًا مَّقْضِيًّا"

اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعودؑ نے ہندوؤں کی ڈیمانڈ کے جواب میں شائع فرمایا۔ بعد ازاں مزید وضاحت فرمائی کہ وہ موعود بیٹا ۹ سال کی مدت میں پیدا ہو گا۔

اس پیشگوئی کے متعلق جنبہ صاحب فرما رہے ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کا زکی غلام کو اپنا جسمانی بیٹا سمجھنا حضورؑ کا اجتہاد تھا۔

۲۔ ۹ سالہ میعاد حضرت مسیح موعودؑ کا اجتہاد تھا۔

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جس جس بیٹے کی نسبت یہ اجتہاد کیا کہ یہی موعود بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔

۴۔ وہ بیٹا جو خلیفہ بنا اس پر جنبہ صاحب طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں۔

ان تمام باتوں کے بعد جنبہ صاحب کے بقول نتیجہ یہ نکلا کہ قادیان کے ہندوؤں کی ڈیمانڈ پر حضرت مسیح موعودؑ نے جو نشان دکھانے کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ آپ وہ وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ کیونکہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ وفات پا گئے۔ اس وقت تک یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن جانے کے باعث جماعت کا مرکز قادیان سے ربوہ شفٹ ہو گیا۔ اور تب تک بھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہندو جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے کوئی نشان دکھانے کی ڈیمانڈ کی تھی وہ کوئی بھی نشان دیکھے بنا وفات پا گئے۔

اگر سو سال بعد کوئی پیدا ہو گیا تو اس کا کیا فائدہ۔ جنہوں نے ڈیمانڈ کی تھی اور جن سے وعدہ کیا گیا تھا وہ تو اس نشان کو دیکھے بنا اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ بقول شاعر

ظلمات سے جب گزر گیا چاند   اب آئے ہو آفتاب لے کر

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ جنبہ صاحب کا ٹارگٹ پیشگوئی مصلح موعود نہیں ہے۔ بلکہ آپ اس پیشگوئی کی آڑ میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر حملے کر رہے ہیں۔ اور یہ مخالفین احمدیت کا جماعت احمدیہ پر حملے کا ایک نیا طریقہ ہے۔ کیونکہ جنبہ صاحب کے ان تمام دلائل کو ماننے کے نتیجے میں ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ ہندوؤں کو اپنی سچائی کا نشان دکھانے سے قاصر رہے۔ اور نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعوؤں میں سچے نہیں تھے۔

اور اس پیشگوئی کی آڑ میں جنبہ صاحب یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض احباب جانے انجانے میں ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

المصلح موعود

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ

خلیفۃ المسیح الثانی

آپ کی ذات پر لگائے گئے الزامات

اور ان کے جواب

کتاب کے گزشتہ حصہ میں پیشگوئی مصلح موعود اور اس پر کئے گئے اعتراضات پر بڑی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ اس حصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ کی صداقت، اس پر کئے گئے اعتراضات کے جواب نیز آپ کی ذات پر کئے گئے کئی اعتراضات کے تفصیلی جواب پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رویا صادقہ بابت مصلح موعود

"آج میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گزرتا ہے لیکن چونکہ بعض نبوتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے کے ساتھ وابستہ ہیں اس لیے میں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رک بھی نہیں سکتا۔ جنوری کے پہلے ہفتہ میں غالباً بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو (میں نے غالباً کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ میں اندازہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات تھی) میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میں نے جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے، غیر مامورین کا اپنے کسی رؤیا کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا اور میں خود تو سوائے پچھلے ایام کے جبکہ اس جنگ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بعض اہم خبریں مجھے دیں، بہت کم ہی اپنی رؤیا بتایا کرتا ہوں۔ بلکہ (اللہ بہتر جانتا ہے یہ طریق درست ہے یا نہیں) میں اپنے رؤیا و کشوف اور الہامات لکھتا بھی نہیں اور اس طرح وہ خود بھی کچھ عرصہ کے بعد میری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابھی لاہور میں مجھے چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے ایک امر کے سلسلہ میں میرا ایک بیس پچیس سال کا پرانا رؤیا یاد کرایا۔ پہلے تو وہ میرے ذہن میں ہی نہ آیا۔ مگر بعد میں جب انہوں نے اس کی بعض تفصیلات بیان کیں تو اُس وقت مجھے یاد آگیا۔ تو یہ میری عادت نہیں ہے کہ میں رؤیا و کشوف بیان کروں لیکن چونکہ اس رؤیا کا تعلق بعض اہم امور سے ہے۔ نہ صرف ایسے امور سے جو میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ آئندہ رونما ہونے والے دنیا کے اہم حالات سے بھی تعلق رکھتے ہیں اس لیے میں مجبور ہوں کہ اُس رؤیا کا اعلان کروں اور میں نے اس کے اعلان سے پہلے خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں دعا بھی کی ہے اور استخارہ بھی کیا ہے تاکہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی بات خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے خلاف نہ ہو۔

وہ رؤیا یہ تھا کہ میں نے دیکھا میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نامعلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں برسرپیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی اس کا مجھے اُس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہر حال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا اور اُس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو

جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔ اُس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی سے ساتھ دوڑ رہا ہوں اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جارہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں طے کرتا جارہا ہوں۔ اُس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لیے دوڑتے آرہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا ہی جاتا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامنِ کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں! جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس طرح دوڑے گا اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا اور اس رستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے پگڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پگڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس راستہ پر جانا چاہیے اور میں اپنے دل میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اُس وقت میں اُس سڑک کی طرف جارہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اُس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور وہ مجھے دیکھ کر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں، دوسری سڑک پر جائیں اور میں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف

وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی اس لیے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف ہٹا، ایسا معلوم ہوُا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پگڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اُس طرف نہیں اِس طرف۔ مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔اس جگہ کی شکل رؤیا کے مطابق اس طرح بنتی ہے:۔

مغرب

دامن کوہ کا علاقہ

بایاں پہاڑی راستہ

دایاں پہاڑی راستہ

درمیانی پگڈنڈی جو آگے جا کر

دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے

جنوب

شمال

بڑی سڑک جس پر

میں دوڑ رہا ہوں

مشرق
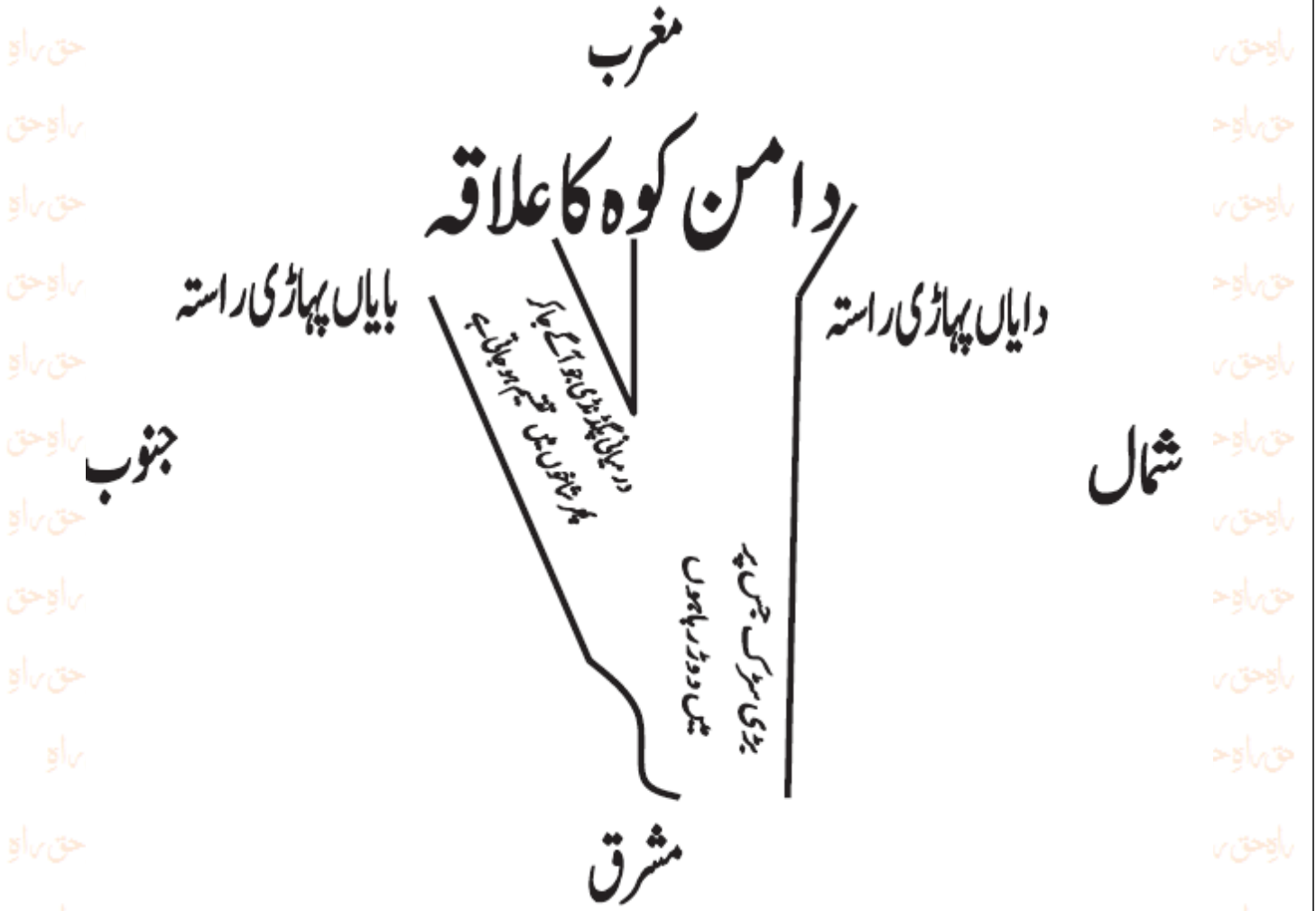
جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کیے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں میں اسی راستہ پر آگیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں فرمایا تھا۔اُس وقت رؤیا میں میں اس کی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے اس میں بائیں رستہ

سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق، دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہو گی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو اُمَّۃً وَّسَطًا قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہو گی۔ اور چھوٹی پگڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ غرض میں اُس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دور کہ نہ اُس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اُس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اُس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اُس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئے گا اور اُس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہو گا۔ اُس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے یہ کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اُس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں، وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اُوپر سے گول ہیں جیسے اژدہا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور اُن کے اُوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو اُن کو چلا رہے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں یہ بُت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں اُن کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جارہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کے لیے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت کا موش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں یہ

میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو ان کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح ان کے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نمابت والا جس پر میں سوار ہوں یا اس کے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے اور موحد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا، مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسرے طرف پہنچ گئے تو میں ان کو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا، پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو ہو چکے تھے وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی ابھی ایمان نہیں لائی تھی اس لیے میں نے ان کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں ان کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تا کہ باقی لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں۔ جیسے خطبہ الہامیہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اُس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا، غالباً کا لفظ میں نے اس لیے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا، بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے میں اب آگے جاؤں گا اس لیے اے عبدالشکور! تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہو گا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور

شرک کو مٹادے اور تیرا فرض ہو گا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آکر تجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کے لیے مقرر کیا ہے ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہو گا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد ﷺ کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کر میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ۔ اس کے بعد میں ان کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اُس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ اور میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اُس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِیْلُہٗ میں اس کا نظیر ہوں وَ خَلِیْفَتُہٗ اور اس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کو "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا"۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لیے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہو گا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لے گا وہ ایک رنگ میں اُس کا نام پانے کا مستحق بھی ہو گا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں "میں وہ ہوں جس کے لیے انیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں"۔ تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں جن کے لباس صاف ستھرے ہیں، دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں، مجھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتی اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لیے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں "ہاں ہاں! ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم انیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں"۔ اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ

پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی اس میں یہ خبر بھی تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہو گی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہو گی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائے گی۔ تب وہ دشمن، جس سے وہ موعود بھاگے گا اس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ مگر وہ قوم انکار کر دے گی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم ان کو ہمارے حوالے کر دو۔ اُس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے۔ مگر وہ قوم باوجود اس کے کہ ابھی ایک حصہ اُس کا ایمان نہیں لایا بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب میں کہتا ہوں دیکھو! وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ اس کے بعد میں پھر ان کو ہدایتیں دے کر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دے کر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اُس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا اے عبدالشکور! میں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے؟ موحد ہو چکی ہے؟ اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے؟''

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء نیز خطبات محمود، ۱۹۴۴، صفحہ نمبر ۴۹تا۵۷)

نشانِ صداقت بابت دعویٰ مصلح موعود

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۚ

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

''انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں ان کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۳۱۸)

''سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔''

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۸۹)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعودؑ کو الہام کے ذریعے یہ خبر دی کہ تم ہی مسیح موعود ہو تو اس کے ساتھ ایک پیشگوئی بھی بیان فرمائی۔ وہ الہام یہ ہے۔

''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ و کان و عداللہ مفعو لا انت معی و انت علی الحق المبین انت مصیب و معین للحق ۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے آگے اپنے دعویٰ مسیح موعود کے ساتھ یہ چیلنج رکھا کہ مسیح ناصری وفات پا چکے ہیں۔ آپ نے قرآن پاک سے اسے ثابت کیا اور بعد ازاں تاریخی حقائق سے بھی اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر دیا۔

بالکل ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ نے ایک رویا صادقہ کے ذریعے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو یہ بشارت دی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق تم ہی مصلح موعود ہو تو اس رویا میں ایک پیشگوئی بھی بیان فرمادی۔

اس رویا کو بعض ناقدین نے نفسانی اور شیطانی خواب کا نام دیا۔ یہ کہا گیا کہ چونکہ دل میں مصلح موعود بننے کی خواہش تھی اس لئے ایسا خواب دیکھ لیا۔ یہ خواب یوں شروع ہوتا ہے۔

''وہ رؤیا یہ تھا کہ میں نے دیکھا میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نامعلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں برسرپیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی اس کا مجھے اُس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔''

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء نیز خطبات محمود، ۱۹۴۴، صفحہ نمبر ۴۹تا۵۷)

خواب کے شروع میں ہی مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔

- جنگ کا زمانہ ہے۔
- آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) ایسی جگہ ہیں جہاں انگریز فوج ہے
- جرمن فوج حملہ آور ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کی سچائی کو کیسے ثابت کرتا ہے۔

یہ خواب آپؓ نے ۱۹۴۴ء میں دیکھا جب خلافت قادیان میں تھی۔ اس کے بعد خلافت ربوہ (پاکستان) میں آگئی اور پھر خدا نے ایسے حالات پیدا کئے کہ خلافت کو ربوہ چھوڑ کر لندن (برطانیہ) میں آنا پڑا۔ یہ وہ دور تھا جب دنیا کے مختلف خطوں میں جنگیں ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف ایک شخص محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کو بھی پاکستان چھوڑ کر جرمنی آنا پڑا۔ جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۷۴ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر اعتراف کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں مجبور کر کے جرمنی لایا۔ یقیناً یہ بات صحیح ہے۔ کیونکہ خدا اپنے بندے کو چالیس

سال پہلے اس کی بشارت دے چکا تھا۔اس لئے کیسے ممکن تھا کہ آپ کی ذات پر حملہ کرنے والا جرمنی کی بجائے کہیں اور ہوتا۔اور پھر خدا کے پہلے سے بتائے ہوئے علم کے عین مطابق یہاں آکر جنبہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی صداقت پر حملہ کر دیا۔

کیا یہ سب کچھ خدائی تقدیر کے مطابق نہیں ہوا۔ جنبہ صاحب نے جن خوابوں کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کیا ہے وہ خواب آپ نے پاکستان میں دیکھے مگر آپ نے وہاں دعویٰ نہیں کیا بلکہ خدائی تقدیر آپ کو جرمنی لائی۔ حالانکہ آپ کسی اور ملک میں بھی جا سکتے تھے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ خواب کے عین مطابق خلافت کو پاکستان سے کسی اور ملک کی بجائے انگریزوں کے پاس برطانیہ لایا۔اور جنبہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ مصلح موعود پر حملہ اس وقت کیا جب دنیا کے مختلف خطوں میں جنگیں جاری تھیں۔

اس خواب میں بتائی گئی پیشگوئی کس شان سے پوری ہو گئی۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے ماموروں کی سچائی کی یہ نشانی ہے کہ وہ مجھ سے خبر پاکر غیب کی باتیں بتلاتے ہیں۔

پس وہ خواب جس میں بتلائی گئی پیشگوئیاں اتنی شان سے پوری ہو چکی ہیں وہ نفسانی کیسے ہو سکتا ہے۔اور اسی خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ تم ہی وہ موعود مصلح ہو۔ جو یقیناً سچ ہے اور کوئی اس کو جھٹلا نہیں سکتا۔یہی سچے مامور کی نشانی ہے۔ کہ اللہ اسے غیب کا علم دیتا ہے۔

تمام احمدی جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے پندرہ سو سال پہلے ایک پیشگوئی فرمائی کہ یہودیوں کے بہتر ۷۲ فرقے بن گئے تھے اور میری امت کے تہتر ۷۳ فرقے بن جائیں گے اور ایک فرقے کے علاوہ باقی سارے ناری ہونگے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ الْأَفْرِيقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہو گی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا اور بنو اسرائیل بہتر فرقوں پر تقسیم ہوئی تھی لیکن میری امت تہتر فرقوں پر تقسیم ہو گی۔ان میں

ایک کے علاوہ باقی سب فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ نجات پانے والے کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے راستے پر چلیں گے۔

(ترمذی، جلد دوم، باب الایمان)

اس حدیث کے مطابق ہر فرقہ دعویدار تھا کہ وہ ناجی فرقہ میں ہوں اور باقی سب جہنمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کرنے اور اتمام حجت کے لئے ایسا انتظام کیا کہ ۱۹۷۴ء میں تمام فرقوں نے متفقہ طور پر ایک فرقہ کو علیحدہ کر دیا اور باقی سب اکھٹے ہو گئے۔ بھٹو صاحب اس فیصلہ کے کرنے میں پیش پیش تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو کی گئی پیش گوئی کے مطابق بھٹو صاحب کا انجام کیا۔

۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ بھی دو حصوں میں بٹ گئی اور دونوں کا دعویٰ تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ایک گروپ (لاہوری جماعت) نے اس کو ماننے سے بھی انکار کیا۔ جس رؤیا کی بنا پر حضورؓ نے دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ اسے نفسانی اور شیطانی خواب کا نام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کرنے اور اس گروپ (لاہوری جماعت) پر اتمام حجت کے لئے اس رؤیا میں بیان پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے جنبہ صاحب کا انتخاب کیا ہے۔ وہ لوگ جو اس رؤیا کو نفسانی یا شیطانی خیال کرتے تھے۔ ان پر اتمام حجت ہو چکا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے ایک اور وعدہ بھی کر رکھا ہے۔ جو بڑی شان سے بارہا پورا ہو چکا ہے اور آئندہ بھی پورا ہوتا رہے گا۔ اور وہ وعدہ یہ ہے۔ انی مھین من ارادا ھانتک۔ میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ ۲۷)

اس رؤیا صادقہ کو دیکھنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک حلفیہ بیان کے ذریعے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا حلفیہ دعویٰ مصلح موعود

گزشتہ مضمون میں اس مبارک خواب کا مفصل ذکر کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ ذیل میں آپ کا حلفیہ دعویٰ مصلح موعود تحریر کر رہا ہوں۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ میں آپؓ نے فرمایا:

"آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہو گی۔"

(تاریخ احمدیت، ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد نمبر ۸، صفحہ نمبر ۵۹۶)

دعویٰ مصلح موعود کی صداقت کے ثبوت

محترم جنبہ صاحب تمام جماعت کو چیلنج کرتے ہوئے اپنے آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۵ اپر فرمارہے ہیں۔

قرآن کریم اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں اگر آپ یا جماعت احمدیہ قادیان جناب خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود ثابت کردیتے تو شاید ہمیں مجددیت کے موضوع کو چھیڑنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔خاکسار عرصہ بیس (۲۰) سال سے قادیانی خلفاء اور علماء سے درخواست کررہا ہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق اگر خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود (زکی غلام) تھے تو آپ اس کا اثبات کرکے دکھائیں؟؟ لیکن عزیزم۔وہ کوئی جواب دینے کی بجائے اس عاجز اور اس عاجز کے پیروکاروں کے آگے بھاگتے پھر رہے ہیں۔اس سے کیا پتہ ملتا ہے؟؟ یہی کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب قطعاً مصلح موعود نہیں تھے۔اگر آپ یا قادیانی خلفاء اور علماء جناب خلیفہ ثانی صاحب کا مصلح موعود ہونا ثابت کردیں تو پھر نہ صرف خاکسار اپنے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) پر نظر ثانی کرے گا بلکہ آپ کو منہ مانگا انعام بھی پیش کرے گا۔۔۔کیا میں اُمید کروں کہ اس ضمن میں آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے؟؟؟؟ والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

۱۴ر دسمبر ۲۰۱۳ء

☆☆☆☆☆☆☆

محترم جنبہ صاحب کی خواہش کے احترام میں بندہ حاضر ہے۔انشاءاللہ قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر الہامات کی مدد سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی بطور مصلح موعود ثابت کردونگا۔اور انشاءاللہ نیک فطرت لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا۔

لیکن اس سے پہلے ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔کہ جو خدا کے سچے مامور ہوتے ہیں وہ خدا کی مخلوق کو اپنے آگے بھگانے کے واسطے مامور نہیں ہوتے۔بلکہ انہیں اپنے قریب کرنے کے واسطے مقرر ہوتے ہیں۔انہیں اپنے پیچھے چلانے کے واسطے آتے ہیں۔ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی بابت مکہ میں مشہور تھا کہ یہ جادو گر ہے۔جو اسے ایک بار مل لے وہ اس کے جادو میں گرفتار ہو جاتا ہے۔اور یہی حال آپؐ کے سچے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا کہ لوگ نفرتیں لے کر آتے تھے اور پھر آپؑ کو دیکھتے ہی آپؑ کے گرویدہ

ہو جاتے تھے۔ آگے بھگانے کے واسطے خدانے اور کافی چیزیں پیدا کر رکھی ہیں۔ جن کے شر سے بچنے کے لئے ہر شریف آدمی ان سے دور بھاگتا ہے۔ آگے بھگانا کوئی بڑی بات نہیں۔ قریب کرنا اور اپنے پیچھے چلانا بڑی بات ہے۔ جب لوگ آپ سے مل کر یا آپ کو دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیں تو یہ خوشی یا فتح کی نشانی نہیں ہوتی بلکہ خوف اور استغفار کا مقام ہوتا ہے۔

میں آپ سے اس بات پر سو فیصد متفق ہوں کہ واقعی احمدی آپ کو یا آپ کے مریدوں کو جواب دینے سے بھاگتے ہیں۔ میں نے آپ کی ویب سائٹ پر موجود تمام مواد (خطوط، آرٹیکل، نیوز) کو بڑے غور سے پڑھا ہے اور بڑی نیک نیتی کے ساتھ پڑھا ہے۔ لیکن آپ نے اور آپ کے مریدوں نے جماعت احمدیہ کے خلفاء، مربیان اور دیگر احباب کو جس بازاری الفاظ سے مخاطب کیا ہے وہ کسی بھی تہذیب یافتہ انسان کو اور خصوصاً ایسے انسان کو جو خدا کی طرف سے ہونے کا دعویدار ہو کو زیب نہیں دیتے۔ مجھے معلوم ہے اس کے جواب میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے نکال کر رکھ دیں گے۔ مگر بغیر سیاق وسباق کے۔ (دوسری جگہ اس سلسلہ میں تفصیلی بات کر چکا ہوں)

میں نے آپ کے سخت سے سخت سوال اور اعتراض کا جواب دیا ہے۔ مگر کسی جگہ اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ اور آپ کے مریدوں کی عزت نفس کا خیال رکھا ہے۔ یہی خدا کا حکم ہے اور یہی خدا کی تعلیم ہے کہ دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی غلط نام سے نہ پکارو۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

نہ اچھائی برائی کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے (برابر)۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔

(سورۃ حم السجدہ ۴۱:۳۵)

میری استدعا ہے کہ اپنی اس کامیابی پر خوش ہونے کی بجائے آپ اور آپ کے مرید اپنے رویوں پر نظر ثانی فرمائیں۔ تا کہ لوگ آپ سے بھاگنے کی بجائے آپ کے قریب آئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی از قرآن پاک والہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہاں خاکسار نے قرآن پاک کے وہی حوالے لئے ہیں جو خدا نے مامورین کی سچائی کو پرکھنے کے بتائے ہیں۔ انہی حوالوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سچائی کے لئے پیش کیا ہے۔ اور یہی حوالے تمام مرسلین کی سچائی پر مہر ہیں۔ اور انہیں طریق پر چل کر ہم سچے اور جھوٹے کی پہچان کر سکتے ہیں۔

۱۔ ثبوت نمبر ۱

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔ (سورۃ الجن ۷۲: ۲۷، ۲۸)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں:

"جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۹)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بہت سی غیب کی خبریں دیں یہاں صرف ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ آپؓ کی مشہور رویا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مصلح موعود ہونے کی بشارت دی۔

"وہ رویا یہ تھا کہ میں نے دیکھا۔ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے جس کے پاس میں ہوں برسرِ پیکار ہے، یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔"

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۲)

اسی رویامیں آپؒ کو دکھایا گیا

"اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آرہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رویاء میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رویاء میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے۔ اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی۔"

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۳)

محترم جنبہ صاحب یہ رویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی پیدائش سے بھی قبل ۱۹۴۴ء میں دیکھی۔ پھر کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہوئے کہ خلیفہ وقت کو جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیٹا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کا نافلہ بھی تھا کو لندن آنا پڑا اور خواب کا ایک حصہ اس طرح پورا ہو گیا کہ وہ کوئی انگریزی فوج تھی۔

آپ نے خوابیں وغیرہ پاکستان میں دیکھیں مگر خدا تعالیٰ آپ کو پاکستان سے جرمنی لایا۔ جیسا کہ آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۷۴ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار پہلے بھی اپنے کسی مضمون میں اِس کا اِظہار کر چکا ہے کہ میں قطعاً پاکستان سے باہر نہیں جانا چاہتا تھا۔ پاکستان میں میرے جیسے بھی حالات تھے میں اِس پر راضی بَرضا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ جس مشن پر میں نے اِسے کھڑا کیا ہے ایسا شخص پاکستان یا بطور خاص ربوہ میں نہیں رہ سکتا۔ جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب اللہ تعالیٰ مجھے مجبور کر کے جرمنی لایا ہے اور میں اُسکی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے جرمنی آیا ہوں۔ میں آپ لوگوں کی طرح دیارِ غیر میں دنیا کمانے کیلئے نہیں آیا اور اِس حقیقت کو جرمنی میں کیل کے میرے ہم

آپ کا جرمنی آنا ضروری تھا کیونکہ یہی بات خدا نے بہت پہلے اپنے سچے موعود کو بتا رکھی تھی کہ جرمن فوج تم پر حملہ کرے گی۔

اور پھر اسی رویا میں خدا نے یہ خوش خبری بھی دی کہ وہ جرمن فوج ناکام رہے گی۔

اور پھر آخر میں آپ کو بتایا کہ تم ہی مصلح موعود ہو۔

"وَ اَنَاالْمَسِیحُ المَو عُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ" اور میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اُس کا مثیل اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا؟ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں؟ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِیْلُہٗ میں اس کا نظیر ہوں وَ خَلِیْفَتُہٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا اس کے مطابق اور اُسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے

اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔"

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۸)

جنبہ صاحب آپ اس خواب کو شیطانی اور نفسانی کہتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔"

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۸۹)

اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اس خواب میں پیشگوئیاں رکھ دیں اور وہ پوری بھی اسی شخص کے ذریعے ہوئیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ مصلح موعود پر حملہ آور ہونے والا تھا۔ اللہ اکبر (نوٹ: آپؓ کے چند اور الہامات کا ذکر دوسرے مضمون میں کیا ہے)

۲۔ ثبوت نمبر ۲

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا۔ تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اُس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

(سورۃ الحاقہ ۶۹: ۴۵تا۴۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تئیس برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔"

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۴۳۴)

محترم جنبہ صاحب آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۶۸ کے صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر اس قرآنی حکم کی یوں وضاحت فرماتے ہیں

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کیلئے ہے۔ اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی

نیز آپ یہ حوالہ تحریر کرتے ہیں:

''کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔'' (مناظرۂ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

محترم جنبہ صاحب آپ ہی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا یہ الہام اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۲۸ پر درج فرمایا ہے

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے'

اس الہام کے بعد آپ کم و بیش ۵۶ سال زندہ رہے۔ اور یہ آپ کی سچائی کا دوسرا ثبوت ہے۔

بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ خدا اپنے سچوں کو ہر الزام سے بری کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۵ جنوری ۱۹۴۴ء کو خواب دیکھا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۵۴ء میں آپؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ شدید زخمی ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بچا لیا۔ پھر آپؓ شدید بیمار رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے بندے کو ہر الزام سے پاک رکھنے کے لئے اور ہر الزام سے بریت کے لئے آپؓ کو ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۲ دن زندہ رکھا۔ جو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے دورِ نبوت سے ایک دن زیادہ یا برابر بنتا ہے۔

(اس کی تفصیل میں اپنے دوسرے مضمون 'قطع وتین اور حضرت مصلح موعودؓ' میں بیان کر چکا ہوں)

۳۔ ثبوت نمبر ۳

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

اور کوئی نبی ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اس کے ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے۔

(سورۃ الزخرف ۴۳:۸)

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

(سورۃ یٰسین ۳۶:۳۱)

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کے مخالفین اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ اور انہی الزامات میں سے ایک الزام ان کے کردار کشی کی صورت میں بھی لگایا جاتا ہے۔ یہ الزام ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں بھی آپ پر لگائے گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ الزام آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی لگائے گئے۔ ذیل میں ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔

''اخیر میں ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اخبار مذکورہ بالا میں منشی محمد رمضان صاحب نے تہذیب سے گفتگو نہیں کی بلکہ دینی مخالفوں کی طرح جابجا مشہور افتراء پردازوں سے اس عاجز کو نسبت دی ہے۔ اور ایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی۔ کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔ اس پیشگوئی پر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ نیکوں کو نیک باتوں کا اور زانیوں کو عورتوں کا۔ ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ ناظرین منشی صاحب کی تہذیب کا آپ اندازہ کرلیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۳۰)

یہ سلسلہ آج تک جاری ہیں۔ اور یہی الزام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بھی لگائے گئے اور آج تک جاری ہیں۔ کبھی کسی نے مسیلمہ کذاب پر اس قسم کے الزام نہیں لگائے۔ نہ ہی دیگر کسی جھوٹے مدعی پر اس قسم کے الزام لگائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خود آپ کی جماعت میں کئی مدعیان پیدا ہو چکے ہیں۔ کئی مصلح موعود کے امیدوار پیدا ہو چکے ہیں۔ کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ ان پر اس قسم کے الزام لگے ہوں۔ یہ الزام سچے مامورین پر ہی لگائے جاتے ہیں۔ ایسے الزام جنبہ صاحب پر بھی نہیں لگے۔
اس لئے جب جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اس قسم کے الزام لگائے جائیں گے تب تب یہ آپ کی صداقت کا ثبوت ہوں گے۔

۴۔ ثبوت نمبر ۴

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۚ

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اُسے جھوٹے طور پر گھڑ لیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ (کسی صورت) ایمان لانے والے نہیں۔ پس چاہئے کہ اس جیسا کوئی کلام لاکے دکھائیں اگر وہ سچے ہیں۔

(سورۃ الطور ۵۲: ۳۴، ۳۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی الہامات، کشوف اور خوابوں کے ذریعے غیب کی باتوں سے مطلع فرمایا۔ آپؓ نے قبل از وقت ان کو شائع فرمایا۔ اور وہ باتیں اپنے وقت پر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئیں۔

محترم جنبہ صاحب نے ان الہامات، کشوف کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ ان پر اعتراضات کئے ہیں۔ محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس خواب کو بے مقصد، مہمل، شیطان کی آنت اور بلی کو چھچھڑوں کے خواب جیسے الفاظ سے نواز رہے ہیں۔۔ اس کے ثبوت کے لئے محترم جنبہ صاحب کے آرٹیکلز میں سے ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔ دیگر آرٹیکلز میں اس خواب کو نفسانی خواہش سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ اس خواب کی سچائی اور فضیلت اوپر بیان کر چکا ہوں۔

خلیفہ ثانی کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔ جناب امام راشد صاحب! خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۴۴ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تا کہ بعدازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ اُنہیں اِنکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' جناب امام راشد صاحب۔ خلیفہ صاحب کے اِن تمام بیانات کو یکجائی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کر لیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس اِنسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اِیسے وِچار ہوں تو پھر ایسے اِنسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھیچھڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا ۔ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

خلیفہ ثانی کے خواب کی حقیقت۔ جناب امام راشد صاحب۔ خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو اُنہیں اِلہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اِشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خواب بین کو موعود زکی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر نہیں ہوا جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت ''زکی'' کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۲، صفحہ نمبر ۲۷)

محترم جنبہ صاحب اللہ تعالیٰ استہزاء کرنے والوں سے کہہ رہا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ
پس چاہئے کہ اس جیسا کوئی کلام لا کے دکھائیں اگر وہ سچے ہیں۔

(سورۃ الطور ۵۲:۳۵)

آپ بھی کوئی خواب، کوئی الہام ایسا بتائیں جس میں خدا نے آپ کو مخاطب کر کے کہا ہو کہ تم مصلح موعود ہو۔ آپ کو تو چھیچھڑوں کے بھی خواب نہیں آئے۔

۵۔ ثبوت نمبر ۵

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے مامور ہی غالب آتے ہیں:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ
اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔ (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔ اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

(سورۃ الصفت ۳۷:۱۷۲ تا ۱۷۴)

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

(سورۃ المجادلہ ۵۸:۲۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پچاس سال سے لمبا دور خلافت اس بات کا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی قدم قدم پر مدد فرمائی اور ہر موقع پر آپ کو کامیاب اور غلبہ عطا فرمایا۔ ۱۹۱۴ء میں اٹھنے والے فتنہ میں آپ کامیاب ہوئے۔ ۱۹۳۷ء کے فتنہ میں آپ کامیاب ہوئے، ۱۹۵۳ء کے فتنہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی سربراہی میں جماعت کو محفوظ رکھا۔ آپؓ نے جماعت کو ایسا نظام دیا جو اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی بغیر کسی نقص کے بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ جماعت کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا۔ اور اب یہ ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں پوری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ اس دوران بڑے بڑے فتنے اٹھے اور سب ناکام ہوئے۔ اور آج تک ناکام ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ناکام ہوتے رہیں گے۔

اور تو اور خود جنبہ صاحب بھی حضرت مصلح موعودؓ کے دور کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آپ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں۔

محترم جناب مولانا دین محمد شاہد صاحب۔ چنانچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دور خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل یا موعود لڑکا ہونے کا ثبوت ہیں۔ جیسا کہ میں گذشتہ سطور میں بتا چکا ہوں کہ حضورؓ کے اپنے الفاظ

(آرٹیکل نمبر ۷۷، صفحہ نمبر ۷)

۶۔ ثبوت نمبر ۶

عمومی طور پر ہر آنے والے مامور کی بابت گزشتہ مامورین پیشگوئیاں کر کے جاتے ہیں۔ ایسے ہی آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے بعد اس کا جسمانی بیٹا ہوگا

چند حوالے بطور ثبوت پیش خدمت ہیں۔

'IT IS ALSO SAID THAT HE SHALL DIE, AND HIS KINGDOM DESCEND TO HIS SON AND GRANDSON'

(طالمود باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء (از جوزف بارکلے ایل۔ ایل۔ ڈی) ناشر لنڈن جان مرے البیرل سٹریٹ ۱۸۷۸)

ترجمہ:۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ مسیح (موعود) کے وفات پانے کے بعد اُس کی بادشاہت (یعنی آسمانی بادشاہت) اُس کے فرزند اور پھر اُس کے پوتے کو ملے گی۔

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۷۶، ۴۷۷)

دور اُو چوں شود تمام بکام
پسرش یادگارے بینم

یعنی ''جب مسیح موعود کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس کے رنگ میں رنگین ہو جائے گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا''

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۷۷)

اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

''وَاِنَّااِذَاوَدَّعْنَاالدُّنْیَا فَلَامَسِیْحَ بَعْدَ نَآاِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَایَنْزِلُ اَحَدٌمِّنَ السَّمَاءِ وَعَلَا یَخْرُجُ رَاْسٌ مِّنَ الْمَغَارَۃِ اِلَّامَاسَبَقَ مِنْ رَّبِّیْ قَوْلٌ فِی الذُّرِّیَّۃِ ۔ (اِشَارَۃٌ فِیْ قَولِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ' منہ

اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔ (اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ)'' (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۴۷)

مندرجہ بالا حوالوں کی مدد سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسمانی لڑکا ہی وہ موعود تھا۔ جس کا پیشگوئی مصلح موعود میں ذکر ہے۔

۷۔ ثبوت نمبر ۷

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چالیس دن کی دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بشارت دی جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ اور جنبہ صاحب خود بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔'' (مکتوب ۴/دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

حضورؑ کے ان الہامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً) اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اوّل) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔ (ثانیاً) یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اوّل) تو ضرور فوت ہو گیا لیکن آپکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا آپ سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۳ اور ۵)

خاکسار نے ''الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق'' کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ الہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضورؑ سبز اِشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ''اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سرّ الخلافہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّ لِیۡ کَانَ اِبۡنًا صَغِیۡرًا وَّ کَانَ اسۡمُہٗ بَشِیۡرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیۡ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ اٰثَرُوۡا سُبُلَ التَّقۡوٰی وَالۡاِرۡتِیَاعِ فَاُلۡہِمۡتُ مِنۡ رَّبِّیۡ۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیۡکَ تَفَضُّلًا عَلَیۡکَ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سرّ الخلافہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو اُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

چناچہ اِسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوکر موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دورِ خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کا ثبوت ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی زکی غلام کا۔ اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۷)

مندرجہ بالا حوالوں میں اور دیگر بہت جگہ پر جنبہ صاحب نے یہ اعتراف کیا ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بشیر اول کے مثیل ہیں۔ اور جو پیشگوئیاں بشیر اول کی بابت کی گئی تھیں ان کا اطلاق بشیر ثانی پر ہوتا ہے۔

اب دیکھتے ہیں بشیر اول کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا تھا۔

''اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔''

اور بشیر ثانی کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ''

'وہ شخص جسے خدا کہہ رہا ہے کہ میں نے اسے مقدس روح دی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ اور وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا' کیا ایسا شخص جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو یہ الزام خدا پر جاتا ہے نہ کہ اس شخص پر۔ اور ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

اس کا جواب بھی جنبہ صاحب خوب دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ نوح کا بیٹا بھی تو خراب اور نافرمان نکلا تھا۔

احباب کرام! کیا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا موعود تھا۔ ہر گز نہیں۔ کیا کوئی قرآن پاک سے یہ ثابت کر سکتا ہے؟

وہ موعود بیٹا نہیں تھا۔ اس لئے وہ حضرت نوحؑ کی دعا کے باوجود طوفان میں غرق ہوگیا۔ قرآن پاک میں جن موعود بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب کے سب صالح اور نبی بنے۔ اور خدا جو قرآن پاک میں وعدہ کرتا ہے کہ وہ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا کیسے ممکن ہے کہ

پہلے اپنے نبی کو ایک بیٹے کی بشارت دے۔ اسے روح القدس، نور اللہ اور رجس سے پاک کہے اور پھر اپنے وعدہ سے پھر جائے۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ کوئی شریف انسان اپنے وعدہ سے نہیں پھرتا اور وہ خدا جو ہمیں یہ حکم دے رہا ہے کہ وعدہ خلافی نہ کرو وہ خود اپنے وعدے کا پاس نہ کرے۔ اور پھر دیکھیں اگر حضرت نوحؑ کا بیٹا نافرمان تھا تو خدا نے نبی کی امت اس کے حوالے نہیں کی بلکہ اسے غرق کر دیا۔ نور اللہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس لئے آپؓ نے جو بھی دعوے کئے وہ سب سچ ہیں۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی کا سب سے بڑا نشان ہے۔

محترم جنبہ صاحب آپ نے ایک ثبوت مانگا تھا۔ میں نے سات ثبوت دے دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں　　　　اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

آخر میں جنبہ صاحب کا ایک وعدہ بطور یاددہانی پیشِ خدمت کر رہا ہوں:

جس طرح آپ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعود کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔ اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلونگا۔ اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعود کے موعود "زکی غلام" کی پیروی اختیار کرلو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲)

محترم جنبہ صاحب! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً

اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ ہدایت اس پر روشن ہو چکی ہو اور مومنوں کے طریق کے سوا کوئی اور طریق اختیار کرے تو ہم اسے اُسی جانب پھیر دیں گے جس جانب وہ مڑ گیا ہے اور ہم اسے جہنّم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ النساء ۴:۱۱۶)

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔ کہ آپ اپنی تمام کتابوں کو جلا کر امام وقت کے مقررہ خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائیں۔ اللہ تعالیٰ حق آپ پر آشکار کرے۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند پیشگوئیاں

اللہ تعالیٰ کا اپنے سچے مامورین کی نسبت یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں غیب کی خبریں دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

گزشتہ صفحات میں حضرت مصلح موعودؓ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کر چکا ہوں۔ جو آپؓ کو ۱۹۴۴ء میں ایک رویا کے ذریعے بتائی گئی۔ اور آج وہ بڑی شان سے پوری ہو چکی ہے۔ ذیل میں چند اور پیشگوئیاں پیش خدمت ہیں۔

مقدمہ دیوار کے فیصلہ کی قبل از وقت خبر: تاریخ احمدیت جلد سوم میں مقدمہ دیوار کا واقعہ بڑی تفصیل سے گزر چکا ہے کہ کس طرح آپ کے چچازاد بھائیوں نے آپ کو تکلیف دینے کی خاطر ایک دیوار کھینچ دی تھی۔ حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کو اس بارے میں بذریعہ خواب دیوار کے گرائے جانے کا نظارہ دکھایا گیا۔ حضور فرماتے ہیں۔

”میں نے خواب میں دیکھا کہ دیوار گرائی جا رہی ہے اور لوگ ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر پھینک رہے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ بارش ہو چکی ہے اس حالت میں میں نے دیکھا کہ مسجد کی طرف حضرت خلیفہ اولؓ تشریف لا رہے ہیں۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور دیوار گرائی گئی تو بعینہ ایسا ہی ہوا۔ اس روز کچھ بارش بھی ہوئی اور درس کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ جب واپس آئے تو آگے دیوار توڑی جا رہی تھی میں بھی کھڑا تھا چونکہ اس خواب کا میں آپ سے پہلے ذکر کر چکا تھا اس لئے مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ میاں دیکھو۔ آج تمہارا خواب پورا ہو گیا۔“

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد ۴، صفحہ نمبر ۴۴)

پہلا الہام:

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے'

آپ اس الہام کی نسبت فرماتے ہیں: میں نے جا کر حضرت مسیح موعودؑ کو بتادیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو اپنے الہامات کی کاپی میں لکھ لیا۔

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۵۵)

اس الہام کو سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ اور انشاءاللہ قیامت تک پورا ہوتا رہے گا۔ آج سے پہلے بھی کئی لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر طرح طرح کے الزامات لگا کر آپؓ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور ان کا اپنا نشان مٹ گیا۔ آج بھی جنبہ صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ جو الہام آج سے سو سال پہلے ہوا تھا۔ اور سو سال ہو جانے کے باوجود وہ ہر روز بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے وہ جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اپنی امت کو جان بوجھ کر گمراہ کرا رہا ہے۔ اور ایک جھوٹے مدعی کے مقابل پر کچھ نہیں کر پا رہا۔ جس طرح آج سے سو سال پہلے آپؓ کے ماننے والے آپؓ کے منکرین پر غالب تھے اسی طرح آج بھی آپؓ کو ماننے والے آپؓ کے منکرین پر غالب ہیں۔ اور انشاءاللہ قیامت تک غالب رہیں گے۔ حاسد پہلے بھی اپنی حسد کی آگ میں جل کر خاک ہو گئے اور انشاءاللہ اب بھی ایسا ہی ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کی خبر رویا میں:

۲۸/اپریل ۱۹۰۵ء کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ'۔ عجیب بات ہے کہ ادھر حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا اور ادھر حضور کے فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کو خواب میں یہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا ہے۔

آپ کے قلم سے اس اہم واقعہ کی پوری تفصیل یہ ہے کہ:

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا 'انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ'۔ میں اپنی فوج کے ساتھ اچانک تیری مدد کے لئے آؤں گا۔ جس رات حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا اسی رات ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آج یہ الہام ہوا ہے کہ ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ'۔ جب صبح ہوئی تو مفتی محمد صادق صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو تازہ الہامات ہوئے ہوں وہ اندر سے لکھوا لاؤ۔ مفتی صاحب نے اس ڈیوٹی پر مجھے مقرر کیا ہوا تھا۔ اور میں حضرت مسیح موعودؑ کے تازہ الہامات آپ سے لکھوا کر مفتی صاحب کو لا کر دے دیا کرتا تھا تا کہ وہ انہیں اخبار میں شائع کر دیں اس روز حضرت مسیح موعودؑ نے جب الہامات لکھ کر دیئے تو جلدی میں آپ یہ الہام لکھنا بھول گئے کہ ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ'۔ میں نے جب ان

الہامات کو پڑھا تو میں شرم کی وجہ سے یہ جرأت بھی نہ کر سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے اس بارے میں کچھ عرض کروں۔ اور یہ بھی جی نہ مانتا تھا کہ جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا اسے غلط سمجھ لوں۔ اسی حالت میں کئی دفعہ میں آپ سے عرض کرنے کے لئے دروازہ کے پاس جاتا مگر پھر لوٹ آتا۔ آخر میں نے جرأت سے کام لے کر کہہ ہی دیا کہ رات مجھے ایک فرشتہ نے بتایا تھا کہ آپ کو الہام ہوا ہے ' انی مع الا فواج اٰتیک بغتۃ '۔ مگر ان الہامات میں اس کا ذکر نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا یہ الہام ہوا تھا مگر لکھتے ہوئے میں بھول گیا۔ چنانچہ کاپی کھولی تو اس میں وہ الہام درج تھا۔''

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۵۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بعض کشوف اور خوابوں کو خود نوٹ فرمایا ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

غیر مبائعین میں افتراق پیدا ہونے کی خبر: دوسرے اللہ تعالیٰ نے غیر مبائعین کے فتنہ کے شروع میں ہی مجھے خبر دی تھی۔ ''لَيُمَزِّقَنَّهُمْ'' اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ چنانچہ یہ الہام اُسی وقت میں نے اُس ٹریکٹ میں شائع کر دیا تھا جس کا نام ہے ''کون ہے جو خدا کے کام روک سکے'' یہ الہام بھی پورا ہوا، یہاں تک کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو ۹۵ فیصدی کہا کرتے تھے اُن کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ وہ واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ اُن میں اتنے شدید اختلافات پیدا ہو گئے اور آپس میں ایسی ایسی سخت مخالفتیں ہوئیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی اس الہام کی صداقت کا اقرار کیا۔ خواجہ صاحب میرے اُستاد تھے کیونکہ اُنہوں نے سکول میں مجھے دو دن پڑھایا تھا۔ اُن کے متعلق یہ روایت ہے جو اُن کے بعض واقفوں نے مجھے پہنچائی کہ وہ اپنی وفات سے پہلے کہا کرتے تھے کہ میاں محمود کی کوئی بات سچی ہو یا نہ ہو مگر اُن کا یہ الہام تو پورا ہو گیا ہے کہ لَيُمَزِّقَنَّهُمْ اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اس الہام سے پہلے مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی یہ حالت تھی کہ وہ دانت کاٹی روٹی کھایا کرتے تھے۔ مگر جب وہ میرے مقابل میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس الہام کے مطابق اُن میں ایسا تفرقہ پیدا کر دیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا گیا اور اُن کی اور مولوی محمد علی صاحب کی آپس میں شدید مخالفت ہو گئی۔ اسی طرح ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک دفعہ احمدیہ مسجد میں کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے کہ ایسا ایسا آدمی یہاں آئے تو سہی میں اُس کی ٹانگیں نہ توڑ دوں اور اس سے اُن کی مراد مولوی محمد علی صاحب تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب سے بھی اُن کی مخالفت ہوئی اور وہ اس قدر بیزار ہوئے کہ اُنہوں نے اپنی وفات سے پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ میرے ارد گرد سخت اندھیرا ہے اور میں اپنے خیالات کا پورے طور پر اظہار نہیں کر سکتا۔ آپ میری طرف اپنا کوئی آدمی بھیجیں، میں اُس کے ذریعہ آپ تک بعض

باتیں پہنچانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر کو خط دے کر لاہور بھیجا مگر اُس وقت بیماری کی وجہ سے اُن کے تمام رشتہ دار اکٹھے تھے وہ کوئی گفتگو نہ کر سکے۔

گزشتہ جنگ عظیم کے متعلق رؤیا: تیسرے گزشتہ جنگ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے قبل از وقت جبکہ اٹلی اور ٹرکی دونوں جنگ میں شامل نہیں تھے ایک رؤیا دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ جرمنی سے ٹرکی کی طرف کنکشن ہوا ہے اور کوئی خبر ہے جو ٹرکی کے نام جرمنی کی طرف سے پہنچائی جارہی ہے۔ اسی دوران میں کسی نے آلہ میرے کان میں لگا دیا اور میں نے سنا کہ جرمن حکومت ٹرکی سے یہ گفتگو کر رہی ہے کہ اٹلی ہمارے خلاف انگریزوں سے ملنے والا ہے، تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ یہ رؤیا مجھے اُس وقت ہوا جبکہ اٹلی جرمنی کا حلیف تھا اور آسٹریا، جرمنی اور اٹلی تینوں کا آپس میں معاہدہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے، اسی لئے اُن کو TRIPLE ALLIANCE (ٹرپیل الائنس) یعنی تین طاقتوں کا اتحاد قرار دیا جاتا تھا۔ مگر اس رؤیا کے عین مطابق واقعہ یہ ہوا کہ اٹلی انگریزوں سے جاملا اور ٹرکی جرمنوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ گویا دو پہلو تھے جو اس رؤیا میں بتائے گئے تھے ایک یہ کہ اٹلی جرمنوں سے غداری کرے گا اور دوسرا یہ کہ ٹرکی اس کے مقابلہ میں جرمنوں سے جا ملے گا۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا سیاست دان بھی قبل از وقت ایسی بات نہیں کر سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر بتائی اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا تھا ویسا ہی وقوع میں آگیا۔

ایک اور اہم رؤیا: اسی طرح گزشتہ جنگ کے موقع پر جب بیلجیئم پر حملہ ہوا اور جرمن بڑے زور سے آگے بڑھ رہے تھے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک طرف انگریز اور فرانسیسی ہیں اور دوسری طرف جرمن اور دونوں میں فٹ بال کا میچ ہو رہا ہے۔ جرمن فٹ بال کو لاتے لاتے گول کے قریب پہنچ گئے مگر گول ہو نہیں سکا۔ اتنے میں پھر اتحادی ٹیم نے طاقت پکڑلی اور انہوں نے فٹ بال کو دوسری طرف دھکیل دیا۔ جرمن یہ دیکھ کر واپس دوڑے اور انگریز بھی فٹ بال لیکر دوڑنے لگے۔ مگر جب وہ گول کے قریب پہنچ گئے تو وہاں انہوں نے کچھ گول گول سے چیزیں بنالیں جن کے اندر وہ بیٹھ گئے اور باہر یہ بھی بیٹھ گئے۔ بعینہ اسی طرح گزشتہ جنگ میں جرمن لشکر نے جب حملہ کیا تو اس کی فوجیں بڑھتے بڑھتے پیرس تک پہنچ گئیں یہاں تک گورنمنٹ کے ذخائر بھی دوسری جگہ تبدیل کر دیئے گئے مگر پھر اُسے واپس لوٹنا پڑا اور جب وہ سرحد پر واپس لوٹ آیا تو وہاں اس نے ٹرنچز (TRENCHES) بنالیں اور اُس کے اندر بیٹھ گیا اور اس طرح چار پانچ سال تک وہاں لڑائی ہوتی رہی۔

انگلستان کو امریکہ سے اٹھائیس سو ہوائی جہاز بھجوائے جانے کی خبر: ایک اور خبر جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جنگ کے متعلق بتائی اور نہایت ہی عجیب رنگ میں پوری ہوئی، وہ یہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور انگریزی گورنمنٹ مجھ سے کہتی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کریں۔ میں نے اُس سے کہا کہ پہلے مجھے اپنے ذخائر کا جائزہ لینے دو، پھر میں بتا سکوں گا

کہ میں تمہارے ملک کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکتا ہوں یا نہیں۔ اس پر حکومت نے مجھے اپنے تمام جنگی محکمے دکھائے اور میں اُن کو دیکھتا چلا گیا۔ آخر میں میں نے کہا کہ صرف ہوائی جہازوں کی کمی ہے۔ اگر مجھے ہوائی جہاز مل جائیں تو میں انگلستان کی حفاظت کا کام کر سکتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو معاً میں نے دیکھا کہ امریکہ کی طرف سے ایک تار آیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ :۔

The American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکن گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سو ہوائی جہاز برطانوی گورنمنٹ کو دیئے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

یہ رؤیا میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو بتا دیا تھا اور انہوں نے آگے اپنے کئی انگریز دوستوں سے اس کا ذکر کر دیا۔ یہاں تک کہ سر کلو جو اُس وقت ریلوے کے وزیر تھے اور بعد میں آسام کے گورنر مقرر ہوئے، اُن کو بھی چوہدری صاحب نے یہ رؤیا بتا دیا تھا۔ اس رؤیا کے چھ ہفتہ کے بعد ایک دن عصر کی نماز کے بعد میں مسجد مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا کہنے لگا کہ ایک ضروری فون آیا ہے میں گیا اور امرتسر والوں سے میں نے پوچھا کہ مجھے کون بلا رہا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ شملہ یا دہلی سے کوئی دوست بات کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر گزری تو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی آواز آئی۔ اُن کا پہلا فقرہ یہ تھا کہ کیا آپ نے وہ خبر پڑھ لی ہے اور دوسرا فقرہ یہ تھا کہ مبارک ہو آپ کی خواب پوری ہو گئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ وہ کہنے لگے ابھی ابھی وہ تار آیا ہے جو برطانوی نمائندہ نے امریکہ سے انگریزی حکومت کو بھجوایا ہے اور وہ میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں؛۔

The American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکن گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سو ہوائی جہاز برطانوی حکومت کو بھجوائے ہیں۔ پھر چوہدری صاحب کہنے لگے میں نے اُسی وقت اُن تمام لوگوں کو فون کیا ہے جن کو میں پہلے سے یہ خبر بتا چکا ہوں کہ دیکھو! امام جماعت احمدیہ نے جو خواب دیکھی اور جو میں نے تمہیں قبل از وقت بتا دی تھی، کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ چونکہ اُنہوں نے سر کلو سے بھی اس رؤیا کا ذکر کیا ہوا تھا، انہوں نے سر کلو کو بھی فون کیا کہ کیا آج کا تار تم نے پڑھا ہے؟ وہ کہنے لگا میں نے ابھی نہیں پڑھا۔ چوہدری صاحب نے کہا پڑھو۔ اُس نے پڑھا تو کہنے لگا ظفر اللہ خاں! تار تو آیا ہے مگر جہازوں کی جتنی تعداد تم نے بتائی تھی اُتنی تعداد کا تو اس میں ذکر نہیں۔ چوہدری صاحب نے کہا تمہیں کیا یاد ہے؟ وہ کہنے لگا تم نے تو ۲۸ سو ہوائی جہازوں کا ذکر کیا تھا اور تار میں پچیس سو لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اُس نے جلدی میں

اٹھائیس سو کو پچیس سو پڑھ لیا۔ چوہدری صاحب کہنے لگے تار کو پھر پڑھو۔ اُس نے دوبارہ تار پڑھی تو کہنے لگا اوہو! اس میں تو اٹھائیس سو ہوائی جہازوں کا ہی ذکر ہے۔

اب دیکھو چھ ہفتے پہلے خدا تعالیٰ نے یہ کیسی عظیم الشان خبر مجھے دی جو اُسی شکل میں پوری ہوئی جس شکل میں مجھے بتائی گئی تھی۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ذمہ دار افسر دو چار دن پہلے تک یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ امریکہ ۲۸ سو ہوائی جہاز بھجوائے گا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے چھ ہفتے پہلے بتادیا کہ تار آئے گا، تار امریکن گورنمنٹ کی طرف سے آئے گا اور تار کا مضمون یہ ہوگا کہ امریکہ ۲۸ سو ہوائی جہاز برطانیہ کے لئے بھجوا رہا ہے۔ گویا تار بتادیا، تار کا مضمون بتادیا، یہ بتادیا کہ تار کس کی طرف سے آئے گا، یہ بتادیا کہ چیز کیا ہے اور پھر یہ بتا دیا کہ اس چیز کی تعداد کیا ہے۔

حکومت امریکہ کے جنگ میں شامل ہونے کی خبر: پھر ۱۹۴۰ء میں میں نے رؤیا بیان کیا تھا کہ میں نے دیکھا ہمارے باغ اور قادیان کے درمیان جو تالاب ہے اُس میں قوموں کی لڑائی ہو رہی ہے مگر بظاہر چند آدمی رسہ کشی کرتے نظر آتے ہیں اور کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر یہ جنگ یونان تک پہنچ گئی تو یکدم حالات میں تغیر پیدا ہو جائے گا اور جنگ بہت اہم ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اعلان ہوا ہے کہ امریکہ کی فوج ملک میں داخل ہو گئی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ امریکہ کی فوج بعض علاقوں میں پھیل گئی ہے مگر وہ انگریزی حلقۂ اثر میں آنے جانے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ڈالتی۔

یہ رؤیا ۱۹۴۰ء کے شروع میں میں نے اُس وقت دیکھا تھا جب کسی کے وہم اور گمان میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ امریکن گورنمنٹ اس لڑائی میں شامل ہو جائے گی۔ مگر پھر ایسے حالات بدلے کہ امریکہ کو اس جنگ میں شامل ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ امریکن فوجیں ہندوستان میں آگئیں چنانچہ اب کراچی اور بمبئی میں جگہ جگہ امریکن سپاہی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بیلجیئم کے بادشاہ کے معزول ہونے کی خبر: پھر ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو ہزاروں لوگوں کے مجمع میں میں نے اپنے ایک کشف کا ذکر کیا تھا جو تین دن کے اندر اندر پورا ہو گیا۔ میں ۲۵ مئی کو کراچی کے سفر سے واپس آرہا تھا کہ میں نے کشفی حالت میں دیکھا ایک میدان ہے جس میں اندھیرا سا ہے اور اُس میں ایک شخص سیاہی مائل سبز سی وردی پہنے کھڑا ہے جس کے متعلق مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی بادشاہ ہے۔ پھر الہام ہوا ''ایب ڈی کیٹڈ (ABDICATED) میں نے اپنے اس کشف کا ذکر ۲۶ مئی کو ایک بہت بڑے مجمع میں کر دیا تھا جبکہ لوگ حکومت برطانیہ کی کامیابی کے متعلق دعا کرنے کے لئے جمع تھے اور میں نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ کوئی بادشاہ اس جنگ میں معزول کیا جائے گا یا کسی معزول شدہ بادشاہ کے ذریعہ کوئی تغیر واقعہ ہوگا۔ چنانچہ اس الہام پر ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے بیلجیئم کے بادشاہ لیوپولڈ کو ناگہانی طور پر معزول کر دیا۔ ایب ڈی کیٹڈ کے لغت کے لحاظ سے یہ معنی کہ کوئی ایسا شخص جو

اپنے اختیارات کو چھوڑ دے BY DENOUNCEMEN کسی اعلان کے ذریعہ سے OR DEFAULT یا عملاً اپنے فرائض منصبی کو ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے۔ گویا یا تو وہ خود کہہ رہے ہیں کہ میں بادشاہت سے الگ ہوتا ہوں یا ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہ بادشاہت کے فرائض کو ادا نہ کر سکے۔ بعینہٖ یہی الفاظ بیلجیئم گورنمنٹ نے استعمال کئے اور اُس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جرمن قوم کے ہاتھ میں ہے اور اب وہ اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا۔ پس اب بیلجیئم کی قانونی گورنمنٹ ہم ہیں نہ کہ لیوپولڈ۔ اس لئے بیلجیئم کے لوگوں کو لیوپولڈ کی بات نہیں ماننی چاہئے بلکہ ہماری بات ماننی چاہئے۔ تم غور کرو یہ کتنا عظیم الشان نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھایا۔ تین دن پہلے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی اور منگل کی رات کو بغیر اس کے کہ کسی اور کو علم ہو بیلجیئم کے بادشاہ نے اپنے آپ کو جرمنوں کے سپرد کر دیا اور وہ معزول ہو گیا۔ یہ وہ خبر تھی جو ہزاروں آدمیوں میں میں نے قبل از وقت سنا دی تھی۔

(انوارالعلوم، جلد نمبر ۱۷۔ الموعود، صفحہ نمبر ۵۵۲ تا ۵۷۰، ۵۵۴ تا ۵۷۳)

مندرجہ بالا پیشگوئیوں کے علاوہ بھی آپؓ کی بے شمار پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتابی شکل میں بھی چھپ چکی ہیں۔ یہاں صرف چند پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ کیا خدا کسی جھوٹے دعویدار کو اتنی کثرت سے غیب کی خبریں دے سکتا ہے؟ یقیناً خدا کا یہ سلوک کسی سچے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔

مصلح موعود کی صداقت کے نشان از قلم مصلح موعودؓ

ایک رویاصادقہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر یہ انکشاف فرمایا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق تم ہو۔ اس رویا کے دیکھنے کے بعد آپؓ نے حلفاً اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ مگر ناقدین کی طرف سے اعتراضات کا سلسلہ جاری رہا۔ اتمام حجت کے لئے آپؓ نے ایک کتاب 'الموعود' تحریر فرمائی۔ اس میں بڑی تفصیل سے پیشگوئی مصلح موعود کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی باون نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ آپؓ نے وہ باون نشانیاں درج فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

''یہ علامتیں ہیں جو اس پیشگوئی میں آنے والے کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ علامتیں تو ایسی ہیں جو صرف مومنوں کے متعلق ہیں اور وہی ان کی صداقت کی گواہی دے سکتے ہیں۔ لیکن بعض علامتیں ایسی ہیں جو نہ ماننے والوں کے متعلق ہیں اور اُن علامات کو پیش کر کے اُن پر حجت تمام کی جاسکتی ہے۔ میں اس وقت ایسی ہی علامات کو لیتا ہوں جن کے پورا ہونے کا دشمن سے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔''

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۳۲)

۱۔ مصلح موعود کا علوم ظاہری سے پر کیا جانا۔

یہاں آپؓ تحریر فرماتے ہیں کہ میری صحت کے بارہ میں سب کو علم ہے۔ نیز میری نظر اس قدر کمزور تھی کہ میں کتاب نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مجھے اپنے پاس بیٹھا لیتے وہ خود پڑھتے جاتے اور میں سنتا رہتا۔ اس طرح انہوں نے مجھے پڑھایا۔ مگر اصل علم تو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا۔ اور قرآن کریم کے معارف مجھ پر کھولے۔

آپ نے چیلنج کیا کہ کوئی بھی میرے مقابل پر آکر قرآن پاک کی تفسیر لکھ کر دیکھ لے۔ آپ نے قرآن پاک کی بعض سورتوں کی تفسیر بھی تحریر فرمائی۔ اُس وقت بھی بعض ناقدین نے اس تفسیر پر اعتراض کئے کہ پہلے سے لکھی گئی تفاسیر میں سے چوری کر کے تفسیر لکھ دی ہے۔ اور آج بھی بعض لوگ اسی قسم کی باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپؓ فرماتے ہیں:

''اس کے علاوہ قرآن کریم کے بہت سے حصوں کی تفسیر میری طرف سے لکھی ہوئی موجود ہے۔ اس شائع شدہ تفسیر سے بھی اس پیشگوئی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بعض دشمن اس موقع پر کہہ دیا کرتے ہیں غیر مبائعین میں سے بھی اور دوسروں میں سے بھی کہ ہم مانتے ہیں آپ بہت ذہین ہیں، باتیں خوب نکال لیتے ہیں اور مناسب مضمون اخذ کر لیتے ہیں۔ مگر اس اعتراض سے بھی میری صداقت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس اعتراف کے معنی یہ بن جائیں گے کہ مرزا صاحب نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ ۹ سال کے عرصہ میں

میرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو بہت ذہین ہوگا اور بڑا چالاک ہوگا اور پرانی تفسیروں میں سے ایسے ایسے علوم چرانے کا اسے ملکہ حاصل ہوگا کہ اُس وقت کے بڑے بڑے تجربہ کار بھی اس قسم کی علمی چوری میں اُس کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور پھر وہ زندہ بھی رہے گا اور اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔ اگر یہی نتیجہ نکالا جائے تو میں کہتا ہوں کہ کیا کسی انسان کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ ایسی پیشگوئی کر سکے اور کہہ سکے کہ ۹ سال کے اندر میرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو ایسا ذہین اور ہوشیار ہوگا کہ بڑے بڑے مولوی بھی اُس کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر سکیں گے پھر کیا وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ایسا لڑکا زندہ رہے گا۔ اور کیا وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ایسا لڑکا اپنی چالاکی سے ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا؟ اگر وہ یہ بہانہ کرتے ہیں تو بیشک وہ میرا نام چالاک رکھ دیں، مجھے ہوشیار اور تجربہ کار کہہ لیں۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کی صداقت میں شبہ نہیں ہو سکتا اور ماننا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خبر دی تھی کہ آپ کے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو مولویوں کو شکست دے گا، وہ خبر سچی ثابت ہوئی۔ خدا نے مجھے ایسی مدد دی ہے اور میری تائید میں اپنے نشانات کو اس طرح پے در پے نازل کیا ہے کہ آج دشمن میرے مقابل پر سوائے آئیں بائیں شائیں کرنے کے کوئی بھی معقول اور صحیح بات اپنی زبان پر نہیں لا سکتا اور اس طرح اپنی شکست کو تسلیم کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت کو وہ پنے عمل سے واضح کر رہا ہے۔

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا چیلنج ہر اُس شخص کے لئے اب بھی قائم ہے جو مقابلہ کا اہل ہو۔ یعنی وہ اس حیثیت کا ہو کہ اُس سے مقابلہ کرنا کوئی فائدہ رکھتا ہو۔ ورنہ یوں تو ہر آدمی چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کر سکتا ہے اور وقت کے ضیاع سے زیادہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔''

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۴۵، ۵۴۶)

۲۔ <u>مصلح موعود کا علوم باطنی سے پر کیا جانا۔</u>

''دوسری خبر اِس پیشگوئی میں یہ دی گئی تھی کہ وہ باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ سے اُن کا تعلق ظاہر ہو اور وہ اُن کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کر سکیں۔ سو اس شق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں۔''

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۴۶)

یہاں آپؓ نے بعض پیشگوئیوں کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ ان میں سے چند پیشگوئیوں کو گزشتہ مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

تیسری پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کی تبلیغ اُس کے ذریعہ سے مختلف ملکوں میں ہوگی۔ یہ پیشگوئی بھی ایسے رنگ میں پوری ہوئی کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

جب خلافت کے مقام پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا اُس وقت جماعت کی حالت یہ تھی کہ خزانہ میں صرف چند آنے تھے اور اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ مالی حالت ایسی کمزور تھی کہ وہ اشتہارات جو ہم غیر مبائعین کے جواب میں شائع کرنا چاہتے تھے، اُن کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ اشتہارات تو ہم لکھ سکتے تھے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُن اشتہارات کے شائع ہونے کی کیا صورت ہوگی۔ ابتداء ہونے کی وجہ سے چندہ کی تحریک بھی نہیں کی جاسکتی تھی کیونکہ ڈر تھا کہ لوگ گھبرا نہ جائیں۔ اسی فکر میں تھا کہ ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے شاید تمہیں اشتہارات کے متعلق یہ خیال ہوگا کہ اُن کی اشاعت کیلئے روپیہ کہاں سے آئے گا۔ میرے پاس اس وقت دارالضعفاء کا چندہ ہے یہ لے لو جب روپیہ آئے تو واپس کر دینا۔ چنانچہ اُنہوں نے پانچ سو روپیہ کی تھیلی میرے سامنے رکھ دی۔ اِس طرح جو چندہ ملا اُس سے وہ پہلا اشتہار شائع کیا گیا جس کا عنوان ہے۔

"کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے"

پھر ایسی حالت میں جب کہ جماعت کے بڑے بڑے لیڈر مخالف تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اعلان کرایا کہ لَيُمَزِّقَنَّهُمُ اللہ تعالیٰ اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ غرض ایک طرف تو یہ اعلان شائع ہوا کہ "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" اور دوسری طرف یہ اعلان کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اُن کی جمعیت کو پراگندہ کر دے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ نہ صرف اُس نے ہمیں اپنی حالت کو سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائی بلکہ باہر کی جماعتوں کو مضبوط کرنے کی بھی اُس نے طاقت دی۔ اُس وقت غیر مبائعین اپنے متعلق عَلَى الْاِعْلَان کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ جماعت کا پچانوے فیصدی حصہ ہے اور ان کے ساتھ صرف پانچ فیصدی ہے۔ مگر اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوت عطا فرمانی شروع کر دی اور ایسے علماء اُس نے اپنے فضل سے مجھے عطا فرمائے جو میرے حکم پر غیر ممالک میں نکل گئے اور انہوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچایا۔ اس سے پہلے صرف افغانستان ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں کسی اہمیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا تھا، باقاعدہ جماعت اور کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب بے شک انگلستان گئے مگر وہاں اُنہوں نے احمدیت کا ذکر سمِ قاتل قرار دے دیا اس لئے اُن کے ذریعہ انگلستان میں جو مشن قائم ہوا وہ احمدیت کی تبلیغ اور اُس کی اشاعت کا موجب نہیں ہوا۔ اگر نام پھیلا تو خواجہ صاحب کا نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ بہرحال بیرونی ممالک میں

سے سوائے افغانستان کے اور کوئی ملک ایسا نہیں تھا جہاں میری خلافت سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا ہو۔ مگر جب میرا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے (۱) سیلون (۲) ماریشس (۳) سماٹرا (۴) جاوا (۵) سٹریٹس سیٹلمنیٹس (۶) چین (۷) جاپان (۸) بخارا (۹) روس (۱۰) ایران (۱۱) عراق (۱۲) شام (۱۳) فلسطین (۱۴) مصر (۱۵) سوڈان (۱۶) ابی سینیا (۱۷) مراکو (۱۸) سیرالیون (۱۹) نائیجیریا (۲۰) گولڈ کوسٹ (۲۱) ٹال (۲۲) انگلستان (۲۳) جرمنی (۲۴) سپین (۲۵) فرانس (۲۶) اٹلی (۲۷) ہنگری (۲۸) یونان (۲۹) البانیا (۳۰) پولینڈ (۳۱) زیکوسلواکیہ (۳۲) یوگوسلاویا (۳۳) یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ (۳۴) ارجنٹائن اور اسی طرح اور کئی علاقوں میں تبلیغ اسلام اور احمدیت پھیلائی اور ہزاروں مسیحی میرے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوئے۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۷۶، ۵۷۸)

۴۔ اسیروں کی رستگاری:

ایک پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی میرے ذریعہ سے پورا کیا۔ اوّل تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے اُن قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں تھی اور وہ نہایت ذلیل اور پست حالت میں تھیں۔ وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں۔ نہ اُن میں تعلیم پائی جاتی تھی، نہ اُن کا تمدن اعلیٰ درجے کا تھا، نہ اُن کی تربیت کا کوئی سامان تھا جیسے افریقن علاقے ہیں کہ اُن کو دنیا نے الگ پھینکا ہوا تھا اور وہ صرف بیگار اور خدمت کے کام آتے تھے۔ ابھی مغربی افریقہ کے ایک نمائندہ آپ لوگوں کے سامنے پیش ہو چکے ہیں اس ملک کے بعض لوگ تو تعلیم یافتہ ہیں لیکن اندرونِ ملک میں کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کپڑے تک نہیں پہنتے تھے اور ننگے پھرا کرتے تھے۔ ایسے وحشی لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ ہزارہا لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہاں کثرت سے عیسائیت کی تعلیم پھیل رہی تھی اور اب بھی بعض علاقوں میں عیسائیوں کا غلبہ ہے لیکن میری ہدایت کے ماتحت ان علاقوں میں ہمارے مبلغ گئے اور انہوں نے ہزاروں لوگ مشرکوں میں سے مسلمان کئے اور ہزاروں لوگ عیسائیت میں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لے آئے۔ اس کا عیسائیوں پر اس قدر اثر ہے کہ انگلستان میں پادریوں کی ایک بڑی انجمن ہے جو شاہی اختیارات رکھتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اور اس کی نگرانی کے لئے مقرر ہے۔ اُس نے ایک کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ اس امر کے متعلق رپورٹ کرے کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کیوں رُک گئی ہے۔ اُس کمیشن نے اپنی انجمن کے سامنے جو رپورٹ پیش کی اُس میں درجن سے زیادہ جگہ احمدیت کا ذکر آتا ہے اور لکھا ہے کہ اس جماعت نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا ہے۔ غرض مغربی افریقہ اور امریکہ دونوں ملکوں میں حبشی قومیں کثرت سے اسلام لا رہی ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں میں تبلیغ کا موقع عطا فرما کر مجھے ان اسیروں کا رستگار بنایا اور ان کی زندگی کا معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

آزادیٔ کشمیر کے لئے جدوجہد: پھر اسیروں کی رستگاری کے لحاظ سے کشمیر کا واقعہ بھی اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور ہر شخص جو ان واقعات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے، یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی کشمیریوں کی رستگاری کے سامان پیدا کئے اور ان کے دشمنوں کو شکست دی۔ کشمیر کی قوم اس طرح غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی کہ گورنمنٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ زمین اُن کی نہیں بلکہ راجہ صاحب کی ہے گویا سارا ملک ایک مزارع کی حیثیت رکھتا تھا اور راجہ صاحب کا اختیار تھا کہ جب جی چاہا اُن کو نکال دیا۔ انہیں نہ درخت کاٹنے کی اجازت تھی اور نہ زمین سے کسی اور رنگ میں فائدہ حاصل کرنے کی۔ بے گار کا یہ حال تھا کہ ۱۹۰۹ء میں میں کشمیر گیا تو ایک مقام سے چلتے وقت میں نے تحصیلدار سے کہا کہ ہمارے لئے کسی مزدور کا انتظام کر دیا جائے۔ اُس نے رستہ میں سے ایک شخص کو پکڑ کر ہمارے پاس بھیج دیا کہ اس کے سر اس کے سر پر اسباب رکھوادیں ہم نے اُسے سامان دے دیا مگر ہم نے دیکھا کہ وہ راستہ میں بار بار ہائے ہائے کرتا تھا۔ آخر ایک جگہ پہنچ کر اُس نے تھک کر ٹرنک نیچے رکھ دیا۔ میں نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اُس سے کہا کہ کشمیری تو بہت بوجھ اٹھانے والے ہیں تم سے یہ معمولی ٹرنک بھی نہیں اُٹھایا جاتا۔ وہ کہنے لگا میں مزدور نہیں ہوں میں تو زمیندار ہوں اپنے گاؤں کا معزز شخص ہوں اور دولہا ہوں جو برات میں جا رہا تھا کہ مجھے راستہ میں تحصیلدار نے پکڑ لیا اور اسباب اُٹھانے کے لئے آپ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے اُسی وقت اُسے چھوڑ دیا کہ تم جاؤ ہم کوئی اور انتظام کر لیں گے۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کس قدر ادنیٰ اور گری ہوئی حالت میں تھے۔ میں نے خود کشمیر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سو دو سو کے قریب مسلمان جمع ہیں اور ایک ہندو اُن کو ڈانٹ رہا ہے اور وہ بھی کوئی افسر نہیں تھا بلکہ معمولی تاجر تھا اور وہ سارے کے سارے مسلمان اُس کے خوف سے کانپ رہے تھے۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۸۱، ۵۸۳)

۵۔ **جلالِ الٰہی کا ظہور:**

پانچویں خبر یہ دی گئی تھی کہ اُس کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ یہ خبر بھی میرے زمانہ میں ہی پوری ہوئی۔ چنانچہ میرے خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلی جنگ ہوئی اور اب دوسری جنگ شروع ہے۔ جس سے جلالِ الٰہی کا دنیا میں ظہور ہو رہا ہے۔ شاید کوئی شخص کہہ دے کہ اِس وقت لاکھوں کروڑوں لوگ زندہ ہیں اگر ان لڑائیوں کو تم اپنی صداقت میں پیش کر سکتے ہو تو اس طرح ہر زندہ شخص ان کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگیں میری صداقت کی علامت ہیں۔

اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ اگر اُن لاکھوں کروڑوں لوگوں کو جو اس وقت زندہ ہیں ان جنگوں کی خبریں دی گئی ہیں تو یہ ہر زندہ شخص کی علامت بن سکتی ہیں اور اگر اُن کو اِن لڑائیوں کی خبریں نہیں دی گئیں تو پھر جس کو اِن جنگوں کی تفصیل بتائی گئی ہے اسی کے متعلق جلالِ الٰہی کا ظہور کہا جائے گا۔ (انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۹۴)

٦۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا:

مخالفین کی ارادۂ قتل میں ناکامی: چھٹی خبر یہ دی گئی تھی کہ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُس کا حافظ و ناصر ہو گا اور اُسے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس الہام کی صداقت میں متواتر میری حفاظت اور نصرف کی ہے۔ مجھے اس وقت تک کوئی ایسا الہام نہیں ہوا جس کی بناء پر میں کہہ سکوں کہ میں انسانی ہاتھوں سے نہیں مروں گا لیکن بہر حال میں اس یقین پر قائم ہوں کہ جب تک میرا کام باقی ہے اُس وقت تک کوئی شخص مجھے مار نہیں سکتا۔ میرے ساتھ متواتر ایسے واقعات گزرے ہیں کہ لوگوں نے مجھے ہلاک کرنا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اُن کے حملوں سے مجھے محفوظ رکھا۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۹۵)

قبولیت دعا کا نشان: خدا کا سایہ سر پر ہونے کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کی کثرت سے دعائیں سنے گا۔ یہ علامت بھی اتنی بیّن اور واضح طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے کہ اس امر کی ہزاروں نہیں، لاکھوں مثالیں مل سکتی ہیں کہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سنیں۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ پھر یہ نہیں کہ میری دعاؤں کی قبولیت کے صرف احمدی گواہ ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں عیسائی، ہزاروں ہندو اور ہزاروں غیر احمدی بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے متعلق میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور اُن کی مشکلات کو دور کیا۔ ''الفضل'' میں بھی ایسے بیسیوں خطوط وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں کہ کس طرح مخالف حالات میں لوگوں نے مجھے دعاؤں کے لئے لکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی مشکلات کو دُور کر دیا۔ اِس معاملہ میں بھی میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں ہی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس رنگ میں دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دے چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو اور مجھ کو کافر اور کذاب سمجھتا ہو وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اس طور پر مجھ سے مقابلہ کرے۔ جو دو سخت بیماروں بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں۔ یعنی اِس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لے کر جو جُدا جُدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دعا کے لئے تقسیم کر لیں۔ پھر جس فریق کا بیمار بکلی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اُس کی عمر زیادہ کی جائے وہی فریق سچا سمجھا جاوے''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۴)

یہ چیلنج میری طرف سے بھی ہے اگر لوگ اس معاملہ میں میری دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بعض سخت مریض قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کرلیں اور پھر دیکھیں کو کون ہے جس کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں اور کس کے مریض اچھے نہیں ہوتے۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۹۷، ۵۹۸)

مولوی محمد علی صاحب کے چند اعتراضات کے جواب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی کتاب الموعود میں مولوی محمد علی صاحب کے چند اعتراضات بابت دعویٰ مصلح موعود کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

پہلا اعتراض: مولوی محمد علی صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق لکھا ہے کہ موعود تین سو سال کے بعد آئے گا۔ اس کا جواب میں دے چکا ہوں۔

دوسرے انہوں نے کئی مخالف دلائل اس اصل پر دیئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے سند یا تو غلط ہے یا مستند نہیں۔ میں اس بحث میں پڑتا ہی نہیں کہ وہ سند درست ہے یا نہیں کیونکہ میں تو صرف الہامات اور اُن کے مفہوم کو لیتا ہوں باقی انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی کو مبارک احمد پر چسپاں کیا اور وہ اجتہاد غلط نکلا۔ میں اس بارہ میں مولوی صاحب کی بات کو تسلیم کرلیتا ہوں کہ چلو وہ پیشگوئی آپ نے مبارک احمد پر لگائی اور آپ کا اجتہاد غلط نکلا کیونکہ میری تشریح کا سب دارومدار تو اللہ تعالیٰ کی وحی پر ہے نہ کہ مامور کے اجتہاد پر۔ مگر اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک نہایت افسوسناک حرکت کی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے اس جوش میں کہ وہ ہماری جماعت کو جھوٹا کہیں اپنی پانچویں دلیل کا ہیڈ نگ یہ قائم کیا ہے کہ:

"الہامِ الٰہی کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے والے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت کی ہے"۔

اور اس کا ثبوت اُنہوں نے یہ دیا ہے کہ:۔

"حضرت مسیح موعودؑ نے جس زور سے پسر موعود کے بارے میں الہام کا مطالبہ اپنے مخالفین سے کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدوں کھلے کھلے الہامِ الٰہی کے کسی کو مصلح موعود قرار دینا ایک خطرناک غلطی ہے۔" حُجَّۃُ اللہ" میں جو" سراج منیر" کے بعد طبع ہوئی ذیل کے الفاظ آج ہمارے احباب کو بہت غور سے پڑھنے چاہئیں اور سوچنا چاہئے کہ وہ کن لوگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں۔

”ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔۔۔۔۔۔۔اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کونسا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہو گا وہ در حقیقت وہی موعود لڑکا ہو گا اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو۔“

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ نمبر ۱۵۸)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ فرمارہے ہیں کہ جو لوگ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نے الہام کے مطابق بشیر اول کو اپنا موعود لڑکا قرار دے دیا تھا وہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بولنا لعنتیوں کا کام ہوتا ہے۔ اگر اُن کے پاس میرا کوئی ایسا الہام ہے تو اُن پر لعنت ہے اگر وہ اُس الہام کو شائع نہ کریں۔ یہ نہیں فرماتے کہ الہام الٰہی کے بغیر تعیین کرنا لعنت ہوتی ہے اس طرح تو مولوی محمد علی صاحب خود بھی زیر الزام آجاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بائبل کی کئی پیشگوئیوں کو رسول کریم ﷺ پر چسپاں کیا ہے اور ریویو آف ریلیجنز اُردو کے گزشتہ مضامین اس امر پر شاہد ہیں۔ وہ بار بار ان مضامین میں لکھتے رہے ہیں کہ بائبل کی فلاں پیشگوئی رسول کریم ﷺ پر چسپاں ہوتی ہے کیا انہوں نے یہ تعیین الہام الٰہی کے مطابق کی تھی یا بغیر الہام الٰہی کے۔ اگر الہام الٰہی کے بغیر تعیین کرنا لعنتیوں کا کام ہوتا ہے تو پھر یہ لعنت کا کام مولوی محمد علی صاحب نے کیوں کیا؟ لیکن سب سے خطرناک بات یہ کہ اس فقرہ کے لکھنے کے چند صفحات بعد اسی کتاب میں، یہ نہیں کہ کسی دوسری کتاب میں یا اسی کتاب کے کسی دوسرے ایڈیشن میں بلکہ اسی کتاب اور اسی ایڈیشن میں یہ لکھنے کے بعد کہ:۔

”الہام الٰہی کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے والے پر حضرت مسیح موعودؑ نے لعنت کی ہے۔“

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

”خدارا غور کرو کہ مصلح موعود کی تعیین حضرت مسیح موعودؑ نے کس کے حق میں کی ہے۔ یاد رکھو کہ مصلح موعود صرف ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کا موعود ہے اور اُس کو اپنی ساری تحریروں میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ بھی سوائے مبارک احمد کے اور کسی لڑکے پر نہیں لگایا۔“ (المصلح موعود، ایڈیشن اول، صفحہ نمبر ۲۱)

اب ایک طرف تو کہتے ہیں کہ الہام الٰہی کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے والے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لعنت کی ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر الہام الٰہی کے مصلح موعود کی تعیین کی اور اس پیشگوئی کو مبارک احمد پر چسپاں کیا یہ کتنی کور باطنی ہے کہ ایک شخص مرید ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر ایک طرف تو کہتا ہے کہ جو شخص بغیر الہام

الٰہی کے مصلح موعود کی تعیین کرتا ہے وہ لعنتی ہے اور دوسری طرف وہ اُسی شخص کو جس کا وہ مرید ہے لکھتا ہے کہ اُس نے بغیر الہام الٰہی کے مبارک احمد کے متعلق تعیین کی اور کہا کہ وہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔

دوسرا اعتراض: مولوی صاحب نے تین کو چار کرنے والے الہام پر بہت زور دیا ہے اور میرے متعلق لکھا ہے کہ یہ علامت اُن پر کسی طرح بھی چسپاں نہیں ہو سکتی۔ میں جیسا کہ پہلے بھی بتا چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ ''اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے'' جب کہ آپؑ پر اس کے معنی ہی حل نہیں ہوئے تو اگر کسی جگہ آپ نے اس کے کوئی ایسے معنی لئے ہیں جو میرے خلاف پڑتے ہیں تو بہر حال وہ آپ کا ایک اجتہاد سمجھا جائے گا جسے اُن معنوں کے قطعی حل کی حیثیت میں پیش نہیں کیا جا سکے گا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کی عادت ہے کہ اگر میرے خلاف کوئی حوالہ پڑتا ہو تو وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا لکھ دیا ہے تو ہم اس کے خلاف کس طرح کہہ سکتے ہیں اور اگر میری تائید میں کوئی حوالہ ہو تو کہہ دیتے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد تھا اور اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے حالانکہ اگر اجتہاد میں ایک جگہ غلطی ہو سکتی ہے تو دوسری جگہ کیوں نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ بھی صحیح نہیں کہ تین کو چار کرنے والے کی علامت مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی رنگ میں تین کو چار کرنے والا ہوں۔

اول اس طرح کہ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب اور بشیر اوّل پیدا ہوئے اور چوتھا میں ہوا۔

دوسرے اس طرح کہ میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین بیٹے ہوئے اور اِس طرح میں نے اُن تین کو چار کر دیا یعنی مرزا مبارک احمد، مرزا شریف احمد، مرزا بشیر احمد اور چوتھا میں۔

تیسرے اس طرح بھی میں تین کو چار کرنے والا ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندہ اولاد میں سے ہم صرف تین بھائی یعنی میں، مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھنے کے لحاظ سے آپ کے روحانی بیٹوں میں شامل تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب آپ کی روحانی ذریت میں شامل نہیں تھے۔ اُنہیں حضرت خلیفہ اوّل پر بڑا اعتقاد تھا مگر باوجود اعتقاد کے آپ کے زمانہ میں وہ احمدی نہ ہوئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک رویا سے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہدایت مقدر کی ہوئی ہے وہ رویا یہ آپ نے دیکھا کہ۔

''مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی اُسی وقت معلوم ہوا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہن کر کھڑا ہے اُس وقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔''

(تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۳۲)

آپ کا مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ "یہ میرا بیٹا ہے" بتا رہا تھا کہ اُن کے لئے آپ کی روحانی ذرّیت میں شامل ہونا مقدر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے زمانہ میں وہ احمدیت میں داخل نہ ہوئے۔ جب میرا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ وہ میرے ذریعے سے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی حالانکہ وہ میرے بڑے بھائی تھے اور بڑے بھائی کے لئے اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے چنانچہ بیعت کے بعد اُنہوں نے خود بتایا کہ میں ایک عرصہ تک اسی وجہ سے بیعت کرنے سے رکتا رہا کہ اگر میں بیعت کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرتا یا حضرت خلیفہ اوّل کی کرتا جن پر مجھے بڑا اعتقاد تھا اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کر لوں مگر کہنے لگے آخر میں نے کہا یہ پیالہ مجھے پینا ہی پڑے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے تین کو چار کرنے والا بنا دیا۔ کیونکہ پہلے روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرّیت میں ہم صرف تین بھائی تھے مگر پھر تین سے چار ہو گئے۔

پھر اس لحاظ سے بھی میں تین کو چار کرنے والا ہوں کہ میں الہام کے چوتھے سال پیدا ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی تھی اور ۱۸۸۹ء میں میری پیدائش ہوئی۔ ۱۸۸۶ء ایک، ۱۸۸۷ء دو، ۱۸۸۸ء تین اور ۱۸۸۹ء چار۔ گویا تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ میری پیدائش پیشگوئی سے چوتھے سال ہو گی اور اس طرح میں تین کو چار کرنے والا بنوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی ہوئی اور ۱۸۸۹ء میں اس پیشگوئی کے عین مطابق میری ولادت ہوئی۔

تیسرا اعتراض: ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ مامور کی پہلی زندگی پر اعتراض نہیں ہوتے لیکن میاں صاحب کی زندگی پر بڑے بڑے اعتراض ہوئے ہیں۔ اُن کے دوست اور اُن کے نہایت مخلص مرید ایک دو نہیں، بیسیوں کی تعداد میں اُن پر نہایت گندے الزام لگاتے رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے یہ اعتراض کرتے ہوئے جس قسم کے الفاظ میرے متعلق استعمال کئے ہیں مجھے اُن کا شکوہ نہیں کیونکہ انسان کے جیسے اخلاق ہوتے ہیں ویسی ہی اس سے حرکات سرزد ہوتی ہیں۔

میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اپنے خیال میں یہ دلیل میرے خلاف دی ہے لیکن ہے میرے حق میں اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنے والے کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

"تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ کوئی معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔" (الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۶ حاشیہ)

یہ پیشگوئی تھی جو میرے متعلق پائی جاتی تھی کہ بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے مجھے قابلِ اعتراض ٹھہرایا جائے گا۔ اگر مولوی صاحب یہ اعتراض نہ کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوتی۔ پس اُن کے اس اعتراض کے صرف اتنے معنی ہیں کہ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور پیشگوئی پوری ہوگئی۔

چوتھا اعتراض: ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے کی نسبت لکھا ہے کہ :۔

''میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۵)

گویا وہ موعود الہام الٰہی سے کھڑا ہوگا اور ماموریت کا مدعی ہوگا۔ نہ یہ کہ خلافت کی طرح اُس کا انتخاب ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے امر سے کھڑا کرے گا پس اُس کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا نشان یہ ہوگا کہ وہ مامور ہوگا''

مگر اس کا جواب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''الوصیت'' میں دے چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۲، ۳۰۳)

اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں وہی الفاظ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق استعمال کئے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب نے مصلح موعود کے متعلق استعمال کئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے یہ الفاظ استعمال کئے کہ :۔

''میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کا قائم کروں گا۔''

اور مولوی محمد علی صاحب نے ان کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ :۔ ''اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے امر سے کھڑا کرے گا۔''

بعینہ یہی الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکرؓ کے متعلق استعمال کر دیئے اور فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات پر جب صحابہؓ کو شدید صدمہ ہوا اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے۔ ''تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کیا''

اسی طرح اگر میں کھڑا ہوا تو میرے کھڑے ہونے کو خدا تعالیٰ کا کھڑا کرنا کیوں نہ کہا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جن معنوں میں حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے تھے اُنہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا بلکہ ایک زائد امر یہ ہے کہ اُنہوں نے الہام سے کھڑے ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن اس دعویٰ کے بارہ میں مجھے الٰہی اشارہ ہوا اور میں نے الہاماً دنیا کے سامنے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ پیش کیا۔

پانچواں اعتراض: ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ مجھے خواب میں یہ نہیں کہا گیا کہ میں مصلح موعود ہوں یہ تو میں نے اجتہاد کیا ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی درست نہیں۔ خواب میں صراحتاً یہ باتیں موجود ہیں۔ چنانچہ رویا میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ: اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ

میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی مسیح موعود کا مثیل اور اُس کا خلیفہ۔ اور میں نے بتایا ہے کہ خواب میں ہی یہ بات میرے ذہن میں آئی کہ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا مصداق ہوں جو آپ نے ایک موعود کے متعلق فرمائی تھی اور جس کے متعلق بتایا تھا کہ وہ حُسن واحسان میں میرا نظیر ہوگا۔ اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو مصلح موعود کے متعلق ہے۔

پس یہ کہنا کہ خواب میں اس امر کا کہیں ذکر نہیں کہ مجھے مصلح موعود قرار دیا گیا ہے، غلط ہے۔ یہ الہامی الفاظ اور پھر ان الفاظ کی تشریح سب خواب کا حصہ ہے اور مَثِیْلُہٗ میں اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

چھٹا اعتراض: ایک اعتراض مولوی صاحب کا یہ ہے جو پہلے بھی کئی دفعہ کر چکے ہیں کہ خوابوں کا کیا ہے خوابیں تو کنچنیوں کو بھی آجایا کرتی ہیں۔ مولوی صاحب جب میرے متعلق سنتے ہیں کہ انہیں فلاں فلاں خوابیں آئی ہیں یا فلاں فلاں الہامات ہوئے ہیں تو اُنہیں بُرا لگتا ہے اور وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ خوابوں کا کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو لکھا ہے بعض فاسق اور فاجر بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو کبھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں بلکہ کنچنیاں بھی بعض دفعہ سچی خوابیں دیکھ لیتی ہیں اس لئے خوابوں کا آنا کوئی قابل فخر بات نہیں۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ مولوی صاحب یہ اعتراض تو مجھ پر کرتے ہیں مگر کیا اُنہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ وہ خدا جو کنچنیوں پر بھی رحم کر دیتا ہے باوجود اس کے کہ وہ سخت گنہگار ہیں وہ اُن پر جو مفسر قرآن ہیں کیوں رحم نہیں کرتا اور کیوں اُن سے وہ سلوک نہیں کرتا جو وہ کنچنیوں سے بھی کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ مجھ پر تو چوٹ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوابوں کا کیا ہے خوابیں کنچنیوں کو بھی آجاتی ہیں مگر انہیں یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ خدا نے اُن کو کیسا محروم رکھا ہے کہ اُن پر وہ الہام بھی نہیں ہوتا جو کنچنیوں پر ہو سکتا ہے اگر ایک مفسر قرآن پر خدا اتنا بھی رحم نہیں کرتا جتنا رحم وہ کنچنیوں پر کیا کرتا ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اُن سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس نے اُنہیں اس نعمت سے محروم کر دیا ہے۔

(الموعود، انوار العلوم جلد ۱۷، صفحہ نمبر ۶۰۰ تا ۶۰۷)

دعویٰ مصلح موعود کے متعلق حلفیہ اعلان اور مخالفین کو مباہلہ کی دعوت

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی موکد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق۔''

(الموعود، انوار العلوم جلد ۱۷، صفحہ نمبر ۶۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی اور شہادت

حضرت حکیم نور الدینؓ صاحب، خلیفۃ المسیح الاول نے مصلح موعود کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو تاریخ احمدیت میں درج ہے۔ استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ کی ایک حیرت انگیز پیشگوئی کا انکشاف میاں عبد المنان صاحب عمر کے ذریعہ سے:۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا انکشاف ہوا کہ مصلح موعود یکم دسمبر ۱۹۱۲ء سے تیس سال بعد ظاہر ہو گا۔ یہ اہم شہادت سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں سب سے پہلے جناب میاں عبد المنان صاحب عمر ایم اے نے شائع کی چنانچہ انہوں نے رسالہ ''فرقان'' (ماہ ہجرت ہ مئی ۱۹۴۵ء) میں ''نشان صداقت'' کے عنوان سے ایک مفصل اداریہ سپرد قلم کیا جس میں لکھا:۔

''حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کو بعد نماز عصر سورۃ اعراف کی آیت وَلَقَدْ اَخَذْ نَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ۔۔۔ کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فتوحات کے وعدے کئے تھے لیکن قوم کی نافرمانی کی وجہ سے وہ چالیس برس پیچھے ڈال دیئے گئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ پورے ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ تم لوگوں کی گستاخیوں کی وجہ سے ان میں التوا ہو رہا ہے اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کے وقت اُن وعدوں کے پُورا ہونے کا زمانہ چالیس برس پیچھے ڈال دیا گیا۔ اسی طرح تمہاری گستاخیوں کی وجہ سے احمدیت کی فتوحات کا زمانہ بھی پیچھے ڈال دیا گیا ہے لیکن آج سے تیس سال بعد مظہر قدرت ثانیہ ظاہر ہو گا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس بندہ کے ذریعہ اس بند کئے ہوئے دروازہ کو کھولنے کا سامان کر دے گا۔ اس موقعہ پر حضورؓ کے جو الفاظ قلمبند کئے گئے وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

ایسے ہی ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے یہ شہادت بھی دی کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ؓ ہی مصلح موعود ہیں۔

''اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اوّل ؓ سے عرض کیا'' مجھے آج حضرت اقدس ؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں'' اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

حضرت پیر صاحب موصوف ؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

رسولِ کریم کو صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی
کیسے کیسے آدمی ملے۔ مرزا کو علیہ السلام کس قدر
آدمی ملے۔ یہ سب فضل۔ فضل۔ فضل ہے۔
مجھے ابتداءً آپ لوگوں نے دبایا۔ مدت تک اس
مصیبت میں رہا۔ جب کبھی نکلنا چاہا رنگ
برنگ مالی بدظنی ہوتی رہی۔ آخر بحمد اللہ نجات
ملی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ پھر باہم تنازع
شروع ہوئے۔ نواب۔ میر ناصر، محمود،
نالائق، بے وجہ جوشیلے ہیں۔ یہ بلا اَب تک لگی
ہے۔ یا اللہ نجات دے۔ آمین۔ پھر میں خود
بیمار ہوں۔ برسوں بیمار رہا۔ ذیابیطس کا رُخ
ہے۔

والسّلام،
نور الدین۔
۱۳ مئی ۱۹۱۳ء

اسے شائع کرنے کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں

ذیل میں حضرت مولانا نور الدین صاحب کے
ایک طویل خط کے ضروری حصہ کا عکس پیش
کیا جاتا ہے۔ جس میں اُنہوں نے میاں محمود
احمد صاحب (جناب خلیفہ ثانی قادیان) کے
متعلق اپنی وفات سے دس ماہ پیشتر اپنی رائے
کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ گویا آپ کی آخری رائے
میاں صاحب کے متعلق تھی۔ امید ہے قادیانی
دوست اِس قیمتی رائے پر غور فرمائیں گے اور
اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے۔

اس خط کے حوالے سے دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ا۔ جماعت احمدیہ کے سامنے جب بھی حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر کو پیش کر کے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو جماعت ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ اس تحریر کو سیاق وسباق کے ساتھ پڑھو تو جواب مل جائے گا۔ جنبہ صاحب نے اس خط کو پیش کر دیا مگر بغیر کسی سیاق وسباق کے۔ پورا خط بھی شائع نہیں کیا۔ صرف اس کا ایک حصہ پیش کر دیا۔ جو کسی طرح بھی مضمون کو واضح نہیں کرتا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے استاد تھے۔ نیز خلیفہ وقت ہونے کے ناطے ہر مومن کے روحانی باپ کا درجہ رکھتے تھے۔ اس لئے اگر ایک استاد اور خلیفہ وقت اپنے شاگرد یا مرید کو کسی وجہ سے کچھ کہہ دیتا ہے تو یہ کوئی وجہ اعتراض نہیں۔

اب میں آپ کو تصویر کا دوسرا رخ دکھانا چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب نے جو خط پیش کیا ہے۔ وہ ۱۳ مئی ۱۹۱۳ء کا تحریر کردہ ہے۔ ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کا تحریر کردہ ایک ارشاد پیش خدمت ہے۔

''اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اوّلؓ سے عرض کیا ''مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں'' اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

جنبہ صاحب ! حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں یہ رائے آپ کے پیش کردہ خط کے بعد کی ہے۔ اگر اس قسم کے خط کو پیش کرکے آپ لوگوں کو ان محترم ہستیوں کے بارہ میں بدگمان کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ ہر احمدی دل و جان سے ان پر فدا ہے۔ ایسی حرکتیں کرنے والے نہ پہلے کامیاب ہوئے اور نہ کبھی آئندہ ہونگے۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس خط کے بارہ میں پہلے بھی لاہوری جماعت ذکر کرتی رہی ہے۔اور چونکہ آپ کا مشن بھی پیغامیوں کے فتنے کو دوبارہ ہوا دینا ہے۔اور آپ کے پاس اپنا تو کوئی علم ہے نہیں۔آپ کے تمام تر اعتراضات وہی ہیں جو پہلے لاہوری گروپ کرتا رہا ہے۔ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اس سلسلہ میں دیا گیا جواب پیش ہے۔

''خواجہ صاحب اس ٹریکٹ میں اس امر سے ڈراتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے کوئی خطوط ان کے پاس ایسے بھی ہیں جن کے اظہار سے ہمیں سخت دقت پیش آئے گی۔ان خطوں کی اطلاع مختلف ذرائع سے مجھے پہنچی ہے اور ہر ایک شخص نے یہی بیان کیا ہے کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ میں یہ خط صرف آپ کو ہی دکھاتا ہوں۔اور کسی کو نہیں دکھایا مگر جب دیکھا تو راوی چار پانچ نکلے۔جس پر مجھے حیرت ہوئی کہ صرف ایک کو سنا کر اس قدر لوگوں کو کیونکر علم ہو گیا۔مگر کوئی تعجب نہیں کہ خواجہ صاحب پہلے ایک سے ذکر کرتے ہوں اور پھر یہ بھول جاتے ہوں کہ میں پیغام بھیج چکا ہوں پھر کوئی اور شخص نظر آجاتا ہو اور آپ مناسب خیال کرتے ہوں کہ اس کے ہاتھ بھی پیغام بھیج دیں۔بہر حال ہم خواجہ صاحب کی اس مہربانی کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ان خطوط کے مضمون سے بغیر اسے شہرت دینے کے ہمیں مطلع کر دیا۔لیکن میں کہتا ہوں خواجہ صاحب بیشک ان خطوط کو شائع کر دیں مجھے ان کی عبارت پوری طرح یاد نہیں۔نہیں تو میں ابھی لکھ دیتا۔مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی میری نسبت کیا لکھتا ہے مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے اپنے پیر کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا۔اور ہمیشہ اس کا فرمانبردار رہا ہوں اور میں نے اس کے منہ سے بارہا یہ الفاظ سنے ہیں کہ مجھے آپ سے محبت نہیں عشق ہے۔اس نے مجھے اس وقت جبکہ میں کسی قدر بیمار تھا اور بیماری بالکل خفیف تھی۔ایسی حالت میں کہ خود اسے کھانسی کے ساتھ خون آتا تھا۔اس طرح پڑھایا ہے کہ وہ مجھے یہ کہہ کر کتاب نہ پڑھنے دیتا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور خود اس بیماری میں پڑھتا تھا۔سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اپنے محسن کا وفادار رہا۔ہاں چونکہ انسان کمزور ہے اگر میری کسی کمزوری کی وجہ سے وہ کسی وقت مجھ سے ناراض ہوا ہو تو کیا تعجب ہے۔بخاری میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی جنگ کا ذکر ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو سخت ڈانٹا۔حتٰی کہ حضرت ابو بکرؓ کو حضور ﷺ سے ان الفاظ میں سفارش کرنی پڑی کہ نہیں حضور قصور میرا ہی تھا تو کیا حضرت عمرؓ پر اس واقعہ سے کوئی الزام آجاتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہوگے کہ حضرت عمرؓ سے میری ایک اور مشابہت ہو گئی۔استاد کا شاگرد کو ڈانٹنا بری بات نہیں۔شاگرد کا استاد کو گالی دینا برا ہے۔کیونکہ ڈانٹنا استاد کا کام تھا اور گالی دینا شاگرد کا کام نہیں ہے۔پس وہ لوگ ایسی کسی تحریر پر کیا خوش ہو سکتے ہیں جو آج بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں کہ ہم نے کبھی خلیفہ اوّل کی مخالفت نہیں کی حالانکہ ان کی دستخطی تحریریں موجود ہیں

جن میں انہوں نے آپ کو اسلام کا دشمن اور حکومت پسند اور چڑ چڑا وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ پھر جس تحریر پر ناز کیا جاتا ہے اگر وہ درست بھی مان لی جائے تو اس کے متعلق میرے پاس بھی سید ڈاکٹر صاحب کا خط موجود ہے جس سے اصل معاملہ پر روشنی پڑ جاتی ہے اور جس تحریر کی طرف خواجہ صاحب اشارہ کرتے ہیں اس کے بعد کی وہ تحریر ہے کس میں حضرت خلیفہ اوّل نے میری نسبت لکھا ہے کہ میں اسے مصلح موعود سمجھتا ہوں اور پھر اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک بھری مجلس میں فرمایا کہ مسند احمد بن حنبل کی تصحیح کا کام ہم سے تو ہو نہ سکا میاں صاحب کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ چاہے تو ہو سکے گا۔ اور یہ جنوری ۱۹۱۴ء کی بات ہے۔ آخری بیماری سے ایک دو دن پہلے کی۔"

(القول الفصل، انوار العلوم، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۳۱۲، ۳۱۳)

جنبہ صاحب یہ ہیں خدا کے مقرر کردہ سچے ماموروں کی باتیں۔ جن کا زندگی میں احترام کرتے رہے۔ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کا احترام کرتے رہے۔ آپ کی طرح نہیں کہ جنہیں ان کی زندگی میں میرے سید، میرے آقا کہتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بارہ میں گندی زبان استعمال کرنی شروع کر دی۔ ان باتوں سے انسان کے کردار کا اندازہ ہوتا ہے۔

جو بڑے لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے بندے ہوتے ہیں ان کا اگر کسی کے ساتھ اختلاف بھی ہو تو اس کی موت کے بعد وہ اس کے خلاف باتیں نہیں کرتے۔ بڑے لوگوں کی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

جنرل ضیاء الحق نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو نقصان پہنچانے کی کتنی کوشش کی۔ آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جماعت کو شدید تکلیفیں دیں۔ مباہلہ کے نتیجہ میں حضورؒ نے اس کی بابت پیشگوئی کی کہ وہ اب بچ نہیں سکتا۔ مگر اس کے مرنے پر خوشی منانے کی بجائے اپنے اس خطبہ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا کہ "دشمن مرے تے خوشی نا کریے سجناوی مر جانا"۔ اس کے ورثہ سے اظہار افسوس کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مصلح موعود کے مامور من اللہ ہونے کا انکار

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

الجواب۔ واضح ہو کہ کیا آپ کو سیّدنا حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی سنت کی کوئی خبر ہے؟ آپکی یہ باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ آپ پرلے درجہ کے نہ صرف جاہل بلکہ احمق بھی ہیں۔ کم از کم جو مربیان آپ کو گائیڈ کر رہے ہیں حضورؓ کے طرزِ عمل اور طریقہ کار کے متعلق کچھ نہ کچھ اُن سے ہی پوچھ لیتے۔ واضح رہے کہ حضورؑ پر نازل ہونیوالے کلام الٰہی کی روشنی میں آپکا موعود زکی غلام یقیناً مامور من اللہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُسے کھڑا کرے گا تب وہ کھڑا ہوگا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب نے ایک طرف تو حلفاً مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسری طرف وہ ساری زندگی اپنے مامور من اللہ ہونے کا انکار کرتے رہے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۸)

الجواب:

جنبہ صاحب کے طرز تخاطب پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے الزام کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ حضورؓ نے اپنے مریدوں (جو زیادہ تر صحابی تھے) کے بار بار کہنے کے باوجود اپنے مصلح موعود ہونے کا کبھی بھی اعلان نہیں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۴ء میں ایک مبارک خواب کے نتیجہ میں آپؓ کو بشارت دی کہ حضرت مسیح موعودؑ سے جس موعود وجود کا وعدہ کیا گیا تھا وہ تم ہو۔ تب آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اور اس خطاب میں احباب جماعت کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس منصب کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور بعد ازاں آپؓ نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا کہ میں خدا کی طرف سے مامور مصلح موعود نہیں ہوں۔ دعویٰ مصلح موعود کے حوالہ سے لاہور میں کی جانے والی تقریر میں آپؓ فرماتے ہیں۔

"آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کی میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہو گی۔"

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ جلد ۸، صفحہ نمبر ۵۹۶)

اگر جنبہ صاحب کے پاس کوئی ایسا حوالہ ہے تو اسے پیش کریں۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۴۴ء کے بعد اپنے مامور مصلح موعود ہونے سے انکار کیا ہو۔

لیکن اگر مامور من اللہ سے جنبہ صاحب کی یہ مراد ہے کہ مصلح موعود نبی اللہ ہو گا۔ تو یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کبھی بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ایسی ماموریت کا آپؓ ہمیشہ انکار کرتے رہے۔ جیسا کہ وہ تقریر جس میں آپؓ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے شروع میں آپؓ فرماتے ہیں۔

''ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میں نے جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے۔ غیر مامورین کا اپنے کسی رؤیا کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور میں خود تو سوائے پچھلے ایّام کے جبکہ اس جنگ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بعض اہم خبریں مجھے دیں بہت کم ہی رؤیا بتایا کرتا ہوں بلکہ (اللہ بہتر جانتا ہے یہ طریق درست ہے یا نہیں)''

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد نہم، صفحہ ۴۹۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کبھی یہ نہیں فرمایا ہے کہ آنے والا مصلح موعود نبی اللہ ہو گا۔ اس لئے یہ بھی جنبہ صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر ان کے نزدیک آنے والا مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والے الہامی کلام کی روشنی میں نبی اللہ ہے تو وہ الہامی کلام پیش کریں۔

تیسری بات اگر جنبہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ موعود زکی غلام یعنی مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والے الہامی کلام کے مطابق نبی اللہ ہو گا۔ تو جنبہ صاحب خود اپنے دعویٰ موعود زکی غلام یعنی مصلح موعود کے ساتھ ساتھ نبی اللہ ہونے سے انکار کرتے رہے۔ احباب کے استفادہ کے لئے حوالہ درج ذیل ہے۔

احمدیہ نیوز۔ سوال ۲۔ مختصر الفاظ میں آپ کا دعوی کیا ہے اور اسے آپ کن الفاظ میں پیش کرنا پسند فرمائیں گے؟

جواب جنبہ صاحب۔ اللہ تعالی نے حضرت مسیح موعودؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ایک زکی غلام کا وعدہ بخشا تھا۔ بعد ازاں اس زکی غلام کی بشارت ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی۔ یہی موعود ''غلام مسیح الزماں'' ہونے کا مجھے دعوی ہے۔ حضورؑ نے اپنے اس زکی غلام کو ''مصلح موعود'' کا نام بھی دیا ہے۔

(نیوز نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱، تاریخ: ۴ جنوری ۲۰۰۶ء)

اپنے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی نبوت کے انکار میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں

میں نبی نہیں ہوں بلکہ ایک نبی کا موعود غلام ہوں۔ آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو مانتے ہیں اور آپؑ کے تمام الہامی کلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کلام سچا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہامی پیشگوئی میں ایک غلام کی بشارت دی کہ وہ تیرے بعد آئے گا اور تیری سچائی کی گواہی دے گا۔ اگر وہ غلام اپنی نشانی کیساتھ آ جائے تو کیا افراد جماعت پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس موعود غلام کو بھی تسلیم کریں کیونکہ وہ اس الہامی پیشگوئی کو پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں جس میں اُسکی بشارت موجود ہے۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ نبی کو ماننا ضروری ہے اور غیر نبی کو نہیں۔ یہ سب نفس کے دھوکے ہیں اور سچائی سے جان چھڑانے کے بہانے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے (خاکسار کے) پیغام میں صرف دو باتیں ہیں۔(۱)(عاجز) غلام اور مصلح موعود ہے (۲) اور یہ کہ نظام غلط ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۰۶، صفحہ نمبر ۳، تاریخ: ۱۲ جنوری ۲۰۰۴ء)

اگر حضرت مسیح موعودؑ پر ہونے والے الہامات کی رو سے آنے والا مصلح موعود مامور یعنی نبی بھی ہوگا۔ تو جنبہ صاحب آپ کے مندرجہ بالا ارشاد کے تحت تو آپ بھی نبی نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کیسے سچے ہو سکتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعوؤں میں تبدیلی کا الزام

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر ایک الزام یہ بھی لگاتے ہیں کہ آپؓ نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے دعوؤں میں تبدیلی کی ہے۔ جنبہ صاحب نے اپنے آرٹیکل نمبر ۴۳ میں بڑی تفصیل سے اسے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایک مضمون کا حوالہ دیا ہے جو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے کہ وہ موعود زکی غلام آئندہ کسی وقت پیدا ہوگا۔ جس وقت حضورؓ نے یہ مضمون لکھا تھا اس وقت آپؓ کی عمر ۱۹ سال تھی۔

(۱) جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے رسالہ تشحیذ لاذہان میں اپنے اِس مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ "ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔" واضح کیا تھا کہ زکی غلام اور حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام اور حلیم غلام یعنی مثیل مبارک احمد سے متعلق مبشر الہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۵)

اس مضمون میں جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دینی تعلیم و تربیت اس وقت کے چوٹی کے علماء کی زیر نگرانی ہوئی۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ آپؓ کی دینی تعلیم و تربیت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نگرانی میں ہوئی تھی۔

اس کے بعد جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے یا بنائے جانے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد پر اُسکی نفسانی خواہش غالب آنا شروع ہوگئی۔ آہستہ آہستہ اُسکے دِل و دِماغ میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود بننے کا بھوت سوار ہوتا گیا جبکہ حضورؑ کے اِلہامات ہمیں بتاتے ہیں کہ نہ وہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود تھے اور نہ وہ بن سکتے تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی سنت کے برخلاف بنا سکتا تھا۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد جب خوشامدی قسم کے افرادِ جماعت اور مولویوں نے اُسکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے شروع کیے تو اِس وقت تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اِن افرادِ جماعت اور خوشامدی مولویوں کو روکتے اور ڈانٹتے کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے تو آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ میں اور میرے دیگر زندہ بھائی تو اِس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ تم میرے متعلق یہ خلافِ عقل اور خلافِ قرآن بات کیوں لکھ رہے ہو۔؟ لیکن چونکہ اُس کا نفس اُس پر غالب آچکا تھا اور اُسکی نیت میں فتور پیدا ہوگیا تھا لہٰذا اُس نے اِن لوگوں کو منع کرنے اور ڈانٹنے کی بجائے اپنا منظورِ نظر بنایا۔ اِس وقت جماعت احمدیہ میں جو متقی اور ہوشمند لوگ تھے جب اُنہوں نے اِن رسالوں پر اِعتراضات اُٹھائے تو پھر خلیفہ ثانی صاحب نے اِن رسالوں کو جلوا دیا۔ خاکسار ذیل میں اِسی سلسلہ میں افرادِ جماعت کی توجہ چند نکات کی طرف مبذول کرواتا ہے:۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۶،۷)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد خوشامدی قسم کے افرادِ جماعت اور مولویوں نے آپؓ کی بابت مصلح موعود کے الفاظ لکھنے شروع کردیئے۔ جنبہ صاحب کی اس بات میں صداقت نہیں ہے۔ کیونکہ آپؓ کی بابت مصلح موعود کے الفاظ آپؓ کے مسندِ خلافت پر بیٹھنے سے پہلے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ان رفقاء نے کہنے شروع کردیئے تھے۔ جن کی بابت حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں۔

۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک ایسا عظیم الشان وجود تھا جن کے تقویٰ اور طہارت کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

"وکنت اصرخ فی لیلی و نهاری واقول یاربّ من انصاری یاربّ من انصاری انی فرد مهین۔فلما توا ترفع یدالدعوات۔وامتلأ منه جوّالسمٰوات۔ اجیب تضرعی۔وفارت رحمة ربّ العالمین۔فاعطانی ربیّ صدیقا صدوقا۔۔۔۔اسمه کصفاته النورانیة نورالدین۔۔۔۔ولما جاء نی ولاقانی ووقع نظری علیه رایته آیةً من آیات ربیّ وایقنت انه دُعائی الذی کنت اداوم علیه واشرب حسی۔ونبّانی حدسی۔انه من عبادالله المنتخبین۔" (آئینہ کمالاتِ اِسلام ۱۸۹۳ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۵ صفحات ۵۸۱۔۵۸۳)

''میں رات دِن خدا تعالیٰ کے حضور چلاّ تا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور فضائے آسمانی میری دُعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔۔۔ اِس کا نام اِسکی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔۔۔ جب وہ میرے پاس آکر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری اِس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔'' (ترجمہ از عربی عبارت بحوالہ مرقاتُ الیقین فی حیاتِ نورالدّین صفحہ ۱۔۲ مرتبہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

حضرت بانئِ جماعتؑ حضرت مولوی نورالدینؓ کے متعلق اپنے منظوم کلام میں یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمت نوردیں بودے ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقین بودے

یعنی کیا ہی اچھا ہو اگر قوم کا ہر فرد نوردین بن جائے۔ مگر یہ تو تب ہی ہوسکتا ہے کہ ہر دِل یقین کے نور سے بھر جائے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو تو آپ راشد خلیفہ مانتے ہیں۔اور انہیں عظیم الشان وجود مانتے ہیں۔آپؓ فرماتے ہیں۔

''اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اوّلؓ سے عرض کیا ''مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں'' اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

جنبہ صاحب! کیا نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی خوشامدی تھے؟

کیونکہ یہ بات آپ کی مرضی کی نہیں ہے اس لئے کہہ دیں کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجتہادی غلطی تھی۔

پھر جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

☆۔اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد (اول) ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بننے کے بعد اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اِس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور ترقیاتی کام کروائے تاکہ بعدازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر وہ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۷)

آگے چل کر جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک شیطان کی آنت کی طرح طویل اور نفسانی خواب دیکھتے ہیں جس کا نہ کوئی سر ہے اور نہ کوئی پیر۔اور پھر اس کے نتیجے میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔

اس خواب کی حقیقت گزشتہ صفحات پر بیان کر چکا ہوں۔ مگر یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کس قدر خدا پر یقین تھا۔ کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر دے گا۔ اس لئے بڑے آرام سے ۳۰ سال تک اپنے دعویٰ مصلح موعود کے لئے راہ ہموار کرتے رہے۔ اور ایسا یقین کوئی سچا ہی کر سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اپنی اکثر تقاریر اور تحریروں میں برملا اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ وہ مذہب کے معاملہ میں امی تھے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں.

الجواب۔۔عزیزم۔خاکسار نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں برملا لکھا اور کہا ہے کہ میں زندگی میں کبھی بھی مذہب کا طالبعلم نہیں رہا ہوں ۔آپ یہ سمجھ لیں کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے خاکسار مذہبی طور پر ایک اُمی انسان تھا۔

جنبہ صاحب کی اس بات سے مجھے سو فیصد اتفاق ہے۔اس لئے ان کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت ہے کہ وہ اپنے مامورین کو بتدریج علم دیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔

رسول کریم ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ قرآن پاک کو پڑھ کر دیکھ لیں۔ آپ کو یہ بات بڑی واضح نظر آئے گی۔ رسول کریم ﷺ شروع میں توریت کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے تھے اور اس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو منع فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ مگر جب خدا نے آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے برملا اس کا اعلان کیا کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ایسے ہی اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان تو آخری دور میں کیا۔

شروع میں شراب کی حرمت کے بارہ میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔اس لئے بعض صحابہ شراب پیتے تھے۔ مگر بعد میں حرام کر دی گئی۔ جہاد کی اجازت دعویٰ نبوت کے ۱۳، ۱۴ سال کے بعد ملی۔

اور یہی صورتحال ہم حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق دیکھتے ہیں۔ شروع میں آپ حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور ان ہی کے دوبارہ آنے کے عقیدہ کو مانتے تھے۔ ایسے ہی شروع میں آپؑ یہی خیال کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر جیسے جیسے اللہ تعالیٰ آپؑ کے علم میں اضافہ کرتا گیا ویسے ویسے آپؑ بھی دعویٰ کرتے رہے۔

اُس وقت بھی جنبہ صاحب کی طرح کے لوگ موجود تھے۔ بعض نے ان دعوؤں کو ماننے سے انکار بھی کر دیا تھا۔ دعوؤں اور عقائد میں ظاہری تبدیلی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ خدا کے سچے مامور پہلے سے پلاننگ کر کے دعویٰ نہیں کرتے بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ انہیں کہتا ہے۔ اور یہ ان کی سچائی کی دلیل ہوتی ہے۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بتدریج دعوے آپؓ کی صداقت اور سچے مامور ہونے کی نشانی ہیں۔ یہی خدا کی سنت ہے۔

جنبہ صاحب کی یاد دہانی کے لئے ان ہی کی ایک تحریر پیشِ خدمت ہے۔

الجواب ۔۔۔۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی تحریروں میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں۔ ابتدائی تحریروں کے بعض حوالوں میں نہ صرف آپؑ نے اپنی نبوت سے انکار کیا بلکہ مدعی نبوت کی نسبت کافی سخت الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔ مثلاً مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی وغیرہ لکھا ہے لیکن زندگی کے آخری سالوں میں آپؑ نے اپنے آپ کو کھلا کھلا نبی اور رسول بھی قرار دیا ہے۔ اب سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریروں میں کیا نعوذ باللہ یہ تضاد تھا یا کہ اس واقعہ کے پس پردہ کوئی اور راز پوشیدہ تھا۔ امر واقع یہ ہے کہ اِن بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ زمانہ میں کچھ لوگوں کے ایمان اور تقویٰ کی آزمائش منظور تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ (بظاہر متضاد تحریروں) کے نتیجہ میں بعض مومن ایمان سے محروم ہو گئے اور بعض کا ایمان دو بالا ہو گیا ہے۔ حضورؑ کی بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں سے جن لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے اس عاجز کے سمجھانے کے بعد اگر وہ آج بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئیں تب بھی ''صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ جائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے'' کے محاورہ کے مطابق ابھی بھی اُن کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اگر وہ میری عاجزانہ نصیحت کو قبول کر لیں تو یہ اُنکی دنیا اور آخرت کیلئے نہایت سود مند ہو گا۔

یہ یاد رہے کہ انسانی علم وقت کیساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہیے کہ نبی بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی نبی نہ پیدائشی عالم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ علیم اور خبیر ہوتا ہے۔ نبی کی پیدائش کے بعد اِلٰہی رضا کے مطابق وقت کیساتھ ساتھ اُس کا علم بڑھتا رہتا ہے۔ عام انسانوں کے برخلاف اللہ تعالیٰ اَنبیاء کو علم بذریعہ وحی عنایت فرماتا ہے۔ وہ

(آرٹیکل نمبر ۷۰، صفحہ نمبر ۵)

اس کے برعکس جنبہ صاحب کو دیکھ لیں کہ انہوں نے ۱۹۹۳ء میں پوری تیاری کی۔ آپ کی کتاب جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھجوائی۔ اس میں مستقبل کے تمام پروگرام کا ذکر موجود ہے۔ اور پھر آپ نے آہستہ آہستہ اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا۔ اس کا تفصیلی ذکر انشاءاللہ تعالیٰ اگلے مضامین میں کروں گا۔

اُمی ہونا بری بات نہیں ہے۔ جاہل ہونا بری بات ہے۔اور جاہل ہونے کے لئے اُمی ہونا ضروری نہیں۔ابوجہل پڑھا لکھا ہونے کے باوجود ابوجہل تھا۔اور ہمارے پیارے آقاﷺ اُمی ہونے کے باوجود سارے جہان کے معلم ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے کا الزام

مکرم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ (اصلاح پسند) کینیڈا اپنی ای میل بنام ندیم صاحب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر الزام لگاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Aanhazrat (sw) said that they are all in the circle of Islaam by reciting Kalima and offering prayer facing Kabba and eating from our given (as hallal). Hazoor (as) called them Muslims as well but Khalifa Sani Sahib is saying that the people who did not accept Imam Mehdi (as) even they did not know that he (as) has come as prophesied, are Kafir and are out of circle of Islaam, (is this Khalifa of Ghulam of Aanhazrat (sw) should do????

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۲)

الجواب:۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنی مختلف تحریرات میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں۔ اور محترم سید صاحب محترم جنبہ صاحب کے مرید بھی ہیں اور کینیڈا جماعت کے امیر بھی۔ اس لئے امید ہے کہ آپ نے بھی ان تحریرات کو پڑھا ہو گا۔ اور میرا گمان ہے کہ سید صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہو گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں۔

اس لئے ذیل میں چند حوالے قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش خدمت ہیں کہ نبی کا انکار کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی بابت کیا فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک اقتباس بھی پیش خدمت ہے۔

احباب اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عقیدہ قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کے عین مطابق ہے یا منافی۔ اور آپؓ پر لگائے گئے الزام کی کیا حقیقت ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر کی تعریف

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝

یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء ۴: ۱۵۱ تا ۱۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک کافر کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جس شخص کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہو گا۔ اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہو گا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہو گا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہر حال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا

کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔(دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسولؐ کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا(البقرہ:۲۸۷) قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُس کی نسبت نجات کا حکم دیں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں دعوے سے کہنا نہیں چاہئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے اور اس بارے میں خدا بھی اس کا موید رہا ہے اس لئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی* وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بار ثبوت اُسی کی گردن پر ہے"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۱۸۵،۱۸۶)

اس حوالہ میں حضورؑ نے فرمایا ہے:

"جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔"

اسی کتاب میں ایک اور جگہ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے اِنسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اِسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر اِفتراء کرنیوالا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّ بَ بِاٰیٰتِہٖ (الاعراف:۳۸) یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔ اس صورت میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔"

(حقیقتہ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۱۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈاکٹر عبدالحکیم جو مرتد ہو گئے تھے کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

مارچ ۱۹۰۶ء: "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عقیدہ

میرا عقیدہ مسئلہ کفر غیر احمدیان کے متعلق میرا عقیدہ ہے کہ کفر درحقیقت خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو۔ اس کا انکار کفر ہے اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے کہ جب وحی لانے والے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانے والے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ زید یا بکر کو نہیں مانتا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالیٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ میرے نزدیک سب نبیوں کا کفر اسی باعث سے ہے۔ نہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے۔ اور چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا ضروری ہو۔ صرف انبیاء پر ہوتی ہے اس لئے صرف انبیاء کا انکار کفر ہے نہ اور لوگوں کا اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر

ہیں خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔ کیونکہ موجبات کفر میں سے ایک موجب بھی کسی میں پایا جاوے تو وہ کافر ہوتا ہے۔ ہاں میرے نزدیک کفر کی تعریف یہ ہے کہ ایسے اُصول میں سے کسی اصل کا نہ ماننا جن کے نہ ماننے سے نہ ماننے والا خدا تعالیٰ کا باغی قرار پاوے اور جس کے نہ ماننے سے روحانیت مر جائے۔ یہ نہیں کہ ایسا شخص ہمیشہ ہمیش کے لئے مجذوذ عذاب میں مبتلا کیا جاوے اور چونکہ اسلام کے احکام کی بناء ظاہر پر ہے اس لئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں کہ انہوں نے اس کا نام نہیں سنا کافر کہلائیں گے گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہوں گے کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان بالاتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں ہوئے خواہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہانٹاٹس یا آسٹریا کے وحشیوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ان ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کی نسبت فتویٰ اسلام دیا ہے جو پہاڑوں یا اندرون یورپ کے رہنے والے ہیں اور جنہیں رسول کریم ﷺ کی تعلیم کا کوئی علم نہیں۔

یہ میرے عقائد ہیں جو درست ہیں یا غلط۔ اس پر میں اس جگہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ اس پر بحث آگے ہو گی۔ اس وقت میں نے صرف اپنے عقائد کا اظہار کر دیا ہے۔"

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد ۶، صفحہ نمبر ۱۱۲)

مندرجہ بالا حوالوں کے بعد فیصلہ احباب پر چھوڑتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقائد قرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے عین مطابق ہیں یا مختلف ہیں۔

محترم سید مولود احمد صاحب کے علم میں اضافہ کے لئے ان کے مرشد محترم جنبہ صاحب کا ایک حوالہ بھی پیشِ خدمت ہے:

(۲۸) صفحہ نمبر ۱۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔ "مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔ زکی غلام۔ زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔ جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا۔"

الجواب۔ زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔ یوسف، یحییٰ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۱۳۱)

شاہ صاحب! اگر جنبہ صاحب کا منکر کافر ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کا منکر کافر کیوں نہیں ہو سکتا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر حضرت امام حسنؓ کے متعلق سخت الفاظ کے استعمال کا الزام

محترم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ (اصلاح پسند) کینیڈا اپنی ایک ای میل میں (جو آپ نے ندیم صاحب کو لکھی ہے) تحریر فرماتے ہیں۔

Hazrat Imam Mehdi (as) used to call Mutahar to all Ihl-e-Bait of Aanhazrat (sw) and Aanhazrat (sw) said in one of his Khutba Jumma and Hazrat Abu Bakar (r) is Ravi of this (Hadith of Bukhari) that Hassan (r) is my son and he will be a prince of peace and he will create peace in Ummah after some time. And we all know it happened exactly as Hazoor (sw) said but Khalifa Sani Sahib said that this was Imam Hassan's (r) big mistake to give his khilafat to Aameer Moaviya(r).

(نیوز نمبر ۷۹، صفحہ نمبر ۲)

سید صاحب کو اس بات پر بہت دکھ اور غصہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت امام حسنؓ کی بابت کہا کہ انہوں نے امیر معاویہ کو خلافت دے کر بہت غلطی کی۔ اور اپنے غصہ کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

I can not understand how you can call them Khulfa of Hazrat Imam Mehdi (as)or Qudrat-e-Sania. I can count more than 24 very serious and anti Maseh-e-Maod (as) beliefs and statements by these Khulfa and we were sleeping under their "ATAAT".

سید صاحب! آپ کے تو ایمان کا حصہ بلکہ بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ انبیاء اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں۔ تو اگر انبیاء اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں تو کیا حضرت امام حسنؓ جو نبی نہیں تھے وہ غلطی نہیں کر سکتے۔ اور اگر حضرت امام حسنؓ کی بابت ایسا کہنا ان کی توہین ہے تو خدا کے مقرر کردہ نبی کی بابت ایسا کہنا، اس پر اسرار کرنا اور اسے ثابت کرنے کی کوشش کرنا اس نبی کی توہین نہیں ہے؟

سید صاحب! ایمان کو تازہ کرنے کے لئے محترم جنبہ صاحب کے چند ارشادات پیشِ خدمت ہیں:-

۱۔ محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی کیونکہ یہ موعود زکی غلام علم الٰہی میں آپؑ کا

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

جنبہ صاحب تو یہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی دفعہ اجتہادی غلطی کی اور بشیر اول کو مصلح موعود خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔ خدا کے سچے نبی کو خدا کی منشاء کی سمجھ نہیں آئی اور اس نے مبارک احمد کو مصلح جانا اور اللہ نے اسے مار دیا۔ آپ علیہ السلام کو پھر بھی سمجھ نہیں آئی اور اپنے پوتے کو موعود سمجھ لیا اس لئے اللہ نے اسے بھی مار دیا۔

سید صاحب! آپ کو ایک غلطی کہنے پر اعتراض ہے۔ جنبہ صاحب تو فرما رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ہی اجتہادی غلطی بار بار دہراتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

''مجھے اُس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے۔ اور میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔''

(تبلیغ رسالت ہشتم، صفحہ نمبر ۶۴،۶۵)

حضرت مسیح موعودؑ فرما رہے ہیں کہ 'میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔' اور جنبہ فرماتے ہیں کہ پہلے بشیر اول کی بابت اجتہادی غلطی کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی پھر مبارک احمد کی بابت اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے اسے وفات دے دی پھر آپؑ نے اپنے پوتے کی بابت غلطی کی اور اللہ نے اسے بھی مار دیا۔ گویا ۱۸۸۶ء سے لیکر ۱۹۰۷ء تک یعنی ۲۰ سال ایک ہی اجتہادی غلطی کرتے رہے اور اس اجتہادی غلطی کی اصلاح نہ ہو سکی۔

۲۔ محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں اپنے آرٹیکل نمبر ۴۶، صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں:

۔لیکن اِس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی اِنسان کو اور بطورِ خاص ذمہ دار اِنسان کو نرمی اور رحمدلی میں بھی حدِ اعتدال کے اندر رہنا چاہیے۔ آپؓ کی وفات کے بعد بعض لوگوں (مرزا محمود احمد اور مولوی محمد علی گروپ) نے جماعتی اتحاد اور عقائد کو جو نقصان پہنچایا ہے اِسکی وجہ بننے میں آپکی نرمی اور رحمدلی کا بھی دخل ہے۔ اگر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح ان لوگوں کیساتھ سختی سے نپٹتے تو ہم احمدیوں کو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ مرزا بشیر احمد سیرت المہدی میں لکھتے ہیں:۔

پھر جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۶ کے صفحہ نمبر ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے احمدیہ سلسلہ میں موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل (زکی غلام مسیح الزماں و مصلح موعود) نے اُمتِ محمدیہ میں آنے والے مجددوں کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر رُوح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۶ میں ایک بیٹے کی بشارت دی۔ الفاظ یوں ہیں

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔'' کو حضورؑ نے بشر احمد اوّل پر چسپاں فرما کر اُسکے متعلق فرمادیا! ''یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہوجائے۔''

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۵)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۷)

ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ بھی فرمادیا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اس بشارت کا مصداق (اولاً) بشیر احمد اوّل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ بشیر احمد اوّل کے بدلے یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا گیا تھا۔ لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن مصلح موعود ہونا نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ ۸)

مندرجہ بالا حوالوں کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ وہی موعود فرزند تھے جن کی بابت خدا نے ارشاد فرمایا کہ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہوگا، وہ نور اللہ ہے۔ نیز دوسرے الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ محترم جنبہ صاحب نے اقرار کیا ہے کہ

'اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اول کا مثیل ہونا تو مسلم ہے'

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کی اولاد کی بابت یہ الہام کیا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَ النَّسَبَ

وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۷۲، ۲۷۳ نیز تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ ۳۰)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے شریف اولاد کا وعدہ کیا ہے۔

اب ذیل میں اس 'نور اللہ' اور خدائی وعدہ کے موافق 'شریف اولاد' کی نسبت جنبہ صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

الجواب۔ بہتان کہتے ہیں کسی ایسی تہمت یا الزام کو جو سچا نہ ہو۔ واضح رہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا ہے۔ یہ اُس پر کوئی بہتان نہیں ہے بلکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اُس نے جھوٹا دعویٰ کر کے ایک جرم کیا تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جماعت احمدیہ میں کوئی شخص مرزا بشیر الدین محمود احمد کا حاسد نہیں تھا بلکہ افرادِ جماعت نے اُنہیں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا لڑکا ہونے کی وجہ سے اتنی عزت دی جو اُسے راس نہ آئی۔ اسی اندھی عقیدت کی وجہ سے نہ صرف وہ خود گمراہ ہوا بلکہ جماعت احمدیہ میں بھی گمراہی اور ایک فسادِ عظیم برپا کر گیا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اس غلط دعویٰ مصلح موعود کیلئے سوائے چند خوشامدی اور چاپلوس مولویوں کے ہم پوری جماعت کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۹)

جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔
رانا صاحب! انبیائے کرامؑ کو چھوڑیں صرف اُمتِ محمدیہ کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کی آپ مثال دے سکتے ہیں کہ اُسکی زندگی میں اُسکی اولاد نے یا اُسکے قریبی رشتہ داروں نے یا اُسکے قریبی مریدوں وغیرہ نے حلف مؤکد بعذاب اُٹھا کر اُسکے خلاف بدکاری کے الزام لگائے ہوں اور جواب میں وہ مجدد صاحب خاموش رہے ہوں یا چار گواہوں کا مطالبہ کرتے رہے ہوں۔ کوئی ایک مثال۔ اگر آپ ایسی ایک مثال بھی نہیں دے سکتے تو پھر آپکا مصلح موعود کیسا عجیب مصلح موعود تھا کہ مرید اُس پر ہر سال نئے نئے بدکاری کے الزام لگاتے رہے اور وہ بجائے حلف مؤکد بعذاب کیساتھ اُن الزاموں کو دور کرتا اُن سے چار گواہوں کا مطالبہ کرتا رہا۔؟ رانا صاحب! ؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔۔۔ ایک مفتری علیٰ اللہ یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد اور قادیانی پالتو مولویوں کیلئے موت

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۷)

اس کے علاوہ بھی جنبہ صاحب کے بہت سے حوالے ہیں۔ جنہیں میں تحریر بھی نہیں کر سکتا۔ یقیناً آپ نے پڑھے ہونگے۔

سید صاحب! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ الزام لگانے اور غیبت کرنے والوں کی بابت فرماتا ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تُجھے علم نہیں۔ یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹:۱۳)

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝

اور تو ہرگز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔ (جو) سخت عیب جو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔

(سورۃ القلم ۶۸:۱۱،۱۲)

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ

ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔

(سورۃ الہمزہ ۱۰۴:۲)

سید صاحب! اللہ تعالیٰ کے ان واضح احکامات کے خلاف دوسروں پر بدکاری کے الزام لگانے والوں کی بابت آپ کا کیا خیال ہے۔ چلو ہم تو اطاعت کے مارے لوگ ہیں مگر آپ تو صاف گو ہیں اور اندھی اطاعت پر یقین نہیں رکھتے۔

آخر میں خدا کا ارشاد پیش خدمت ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں

(سورۃ الصف ۶۱:۳،۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو سننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر غیر اخلاقی الزامات کا جواب

محترم جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کردار پر بہت گند اچھالنے کی کوشش کی ہے۔

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ساجد نسیم صاحب! میرا آپ سے سوال جس کیلئے میں نے یہ لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے یہ ہے کہ کیا آپ دل سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضوؑر کی پیشگوئی کے مطابق سچے مصلح موعود تھے؟ اگر آپ یہ یقین رکھتے ہیں تو آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفہ ثانی ایک نبی اللہ اور مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔ اسکا بچپن اور جوانی انتہائی پاکیزہ ماحول میں گزری تھی۔ بچپن ہی سے ان کو یہ بھی خیال تھا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مطابق وہی مصلح موعود ہیں۔ کسی عام احمدی کے کردار میں کوئی کمزوری بھلا ہو لیکن ایسے پاکیزہ ماحول میں پیدا ہونے اور پلنے والے کا کردار تو مثالی ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ کیا بات ہے خلیفہ ثانی کے کردار پر خود حضوؑر کی زندگی میں پہلا بدکرداری کا الزام لگ گیا تھا؟

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۹)

ایسے ہی ایک دوسری جگہ جنبہ صاحب لکھتے ہیں:

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔ آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے ''زکی'' یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرتﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چار و ناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ آپکے مصلح موعود پر اُسکی زندگی میں اُسکے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اُسکی اپنی اولاد نے حلف اُٹھا کر اُس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کیے تھے تو اُنہیں چاہیے تھا کہ اِن الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رَد کر دیتے۔ اِس میں ہرج کیا تھا۔؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جُرم نہ کیا ہو تو پھر اُسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اُٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔؟ جو مجرم نہیں ہے وہ تو ایک کی بجائے سو حلف بھی اُٹھا سکتا ہے۔ اس میں اُسکا کوئی حرج نہیں۔ آپ یا نظام جماعت پیسے دے کر کسی کو میرے خلاف تیار کریں (جس طرح عیسائیوں نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک شخص عبدالحمید کو تیار کیا تھا) کہ وہ مجھ پر حلف اُٹھا کر بدکاری کا الزام لگائے اور پھر دیکھنا میں کس طرح حلف اُٹھا کر اُسکے جھوٹے الزام کو رَد کرتا ہوں۔ رانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ پر بھی کوئی حلف اُٹھا کر جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

محترم جنبہ صاحب کے آرٹیکلز میں سے یہ سب سے بہتر حصہ میں نے یہاں درج کیا ہے۔ ورنہ آپ نے جو جو الفاظ اور واقعات جماعت کے مخالفین کی کتب سے نکال کر نوٹ کئے ہیں۔ ساتھ ان کتابوں کے نام اور انہیں حاصل کرنے کے طریق بھی بیان فرمائے ہیں۔ میں انہیں یہاں درج نہیں کر سکتا۔ مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب لکھتے ہیں:

’آپکے مصلح موعود پر اسکی زندگی میں اس کے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اسکی اپنی اولاد نے حلف اٹھا کر اس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کئے تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ ان الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رد کر دیتے؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو پھر اسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے؟‘

اپنے مندرجہ بالا بیان کی تائید میں جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل دو حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔

(۱) ”مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (الحکم، ۲۴/مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲) یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد وافتراء کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا“۔ (تبلیغ رسالت، جلد نمبر ۲، صفحہ ۲)

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۲۱)

الجواب:

اگر گزشتہ انبیاء کرام کے حالات اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان انبیاء کے دعویٰ سے پہلے اُن کی نیکی کے گن گاتے ہیں اور جب یہ بزرگ خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو لوگ ان پر گندے اور بدکاری کے الزامات لگاتے ہیں۔ یہ الزام ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں بھی آپ پر لگائے گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ الزام آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی لگائے گئے۔

جنبہ صاحب آپ کے سوال کا جواب بھی آپ کے سوال میں موجود ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خیال تھا کہ وہی مصلح موعود ہیں۔ آپؓ کو خیال تھا یا نہیں تھا۔ اس کا تو علم نہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کو اس کا خیال تھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جنبہ صاحب آپ نے خود بھی اپنے مضامین میں اس کا ذکر کیا ہے کہ فلاں فلاں نے آپ کی بابت مضامین شائع فرمائے کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی یہی خیال تھا۔ (اس کے حوالے دوسری جگہ نوٹ کر چکا ہوں) اس لئے جبکہ بچپن سے ہی سب کو معلوم تھا کہ آپؓ ہی مصلح موعود ہیں اس لئے بچپن سے ہی آپؓ پر الزامات لگانے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔

محترم جنبہ صاحب آپ نے اکثر جگہ یہ سوال بھی کیا ہے کہ آپ پر اس طرح کے الزام کیوں نہیں لگے۔ جواباً عرض ہے۔

۱۔ ایسے الزامات سچوں پر لگتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب پر بھی ایسے الزام نہیں لگے تھے۔ کیا وہ سچا تھا؟

۲۔ اس وقت بہت سارے دعویدار موجود ہیں اور کسی ایک پر بھی اس قسم کے الزام موجود نہیں۔ کیا وہ سب سچے ہیں؟

ایسے ہی آپ نے حلف کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے دو حوالے پیش کر کے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سچے تھے تو انہوں نے حلف کیوں نہیں اٹھایا۔ رسالہ الحکم اور تبلیغ رسالت تک رسائی نہ ہونے کے باعث حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات کے سیاق وسباق کا مجھے علم نہیں۔ مگر ذیل میں حضورؑ کی ایک اور تحریر پیش کر رہا ہوں۔

''اخیر میں ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اخبار مذکورہ بالا میں منشی محمد رمضان صاحب نے تہذیب سے گفتگو نہیں کی بلکہ دینی مخالفوں کی طرح جا بجا مشہور افتراء پردازوں سے اس عاجز کو نسبت دی ہے۔ اور ایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی۔ کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہو گی۔ اس پیشگوئی پر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ نیکوں کو نیک باتوں کا اور زانیوں کو عورتوں کا۔ ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ ناظرین منشی صاحب کی تہذیب کا آپ اندازہ کر لیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ۲۰۱۹، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۶، ۱۴۷)

حضورؑ نے اس الزام کے جواب میں کوئی حلف نہیں اٹھایا۔ بلکہ فرمایا ہے کہ ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔

اگر اس قسم کے الزامات کا جواب دینا ضروری ہوتا یا اس پر حلف اٹھانا ضروری ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ یقیناً اپنی بابت لگائے گئے اس الزام پر حلف اٹھاتے یا اس کا جواب دیتے۔ لیکن تاریخ سے ثابت ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندوں پر اس قسم کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ اور الزامات لگانے والے خود ہی ذلیل ورسوا ہو کر مقام عبرت بن جاتے ہیں۔ جنبہ صاحب سے درخواست ہے کہ آپ نے جن جن احباب کے حوالوں سے یا جن کی کتب کے حوالوں سے یہ الزام لگائے ہیں ان کی ذاتی زندگی اور ان کے خدا سے تعلق کے بارہ میں بھی روشنی ڈال دیں۔ میں ان میں سے جن جن لوگوں کو جانتا ہوں ان کا خدا یا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

۲۔ جنبہ صاحب کہتے ہیں کہ حضورؓ نے لوگوں کے اصرار کے باوجود حلف نہیں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ جو بڑی شان والا ہے اور اپنے سچوں اور پیاروں کو ہر الزام سے بری کرنا اس کی سنت ہے۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ان الزامات کے بارہ میں دیا گیا حلفیہ بیان درج ہے۔ قارئین کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

چنانچہ حضور نے ۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

''وہ مجھے کہتے ہیں کہ اگر وہ الزامات جو وہ مجھ پر لگاتے ہیں، جھوٹے ہیں تو میں موکد بعذاب قسم کھاؤں۔ حالانکہ مستریوں کے مقابلہ میں بھی میں نے کہا تھا اور اب بھی میں کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ اس قسم کے امور کے لئے جن کے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خاص طریق بتائے گئے ہیں، قسموں وغیرہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ بلکہ ایسے مطالبہ پر قسم کھانا بھی اس حکمت کا باطل کر دیتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ ہاں جس پر الزام لگایا گیا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اختیار ہے کہ جب وہ مناسب سمجھے الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دے۔ لیکن چونکہ وساوس وشبہات میں مبتلا رہنے والا انسان خیال کر سکتا ہے کہ شاید میں نے قسم سے بچنے کے لئے اس قسم کا عقیدہ تراش لیا ہے اس لئے کم سے کم اس شخص کی تسلی کے لئے جو جانتا ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں اس خدائے قادر و توانا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھا کر شدید لعنتوں کا انسان مورد بن جاتا ہے کہ میرا یہ یقین ہے کہ قرآن کریم کی اس بارہ میں وہی تعلیم ہے جو میں نے بیان کی ہے اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔''

اسی خطاب میں آگے چل کر آپؓ فرماتے ہیں۔

''مجھے اپنے خدا پر یقین ہے۔ اس خدا نے اس وقت جبکہ مجھے خلافت کا خیال تک بھی نہ تھا، مجھے خبر دی تھی۔ 'اِنَّ الَّذِ يْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُو اِلٰى يَوْ مِ القِيَا مَۃِ' کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں، وہ تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص میری بیعت کا اقرار کرے گا وُہ قیامت تک میرے منکروں پر غالب رہے گا۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوتی رہے گی۔ اگر اس الہام کے سُنانے میں میں جھوٹ بولتا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت۔ میری خلافت کے بارہ میں ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں۔ اتنی بار خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اب بھی جب یہ فتنہ اُٹھا تو میں نے جلدی

نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔اور خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ 'میں تیری مشکلات کو دُور کروں گا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا۔''

(تاریخ احمدیت، جلد ہشتم، صفحہ نمبر ۳۷۵تا۳۷۷)

محترم جنبہ صاحب نے اپنے لگائے گئے الزامات کی صداقت کے لئے ایک صاحب کے مباہلہ کا چیلنج درج فرمایا ہے۔ جو یہ ہے۔

''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں جھوٹا بیان دوں ،تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور میں ایک سال کے عرصہ میں مرجاؤں کہ (الف) مرزا طاہر احمد (موجودہ قادیانی سربراہ) کا والد مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو بانی سلسلہ احمدیہ ،مرزا غلام احمد کے تین بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا اور قادیانی جماعت کا خلیفہ ثانی تھا) بدکار تھا،اور منکوحہ وغیر منکوحہ عورتوں کیساتھ زنا کرنے کا عادی تھا،حتیٰ کہ خاندان کی ان عورتوں کیساتھ بھی زنا کیا کرتا تھا جن کو نہ صرف اسلامی شریعت نے ، بلکہ سب الہامی مذاہب نے محرمات قرار دیا ہے''۔

(قادیانیت سے اسلام تک۔مؤلف محمد متین خالد۔صفحہ۱۲۲)

حافظ بشیر احمد مصری نے مباہلہ کے اس چیلنج کی تحریر پر دستخط کر کے اِسے خلیفہ رابع صاحب کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ بھی اس پر دستخط کر کے اُس کا فریق ثانی بن کر اُس کی خوب اشاعت کر دیں۔ بعد ازاں ایک سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ فرما دے گا۔ چونکہ خلیفہ رابع صاحب قبل از وقت مرنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا وہ اپنے باپ کے کردار کے متعلق اس مباہلہ سے بھاگ گئے اور حافظ بشیر احمد مصری کے مقابلہ پر نہ آئے۔اب سوال یہ ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق تو ہر احمدی مخالفوں کیساتھ مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہے لیکن خلیفہ رابع صاحب اپنے باپ کے کردار کے متعلق مباہلہ سے کیوں بھاگے؟ خلیفہ رابع کا اپنے باپ کے کردار کے متعلق مباہلہ سے فرار ہمیں کیا پیغام دیتا ہے؟ خلیفہ رابع کا مباہلہ سے بھاگنا ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ بھی اپنے باپ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو زکی (پاک اور نیک) نہیں سمجھتے تھے۔اگر وہ اپنے باپ کو پاک باز سمجھتے ہوتے تو حافظ بشیر احمد مصری کے مباہلہ کا چیلنج ضرور قبول کرتے۔اس مباہلہ کے بعد حافظ بشیر احمد مصری کافی سال زندہ رہ کر نوے کی دہائی میں غالبًا اسی (۸۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔اگر کسی مخلص احمدی کو خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا اتنا ہی یقین ہے تو وہ اپنے موجودہ گدی نشین یعنی مرزا مسرور احمد صاحب کو حافظ بشیر احمد مصری کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کیلئے کھڑا کرے۔وہ ایم ٹی اے پر آ کر حافظ بشیر احمد مصری کے بیان کا موکد بعذاب حلف کیساتھ ردّ کر دیں۔میں افرادِ جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ آپکا موجودہ گدی نشین بھی اس مباہلہ کے لیے کبھی کھڑا نہیں ہوگا کیونکہ خاندان مغلیہ کے سارے افراد اپنے مصلح موعود کی کرتوتوں سے واقف ہیں۔مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے عظیم باپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سچائی کو کس طرح داغ دار کیا ہے ایک مخلص احمدی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا؟ سوچیں اور غور کریں۔کیا زکی (پاک اور نیک) غلام ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ آخر آپ نے مرنا ہے۔کیا یہ سب کچھ آپ کیلئے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟؟؟؟

(آرٹیکل نمبر۴۸، صفحہ نمبر۶،۷)

محترم جنبہ صاحب! مندرجہ بالا حوالے آپ نے اپنے مضامین میں درج فرمائے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ یہ تمام حوالے درست ہیں۔اب یہ تمام تر الزامات آپ لگا رہے ہیں۔آپ خدا کی طرف سے مامور ہونے کے دعویدار ہیں۔اس لئے اتمام حجت کے لئے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے تمام تر الزامات درست اور سچ پر مبنی ہیں۔ تو **آپ حلف اٹھا کر کہیں کہ میں نے اپنے مضامین میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بدکرداری کے جو جو الزامات لگائے ہیں وہ سب سچ**

ہیں۔اورا گر وہ سچ نہیں ہیں تو خدا کی مجھ پر ہزار ہزار لعنتیں نازل ہوں۔اور خدا مجھے اسی دنیا میں مقام عبرت بنادے۔اور مجھے اور میری نسلوں کو تباہ و برباد کر دے۔'

۳۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ وفات پا چکے ہیں۔مگر جنبہ صاحب آپ ابھی زندہ ہیں۔آپ نبی ہونے کے دعویدار بھی ہیں۔ خدا کا حکم ہے کہ سنی سنائی باتوں کو بغیر تحقیق کے بیان نہ کیا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹:۷)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳۷)

اسی مضمون کے متعلق ایک حدیث مبارکہ ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ، وَالْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالاَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ " يَا مَعْشَرَ مَنْ قَدْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لاَ تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلاَ تُعَيِّرُوهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کو کھوج لگاتے پھریں ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلة،باب مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْمُؤْمِنِ)

غیبت اور چغل خور کی بابت خدا کیا کہتا ہے درج ذیل ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۙ

اور تُو ہر گز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔ (جو) سخت عیب جو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔

(سورۃ القلم ۶۸: ۱۱، ۱۲)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔

(سورۃ الھمزہ ۱۰۴: ۲)

جنبہ صاحب نے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر الزامات لگائے ہیں وہاں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض حوالے بھی درج کئے ہیں۔ اور اس طرح جنبہ صاحب نے دو کام کئے ہیں۔ ایک تو ان تحریروں کو بغیر سیاق و سباق کے پیش کیا ہے اور دوسرا ان کے لکھے جانے کی وجہ کی وضاحت نہیں کی ہے۔ یہ وہی حرکت ہے جو جماعت کے مخالفین کرتے ہیں۔ ایسی تحریریں پیش کر کے لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی بابت بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو انہوں نے خدا کے نبی کے بارے میں کیا کیا لکھا ہے۔ یہ وہ تحریریں ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں اور آریوں کے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر لگائے گئے گندے اعتراضات کے جواب میں لکھی ہیں (اس بارے میں ایک مکمل مضمون شروع میں گزر چکا ہے۔ جہاں ان تحریروں کی حقیقت بیان کی جا چکی ہے۔ اس لئے یہاں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں)۔

دوسرا ان تحریروں کو پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ ایسی تحریریں لکھ سکتے ہیں تو میری تحریروں پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

الجواب:

حضرت مسیح موعودؑ کے ان تحریروں کے لکھنے کی وجہ تو اوپر بیان کر چکا ہوں۔ دوسرا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو باتیں بھی لکھی وہ آریوں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب سے لیکر تحریر کی ہیں۔ تمام آریہ اور عیسائی ان باتوں کو مانتے ہیں۔ آپؑ نے کوئی بھی بات آریہ اور عیسائیوں کے مخالفین کی طرف سے لکھے گئے لٹریچر سے لے کر نہیں لکھی۔

جب کہ جنبہ صاحب نے جو جو حوالے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق پیش کئے ہیں وہ تمام کتب جماعت احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔ اور جنبہ صاحب ایسا کر کے دراصل انہی مخالفین کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے الزامات کا جواز

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے الزامات کے جواز میں جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

رانا صاحب! اپنے خط کے صفحہ نمبر ۸ کے شروع پر آپ لکھتے ہیں:۔

''آپ نے بھی طعنہ بازی اور رکیک زبان استعمال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔آپ نے ایک ذلیل انسان کی ذلیل کتاب ''ربوہ کا راسپوٹین'' کا ذکر کر کے اس کے حوالہ جات دے کر خدا کو ناراض کیا ہے۔ یہ کتاب بکواسات اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔''

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہو جاتے ہیں۔خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے ''زکی'' یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چاروناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بابت لکھتے ہیں:

لوگوں کو اخراج اور مقاطعہ کی شکل میں زہر کے پیالے پلاتا رہا۔اسلام میں پہلے بھی مفتری علی اللہ ہو گزرے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک بھی کیا ہے۔لیکن آیت ولوتقول علینا کی قہری تجلی کا جلوہ جس رنگ میں خلیفہ ثانی پر ظاہر ہوا اسکی مثال ماضی کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ اس طرح کہ حضرتِ محمود کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے فرمان کے مطابق اسکی شہ رگ کاٹی بلکہ اسے سزا اور اذیت دینے کیلئے زندہ بھی رکھا۔اگر چاقو کے بلیڈ کی نوک اسکی شہ رگ میں دھنس کر نہ ٹوٹتی تو اسکی موت یقینی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے نہ صرف سزا دینے کیلئے بلکہ اس لیے بھی کہ بعدازاں اس کے مرید اسے احمدیت کا شہید اعظم نہ بناتے پھریں چاقو کی نوک کو اسکی شہ رگ میں توڑ دیا۔ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ عجیب واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جھوٹے مدعی مصلح کی شہ رگ بھی کاٹی اور اسے سزا دینے کیلئے زندہ بھی رکھا۔ساجد صاحب! اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ثانی کی شہ رگ کو کاٹ بھی دینا اور اسے سزا دینے کیلئے زندہ بھی رکھنا کیا ایک بے مثل واقعہ نہیں ہے؟ لیکن مربیان اور بعض احبابِ جماعت پر افسوس ہے کہ وہ اس عظیم جھوٹے انسان کو مصلح موعود ثابت کرتے پھر رہے ہیں۔ یاد رکھنا جو شخص اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو مٹانے کے منصوبے بنائے گا تو اسکا انجام یہی ہوگا۔خواہ وہ کسی نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو؟ ایک اور بات یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم ایسے مفتری علی اللہ کو درمیان میں آ کر میری پکڑ سے بچا نہیں سکتے۔اب دیکھیں کہ خلیفہ ثانی نے اپنی حفاظت کیلئے کتنا فرعونی نظام وضع کر رکھا تھا پھر بھی وہ اس حفاظتی انتظام کے باوجود ''ولوتقول علینا'' کی قہری وعید سے بچ نہ سکا۔اور یہ اس ثبوت کیلئے کافی ہے کہ اس کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۷)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مربی ساجد صاحب نے کیا کہا تھا جس کی وجہ سے جنبہ صاحب اتنے ناراض ہیں۔

مورخہ ۴ر فروری ۲۰۰۷ء کو جب عزیزم محمد اشرف جنبہ صاحب نے ساجد نسیم اور مبشر بٹ مربیان ہمبرگ وکیل کے سامنے ''ولوتقول علینا'' کی وعید کے سلسلے میں خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے کا ذکر کیا تو ان ظالم مولویوں نے جھٹ سرور کائنات آنحضرت ﷺ پر حملہ کر دیا کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک بھی شہید ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے سر میں کوئی چیز کھب گئی تھی۔ ان ظالموں سے کوئی پوچھے کہ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کا خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے سے کیا تعلق ہے؟ وہ واقعہ تو ایک عظیم نبی ﷺ کی کافروں کے خلاف جنگ کے دوران پیش آیا تھا۔ ان بدبختوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم کس کو کس کیساتھ تشبیہ دے رہے ہیں؟ یاد رہے کہ بہت سارے انبیاءؑ اپنے وقت میں مخالفوں کے ہاتھوں شہید بھی ہوئے ہیں اور ان کی شہادتوں کو ہم آیت ''ولوتقول علینا'' کیساتھ ہرگز نہیں ملا سکتے۔ یہاں تو زیر بحث مفتری علی اللہ کیلئے ''ولوتقول علینا'' کی وعید اور خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملہ تھا۔ معاذ اللہ کیا آنحضرت ﷺ کی شہ رگ پر بھی حملہ ہوا تھا؟ مشرکین اور کفار مکہ سے جنگ کے دوران اگر آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے تھے تو آپ ﷺ کے ان دانتوں کی شہادت کا ''ولوتقول علینا'' کی وعید سے کیا تعلق ہے؟ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے قرآنی فرمان کے مطابق نہ صرف اسکی شہ رگ قطع ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دینے کیلئے ایک لمبا عرصہ تک زندہ بھی رکھا۔ یہ بدذات مولوی خلیفہ ثانی پر قرآنی فرمان کی اس قہری تجلی کی اہمیت کم کرنے کیلئے معاذ اللہ آنحضور ﷺ کی مبارک ذات پر حملہ کرنے سے بھی باز نہ آئے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۷)

مربیان کرام کے سامنے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر ہونے والے حملہ کا حوالہ پیش کیا گیا اور اسے آپؓ کے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے ہونے کا ثبوت قرار دیا گیا تو اس کے جواب میں مربیان کرام نے سمجھانے کی خاطر رسول کریم ﷺ کا حوالہ پیش کیا کہ اس طرح کے حملے تو پہلے بھی انبیاء پر ہوتے رہے ہیں اور خود ہمارے پیارے آقا ﷺ پر بھی جنگ احد میں کفار کی طرف سے حملہ ہوا تھا۔ جو کسی طرح بھی رسول کریم ﷺ پر کسی قسم کا اعتراض نہیں۔ ہمارا تو جینا مرنا اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اپنے آقا ﷺ کے نقشِ قدم پر ہے۔ کوئی پوچھے کہ دائیں ہاتھ سے کیوں کھاتے ہو تو ہمارا جواب ہوتا ہے رسول کریم ﷺ دائیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔ پانی تین سانس لے کر کیوں پیتے ہو تو جواب ہوتا ہے یہی رسول کریم ﷺ کی سنت تھی۔ ہر مسلمان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے آقا کی ہر سنت پر عمل کرے۔ ہم ہر بات میں آپ ﷺ کا حوالہ دیتے ہیں۔

جنبہ صاحب شاید بھول گئے کہ وہ جس آیت **ولو تقول علینا** کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے بات کہی تھی۔ اور ہم اسے رسول کریم ﷺ کی عمر مبارکہ کو معیار بنا کر جھوٹے اور سچے کو پرکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ۲۳ سالہ دور رسالت کو سچائی کا معیار قرار دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ حوالہ تو مربیان کرام نے دیا تھا۔ اگر جنبہ صاحب کو یہ بات پسند نہیں آئی تو انہیں برا بھلا کہتے۔ میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ آپ ہر بات میں دوسروں سے قرآن کا حوالہ مانگتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قرآن نے یہ کہاں اجازت دی ہے کہ اگر آپ کو کسی کی بات سے اختلاف ہو تو اس کے بزرگوں کو گالیاں نکالنی شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی گالیاں دینے سے منع فرماتا ہے۔

اب میں احباب کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھانا چاہتا ہوں۔

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۷ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

زاہد صاحب کے نعوذ باللہ عیسیٰ ابن زکریا کے عقیدے کو ازروئے قرآن کریم قطعی طور پر جھٹلا چکا ہوں۔ لیکن لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔ اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔ کیا میں آپکی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کر دوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔ اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں: کیا میں آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کر دوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔ اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟

احباب کے علم کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زاہد خاں صاحب وہ ہیں جن کے عقائد جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۷ پر خود درج فرمارہے ہیں اور پورے مضمون میں زاہد خاں صاحب کو جناب زاہد خاں صاحب کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ ان کے کیا عقائد ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب زاہدخان صاحب یقین رکھتے ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم بن باپ پیدا ہونے کی بجائے نعوذ باللہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ناجائز بیٹے تھے۔(۲) جناب زاہدخان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ایک متروک کتاب ہے۔ (۳) جناب زاہدخان صاحب کوئی نماز، کوئی روزہ، کوئی زکوۃ اور کسی حج پر نہ صرف کہ ایمان نہیں رکھتے بلکہ ان ارکان اسلام پر عمل کرنے کو بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔(۴) جناب زاہدخان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک متروک بلکہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔اور اسلام کے خاتمہ میں ہی دنیا کی ترقی اور فلاح پوشیدہ ہے۔(۵) جناب زاہدخان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بہت سارے نعوذ باللہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔اور اسی ضمن میں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔۔۔۔۔

(The criminal acts of Mohammad)

وہ شخص جو ایک نبی کو دوسرے نبی کی (نعوذ باللہ) ناجائز اولاد کہہ رہا ہے۔جو (نعوذ باللہ) قرآن کریم کو ایک متروک کتاب کہہ رہا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت یہ کہہ رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سارے جرائم کا ارتکاب کیا۔اس کے لئے جنبہ صاحب کی غیرت نہیں جاگی اور فرمارہے ہیں کہ چونکہ اس نے مجھے کچھ نہیں کہا اس لئے میں اسے کیوں کچھ کہوں۔ مگر دوسری طرف صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہمارے آقا کے بھی جنگ احد میں دندان شہید ہوئے تھے۔ بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ میں بدزبانی کرنے کی وجہ یہ بتارہے ہیں کہ مربیان نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بات کرتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دے دیا تھا۔ جنبہ صاحب کے نزدیک اگر یہ بات اتنی ہی بری تھی تو خود کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاتے ہوئے انہیں ذرا شرم نہیں آئی۔ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

۔آج بھی مجھ غریب کے مقابل پر جس خلافت محمودیہ کی آپ بات کر رہے ہیں وہ بھی اپنے آپکو کافی والا مجھتی ہے۔انشاءاللہ تعالی یہ کلغیاں بکھر جائیں گی اور آخری نتیجہ الٰہی منشا کے موافق نکلے گا۔ جہاں تک متعلقین کو خوشی پہنچانے کا سوال ہے تو میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ میں نے صرف غلام مسیح الزماں ہونے کا اعلان کیا ہے۔اگر انکی نظر میں خاکسار غلطی خوردہ تھا تو یہ مجھے دلیل کیساتھ سمجھا دیتے۔انہیں ایک فرعونی نظام کے کہنے پر مجھ سے مقاطعہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے تو اپنے گھر کا دروازہ کسی کیلئے بندنہیں کیا۔میرا آپ سب سے سوال ہے کہ محترم ابوطالب اپنے محترم بھتیجے آنحضور ﷺ کے دعوی پر ایمان نہیں لائے تھے۔لیکن اسکے باوجود چچا نے اپنے بھتیجے ﷺ کو کیا چھوڑ دیا تھا؟ حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی زوجہ کی اولاد نے بھی آپ کے دعوی کو آپکی زندگی میں نہیں مانا تھا؟ اور اسکے باوجود کیا آپ نے اپنی منکر اولاد کو اپنے گھر سے نکال دیا تھا یا ان سے مقاطعہ کرلیا تھا؟ تنکروا وتندموا واتقوا اللہ ولا تغلوا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ ۶،۷)

جنبہ صاحب! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دیکھیں اور اپنی اوقات دیکھیں۔ دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی جھانکنا سیکھیں۔

خدائی وعدوں کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب نے اپنی تحریرات میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر مختلف قسم کے الزامات لگائے ہیں۔اور دوسری طرف جنبہ صاحب اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں وعدہ کئے گئے موعود بیٹے بھی ہیں۔

اس موعود بیٹے کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔''

(اشتہار ۲۰ فروری، ۱۸۸۶، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲)

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّی۔اِنَّا نَرُدُّہ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کرلیا ہو انکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہوجاتی ہے جو کہ آپؑ نے مولانا نور الدینؓ کے نام لکھا تھا۔اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔'' (مکتوب ۴؍دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

جب احباب نے جنبہ صاحب کو اس طرف توجہ دلائی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اپنے مامور سے یہ وعدہ کر رہا ہے کہ ایک پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا وہ نور اللہ ہوگا، اس کو مقدس روح دی جائے گی، وہ رجس سے پاک ہوگا اور وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اور دوسری طرف آپ ایسے بیٹے پر بدکرداری اور طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہونے کے الزامات لگا رہے ہیں۔تو اس کا جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم اور بطور خاص اپنی اولاد کیلئے کیا دعائیں نہیں کیں تھیں؟ کیا آپ حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی اولاد کیلئے دعاؤں کا اِنکار کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعاؤں کے باوجود (سورۃ ہود۔ ۴۶ تا ۴۸) آپ کی اولاد میں سے جس نے آپ کی تعلیم کا منکر اور باغی بننا تھا وہ بن کر رہا۔ بہت ساری آزمائشوں میں جب خلیل اللہ اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پورے اُترے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ میں تجھے امام بنانے والا ہوں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا یہ وعدہ ظالموں کیساتھ نہیں ہوگا۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ "(البقرہ۔۱۲۵) اور جب ابراہیم کو اُسکے ربّ نے بعض باتوں کے ذریعہ سے آزمایا اور اس نے اِن کو کر دکھایا (اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے بھی۔ (اللہ نے) فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی لائن لگا دی لیکن اسکے باوجود آپ کی نسل میں سے بعض ظالم بھی بنے تھے۔ حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے والے آپؑ کے پڑپوتے ہی تھے۔ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے والے اور بہت سارے نبیوں کو شہید کرنے والے (یہودی) بھی آپ کی نسل میں سے ہی تھے۔ مکہ میں آپؑ نے جو اللہ تعالیٰ کا گھر خالص اسکی توحید کو قائم کرنے کے واسطے بنایا تھا، اس گھر میں ۳۶۰ بت رکھ کر اسے بتخانہ میں بدلنے والے بھی آپؑ کی نسل میں سے ہی تھے۔ کیا اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اللہ اپنے ابوالانبیاء کی دعاؤں کو شرف قبولیت نہیں بخشا تھا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے جو آپ کے راستے پر چلے وہ آپ کی دعاؤں کا فیض پا کر انبیاء بن گئے لیکن جو بدقسمت تھے وہ نہ صرف محروم رہے بلکہ وہ ظالم اور سرکش بھی بن گئے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۰)

اسی طرح ایک اور جگہ جنبہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔

اَنبیاء کی اولاد۔ یہ بات درست ہے کہ انبیاء کی اولاد بھی بالعموم نیک ہی ہوتی ہے لیکن قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ہر نبی کے بارے میں سچ نہیں ہے۔ بعض اوقات کسی نبی کے ہاں ناخلف اور باغی اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے مخاطب ہو کر اُنکے لڑکے کے متعلق فرماتا ہے۔ "قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ "(ہود۔۴۷) (اللہ نے) فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنیوالا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارے میں تجھے علم نہ دیا گیا ہو، اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۵)

اسی مضمون میں آگے چل کر تحریر کرتے ہیں

قارئین کو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا "یَا نُوْحُ اَسِرَّ رُؤْیَاكَ" اے نوح! اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ (تذکرہ ایڈیشن چہارم (۲۰۰۴ء) صفحہ ۲۲۰ بحوالہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۱)

حضورؑ کا یہ الہام بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو آخری زمانے کا نوح بھی قرار دیا ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام (اوّل) کا بیٹا اُسکے اہل میں سے نہیں تھا اور نیز وہ بدعمل بھی تھا۔ خاکسار کا قارئین سے سوال ہے کہ اگر نوح اوّل کا بیٹا باغی، منکر اور بدعمل ہو سکتا ہے تو پھر نوح ثانی کا بیٹا باغی، منکر اور بدعمل کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ بقول مضمون نگار کسی نبی کا حواری جھوٹ نہیں بول سکتا جبکہ قرآن کریم کے مطابق حواری تو رہے ایک طرف خود نبیوں کی اولاد گمراہ اور بدعمل ہو سکتی ہے۔ اب مضمون نگار کذب بیانی کر رہا ہے یا کہ نعوذ باللہ قرآن کریم کی تعلیم غلط ہے۔ قارئین یہ فیصلہ خود کر لیں کہ دونوں میں سے کون کاذب ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۱۲)

مندرجہ بالا حوالوں میں محترم جنبہ صاحب نے دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ حقائق کو غلط رنگ میں پیش کر کے غلط مطالب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کی تعلیم کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات کی آپس میں کوئی مشابہت نہیں۔تینوں واقعات کے مضمون بالکل مختلف ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

حضرت نوحؑ کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں بیان فرماتا ہے۔

وَأُوحِيَ إِلَى نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اس کے سوا جو ایمان لا چکا تیری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ پس اُس سے دل بُرا نہ کر جو وہ کرتے ہیں۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۝

اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے بارہ میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ یقیناً وہ غرق کئے جانے والے ہیں۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝

اور وہ کشتی بناتا رہا اور جب کبھی اس کی قوم کے سرداروں کا اس پر گزر ہوا وہ اس سے تمسخر کرتے رہے۔ اس نے کہا اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو یقیناً ہم بھی تم سے اسی طرح تمسخر کریں گے جیسے تم کر رہے ہو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝

پس عنقریب تم جان لوگے کہ وہ کون ہے جس پر وہ عذاب آئے گا جو اُسے ذلیل کر دے گا اور اس پر ایک ٹھہر جانے والا عذاب اُترے گا۔

حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝

یہاں تک کہ جب ہمارا فیصلہ آ پہنچا اور بڑے جوش سے چشمے پھوٹ پڑے تو ہم نے (نوح سے) کہا کہ اس (کشتی) میں ہر ایک (ضرورت کے جانور) میں سے جوڑا جوڑا سوار کر اور اپنے اہل کو بھی سوائے اس کے جس کے خلاف فیصلہ گزر چکا ہے اور (اسے بھی سوار کر) جو ایمان لایا ہے۔ اور اس کے ہمراہ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے۔

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اور اس نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا ربّ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ

اور وہ اُنہیں لئے ہوئے پہاڑوں جیسی موجوں میں چلتی رہی۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ ایک علیحدہ جگہ میں تھا۔ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ

اس نے جواب دیا میں جلد ہی ایک پہاڑ کی طرف پناہ (ڈھونڈ) لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ اس نے کہا آج کے دن اللہ کے فیصلہ سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے (صرف وہی بچے گا)۔ پس ان کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ غرق کئے جانے والوں میں سے ہو گیا۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

اور کہا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا۔ اور پانی خشک کر دیا گیا اور فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ اور وہ (کشتی) جودی (پہاڑ) پر ٹھہر گئی اور کہا گیا کہ ہلاکت ہو ظالم قوم پر۔

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ

اور نوح نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا اے میرے ربّ! یقیناً میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ ضرور سچا ہے اور تُو فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔ پس مجھ سے وہ نہ مانگ جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تُو جاہلوں میں سے ہو جائے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

اس نے کہا اے میرے ربّ! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جس (کے مخفی رکھنے کی وجہ) کا مجھے کوئی علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

(سورۃ ہود ۱۱: ۴۳ تا ۴۸)

ا۔ اللہ تعالیٰ نے پورے واقعہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ اپنے اہل کو کشتی میں سوار کر تو ساتھ وضاحت کر دی۔ (اور اپنے اہل کو بھی سوائے اس کے جس کے خلاف فیصلہ گزر چکا ہے اور (اسے بھی سوار کر) جو ایمان لایا ہے)۔ یعنی اہل مگر ان کو نکال کر جن کے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے اور اہل وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ اور جب حضرت نوحؑ اپنے بیٹے کو بلاتے ہیں تو اسے یہی کہتے ہیں کہ کافروں کے ساتھ شامل نہ ہو۔ لیکن وہ انکار کر دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نوحؑ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے مگر خدا اسی وقت وضاحت فرما دیتا ہے کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔

اس پورے واقعہ میں کہیں بھی خدا نے حضرت نوحؑ سے ان کے بیٹے کے حوالہ سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ بلکہ حضرت نوحؑ کو وضاحت فرمائی کہ تمہارا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ اور ایمان نہ لانے اور کافروں کا ساتھ دینے کے باعث غرق کر دیا گیا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی امت کو اس نافرمان بیٹے کے حوالے نہیں کیا۔ بلکہ حضرت نوحؑ کے دوسرے بیٹوں (جو آپ پر ایمان لائے تھے اور آپ کی کشتی میں سوار تھے) کے سپرد کیا اور حضرت نوحؑ کی نسل میں اپنا انعام یعنی نبوت کو جاری رکھا۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ہی تھے۔

۲۔ قرآن پاک کے مطابق حضرت نوحؑ کی بیوی بھی آپ پر ایمان نہیں لائی تھی۔ ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی بیوی اور ایک بیٹا آپؑ پر ایمان نہیں لایا۔ لیکن دوسری بیوی اور اولاد آپؑ پر ایمان لائی۔ اس طرح حضرت نوحؑ کی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں اپنا انعام جاری رکھا۔ اور انکار کرنے والوں کی نسل کو ختم کر دیا۔

۳۔ محترم جنبہ صاحب کو یقیناً معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ابراہیم بھی کہا ہے۔ اس لئے ابراہیم ہونے کی وجہ سے آپؑ کا بیٹا بھی مامور ہوا اور یہ انعام کا سلسلہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں بھی جاری ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس واقعہ کو یوں بیان فرماتا ہے۔

وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ

اور جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اُس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔ اُس نے عرض کیا اور میری ذرّیت میں سے بھی۔ اس نے کہا (ہاں مگر) ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔

(سورۃ البقرہ ۲:۱۲۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ کر رہا ہے کہ وہ آپؑ کو ایک عظیم امام بنانے والا ہے۔ آج ہم سب اس پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو کس شان کے ساتھ پورا کیا ہے۔

دوسری بات جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے عرض کیا کہ میری ذریت کو بھی امام بنانا۔ تو خدا نے اس کا جواب دیا کہ ہاں مگر ساتھ وضاحت فرمادی کہ میرا یہ وعدہ ظالموں کے لئے نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بھی بڑی شان کے ساتھ پورا کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں جو نیک اور صالح لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں امام بنایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ

حضرت مسیح موعودؑ کا واقعہ مندرجہ بالا دونوں واقعات سے مختلف ہے۔ پہلے خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ہوشیار پور میں جا کر عبادات بجالانے کی ہدایت فرمائی۔ اور پھر چالیس روز کی عبادت اور چلہ کشی کے بعد آپؑ کو بشارت دی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کا راہ ظاہر ہو جائے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ 'میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضریات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور پھر فرماتا ہے۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند

دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّ لِ وَالْاٰ خِرِ مَظْهَرُ الْحَقِ وَالْعَلَاۤ ءِ كَاَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآ ءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَا نَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا''

یہاں اللہ تعالیٰ خود ایک بیٹے کا وعدہ کر رہا ہے اور ساتھ اس کی خوبیاں بیان فرما رہا ہے۔ اس واقعہ کی حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ سے کوئی مناسبت نہیں بنتی۔ اس وعدہ کی مناسبت قرآن پاک میں درج مندرجہ ذیل وعدوں سے بنتی ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝

اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔ پس ہم نے اسے ایک بُرد بار لڑکے کی بشارت دی۔ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

(سورۃ الصافات ۳۷: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ۝

انہوں نے کہا خوف نہ کر۔ ہم یقیناً تجھے ایک صاحبِ علم بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے مجھے خوشخبری دی ہے باوجود اس کے کہ مجھے بڑھاپے نے آلیا ہے۔ پس تم کس بنا پر خوشخبری دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے تجھے برحق خوشخبری دی ہے۔ پس مایوس ہونے والوں میں سے نہ ہو۔

(سورۃ الحجر ۱۵: ۵۴ تا ۵۶)

وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝ قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

اور اس کی بیوی (پاس ہی) کھڑی تھی۔ پس وہ ہنسی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی۔ اس نے کہا اے وائے میرا غم! کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں ایک بُڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے۔ یقیناً یہ تو بہت عجیب بات ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو اللہ کے فیصلے پر تعجب کرتی ہے۔ تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں اے اہلِ بیت! یقیناً وہ صاحبِ حمد (اور) بہت بزرگی والا ہے۔

(سورۃ ہود ۱۱: ۷۲ تا ۷۴)

يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝

اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہمنام نہیں بنایا۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! میرے بیٹا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ گیا ہوں؟ اس نے کہا اسی طرح۔ تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ اور یقیناً میں تجھے بھی تو پہلے پیدا کر چکا ہوں جبکہ تُو کچھ چیز نہ تھا۔

(سورۃ مریم ۱۹: ۸تا۱۰)

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۝

اس نے کہا میں تو تیرے ربّ کا محض ایک ایلچی ہوں تاکہ تجھے ایک پاک خو لڑکا عطا کروں۔ اس نے کہا میرے کوئی لڑکا کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں کوئی بدکار نہیں؟ اس نے کہا اسی طرح۔ تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے اور (ہم اسے پیدا کریں گے) تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے مجسم رحمت بنادیں اور یہ ایک طے شدہ امر ہے۔

(سورۃ مریم ۱۹: ۲۰تا۲۲)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جب بھی بیٹا دینے کا وعدہ فرمایا تو وہ بیٹا نیک اور صالح نکلا اور نبی ہوا۔ کوئی ایک بھی مثال نہیں دی جا سکتی کہ خدا نے ایک بیٹے کا وعدہ فرمایا اور جب وہ بیٹا پیدا ہوا تو وہ بدکردار اور نافرمان نکلا۔

ہم دنیا میں کسی کو کوئی تحفہ دیتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بہترین چیز تحفہ میں دیں۔ جس میں کوئی خرابی نہ ہو۔ اور خدا کے بارہ میں یہ تصور پیش کر رہے ہیں کہ وہ وعدہ کر کے ایک بدکردار اور نافرمان بیٹا دے دیتا ہے جو اس کے مامور کی نیک نامی کی بجائے بدنامی کا باعث بنتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر بہت بڑا الزام ہے۔ کوئی بھی خدا کا سچا مامور خدا تعالیٰ پر اس قسم کا بہتان نہیں لگا سکتا۔

(قطع و تین) یعنی رگ جان کاٹ دیئے جانے کے معنی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا۔ تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یقیناً یہ متّقیوں کے لئے ایک بڑی نصیحت ہے۔

(سورۃ الحاقہ ۶۹: ۴۵تا۴۹)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر (خدانخواستہ) رسول کریم ﷺ بھی میری بابت جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو میں اُن ؐ کی رگِ جان کاٹ دیتا۔ اب ایک اور آیت دیکھتے ہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

اور محمد نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

(سورۃ آل عمران ۳: ۱۴۵)

پہلا حوالہ سورت الحاقہ کا ہے جو ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور دوسرا حوالہ سورۃ آل عمران سے ہے جو ہجرت مدینہ کے تین سال بعد نازل ہوئی۔ پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ اگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی رگِ جان کو کاٹ دیتے یعنی ہلاک کر دیتے۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے پوچھ رہا ہے کہ اگر رسول کریم ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ تو اس کا یقیناً یہی جواب ہونا چاہیئے کہ اے اللہ تو نے خود ہی یہ معیار مقرر کیا ہے کہ جو جھوٹ بولے گا میں اس کی شہ رگ کاٹ دوں گا۔ اس لئے اگر کوئی نبی قتل ہو جائے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ سچا نہیں تھا۔ اور اب تم (نعوذ باللہ) اس کے الٹ بات کر رہے ہو۔

بظاہر مندرجہ بالا دو حوالے ایک دوسرے کا الٹ نظر آ رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روح کو سمجھنا چاہیئے۔ اگر خدا کا خوف کرتے ہوئے ان آیات کے معنوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ یہ

بیان فرمارہاہے کہ اگر کوئی جھوٹی بات میری طرف منسوب کی جائے تو ہم اس جھوٹ کو اس کی جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ اور اس طرح وہ جھوٹ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو پاتا۔ اگر اس سے مراد صرف یہ لی جائے کہ جو خدا کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کرے گا۔ سزا کے طور پر صرف اس شخص کی شہ رگ تو کاٹ دی جائے گی لیکن اس جھوٹ کا کوئی سد باب نہیں کیا جائے گا اور وہ جھوٹ بڑی تیزی سے پھیلتا جائے گا تو اس سے اصل مقصد تو حاصل نہ ہوا۔ اس شخص کے مار دیئے جانے کے باوجود جھوٹ تو پھیلتا رہا۔

قرآن پاک کی یہ شان ہے کہ وہ ہر سوال کا جواب بھی دیتا ہے۔ مگر اس کے لئے تقویٰ شرط ہے۔

اگر کسی نبی کا قتل کر دیا جانا اس کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے تو اللہ تعالیٰ کئی آیات میں بیان فرماتا ہے کہ تم انبیاء کو قتل کرتے رہے ہو۔ تو کیا وہ تمام نبی (نعوذ باللہ) سچے نہ تھے۔ مثال کے طور پر ایک آیت درج کرتا ہوں:

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ

یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ (ہاں) یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے۔

(سورۃ البقرہ۲:۶۲)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

"**يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّيْنَ**: توریت میں لکھاہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر قرآن کی نص صریح سے پایا جاوے یا حدیث کے تواتر سے ثابت ہو کہ نبی قتل ہوتے رہے ہیں تو پھر ہم کو اس سے انکار نہیں کرنا پڑے گا۔ بہر حال یہ کچھ ایسی بات نہیں کہ نبی کی شان میں خلل انداز ہو۔ کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے۔ مگر ہاں ناکام قتل ہو جانا انبیاء کی علامات میں سے نہیں۔

یہ مصالح پر موقوف ہے کہ ایک شخص کے قتل سے فتنہ برپا ہوتا ہے تو مصلحت الٰہی نہیں چاہتی کہ اس کو قتل کرا کر فتنہ برپا کیا جاوے۔ جس کے قتل سے ایسا اندیشہ نہ ہو اس میں ہرج نہیں۔"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۵، مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد اپریل ۱۹۰۳ء کا ہے۔ اس لئے اسے یہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا کہ شروع میں یہ کہا تھا اور آخر میں یہ کہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور حوالہ درج ذیل ہے۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہے تو تمہیں اس کے خلاف کوشش کرنے کی ضرورت نہیں خوبخود بگڑ جائے گا کیونکہ وہ فرما چکا ہے۔ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی، وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً الا یہ۔

جو غیور خدا اپنے پیارے نبی کی نسبت فرماتا ہے لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۔ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ ۔ اگر ہم پر افترا کرتا تو اس کی رگِ جان کاٹ دیتے تو اسے مجھ سے ادنیٰ کی کیا پرواہ تھی جس کے لئے ایک چُھری کافی تھی۔ اگر میں جھوٹا ہوتا تو کبھی کا ہلاک ہو گیا تھا"۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۲۵، مورخہ ۲۵ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۹،۱۰)

پس مومن کو چاہیئے کہ تقویٰ سے کام لے۔ اپنے فیصلوں میں جلد بازی نہ کرے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس قطع وتین والی آیت کو پیش کر کے اپنی سچائی کا ثبوت دیا ہے وہ کیا ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ ارشادات پیشِ خدمت ہیں۔

"وہ خدا کے نشانوں کو انسان کی مکاری خیال کرتے ہیں۔ جب خدائے قدوس کے پاک الہاموں کو سُنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ انسان کا افترا ہے مگر اس بات کا جواب نہیں دے سکتے کہ کیا کبھی خدا پر افترا کرنے والے کو مفتریات کے پھیلانے کے لئے وہ مہلت ملی جو سچے ملہموں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی؟ کیا خدا نے نہیں کہا کہ الہام کا افترا کے طور پر دعویٰ کرنے والے ہلاک کئے جائیں گے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے پکڑے جائیں گے؟ یہ تو توریت میں بھی ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور انجیل میں بھی ہے کہ جھوٹا جلد فنا ہو گا اور اس کی جماعت متفرق ہو جائے گی۔ کیا کوئی ایک نظیر بھی ہے کہ جھوٹے ملہم نے جو خدا پر افترا کرنے والا تھا ایّامِ افترا میں وہ عمر پائی جو اِس عاجز کو ایّامِ دعوتِ الہامِ الٰہی میں ملی؟ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو پیش تو کرو۔ میں نہایت پُر زور دعوے سے کہتا ہوں کہ دُنیا کی ابتدا سے آج تک ایک نظیر بھی نہیں ملے گی۔ پس کیا کوئی ایسا ہے کہ اِس محکم اور قطعی دلیل سے فائدہ اُٹھاوے اور خدا تعالیٰ سے ڈرے؟ میں نہیں کہتا کہ بُت پرست عمر نہیں پاتے یا دہریہ اور اَنَا الحق کہنے والے جلد پکڑے جاتے ہیں کیونکہ ان غلطیوں اور ان ضلالتوں کی سزا دینے کے لئے دوسرا عالم ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ الہام مجھ کو ہوا حالانکہ جانتا ہے کہ وہ الہام اُس کو نہیں ہوا وہ جلد پکڑا جاتا ہے اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ قرآن اور انجیل اور توریت نے یہی گواہی دی ہے۔ عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے اور اس کے مخالف کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کر سکتا اور نہیں دکھلا سکتا کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس ۲۵ برس تک یا اٹھارہ ۱۸ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا اور جھوٹے طور پر خدا کا مقرب اور خدا کا مامور اور خدا کا فرستادہ اپنا نام رکھا اور اُس کی تائید میں سالہائے دراز تک اپنی طرف سے الہامات تراش کر مشہور کرتا رہا اور پھر وہ باوجود ان مجرمانہ حرکات کے پکڑا نہ گیا کیا اُمید کی جاتی ہے کہ کوئی ہمارا مخالف اس سوال کا

جواب دے سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ اُن کے دل جانتے ہیں کہ وہ ان سوالات کے جواب دینے سے عاجز ہیں مگر پھر بھی انکار سے باز نہیں آتے بلکہ بہت سے دلائل سے اُن پر حجت وارد ہو گئی مگر وہ خواب غفلت میں سو رہے ہیں"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۶۷، ۲۶۸)

پھر ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اب دیکھو اس سے زیادہ تصریح کیا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہو گا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تیئیس ۲۳ برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتدا چالیس برس پر ہوتا ہے اور تیئیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے"۔

پھر اسی جگہ آپ فرماتے ہیں۔

"اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہر گز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس ۲۳ برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہو گا۔"

اسی مضمون میں آگے چل کر آپؑ فرماتے ہیں۔

"جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا **قل انّ ھدَی اللّٰہ ھوالھدٰی** یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت **لو تقوّل علینا** کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد میں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔"

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ ۴۳۴، ۴۳۶)

مندرجہ بالا دو حوالوں کے علاوہ بھی بہت سے حوالے اسی ضمن میں موجود ہیں۔ میں نے تقریباً تمام حوالوں کا مطالعہ کیا اور ہر جگہ یہی دعویٰ پایا کہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جھوٹے دعویٰ وحی والہام کرنے والے کو رسول کریم ﷺ کے دورِ نبوت سے کم عرصہ میں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اسے نامراد رکھتا ہے۔ اور اس کی جماعت متفرق ہو جاتی ہے۔

اگر آپ غور کریں تو کسی جگہ بھی یہ لکھا نہیں پائیں گے کہ ہر صادق کے لئے دعویٰ وحی کے بعد یہ عرصہ یعنی ۲۳ سال پانا ضروری ہے۔ کیونکہ آپؑ جانتے تھے کہ کئی انبیاء جو سچے تھے اس سے کم عرصہ میں فوت ہو گئے اور بعض قتل بھی کئے گئے۔ جیسا کہ میں نے اوپر آپؑ کا ایک حوالہ قتل انبیاء کے متعلق درج کیا ہے۔

دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کا حوالہ دے کر اپنے مخالفین اور خصوصاً مسلمانوں پر اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہر طریق سے اتمام حجت کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی عمر کو بھی اگر سچائی کا معیار بنایا جائے تو میں اس پر بھی پورا اترتا ہوں۔ وگرنہ آپ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو قتل کر دیا جائے وہ یقیناً جھوٹا ہوتا ہے۔ اپنی اس بات کے ثبوت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ درج کرتا ہوں۔

"نومبر ۱۹۰۷ء فرمایا: جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے یُوحنّا نبی خُدا تعالیٰ کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم سے پہلے اسی ملک پنجاب میں سید احمد صاحب توحید کا وعظ کرتے ہوئے سِکھّوں کے زمانہ میں شہید ہو گئے۔ یہ بھی ایک مماثلت تھی جو خُدا تعالیٰ نے پُوری کر دی"۔

(ذکر حبیب، صفحہ نمبر ۱۴۹، ۱۵۰)

سچوں کی سچائی کو پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اور شرائط بھی بیان فرمائی ہیں۔ جن کا ذکر میں اپنے پہلے مضمون 'مامور من اللہ کی سچائی کی علامات' میں کافی تفصیل سے کر چکا ہوں۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ اور درج کر دیتا ہوں۔

"اہلِ حق کے نزدیک اس امر میں اتمام حجت اور کامل تسلّی کا ذریعہ چار طریق ہیں (۱) اوّل نصوصِ صریحہ کتاب اللہ یا احادیثِ صحیحہ مرفوعہ متصلہ جو آنے والے شخص کی ٹھیک ٹھیک علامات بتلاتی ہوں اور بیان کرتی ہوں کہ وہ کس وقت ظاہر ہو گا اور اس کے ظاہر ہونے کے نشان کیا ہیں اور نیز حضرت عیسیٰ کی وفات یا عدمِ وفات کا جھگڑا فیصلہ کرتی ہوں (۲) دوم وہ دلائل عقلیّہ اور مشاہدات حسّیہ جو علوم قطعیہ پر مبنی ہوں جن سے گریز کی کوئی راہ نہیں (۳) وہ تائیدات سماویہ جو نشانوں اور کرامات کے رنگ میں مدعی صادق کے لئے اُس کی دعا اور کرامت سے ظہور میں آئی ہوں تا اس کی سچائی پر نشان آسمانی کی زندہ گواہی کی مہر ہو۔ (۴) چہارم اُن ابرار اور اخیار کی شہادتیں جنہوں نے خدا سے الہام پا کر ایسے وقت میں گواہی دی ہو کہ جبکہ مدعی کا نشان نہ تھا کیونکہ وہ گواہی بھی ایک غیب کی خبر ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا نشان ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ یہ چاروں طریق اتمام حجت اور کامل تسلّی کے اس جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے اندرونی مخالفوں کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۶۸)

ہمارے آقا رسول کریم ﷺ کی عمر مبارکہ

گزشتہ صفحات پر قرآن پاک سے یہ ثابت کیا ہے کہ محض کسی مامور کا قتل کر دیا جانا اس کے جھوٹا ہونے کا ثبوت نہیں بلکہ بعض انبیاء کرام کو قتل بھی کیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سچائی کی ایک دلیل یہ بھی پیش کی ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے دعویٰ نبوت کے بعد جتنی عمر پائی ہے کوئی جھوٹا مدعی وحی اتنی عمر نہیں پا سکتا۔ اس لئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول کریم ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے۔

اس کے لئے میں نے بہت سی سیرت کی کتب کا مطالعہ کیا۔ بعض غیر مسلم کی کتب بھی دیکھیں۔ آپؐ کی تاریخ پیدائش یا سن پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے سن پیدائش کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بعض نے اس ۵۷۰ء درج کیا ہے۔ مختلف تاریخ کی کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آقاؐ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء (۹ یا ۱۲ ربیع الاول) میں پیدا ہوئے۔

لیکن آپؐ کی تاریخ وفات پر تقریباً تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ سوائے چند دنوں کے فرق کے۔ اور وہ قمری لحاظ سے ربیع الاول سن ۱۱ ہجری یا شمسی کیلنڈر کے مطابق مئی یا جون ۶۳۲ء بنتا ہے۔

اس لئے میں نے وہ حوالے جو زیادہ مستند تھے ان کی مدد سے آپؐ کے عرصہ نبوت کا حساب نکالا جو درج ذیل ہے۔

حوالہ نمبر ۱

تاریخ ابتداء وحی رسالت	۲۱ رمضان المبارک،	۱۰ اگست ۶۱۰ء بروز پیر
تاریخ وفات	۹ ربیع الاول ۱۱ھ،	۸ جون ۶۳۲ء
دورِ رسالت	۲۱ سال ۹ مہینے اور ۲۸ دن یا	۲۱ سال ۱۰ مہینے ادن

نوٹ: میں نے دو مختلف طریقوں سے یہ حساب لگایا ہے۔

دوسرا حوالہ

تاریخ ابتداءوحی رسالت ۲۴؍رمضان المبارک، ۲۰؍اگست ۶۱۰ء

تاریخ وفات یکم ربیع الاول ۱۱ھ، ۲۶؍مئی ۶۳۲ء

دور رسالت ۲۱سال ۹ماہ اور ۶دن

اور اگر تاریخ وفات ۹؍ربیع الاول یا ۳؍جون ۶۳۲ءلیا جائے تو

دور رسالت ۲۱سال ۹ماہ ۹دن بنتے ہیں۔

گویا شمسی کیلنڈر کے حوالہ سے آپ ﷺ کا زیادہ سے زیادہ دور رسالت ۲۱سال ۱۰ماہ اور ادن بنتا ہے۔اگر قمری لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ مدت ۲۲سال ۷یا ۸ماہ بنتی ہے۔اور اسے عموماً ۲۳سال کہہ دیا جاتا ہے۔

تمام مستند روایات کے مطابق جب ہمارے پیارے آقاﷺ کی عمر ۴۰سال ہوئی تب پہلی وحی رسالت ہوئی۔اسی لئے جب ۶۱۰ء (جب آپؐ کو پہلی وحی رسالت ہوئی) سے ۴۰سال پہلے کی تاریخ لی جاتی ہے تو بعض مورخین نے آپؐ کا سن ولادت ۵۷۰ءبیان کیا ہے۔لیکن اگر یہ ۴۰سال قمری کیلنڈر سے لئے جائیں تو سن ولادت ۵۷۱ءبنتا ہے۔اور یہ ہی درست اور زیادہ مستند ہے۔اس حوالہ سے اگر آپؐ کی عمر مبارک دیکھی جائے تو وہ ۱۲یا ۲۰؍اپریل ۵۷۱ءکے حوالہ سے ۶۲سال ۱ماہ اور کچھ دن بنتی ہے۔ایسے ہی قمری حوالہ سے اگر آپؐ کی تاریخ پیدائش یکم ربیع الاول لی جائے تو عمر مبارک ۶۳سال بنتی ہے اور اگر ۹ربیع الاول تاریخ پیدائش لی جائے تو عمر مبارک ۶۲سال ۱۱ماہ اور ۲۱یا ۲۲دن بنتی ہے۔

ایسے ہی تمام مورخین اور مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ قرآن پاک کا نزول رمضان کے مہینہ سے شروع ہوا۔یعنی آپؐ کو پہلی وحی رسالت ماہ رمضان کی ۲۱یا ۲۴تاریخ کو ہوئی۔ایسے ہی ۱۰ذوالحج ۱۰ہجری کو آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔اور اس میں آپؐ نے جو قرآنی آیات تلاوت فرمائیں انہیں آخری آیات مانا جاتا ہے۔اس طرح قرآن پاک کا نزول بائیس سال دو ماہ اور چند دن میں مکمل ہوا۔

اگر ہم پہلی وحی رسالت کی تاریخ ۲۴ رمضان المبارک کی بجائے ۲۱ رمضان المبارک لیں اور ۲۲ سال کو 355 سے ضرب دیں تو یہ 7810 دن بنتے ہیں۔(قمری سال 355 دن کا ہوتا ہے)۔اس کے بعد ۹ دن رمضان المبارک کے، ۳۰ دن شوال کے، ۲۹ دن ذیقعد، ۳۰ دن ذوالحج، ۲۹ دن محرم، ۳۰ دن صفر اور ۱۲ دن ربیع الاول (یوم وصال) کے لیں تو یہ کل 169 دن بنتے ہیں۔(میں نے چھ مہینوں میں سے صرف دو مہینوں کے ۲۹ دن لئے ہیں)

یہ کل 7979 دن بنتے ہیں۔اب انہیں عیسوی سالوں میں تبدیل کرنے کے لئے 365.4 پر تقسیم کرنے سے یہ ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور 1 دن بنتا ہے۔اور یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کا زیادہ سے زیادہ نبوت کا دورانیہ ہے۔

اگر پہلی وحی کی تاریخ ۲۴ رمضان المبارک لی جائے۔اور رسول کریم ﷺ کا یوم وصال ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۹ ربیع الاول لیا جائے تو اس طرح ٦ دن اور کم ہو جاتے ہیں اور آپ ﷺ کا دورہ نبوت ۲۱ سال ۹ ماہ اور ۲۵ دن بنتا ہے۔

قطع وتین اور حضرت مصلح موعودؓ

محترم جنبہ صاحب نے اپنے اکثر مضامین میں قرآنی آیت جس میں جھوٹے مدعی وحی کی سزا کا وعدہ ہے نیز اسی حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس سلسلہ میں حوالہ دیکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اس کا اطلاق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں۔

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝" (سورۃ الحاقۃ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اِن آیاتِ الٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی الہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہر گز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۲۴)

پھر اسی آرٹیکل میں حضورؓ پر حملہ کی پوری تفصیل بیان کرنے کے بعد اسی مضمون کے صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھتے ہیں

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی الہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پا سکتا۔ اسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے (اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہو سکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تا کہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔ (ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہو جاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ وہ اپنے سچے بندوں کو ہر الزام سے بری فرماتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ جو اپنے دعوؤں میں سچے تھے کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمام الزامات سے بری فرمایا ہے۔ مندرجہ بالا الزام سے بریت کے چند ثبوت پیش خدمت ہیں۔

ثبوت نمبر ا:

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک دوسرے آرٹیکل نمبر 68 کے صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب۔اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ٥ لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ٥ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ٥"(سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا،خواہ ایک ہی ہوتا۔تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہوکر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے اِلہامی دعویٰ کیلئے ہے۔اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آرہے تھے آج وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کر رہے ہیں۔خاکسار بطور ثبوت نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر "یادگیر" میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جو ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا پیش کرتا ہے۔احمدی مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنالیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپکی رگ جان کاٹ دیتا۔علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پاسکتا۔"(مناظرۂ یادگیر۔صفحہ ۸۴۔شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے اِن آیات کو معیار نبوت قرار دیتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔لہٰذا وہ (نعوذ باللہ۔ناقل) جھوٹے تھے۔اس کے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔

"آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔حالانکہ ہم نے جو آیت (ولو تقول علینا۔ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے جس کی طرف لفظ "تقوّل" اشارہ کر رہا ہے۔دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔"
(ایضاً۔صفحہ ۹۸)

مزید یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر اِفترا (جھوٹا الہامی دعویٰ) کرے گا وہ نہ صرف ہلاک کیا جائے گا بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت یعنی تیئیس (۲۳) سال کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔اِن آیات میں نبوت یا تجدید کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔"(اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب بڑی وضاحت اور دلائل سے فرمارہے ہیں 'کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کے لئے ہے۔' نیز آپ فرماتے ہیں کہ 'ان آیات میں نبوت یا تجدید کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔' خاکسار آپ کی اس دلیل اور وضاحت کو دل و جان سے قبول کرتے ہوئے آپ ہی کے ایک آرٹیکل نمبر ۸۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا درج شدہ الہام ذیل میں پیش کرتا ہے۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے'

اپنی پیش کردہ عمر کے مطابق یہ الہام آپؓ کو تقریباً ۱۹۰۸ء میں ہوا اور آپؓ اس کے بعد ۵۷ سال زندہ رہے۔

امید ہے آپ اپنے پیش کردہ اصول کو یہاں بھی چسپاں کریں گے۔ جیسا کہ آپ مندرجہ بالا حوالہ میں فرما چکے ہیں۔

جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آرہے تھے آج وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کررہے ہیں۔ خاکسار بطور ثبوت نومبر ۱۹۶۳ء میں

ثبوت نمبر ۲:

میں نے اپنے گزشتہ مضمون 'شہ رگ کاٹے جانے کے معنی' میں قرآن، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ اور تاریخی حقائق سے ثابت کیا ہے۔ کہ کسی کا اپنے دعویٰ وحی (ماموریت) کے بعد لازماً ۲۳ سال زندہ رہنا ضروری نہیں ہے۔ کئی صادق اپنے دعویٰ وحی کے چند سال بعد فوت ہوگئے یا مار دیئے گئے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے جھوٹے مدعیان کے جھوٹ کو شہ رگ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اور اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہتا۔ اس کی نسل ختم کردیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کا نام بطور عبرت تاریخ میں محفوظ رہ جاتا ہے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی کروڑہا احمدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مصلح موعود تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کی جسمانی نسل خدا کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں موجود ہے۔

ثبوت نمبر ۳:

ایسے ہی اپنے دوسرے مضمون 'رسول کریم ﷺ کی عمر مبارکہ' میں ہر لحاظ سے ثابت کیا ہے کہ آپ ؐ کی نبوت کا زیادہ سے زیادہ دورانیہ ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۱ دن بنتا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے دعویٰ مصلح موعود کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے۔

آپؓ نے جنوری ۱۹۴۴ء کے پہلے ہفتہ یعنی بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو خواب دیکھی۔ اور یہ ۵۔۶، جنوری ۱۹۴۴ء کی تاریخ بنتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بتایا کہ تو ہی وہ مصلح موعود ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا۔

آپؓ کا وصال اتوار اور پیر کی درمیانی رات یعنی ۸، نومبر ۱۹۶۵ء کو ہوا۔

اس طرح آپ کا دور بطور مصلح موعود ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۲ دن بنتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا زیادہ سے زیادہ نبوت کا دورانیہ ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۱ دن بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا اور جیسا کہ اس مبارک خواب میں بھی آپؓ کو بتا دیا گیا تھا کہ مستقبل میں آپ کے دعویٰ مصلح موعود پر حملہ کیا جائے گا۔ آپ پر قطع وتین کا الزام لگایا جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قطع وتین کے الزام سے بھی آپ کو بچا لیا۔

اور یہی سچے مامورین کی نشانی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر الزام سے باعزت بری فرماتا ہے۔ اور دشمن کو نامراد کرتا ہے۔

محترم جنبہ صاحب کے چیلنج اوران کے جواب

کبھی کسی صادق کی شہ رگ قطع نہیں ہوئی

آپ اپنے مضمون نمبر ۵۸ بنام ڈاکٹر ظفراللہ صاحب کے صفحہ نمبر ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں:

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ جناب ظفراللہ صاحب۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔
"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ○ لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ○"(سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔اوراگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا،خواہ ایک ہی ہوتا۔تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہوکر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)
اِن آیاتِ اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔
''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہوکر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔''(اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)
جناب ظفراللہ صاحب!واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَیذ یتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اِس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مفر نہیں۔اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے

جواب:۔

اگر تو بات صرف صادق کی ہے۔ تو حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک تن سے جدا کر کے ظالموں نے نیزے پر لٹکایا اور اسی حالت میں یزید کے سامنے پیش کیا۔

لیکن آپ بات مدعی الہام کی کر رہے ہیں۔ یعنی ایسا شخص جس نے دعویٰ ماموریت کیا ہو۔ اس کی مثال بھی پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ

یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ (ہاں) یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے۔

(سورۃ البقرہ ۲:۶۲)

قرآن پاک میں نبیوں کے قتل کئے جانے کا کئی جگہ ذکر ہے۔اس کی تصدیق ہمیں بائیبل سے یوں ملتی ہے۔

"(۶)ہیرودیس کی سالگرہ کے جشن میں ہیرودیاس کی بیٹی نے مہمانوں کے سامنے ناچ کر ہیرودیس کو بہت خوش کیا۔(۷)اور ہیرودیس نے قسم کھا کر اُس سے وعدہ کیا کہ تُو جو چاہے مانگ لے، میں تجھے دُوں گا۔(۸)لڑکی نے اپنی ماں کے سکھانے پر کہا کہ مجھے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر تھال میں یہاں منگوادے۔(۹) یہ سُن کر ہیرودیس کو سخت افسوس ہُوا لیکن اپنی قسم کی خاطر اور مہمانوں کی موجودگی کے باعث اُس نے حکم دیا کہ لڑکی کو یوحنا کا سر دے دیا جائے۔(۱۰) چنانچہ اُس نے آدمی بھیج کر یوحنا کا سر قلم کروایا۔(۱۱)اور اُسے تھال میں رکھوا کر لڑکی کو دے دیا۔ وہ اُسے اپنی ماں کے پاس لے گئی۔(۱۲)تب یوحنا کے شاگرد آئے اور اُس کی لاش اُٹھا کر لے گئے اور اُسے دفن کر دیا اور جا کر یُسوع کو خبر دی۔"

(متی کی انجیل، باب ۱۴، آیت ۶تا۱۲)

سر قلم کرنے سے شہ رگ لازماً کٹ جاتی ہے۔اس حوالہ کو کسی طور بھی ٹھکرایا نہیں جاسکتا۔کیونکہ قرآن پاک نے اس کی تصدیق کی ہے۔نیز مندرجہ بالا حوالہ کی تصدیق حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دی ہے۔

"نومبر ۱۹۰۷ء فرمایا: جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے یُوحنّا نبی خُدا تعالی کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔اسی طرح ہم سے پہلے اسی ملک پنجاب میں سید احمد صاحب توحید کا وعظ کرتے ہوئے سکھّوں کے زمانہ میں شہید ہو گئے۔ یہ بھی ایک مماثلت تھی جو خُدا تعالی نے پُوری کر دی"۔

(ذکر حبیب، صفحہ نمبر ۱۴۹، ۱۵۰)

مندرجہ بالا حوالوں سے امید ہے تشفی ہو گئی ہو گی۔ کہ مذاہب کی دنیا میں دعویٰ ماموریت کرنے والوں کو پہلے بھی شہید کیا جاتا رہا ہے اوران کی شہ رگ کاٹی جاتی رہی ہے۔اور ایسا ہونا ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ قرآن پاک نے ان انبیاء کو سچا قرار دیا ہے۔

کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دس سال مفلوج رہے؟

جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد خدائی وعدہ کے مطابق کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے مدعی کی شہ رگ کاٹ دیتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں آپؓ کی شہ رگ متاثر ہوئی اور اسی حملہ کے نتیجہ میں آپؓ دس سال تک مفلوج رہے اور وفات پائی۔

ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

خلیفہ ثانی صاحب کا انجام۔ اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُسکی شہ رگ قطع ہوگئی۔ بعدازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہوکر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر اِیڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(I) ''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔'' (الفضل ۱۲۔اپریل ۱۹۵۵)

(II) ''۲۶۔فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگیا۔ دماغ کا عمل معطل ہوگیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔'' (الفضل ۲۶۔اپریل ۱۹۵۵)

(III) میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔'' (۲۶۔اپریل ۱۹۵۵ء)

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳)

خاکسار تاریخی حقائق کے ذریعے جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کی حقیقت بیان کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ بعد نمازِ عصر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ آپؓ کی گردن کی دائیں طرف شہ رگ کے قریب چاقو کا شدید وار کیا گیا۔ زخم کافی گہرا تھا۔ حضورؓ خود چل کر قصر خلافت تشریف لائے۔

مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء کو اپنے دستِ مبارک سے آپؓ نے انگریزی میں ایک پیغام تحریر فرمایا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حملہ کے آپؓ پر کسی قسم کے بداثرات نہیں تھے۔

آپؓ کا یہ پیغام اخبار 'المصلح کراچی' میں ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ پیغام درج ذیل ہے۔

'Almuslih Karachi'

"Brethren you have heard about the attack made upon me by an ignorant enemy. May God open these peoples' eyes and make them understand their duty towards Islam and Holy Prophet. My brethren pray to God that if my hour has come Allah may give my soul peace and bestow His blessings. Also pray that God through His bounty may give you a leader better suited to the job than I was. I have loved you always better than my wives and children and was always ready to sacrifice every one near and dear to me to the cause of Islam and Ahmadiyyt. I expect from you and your coming generations also to be so for all times God be with you.

Wassalam

Mirza Mahmud Ahmad

Almuslih Karachi

Brotheren you have heard
about the attack made
upon me by an ignorant
enemy stop May God open these
peoples eyes & make them
understand their duty towards
Islam & holy prophet stop
My Bbrotheren pray to God
that if my hour has come

Allah may give my soul peace
& bestow His blessings stop also pray that
God through His bounty
may give you a leader better
suited to the job than I
was stop I have loved
you always & better than
my wives & children & was
always ready to sacrifice
every one near & dear to me to the cause
of Islam & Ahmadiyyat
stop I expect from you
& your coming generations
also to be so for all times
God be with you
Wassalam
Mirza Mahmud
Ahmad

10-3-5 . . . . . .

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲۳۴)

آپؓ نے اس سال منعقد ہونے والی مجلس مشاورت میں شرکت کی۔ یہ مشاورت اپریل ۱۹۵۴ میں ہوئی۔

طبیعت بہتر ہونے پر آپؓ نے ۲۱ مئی ۱۹۵۴ء کو مسجد مبارک میں نماز جمعہ کا خطبہ دیا اور بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲۸۰ اور ۲۷۴)

مورخہ ۶ جون ۱۹۵۴ء کو ٹرین 'چناب ایکسپرس' کے ذریعہ سندھ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس دورہ میں کراچی کے علاوہ ناصر آباد، محمد آباد اور محمود آباد بھی تشریف لے گئے۔ یکم ستمبر ۱۹۵۴ء کو واپس ربوہ تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲۹۵ تا ۲۹۸)

اس کے بعد آپؓ نے لاہور کا دورہ کیا۔ سیلاب زدہ علاقہ اور وہاں خدام الاحمدیہ کی خدمات کا جائزہ لیا۔ نومبر ۱۹۵۴ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شرکت فرمائی۔ ایسے ہی جلسہ سالانہ میں بھی آپؓ نے شرکت فرمائی اور تقاریر فرمائیں۔

۶ دسمبر ۱۹۵۴ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ کالج اسٹاف سے مصافحہ فرمارہے ہیں

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۲۰)

مندرجہ بالا باتیں درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جنبہ صاحب کے اس الزام کہ قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں آپؓ خدانخواستہ مفلوج ہو گئے تھے کا رد ہو سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بیماری کا حملہ

حضرت مصلح موعودؓ کی تشویشناک علالت: ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کا آفتاب غروب ہوتے ہی غم واندوہ اور کرب والم کی ایک تاریک رات پوری دنیائے احمدیت پر چھا گئی۔ احمدی بے چین دل اور مضطرب روح کے ساتھ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور اپنے محبوب اور مقدس آقا کی شفایابی کے لئے دعائیں کرتے ہوئے آنکھ کے پانی سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر دیا۔ واقعہ یہ ہؤا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود قصر خلافت میں نماز مغرب کے بعد لیٹے ہوئے تھے۔ پونے سات بجے کا وقت تھا۔ حضور کی حرم حضرت سیدہ اُم متین حضور کے ساتھ تھیں۔ آپ نے اٹھنا چاہا کہ فوراً گر پڑے اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ حضرت سیدہ نے بڑی مشکل سے حضور کو سہارا دے کر چارپائی پر لٹایا۔ اس وقت حضور کے جسم مبارک کا بایاں حصہ بے حسی کی حالت میں تھا۔ آواز لڑکھڑا رہی تھی اور کرب کی حالت تھی۔ حضور کا بلڈ پریشر جو عام طور پر ایک سو بیس کے قریب رہتا تھا، ایک سو ستر تک پہنچ چکا تھا۔ حضور بول سکتے تھے۔ مگر آواز صاف نہیں تھی۔ نو بجے شب کے قریب بیماری کے بہت سے اثرات زائل ہو گئے۔ بلڈ پریشر کم ہونے لگا اور زبان پر بھی بیماری کا بہت خفیف سا اثر رہ گیا۔ اور حضور اپنی بائیں ٹانگ اور بازو کو حرکت دینے لگے۔

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۵۵)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ۸ مارچ ۱۹۵۵ء کے الفضل میں حضورؓ کی صحت کے حوالہ سے یہ اعلان شائع کروایا۔

''خدا کے فضل سے حضرت صاحب کی حالت میں مزید افاقہ کی صورت پیدا ہوئی ہے اور بائیں بازو کے اثر میں تخفیف پیدا ہونے کے علاوہ اعصابی حالت میں بھی افاقہ محسوس ہو رہا ہے۔ چنانچہ کل صبح ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب نے لاہور سے آکر حضرت صاحب کا معائنہ کرنے کے بعد رفتار صحت کے متعلق تسلی کا اظہار کیا۔ اور اتنے دنوں کے بعد حضور کو بستر سے سہارے کے ساتھ اٹھا کر آرام کرسی پر بٹھایا گیا۔ اور اس کے بعد تین چار قدم سہارے سے چلایا بھی گیا۔ جس کی وجہ سے حضور کی طبیعت میں مزید بشاشت پیدا

ہوئی۔ یہ سب ہمارے آسمانی آقا کے فضل و کرم اور دوستوں کی دردمندانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ وَ اِنْ شَکَرْ تُمْ لَاَ زِیْدَ نَّکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ الْوَکِیْل۔''

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۵۷)

بغرض علاج ۲۳، مارچ ۱۹۵۵ء کو آپؓ نے یورپ جانے کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ جنبہ صاحب نے اپنی تحریر میں جن حوالوں کا ذکر کیا ہے وہ کراچی میں رہائش کے دوران حضورؓ نے اپنے پیغامات بجھوائے تھے۔ کراچی سے ۲۹ اور ۳۰، اپریل ۱۹۵۵ء کو دمشق کے لئے ہوائی سفر کیا۔ مختلف ممالک کے دوروں کے بعد شروع ستمبر میں واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

شوریٰ ۱۹۵۷ء کے موقع پر آپؓ کی زیر صدارت اجلاس میں خلافت کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ ایسے ہی جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء میں آپؓ کی شمولیت اور تقاریر اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ بالکل ٹھیک تھے اور تمام تر جماعتی کاموں میں خود شامل ہو رہے تھے اور ان کی نگرانی فرما رہے تھے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء۔ حضرت مصلح موعود سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

آپؓ نے دسمبر ۱۹۵۷ء میں وقف جدید کی تحریک کا آغاز فرمایا۔

کتاب مشعل راہ جلد اول، جو خدام الاحمدیہ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطاب جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء موجود ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک آپؓ خود جماعتی پروگراموں میں شرکت فرماتے تھے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر ۷۱ سال ہو چکی تھی۔

محترم جنبہ صاحب کی عمر اس وقت ۶۰ سال ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ انہیں کیا کیا تکالیف ہیں۔ وہ اپنی تقاریر میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دیکھنے والے دیکھتے بھی ہیں اور مذاق بھی اڑاتے ہیں۔ مگر میں ایسی کوئی بات نہیں لکھنا چاہتا۔ صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کی بابت کچھ کہنے سے قبل ہمیں اپنی طرف دیکھنا چاہیئے اور خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ وہ اپنے پیاروں کی بہت غیرت رکھتا ہے۔

تاریخ احمدیت جلد نمبر ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۶۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بعض جماعتی تقاریب میں خود شامل نہیں ہوئے۔ جیسے ۳ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جامعہ احمدیہ کی بلڈنگ کا افتتاح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء میں آپؓ کی املاء کردہ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے پڑھ کر سنائیں۔ لیکن جلسہ سالانہ قادیان اور جلسہ سالانہ ربوہ پر بجھوائے گئے آپ کے پیغامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جسمانی کمزوری کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپؓ کا جماعتی امور میں پوری طرح دخل تھا۔ تمام امور پر آپؓ کی گہری نظر تھی۔

تاریخ احمدیت کی اسی جلد میں حضورؓ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء کے پیغام موجود ہیں۔ ان پیغامات میں آپؓ نے اپنی بیماری کے باعث جلسہ میں شامل نہ ہو سکنے کا ذکر کیا ہے۔ بیماری کے باوجود یہ پیغامات آپؓ کے عزم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات اور تصاویر جنبہ صاحب کے لگائے گئے الزام کا رد ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس کے نتیجہ میں نعوذ باللہ آپؓ کی قطع و تین ہو گئی تھی۔ اور اس کے باعث آپ مفلوج ہو گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے زندگی کے آخری دس سال انتہائی تکلیف میں مبتلا رہے۔ جس شخص میں تھوڑا سا بھی خدا کا خوف ہو یا جس کا خدا سے تھوڑا سا بھی تعلق ہو وہ کوئی بھی بات کرتے ہوئے خدا کا خوف محسوس کرتا ہے۔ کسی پر جھوٹا الزام نہیں لگاتا۔

جنبہ صاحب کے ایک اور چیلنج کا جواب

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۹۴ 'جماعت احمدیہ قادیان عالمگیر کے لئے ایک کھلا چیلنج۔۔۔۔بغرض اتمام حجت' میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں۔

جہاں تک خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کا تعلق ہے تو آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنیوالے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی موکدٔ بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرمادے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق۔'' (تقریر فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان ''الموعود''۔ انوارالعلوم جلد ۱۷ صفحہ ۶۴۵)

جناب خالد واسطی صاحب۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد جہاں تک آسمانی نشانات کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں خاکسار تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے اجمالاً یہاں صرف دو آسمانی نشانوں کا ذکر کرتا ہے۔

(۱) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے ٹھیک دس (۱۰) سال بعد اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی جو سزا (سورۃ الحاقہ۔ ۴۵ تا ۴۸) مقرر فرمائی ہوئی ہے۔ اِسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ / مارچ ۱۹۵۴ء کو مسجد مبارک میں نماز عصر کے بعد محافظوں کے ہوتے ہوئے جناب خلیفہ ثانی صاحب کی شہ رگ قطع کردی تھی۔۔۔فَاعْتَبِرُوا یَآاُولِی الْاَبْصَارِ

(۲) خلیفہ ثانی صاحب کے بقول آپ کو اپنے خوش کن انجام کے سلسلہ میں ۱۹۴۲ء میں ایک الہام اس طرح ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا:۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتُ حَسَنٌ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔'' (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

عزیز من۔اولاً۔آپ کا تفسیر کبیر لکھنے کا کام کلیۃً نامکمل رہا جو کہ آپکے کاموں کے پورا نہ ہونے پر ایک بیّن دلیل ہے۔ثانیاً۔خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے اُن پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُنکی شہ رگ قطع ہوئی۔بعدازاں وہ مفلوج ہو کر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہو کر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر اِیڑیاں رگڑتا رہا۔زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔اور یہ بیانات اور تأثرات میرے نہیں ہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔آپ فرماتے ہیں۔

(ا)''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔''(الفضل ۱۲؍اپریل ۱۹۵۵)

(اا)''۲۶؍فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔''(الفضل ۲۶؍اپریل ۱۹۵۵)

(ااا)میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔''(۲۶؍اپریل ۱۹۵۵ء)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی کے اپنے الہام کے مطابق کیا آپکے کام پورے ہوئے اور کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ (جو ہر بات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے) نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بدانجام سے دوچار کر کے کیا آپکے اِلہاموں کی حقیقت واضح نہیں کردی تھی؟اور اس طرح جب خلیفہ ثانی کا اپنے انجام کے متعلق آپکا اپنا اِلہام نفسانی ثابت ہو گیا تو پھر آپکی خواب اور اس میں جو آپ کو اِلہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے؟؟۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۲، ۳)

الجواب:

مندرجہ بالا تحریر میں جنبہ صاحب نے جو باتیں کیں ہیں ان کا ایک ایک کر کے جواب حاضر ہے۔

نمبر۱: شہ رگ کے قطع ہونے کے حوالے سے میں گزشتہ مضامین میں بڑی وضاحت کر چکا ہوں۔ جنبہ صاحب کے اپنے حوالوں کی روشنی میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کسی طریقہ سے بھی قطع وتین کے زمرے میں نہیں آتے۔آپؓ سے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں الہامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔اور اس کے بعد آپ ساٹھ سال تک زندہ رہے۔پھر دعویٰ مصلح موعود کے بعد بھی آپؓ نے اتنی عمر پائی جتنی عمر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے دعویٰ نبوت کے بعد پائی تھی اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس عمر کو ہی ایک معیار مقرر کیا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپؓ نے ۱۹۴۴ء میں مباہلہ کا چیلنج کیا اور آپؓ کی تمام زندگی میں کوئی آپؓ کے مقابل پر نہ آیا۔
اب بھی اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچے نہیں تھے تو ان کے چیلنج کو قبول کریں اور دعائے مباہلہ پر عمل کرتے ہوئے تحریری طور پر شائع فرمائیں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے تھے۔ اور اگر میں اپنی اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے مقام عبرت بنادے۔
اس طرح لوگوں کی رہنمائی ہو جائے گی اور خدا فیصلہ کر دے گا۔

اب جب کہ جنبہ صاحب خود مصلح موعود، موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم اور نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور اس بات کو تحریر کر چکے ہیں کہ قطع وتین کی شرط جھوٹے دعویدار پر لاگو نہیں ہوتی بلکہ جھوٹے دعویٰ الہام پر لاگو ہوتی ہے۔

الجواب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ o" (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)
جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کیلئے ہے۔ اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آرہے تھے آج وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کر رہے ہیں۔ خاکسار بطور ثبوت نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر "یادگیر" میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جو ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا پیش کرتا ہے۔ احمدی مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔
"کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔" (مناظرہ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)
مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے ان آیات کو معیار نبوت قرار دیتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ (نعوذ باللہ۔ ناقل) جھوٹے تھے۔ اس کے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔
"آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے جو آیت (ولو تقول علینا۔ ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے جس کی طرف لفظ "تقول" اشارہ کر رہا ہے۔ دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔"
(ایضاً۔ صفحہ ۹۸)

(آرٹیکل نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۶،۷)

جب لوگ جنبہ صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون سے الہامات ہیں جن کی بنیاد پر آپ یہ دعوے کررہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقرر فرمایا ہے تو آگے سے بڑے دلچسپ حیلوں اور بہانوں سے بات کو ٹال جاتے ہیں۔ تاکہ کسی طرح قطع و تین کی سزا سے بچ سکوں۔ جنبہ صاحب اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُاللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُالْمٰكِرِيْنَ

اور وہ مکر میں مصروف تھے اور اللہ بھی ان کے مکر کا توڑ کررہا تھا۔ اور اللہ مکر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(سورۃ الانفال ۸:۳۱)

آپ کی اور آپ کے مریدوں کی یاد دہانی کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے گو اپنے الہامات لوگوں کو نہیں بتائے مگر آپ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا ایک حلفیہ بیان دیا ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی کرتے ہوئے یہ عاجز بھی کہتا ہے کہ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعود زکی غلام ہے جس کی تو نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ہوشیار پور میں چلہ کشی کے دوران اُسے بشارت ہوئی تھی اور پھر آپؑ نے اس بشارت کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کے اشتہار میں شائع کیا تھا۔ بعدازاں آپؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ میں اسی موعود زکی غلام کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی تیرے پیارے نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو بشارت دی تھی۔

اے میرے خدا! اگر تو نے اس عاجز کو موعود زکی غلام نہیں بنایا ہے اور یہ جو میں اپنے موعود زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم بنائے جانے کا تیری طرف منسوب کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں جھوٹے طور پر شہرت اور عزت پانے کیلئے لوگوں کو دھوکہ دیتا پھر رہا ہوں۔ اے میرے خدا! اگر یہ سب اس عاجز کا بنایا ہوا جھوٹ ہے تو پھر مجھ جھوٹے انسان کو موت دیدے تاکہ دنیا میرے نفس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اور اے میرے خدا! اگر میں تیری نظر میں صادق ہوں۔ میں جو لوگوں سے کہتا ہوں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق میں وہی موعود زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ یہ سب تیری طرف سے سچ ہے تو پھر اپنے مہدی و مسیح موعود اور اپنے برگزیدہ نبی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس عاجز کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے نواز تاکہ تیرے برگزیدہ مہدی و مسیح موعود کی جماعت نہ صرف گمراہی کی دلدل سے باہر نکل آئے بلکہ تیرے پیارے دین اسلام کو غلبہ بھی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

آپ کا مخلص

عبدالغفار جنبہ / کیل۔ جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء

(آرٹیکل نمبر ۳۷، صفحہ نمبر ۳۱، ۳۳)

آپ کا یہ حلفیہ بیان ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء کا ہے۔اور انشاءاللہ تعالیٰ وقت ثابت کرے گا کہ قطع وتین کے زمرے میں کون آتا ہے۔اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے مگر اس کی پکڑ بہت شدید ہوتی ہے۔اور تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی اس کے بندوں کا مذاق اڑایا وہ خود مذاق اور مقام عبرت بن گئے۔قرآن پاک ان واقعات سے بھرا پڑا ہے۔مگر ان کے لئے جو اس سے نصیحت حاصل کریں۔

نمبر ۲: جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے چند حوالے درج کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپؓ اپنی زندگی کے آخری دس سال مکمل مفلوج رہے۔ یہ بیانات اس وقت کے ہیں جب آپؓ شدید بیمار تھے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مکمل شفا عطا فرمائی۔ میں نے گزشتہ مضمون ''کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دس سال مفلوج رہے'' میں جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کو ثبوتوں کے ساتھ رد کیا ہے۔ جنبہ صاحب وہ انتخاب کمیٹی جس پر آپ نے کئی مضمون لکھ دیئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس بیماری کے بعد ۱۹۵۷ء کی مجلس مشاورت میں تشکیل دی گئی اور اس مشاورت میں آپؓ نے شرکت فرمائی تھی۔ میں جنبہ صاحب کے اس الزام کے جواب میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں۔لعنت اللہ علی الکاذبین

نمبر ۳: یہاں جنبہ صاحب ایک اور اعتراض کر رہے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکمل قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی۔ ایسے ہی ایک اور جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تفسیر لکھنے کے لئے آپؓ نے مربیان کی معاونت حاصل کی۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ ''چھج تے بولے پر چھاننی کیوں بولے''۔ جنبہ صاحب آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کیونکہ آپ کو تو قرآن پاک پڑھنا تک نہیں آتا۔اور آپ بڑے فخر سے بارہا اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ یہ بات وہ کہتا اچھا لگتا ہے جس نے خود کوئی تفسیر لکھی ہو اور پھر کہے کہ دیکھو میں نے خود ایک مکمل تفسیر کسی کی مدد کے بغیر لکھی ہے اور فلاں نے نامکمل تفسیر لکھی ہے اور وہ بھی دوسروں کی معاونت کے ساتھ۔ آپ پہلے قرآن پاک پڑھنا سیکھیں۔

یہ اعتراض نیا نہیں ہے۔ لاہوری جماعت کی طرف سے بھی مولوی محمد علی صاحب وغیرہ نے ایسے ہی اعتراضات کئے ہوئے ہیں۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں چیلنج کیا تھا کہ میرے مقابلے پر آکر آپ بھی تفسیر لکھ لیں اور میں بھی لکھ لیتا ہوں۔اس طرح پتہ چل جائے گا کہ کس کی تفسیر بہتر ہے۔ مگر کوئی مقابلے پر نہیں آیا تھا۔(اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں موجود ہے) اگر آپ اپنے

دعوے میں سچے ہیں تو بغیر کسی کی معاونت کے پورے قرآن پاک کی تفسیر لکھ دیں۔ مصلح موعود کا تو کام ہی قرآن کی خدمت کرنا ہے۔ اعتراض کرنا بڑا آسان ہے۔ کام کرکے دکھائیں۔

نمبر ۴: پھر جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایک الہام کو درج کرکے کہہ رہے ہیں کہ الہام یہ تھا کہ تم اپنے کام مکمل کرکے وفات پاؤ گے۔ مگر کیا آپؓ نے اپنے کام مکمل کر لئے؟

(۲) خلیفۂ ثانی صاحب کے بقول آپ کو اپنے خوش کن انجام کے سلسلہ میں ۱۹۴۲ء میں ایک الہام اس طرح ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا:۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتُ حَسَنٍ فِيْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔'' (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۵۷۱)

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؓ نے اپنے کاموں کو مکمل فرمایا۔ جو پیشگوئیاں آپؓ سے متعلقہ تھیں آپؓ نے انہیں پورا فرمایا۔ اور ایک ایسا نظام قائم فرمایا جو اتنا وقت گزر جانے کے باوجود ایک مکمل اور کسی بھی نقص سے پاک بڑی کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ دشمن نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا ہے مگر اس نظام کو کمزور نہیں کر سکا۔ کتنے ہی اسے کمزور کرنے کی حسرت لئے دنیا سے چلے گئے اور باقی بھی انشاءاللہ تعالیٰ جلد بڑی حسرت اور ناکامی سے مقام عبرت بن جائیں گے۔

اپنے اسی مضمون میں آگے چل کر جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

ہونے کا مقدمہ اسی طرح لڑنا ہوگا۔ واضح رہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ نے ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں اپنے مسیح موعود ہونے کا مقدمہ کس طرح لڑا تھا اور اس ضمن میں آپؑ کی سنت کیا تھی؟ اِسی ضمن میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ مورخہ ۲ / اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اپنے ایک اِشتہار بعنوان ''ایک عاجز مسافر کا اِشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانانِ انصاف شِعار و حضرات علمائے نامدار'' میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''تیسری شرط یہ کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو۔ اور کوئی شخص قرآن کریم اور کتب حدیث سے باہر نہ جائے۔ مگر صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر کیونکہ وہ اَصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات طریقہ

مذکورۂ بالا سے جو واقعات صحیحہ کے معلوم کرنے کیلئے خیر الطرق ہے، ثابت ہوجائے تو میں اپنے اِلہام سے دستبردار ہوجاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہوکر کوئی اِلہام صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔ بلکہ میں حلفاً اِقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث میں وفات عیسیٰ میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور اِن تمام نشانوں کی پروا نہیں کروں گا جو میرے اِس دعوے کے مصدق ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا ارشاد نقل کرنے کے بعد جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار اپنے آقا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں حلفاً یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر آپ یا علمائے جماعت احمدیہ قادیان، قرآن مجید اور حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے اِلہامات کی روشنی میں جناب خلیفہ ثانی صاحب کو اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام مسیح الزماں) کے دائرہ بشارت (دعویٰ مصلح موعود کے سچا ہونے کی دلیل کو فی الحال چھوڑ تا ہوں) میں آنا ثابت کر دیں گے تو یہ عاجز حضور علیہ السلام کی طرح اپنے موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے دعویٰ [جس کا میں ایک قطعی، علمی اور اِلہامی ثبوت رکھتا ہوں] سے دستبردار ہوجائے گا۔۔۔ ؎ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۴، ۵)

الجواب:

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۱ء میں ایک الہام کے نتیجہ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں۔

"اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے و کان وعداللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب و معین للحق۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۰۲)

اس الہام کے نتیجہ میں آپؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر دنیا کو چیلنج کیا کہ اگر تم عیسیٰ ابن مریم کو زندہ ثابت کر دو تو میں اپنے الہام سے دستبردار ہو جاؤں گا۔

جنبہ صاحب آپ فرمارہے ہیں کہ اپنے آقا کی پیروی کرتے ہوئے اگر کوئی ثابت کردے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے دعویٰ میں سچے تھے تو میں اپنے دعویٰ سے دستبردر ہو جاؤں گا۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ چھوڑے گا تو وہ جس کے پلے کوئی شے ہو گی۔ پہلے وہ الہام تو پیش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹا ہے اور پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق میں نے تمہیں مصلح موعود مقرر فرمایا ہے۔

پھر اسی مضمون میں جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک اور الہام درج کرکے فرماتے ہیں۔

(2) جناب خلیفہ ثانی صاحب بمقام لاہور ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی وغیر احمدی سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقینا جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

اس چیلنج کے ذریعہ میدان میں بلا رہا ہوں کہ آپ اور قادیانی جماعت جناب خلیفہ ثانی صاحب کے ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء کے بیان کی لاج رکھتے ہوئے اور اِسے سچا ثابت کرنے کیلئے میرے مدمقابل میدان میں آ کر خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کر کے دنیا کو بتائیں کہ وہ مفتری نہیں تھے۔ اگر آپ نے آئیں بائیں شائیں کی اور خاکسار کے اس چیلنج کو قبول نہ کیا تو پھر دنیا جان لے گی کہ خاکسار اور جناب خلیفہ ثانی کے درمیان مفتری کون تھا؟؟ ہم دونوں میں سے جو مفتری ثابت ہو جاتا ہے۔ یقیناً وہی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کا مخالف اور آپکے مشن کی جڑیں کاٹنے والا بھی ہوگا۔ ؎ مؤمن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۵،۶)

الجواب:

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کوئی انسان کسی کو سچا یا جھوٹا ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ خدا کا کام ہے۔ جہاں تک دلائل کے ذریعے ثابت کرنے کا تعلق ہے۔ تو خاکسار نے آپ کی طرف سے اٹھائے گئے ہر اعتراض کا جواب ثبوتوں کے ساتھ دیا ہے۔ اور آپ کو چیلنج کیا ہے کہ آپ اپنی تمام تحریریں اور میری یہ کتاب کسی بھی غیر متعصب منصف کے سامنے رکھ دیں اور فیصلہ کروا لیں۔ دوسرا میں نے چیلنج کیا ہے کہ اگر آپ کو اپنی صداقت پر یقین ہے تو میری اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں۔ لوگ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کون سچا ہے۔ اگر آپ واقعی خدا کی طرف سے ہیں اور سچے ہیں تو آپ کو کوئی خوف نہیں ہونا چاہیئے۔ وقت ثابت کر دے گا کہ آپ میری اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈالتے ہیں یا نہیں۔ اور کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

اس کے بعد جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(3) خاکسار نے اپنے دعویٰ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ قادیان کے رویے کو ''زمین جنبد نہ جنبد گل محمدؐ'' کیساتھ تشبیہ دی ہے۔ لیکن آپ اس حقیقت کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ اُلٹا آپ خاکسار کو اس محاورے کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ اب خاکسار کے اس کھلے چیلنج کے بعد قارئین کرام خود بخود فیصلہ کر لیں گے کہ ہم دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت کا طرز عمل مذکورہ بالا محاورہ کے مطابق ہے؟؟ جناب خالد واسطی صاحب۔ خاکسار (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت (۳) خلافت کی حقیقت (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثُمَّ سَکَتَ سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر علمی گفتگو (علمی مجادلہ) کیلئے آپ کو، جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اور آپکے علماء کو ایک کھلا چیلنج دیتا ہے۔ ہماری یہ علمی بحث (debate) اِن قواعد وضوابط کے مطابق ہوگی۔

(۱) یہ علمی بحث ومباحثہ بند کمرے (indoor) میں نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک کھلا (open) بحث ومباحثہ ہوگا اور عام لوگوں (احمدیوں اور غیر احمدیوں) کو اس علمی بحث ومباحثہ کے سننے کا حق ہوگا۔ (۲) اس علمی بحث ومباحثہ کو براہِ راست ایم ٹی اے پر دکھایا جائے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۶)

الجواب:

جنبہ صاحب آپ کے چیلنج کے جواب میں میرا آپ کو یہ چیلنج ہے۔ آپ تو سچے ہیں۔ آپ کو کیا خوف ہے۔

جنبہ صاحب آپ کی طرف سے اٹھائے گئے مندرجہ بالا چار سوالوں کے علاوہ بھی آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب اس کتاب میں موجود ہیں۔ میری اس کتاب اور اپنی تمام تحریروں کو کسی غیر متعصب منصف کے سامنے رکھ کر فیصلہ کروالیں۔ اور میری اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں۔ لوگ فیصلہ کرلیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد آپ کی یاددہانی کے لئے پیش خدمت ہے۔

"خداتعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھادے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کردیگا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کردینگے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔۔۔۔۔۔ سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"

(تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۷)

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝٨٢

اور کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۸۲)

امتِ مسلمہ میں سلسلہ

مجددین

امتِ مسلمہ میں سلسلہ مجددین

رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کو یہ پیش خبری دی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر صدی میں مجددین مبعوث فرمائے گا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر بطور مجدد، امام مہدی اور مسیح موعود مبعوث فرمایا۔

جب پندرھویں صدی کا آغاز ہونے لگا تو جماعت احمدیہ میں اسی حدیث کو پیش کر کے یہ آواز بلند ہونی شروع ہوئی کہ نئی صدی کے آغاز پر نئے مجدد کے نزول کا وقت ہو چکا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ پھر دعوے دار بھی پیدا ہونے شروع ہوئے۔ خلفاء وقت نے اس بارہ میں جماعت کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً ارشادات فرمائے۔

ان ارشادات کے حوالے پیش کر کے ممبران جماعت کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی:

۱۔ حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہر صدی میں صرف ایک مجدد کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ جبکہ خلفاء اس کے غلط معنی کر کے جماعت کو یہ بتا رہے ہیں کہ ایک صدی میں ایک سے زائد مجدد بھی آ سکتے ہیں۔

۲۔ ایسے ہی یہ بات بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ مجددین کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ وہ لازماً دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کی بیعت کرنا لازم ہوتا ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ خلفاء کہہ رہے ہیں کہ ایسی کوئی حدیث ہی نہیں ہے۔ یا وہ مجدد کے آنے کا انکار کر رہے ہیں۔ یا خلیفہ وقت ہی مجدد ہو گا۔

ان سوالات کی حقیقت اور ان کے جواب پیشِ خدمت ہیں۔

امتِ مسلمہ میں مجددین اور اُن کا مختصر تعارف

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آکر دین کی تجدید کرے گا۔

(ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ و مشکوٰ ۃ کتاب العلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

''انا نحن نذلناالزکرو انالہ لحافظون---------فھدہ اشارۃ الی بعث مجدد زمان مفسد کمایعلمہ'الحاقلون

یقیناً ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔۔۔۔اس قرآنی آیت کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ فساد کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرے گا جیسا کہ عقل مند جانتے ہیں۔''

(سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد ۸، صفحہ نمبر ۳۶۲، سن تالیف ۱۸۹۴)

مندرجہ بالا حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر صدی میں مجددین مبعوث فرمائے۔ ذیل میں مجددین کی لسٹ درج کر رہا ہوں۔ یہ لسٹ نواب صدیق حسن صاحب کی کتاب حجج الکرامہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور اسی لسٹ کو احمدیہ پاکٹ بک میں بھی درج کیا گیا ہے۔

- پہلی صدی: حضرت عمر بن عبد العزیزؒ
- دوسری صدی: حضرت امام شافعیؒ (احمد بن حنبل)
- تیسری صدی: حضرت ابو شرحؒ، حضرت ابو الحسن الشعریؒ
- چوتھی صدی: حضرت ابو عبید اللہ نیشاپوریؒ، حضرت قاضی ابو بکر باقلانیؒ
- پانچویں صدی: حضرت امام غزالیؒ
- چھٹی صدی: حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ

- ساتویں صدی: حضرت امام ابن تیمیہؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
- آٹھویں صدی: حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ حضرت صالح بن عمرؒ
- نویں صدی: حضرت امام سیوطیؒ
- دسویں صدی: حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ
- گیارہویں صدی: حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ
- بارہویں صدی: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
- تیرہویں صدی: حضرت سید احمد بریلویؒ

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۵تا۱۳۹، احمدیہ پاکٹ بک، صفحہ نمبر ۳۶۹، ۳۷۰)

اس لسٹ کے مطابق بعض صدیوں میں ایک سے زائد مجددین بھی ہوئے ہیں۔ جیسے چوتھی، ساتویں اور آٹھویں صدی میں دو دو مجددین کے نام درج ہیں۔

بعدازاں ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ کے الفضل میں بھی مجددین کی ایک لسٹ شائع کی گئی۔ اس میں مندرجہ بالا لسٹ سے ہٹ کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پہلی صدی ہجری کی بجائے دوسری صدی ہجری کا مجدد لکھا گیا ہے۔ نیز ہر صدی میں صرف ایک مجدد کا نام نوٹ کیا گیا ہے۔ دسویں صدی کے حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ کا نام اس لسٹ میں شامل نہیں کیا گیا۔ روزنامہ الفضل (ربوہ) میں درج لسٹ درج ذیل ہے۔

الفضل میں شائع اس لسٹ میں اختصار کے ساتھ ان مجددین کا مختصر تعارف اور ان کے کام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جن جن مجددین کے دعوے معلوم ہیں ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)

معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات

پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

عبدالسمیع خان

صدی	نام ونسب	زمانہ سن ہجری	علاقہ	تصانیف	مقام واہم خدمات
دوسری	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آپ کی والدہ ام عاصم حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں۔	61 تا 101ھ زمانہ حکومت 99 تا 101ھ	حمص (شام) حکومت دمشق	تدوین حدیث کے لئے خصوصی کوشش کی اور ذخیرہ روایات قلمبند کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کارروائی کی۔ اور اس مقصد کے لئے علماء کے وظائف مقرر کئے۔	واحد مجدد جو اسلامی حکومت کے سربراہ بھی تھے۔ بعض کے نزدیک خلیفہ راشد بھی ہیں۔ بدرسومات کو ختم کیا۔ ہندوستان کے سات راجاؤں کو اسلام کی دعوت دی۔
تیسری	حضرت امام شافعیؒ ابوعبداللہ محمد بن ادریس	150 تا 204ھ	پیدائش: غزہ (فلسطین) وفات: فسطاط (مصر)	71 کتب ہیں۔ کتاب الام۔ احکام القرآن۔ اختلاف السنن۔ کتاب المبسوط۔ صفۃ الامر والنہی۔ سیر الاوزاعی۔ ابطال الاستحسان	فقہ اسلامی کے مشہور امام۔ امام احمد بن حنبل آپ کو حدیث مجددین کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ خواب میں رسول اللہ نے احیائے دین کی خدمت کی بشارت دی۔ علم اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔
چوتھی	حضرت ابوالحسن اشعریؒ علی بن اسماعیل آپ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی نسل سے ہیں	202 تا 324ھ	پیدائش: بصرہ وفات: بغداد	100 کے قریب کتب۔ مقالات الاسلامیین۔ الفصول۔ کتاب الاجتہاد	امام المتکلمین اور ناصر سنت لقب ہے۔ معتزلہ کے خلاف قلمی سرگرمیاں
پانچویں	حضرت ابوبکر باقلانیؒ محمد بن طیب بن جعفر	338 تا 403ھ	پیدائش: بصرہ وفات: بغداد	55 کتب ہیں۔ اعجاز القرآن۔ کتاب الاصول۔ کتاب الانصاف۔ کشف الاسرار۔ دقائق الکلام۔ کتاب الامامہ۔ کتاب البیان	ابوالحسن اشعری کے کام کو آگے بڑھایا۔ معتزلہ کے خلاف قلمی جہاد۔ قسطنطنیہ کے پادریوں سے مناظرے کئے
چھٹی	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت علیؓ کی نسل سے ہیں	470 تا 561ھ	بغداد	فتوح الغیب۔ الفتح الربانی۔ سر الاسرار۔ الفیوضات الروحانیہ۔ تحفۃ المتقین۔ جلاء الخاطر۔ آداب السلوک۔ حزب الرجاء۔ غنیۃ الطالبین	کان مجدد زمانہ (حمامۃ البشریٰ)۔ آپ نے فرمایا میں نائب رسول اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ اور حضرت علی نے خواب میں وعظ کی ہدایت فرمائی۔ شرک کے خلاف جہاد کیا۔
ساتویں	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حسنی حسینی سید ہیں	536 تا 633ھ	سیستان، خراسان وفات: اجمیر شریف	دیوان معین، گنج الاسرار، انیس الارواح، احادیث المعارف، رسالہ وجودیہ، دلیل العارفین (ملفوظات)	ہندوستان کے نامور مبلغ اسلام۔ روحانی علوم کے 4 ائمہ میں سے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود)۔ لقب سلطان الہند۔ رسول اللہ نے ہندوستان میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا۔
آٹھویں	حضرت امام ابن تیمیہؒ ابوالعباس احمد بن شہاب	661 تا 728ھ	دمشق	400 کتب ہیں۔ الرد علی البکری۔ الرد علی الفلاسفۃ۔ التبیان۔ رسالۃ القیاس۔ رسالۃ الفرقان	تاتاریوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ علم کلام اور فقہ میں خاص خدمات۔ فلسفہ اور قبر پرستی کا رد کیا۔
نویں	حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی	773 تا 852ھ	مصر	500 کتب ہیں۔ فتح الباری۔ بلوغ المرام۔ مشبھات ابن حجر۔ تہذیب۔ التھذیب	محدث، مفسر تھے۔ لقب حافظ حدیث۔ حدیث اور فقہ پر خاص دسترس رکھتے تھے۔
دسویں	حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ ابوالفضل محمد الشافعی	849 تا 911ھ	قاہرہ (مصر)	576 کتب ہیں۔ در منثور۔ الجامع الصغیر۔ الخصائص الکبریٰ۔ تاریخ الخلفاء۔ مشکلات القرآن	مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ علم تفسیر و حدیث میں کمال حاصل تھا۔
گیارہویں	حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندی	971 تا 1034ھ	سرہند (ہندوستان)	مکتوبات مجدد الف ثانی۔ معارف لدنیہ۔ مبدأ و معاد	اکبر کے دین الٰہی اور جہانگیر کی بدرسوم کے خلاف مزاحمت کی۔ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود کی مخالفت کی پیشگوئی کی۔
بارہویں	حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی۔ عظیم الدین شاہ حضرت عمرؓ کی نسل سے تھے۔	1114 تا 1176ھ	دہلی (ہندوستان)	25 کتب ہیں۔ التفہیمات الالٰہیہ۔ الفوز الکبیر۔ حجۃ اللہ البالغۃ۔ الخیر الکثیر۔ فیوض الحرمین۔ ازالۃ الخفا	پہلا ترجمہ قرآن بزبان فارسی کیا۔ عقیدہ ناسخ منسوخ کو 5 آیات تک پہنچایا۔ مجددیت کا دعویٰ کیا۔
تیرہویں	حضرت سید احمد شہید بریلویؒ	1201 تا 1246ھ	پیدائش: رائے بریلی (ہندوستان) شہادت: بالاکوٹ	تنبیہ الغافلین۔ صراط مستقیم ملہمات احمدیہ فی الطریق المحمدیہ	امامت کا دعویٰ کیا۔ بدعات کے خلاف تعلیم دی۔ سکھوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ شہید مجدد ارہاص حضرت مسیح موعود

مختلف احباب نے تذکرۃ الاولیاء نام کی کتب تحریر کی ہیں۔ان کتب میں کافی بزرگان کا ذکر ہے اور ان میں بھی ان مجددین کا ذکر کیا گیا ہے۔ایسے ہی بعض بزرگوں کے بارہ میں پوری پوری کتب لکھی گئی ہیں۔

میں نے اپنی استطاعت کے مطابق انہیں پڑھنے کی کوشش کی ہے۔اپنے محدود علم کے مطابق میں نے مندرجہ ذیل باتیں خصوصیت سے نوٹ کیں۔

ان میں سے کسی نے بھی یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ میری بیعت کرنا ضروری ہے۔اپنے اپنے طور پر لوگ پیری مریدی کا تعلق قائم کرتے رہے۔اور یہ تعلق صرف ان بارہ احباب تک محدود نہیں بلکہ دیگر بے شمار بزرگان ایسے بھی موجود ہیں جو مجدد نہیں تھے مگر لاکھوں کی تعداد میں ان کے مرید تھے جنہوں نے یہ تعلق باقاعدہ بیعت کر کے قائم کیا تھا۔اور بہت بڑے بڑے نام ہندوستان میں موجود بزرگوں کے ہیں۔حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں شریف، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ وغیرہ

نیز ان میں سے کسی نے بھی کسی علیحدہ جماعت کی بنیاد نہیں رکھی۔اس وقت اسلام میں جتنے بھی بڑے بڑے فرقے ہیں اگر ان کے بانی بزرگوں کے نام چیک کئے جائیں تو ان میں سے کوئی بھی مجددین کی لسٹ میں شامل ناموں سے نہیں ملتے۔حضرت مسیح موعودؑ خود کو حنفی بیان کرتے تھے۔جو حضرت امام ابو حنیفہ کے فقہ پر عمل کرنے والوں کا نام ہے۔اگر ان مجددین کی کوئی جماعت ہوتی اور ان مجددین کی بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہونا لازم ہوتا تو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا کرتے۔ایسے ہی حضرت حکیم نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول ایسا کرتے۔جبکہ انہوں نے اپنی کتاب مرقات الیقین فی حیات نورالدین کے صفحہ نمبر ۱۱۹ میں یہ بتلایا ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کی بیعت کی۔جن کا نام مجددین کے ناموں کی لسٹ میں نہیں ہے۔

نہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے علم کو چیلنج کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ مجددین کی بیعت لازم ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دعویٰ سے لاعلم تھے۔

بیعت کا حکم صرف حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ امام مہدی تھے اور مسیح موعود تھے۔ ہمارے پیارے آقا رسول کریم ﷺ نے اس امام مہدی کی بیعت کرنے اور اسے سلام پہچانے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے کسی اور مجدد کی بیعت کا حکم نہیں دیا۔ اور نیز اس مسیح موعود کو نبی اللہ کہا تھا اور نبی کی بیعت کرنے کا حکم خود خدا نے قرآن پاک میں دیا ہے۔

میں یہاں یہ وضاحت بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام مجددین پر ایمان لانا ضروری ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور ان پر ایمان لائے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا جا سکتا۔ میں یہاں اس بیعت کا ذکر کر رہا ہوں جس کی بابت حضرت رسول کریم ﷺ نے حکم دیا اور وہ صرف امام مہدی اور مسیح کے لئے ہے۔ باقی کسی مجدد کی بابت ایسی کسی بیعت کا حکم نہیں اور ایسے ہی کسی مجدد نے کوئی علیحدہ جماعت نہیں بنائی جیسی حضرت مسیح موعودؑ نے بنائی کیونکہ آپ نبی اللہ بھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان ان تمام بزرگوں کو کسی نہ کسی حوالہ سے مانتا ہے۔ ان کا احترام کرتا ہے۔ مگر ان میں سے کون مجدد ہے اور کون نہیں اس میں اختلاف بھی موجود ہے۔

یہاں خصوصیت سے اس مضمون کا ذکر کرنے کا میرا اصل مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں ہر طرف سے مجددین کے دعویدار کھڑے ہو رہے ہیں۔ ہر ایک نے اپنی علیحدہ جماعت بنا رکھی ہے۔ بیعت کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ پیش کر دیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے بیعت لی اور آپ نے علیحدہ جماعت بھی بنائی۔

اصل چیز یہ ہے کہ پہلے مجددوں والے کام کریں۔ اپنے اندر وہ نیکی اور طہارت پیدا کریں۔ خدا سے زندہ تعلق قائم کریں۔ خدا نما بنیں۔ تو آپ کو لوگوں کو بلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ لوگ خود آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ خدا پکڑ پکڑ کر لوگوں کو آپ کے پاس بھیج دے گا۔ الفضل میں شائع لسٹ میں ان مجددین کے کام بھی بیان کئے گئے ہیں۔ انہیں بھی پڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی قسم کے دعویٰ سے پہلے ہی ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو آپؑ کے گرد جمع تھی۔ جو آپ سے بیعت لینے کی درخواست کرتی تھی مگر آپؑ فرماتے تھے کہ مجھے اس کا حکم نہیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ان لوگوں میں شامل تھے۔ اور آپ کی درخواست تھی کہ جب بھی آپؑ بیعت لیں سب سے پہلے میری بیعت لیں۔ اسی لئے جب حضورؑ نے بیعت لینے کا فیصلہ کیا تو آپ سے سب سے پہلے بیعت لی۔ ایسے ہی صوفی احمد جان صاحب بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے آپؑ سے

بیعت لینے کی درخواست کی تھی۔ حضرت صوفی احمد جان صاحب وفات پاگئے تھے۔ان کی اس خواہش کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے گھر کو پہلی بیعت کے لئے منتخب کیا۔

میں نے بیعت اور جماعت بنانے کے متعلق اپنے ان خیالات کا اظہار اپنے ایک دوست سے کیا تو انہوں نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک حوالہ بھجوایا۔ جو درج ذیل ہے۔

''اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا ہے اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ان کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنالیتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر 50 ,45 اور سو برس پر آتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہو گا۔''

(خطبات نور، صفحہ ۱۳۸)

اس حوالہ کے ساتھ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ 'تمہاری بات مانیں یا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بات مانیں'

میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ میری کیا حیثیت ہے یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہی بات ماننی چاہیئے۔اس سے زیادہ انہیں لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کوئی مجدد آتا ہے تو لوگوں کی کثیر تعداد ان کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے اور آپ نے باقاعدہ علیحدہ جماعت قائم کی۔ کسی اور مجدد کی بابت یہ ثابت نہیں۔ دوسرا میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اگر مجدد وقت پر ایمان لانا فرض ہوتا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مدینہ منورہ کے ایک بزرگ کی بجائے حضرت سید احمد شہیدؒ کی بیعت کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ثابت ہوتا کہ آپ نے ان کی بیعت کی تھی۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ میرا تو یہ اعتقاد ہے ہر ۴۵، ۵۰ سال کے بعد کوئی آتا ہے۔ تو ہمیں پھر اس بات کو بھی ماننا چاہیئے۔ کیونکہ جب یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمائی کہ لفظ 'من' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ تو ہم نے شور برپا کر دیا۔ کہ دیکھو کیا ظلم کر دیا۔ انہوں نے بھی یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کا یہ حوالہ بھی قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے موقع پر ایک مضمون شائع فرمایا۔ جس کا نام ہے "وفات مسیح موعود"۔ یہ کتاب جماعت کی ویب پر موجود ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۵ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"ہمارے ملک میں یا ہمارے ملک میں سے سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، الشیخ المجدد الالف الثانی، شاہ ولی اللہ اور سید احمد بریلوی یہ لوگ ہیں جنہوں نے دعاوی مجددیت کے کئے اور لوگوں نے بھی ان کو مجدد مانا۔ ان کے کارنامے بحمد اللہ ہم سے مخفی نہیں مگر جو کچھ اس شخص مغفور نے کر کے دکھایا اس کا مقابلہ سوائے عقلمندوں کے کون کرے؟ اللہ تعالیٰ کو توفیق ہے کہ آنکھیں کھولدے۔"

یہاں آپؓ سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو بھی مجدد کہہ رہے ہیں۔ مگر ان کے نام الفضل کی لسٹ میں نہیں ہیں۔

اسلام کا ایک دوسرا بڑا فرقہ 'شیعہ' ان مجددین کے مقابل پر بارہ اماموں کو مانتا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے جب مزید تحقیق کی تو انٹرنیٹ پر مختلف طبقہ فکر کی مختلف مجددین کی لسٹیں ملیں۔ ان میں سے چند لسٹیں مندرجہ ذیل ہیں۔

لسٹ نمبر ۱

Mujaddid

http://en.wikipedia.org/wiki/Mujaddid

From Wikipedia, the free encyclopedia

Part of a series on Islam

A ***mujaddid*** (Arabic: مجدد), according to the popular Muslim tradition, refers to a person who appears at the turn of every century of the Islamic calendar to revive Islam, remove from it any extraneous elements and restore it to its pristine purity.

The concept is based on the following Prophetic tradition (hadith): Abu Hurairah narrated that the Islamic prophet Muhammad said;

"Allah shall raise for this Ummah at the head of every century a man who shall renew (or revive) for it its religion."

—Sunan Abu Dawood, Book 37: Kitab al-Malahim [Battles], Hâdith Number 4278.[1]

First Century (after the prophetic period) (August 3, 718)

- Umar ibn Abd al-Aziz (682–720)[2]

Second Century (August 10, 815)

- Muhammad ibn Idris ash-Shafi`i (767–820)[3]
- Ahmad ibn Hanbal (780–855)[4]

Third Century (August 17, 912)

- Muhammad ibn Ya'qub al-Kulayni (864–941)[3][4]

Fourth Century (August 24, 1009)

- Abu Bakr Al-Baqillani (950–1013)[4]
- Hakim al-Nishaburi (933–1012)[3]
- Ibn Hazm (994–1064)[4]

Fifth Century (September 1, 1106)

- Muhammad al-Ghazali (1058–1111)[5][4]

Sixth Century (September 9, 1203)

- Fakhr al-Din al-Razi (1149–1210)[6]

Seventh Century (September 5, 1300)

- Moinuddin Chishti (1165–1240)[4]
- Ibn Arabi (1165–1240)[4]
- Ibn Taymiyyah (1263–1328)[4]

Eighth Century (September 23, 1397)

- Ibn Hajar al-Asqalani (1372–1448)[7]

Ninth Century (October 1, 1494)

- Jalaludin Al-Suyuti (1445–1505)[2][8]

Tenth Century (October 19, 1591)

- Khayr al-Din al-Ramli (1585–1671)[2]

Eleventh Century (October 26, 1688)

- Ahmad Sirhindi (1564–1624)[9]

- Abdullah ibn Alawi al-Haddad (1634–1720)[10]

Twelfth Century (November 4, 1785)

- Murtaḍá al-Zabīdī (1732–1790)[8]
- Shah Abdul Aziz Delhwi (1745–1823)[11]
- Usman Dan Fodio (1754–1817)[12]

Thirteenth Century (November 14, 1882)

- Said Nursî (1878–1960)[13]

Fourteenth Century (November 21, 1979)

- Ahmad Raza Khan (1856–1921)[14]

The Reformers of Islam (Mujaddid)

http://maktabah.org/blog/?p=14

Posted on March 22, 2011 by Talib Ghaffari

In his short essay entitled Tuhfat al-Mujtahidin bi Asma’ al-Mujaddidin (“The Gem of the Striving Scholars: the Names of the Renewers of the Religion”) al-Suyût.î listed the Renewers as follows:

- 1st century: Umar ibn Abd al-Aziz
- 2nd century: Imam al-Shafi’i
- 3rd century: Imam Ibn Surayj and Imam al-Ash`ari
- 4th century: Al-Baqillani, Sahl al-Su`luki, and Abu Hamid al-Isfarayini

- 5th century: Imam al-Ghazzali
- 6th century: Imam Fakhraddin al-Razi and al-Rafi`i
- 7th century: Ibn Daqiq al-`Id (625-702)
- 8th century: Al-Bulqini and al-Iraqi
- 9th century: Imam Jalaluddin al-Suyuti (849-911 A.H)

The above mentioned centuries are according to the birth of those scholars. But a Mujaddid of a century is known to be the one who is born in the previous century but his Tajdid (revival) occurs in the next century. Hence the above names be considered the Mujaddids of the next centuries.

I will continue this list by the century in which the Mujaddid did the revival of Islam.

First Century

The first century of Hijri calendar marks the start of Islam. The line of Mujaddids starts from the 2nd century (after the first hundred years of the demise of Rasoolullah s.a.w.).

Second Century

- The great caliph of Islam, Imam Umar ibn Abd al-Aziz (61-101 AH) is widely acclaimed to be the very first Mujaddid of Islam. He was a caliph for a very short duration (1 to 2 years), but he did great works in that short while.

Other suggested names:

- Imam Abu Hanifa (80-148 A.H) – the greatest Imam of Fiqh

Third Century

- The great Imam and founder of the 2nd largest Sunni school of jurisprudence, Imam al-Shafi'i

Forth Century

- Imam Ibn Surayj and Imam al-Ash`ari

Fifth Century

- Al-Baqillani, Sahl al-Su`luki, and Abu Hamid al-Isfarayini (considered by Imam al-Suyuti)

Sixth Century

- Imam al-Ghazzali (considered by Imam al-Suyuti)
- Hadhrat Abu Yusuf Hamadani (440-535 A.H) – He was the shaykh of Sayyidina Abdul Qadir Jilani, Khwaja Mueenuddin Ajmeri, as well as the grandsheikh of Naqshbandi tariqah Khwaja Abdul Khaliq Ghijdwani. All the major Sufi orders have directly benefited from him.

Seventh Century

- Imam Fakhraddin al-Razi and al-Rafi`i (considered by Imam al-Suyuti)
- Khwaja Mueen al-Din al-Hasan al-Sanjri al-Ajmeri (535-633 A.H) – He was the Imam of the Chishti sufi tariqah, and with his efforts a significant part of the Indian population converted to Islam

Eighth Century

- Ibn Daqiq al-`Id (625-702) (considered by al-Suyuti)

Ninth Century

- Al-Bulqini and al-Iraqi (considered by al-Suyuti)

Tenth Century

- Imam Jalaluddin al-Suyuti (849-911 AH)

11th century

- Shaykh Ahmad al-Faruqi of Sirhind, India (d. 1034) – unanimously accepted as the only Mujaddid of 11th century as well as the 2nd millennium of Islam, hence called Mujaddid Alf Thani (Mujaddid of the 2nd Millenium). He received this noble post of Mujaddid in 1010 AH, exactly after 1000 years of the demise of the Messenger of Allah, peace be upon him. He is the Mujaddid of a millenium, not only a century.

12th century

- Al-Qutb `Abd Allah al-Haddad of Hadramawt, Yemen
- The great Mughal Emperor Aurangzeb Alamgir Mujaddidi Masoomi of Delhi, India. He established the Islamic governance in India, and he was a murid (disciple) of Imam Muhammad Masum al-Sirhindi in the Naqshbandi path, and was also revered by most Sufi saints of his time.

13th century

- Hadhrat Abdullah Mujaddidi alias Shah Ghulam Ali Dehlavi of Delhi, India (1158-1240 A.H) – most widely acclaimed, as he was the Shaykh of Khalid al-Baghdadi and lived almost the same times
- Shaykh Khalid al-Baghdadi al-Mujaddidi of Damascus (1193-1242 A.H) – acclaimed by the Khalidi Naqshbandis
- Shaykh Muhammad Amin `Abidin (Ibn `Abidin) of Damascus – a student of Shaykh Khalid al-Baghdadi (Shaykh G.F Haddad has named both of them, shaykh Khalid and his student Ibn Abidin, as the Mujaddids of 13th century)
- Shaykh Usman Dan Fodio (1168-1232 AH) who revived Islam in Africa and established Islamic government

14th century

- Imam Ahmad Rada Khan Barelvi of India, most widely acclaimed for his defending the right path of Ahl as-Sunnah against the widespread fitna of Wahhabism
- Shaykh Muhammad Zahid al-Kawthari of Turkey
- Shaykh Badr al-Din al-Hasani of Damascus, Syria
- Sheikh Ahmad ibn Mustafa al-Alawi (1869–1934)
- Hadhrat Pir Fazal Ali Qureshi Naqshbandi of India (d.1934), the greatest Naqshbandi shaykh in India in the fourteenth century

15th century

Today, there are numerous great scholars of Islam continuously reviving the spirit of Islam and working hard day and night to reform the Muslims in the whole world. It is hard to decide or single out one of them, and only time will show the real Mujaddid or Mujaddids of 15th century.

Allah then His Prophet know better!

References:

http://www.livingislam.org/fiqhi/fiqha_e96.html

http://en.wikipedia.org/wiki/Mujaddid

http://www.islamimehfil.info/index.php?/topic/10135-concept-of-revivalist-mujaddid-in-islam/

- See more at: http://maktabah.org/blog/?p=14#sthash.aUIav0zB.dpuf

لسٹ نمبر ۳

List of claimants and potential Mujaddid

http://en.wikipedia.org/wiki/Mujaddid

The **neutrality of this article is disputed**. Relevant discussion may be found on the talk page. Please do not remove this message until the dispute is resolved. *(December 2013)*

First Century (after the prophetic period) (August 3, 718)

- Umar ibn Abd al-Aziz (682–720)[2]

Second Century (August 10, 815)

- Muhammad ibn Idris ash-Shafi`i (767–820)[3]
- Ahmad ibn Hanbal (780–855)[4]

Third Century (August 17, 912)

- Muhammad ibn Ya'qub al-Kulayni (864–941)[3][4]

Fourth Century (August 24, 1009)

- Abu Bakr Al-Baqillani (950–1013)[4]
- Hakim al-Nishaburi (933–1012)[3]
- Ibn Hazm (994–1064)[4]

Fifth Century (September 1, 1106)

- Muhammad al-Ghazali (1058–1111)[5][4]

Sixth Century (September 9, 1203)

- Fakhr al-Din al-Razi (1149–1210)[6]

Seventh Century (September 5, 1300)

- Moinuddin Chishti (1165–1240)[4]
- Ibn Arabi (1165–1240)[4]
- Ibn Taymiyyah (1263–1328)[4]

Eighth Century (September 23, 1397)

- Ibn Hajar al-Asqalani (1372–1448)[7]

Ninth Century (October 1, 1494)

- Jalaludin Al-Suyuti (1445–1505)[2][8]

Tenth Century (October 19, 1591)

- Khayr al-Din al-Ramli (1585–1671)[2]

Eleventh Century (October 26, 1688)

- Ahmad Sirhindi (1564–1624)[9]

- Abdullah ibn Alawi al-Haddad (1634–1720)[10]

Twelfth Century (November 4, 1785)

- Murtaḍá al-Zabīdī (1732–1790)[8]
- Shah Abdul Aziz Delhwi (1745–1823)[11]
- Usman Dan Fodio (1754–1817)[12]

Thirteenth Century (November 14, 1882)

- Muhammad Abduh (1849–1905)[4]
- Said Nursî (1878–1960)[13]

Fourteenth Century (November 21, 1979)

- Ahmad Raza Khan (1856–1921)[14]
- Mirza Ghulam Ahmad (1835-1908)[15][13] – Note: Mirza Ghulam Ahmad claimed to be the Mujaddid of the 14th century,[16] a claim which is accepted by the Ahmadiyya Muslim Community,[17] but rejected by other Muslim communities, many of whom regard him as an apostate,[18]

مندرجہ بالا تینوں لسٹوں اور ایک لسٹ جو شروع میں شامل کی گئی ہے، اگر آپ نوٹ کریں تو سوائے پہلے مجدد یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے باقی ناموں میں اتفاق نہیں پایا جاتا۔ ایسے ہی بعض صدیوں میں چار چار نام لکھے گئے ہیں۔ اور یہ تمام نام ہی امتِ مسلمہ کے لئے معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی بزرگی، نیکی، تقویٰ اور خدمت دین کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک بات تمام طبقہ فکر میں مشترک ہے کہ آخری زمانہ میں سب امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم کے منتظر نظر آتے ہیں۔

دوسری لسٹ میں مجدد کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

But a Mujaddid of a century is known to be the one who is born in the previous century but his Tajdid (revival) occurs in the next century.

یعنی کسی صدی کے مجدد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پچھلی صدی میں پیدا ہوا اور اگلی صدی کا مجدد ہو۔

ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب 'حقیقۃ الوحی' میں اس وقت کے ایک دعویدار مجددیت کی سچے مجدد کی بابت کی گئی تعریف کا ذکر فرماتے ہیں۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۴۶۲)

مندرجہ بالا دونوں تعریفیں خود ساختہ ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ نیز اگر ان دونوں تعریفوں کو مندرجہ بالا لسٹوں میں دیئے گئے مجددین پر لاگو کریں تو اکثر ان تعریفوں پر پورا نہیں اترتے۔ بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب جنہوں نے یہ تعریف پیش کی کہ سچا مجدد صدی کا چہارم حصہ پاتا ہے۔ صدی کے شروع میں فوت ہو گئے۔

مگر اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے کہ اس نے اپنے سچے اور پیارے امام مہدی اور مسیح موعود کو ان خود ساختہ معیاروں پر بھی پورا کر دکھایا تا کہ انکار کرنے والوں پر اتمام حجت ہو سکے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

"یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحئی لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب

تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا کا معاملہ ہے۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۴۶۲)

کیا ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدد آ سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مسجد اقصیٰ میں مورخہ ۶ نومبر ۱۹۷۷ء کو ایک تقریر فرمائی تھی۔ اس میں مجددین کے حوالہ سے آپ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج ہے۔

"(**إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا**) کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے "مَن" کھڑے کرے گا (مَن پر میں زور دے رہا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کئی لوگ ایسے پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کریں گے اور اس کی رونق کو بڑھانے والے ہوں گے اور اگر بدعتیں بیچ میں داخل ہو گئی ہوں گی تو وہ ان کو نکال لیں گے اور اسلام کا نہایت صاف اور خوبصورت چہرہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔"

(مشعل راہ جلد دوئم، صفحہ ۴۵۴)

محترم جنبہ صاحب اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ مئی ۲۰۱۴ء میں اس تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کے حوالے سے فرما رہے ہیں۔

"اے میرے بھائیو! حضور علیہ السلام نے حدیث مجددین میں 'من' کے معنی اپنی تالیفات اور ملفوظات میں کبھی بھی کثرت کے نہیں کئے ہیں۔ **میرا یہ چیلنج ہے جماعت احمدیہ کے مولویوں کو خلیفوں کو۔** حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو اپنی کتب میں درجنوں بیسیوں نہیں سینکڑوں دفعہ استعمال فرمایا ہے اور جس جگہ بھی حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو استعمال فرمایا ہے اس کا ترجمہ کیا ہے صرف ایک شخص کا کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر تجدد دین کے لئے ایک شخص کو کھڑا کرے گا۔ اور یہ کثرت بنا رہے ہیں یہاں پر۔" (۲۱:۰۵ منٹ تا ۲۱:۴۲ منٹ)

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب نے اپنے ۲۷جون ۲۰۱۴ء کے خطبہ جمعہ میں راہ ہدیٰ کے ایک پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبال صاحب کی بھرپور وکالت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اسی تقریر کو جس پر آپ پہلے بھی کافی طبع آزمائی فرما چکے تھے دوبارہ تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس تقریر کے اقتباسات کو غلط طور پر پیش کیا۔ آپ اپنے خطبہ کے ۱۹:۴۱ منٹ پر فرماتے ہیں:

"میرے احمدی بہنوں، بھائیو اور بزرگو کو واضح رہے کہ جماعت احمدیہ قادیان نے نہ صرف آنحضرت ﷺ کی اس عظیم الشان حدیث اور پیشگوئی کا انکار کیا ہے بلکہ وہ اس حدیث کو ہی غیر قرآنی اور جھوٹی اور جعلی قرار دے چکے ہیں۔"

اس خطبہ میں آگے چل کر ۲۵:۵۷ منٹ پر جنبہ صاحب فرماتے ہیں:

"مشعل راہ صفحہ ۴۵۵ پر خلیفہ ثالث صاحب فرماتے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ہر صدی پر مجدد آنے کی جو حدیث ہے وہ حدیث کی دو تین کتابوں میں ہے۔ مگر کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔ سامعین کرام ان الفاظ پر غور کرنا۔ آپ فرماتے ہیں نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے یعنی حدیث مجدد دین کا۔ آگے وہ فرماتے ہیں میں نے جب اس حدیث پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں یہ ہے ہی نہیں کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا اس حدیث میں تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر مَن آئے گا۔"

یہاں پر جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر کا حوالہ تو درست پڑھ دیا مگر معنی غلط بیان فرما دیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرما رہے ہیں۔ 'کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔' یعنی حدیث یا قرآن میں آنے والے مجدد دین کی بابت کوئی علامت یا نشان نہیں بتایا گیا کہ اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ جیسے مہدی کے لئے خسوف و کسوف کے نشان کا ذکر ہے۔ مسیح کے لئے کئی نشانات بیان کئے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اور محترم جنبہ صاحب اس کا مطلب نکال رہے ہیں۔ سامعین کرام ان الفاظ پر غور کرنا۔ آپ فرماتے ہیں نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے یعنی حدیث مجدد دین کا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ساری تقریر ہی اس حدیث پر ہے۔ آپ نے اس

تقریر میں اس حدیث کو درست قرار دیا ہے۔اور قرآن کی تفسیر قرار دیا ہے۔ نیز آپ نے لغت اور قرآنی حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ لفظ من کے معنی ایک کے بھی ہو سکتے ہیں دو کے بھی اور زیادہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں:

ا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا ہے 'کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔کسی ایک جگہ بھی نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔' اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے تو وہ کوئی حدیث یا قرآنی آیت پیش کریں جس میں آنے والے مجدد کے لئے کسی علامت یا نشان کا ذکر ہو۔اور پھر کہیں کہ یہ حدیث ہے اور تم لوگ اس کا انکار کر رہے ہو۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لغت اور قرآنی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ لفظ 'من' کے معنی ایک سے زیادہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ بات بھی انہوں نے غلط بیان کی ہے تو لغت اور قرآنی حوالوں سے ثابت کر دیں کہ لفظ 'من' کے معنی صرف ایک کے ہی ہوتے ہیں۔دو یا زیادہ کے نہیں ہوتے۔

لفظ 'من' کی تفسیر کرتے ہوئے جو حوالے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پیش کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

''لسان العرب عربی لغت کی ایک مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ مَن کا لفظ تکون للواحد والاثنین و الجمع کہ یہ لفظ واحد کے لئے بھی دو کے لئے بھی اور جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم کی لغت ''مفردات امام راغبؒ'' میں ہے کہ یعبر بہ من الواحد و الجمع و المذکر و المونث کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔مذکر بھی مراد لیا جاتا ہے اور مونث بھی مراد لی جاتی ہے۔ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے مرد بھی ہوں گے نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔یعنی مرد بھی خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے اور مستورات بھی۔جب ہم قرآن عظیم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ''من'' کا لفظ واحد بھی استعمال ہوا ہے اور جمع میں بھی استعمال ہوا ہے۔سورۃ بقرہ میں بلٰی من اسلم و جھہ للہ و ھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ- کہ جو شخص بھی اپنی توجہ اور اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور جو شرائط عبادات ہیں ان کو پوری طرح بجالائے تو فلہ اجرہ عندربہ تو

ایسے ہر شخص کے لئے خدا کے نزدیک اجر ہے۔اور پھر فرمایا و لا خوف علیھم اور یہاں من کے متعلق جمع کا صیغہ آگیا کہ یہ لوگ نہ خوفزدہ ہوتے ہیں کسی چیز سے اور حزن کرتے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایاو منھم من یستمعون الیک۔یستمعون عربی زبان میں جمع کا صیغہ ہے۔اس جگہ من کے معنی بہت سے ایسے لوگوں کے ہیں جو بظاہر تیری طرف کان لگاتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن وہ سن نہیں رہے ہوتے اور پھر سورہ تغابن میں ہے۔و من یومن باللہ و یعمل صالحا یکفّر عنہ سیاتہ ویدخلہ جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا۔کہ جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لائے گا عمل صالح کرے اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوں گے اور جنات میں ان کو داخل کیا جائے گا۔خلدین فیھاابدا۔اور وہ سارے کے سارے ان جنتوں میں رہنے والے ہوں گے۔ من کا مفہوم خلدین میں بیان کر دیا۔جب ہم پہلے بزرگ محققین اور اولیاء اللہ کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی من کے وہی معنے کئے ہیں جو میں اوپر بتا چکا ہوں من یجدد کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں ''من'' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہو سکتے ہیں۔علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہیئے۔اور علقمی کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ از سر نو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدد کوئی دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور ان کی خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔شیخ محمد طاہر گجراتیؒ (۱۵۰۹۔۱۵۷۸)جو سولہویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں۔علماء نے اختلاف کیا ہے۔یعنی اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ کون مجدد تھا کس صدی کا اور کون نہیں تھا اور ان میں سے ہر ایک فرقہ نے اسے اپنے امام پر چسپاں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے عام مفہوم پر محمول کیا جائے اور فقہاء سے مخصوص نہ کیا جائے کیونکہ مسلمانوں کو اولی الامر یعنی جو بادشاہ ہیں اور جو محدث ہیں اور جو قراء ہیں اور جو وعظ ہیں اور جو زاہد ہیں ان سب سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ سارے مجدد ہیں اور حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر صدی جب گزرے گی تو یہ لوگ زندہ ہوں گے۔یہ نہیں کہ کوئی صدی ان کا نام و نشان مٹا ڈالے اور حدیث میں اس کے متعلق اشارہ ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو لوگ ہر صدی کے سر پر تجدید کا کام کریں گے وہ بڑے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت ہو گی۔

(مشعل راہ، جلد دوم، صفحہ نمبر ۴۵۵،۴۵۶)

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ان کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔

''اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا ہے اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ان کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنا لیتا ہے۔ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے۔میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر 50 ,45اور سو برس پر آتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہو گا۔''

(خطبات نور، صفحہ ۱۳۸)

یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرمارہے ہیں ''میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر 50 ,45اور سو برس پر آتا ہے'' اگر ہر 45,50 برس پر ایک مجدد آتا ہے تو ایک صدی میں دو تو ہو گئے۔اب پتہ نہیں جنبہ صاحب حضور ؓ کی یہ بات مانتے ہیں یا اسے اُن کا اجتہاد کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

گزشتہ صفحات پر مجددین کی ایک لسٹ پیش کی گئی ہے۔جسے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں شائع کیا ہے۔اور یہ لسٹ احمدیہ پاکٹ بک میں بھی موجود ہے۔اس میں کئی صدیوں میں ایک سے زائد مجددین کے نام درج ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک وقت میں ایک سے زائد نبی مبعوث فرما سکتا ہے بلکہ ایک ہی جگہ پر ایک سے زائد نبی مبعوث فرما سکتا ہے۔تو ایک وقت میں ایک سے زائد مجدد کیوں نہیں بھجوا سکتا۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ایک وقت میں موجود تھے۔
- حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک وقت میں تھے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ موجود تھے۔
- سورۃ یٰسین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ

جب ہم نے ان کی طرف دو (رسول) بھیجے تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔پس ہم نے تیسرے کے ذریعہ (انہیں) تقویت بخشی۔پھر انہوں نے کہا یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ (سورۃ یٰسین ۱۵:۳۶)

اس آیت کے مطابق ایک وقت میں تین رسول ایک ہی جگہ موجود تھے۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کیا۔ مجھے کوئی ایسی تحریر نہیں ملی جہاں حضورؑ نے یہ فرمایا ہو کہ کسی صدی میں ایک سے زائد مجدد نہیں آسکتا۔ بلکہ ذیل میں دیئے گئے حوالہ میں آپؑ نے اپنے علاوہ دیگر دو اور مجددین کا ذکر فرمایا ہے۔

"یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سرپر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحیٔ لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔"

(حاشیہ حقیقۃالوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۶۲)

نوٹ:- یہاں آپؑ اپنی صداقت کا ایک اور ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ نواب صدیق صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اور میں اس پر بھی پورا اترتا ہوں۔ مگر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معیار نہ ہی خدا نے مقرر فرمایا ہے اور نہ رسول کریم ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ یہ خیال نواب صدیق صاحب کا تھا اور حضورؑ نے اتمام حجت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں اس معیار پر بھی پورا اترتا ہوں۔ ورنہ اگر آپ مجددین کی لسٹ دیکھیں تو کئی مجدد اس معیار پر پورا نہیں اترتے مگر کسی کو بھی ان کی صداقت میں کوئی شک نہیں۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سلسلہ مجددین: ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا

"اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام پر آپ کا خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے۔ اور پھر **بَغْتَةً** قیامت آجائے گی۔"

(ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۴، جلد ۸، صفحہ نمبر ۱۱۹)

اب یہاں حضورؑ نے مجددین کی تعریف بھی بیان فرمادی کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے۔ اور یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی اس تقریر میں کی تھی۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

''دو کے بھی ہیں اور کثرت کے بھی ہیں پس اگر کثرت کے معنی لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہر صدی کے سر پر کثرت سے ایسے لوگ موجود ہوں گے (یعنی آنحضرت ﷺ کے خلفاء اور اخیار و ابرار) جو دین اسلام کی خدمت میں لگے ہوں گے۔ اس میں کسی ایک شخص واحد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔''

(مشعل راہ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۵۵)

محترم جنبہ صاحب اسی خطبہ جمعہ (۲۷ جون ۲۰۱۴) میں ۱۵: ۲۸ منٹ پر الفضل میں شائع ہونے والی لسٹ مجددین کو دکھا کر فرماتے ہیں:

''دوسری بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کی شائع شدہ اور تصدیق شدہ مجددین کی فہرست نیوز نمبر ۶۵ پر سامعین کرام پڑھ سکتے ہیں۔ (پھر آپ وہ لسٹ دکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں) یہ جماعت احمدیہ کی مجددین کی فہرست جو ہے ان کی شائع شدہ جو ہے یہ ہے۔ اور آپ سب نیوز نمبر ۶۵ پر مجددین کی فہرست پڑھ سکتے ہیں۔ اس فہرست میں سامعین کرام کسی ایک صدی میں بھی کوئی دو مجددین کا ذکر نہیں ملتا۔ تو پھر حکم و عدل علیہ السلام کے معنی کے برخلاف من کے معنی کثرت کے کر کے کیا قادیانی خلفاء نے احمدیوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات نہیں ڈالے ہیں۔ یعنی کہ اگر ان کے معنی کئے ہوئے من کی کثرت کے صحیح ہوں تو کسی صدی ہجری کے سر پر دو چار پانچ کی مثال ملنی چاہیئے۔ اور ان کو چاہیئے تھا کہ یہ جو مجددین کی فہرست شائع کرتے ہیں اس میں کوئی ایک ایسی مثال ہوتی اپنے دعویٰ کو سچا کرنے کے لئے یہ شائع کرتے۔ لیکن ان کے اپنے جو مجددین کی لسٹ جو شائع ہوئی ہے وہ جو آپ نیوز نمبر ۶۵ پر پڑھ سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں اس فہرست میں بھی کسی صدی کے سر پر بھی ایک سے زیادہ دوسرے مجدد کا ذکر نہیں ملتا۔ تو پھر کیا جناب خلیفہ ثالث صاحب اس قسم کے من کے ترجمے کر کے کیا احمدیوں کے دلوں اور دماغوں میں شکوک و شبہات نہیں ڈالتے آئے تھے۔''

الجواب:- اسی مضمون کے شروع میں مجددین کی ایک لسٹ شامل کی گئی ہے۔ یہ لسٹ نواب صدیق صاحب (جو خود بھی چودھویں صدی کے مجدد ہونے کے دعویدار تھے) کی اپنی کتاب حجج الکرامہ میں شائع شدہ ہے۔ مکرم و محترم عبدالرحمٰن صاحب خادم نے اپنی معروف کتاب 'احمدیہ پاکٹ بک' میں اسے شامل کیا ہے۔ اور اس لسٹ میں تین صدیوں میں ایک سے زائد مجددین کے نام درج ہیں۔

محترم جنبہ صاحب جس الفضل کی لسٹ کا ذکر کر رہے ہیں شاید آپ نے اس لسٹ کی اوپر کی تین لائنیں ملاحظہ نہیں فرمائیں جو یہ ہیں۔"

روزنامہ الفضل ......2......2007ء

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)

معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات

پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

عبدالسمیع خان

جنبہ صاحب یہاں سب سے پہلے حدیث کا ترجمہ درج ہے۔ جس میں ایک کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرا تیسری لائن کو غور سے پڑھیں۔

لکھا ہے ’**پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔**‘

یہ فقرہ بڑا واضح ہے کہ مجددین زیادہ ہیں مگر ہر صدی کے لئے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اگر ہر صدی میں ایک ہی مجدد ہے تو پھر انتخاب کس کا کرنا تھا۔

تیسرا میں نے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا ارشاد درج کر دیا ہے۔ جہاں آپ نے نواب صدیق صاحب اور مولوی عبدالحیئ لکھنوی صاحب کے نام درج فرمائے ہیں اور نہیں لکھا کہ یہ مجددین نہیں ہیں یا جھوٹے ہیں۔

ثبوت تو کافی ہیں مگر ماننے کے لئے سچا دل بھی چاہیئے۔

میں نے اپنے مضمون ’امت مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف‘ میں انٹرنیٹ سے حاصل کردہ مجددین کی جو لسٹیں شامل کی ہیں۔ ان لسٹوں میں بعض صدیوں میں چار چار مجددوں کے نام درج ہیں۔ ان تمام بزرگوں کو ہم مانتے ہیں کہ اپنے وقت میں انہوں نے تجدید دین کا خوب کام کیا ہے۔ یہ بھی اپنے وقت کے مجدد تھے۔ ایسے ہی شیعہ حضرات ان مجددین کی بجائے بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ’حقیقۃ الوحی‘ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"پہلا نشان۔" **قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انّ اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کُلّ ماءۃ سنۃ من یجدّ د لھا دینھا۔ رواہ ابو دا ؤد** "یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماءِ اُمت میں مسلم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اِس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔"

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۰۰، ۲۰۱)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر میں کافی باتوں کی وضاحت موجود ہے۔

۱۔ بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانے میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔
۲۔ بعض نے کسی دوسرے کو مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔
۳۔ خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے کبھی کسی ملک میں۔
۴۔ آپ آدمؑ سے لیکر آنحضرت ﷺ تک کے نبیوں کے نام بتادو ہم مجددین کے نام بتادیں گے۔
۵۔ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔
۵۔ یہ بھی اہل سنت کا متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔

(اور آگے جا کر اس کی بھی وضاحت فرمادی کہ وہ مسیح موعود میں ہوں۔)

اگر صرف بارہ نام بتانے مقصود ہوتے تو حضورؐ باآسانی وہ نام بتا سکتے تھے۔ مگر خدا کے برگزیدہ نبی جو بات کرتے ہیں ان میں حکمت ہوتی ہے۔ اور آپؐ کو علم تھا کہ مجددین کی کئی لسٹیں ہیں۔ اس لئے آپؐ نے وضاحت کر دی کہ مختلف نام ہیں۔ مگر آپؐ نے کہیں اس کی نفی نہیں فرمائی کہ ہر صدی میں ایک سے زیادہ مجدد بھی آسکتے ہیں۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر یہ الزام لگانا کہ آپؒ نے یہ کہہ دیا ہے 'من' کے معنی ایک سے زائد کے بھی ہو سکتے ہیں غلط اور بے بنیاد ہے۔ آپؒ کا یہ ارشاد رسول کریم ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

جنبہ صاحب کا اپنا اقرار

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر تو یہ الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ لفظ 'من' سے مراد ایک سے زائد کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے منافی ہے۔ مگر بھول گئے کہ کچھ عرصہ قبل خود بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ جنبہ صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ احباب اور خود جنبہ صاحب کے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

'اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۴)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں:

'اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔'

ایسے ہی ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ایک وقت میں کئی کئی نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا سلسلہ قریباً قریباً اختتام پزیر ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت محمدیہ میں مجددین کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک صدی قبل تک جب دنیا میں رسل و رسائل اور آمد و رفت کے نئے اور جدید ترین ذرائع پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اُس وقت تک تو

ممکن تھا کہ اگر مثلاً کسی ایک براعظم میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے کسی مومن کو بطور مجدد کھڑا کیا تو کسی دوسرے براعظم میں اُمت کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے کسی اور مومن کو بطور مجدد کھڑا کر دیا ہوگا۔"

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۳)

احباب کرام: یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ ایک صدی میں ایک سے زائد مجدد آسکتے ہیں۔ جنبہ صاحب جو بات خود کہہ رہے ہیں، جماعت اور خلفاء کی مخالفت میں اسی کا انکار کر رہے ہیں اور چیلنج کر رہے ہیں۔ اور بعض بدقسمت بغیر غور و فکر کئے ان کی بات پر سر دھن رہے ہیں۔ انہی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

خَتَمَ اللّهُ عَلَى قُلُوبِهمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عظِيمٌ

اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے

(سورۃ البقرہ ۸:۲)

کیا نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم؟

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ذیل میں اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ خلفاء احمدیت یہ کہہ رہے ہیں کہ اب کوئی مجدد نہیں آئے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور سے یہ آواز بلند ہونی شروع ہوئی کہ نئی صدی شروع ہو رہی ہے۔ اس لئے اب نئے مجدد کے آنے کا وقت ہو چکا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ اور بعض نے دعوے بھی کئے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ محترم عبدالغفار جنبہ صاحب بھی ان میں سے ایک دعویدار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایک مضمون شائع کیا ہے۔ محترم جنبہ صاحب اپنے اس آرٹیکل نمبر ۱۰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک خطاب کا حوالہ یوں درج فرماتے ہیں:

''اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ۸۶/ ۸۷ سال گزر گئے تو پہلے قاعدہ کے مطابق آنیوالے مجدد کی تلاش کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ پہلوں کو جو علم دیا گیا تھا وہ گویا نئے مسائل کو حل نہیں کرتا تھا۔ لیکن میرا اپنی مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ ہر وہ نیا مسئلہ جو آج کی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یا آج کی سائنس انسان کے سامنے پیش کرتی ہے اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے مل سکتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری ہزار سال کیلئے آپ آخری خلیفہ اور مجدد الف آخر ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو علوم انسان کے ہاتھ میں دیئے ہیں اور قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے وہ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔ (کیا قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشادات کے خزانے میں کوئی کمی رہ گئی تھی اور اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو پھر اب حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ایسی کمی کیوں نہیں رہ سکتی؟۔ ناقل) آپکی کتابوں میں سے لوگ ایسے مضامین اخذ کریں گے جو انسان کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گے۔ اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ (آپکو ضرورت نہیں لیکن ایک صدی قبل کیا عالم اسلام کو کسی نبی کی ضرورت تھی؟۔ ناقل) باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔ پس جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ امیر تیمور نے ایک بادشاہ کے متعلق لکھا ہے جو ان سے معاً پہلے گذرا ہے کہ اس نے صرف ایک بات میں دین کی تجدید کی اس لیے امیر تیمور کے نزدیک ان کو بھی مجدد کہہ سکتے ہیں۔ لیکن وہ خاص سلسلہ جو تیرہ پر ختم ہو گیا اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا ہاں مگر وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بطور ظل کے ہو۔ چنانچہ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے خلافت کا سلسلہ آپ کیلئے بطور ظل کے ہے۔ (حالانکہ حضورؑ نے خلافت کیساتھ مسیح کو بھی اپنا ظل قرار دیا ہے اس کا کیوں ذکر نہیں کیا۔ ناقل)۔ خلافت کا سلسلہ بطور ظل کے اسلئے ہے کہ خلیفہ وقت قرآن کریم کی تفسیر کرے گا اور اس طرح اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ کے کسی نئے مجدد کی ضرورت اس معنی میں نہیں پڑے گی ورنہ تو یہ ظلم ہو جاتا کہ انسانی مسائل پیدا ہو جاتے اور ان کا حل کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور کوئی ایسا طریق نہ بتایا جاتا کہ قرآن کریم سے کیسے حل نکلتا ہے۔ (یہ ظلم تو عملاً ہو چکا ہے۔ ناقل) پھر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظل کے طور پر خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے اور اس سے پیار کر کے اور حضرت نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے خلافت احمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں کوئی نہ کوئی اصل یا بیج مل جاتا ہے جس سے مسائل حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔'' (تین اہم خطبات صفحہ ۴۱ تا ۴۳ فرمودہ خلیفۃ المسیح الثالث فرینکفرٹ، جرمنی)

(آرٹیکل نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۶)

اسی موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک خطبہ کا حوالہ نیوز نمبر ۶۹ میں درج ہے۔

جناب خلیفہ رابع صاحب کا مورخہ ۲۷ راگست ۱۹۹۳ء کا خطبہ جمعہ

(ختم مجددیت سے متعلقہ حصّہ)

﴿نوٹ۔۔۔۔اس سلسلہ میں ویب سائٹ پر مضمون نمبر ۱۰ کے صفحہ ۔۸ تا ۱۹ کا مطالعہ بھی ضرور کیجیئے گا﴾

''سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دوجھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سواب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سوضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اُسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سوتم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائیگی۔ اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خداتعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اس پیغام میں بہت سے فتنوں کا سدباب فرمادیا گیا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ میں پہلے بھی اُٹھے اور آئندہ بھی اُٹھنے کا احتمال رہتا ہے۔ اور اس مضمون کا گہرا تعلق خلافت آیت استخلاف سے ہے اور حقیقت میں اسی کی یہ تفسیر ہے۔ پہلے اہل پیغام جنہوں نے خلافت سے اپنا تعلق توڑا انہوں نے یہ عذر کر رکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کے حق میں وصیت کردی ہے۔ انجمن کو خود قائم فرمادیا اور انتظامی امور اور دوسرے تمام امور میں جماعت کی سربراہ اور ہمیشہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ یہ وہ فتنہ اُٹھا تھا جس کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہمیشہ کیلئے قلع قمع فرمادیا۔ کیونکہ اس عبارت کو جب آپ غور سے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا اسکے بعد خلافت کے سوا اور کسی انجمن کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اگر انجمن مراد ہوتی تو انجمن تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں قائم فرمادی تھی۔ یہ کیوں فرمارہے ہیں اس کا اس قدرت ثانیہ کا آنا تقاضا کرتا ہے کہ پہلے میں جاؤں۔ میرے ہوتے ہوئے وہ قدرت ظاہر نہیں ہوگی۔ پس صاف پتہ چلا وہ قدرت ثانیہ انجمن نہیں بلکہ کچھ اور اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ وجود ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی قائم مقامی اور غلامی میں کھڑے ہونگے۔

پس اسکی پہلی تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی ذات میں مجسم ہوئی۔ وہ خلافت اولیٰ وہ خلافت تھی جس کے اوپر ساری جماعت کو باندھ کر اکٹھا کردیا گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ایک موقع پر فرمایا کہ انجمن کو مخاطب کر کے تمہاری اب کیا حیثیت ہے۔ تم میرے سامنے کوئی باتیں نہ کرو۔ خدا نے تمہیں باندھ کر میری غلامی میں لاڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے میرا مطیع کردیا ہے۔ پس یہ وہ قدرت ثانیہ تھی جس کا وعدہ دیا جارہا تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد آنی تھی اس سے پہلے نہیں۔

ایک یہ بعض دفعہ حیلہ تراش لیا جاتا رہا ہے کہ قدرت سے مراد تائید الٰہی ہے جو قیامت تک جماعت کیساتھ رہے گی۔ تو اس کا بھی وہی جواب ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی تک تائید الٰہی نے قادیان میں جھانک کے بھی نہیں دیکھا تھا؟ کیا یہ لازم کردیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک مسیح موعودؑ دنیا سے رخصت نہ ہوں تائید الٰہی نہیں آئے گی ایسا جاہلانہ خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر جاہلانہ خیال اور کافرانہ خیال ممکن نہیں ہے کہ جس کو خدا امام مقرر فرمادے انتظار کرے کہ وہ مرجائے تو پھر تائید الٰہی ظاہر ہو جو قیامت تک رہے گی۔

پس یہاں ایک نظام مراد ہے۔جس نظام کے مظہر مسیح موعودؑ فرماتے ہیں میری طرح بعض وجود ہونگے اور یہی وہ نظام خلافت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جاری ہوا اور قیامت تک اسکے جاری رہنے کا وعدہ دیا گیا۔

پھر ایک اور فتنہ یہ بھی اُٹھایا جاتا رہا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زندگی میں خصوصیت سے، بڑے منظم طریق پر ایک پروپیگنڈے کے ذریعہ جماعت میں یہ خیال پھیلائے گئے کہ خلافت ٹھیک ہے لیکن وہ جو مجددیت کا وعدہ ہے وہ دائمی ہے اور اب وقت قریب آرہا ہے۔ صدی ختم ہونے کو آرہی ہے اس لیے اب مجدد کا انتظار کرو اور مجدد کو تلاش کرو۔ جماعت میں کہیں بھی مجدد پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ قدرت قیامت تک ہے اور خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت تک یہ قدرت منقطع نہیں ہوگی۔ پس خلافت اگر قیامت تک قائم ہے تو اِسکے ہوتے ہوئے سوال کیا باقی رہ جاتا ہے؟ اور یہ فتنہ پرداز اس بات کو بھول گئے کہ حضرت اقدس محمد رسول ﷺ نے جہاں مجددیت کی پیشگوئی فرمائی وہاں قیامت تک کا کوئی ذکر نہیں فرمایا لیکن جہاں مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی وہاں یہ وعدہ فرمایا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ جو وعدے ہیں دراصل مسیح موعود کے آنے تک کی دیر ہے۔ جب مسیح موعود آجائیں گے تو پھر فرمایا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ پھر خلافت قائم ہوگی اور منہاج نبوت پر قائم ہوگی۔

اور یہ وہ خلافت ہے جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے۔ یہ وہ خلافت ہے جو مومنین سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعودؑ یہاں واضح فرمارہے ہیں جیسا کہ آیت استخلاف میں تھا۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ کیسی باریک عارفانہ نظر ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ قرآن کی آیات پر نظر رکھتے ہیں اور انکی تفسیر کرتے ہیں خواہ حوالہ دیں یا نہ دیں۔ وہ مضمون آپکی سرشت میں ایسا سرایت فرما چکا ہے کہ جب بھی بات کرتے ہیں قرآن کی بات کرتے ہیں۔ تو دیکھیں فرمایا یہ وعدہ میری نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت ہے۔ یہ جماعت احمدیہ سے وعدہ دیا گیا ہے چنانچہ آیت میں بھی گو مخاطب آنحضور ﷺ تھے لیکن وعدہ آپ کے غلاموں سے کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ پس اس فتنے کا بھی ہمیشہ کیلئے حل فرما دیا گیا۔

اگر کوئی تجدید کی ضرورت پڑتی ہے تو ہمیشہ انقطاع کے بعد پڑا کرتی ہے اور دراصل تجدید کے وعدے میں خلافت راشدہ کی دردناک انقطاع کی خبر بھی دی گئی ہے۔

اگر خلافت راشدہ جاری رہتی تو کسی اور مجدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ورنہ ہر صدی کے سر پر خلافت کیساتھ ایک رقیب اُٹھ کھڑا ہوتا اور صدی در صدی امت اِلٰہی منشاء کے مطابق منقطع ہو جاتی اور کاٹی جاتی اور متفرق ہو کر بکھر جاتی۔ پس کیسی جاہلانہ سکیم ہے، کیسا جاہلانہ تصور ہے جو یہ لوگ اللہ کی طرف منسوب کرتے رہے اور طرح طرح کی دل آزاریوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دل کو چرکے لگاتے رہے۔

آپ نے بارہا جماعت کو کھلے بندوں سمجھانے کی کوشش کی لیکن یہ فتنہ اسی طرح مقابل پر سر اونچا کیے رہا یہانتک کہ خدا نے اس فتنے کا سر توڑ دیا اور خدا نے ثابت کر دیا کہ خلیفۃ المسیح الثالث کی تعبیر درست تھی جو تفسیر آپ نے فرمائی تھی اور وہی سچی تفسیر تھی اور پھر خدا کی تائیدی گواہی اور عملی گواہی نے ہمیشہ کیلئے اس فتنے کا سر کچل دیا ان لوگوں کیلئے جن میں ایمان اور شرافت اور تقویٰ ہو۔ جن کے دل ٹیڑھے ہیں ان کیلئے تو کوئی وعدہ نہیں ہے۔ ان کو تو قرآن بھی ہدایت نہیں دے سکتا کیونکہ جو دل تقویٰ سے عاری ہو اس کیلئے کوئی ہدایت نہیں۔ مگر میں جماعت احمدیہ کو مخاطب ہوں جن کی بھاری اکثریت کے متعلق میں جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ تقویٰ پر قائم ہیں۔ اسلئے کہ خدا کا سلوک ان سے وہ ہے جو متقیوں سے کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ خدا کی وہ تائیدات ان کو نصیب ہیں جو متقیوں کو نصیب ہوا کرتی ہیں۔ پس دلوں پر تو میری کوئی نظر نہیں مگر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں بتا رہی ہیں کہ وہ متقیوں کی جماعت ہے جس کیساتھ وہ مسلسل اس قدر کثرت کیساتھ احسان اور رحمت اور فضلوں کا سلوک فرماتا چلا جا رہا ہے۔ پس وہ متقی جو میرے مخاطب ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھ لیں گے۔

درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جس قدرت ثانیہ کو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا وہ قیامت تک کیلئے ہے اور قیامت تک کیلئے غیر منقطع ہے۔ پس جب وہ قدرت غیر منقطع ہے تو اُسکے ہوتے ہوئے کیا ضرورت ہے کہ ایک اور شخص کسی اور شخص کو بطور مجدد کھڑا کیا جائے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی زمانے کی حد نہیں لگائی اسلئے قیامت تک کیلئے اس حدیث کا اثر جاری ہے۔ تو ایسے سوچنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ قیامت تک کیلئے اس وقت کے خلیفہ کو (بزعم خویش۔ ناقل) کیوں خدا مجدد نہیں بنا سکتا جو صدی کے سر پر کھڑا ہو اور اس صدی کے غیر معمولی تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے کسی تجدید کی ضرورت سمجھے۔ پس اس حدیث نبوی کا آیت استخلاف سے کوئی ٹکراؤ نہیں بلکہ دراصل آیت استخلاف کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے جس طرح پانی کے بعد تیمم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر خلافت قائم نہ رہے تو خدا اس امت کو چھوڑے گا نہیں اور مسلسل نہیں تو کم از کم صدی کے سر پر ضرور کوئی ایسا ہدایت یافتہ وجود بھیج دیگا جو اس وقت تک جمع ہوئی گمراہیوں کا ازالہ فرمائے گا یا ایک سے زائد ایسے وجود بھیج دے گا جو مختلف جگہوں پر تجدید دین کا کام کرینگے۔ جب خلیفہ موجود ہو تو پھر خلافت سے الگ کسی تجدید کی ضرورت نہیں اور وہ خلافت جس کا مسیح موعود سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اتنی نمایاں طور پر الٰہی تائید یافتہ خلافت ہے کہ اِسکے ہوتے ہوئے اگر آپ تجدید کا تصور کریں تو یہ ماننا لازم ہوگا کہ خلافت ہلاک ہو چکی ہے۔ اس میں کوئی تقویٰ کی روح باقی نہیں رہی ایسی صورت میں پھر کوئی الگ مجدد اگر کھڑا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ کے کام جب ظاہر ہوتے ہیں تو خود اپنا ثبوت اپنی ذات

میں رکھتے ہیں کسی بحث کے محتاج نہیں ہیں۔

مگر خدا کے کام خدا کے وعدوں کے خلاف نہیں ہوا کرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ہمارا خدا وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ پھر فرمایا تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ پھر فرمایا اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

پس اگر خدا سچا ہے اور لازماً خدا سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں۔ اگر مسیح موعود سچے ہیں اور لازماً اس زمانے کے امام کے طور پر اس زمانے میں آپ سے بڑھ کر اور کوئی سچا نہیں تو لازماً وہ جھوٹے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور کسی خلافت سے باہر کسی تجدید کی محتاج ہوگی۔ پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت آپکے سامنے ہے۔ دیکھیں صدی گزر گئی جس صدی کے سر پر یہ پراپیگنڈے کئے جارہے تھے۔ لیکن کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ دوسری صدی شروع ہوگئی اور اسکے تیرہ سال گزر چکے ہیں اور چودھویں میں داخل ہو رہے ہیں لیکن خلافت احمدیہ سے باہر کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ پس خدا کی اس گواہی نے ہمیشہ کے لیے ان لوگوں کے پراپیگنڈے کو جھٹلا دیا ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ اب خلافت کے آخری سانس ہیں۔ اور تجدید کے دن آرہے ہیں۔ کسی مجدد کی تلاش کرو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں، اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔ خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔ یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔''

(نیوز نمبر ٦٩)

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید، سید مولود احمد صاحب، کینیڈا نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کے حوالہ سے یوں تحریر فرمایا ہے۔

Mirza Masoor Ahmad sahib has done this job a step further and said that Mujadideen are not mentioned in any Hadith and Quran at all. (Khutba June 10, 2011 on 35 to 37 minutes). I requested him to correct his absolutely wrong statement (see my letter #22 to him in alghulam.com in letters section but he never said anything on this);

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۳)

محترم سید مولود احمد صاحب کے اس بیان پر یہاں میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ تحریر کرتے وقت تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے اگر کوئی یہ کہہ دے کہ قرآن پاک میں لکھا ہے نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اس اعتراض کا جواب میں نے علیحدہ مضمون میں دے دیا ہے۔

تینوں خلفاء نے کسی بھی جگہ مجددیت کے خاتمہ کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ یہ بیان فرمایا ہے کہ خلیفہ وقت ہی مجدد بھی ہوتا ہے۔ اور خلافت کے ہوتے ہوئے علیحدہ مجدد کی ضرورت نہیں۔ ان کے اس بیان کی صداقت کو باآسانی پرکھا جا سکتا ہے۔

- ❖ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو شدید خطرات سے باحفاظت نکال کر امن کی جگہ پہنچا دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ان خلفاء کے ساتھ ہے۔
- ❖ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پیشگوئی کے عین مطابق اس فرعون حکمران کے ہوا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا کیا خدائی تائید کے بغیر ممکن ہے۔
- ❖ اسیران راہ مولا کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو الہام ہوا کہ آموں کے موسم میں ملاقات ہو گی۔ یہ وہ اسیران تھے جنہیں پھانسی کی سزا ہو چکی تھی۔ اپیلیں مسترد ہو چکی تھیں۔ مگر خدا کا غیب سے سامان پیدا کرنا، ان اسیران کا رہا ہونا اور پھر آموں کے موسم میں حضورؒ سے ملاقات ہونا خدائی مدد کے بغیر ممکن ہے۔
- ❖ سب سے بڑھ کر ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگوں کا جماعت میں داخل ہونا کہ جنہوں نے کبھی خلیفہ وقت کو دیکھا تک نہیں تھا۔ مگر خواب میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ان خلفاء کی تصاویر دکھائیں۔ یہ ان دعویداران مجددیت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ انہیں چاہیئے کہ خدا سے سوال کریں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک طرف ہمیں مجدد بنا کر بھجوایا ہے اور دوسری طرف لوگوں کو ان خلفاء کی تصاویر دکھا کر ان کی بیعت کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی خدائی پر سوال ہے۔ کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

پھر انہیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ اور خلفاء احمدیت پر لگائے جانے والے الزامات کی بریت کے لئے بہت ہی پیارا بندوبست فرما دیا ہے۔ آج کم و بیش چھ سے زائد افراد مجدد ہونے کے دعویدار ہیں۔ یہ تمام مجددین ایک دوسرے کو جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ جماعت کو انہیں جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس میں لڑا دیا ہے۔ سارے ایک دوسرے پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے مباہلے ہو رہے ہیں۔ مگر کوئی رزلٹ نہیں نکل رہا۔ ان کے حواریوں کو ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ خدا سے فریاد کرنی چاہیئے۔ پوچھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کیوں فراڈیے، خاندانی، جھوٹے خلفاء کے ساتھ مل گیا ہے۔ کیوں ان سچے مجددین کو ذلیل کر رہا ہے۔ جو ایک دوسرے کو گالیاں نکال رہے ہیں۔ ایک دوسرے پر گند اچھال رہے ہیں۔

ہر وہ شخص جس میں تھوڑا سا بھی تقویٰ اور خدا اور اس کے بنائے ہوئے نظام پر تھوڑا سا بھی یقین ہے۔ جسے خدا کی سنت کا علم ہے۔ وہ باآسانی جان سکتا ہے۔ کہ خدا کے سچے کون ہیں۔ خدا کن کے ساتھ ہے۔ کون ہیں جن کو خدا ہر روز فتح اور نصرت سے نواز رہا ہے۔ کن

کے ذریعے آج اسلام کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ وہ کون ہیں جو حضرت محمد ﷺ کی عزت اور ان کے مقام کو دنیا میں اجاگر کر رہے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جن کے ذریعے خدا کا وعدہ "کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی تیزی سے پورا ہو رہا ہے۔

جب اسلام پر حملے ہو رہے تھے۔ جب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے کارٹون بنائے جا رہے تھے۔ کہاں تھے یہ مجددین۔ کیا کوئی دکھا سکتا ہے کہ ان مجددین نے اس کے لئے کیا کیا۔ ان کی غیرت کہاں مر گئی تھی اس وقت۔ مسلمان حکومتوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ اگر کوئی کھڑا ہوا تو وہ خلیفہ وقت تھا۔ جس نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اسلام کی سچی تعلیم سے دنیا کو آگاہ کیا۔ رسول کریم ﷺ کی عزت اور حرمت کے لئے دنیا بھر میں پروگرام کئے۔ جب پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں احمدیوں کو شہید کیا جاتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کو پاؤں تلے روندا جاتا ہے تو ان خدا کے شیروں کی آواز کیوں نہیں نکلتی۔ کہاں جا کر سو جاتے ہیں۔ اس وقت خدا کا شیر خلیفہ وقت ہی کھڑا ہوتا ہے۔ وہی ان احمدیوں کی دلجوئی کرتا ہے۔ ان کا خیال کرتا ہے۔ مجددین توفیس بک پر خبریں اپ ڈیٹ کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

جب حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے تو اکیلے تھے۔ ہر طرف مخالفت تھی۔ مگر خدا آپ کے ساتھ تھا۔ اور اس خدا نے دور دور سے سعید روحوں کو پکڑ کر آپؑ کے قدموں میں لا کر جمع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قدر لوگ تیرے پاس آئیں گے کہ راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اس لئے یہ بہانے بنانا کہ ان خلفاء کے ساتھ جماعت ہے۔ لوگ ہیں۔ میں اکیلا ہوں۔ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ خدا کے سچے مامور شروع میں ہمیشہ اکیلے ہوتے ہیں۔ اور مقابل پر لوگ اکھٹے ہوتے ہیں۔ مگر خدا کی تائید ان سچے ماموروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس تائید کے باعث اکیلا جماعت بن جاتا ہے اور جماعتیں بکھر جاتی ہیں۔

کیا انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے؟

مجددین کے سلسلہ میں مختلف حوالوں سے ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے۔ کہ کیا انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے۔ اسی ضمن میں خلفاء جماعت احمدیہ کے اس ارشاد کو بطور خاص پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ آئندہ خلیفہ وقت ہی مجدد ہو گا۔

یہ سوال کہ کیا انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے کا جواب تو یہ ہے کہ تمام امتِ مسلمہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مجدد تسلیم کرتی ہے اور آپ اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ بھی تھے۔ بلکہ آپ کو نامزد کیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے بعض فرقے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پہلی صدی کا مجدد مانتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ خلفاء احمدیت نے یہ کہا ہے کہ آئندہ خلیفہ وقت ہی مجدد بھی ہو گا۔

اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم یہ جانیں کہ مجدد کہتے کس کو ہیں اور مجدد کا کام کیا ہیں۔ مجدد کی تعریف کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے آنے والے زمانے کے حوالے سے بہت سی پیشگوئیاں ارشاد فرمائیں۔ اپنی امت کے حالات سے آگاہ فرمایا۔ اپنی امت میں پیدا ہونے والی خرابیوں سے متنبہ فرمایا۔ اور اس کے ساتھ امت کی حفاظت اور پیدا شدہ خرابیوں کی اصلاح کے حوالے سے خدائی وعدوں سے بھی مطلع فرمایا۔

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ اس امت کے لیے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا“

(ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما يذكر فى قرن المائة و مشكوٰ ة كتاب العلم)

یہاں ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو مجدد نہیں کہا لیکن جس طرح پیغام پہنچانے والے کو پیغامبر کہا جاتا ہے ایسے ہی تجدید دین کا کام کرنے والوں کو مجدد کہا جانے لگا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"انا نحن نز انا الذکرو انا لہ لحا فظون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فھذہ اشارۃ الیٰ بعث مجدد فی زمان مفسد کما یعلمہ العاقلون

یقیناً ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس قرآنی آیت کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ فساد کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرے گا جیسا کہ عقل مند جانتے ہیں۔"

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد ۸، صفحہ ۳۶۲، سن تالیف ۱۸۹۴ء)

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سلسلہ مجددین: ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا

"اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام پر آپ کا خلفا کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہر گز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے۔ اور پھر **بَغْتَةً** قیامت آجائے گی۔"

(ملفوظات ۱۹۸۴، جلد ۸، صفحہ نمبر ۱۱۹)

رسول کریم ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرورت کے مطابق دین اسلام کی اصلاح کے لئے نیک اور صالح لوگ مبعوث فرماتا رہے گا۔ جو آکر لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں گے۔ کسی بھی خلیفہ نے ایسے وجودوں کی آمد سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خواتین کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ تم آنے والے وقت کی مجدد ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اس تجدید دین کا کام کرنے والے بیشمار لوگ موجود ہیں۔

جیسا کہ میں نے گزشتہ مضامین میں ثابت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد تیرہ سو سال تک بے شمار لوگ پیدا ہوتے رہے جو اپنے اپنے طور پر دین کی تجدید کا کام کرتے رہے۔ لیکن کسی ایک نے بھی کوئی علیحدہ جماعت نہیں بنائی۔ بلکہ اپنے اپنے طور پر اسلام کی خدمت بجالاتے رہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں کی ایمانی حالت بہت خراب ہوگئی۔اصل تعلیم بھلادی گئی۔اور بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہوگئیں۔ دوسرے مذاہب اسلام کا مذاق اڑانے لگے۔رسول کریم ﷺ پر اعتراضات کا بازار گرم ہوگیااور کوئی دفاع کرنے والا نہ رہا۔

تب چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑاور امام مہدی کو مبعوث فرمایااور خدائی حکم سے آپ نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ یہ آنے والا وجود کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں آیا تھا۔ بلکہ دین اسلام کو اس کی اصل شکل میں واپس لانے کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ نیز اس دین کو پوری دنیا میں غالب کرنے کے واسطے نازل ہوا تھا۔بجائے اس کے کہ تمام مسلمان اس آنے والے مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہو کر غلبہ اسلام کی کوششوں میں اس کے معاون بنتے یہ مسلمان ہی اس مسیح اور مہدی کے سب سے بڑے مخالف اور دشمن ہوگئے۔اور اس مسیح کی جماعت کو خود سے علیحدہ کردیا۔

اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ترقی دے گااور تین صدیوں کے اندر یہ جماعت جو دراصل اسلام کی اصل شکل ہے دنیا میں غلبہ اسلام کا باعث بنے گی۔اور اس جماعت کی امامت کے لئے آپؑ نے دوسری قدرت یعنی خلافت کے قیام کی پیشگوئی فرمائی۔

اب یہ خلافت ممبران جماعت کی قدم قدم پر رہنمائی کر رہی ہے۔ہر چھوٹی سے چھوٹی کمزوری یا غلطی کی بر وقت نشاندہی کرتی ہے اس کی اصلاح کرتی ہے۔اسلام مخالف کوششوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔اسلام کی اصل شکل غیر مذاہب کو دکھلا رہی ہے۔اور اللہ تعالیٰ ان خلفاء کی مدد فرما رہا ہے۔ان کی کوششوں کو بارآور کر رہا ہے۔ ہمیں ہر روز حضرت مسیح موعودؑ سے کئے وعدے پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں۔اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ خلفاء وقت اور ممبران جماعت کی کوششوں اور مساعی سے راضی ہے۔اور ان کے ساتھ کھڑا ہے۔

خدا کا کوئی کام بلا مقصد نہیں ہوتا۔ کسی نئے وجود کی ضرورت اس وقت پیش آسکتی ہے اگر یہ خلفاءِ احمدیت خدانخواستہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کر رہے ہوں۔ اور جماعت میں بدعقائد پیدا ہو گئے ہوں۔ لوگ خدا کی عبادت چھوڑ چکے ہوں۔

اگر اب اللہ تعالیٰ پھر کسی شخص کو بطور مجدد کھڑا کر دے۔ اور وہ ایک علیحدہ جماعت کی بنیاد رکھ دے۔ تو نتیجہ کیا نکلے گا کہ پھر وہ سلسلہ صفر سے شروع ہو جائے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کیا تھا ادھورا رہ جائے گا۔ وہ مجدد پھر ایک جماعت بنائے گا اور سو سال بعد ایک اور شخص کھڑا ہو جائے گا اور ایک نئی جماعت وجود میں آجائے گی۔ نتیجہ کیا نکلے گا کہ خدائی وعدہ "دین اسلام پوری دنیا پر غالب آئے گا" کبھی پورا نہیں ہو گا۔ اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ خدا ایک وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب تک پوری دنیا میں غلبہ اسلام ہو نہیں جاتا۔ خلافتِ احمدیہ قائم رہے۔

پھر خلفاءِ احمدیت کے اس دعوے کی تصدیق اس طرح ہو جاتی ہے کہ آج تک کوئی مجدد خدا کی طرف سے مبعوث نہیں ہوا۔ جنہوں نے بھی جھوٹے دعوے کئے وہ اپنی موت آپ مر گئے۔ اگر وہ سچے ہوتے تو یقیناً خدا کی تائید ان کے ساتھ ہوتی اور وہ کامیاب ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا اور انہیں دوسروں پر غالب کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد کے ساتھ خلفاءِ احمدیت تجدید دین کا کام بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ان کی رہنمائی اور مدد فرما رہا ہے۔ اور جماعت دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور دشمنانِ احمدیت کے گرد دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامسؒ کے خطبہ پر اعتراضات کے جواب

محترم سید مولود احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا تھا۔ یہ خط حضورؒ کے ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کے دیئے گئے خطبہ جمعہ کے حوالے سے ہے۔ یہ خطبہ حدیث مجددین کے حوالے سے ہے۔ جنبہ صاحب نے بھی اس کے بارہ میں بہت کچھ کہا ہے۔ دونوں احباب کے اعتراضات ایک جیسے ہی ہیں۔ محترم سید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۱) نہ ہی قرآن میں اور نہ ہی حدیث میں مجددؔ کا ذکر ملتا ہے۔ (دیکھیں خطبہ کا کتنے سے 37 منٹ کا حصہؔ)
آپکا یہ کہنا قرآن، احادیث اور حضرت مہدی ؑ کی تعلیمات کے مخالف ہے۔ حیرت ہے کہ خطبہ میں یا بعد میں کسی نے بھی آپکی اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کی۔ خاکسار اس کے جواب میں کئی صفحات لکھ سکتا ہے مگر آپکو خود اپنے کہے ہوئے پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(خط بنام خلیفۃ المسیح الخامس، خط نمبر ۴)

محترم سید صاحب نے شاید یہ خطبہ خود نہیں سنا اور یا پورے خطبہ کی صرف یہ لائن سن سکے ہیں۔ یہ سارا خطبہ ہی اس حدیث کے متعلق تھا۔ اور اسی حدیث کی تشریح میں تھا تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب اس حدیث کا ہی انکار کر دیتے۔ بات کو سمجھنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ محترم سید صاحب اور دیگر احباب کے استفادہ کے لئے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ 55 :06 منٹ پر حضور فرماتے ہیں.

''اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدید دین کے لئے مجدد کھڑے ہوں گے۔ اور وہاں جو الفاظ ہیں اُس میں صرف واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اُس کے معنی جمع کے بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دعوے کی صداقت کے طور پر بھی پیش فرمایا ہے۔''

اس حوالہ میں حضرت صاحب ارشاد فرمارہے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدید دین کے واسطے مجدد دین کھڑے ہونگے۔ وہ خطبہ جو شروع ہی اس تصدیق کے ساتھ ہو رہا ہے کہ مجدد دین کے حوالہ سے یہ حدیث ہے اس میں اسی حدیث کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔

اب میں وہ حصہ سیاق و سباق کے ساتھ پیش کرتا ہوں جس میں سے ایک لائن نکال کر محترم سید صاحب فرمارہے ہیں کہ حضرت صاحب نے اس حدیث کا انکار کر دیا ہے۔

"پس یہ حقیقت ہے مجددین کی کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی ہو گئے، بلکہ ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہو گا۔ اب حیثیت اُس کی بڑی ہے جو ایک وقت میں ایک ہو یا وہ جو ایک وقت میں کئی کئی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی خلافت کو مقام دیا کہ وہ منہاجِ نبوت ہو گی۔ مجددیت کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور جو حدیث ہے مجدد کے بھیجے جانے کے متعلق اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آ کر دین کی تجدید کرے گا۔"

(ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ)

نوٹ: یہاں بھی اس حدیث کا ذکر موجود ہے۔ (ناقل)

"اب یہاں ترجمے میں تو انہوں نے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن یہاں کئی لوگ بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ عربی دان کہتے ہیں مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا میں مَنْ جو ہے اس میں جمع کا صیغہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ تو جو اُمت کے دین کی تجدید کرے گا یعنی اُمت میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہو گا اُس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اُس کے لئے قربانی کر بڑھائے گا۔ اب صدی کے سر پر مجدد کہا ہے، یا صدی میں مجدد کہا ہے، یا مجدد دین کا کہا ہے تو اس کو اگر خلافت علیٰ منہاج نبوت والی حدیث سے ملا کر پڑھیں تو اُس میں پہلے نبوت پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا بیان فرمایا۔ پھر اس نعمت کے اُٹھ جانے کے بعد بادشاہت کا، ایذا رسان بادشاہت ہے۔ اب جب تک خلافت علیٰ منہاجِ نبوت تھی پھر اُس کے بعد صحابہ بھی زندہ رہے، بلکہ تابعین بھی رہے، تبع تابعین بھی زندہ رہے، ایک صدی گزر گئی، دین میں اتنا بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک مجدد کے لئے نہیں کہا۔ صدی گزرنے کے بعد فرمایا کہ مجدد پیدا ہو گا۔ کیونکہ مجدد دین کی پہلی صدی میں ضرورت نہیں تھی۔ مجدد آنے کی پیشگوئی آپ ﷺ نے سو سال گزرنے کے بعد کی فرمائی ہے۔ گویا یہ ایک

لحاظ سے خلافت کے ختم ہونے کی پیشگوئی بھی تھی۔ بدعات کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی بھی تھی کہ زیادہ کثرت سے بدعات داخل ہو جائیں گی۔ مختلف فرقے بن جائیں گے۔ گو یہ بدعت ایسی چیز تھی جس کی اصلاح کے لئے مجددین نے پیدا ہونا تھا اور پھر مجددین کا سلسلہ اس اصلاح کے لئے شروع ہوا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لکھا ہے تاریخ بھی ثابت کرتی ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجددین ہوئے۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں مسیح موعود اور عظیم الشان مجدد اور آخری ہزار سال کے مجدد کے آنے کی خوشخبری دی تو پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کی خوشخبری دی۔ پھر آپ نے خاموشی فرمائی۔ پس مجددیت کی ضرورت جس نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اپنے محدود دائرے میں تجدید دین کرنی ہے یا کرنی تھی تو وہ اُس وقت تک تھی جب تک کہ مسیح موعود کا ظہور نہ ہوتا۔ جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہو گیا جو چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں اور آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں تو پھر اُس نظام نے چلنا تھا جو خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا نظام ہے۔ اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ زبردست قدرت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی طرف مختلف روحوں کی رہنمائی بھی فرماتا رہتا ہے۔ اُن لوگوں کو جن کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ مختلف مذہبوں سے تعلق رکھنے والے ہیں، رؤیا میں اُن کو خلفاء کو دکھا کر اس بات کی تائید فرماتا ہے کہ اب نظامِ خلافت ہی اصل نظام ہے اور اس کے ساتھ جُڑ کر ہی تجدیدِ دین کا کام سرانجام پانا ہے۔ کیونکہ نہ ہی قرآنِ کریم میں اور نہ ہی حدیث میں کہیں مجددوں کا ذکر ملتا ہے۔ ہاں خلافت کا ذکر ضرور ملتا ہے جس کا گزشتہ جمعہ سے پہلے 27 مئی کے خطبہ میں جیسا کہ میں نے کہا میں نے آیتِ استخلاف کے حوالے سے ذکر بھی کیا تھا۔''

اس جگہ حضرت صاحب یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کے بعد ہمیں خلافت کا ذکر ملتا ہے۔ اور پھر اس کی وضاحت فرماتے ہیں:

''پس مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظل کے طور پر ہو گی اور حقیقی ظل جو ہے وہ نظام خلافت ہے۔ اور وہی تجدید دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔''

پس اگر تو بغض سے پاک ہو کر بات کو سمجھا جائے تو بات بہت صاف ہے۔ لیکن اگر اعتراض کی خاطر دیکھا جائے تو غیر مسلم تو قرآن پاک کو نہیں چھوڑتے۔

اس کے بعد محترم سید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۴) حضورؑ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں کئی کئی مجدّد آتے رہے۔ خاکسار آپ سے درخواست کرتا ہے کہ حضرت مہدیؑ نے جو بارہ مجدد دین حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے لے کر حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ تک اور پھر اپنے آپ کو شامل کیا اور کہا کہ حضورؐ اللہ کی طرف سے مجدّد دین بن کر آئے۔ اِن کا ظہور مختلف ممالک میں ہوا مگر وعدے کے مطابق ایک صدی میں صرف ایک ہی مجدد کہلوایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ حضورؑ سے زیادہ فہم رکھتے ہیں یا الگ کچھ کہنے کا، جو حضرت مسیحؑ کی تعلیم سے ہٹ کر ہو کہنے کا اختیار رکھتے ہیں؟

خاکسار نے مندرجہ بالا تحریر کے حوالے سے محترم سید مولود احمد صاحب سے بذریعہ ای میل درخواست کی کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کا حوالہ دے کر ممنون فرمائیں۔ محترم سید صاحب کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

Syed Ahmed 1/29/2015
To: Talash-e-

From: **Syed Ahmed** (syedahmed1@hotmail.com) This sender is in your contact list.
Sent: Thursday, January 29, 2015 4:25:07 PM
To: Talash-e- (zara_suniay@hotmail.com)

Syed Sahib,
Assalam O Alaikum!

I will request you to read Hazoor 's (as) tafseer (compiled by Jamaat Qadian side) of Ayetay Istakhlaf towards the end of it. But preferably all of it.

Wassalam,

Syed M. Ahmed
B.Comm, CAM, PFP

محترم سید صاحب فرمارہے ہیں جماعت قادیان کی طرف سے مرتب کردہ حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر میں سے آیت استخلاف کی تفسیر والا حصہ پڑھیں۔

جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن پاک کی باقاعدہ تفسیر نہیں لکھی بلکہ اپنی کتب میں قرآن پاک کی جن آیات کو پیش کر کے دلائل دیئے ہیں۔ بعدازاں جماعت نے ان حصوں کو اکھٹا کر کے شائع کیا ہے۔ آپؑ نے آیتِ استخلاف کو بھی اپنی کئی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔اوراس کی وضاحت فرمائی ہے۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ کی جلد نمبر ۳ میں صفحہ نمبر ۴۵۸ سے لیکر صفحہ نمبر ۵۱۷ تک اس آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جو مختلف کتب کے حوالے ہیں۔

محترم سید صاحب نے جس حصہ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ حضورؑ کی کتاب تحفہ گولڑویہ میں سے ہے۔ متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

''اور منجملہ دلائل قویہ قطعیہ کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو مسیح موعود اسی اُمتِ محمدیہ میں سے ہوگا قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ النور ۲۴: ۵۶) الخ یعنی خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے جو ان کو زمین پر اُنہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں خلیفے مقرر فرمائے گا اِس آیت میں پہلے خلیفوں سے مراد حضرت موسیٰ کی امت میں سے خلیفے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو قائم کرنے کے لئے پے درپے بھیجا تھا اور خاص کر کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دینِ موسوی کے مجدد تھے خالی نہیں جانے دیا تھا اور قرآن شریف نے ایسے خلیفوں کا شمار کر کے ظاہر فرمایا ہے کہ وہ باراں [۱] ہیں اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو موسوی شریعت کا مسیح موعود ہے۔ اور اس مماثلت کے لحاظ سے جو آیت ممدوحہ میں كَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے ضروری تھا کہ محمدی خلیفوں کو موسوی خلیفوں سے مشابہت و مماثلت ہو۔ سو اسی مشابہت کے ثابت اور متحقق کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا مگر درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں تھا اور پھر خدا نے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی سِلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دے کر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی ایک مسیح ہے اور درمیان میں باراں خلیفے ہیں تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس جگہ بھی چوداں کا عدد پورا ہو ایسا ہی سلسلہ محمدی خلافت کے مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا کیونکہ موسیٰ سلسلہ کا مسیح موعود بھی ظاہر نہیں ہوا تھا جب تک کہ سن موسوی کے حساب سے چودھویں صدی نے ظہور نہیں کیا تھا ایسا کیا گیا تا دونوں مسیحوں کا مبدء سلسلہ سے فاصلہ باہم مشابہ ہو اور سلسلہ کے آخری خلیفہ مجدد کو چودھویں صدی کے سر پر ظاہر کرنا تکمیل نور کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مسیح موعود اسلام کے قمر کا متمّم نور ہے اس لئے اس کی تجدید چاند کی چودھویں رات سے مشابہت رکھتی ہے اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں کہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ

كُلِّہٖ (الصف:۱۰) کیونکہ اظہار تام اور اتمام نور ایک ہی چیز ہے۔ اور یہ قول کہ لیظهرهٗ على الاديان كل الاظهار مساوی اس قول سے ہے کہ لیتم نوره كل الاتمام اور پھر دوسری آیت میں اس کی اور بھی تصریح ہے اور وہ یہ ہے۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (صف:۹) اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا۔ کیونکہ اتمام نور کے لئے چودھویں رات مقرر ہے۔ غرض جیسا کہ قرآن شریف میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان باراں خلیفوں کا ذکر فرمایا گیا اور اُن کا عدد بارہ ظاہر کیا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ تمام بارہ کے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے مگر تیرھواں خلیفہ جو اخیری خلیفہ ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے رُوسے اس قوم میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کا کوئی باپ نہ تھا جس کی وجہ سے وہ حضرت موسیٰ سے اپنی شاخ ملا سکتا۔ یہی تمام باتیں سلسلہ خلافت محمدیہ میں پائی جاتی ہیں یعنی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ اس سلسلہ میں بھی درمیانی خلیفے باراں ہیں اور تیرھواں جو خاتمِ ولایت محمدیہ ہے وہ محمدی قوم میں سے نہیں ہے یعنی قریش میں سے نہیں اور یہی چاہئے تھا کہ باراں خلیفے تو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوتے اور آخری خلیفہ اپنے آباء واجداد کے رُوسے اس قوم میں سے نہ ہوتا تا تحقّق مشابہت اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا۔ سو الحمدللہ والمنّۃ کہ ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے جو جابر بن سمرہ سے ہے اور وہ یہ ہے۔ لا يزال الاسلام عزيزًا الى اثنا عشر خليفة كلهم من قريش۔ یعنی بارہ خلیفوں کے ہونے تک اسلام خوب قوت اور زور میں رہے گا مگر تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے اُس وقت آئے گا جبکہ اسلام غلبۂ صلیب اور غلبہ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا اور وہ بارہ خلیفے جو غلبۂ اسلام کے وقت آتے رہیں گے وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوں گے۔ مگر مسیح موعود جو اسلام کے ضعف کے وقت آئے گا وہ قریش کی قوم میں سے نہیں ہوگا کیونکہ ضرور تھا کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء اپنے باپ کے روسے حضرت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں ہے ایسا ہی محمدی سلسلہ کا خاتم الاولیاء قریش میں سے نہ ہو اور اسی جگہ سے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ اسلام کا مسیح موعود اِسی امت میں سے آنا چاہئے۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۱۲۳ تا ۱۲۶)

اسی کتاب میں آگے چل کر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

”اور عوام جو باریک باتوں کو سمجھ نہیں سکتے اُن کے لئے اِسی قدر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو رسول ظاہر کرکے اُن کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک شریعت موسویہ۔ دوسری شریعت محمدیہ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے ہیں اور درمیانی باراں خلیفے جو ان دونوں شریعتوں میں پائے جاتے ہیں وہ ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم میں

سے ہیں۔ یعنی موسوی خلیفے اسرائیلی ہیں اور محمدی خلیفے قریشی ہیں مگر آخری دو خلیفے ان دونوں سلسلوں کے وہ ان ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عیسٰی اس لئے کہ ان کا کوئی باپ نہیں اور اسلام کے مسیح موعود کی نسبت جو آخری خلیفہ ہے خود علماءِ اسلام مان چکے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور نیز قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح ایک دوسرے کا عین نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین۔ پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ اور تفصیل اس استدلال کی یہ ہے کہ **كَمَا** کا لفظ جو آیت **كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** میں ہے جس سے تمام محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی موسوی سلسلہ کے خلیفوں کے ساتھ مشابہت ثابت ہوتی ہے ہمیشہ مماثلت کے لئے آتا ہے اور مماثلت ہمیشہ من وجہٍ مغایرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغایرت ضروری ہے اور عین کسی وجہ سے اپنے نفس کا مغایر نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہو کر اُن کے عین نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفے جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ **كَمَا** کا لفظ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت کی مشابہت کے لئے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی ک **كَمَا** لفظ آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا (سمجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارھواں خلیفہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحییٰ اسرائیلی ہیں۔ لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ اسرائیلی نہیں ہیں۔ سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے بارھویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۴)

محترم سید صاحب نے اس تحریر کا حوالہ دیکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو کہا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں کئی کئی مجدد آسکتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک صدی میں ایک مجدد کے آنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن محترم سید صاحب نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ یہ تحریر خود ان کے عقائد کی دھجیاں اڑا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس تحریر میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ

۱۔ امتِ موسویہ میں کل تیرہ خلیفے ہوئے۔ پہلے بارہ خلیفے اسرائیلی تھے اور آخری خلیفہ یعنی حضرت عیسیٰؑ اسرائیلی نہیں تھے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے چھ سو سال کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ لیکن ان چھ سو سالوں میں کوئی نبی نہیں آیا بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے خلیفہ ہی ان کی جماعت کی قیادت کرتے رہے۔ اسی طرح امتِ محمدیہ جو امتِ موسویہ سے مماثلت رکھتی ہے، میں بھی کل تیرہ خلیفے ہوئے۔ بارہ قریش میں سے اور آخری خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ قریش میں سے نہیں تھے۔ اور اب آپؑ کے بعد آپؑ کی خلافت جماعت کی قیادت کرے گی۔

حضورؑ کے اس ارشاد کے مطابق حضورؑ آخری خلیفہ (مجدد) ہیں اور آپ کے بعد کوئی خلیفہ (مجدد) نہیں۔ اس طرح سید صاحب آپ کا یہ عقیدہ کہ سلسلہ مجددیت ختم نہیں ہوا بلکہ قیامت تک جاری ہے۔ باطل ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات خلفاءِ احمدیت سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قیامت تک چلنے والا سلسلہ خلافت احمدیہ ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کتاب اور ان حوالوں میں بڑی وضاحت سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ امتِ محمدیہ میں مسیح موعود نے چودھویں صدی میں آنا تھا اور جس طرح امتِ موسویہ میں حضرت عیسیٰؑ سے پہلے حضرت یحییٰؑ مبعوث ہوئے تھے اسی طرح مجھ سے پہلے حضرت سید احمد صاحب بریلوی مبعوث ہوئے تھے۔ اور میں ہی وہ موعود مسیح ہوں۔ حضورؑ نے اس موضوع پر بڑی تفصیلی بات کی ہے۔

اس طرح آپ کا دوسرا عقیدہ کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں۔ حضرت مرزا صاحب امام مہدی ہیں اور جنبہ صاحب موعود مسیح ہیں باطل ہو جاتا ہے۔

سید صاحب اسی موقع کے لئے شاعر کہتا ہے:

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

خاکسار جانتا ہے کہ آپ کے دل میں واقعی حضرت مسیح موعودؑ کا بہت احترام اور غیرت ہے اور آپؑ کی کہی ہر بات کو آپ باقی تمام باتوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ تحریر کیا تھا: کہ کیا آپ حضورؑ سے زیادہ فہم رکھتے ہیں؟ یا الگ کچھ کہنے کا جو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے ہٹ کر ہو کہنے کا اختیار رکھتے ہیں؟

آپ کے اس جذبہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خاکسار یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات کو پڑھنے کے بعد آپ اپنے عقائد پر نظرِ ثانی فرمائیں گے۔

محترم سید صاحب اسی آیت استخلاف کی تفسیر میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

"اب چونکہ مماثلت فی الانعامات ہونا ازبس ضروری ہے اور مماثلت تامہ تبھی متحقق ہو سکتی تھی کہ جب مماثلت فی الانعامات متحقق ہو۔ پس اِسی لئے یہ ظہور میں آیا کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریباً چودہ سو برس تک ایسے خدام شریعت عطا کئے گئے کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے اور اختتام اس سلسلہ کا ایک ایسے رسول پر ہوا جس نے تلوار سے نہیں بلکہ فقط رحمت اور خُلق سے حق کی طرف دعوت کی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو بر طبق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدّث تھے اور جس طرح موسیٰ کی شریعت کے آخری زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام بھیجے گئے جنہوں نے نہ تلوار سے بلکہ صرف خلق اور رحمت سے دعوتِ حق کی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس شریعت کے لئے مسیح موعود کو بھیجا تا وہ بھی صرف خُلق اور رحمت اور انوار آسمانی سے راہ راست کی دعوت کرے اور جس طرح حضرت مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قریباً چودہ سو برس بعد آئے تھے اس مسیح موعود نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلّی پا گیا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کیلئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وَقَفَّيْنَامِنْ بَعْدِ هٖ بِالرُّسُلِ (سورۃ البقرہ۲:۸۸) آیا ہے اور یہ نہیں آیا کہ قفّينا من بعده بالانبياء۔ پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدّث ہوں چونکہ ہمارے سیّد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدّث رکھے گئے اور اسی کی طرف اِس آیت میں اشارہ ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِنَ

الْاٰخِرِيْنَ (سورۃالواقعہ ۵۶: ۴۰، ۴۱) چونکہ ثُلّۃ کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے۔اِس لئے قطعی طور پر یہاں سے ثابت ہوا کہ اس امّت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی اُمّت کے مرسلوں کے برابر ہیں اور در حقیقت اسی کی طرف اس دُوسری آیت میں بھی اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا (سورۃالنور ۵۶: ۲۴) یعنی خدا نے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ وعدہ کیا ہے کہ البتہ اُنہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ کرے گا جیسا کہ اُن لوگوں کو کیا جو اُن سے پہلے گذر گئے اور اُن کے دین کو جو اُن کے لئے پسند کیا ہے ثابت کر دے گا اور اُن کے لئے خوف کے بعد امن کو بدل دے گا میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔(الجزو نمبر ۱۸ سُورۃ نور) اب غور سے دیکھو کہ اِس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس ۳۰ برس تک اور صدہا خلیفے رُوحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔

(شہادۃالقرآن، روحانی خزائن، جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۳۲۳، ۳۲۴)

محترم سید صاحب اِس جگہ حضورؑ فرما رہے ہیں:

کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ (سورۃالواقعہ ۵۶: ۴۰، ۴۱) چونکہ ثُلّۃ کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے۔اِس لئے قطعی طور پر یہاں سے ثابت ہوا کہ اس امّت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی اُمّت کے مرسلوں کے برابر ہیں۔

اور پھر فرما رہے ہیں:

کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس ۳۰ برس تک اور صدہا خلیفے رُوحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔

اسی کتاب میں آگے چل کر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''معترض صاحب اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے اور علماء موجود ہیں اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے پھر کسی مجدد کی کیا ضرورت ہے لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی اور جس طرح قرآن کریم میں آیت **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ** ہے اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی ہے جس کا نام توریت ہے چنانچہ قرآن کریم میں بھی توریت کی یہی تعریف ہے لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے **وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ** (سورۃ البقرہ ۲:۸۸) یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے **ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا** (سورۃ المومنون: ۴۵) یعنی پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تما آیات سے باہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لیے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے۔''

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ نمبر ۳۴۰، ۳۴۱)

پس اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امتِ موسویہ میں سینکڑوں خلیفے ہوئے اور اسی کے برابر امتِ محمدیہ میں بھی یہ وجود ہونے چاہئیں۔ اور یہ سینکڑوں تب ہی ہو سکتے ہیں اگر ایک وقت یا ایک صدی میں کئی کئی موجود ہوں۔ اور تمام خلفاء احمدیت یہی بات بیان کر رہے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور ان کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

میں یہاں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دونوں حوالے ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک کی تعلیم کے عین مطابق ہیں۔ جہاں حضورؑ نے یہ فرمایا ہے کہ امتِ موسویہ میں تیرہ خلیفے ہوئے تو اس سے مراد وہ نبی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور دوسرے حوالے میں آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا انبیاء تو یہ بھی قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ہی آپؑ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک ہی سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا نبی بھجوائے گئے۔ جن میں سے چند کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی خط میں محترم سید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۳) آپ کہتے ہیں کہ منافق لوگ خلیفہ اور مجدد میں فرق پوچھتے ہیں۔ جناب! اس قدر ستم تو نہ کریں۔ آپ تو لوگوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ جو بھی یہ سوال کرے گا وہ منافق کہلائے گا۔ آپکے اس بیان سے گمان ہوتا ہے کہ آپ لوگوں سے یہ فرق جاننے کا حق انہیں منافق کہہ کر چھین رہے ہیں؟ اب عام احمدی ڈرتے ہوئے سوال نہیں کرے گا کیونکہ اُسے منافق کہلوانا گوارہ نہ ہوگا۔

اس کا جواب دینے سے پہلے حضور کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

’’حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بارے میں مختلف موقعوں پر وضاحت فرمائی ہے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں یہ سوال بڑے زور وشور سے اُٹھایا گیا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مختلف موقعوں پر اور خطبات میں اس پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ پھر خلافتِ رابعہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی یہ سوال کیا گیا۔ بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو وقتاً فوقتاً اُٹھایا جاتا ہے یا ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، یا پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور منافق طبع لوگ جو ہیں اُن کی یہ نیت رہی ہے کہ کسی طرح جماعت میں بے چینی پیدا کی جائے کہ خلافت اور مجددیت میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں عموماً بڑی ہوشیاری سے علم حاصل کرنے کے بہانے سے بات کی جاتی ہے یا اُس حوالے سے بات کی جاتی ہے۔ لیکن بعد میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کچھ اور تھی۔ خاص طور پر خلافتِ ثالثہ میں یہ ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے ایک فتنہ تھا۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ اک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی جاری خلافت کے لئے بھی وہ زبردست قدرت کا ہاتھ دکھائے گا۔‘‘

دلوں کے حال یا خدا تعالیٰ جانتا ہے یا انسان خود جانتا ہے۔ حالانکہ حضرت صاحب نے کسی کا نام تو نہیں لیا۔ لیکن آپ سمجھ گئے۔ کہ کون مخاطب ہے۔ رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث درجِ ذیل ہے۔ اس میں آپؐ نے منافق کی تعریف بیان فرمائی ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو الرَّبِيعِ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ،عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ہم سے سلیمان ابوالربیع نے بیان کیا،ان سے اسماعیل بن جعفر نے،ان سے نافع بن ابی عامر ابو سہیل نے،وہ اپنے باپ سے،وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے،جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان،باب عَلاَمَةِ الْمُنَافِقِ)

اس حدیث سے باآسانی ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ کون منافق ہے اور کون نہیں ہے۔ جن کے دل صاف ہیں وہ آج بھی ذہن میں پیدا ہونے والے ہر سوال کے جواب کے لئے خلیفہ وقت سے رجوع کرتے ہیں۔ اور پھر پوری شرح صدر کے ساتھ دیئے گئے جواب پر ایمان لاتے ہیں۔ خلیفہ وقت کا دل سے احترام کرتے ہیں۔

سید صاحب آپ کے نزدیک منافق کہنا اگر اتنا ہی برا ہے تو آپ کیوں دوسروں کو منافق کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

"تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔"

صرف یاددہانی کے لئے آپ کا ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

Few days ago, I sent you all, an email and raise some questions and presented to you "Iman" of these your Khulfa quating references from their sayings and writings and ask you to reply these questions. If you think you are on the right side then why you did not answer these questions. Why you are acting like a "Munafiq"????? Is this not your Munafiqat ???? Do you have courage to face these questions ????

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۱)

قدرتِ ثانیہ، صدر انجمن احمدیہ اور انتخابِ خلافت

قدرتِ ثانیہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی بابت بار بار خبر پانے کے بعد ۱۹۰۵ء میں ایک کتاب 'رسالہ الوصیت' کے نام سے شائع فرمائی۔اس میں ممبران جماعت کو آگاہ فرمایا کہ میری وفات کے دن قریب ہیں۔ نیز آپؑ نے ممبران کو آئندہ جماعت کے نظام کو چلانے کے حوالے سے بھی نصائح فرمائیں۔ان میں سے ایک نصیحت قدرت ثانیہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلۃ:۲۲،خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ناقل)اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (سورۃ النور ۵۶:۲۴) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی

اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچادیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بیوقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سواب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگیں مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکھٹے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکھٹے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ۔ ☆

☆(: ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنادے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ)

خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خداتعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۴ تا ۳۰۷)

قدرتِ ثانیہ کے حوالہ سے بہت سوال اٹھائے جاتے ہیں کہ اس سے مراد خلافت نہیں بلکہ مصلح موعود ہے۔ اس لئے قدرتِ ثانیہ کے حوالے سے جو حضورؑ نے فرمایا ہے اسے مکرر تحریر کرتا ہوں۔

"اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔"

مندرجہ بالا تحریر میں حضورؑ نے حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ خلافت قدرتِ ثانیہ ہے۔ اس کے بعد اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

"کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

یہاں اس وہم کا رد فرمادیا کہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ مجددیت ہی قدرت ثانیہ ہے۔ اگر سلسلہ مجددیت قدرتِ ثانیہ ہے تب وہ تو ۱۵۰۰ سال سے جاری ہے۔ حضورؑ فرمارہے ہیں کہ جب میں جاؤں گا تو خدا دوسری قدرت کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔وہ دائمی ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکھٹے ہو کر دعا کرتے رہو۔اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکھٹے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

یہاں یہ پیشگوئی بھی فرمادی کہ قدرتِ ثانیہ ایک وجود نہیں ہے بلکہ کئی وجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کی وصیت کے مطابق حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاول منتخب ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ قدرتِ ثانیہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکھٹے ہو کر دعا کرتے رہو۔اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکھٹے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

اس دعا کی تحریک حضورؑ نے اپنی زندگی میں ۱۹۰۵ء میں کی تھی۔ لیکن یہ ایسی دعا ہے جو ہمیں ہمیشہ کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کی بقا خلافت سے وابستہ ہے۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی خلافت کے دور میں بھی اسے جاری رکھا اور اس کی تحریک بھی کی۔

قدرتِ ثانیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں

محترم جنبہ صاحب نے اپنی تقریروں اور مختلف مضامین میں اس بات کا بھی بار بار اظہار فرمایا ہے۔ بلکہ چیلنج کیا ہے کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد جماعت میں قائم نظامِ خلافت نہیں بلکہ اس سے مراد مصلح موعود یعنی غلام مسیح الزماں ہے۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

چند اغلاط اور اُنکی اصلاح

مضمون کے آغاز میں رسالہ الوصیت سے درج شدہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی عبارت سے دو باتیں غلط طور پر اَخذ کی گئی ہیں۔

(۱) پہلی غلط بات یہ ہے کہ حضورؑ کی اِس عبارت کا حوالہ دیدے کر عموماً دن رات افرادِ جماعت کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ ''حضورؑ کی وفات کے بعد جو لوگ اُنکے جانشین منتخب ہوں گے وہی قدرتِ ثانیہ کے مظاہر ہیں''۔

(۲) دوسری غلط بات جو احمدیوں کے ذہنوں میں بٹھائی جاتی ہے کہ ''اِن جانشینوں یا اِنتخابی خلفاء کا سلسلہ ہی دائمی ہے''۔ یہ دونوں باتیں حضورؑ کی وصیت کی روشنی میں قطعی طور پر بے بنیاد اور غلط ہیں۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

قدرتِ ثانیہ کیلئے اِجتماعی دعائیں

''قدرتِ ثانیہ کیلئے اجتماعی دعا:۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اِجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے اِسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اِجتماعی دعا کراتے رہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

اَمر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کو ہی قدرتِ ثانیہ کا مصداق سمجھتے تھے جس نے بعد ازاں رُوح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔ احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے اِس پہلے مظہر کو حضورؑ نے ''مصلح موعود'' کا نام دیا تھا اور خلیفہ اوّلؓ بھی اُسے مجدد سمجھتے تھے۔ اگر ''اِنتخابی خلافت راشدہ'' حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی نظر میں ''قدرتِ ثانیہ'' ہوتی تو آپؓ ضرور حضرت میر ناصر نواب سے یہ اِرشاد فرماتے کہ قدرتِ ثانیہ تو مجسم رنگ میں خلیفۃ المسیح اوّل کی صورت میں افرادِ جماعت کے سامنے موجود ہے اور اب آپ کس قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرنا اور کروانا چاہتے ہیں؟ لیکن آپؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپؓ بذاتِ خود بھی جماعت کے ساتھ مل کر قدرتِ ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک ایسا عظیم الشان وجود تھا جن کے تقویٰ اور طہارت کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۳، ۴، ۵)

پھر اسی صفحہ پر آگے چل کر جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

حضرت بانئے جماعتؑ کی وفات کے بعد یہی عظیم الشان وجود حضورؑ کا جانشین منتخب ہوا اور اِس خلیفہ راشد کا بھی یہی اِیمان تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے جس قدرتِ ثانیہ کی اپنی جماعت کو بشارت بخشی تھی اُس سے سلسلہ مجددین یعنی اِلہامی خلفاء مراد ہیں اور آپؓ نے بحیثیت خلیفۃ المسیح اولیٰ احمدیہ سلسلہ میں ظاہر ہونیوالی قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر یعنی زکی غلام مسیح الزماں کے ظہور کا وقت بھی اِجتہادی رنگ میں اندازاً بتایا تھا۔ محترم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے کے برادر اکبر مکرم ماسٹر نواب الدین صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا قرآن کریم کا درس با قاعدگی کیساتھ نوٹ کیا کرتے تھے۔ ذیل کے الفاظ حضرت کے درس فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء سے لیے گئے ہیں۔ مکرم ماسٹر صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کے درس میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے فرمایا تھا:۔

''تیس برس کے بعد اِنشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۴۰ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت راشدہ کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ اس لئے امید ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قدرتِ ثانیہ کی جو وضاحت فرمائی ہے اسے بھی تسلیم فرمائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ایک مضمون 'وفات مسیح موعودؑ' شائع فرمایا۔ اس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

''اپنی الوصیۃ کے صفحہ نمبر ۵ میں اپنی وفات کا ذکر فرماتے ہوئے اور مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو جناب الٰہی سے پامال کر دکھانیکا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور قوم کو مخاطب فرما کر ارشاد کرتے ہیں۔ '' غمگیں مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضرور ہے۔ اور اُسکا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جبتک میں نہ جاؤں۔'' موت کا آنا سب کے لیے جو مخلوق ہو ضروری ہے **کل نفس ذائقة الموت**۔ بلا استثناء یہ ایک عام قاعدہ اول تو منصوص پھر موجود و مشہود ہے۔ اس سچے قاعدہ کے مطابق قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ موت جب سامنے حاضر ہو تو وصیت کا کرنا تمہارے لیے ایک ضروری اور فرض کا ہے اسپر اس امامؑ نے کیسا عمل کیا ہے؟ اس نص کو سُن لو۔ اور پھر اس عمل و درآمد کو دیکھ لو۔ نص یہ ہے۔ **کتب علیکم اذا حضر احد کم الموت ان ترک خیراً الوصیة** اور اسپر جو عمل ودرآمد اس کامل انسان نے فرمایا وہ رسالہ الوصیۃ میں ملاحظہ کرو۔ صفحہ نمبر ۲ سطر ۴ سے فرماتے ہیں۔ ''میرا

زمانہ **وفات** نزدیک ہے،(یہ حضر احد کم الموت کا بیان ہے)اور اس بارہ میں اُس کی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔۹ **قرب اجلک المقدر الی اٰخرہ ۔۱۰ قل میعاد ربک الی آخرہ۔ ۱۱ جاء وقتک الی آخرہ**"اور صفحہ نمبر ۳ سطر ۱۱ میں ہے۔"بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔اُس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔"ان الہامات پر ایک سعادتمند دل غور کرے۔ پھر صفحہ ۴ کی سطر ۱۵ سے فرماتے ہیں۔"اور راستباز جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخمریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُنکو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیدیتا ہے۔"اس آپ کے پاک کلام سے کیسا واضح ہوتا ہے کہ آپکو قرب اجل کی خبر دیگئی اور آپ نے الوصیۃ لکھدی اور اس حالت کا ایسا نقشہ کھینچا کہ گویا آپ دیکھ رہے تھے۔کہ ایک طرف موت ہے۔دوسری طرف دشمن ہنستا ہے۔سامنے قوم ہے۔ان کلمات طیبات اور اس نظارہ کو جو آپکی وفات کے بعد لاہور میں ہم نے دیکھا ہے کوئی عقلمند سعید دیکھے۔اور بیباک مرتد کا ٹریکٹ اسپر طرہ اور امرتسری مولوی کا اشتہار علاوہ بریں ہر دو تو قدرت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی باتیں کیسی سچی ہوتی ہیں جو وہ اپنے بندوں سے فرماتا اور اُن کے منہ سے نکلواتا ہے۔اب آپ کی وفات تو ہو چکی۔اور ہم نے دیکھ لی اور وہ صداقت بھی ظاہر ہو چکی جسکا ذکر فرمایا کہ لوگ ہنسی ٹھٹھا کریں گے تو اب الوصیۃ کے صفحہ نمبر ۵ سطر اول میں جو ارشاد فرماتے ہیں اس کو پڑھیں "نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔(جیسے ہم کو لاہور میں ایسا تنگ کرنا چاہا کہ گویا اب ہم کو کھالیں گے۔اُسوقت ابر رحمت کی طرح پولیس آگئی اور مسخرے خائیب و خاسر بھاگے)اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ (پہلی مرتبہ تو اس امامؑ کے وقت میں ان لوگوں نے ناخنوں تک زور لگایا اور جہاں تک ان سے ہو سکا جان و دل سے سر توڑ کوششیں کیں۔پر الٰہی قدرت نے آخر ایک ممتاز جماعت قایم کر دی)اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔"

عزیزان غور کرو! آپ کے بعد معاً۔ دفن سے پہلے جماعت میں بلا اختلاف شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق تک وحدت کی روح اللہ قادر و مقتدر نے کس طرح پھونک دی۔ ع اے خدا قربانِ احسانت شوم۔ اب ایک مسلمان، ایک مدبر، ایک عاقبت اندیش اور ایک دنیا کے حوادث کے دیکھنے والا غور کرے۔ حضرت میرزا کا ایک کیا چار بیٹے اور پوتا موجود۔ میرزا کا داماد محمد وعلی کا مجموعہ قابل قدر اور لائق موجود۔ میرزا کا خسر بجائے باپ موجود ہے۔ اور تمام قوم نے ایک اجنبی کے ہاتھ پر بیعت کی لی۔''

(وفات مسیح موعودؑ، صفحہ نمبر ۲، ۳، ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ مضمون صرف ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے اور غور کرنے والا ہے۔ یہاں آپؓ نے قدرتِ ثانیہ کی وضاحت فرما دی اور خلافت کو قدرتِ ثانیہ کہا ہے۔

جنبہ صاحب! اگر آپ دل سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ تو انہوں نے خلافت کو ہی قدرتِ ثانیہ کہا ہے۔

اب جنبہ صاحب کے دوسرے سوال کا جواب حاضر ہے۔

''تیس برس کے بعد اِنشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۴۰ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمد یہ اِنتخابی خلافت راشدہ کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن الہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

جنبہ صاحب! یہ تیس سال حضورؓ کا اجتہاد نہیں تھا۔ بلکہ حق اور سچ تھا۔ آپ کی وفات کے ٹھیک ۳۰ تیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے رویا صادقہ کے ذریعے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بشارت دی کہ تم ہی وہ موعود مصلح ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے صرف وقت ہی نہیں بتایا تھا بلکہ یہ بھی بتا دیا تھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی مصلح موعود ہیں۔ احباب کے استفادہ کے لئے حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

''اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اوّلؓ سے عرض کیا ''مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں'' اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

صدر انجمن کے قیام کا اصل مقصد

محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں:

صدر انجمن احمدیہ کا قیام بطور مجلس اِنتخاب (Electoral College)۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۹ء میں ایک جماعت قائم کی اور اِسے ''جماعت احمدیہ'' کا نام دیا۔آپؑ نے اپنی وفات کے چند سال پہلے اپنے رسالہ ''الوصیت'' کے مطابق جنوری ۱۹۰۶ء میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کے قیام کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی دیگر ممبران کے علاوہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو اِس انجمن کا صدر مقرر فرمادیا۔مزید برآں رسالہ ''الوصیت'' کے ضمیمہ میں اِس انجمن کو اپنا جانشین بھی قرار دیا (الوصیت۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۵)۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اپنے قائم کردہ اِس ادارے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خداتعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرفِ انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷۔اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ مجدد اعظم جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۲)

(آرٹیکل نمبر ۶۱، صفحہ نمبر ۱۲)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کو مجلس انتخاب کا نام دے رہے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اس انجمن کے قیام کے کیا مقاصد بیان فرماتے ہیں۔

حضورؑ نے اپنی کتاب 'رسالہ الوصیت' میں وصیت کے ایک نظام کا بھی اعلان فرمایا تھا۔

''اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ أُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اِس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اِس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین ۳ شرطیں ہیں۔اور سب کو بجالانا ہوگا۔

(1) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اِس احاطہ کی تکمیل کیلئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل طیّار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اِس تمام کام کی تکمیل کیلئے

خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اِن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض اُنہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیئے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اِس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدائت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیّت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقیءِ اسلام اور اشاعتِ علمِ قرآن و کتبِ دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسبِ ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہوں گے اُن کا بھی یہی فرض ہوگا کہ اُن تمام خدمات کو حسبِ ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں ان اموال میں سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ اُن اموال کو بطور تجارت کے ترقی دی جائے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔"

پھر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اِس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو اُن کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۳۱۸،۳۱۹)

مندرجہ بالا تحریر میں حضورؑ نے مالی معاملات کی دیکھ بھال کے لئے ایک انجمن کے قیام کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہیں اشارہ تک نہیں ملتا جس سے یہ خیال کیا جاسکے کہ اس انجمن کے ذمہ انتخاب خلافت کی ذمہ داری بھی ہے۔ یا یہ انجمن خلافت کی قائم مقام ہو گی۔

اس کے بعد آپؑ نے ایک ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

رسالہ الوصیّۃ کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں:۔

(۱) اوّل یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیّار ہو گیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہو گا کہ کوئی میّت جس نے رسالہ الوصیّۃ کے شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لائی جائے پُل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیّار ہو جانا ضروری ہو گا اور اُس وقت تک میّت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو رسالہ الوصیّۃ کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہو گا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم د۲و گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے بطور وصیّت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہو گا کہ وہ کم سے کم د۲و اخباروں میں اس کو شائع کر دیں۔

(۳) انجمن کا یہ فرض ہو گا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیّت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیّت کنندہ کو ایک سارٹیفیکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رُو سے کوئی میّت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہو گا کہ وہ سارٹیفیکیٹ انجمن کو دکھلایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میّت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اُس میّت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہو گا جب تک وہ اپنے طور پر کُل شرائط رسالہ الوصیّت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میّت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہو گا اور نیز ضروری ہو گا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تا اگر انجمن کو اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہوں تو اُن کو دُور کر کے اجازت دے۔

(۶) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیّۃ کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں اُن کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

(۷) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیّت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اُس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیّت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میّت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیّت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر یہ واقعات لکھے جائیں۔

(۹) انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اُس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔

(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیّتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آوے تو اُس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ تمام وصیّتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیّت کر کے پھر کسی اپنے ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیّت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے رو گردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور ردّ کرنے کے لائق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلّی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(۱۴) جائز ہو گا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دُور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو ان کی ہدایت کے تابع ہوں۔ اور جائز ہو گا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میّت کو لانا متعذر ہے تو اُسی جگہ میّت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیّت کرے اور اُس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اُس انجمن کا کام ہو گا جو اُس ملک میں ہے اور بہتر ہو گا کہ وہ روپیہ اُسی ملک کے اغراضِ دینیہ کیلئے خرچ ہو اور جائز ہو گا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہو گا۔

(۱۵) یہ ضروری ہو گا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہو گا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان طیّار کریں۔

(۱۶) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ دو ممبر ایسے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(۱۷) اگر خدا نخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیّۃ کی رُو سے وصیّت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیّت پر قائم ہو گا تو اُس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچھ بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بااین ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وصیّتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہو گا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو اُن کو ان شرائط کی پابندی لازم ہو گی اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا۔

یہ وہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائے گا جو ان شرائط کو پورا کرے گا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بناویں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کُل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

فرماتاہے۔ الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ہُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:۲،۳) کیالوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اِسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے۔اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے پر ایسا گمان کہ کیوں یوں ہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے۔ کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بناڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلاوے اِس لئے اُس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے جیسا کہ یہ بھی دستور تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے۔ پس اس میں بھی منافقوں کے لئے ابتلا تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہو گی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہر گز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ فِيْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا (سورۃ البقرۃ۲:۱۱) لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدا کی اُن پر رحمتیں ہوں گی۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہو نا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کریں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہو گا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (سورۃ یٰسین ۳۶ : ۵۳)۔ والسّلام علٰی من اتّبع الھُدٰی۔

الراقم خاکسار

میرزا غلام احمدؐ خداتعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود

۶؍جنوری ۱۹۰۶ء

(ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۲۹،۳۲۳)

مندرجہ بالا شرائط میں حضورؑ نے انجمن کی ذمہ داریوں کو مزید کھول کر بیان کردیا ہے۔اورانہیں پڑھنے کے بعد یہ بات اور واضح ہوجاتی ہے کہ انجمن کے قیام کا واحد مقصد موصیان اور وصیت کے نتیجہ میں اکھٹی ہونے والی رقوم کا استعمال ہے۔اور حضورؑ نے یہاں انہیں خلیفہ کا جانشین بھی انہی معنوں میں کہا ہے۔ان ۲۰ شرائط میں کوئی ایک بھی شرط نہیں ہے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ یہ انجمن آئندہ خلافت کا بھی انتخاب کرے گی۔ بلکہ حضورؑ تو فرمارہے ہیں۔ کہ اس انجمن کی مدد کے لئے دور دراز کے ملکوں میں ایسی اور انجمنیں بنائی جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی اس انجمن کا ایک اجلاس ہوا۔اور انجمن نے مندرجہ ذیل اصول وضوابط طے کئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

روئیداد اجلاس اوّل مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

منعقدہ ۲۹؍جنوری ۱۹۰۶ء

حاضرین جلسہ

حضرت مولوی نورالدین صاحب پریذیڈنٹ۔ خانصاحب محمد علی خانصاحب۔ صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب۔ مولوی سیّد محمد احسن صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سیکرٹری مجلس۔

چونکہ بعض ضروری ہدایات اور منظوریوں کا دینا اشد ضروری تھا اور احباب بیرونجات کو اطلاع دینے کے لئے کافی وقت نہ تھا۔اس لئے بہ اجازت حضرت امام علیہ السلام بعد منظوری قواعد یہ جلسہ کیا گیا۔

حسب ذیل معاملات طے ہوئے

(۱) قرار پایا کہ مسودہ وصیّت مجوزہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔منظور کیا جائے۔

(۲) قرار پایا کہ وصیّت کے مسودہ کی سرِ دست آٹھ سَو کاپیاں چھپوائی جائیں اور نیز الحکم اور بدر میں بھی چھپوا یا جائے۔

(۳)　قرار پایا کہ وصیّت کنند گان کو ذیل کی ہدایات برائے تعمیل بھیجی جائیں اور یہ ہدایات وصیّت کی فارم کے نیچے چھپوائی جاویں۔

الف۔ اگر ضرورت ہو تو وصیّت کنند گان وصیّت کا مسودہ۔۔۔۔۔۔ طلب کریں اور اس کی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کریں اور جہاں جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پُری کر لیں۔ وصیّت کے لئے کاغذ مضبوط لگاویں۔

ب۔ جہاں تک ممکن ہو وصیّت کی رجسٹری کرائی جائے اور وصیّت نامہ پر حتی الوسع بطور گواہ ورثاء یا شرکائے وصیّت کنندہ کے دستخط ہوں۔ اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں۔

ج۔ وصیّت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاویں۔ اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔ اور مرد بائیں ہاتھ کا اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگاوے۔

د۔ اگر وصیّت کنندہ لکھ سکتا ہے تو اپنی وصیّت اپنے ہاتھ سے لکھے۔

ھ۔ وصیّت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں۔

و۔ وصیّت کنندہ کے اگر کوئی خاص حالات ہوں اور اس میں کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو تو وہ۔۔۔۔۔۔ جو انجمن کے مشیر قانونی ہیں خط لکھ کر دریافت کر لیں۔

(۴)　پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں اور اُن کی راہ میں وصیّت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو اُن کے لئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جائیداد کی وصیّت کرنا چاہتے ہیں اسے بجائے وصیّت کے اپنی زندگی میں ہبہ کر دیں۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثائے بازگشت کے (اگر کوئی ہوں) دستخط کرائیں جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جائے اور ہبہ نامہ کی رجسٹری ضروری ہے اور جائیداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرائیں لیکن ایسی صورت میں انہیں نئی پیدا کردہ جائیداد کے متعلق ایسا وقتاً فوقتاً کرنا ہو گا۔

(۵)　اگر ہبہ مذکورہ رزولیوشن نمبر ۴ میں بھی دقت ہو تو جس قدر جائیداد کی وصیّت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بازاری مقرر کر کے یا اس کو فروخت کر کے قیمت مقرر کردہ یا زرِ ثمن کو مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے حوالے کریں۔ لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائیداد پیدا کریں تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہو گا۔

(۶)　جو احباب کوئی جائیداد نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا کم از کم 1/10 حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندے وہ سلسلہ عالیہ کی امداد میں اس وقت دیتے ہیں ان کو اس 1/10 حصہ میں شامل رہنے دیں یا الگ کر دیں۔ اگر وہ اپنے موجودہ چندوں کو اس 1/10 حصہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو جس طرح وہ چندہ بھیج رہے ہیں بھیجتے رہیں۔ البتہ اُن

چندوں کو منہا کر کے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے نام بھیج دیں۔ باقی خط و کتابت اس مجلس کے سیکرٹری سے کریں۔ لیکن ان کو وصیّت کرنی ہو گی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے متروکہ کی کم از کم 1/10 حصہ کی مالک انجمن ہو۔
نوٹ :-(ا) جو صاحب مزید واقفیت قانونی در بارہ وصیّت یا ہبہ بہ تعلق مجلس کارپرداز مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہیں وہ وصیّت یا ہبہ لکھنے سے پہلے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

(۶) خاص حالات میں مجلس معتمدین سے بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔

(۷) کل روپیہ جو چندہ قبرستان کے متعلق ہو یا جو زیر اشتہار الوصیّت صور تہائے متذکرہ بالا میں بھیجا جائے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہئے ''فنانشل سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان'' اور کسی شخص کے نام یا کسی اور پتہ پر نہیں آنا چاہئے۔

خاکسار محمد علی سیکرٹری ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نورالدین یکم جولائی ۱۹۰۶ء

میرزا غلام احمدؑ

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۳۰ تا ۳۳۲)

یہ اجلاس حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہوا۔ اس پر مولانا محمد علی صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کے دستخط موجود ہیں۔ پوری کاروائی میں صرف وصیت سے متعلقہ باتوں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوئی۔
اب اس کے بعد یہ کہنا کہ یہ انجمن خلافت کے انتخاب کے لئے بنائی گئی تھی۔ یا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ سے متعلق تمام امور کی انجمن ہی حضورؑ کے بعد آپ کی جانشین ہے سراسر دروغ گوئی ہے۔
حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد جس خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اسے بھی بڑی وضاحت سے اسی رسالہ کے شروع میں بیان کر دیا ہے۔ اس کے انتخاب کا طریقہ بھی بیان کر دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی نظر میں مجلسِ انتخاب کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب آرٹیکل نمبر ۱۴ کے صفحہ نمبر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے مورخہ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عیدالفطر میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے تصنیف کردہ ''رسالہ الوصیت'' کی حقیقت پر یوں اظہار خیال فرمایا:۔
''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بہیّت (بحیثیت۔ناقل) مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے ۔چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۶)۔میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقوی کی رائے سے،اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔پس تم کان کھول کر سنو۔اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔(خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹)
حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے اپنے ان الفاظ میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کو بڑے واضح الفاظ میں خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس انتخاب'' قرار دیا ہے۔اب بعد ازاں جماعت احمدیہ قائم تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود تھے۔تبلیغ اسلام کیلئے جماعتی علماء کے علاوہ اشاعت توحید اور اعلائے کلمہ اسلام کیلئے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے جاری کردہ دو اخبارات (الحکم اور البدر) اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) بھی موجود تھے۔علاوہ ازیں خلیفہ کے چناؤ کیلئے آپؓ نے ''صدر انجمن احمدیہ'' کے نام سے ایک مقتدر ادارہ بھی قائم فرما دیا تھا۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ ''صدر انجمن احمدیہ'' کے بالمقابل آپکے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ۱۹۰۹ء میں ''انجمن ارشاد'' اور اوائل ۱۹۱۱ء میں ایک ''انجمن انصار اللہ'' بنانے کی کیا ضرورت تھی یا اسکے بنانے کی ضرورت کیوں پڑی۔؟

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلیفہ اوّل تو صدر انجمن احمدیہ اور پوری جماعت کا متفقہ انتخاب تھے۔اب ''صدر انجمن احمدیہ'' (جس کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے رسالہ ''الوصیت'' میں اپنا جانشین قرار دیا اور اِسکے ممبران کو بھی آپ نے بذات خود مقرر فرمایا تھا۔اور پھر حضورؑ کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی اس صدر انجمن احمدیہ کو ''مجلس انتخاب'' قرار دیا تھا) کے ہوتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اپنی الگ انجمنیں کیوں بنانی پڑیں؟ یاد رہے کہ یہی وہ ٹرننگ پوائنٹ (Turning point) تھا جہاں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کیلئے احمدیت کے لبادے میں محمودیت کا آغاز کیا تھا۔اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی رحلت پر اپنے مذموم ایجنڈے پر کام شروع کر دیا

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا مندرجہ بالا حوالہ پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں ایک انجمن بنائی تھی۔جو مجلسِ انتخاب بھی تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی اسی انجمن کو سب کچھ مانتے تھے۔مگر بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس انجمن کو رد کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

جب کہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔اسی انجمن کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے بعد ازاں کچھ اور بھی فرمایا تھا۔احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔۔۔۔۔اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔تم ان سے بچو۔پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔''

(تاریخ احمدیت، ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۰۰)

محترم جنبہ صاحب اور احباب کرام! ایک خلیفہ راشد نے یہ الفاظ کیوں کہے

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

صدر انجمن احمدیہ کی حقیقت مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں

محترم جنبہ صاحب نے بارہا اپنے مضامین اور تقاریر میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔اور جماعت کو چیلنج کیا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا قیام بطور انتخاب خلافت کیا گیا تھا۔اس مضمون سے متعلقہ جنبہ صاحب کے حوالے گزشتہ صفحات میں درج کر چکا ہوں۔آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اس انجمن کے قیام کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

مولوی صاحب نے ایک کتاب 'حقیقتِ اختلاف' تحریر فرمائی تھی اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

''کسی ایک شخص کی حلفی شہادت پیش کریں کہ کس نے ایسا کہا تھا۔جب یہ سوال حضرت مولوی صاحب مرحوم نے میرے پاس بھیجے تو اُن کا جواب حسب ذیل میں نے دیا:۔

''انجمن کو حضرت صاحب نے خود ہی اس سلسلہ کے ہر قسم کے اموال اور جائیدادوں کی حفاظت کے لئے اور سلسلہ کے کاروبار کے انتظام کیلئے مقرر فرمایا تھا''

جو سوال کئے گئے ہیں ان سب کا جواب میری رائے میں ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جب تک حضرت مولوی صاحب نورالدین خلیفہ ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ان کے بعد (سالہاسال تک اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے سر پر سلامت رکھے اور ان کی عمر میں، ان کی صحت میں، ان کے علم و فضل میں بڑی بڑی برکتیں دے) اگر اس قوم کی خوش قسمتی سے ایسا ہی کوئی بے نفس انسان جو اپنے لئے قوم کے ایک پیسہ کو بھی حرام سمجھتا ہو اور جس کی اپنی اغراض اور خواہشات فنا ہو چکی ہوں اور جس کا ہر دم محض اعلائے کلمۃ الحق کی فکر میں گزرتا ہو اور جس نے اپنی روحانی طاقت سے ساری قوم کے دلوں کو مسخر کر لیا ہو۔ایسا کوئی بے نفس انسان اس قوم کو خلیفہ ہونے کے لئے مل جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ قوم کیوں اپنے ارادوں کو اس کے ماتحت کر کے نہ چلائے گی۔''

مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''انجمن کو حضرت صاحب نے خود ہی اس سلسلہ کے ہر قسم کے اموال اور جائیدادوں کی حفاظت کے لئے اور سلسلہ کے کاروبار کے انتظام کے لئے مقرر فرمایا تھا۔''

پھر مزید لکھتے ہیں:۔

''میرا یقین تو یہی ہے کہ حضرت صاحب نے اس سلسلہ کے اموال کی حفاظت میں جو خدشات واقعہ ہو سکتے تھے انہی کو دور کرنے کے لئے اس کام کو ایک رجسٹرڈ انجمن کے سپرد فرمایا تھا۔اور میں نے جو تخصیص حضرت مولوی نورالدین صاحب کے لئے کی ہے وہ بھی اسی الوصیت کی بنیاد پر ہے جس کی بنیاد پر انجمن مقرر ہوئی تھی کیونکہ میں وہاں بھی اس بے نفس انسان کا نام خصوصیت سے مذکور پاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے اموال کے لئے پورا امین ہے۔سوال کرنے والا اگر دو چار دفعہ الوصیت کو اپنے موجودہ خیالات سے الگ ہو کر پڑھے تو شاید اس کی مشکلات بھی دور ہو جائیں۔''

(حقیقت اختلاف، صفحہ نمبر ۳۸)

آپ لکھتے ہیں: میرا یقین تو یہی ہے کہ حضرت صاحب نے اس سلسلہ کے اموال کی حفاظت میں جو خدشات واقعہ ہو سکتے تھے انہی کو دور کرنے کے لئے اس کام کو ایک رجسٹرڈ انجمن کے سپرد فرمایا تھا۔

جنبہ صاحب! مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ سوال کرنے والا دو چار دفعہ الوصیت کو اپنے موجودہ خیالات سے الگ ہو کر پڑھے تو شاید اس کی مشکلات بھی دور ہو جائیں۔

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی تک سب اس بات سے آگاہ تھے کہ انجمن کے قیام کا مقصد صرف مالی معاملات کی دیکھ بھال ہے۔ لیکن بعد میں اس کے اور معنی اور مقاصد بیان کئے جانے لگے۔

خلافت اور جماعت احمدیہ لاہور

جماعت احمدیہ لاہوری گروپ حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کر کے یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد انجمن ہی آپؑ کی جانشین ہے۔ اور جنبہ صاحب بھی اسے اپنی تحریروں میں پیش کرتے ہیں۔ نیز اس حوالہ کو اپنی ویب سائٹ پر بھی آویزاں کر رکھا ہے۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھ کو محض اطلاع دی جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے۔ اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔" والسلام مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء

میری یہ رائے تو ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہئے اور کثرت رائے
اس میں ہو جائے تو وہ امر صحیح سمجھنا چاہئے اور وہی قطعی ہونا چاہئے لیکن
اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے
متعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف
منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا
اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک
امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا والسلام مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷

(نیوز نمبر ۹۱، صفحہ نمبر ۱، ۲)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سیاق وسباق کے بغیر پیش کی جاتی ہے۔ جس کے باعث اندازہ لگانا مشکل ہے کہ حضورؑ نے یہ ارشاد کیوں اور کس مقصد کے لئے ارشاد فرمایا۔ اگر اس سے مراد یہی تھی کہ انجمن ہی جانشین ہے۔ تو مولوی محمد علی صاحب ذیل میں اس بات کا کیوں اقرار کر رہے ہیں کہ وہ خلافت کو مانتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بطور خلیفہ بیعت کا اقرار کر رہے ہیں۔ انہیں اس وقت یہ تحریر پیش کرنی چاہیئے تھی۔ مولوی محمد علی صاحبؒ اپنی کتاب 'حقیقت اختلاف' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود کی وفات لاہور میں ہوئی۔ قادیان سے آپ قریباً ایک ماہ پیشتر ہی تشریف لے گئے اور اپنی غیر حاضری میں کاروبار کا انتظام میرے سپرد کر آئے تھے۔ آپ کی نعش مبارک جب قادیان میں پہنچی تو باغ میں خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے جانشین حضرت مولوی نورالدین صاحب ہوں۔ میں نے کہا بالکل صحیح ہے اور حضرت مولوی صاحب ہی ہر طرح سے اس بات کے اہل ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ سب احمدی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ میں نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہی الوصیت کا منشاء ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا چونکہ وقت بڑا نازک ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے اور احمدیوں کے حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینے سے کوئی ہرج بھی نہیں۔ تب میں نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ یہی واقعہ ہے۔''

آگے جا کر آپ لکھتے ہیں۔

''کفی بالمرء کذبًا ان یحدث بکل ما سمع ۔ اس میں ایک ذرہ بھر بھی راستی نہیں کہ حضرت مولوی صاحب کو خلیفہ تجویز کرنا مجھے برا معلوم ہوا یا میں نے کبھی انکار کیا۔ حضرت مولوی صاحب وہ انسان نہ تھے جن کے متعلق جماعت میں ایک شخص کو بھی انکار ہوتا۔ بعض لوگوں نے آخر تک بیعت نہیں کی مگر انہیں بھی انکار نہ تھا بلکہ انہوں نے بیعت کو ضروری نہیں سمجھا اور میرا پہلے دن سے یہی خیال تھا اور اسی پر اب تک قائم ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی جن لوگوں نے بیعت کی ہے انہیں آپ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شخص کی بیعت کی ضرورت نہیں اور نہ بیعت لازمی ہے۔ لیکن باایں ہمہ میں نے بیعت کر بھی لی۔ اس لئے کہ اس میں جماعت کا اتحاد تھا۔ سر و سامان سے واقعی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ بہر حال حضرت مولوی صاحب مرحوم کی خلافت میں مجھے انکار نہیں ہوا شرح صدر سے اسے قبول کیا اور شرح صدر سے آپ کے آخر وقت تک اس پر قائم رہا۔ درمیانی زمانہ میں جو کدورتیں واقعہ ہوئیں ان کا ذکر آگے کرتا ہوں۔ ابتداء میں مولانا مرحوم سے، جیسا کہ آگے دکھاؤں گا۔ حضرت مسیح موعود کی خلافت کا میں صرف جانشینی کے معنی میں قائل تھا۔ اور آیت استخلاف میں نبی کریم ﷺ کی خلافت کا ذکر مانتا رہا ہوں۔ یعنی جسمانی طور پر بادشاہ آپ کے خلیفے ہوں گے اور روحانی طور پر مجدد دین۔ اس آیت کو میں صرف نبی کریم ﷺ کے متعلق مانتا ہوں۔''

(حقیقت اختلاف، صفحہ نمبر ۳۱، ۳۲، ۳۳)

مندرجہ بالا تحریر اس بات کا ثبوت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے دیگر ساتھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی تک (خواہ کسی بھی شکل میں) خلافت کے قائل تھے۔ مگر بعد ازاں خلافت کا انکار کر کے اپنی علیحدہ جماعت بنالی۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو خلافت کا انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ اب انجمن ہی حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین ہے مگر بعد ازاں خلافت کی جگہ امیر کا لفظ رکھ کر خود اس جماعت کے امیر بن گئے۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی بابت خلافت

رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد خلافت کے نظام کے حوالے سے مندرجہ ذیل پیشگوئی فرمائی

فَقَالَ حُذَيْفَةُ : أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ ، فَجَلَسَ أَبُو ثَعْلَبَةَ ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا ، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ ثُمَّ سَكَتَ

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھالے گا اور پھر اس کے بعد نبوت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہو گی۔ اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو اٹھالے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل وغارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور وجبر والی بادشاہت ہو گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل الكوفيين حديث نعمان بن بشيرؓ و مشكوٰة المصابيح باب الانذار و التحذير)

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد خلافت کا دورانیہ بھی بیان فرمایا ہے۔

الخلافۃ ثلا ثون عا ماً ثم یکون بعد ذٰ لک الملک۔

میرے بعد خلفاء کا سلسلہ تیس (۳۰) سال رہے گا اور اس کے بعد ملوکیت قائم ہو جائے گی۔

(مسند احمد)

خلفاءراشدین کادورِ خلافت

ا۔	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دو ۲ سال اور چھ ٦ ماہ
۲۔	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دس ۱۰ سال اور چھ ٦ ماہ
۳۔	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	گیارہ ۱۱ سال گیارہ ۱۱ ماہ اور بائیس ۲۲ دن
۴۔	حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	چار ۴ سال اور نو ۹ ماہ

چاروں خلفاءراشدین کادورِ خلافت ساڑھے انیتس سال سے تیس سال کے درمیان بنتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی یہ پیشگوئی بھی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ پہلے خلافت چلی جو تقریباً ۳۰ سال جاری رہی۔ اور اس کے بعد ملوکیت یا بادشاہت کا دور شروع ہوا جو حضرت مسیح موعودؑ کے آنے تک جاری رہا۔ یہ خلافت کے نام پر جاری بادشاہت جنگ عظیم اول کے اختتام کے ساتھ ہی ۱۹۲۱ء میں مکمل طور پر ختم ہو گئی اور اس کے بعد ہمارے آقا ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق پھر خلافت منہاج نبوت پر قائم ہوئی جو بفضلِ خدا بڑی شان کے ساتھ آج تک جاری ہے۔

خلافت کادورانیہ (ثُمَّ سَکَت سے کیا مراد ہے)

خلافت علیٰ منہاج نبوت کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی (ثُمَّ سَکَت) سے مراد؟؟؟

"عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَکُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَااِذَاشَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْ فَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْ فَعَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّةً فَتَکُوْنُ مَا شَآ ءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْ فَعُھَا اِذَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَرْ فَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَکَتَ۔" ("مسیح اور مہدیؑ حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں" صفحہ ۱۵ مرتبہ حافظ مظفر احمد۔ بحوالہ مسند احمد جلد ٤ صفحہ ۲۷۳ دارالفکر بیروت و مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اُسے اُٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوگی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ یہ نعمت بھی اُٹھا لے گا پھر ایک طاقتور بادشاہت کا دور آئے گا جب تک اللہ چاہے گا وہ رہے گی پھر اُسے بھی اُٹھا لے گا اور ظالم و جابر حکومت کا زمانہ آئے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی اُس کے بعد حضور ﷺ خاموش ہوگئے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۷)

مندرجہ بالا حوالہ پیش کرنے کے بعد جنبہ صاحب یہ فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی اِس مبارک حدیث کی یہ جو تشریح کی جاتی ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہونے کے بعد چونکہ آنحضور ﷺ خاموش ہوگئے ہیں لہٰذا آنحضور ﷺ کی اِس خاموشی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جو احمدی اِنتخابی خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اُس میں کوئی رخنہ پیدا نہیں ہوگا اور وہ اِنتخابی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِس حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے جماعت کے مولوی صاحبان اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اور اُن کا منظورِ نظر بننے کیلئے جو یہ توجیہہ نکالتے ہیں کہ "حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جو احمدی اِنتخابی خلافت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گی" کیا یہ توجیہ درست بھی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خاموشی کی ایسی توجیہہ نکالنا نہ صرف غلط بلکہ عقل، فرمودات نبوی اور واقعات کے بھی خلاف ہے اور اِسکی درجِ ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) اگر کسی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے سلسلہ کا تا قیامت جاری رہنا ممکن ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ہی قیامت تک جاری رہتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو آنحضرت ﷺ ایسا کوئی مقدس اور مطہر وجود ہوسکتا ہے اور نہ آپکے اصحابؓ کی طرح کسی اور روحانی وجود کے اصحاب ایسے برگزیدہ ہوسکتے ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی طرح کوئی اور روحانی وجود اپنی جماعت کی ایسی روحانی تربیت فرما سکتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا عرصہ صرف تیس (۳۰) سال بتا کر نہ صرف اِسکے منقطع ہونے کی خبر دیدی بلکہ ساتھ ہی ایک دوسرے الہامی اور تجدیدی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دائمی سلسلے کا ذکر بھی فرما دیا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ تو اِس حقیقت کے باوجود متذکرہ بالا حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے نظام جماعت کے خلفاء اور علماء کا یہ مراد لینا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد اِنتخابی خلافتِ راشدہ کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا جھوٹ اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۸)

الجواب:

نمبر ا: آنحضرت ﷺ کی جو حدیث اوپر بیان کی گئی ہے اس میں آپ ﷺ نے نہ تو اپنی خلافت کا دورانیہ بیان فرمایا ہے اور نہ ہی اپنے بعد شروع ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دورانیہ کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں اپنے بعد بھی نبوت کے اجراء کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

تاریخِ مذاہب کا مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آنحضرت ﷺ کی آمد کی خوش خبری دی مگر آپؑ کے بعد جاری خلافت یا دیگر مسائل کا ذکر نہیں کیا اور خاموش رہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کے بارہ میں پیشگوئیاں کیں مگر بعد کے حالات پر خاموش رہے۔ کیونکہ انبیاء اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے وہ اتنا ہی بیان کرتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ انہیں علم دیتے ہیں۔ بعد کی تمام باتوں کا ذکر آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر خود کیا۔ اپنے بعد آنے والے وجود کی خبر دی اور خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی سابقہ سنت کے مطابق بعد میں شروع ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے بارہ میں بعد میں آنے والے نبی حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی۔ جو درجِ ذیل ہے۔

"اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۴تا۳۰۵)

مندرجہ بالا تحریر میں حضورؑ نے حضرت ابو بکرؓ کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ خلافت قدرتِ ثانیہ ہے۔اس کے بعد اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔ ''کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

یہاں اس وہم کا رد فرمادیا کہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ مجددیت ہی قدرت ثانیہ ہے۔اگر سلسلہ مجددیت قدرتِ ثانیہ ہے تب وہ تو ۱۵۰۰ سال سے جاری ہے۔ حضورؑ فرمارہے ہیں کہ جب میں جاؤں گا تو خدا دوسری قدرت کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔وہ دائمی ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکھٹے ہو کر دعا کرتے رہو۔اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکھٹے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۶)

یہاں یہ پیشگوئی بھی فرمادی کہ قدرتِ ثانیہ ایک وجود نہیں ہے بلکہ کئی وجود ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا ارشاد بڑا واضح ہے۔ مگر جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں۔

انتخابی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے جماعت کے مولوی صاحبان اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اور اُن کا منظورِ نظر بننے کیلئے جو یہ توجیہہ نکالتے ہیں کہ ''حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جو احمدی انتخابی خلافت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گی'' کیا یہ توجیہ درست بھی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خاموشی کی ایسی توجیہہ نکالنا نہ صرف غلط بلکہ عقل، فرمودات نبوی اور واقعات کے بھی خلاف ہے اور اسکی درجِ ذیل وجوہات ہیں۔

جنبہ صاحب کا یہ بیان سوائے دروغ گوئی کے اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ مولوی صاحبان اور ممبران جماعت احمدیہ وہی کہہ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمایا ہے۔اور ہر احمدی کا یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو فرمایا ہے خدائی اذن سے فرمایا ہے۔اپنے پاس سے کچھ نہیں فرمایا۔ کیونکہ خدا کے سچے مرسلین اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔اللہ تعالیٰ انہیں جتنا بتلاتا ہے وہ آگے بتلا دیتے ہیں اور جو خدا انہیں بتاتا وہاں خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

نمبر ۲:

جنبہ صاحب اپنی دلیل کی صداقت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

اِس حدیث کا عربی متن اِس طرح ہے۔"مــا كــانـت نبـوّة قـطّ اِلّا تـبعتهـا خلافة وما من خلا فةاِلّا تبعهـا مُلك۔" (ابن عساکر) یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت نہ آئی ہو۔''
(اسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

(آرٹیکل نمبر ۷۶، صفحہ نمبر ۹)

جنبہ صاحب اسی سلسلہ میں مزید تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فنافی الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا کامل ظِل بنایا تھا۔اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظِل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظِلی مشابہت پیدا کی تھی اسی طرح اُس نے اِن کی جماعتوں میں بھی باہم ظِلی مشابہت پیدا کی ہے۔ یہ بات اِنتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظِل اور اِس کا تسلسل ہے اور ظِل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کر لے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

دوسری غلطی کی اصلاح:۔اب میں دوسری غلطی کی طرف آتا ہوں جس کے مطابق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ''احمدی انتخابی خلفاء کا سلسلہ ہی دائمی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''۔اِس ضمن میں عرض ہے کہ ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی روحانی وجود نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اصحاب محمد ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی متقی ہوسکتا ہے۔ جب آنحضور ﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا سلسلہ دائمی ثابت نہ ہوا بلکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت کے بعد ملوکیت میں بدل گیا تو پھر آپ ﷺ کے غلام کی اِنتخابی خلافت راشدہ کس طرح دائمی ہوسکتی ہے؟ ہم سب تاریخ اسلام سے بخوبی واقف ہیں۔اِس حقیقت کے باوجود آنحضور ﷺ کے غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ دائمی ہوگی اور قیامت تک منقطع نہیں ہوگی ایک بچگانہ بلکہ مجنونانہ خیال ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۴)

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی ۔لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اِس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضور ﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپ ﷺ کی رحلت کے تیس (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپ ﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئے اِسلام ﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہو رہے؟؟؟ ۔ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفٰے کیلئے

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۶)

(۳) اس مضمون کے شروع میں آنحضرت ﷺ کا ایک مبارک اور حکیمانہ ارشاد ہے کہ! ''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔'' اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے روحانی سلسلوں کے متعلق ایک قطعی اصول بیان فرمایا ہے اور اس اصول کے مطابق اور اسی کی روشنی میں متذکرہ بالا حدیث میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے مُراد ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد شروع ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بھی یقیناً تیس (۳۰) سال سے بھی کم عرصہ میں ملوکیت میں بدل جائے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۸)

مندرجہ بالا تحریرات میں جنبہ صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کا دورانیہ ۳۰ سال ہے۔ تو آپ ﷺ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کا دورانیہ آقا ﷺ کی خلافت کے دورانیہ سے کیسے زیادہ ہو سکتا ہے۔ اسے بنیاد بنا کر جنبہ صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا دورِ خلافت خلافت راشدہ کا دور تھا اور آپؓ کی وفات کے بعد کی خلافت ملوکیت اور محمودیت میں تبدیل ہو گئی۔

اس فارمولا کے مطابق آنحضرت ﷺ کی خلافت راشدہ کا دورانیہ ۳۰ سال اور حضرت مسیح موعودؑ کی خلافتِ راشدہ کا دورانیہ ۶ سال بنتا ہے۔ جو 1/5 کی نسبت بنتی ہے۔ جنبہ صاحب یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ غلام مسیح الزماں ہیں۔ جنبہ صاحب کے فارمولا کے مطابق کیسے ممکن ہے کہ جنبہ صاحب کے بعد ان کی خلافتِ راشدہ کا دورانیہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلافتِ راشدہ سے زیادہ ہو۔ اگر 1/5 کی نسبت کو دیکھا جائے تو جنبہ صاحب کے بعد ان کی خلافت کا دورانیہ ایک سال دو ماہ اور چند دن بنتے ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ غلام در غلام یعنی '**محترم عبدالغفار جنبہ صاحب (زکی غلام مسیح الزماں)**' جلسہ سالانہ 2012 کی ایک مجلس سوال وجواب جو مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوئی میں اپنے بعد قائم ہونے والی خلافتِ راشدہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ کہ آپ کی نظر میں موجودہ خلافت کا کیا مقام ہے؟ آپ کے بعد خلافت کیسے چلے گی؟

جواب:۔ ٹھیک ہے طبعی موت ہے میری، جانا ہے میں نے تو اس کے بعد جو خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے۔ کیونکہ میں خود خدا نے مجھے پیشگوئی مسیح موعود میں شامل کیا ہوا ہے کہ میں اس کا ظل کامل ہوں۔ تو وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے جو میرے خلیفے ہوں گے۔ اور بہت ساری باتیں آپ نے کہی ہیں کہ کیا بنے کا اس خلافت کا۔ اس کا میں نے بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ ۱۶ اگست کے لیکچر میں۔ اس کو سنیں تو ٹھیک ہے۔ یہاں پر وقت بچ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ تو خلافت چلے گی میرے بعد بھی۔ وہ خلیفۃ المسیح ہونگے اور میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ اے خدا جو بیماری امت محمدیہ کو لگی ملوکیت بن گئی بادشاہت بن گئی خلفاء راشدین ختم

ہو گئے یا جو بیماری احمدیت میں آ گئی۔ وہی آئی۔ میری دعا ہوتی ہے اللہ سے اکثر کہ اے خدا دوٹرم ہو گئیں ہیں ہم چاہتے ہیں مسلمان کہ تیسری دفعہ یہ بیماری نہ لگے۔ تو ہمیں بچانا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور اللہ تعالیٰ وہ لے کر آئے اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اب جو ٹرم چلے گی وہ مسیح ابن مریم کے بعد ہو گی تو ان کو بچانا یہ کام نہ کریں۔ اور میری کوشش بھی ہے اور دعا بھی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ایسا کچھ ضابطہ دے کر جاؤں اس دنیا میں اور کہہ جاؤں کہ اگر اس ضابطہ کے خلاف میرا جانشین کرے گا تو وہ ہمارا جانشین نہیں ہو گا۔ اور جیسے آپ نے منتخب کرنا ہے ویسے اسے گھر بھیج دینا۔ کیونکہ وہ اس لائق نہیں ہے۔ اگر چلے گا اس پے، صراطِ مستقیم پر چلے گا رشد و ہدائیت پر چلے گا تو وہ تمہارا امیر المومنین ہو گا تمہارا خلیفہ ہو گا اس پر عمل کرنا اس کے پیچھے چلنا ہے۔ لیکن جب دیکھو کہ یہ دائیں بائیں جا رہا ہے جیسا کہ پہلے ہوا ہمارے یا یہاں پر ہو رہا ہے۔ یا امت محمدیہ میں ہوا ہے تو پھر وہ خلیفہ نہیں ہو گا۔ وہ ملوک ہو گا بادشاہ ہو گا۔ یا جو بھی مذہبی آمر ہو تو اس کی جگہ خلافت نہیں ہے، میری جانشینی نہیں ہو گی اس کو گھر بھیج دو۔ اور جن لوگوں نے بنایا ہے میں چاہتا ہوں پورے قوائد و ضوابط تحریر کروں لیکن ابھی مجھے ٹائم نہیں مل رہا۔۔۔۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے بعد آنے والے جو لوگ ہوں گے اللہ انہیں ہدائیت بھی بخشے گا اور انہیں خوف بھی ہو گا کہ اگر ہم ایسی حرکت کریں گے تو جن لوگوں نے بنایا ہے وہ گھر بھی بھیج دیں گے۔ جب تک یہ تلوار نہیں لٹکے گی تب تک اس کا حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان ہے بشر ہے اس کے ساتھ نفس لگا ہوا ہے۔ کتنا بھی کوئی نیک انسان ہو، میں سب کو نہیں کہتا، لیکن بعض لوگ ایسے بھی آجاتے ہیں۔

میرا بھی جنبہ صاحب سے یہی سوال ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا تمیں (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضور ﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپ ﷺ کی رحلت کے تمیں (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپ ﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئے اِسلام ﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہو رہے؟؟؟

دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفٰے کیلئے

کیا آپ نے آنحضرت ﷺ سے اور حضرت مسیح موعودؑ سے بڑھ کر اپنی امت کی تربیت کی ہے؟

نمبر ۳: جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فنافی الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا کامل ظل بنایا تھا۔ اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظلی مشابہت پیدا کی تھی اسی طرح اُس نے اِن کی جماعتوں میں بھی باہم ظلی مشابہت پیدا کی ہے۔ یہ بات اِنتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظل اور اِس کا تسلسل ہے اور ظل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کر لے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں "یہ بات انتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظل اور اس کا تسلسل ہے اور ظل کے لئے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کرلے"

میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس فارمولا کا اطلاق صرف خلافت پر ہوتا ہے۔ ظل کو تو کسی طور بھی اصل پر برتری حاصل نہیں ہونی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی اور آپ آنحضرت ﷺ سے لمبی عمر پانے کے دعویدار ہیں۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ کا دور نبوت ۲۳ سال تھا اور آپ ۴۵ سالہ پروگرام پیش کررہے ہیں۔ کیا آپ کا ایسا کہنا توہین کے زمرے میں نہیں آتا ہے؟

رسول کریم ﷺ کے بعد انتخابِ خلافت کا طریق

خدائی جماعتوں کی شروع سے مخالفت ہوتی آئی ہے اور یہ سنت اب بھی جاری ہے۔ جہاں نظام جماعت پر کچھ اور اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہاں انتخاب خلافت پر بھی اعتراضات کئے جاتے رہتے ہیں۔ جماعت کے طریق انتخاب خلافت پر بات کرنے سے قبل آیئے دیکھتے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کا انتخاب کیسے ہوتا تھا۔

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد جب خلافت کا سوال پیدا ہوا اور انصار ایک جگہ اکٹھے ہو کر اس کا فیصلہ کرنا چاہ رہے تھے۔ بعض کا خیال تھا کہ خلیفہ انصار میں سے ہونا چاہیئے۔ بعض کہہ رہے تھے مہاجر اور انصار اپنا اپنا امیر مقرر کرلیں۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

انتخاب خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ

حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور اہل بیت کے افراد آنحضور ﷺ کے گھر میں تجہیز و تکفین کے کاموں میں مصروف تھے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا "اے ابو بکرؓ آیئے ہم انصار کے پاس چلیں۔ راستے میں ہمیں دو انصار بزرگ ملے انہوں نے یہ معلوم کر کے کہ ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جارہے ہیں۔ ہمیں فتنہ کے ڈر سے وہاں جانے سے منع کیا اور بتایا کہ وہ لوگ کسی اور طرف مائل ہو چکے ہیں تم اپنا کوئی الگ فیصلہ کر لو۔ وہاں جانا خطرناک ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! ہم تو ضرور وہاں جائیں گے۔" پھر جب سقیفہ بنو ساعدہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھ کر بیٹھا ہے۔ پتہ چلا کہ سردار خزرج سعد بن عبادہ کو بخار ہے۔ گویا اس بخار کی کیفیت میں امیر بنانے کے لئے اسے وہاں لایا گیا تھا۔ اس موقع پر انصار کا خطیب کھڑا ہوا اس نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے کہا

"ہم اللہ کے انصار اور اس کا لشکر ہیں" پھر انصار کے مناقب بیان کر کے مہاجرین کو مخاطب کیا کہ "آپ مہاجرین کی جماعت ہو۔ تمہاری قوم کے چند بدو چاہتے ہیں کہ ہمارا استیصال کریں اور امارت و حکومت سے ہمیں محروم کر دیں۔" حضرت عمرؓ کہتے ہیں جب وہ خاموش ہوا تو میں نے اس کا جواب دینا چاہا اور میں نے اس موقع کیلئے ایک بہت خوبصورت نقشہ ذہن میں اپنی تقریر کا سجایا ہوا تھا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے مجھے بات کرنے سے روک دیا۔ میں نے پسند نہ کیا کہ انہیں ناراض کروں کیونکہ مجھے حضرت ابو بکرؓ کا بہت لحاظ تھا۔ اور وہ مجھ سے کہیں زیادہ بردبار اور زیادہ باوقار تھے۔

پھر انصار کا ایک اور خطیب کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ "اے مہاجرین کی جماعت! رسول کریمؐ کسی بھی مہم کیلئے تمہارے ایک آدمی کے ساتھ ہمارا بھی ایک آدمی چنتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امارت و حکومت ہم دونوں کا حق ہے۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہیے۔" اس پر حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "رسول اللہؐ مہاجرین میں سے تھے اور ہمارا امام بھی مہاجرین میں سے ہوگا اور ہم اس کے انصار و مددگار ہونگے۔" حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے میری سوچوں سے کہیں بڑھ کر ایسی شاندار فی البدیہہ تقریر کی کہ مجمع پر ایک سکوت طاری ہو گیا۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز انصار کے فضائل و مناقب سے کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ سب ہمیں تسلیم! مگر امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ تعلق اور دینی و دنیوی وجاہت کے باعث قریش کا عرب میں ایک مقام ہے۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی خدمات کی بہترین جزا دے اور تمہارے اس

خطیب زیدؓ بن ثابت کی رائے کو قائم فرماوے۔ اس کے علاوہ کسی رائے پر اکٹھے ہونا ممکن نہیں۔" اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے دائیں حضرت عمرؓ اور بائیں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ تھے۔ جن کے ہاتھ پکڑ کر انہوں نے کہا کہ ان دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ "اس آخری فقرہ کے علاوہ جو مجھے ناگوار ہوا حضرت ابو بکرؓ کی باقی تقریر انتہائی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اختیار ہو کہ میری گردن کاٹ دی جائے گی یا مجھے ایسے لوگوں کا امیر بنایا جائے گا جس میں حضرت ابو بکرؓ موجود ہیں تو میں اپنی گردن کٹوا دوں لیکن ایسے لوگوں کا امیر بننا گوارا نہ کروں جن میں حضرت ابو بکرؓ جیسا عظیم الشان انسان موجود ہو۔" (بخاری کتاب الحدود، ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۵۱، بیہقی جلد ۸ صفحہ ۱۴۳)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۱۰ تا ۱۱)

اس موقع پر حضرت عمرؓ نے انصار کے نیک جذبات کو بہت خوبصورت انداز میں ابھارا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرتؐ نے آخری بیماری میں امام کسے مقرر کیا؟ تم میں سے کون گوارا کرے گا کہ انہیں اس مقام سے ہٹائے جس پر خدا کے رسول نے انہیں کھڑا کیا اور وہ حضرت ابو بکرؓ سے آگے بڑھ کر امامت کرائے۔ انصار میں خدا ترسی تھی انہوں نے کہا ہم میں سے کوئی بھی ایسا پسند نہیں کرے گا۔ ہم استغفار کرتے اور اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابو بکرؓ سے آگے بڑھیں۔ (ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ ۲۴۰، استیعاب جلد ۳ صفحہ ۹۷)

اس پر انصار میں سے حضرت زیدؓ بن ثابت نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا لوگو! یہی تمہارے امام ہیں ان کی بیعت کرو۔" حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا آپ ہاتھ بڑھائیں اور ہماری بیعت لیں۔" چنانچہ سب مہاجرین و انصار نے بیعت کی۔ انصار میں حضرت زیدؓ کے علاوہ حضرت بشیرؓ بن سعد اولین بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۸۳ و کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۳۰، ۱۴۰) (سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۱۱، ۱۲)

انتخاب خلافت حضرت عمر فاروقؓ

حضرت ابو بکرؓ نے آخری بیماری میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد فرمایا۔ ان کی سخت طبیعت کی وجہ سے بعض لوگوں کو پریشانی ہوئی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ آپ نے کسے جانشین مقرر کیا ہے۔ فرمایا "عمر کو" عرض کیا خدا کے حضور کیا جواب دیں گے فرمایا" میں عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں خدا کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ میں نے موجودہ لوگوں میں سے سب سے بہتر کو جانشین مقرر کیا۔ (ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۲۷۴) (سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۵۰)

انتخاب خلافت حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عمرؓ نے اپنے خداداد نور بصیرت سے استحکام خلافت کے سلسلہ میں عظیم الشان کردار ادا کیا اور انتخاب خلافت کا پختہ اصول رائج فرما دیا۔ آپ کی خدمت میں اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے اس سے پس و پیش کیا پھر ایک روز اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ''میری وفات کے بعد خلافت کا فیصلہ چھ افراد کی یہ کمیٹی کرے گی جن میں علیؓ بن ابی طالب، عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبداللہ، سعدؓ بن مالک ہونگے۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بوقت وفات ان سے راضی تھے۔ اور سنو میں تمہیں حکومت، عدل اور تقسیم مال کے بارے میں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔'' حضرت عمرؓ نے اس کمیٹی کو جسے آپ نے شوریٰ قرار دیا۔ ہدایت فرمائی کہ ''تم باہم مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کرنا۔ اگر تین طرف دو دو آراء ہو جائیں تو پھر مجلس شوریٰ ہی فیصلہ کرے گی ورنہ کثرت رائے کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ اگر دو طرف تین تین ہو جائیں تو عبدالرحمانؓ کی رائے جس طرف ہو گی وہ قبول کرنا۔'' اس طرح آپ نے گویا حضرت عبدالرحمانؓ کو کمیٹی کا کنوینر مقرر کر کے انہیں حتمی رائے کا حق دیا۔ نیز کمیٹی کو تین دن میں فیصلہ کا پابند کیا۔ انتخاب خلافت کی درمیانی مدت کے لئے آپ نے حضرت صہیبؓ رومی کو نمازوں کے لئے امام مقرر فرمایا۔ شوریٰ کے آخری فیصلہ کا انکار یا مخالفت کرنے والے کے لئے سخت احکامات جاری فرمائے۔ خلافت کمیٹی کے اراکین قدیم مہاجرین صحابہ تھے۔ اس کے اجلاس کو پرامن اور یقینی بنانے کے لئے مزید یہ اہتمام فرمایا کہ اپنی وفات سے چند لمحے قبل ایک مخلص اور وفا شعار عاشق رسول ﷺ انصاری صحابی حضرت ابو طلحہؓ کو جو مدینہ کے سرداروں میں سب سے صاحب اثر و ثروت تھے۔ پیغام بھجوایا کہ ''اے ابو طلحہؓ! آپ اپنی قوم کے پچاس انصار ساتھیوں کے ساتھ ان اصحاب شوریٰ کے ساتھ حفاظت کی ڈیوٹی دینا اور ان پر تیسرا دن گزرنے نہ دینا یہاں تک کہ وہ ارکان شوریٰ میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔'' احساس ذمہ داری کا یہ عالم تھا کہ انتظامات کرنے کے بعد پھر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ''اے اللہ! اب تو ان پر میری طرف سے جانشین اور نگہبان ہو جا۔''

(ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۶۱، ۶۲)

حضرت عمرؓ نے شوریٰ کمیٹی برائے خلافت میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی رکن نامزد کیا تھا مگر ساتھ ہدایت فرمائی کہ ان کا نام خلافت کے لئے پیش نہ ہو سکے گا۔

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۵۴، ۵۵)

۲۴ھ میں حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد خلافت کے انتخاب کے موقع پر شوریٰ کمیٹی کے سربراہ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کے فیصلہ کے مطابق حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے بیعت کی۔ پھر حضرت علیؓ اور تمام صحابہ نے جوق در جوق بیعت کی۔(ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۶۱تا۶۳)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۸۴)

انتخاب خلافت حضرت علیؓ

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے المناک واقعہ کے بعد موجود اصحاب رسولؐ اور دیگر سب لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت پر اتفاق کا اظہار کیا۔آپؓ نے فرمایا یہ تمہارا حق نہیں ہے بلکہ بدر میں شامل ہونے والے بزرگ صحابہ کا حق ہے۔ وہ جس شخص کے بارے میں متفق ہونگے وہی خلیفہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ تمام اصحاب بدر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سب آپ کو اس عہدہ کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ ہاتھ بڑھائیں اور ہماری بیعت لیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کہاں ہیں؟ چنانچہ سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے آپ کی بیعت کی۔ پھر حضرت زبیرؓ اور دیگر اصحاب نے بیعت کی۔(اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۱،۳۲)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۱۱۷،۱۱۸)

مندرجہ بالا حوالوں کے پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو صحابہ کی ایک جماعت نے منتخب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی میں حضرت عمرؓ کو اگلا خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی زندگی میں چھ رکنی خلافت کمیٹی تشکیل دی۔اور اس کمیٹی نے حضرت عثمانؓ کا انتخاب کیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کو جنگ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ نے متفقہ طور پر اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ چاروں خلفاء کا دورِ خلافت تقریباً ۳۰ سال بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ انجمن اور انتخاب خلافتِ ثانیہ

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت حکیم نورالدینؓ کو قادیان میں موجود تمام احمدیوں نے متفقہ طور پر اپنا امام اور خلیفہ مان کر آپ کی بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد ایک بار پھر یہ آواز بلند کی گئی کہ خلافت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب انجمن ہی تمام نظام کو چلانے کے لئے کافی ہے۔ اور وہی آپؑ کی جانشین ہے۔ اسی طرح بعد میں یہ بھی کہا جاتا رہا اور بعض احباب ابھی تک یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن نے خلافت ثانیہ کا انتخاب نہیں کیا۔ قبل ازیں انجمن کے قیام کے مقاصد اور اس کی ذمہ داریوں پر بات ہو چکی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب میں انجمن کا کیا کردار رہا۔ اس سلسلہ میں جنبہ صاحب کے چند حوالے بھی پیش خدمت ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ انجمن کی بابت تحریر فرماتے ہیں:

﴿۳﴾۔۔ جناب مولانا نادین محمد شاہد صاحب۔ آپ جانتے ہونگے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے ادارے کو ۱۹۰۶ء میں قائم فرمایا تھا۔ رسالہ الوصیت کے مطابق ہی آپؑ نے صدر انجمن احمدیہ کو اپنی جانشین قرار دیا تھا۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔۔۔۔ ''چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہیئں۔'' (ضمیمہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ۔ ۳۲۵)

حضرت بانئے جماعتؑ نے حضرت مولوی نورالدینؓ کو اپنی قائم کردہ انجمن کا صدر منتخب فرمانے کیساتھ ساتھ اپنے دیگر قریبی چودہ اصحاب کو اسکے ممبران منتخب فرمایا تھا۔ جن کے نام نامی درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ صدر (۲) مولوی محمد علی صاحب۔ سیکرٹری (۳) خواجہ کمال الدین صاحب۔ مشیر قانونی (۴) مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی (۵) صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (۶) نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیرکوٹلہ (۷) سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب۔ مدراس (۸) مولوی غلام حسن خاں صاحب رجسٹرار پشاور (۹) میر حامد شاہ صاحب۔ سیالکوٹ (۱۰) شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مالک انگلش ویرہوس لاہور (۱۱) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ لاہور (۱۲) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ لاہور (۱۳) ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب۔ لاہور (۱۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سرجن۔ (مجدد اعظم جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۰)

جناب مولانا نادین محمد شاہد صاحب آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام نے صدر انجمن احمدیہ کے متعلق یہ بھی فرمایا تھا۔ ''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے

ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔''(مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ حقیقت اختلاف مؤلف مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۷۶)

(آرٹیکل نمبر ۷۶, صفحہ نمبر ۷)

اس حوالہ کی تائید میں محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی ایک حوالہ درج فرما رہے ہیں۔

مولانا صاحب۔آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نور الدینؓ نے صدر انجمن احمدیہ کے متعلق کیا فرمایا تھا؟؟؟ آپؓ مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عید الفطر میں فرماتے ہیں۔

''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص (صدر انجمن احمدیہ۔ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہوگیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۶)۔میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور اِنکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقوی کی رائے سے،اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کردے گا؟ ہرگز نہیں۔پس تم کان کھول کر سنو۔اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اسلئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔''(خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹)

اسی مضمون کے صفحہ ۸ پر محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے موقعہ پر اپنے بزرگ والد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ جس کو آپؑ نے اپنی جانشین قرار دیا تھا کو رڈ کر کے اپنے مخصوص گروپ میں اپنا نام پیش کروا کر اور خوشامدی حواریوں سے تائید کروا کر اپنی خلافت کی لوگوں سے بیعت لے لی۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ جس کو آپؑ نے اپنی جانشین قرار دینے کے ساتھ اپنی وفات کے بعد اس انجمن احمدیہ کے اکثریتی فیصلہ کو درست اور قطعی قرار دیا تھا۔علاوہ اسکے حضورؑ کے خلیفہ اوّلؓ نے بھی حضورؑ کی قائم کردہ اس انجمن کو مجلس انتخاب قرار دیا تھا۔مولانا صاحب۔یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا اپنے بزرگ والد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبران کو رڈ کر کے اپنا انتخاب اپنی مجلس انصار اور اپنے حواریوں سے کروانا کیا حضورؑ کی منشاء اور مقصد کے مطابق تھا؟؟؟

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دیئے گئے حوالوں میں سے مندرجہ ذیل فقروں کو ہائی لائٹ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے فقرے یہ ہیں:

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔''اور

''اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد ہی کافی ہو گا۔''

اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پیش کردہ حوالہ کا مندرجہ ذیل فقرہ ہائی لائٹ کیا ہے۔

''واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔''

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ انجمن اور آپؑ کے ارشادات کو مانا یا اسے رد کر دیا۔

اس انجمن کے چودہ ارکان کے نام محترم جنبہ صاحب نے اوپر درج فرما دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس انجمن میں دو ممبران کا اور اضافہ کیا۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے۔

اس طرح اس انجمن کے ممبران کی کل تعداد سولہ ہو گئی۔ اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو شامل نہ کیا جائے تو ان ممبران کی تعداد پندرہ رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتقال کے بعد اس انجمن کے افراد دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروپ کی رائے تھی کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں بلکہ انجمن ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم مقام ہے۔ اور دوسرے گروپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپؑ کی قائم مقام انجمن نہیں بلکہ خلافت ہے۔ اس انجمن کے پندرہ میں سے آٹھ افراد خلافت کے حق میں تھے اور سات افراد خلافت کے حق میں نہیں تھے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد (میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی

ہونا چاہیئے۔)اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشاد (واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا) انجمن کے اکثریتی فیصلہ کے مطابق انتخاب خلافت عمل میں آیا۔

اس انجمن کے مندرجہ ذیل احباب خلافت کے حق میں تھے۔

۱۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ ۲۔ حضرت نواب محمد علی صاحبؓ

۳۔ حضرت مولوی سید محمد احسن امروہی صاحبؓ ۴۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ

۵۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ ۶۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراس

۷۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ۸۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے

اور اس انجمن کے مندرجہ ذیل افراد خلافت کے حق میں نہیں تھے۔

۱۔ حضرت مولوی محمد علی صاحبؓ ۲۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؓ

۳۔ حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحبؓ ۴۔ حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ

۵۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؓ ۶۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ

۷۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؓ

بعد میں حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ اور حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحبؓ نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اس طرح عملی طور پر اس انجمن کے صرف پانچ ممبرز نے آخری وقت تک خلافت کی مخالفت کی۔ حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحبؓ نے ۱۹۱۶ء کے آخر میں نبوت کے مسئلہ پر اختلاف ہونے کے باعث کچھ عرصہ کے لئے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی مگر بعد میں دوبارہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔

جب خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کی کاروائی شروع ہوئی۔ تو سب سے پہلے اس انجمن کے ایک ممبر حضرت نواب محمد علی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی نصیحت پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد اسی انجمن کے دوسرے ممبر حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحبؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا نام بطور خلیفہ ثانی پیش کیا۔ قادیان میں موجود تقریباً دو ہزار افراد نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(خاکسار نے یہاں اختصار سے ذکر کیا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷، جلد چہارم، صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۲۴ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔)

اس انجمن کی اکثریت نے خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حق میں رائے دی۔ لیکن مولوی محمد علی صاحبؓ نے مخالفت کی۔ اگر محترم جنبہ صاحب کے نزدیک مولوی محمد علیؓ صاحب ہی انجمن تھے اور وہی اکثریت میں تھے تو پھر محترم جنبہ صاحب یقیناً جانتے ہوں گے کہ اس انجمن کی اکثریت کا ایک اجتہاد یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں ہیں۔ تو پھر کیا ہمیں اس فیصلہ کو بھی مان لینا چاہیئے۔؟ یقیناً اُن کا یہ فیصلہ کسی بھی احمدی کو قبول نہیں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان ممبرانِ انجمن کی بابت کچھ اور بھی ارشاد فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے تحریر خدمت ہے۔

''حضرت خلیفہ اولؓ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا۔ ''تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا بلکہ میں اپنے میرزا کی مسجد میں کھڑا ہوں۔ نیز فرمایا۔ میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں انجمن مشیر ہے اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔'' اسی طرح فرمایا۔ ''جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو میں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا۔''

لوگوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کے جب یہ خیالات معلوم کئے تو گو جماعت کے بہت سے لوگ ان کے ہم خیال بن کر آئے ہوئے تھے مگر ان پر اپنی غلطی واضح ہو گئی اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ جو لوگ اس جلسہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ مجلس اس وقت ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے شیعوں کے مرثیہ کی مجالس ہوتی ہیں اس وقت لوگ اتنے کرب اور اتنے درد سے رو رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ مسجد ماتم کدہ بنی ہوئی ہے اور بعض تو زمین پر لیٹ کر تڑپنے لگ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملا بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔'' آپ کی اس تقریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کے دل صاف ہو گئے اور ان پر واضح ہو گیا کہ خلیفہ کی کیا اہمیت ہے۔

دوبارہ بیعت کا ارشاد: تقریر کے بعد آپ نے خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ وہ دوبارہ بیعت کریں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا۔ ''میں ان لوگوں کے طریق کو بھی پسند نہیں کرتا جنہوں نے خلافت کے قیام کی تائید میں جلسہ کیا ہے اور فرمایا جب ہم نے لوگوں کو جمع کیا تھا تو ان کا کوئی حق نہ تھا کہ وہ الگ جلسہ کرتے ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا۔ اور پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ طاقت دی ہے کہ میں اس فتنہ کو مٹا سکوں تو انہوں نے یہ کام خود بخود کیوں کیا۔'' چنانچہ شیخ یعقوب علی صاحب تراب سے بھی جو اس جلسہ کے بانی تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ دوبارہ بیعت کریں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب سے دوبارہ بیعت لی گئی۔ حضرت سیدنا محمود نے اس وقت یہ سمجھ کر کہ یہ عام بیعت ہے اپنا ہاتھ بھی بیعت کے لئے بڑھا دیا مگر خلیفہ اولؓ نے آپ کے ہاتھ کو پرے کر دیا اور فرمایا یہ بات تمہارے متعلق نہیں۔''

(تاریخ احمدیت، جلد ۳، صفحہ نمبر ۲۶۲، ۲۶۳)

مندرجہ بالا خطاب ۳۱، جنوری ۱۹۰۹ء کا ہے۔ بعد ازاں مورخہ ۱۶، جون ۱۹۱۲ء کو لاہور میں آپؓ نے جو تقریر ارشاد فرمائی اس کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے۔

''میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''انی جاعل فی الارض خلیفۃ''۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور منفسک الدم ہو گا مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدو الادم کی طرف لے آئے گی ان کی (داؤدؑ کی۔ ناقل) مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انار کسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما پر درود پڑھتے ہیں۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد ۳، صفحہ نمبر ۳۹۹، ۴۰۰)

میرے خیال میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے مندرجہ بالا ارشادات سے ان ممبران انجمن کے اخلاص کا اندازہ ہو گیا ہو گا۔ وہ لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جیسی عظیم ہستی کے خلاف ساز باز سے باز نہیں آئے وہ بعد میں کیسے مخلص ہو سکتے تھے۔ ان احباب کا واحد مقصد اختیارات کا حصول تھا اور اس کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہی انہوں نے کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کا بھی انکار کر دیا۔

محترم جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس انجمن کے متعلق ایک حوالہ بھی دیا ہے۔ جو اوپر درج کر چکا ہوں۔ یہ حوالہ شروع ہی ان الفاظ سے ہو رہا ہے۔

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص (صدر انجمن احمدیہ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔

محترم جنبہ صاحب جلدی میں حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔ مگر اسے غور سے پڑھتے نہیں۔ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمارہے ہیں۔

'جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا'۔ یہ فقرہ بڑا واضح ہے کہ خلافت کا انتخاب کرنا اس انجمن کی ذمہ داری نہیں تھی۔ بلکہ یہ کام خدا کا تھا۔ پھر حضورؓ فرماتے ہیں کہ 'ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے خلیفہ مانو' اس فقرہ کے ذریعے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ انجمن خلافت کے تابع کام کرے گی۔ خلافت سے بڑھ کر نہیں ہو گی۔

تمام خلفاء اور ممبران جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ان ارشادات کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور اس پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی احباب جو ان حوالوں کو پیش تو کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے، کو بھی ان ارشادات کی روح کو سمجھنے اور ان پر کامل ایمان کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

یہاں ایک اور بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں اس انتخاب کی بابت یہ فرمایا تھا۔

"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ۔ (:ایسے☆ لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنادے۔"

(نوٹ: یہاں وضاحت کر دینی چاہتا ہوں کہ میں نے یہاں صرف انتخاب کے حوالہ سے حضورؑ کا حوالہ درج کیا ہے۔ اس لئے اس سے اگلی تحریر جو انتخاب سے متعلق نہیں تھی درج نہیں کی۔)

حضورؑ کے واضح حکم کے بعد کہ جس شخص کا چالیس مومن انتخاب کریں وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا۔ یہ کہنا کہ انجمن انتخاب کی مجاز تھی۔ حضورؑ کے حکم کی خلاف ورزی اور محض شرارت ہے۔ نیز انجمن تو صرف چودہ افراد پر مبنی تھی۔ حضورؑ نے تو اس سے بڑھ کر چالیس افراد کی بات کی ہے۔

اور خدا کی قدرت دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا انتظام فرمایا کہ اس انجمن کی اکثریت نے بھی ایک شخص کا انتخاب کیا اور مومنوں کی کثیر تعداد نے بھی اسی شخص کا انتخاب کیا۔ اس طرح ہر قسم کے اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کر دیا۔ اگر یہ ہوتا کہ محض انجمن سے انتخاب

یافتہ کو خلیفہ مقرر کر دیا جاتا تو معترضین نے کہنا تھا کہ انتخاب تو چالیس مومنوں نے کرنا تھا مگر یہ ایک سازش کے تحت اس محدود کمیٹی سے انتخاب کر والیا گیا ہے۔اور اگر محض ممبران جماعت کے ذریعہ انتخاب عمل میں آجاتا تو انہی لوگوں نے کہنا تھا کہ دیکھو انجمن کو نظر انداز کر دیا گیا۔اس لئے اللہ تعالٰی نے ہر دو طریق سے انتخاب کروا کر ان ناقدین کے منہ بند کر دیئے۔اور یہ خدا اور اس کی جماعت کی سچائی کی نشانی ہے۔اللہ اکبر۔

جماعتِ احمدیہ میں انتخابِ خلافت کا طریق

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب 'الوصیت' میں جہاں اپنے بعد قدرتِ ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی وہاں انتخابِ خلافت کے حوالے سے بھی ان الفاظ میں نصیحت فرمائی۔

''اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ☆

☆ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس ۴۰ مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۶)

بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ حضور نے جس انجمن کا قیام فرمایا تھا وہ دراصل خلافت کے انتخاب کی کمیٹی ہے۔ حضورؑ کا مندرجہ بالا اقتباس اس خیال کی نفی کرتا ہے۔ حضورؑ نے جو انجمن قائم کی تھی اس کے ممبران کی تعداد ۱۴ تھی۔ جبکہ یہاں حضورؑ واضح فرما رہے ہیں کہ جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے وہ اس بات کا اہل ہوگا کہ میرے بعد لوگوں سے بیعت لے۔

اب ہم انتخاب خلافت اولیٰ کے طریق کو دیکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جب آپؑ کے جسد مبارک کو قادیان میں لایا گیا۔ تو قادیان میں موجود تمام صحابہ نے متفقہ طور پر حضرت حکیم نور الدینؓ کو اپنا خلیفہ چنا۔ تاریخ احمدیت میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کی خلافت پر قوم کا اجماع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے معاً بعد جماعت کے سامنے سب سے پہلا اور اہم مسئلہ جو پیش آیا وہ آپ کے خلیفہ کا انتخاب تھا۔ پوری جماعت کی نگاہیں خدائی تصرف کے تحت ابتداء ہی سے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ مخالفین تک پہلے ہی سے آپ کو مرزا صاحب کا خلیفہ قرار دیتے تھے۔ مگر ظاہری اور مادی نقطہ نگاہ سے پوری قوم کو خلافت تلے جمع کرنے کی منظم اور جماعتی سطح پر تحریک کا سہرا خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سیکرٹری انجمن احمدیہ کے سر ہے۔ جنہوں نے ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی نعش مبارک کے قادیان پہنچتے ہی باغ میں بیعت خلافت کے لئے مولوی محمد علی صاحب کو تحریک کی۔ اور ذکر کیا کہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت مولوی نورالدین صاحب ہوں''۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ ''بالکل صحیح ہے اور حضرت مولوی صاحب ہی ہر طرح سے اس بات کے اہل ہیں۔'' خواجہ صاحب نے کہا۔ ''یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ سب احمدی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔'' مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ ''اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہی الوصیت کا منشاء ہے۔'' خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ ''چونکہ وقت بڑا نازک ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے اور احمدیوں کے حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں۔'' اس پر مولوی صاحب بھی بیعت کے لئے رضامند ہو گئے۔ مولوی محمد علی صاحب کو قائل کرنے کے بعد خواجہ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے دوسرے اکابر مثلاً شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو لے کر نواب محمد علی صاحب کے پرانے مکان پر پہنچے اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ذریعہ سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو بھی بلوا بھیجا۔ اور پوچھا کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی تکفین و تدفین سے قبل صحابہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ اسی طرح ہم حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مولوی صاحب نے اس کی پوری پوری تائید کی۔ نیز مشورہ دیا کہ حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب سے مشورہ کر لینا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب باغ سے بلوائے گئے۔ آپ نے نہایت کشادہ پیشانی سے اتفاق رائے کرتے ہوئے کہا کہ ''حضرت مولوی صاحب سے بڑھ کر کوئی نہیں اور خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اور حضرت مولوی صاحب ہی خلیفہ ہونے چاہئیں ورنہ اختلاف کا اندیشہ ہے۔ اور حضرت اقدس کا الہام ہے کہ اس جماعت کے دو گروہ ہوں گے ایک کی طرف خدا ہو گا اور یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔'' اس کے

بعد یہ حضرات باغ میں پہنچے۔اور حضرت میر ناصر نواب صاحب سے دریافت کیا۔انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب ہی کی خلافت کی تائید کی۔ازاں بعد خواجہ کمال الدین صاحب جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے توانہوں نے بھی یہی فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب موصوف سے بڑھ کر کون اس کے قابل ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا جانشین ہو۔ چنانچہ اہل بیت سے مشورہ اور تسلی بخش جواب کے بعد خواجہ صاحب حضور کے دوسرے ساتھیوں کو لے کر حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں گول کمرہ میں حاضر ہوئے اور مناسب رنگ میں بیعت خلافت کے لئے عرضداشت کی۔ آپ نے کچھ تامل کے بعد فرمایا۔ ''میں دعا کے بعد جواب دوں گا۔'' چنانچہ پانی منگوایا گیا۔ آپ نے وضو کیا اور غربی کوچہ کے متصل دالان میں (اور مفتی صاحب کی روایت کے مطابق) نواب صاحب کے مکان میں جہاں مولوی شیر علی صاحب کے دفتر کا کمرہ تھا۔ نماز نفل پڑھی اور سجدہ میں گر کر بہت روئے۔ اس عرصہ میں یہ وفد باہر صحن میں انتظار کرتا رہا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلو ہم وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر ہے۔ اور جہاں ہمارے بھائی انتظار میں ہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب تمام حاضرین سمیت باغ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت کی نعش مبارک باغ ہی میں رکھی تھی۔ اور سب لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ یہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کھڑے ہو کر تمام جماعت کی طرف سے ایک تحریر پڑھی جس میں آپ کی خدمت میں بیعت کی درخواست تھی۔ اور اس پر جماعت کے سب ہی اکابر کے دستخط ثبت تھے۔

<u>حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر</u>: احباب جماعت کی درخواست سننے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت و استعاذہ کے بعد آیت و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یا مرون بالمعروف و ینھون عن المنکر پڑھی اور فرمایا۔ ''میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب ہو چکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئیں ہیں مگر آپ ﷺ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے منتخب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے''۔۔۔۔۔ اس کے بعد فرمایا:۔

"میری پچھلی زندگی میں غور کر لو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہر گز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اس لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ (یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب، میر ناصر نواب صاحبؓ، نواب محمد علی خان صاحبؓ۔ ناقل)۔۔۔۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔۔۔۔۔۔ پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائید کا نام لیا ہے۔ ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا خیال ان ہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جناب ابو بکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سخت شور و شر اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا۔ کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے پس اس کو بھیج دیا ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ و لیعکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کا زمانہ آگیا اس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد ابو بکرؓ

کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر ابو بکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔ غرض کئی ایسے کام ہیں۔

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔ ولتکن منکم امۃ ید عون الی الخیر۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی ہے۔"

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۸۷ تا ۱۹۱)

مندرجہ بالا پوری کاروائی میں کہیں نظر نہیں آتا کہ انجمن نے خلیفہ کو منتخب کیا۔ ہاں خواجہ کمال الدین صاحبؓ جو انجمن کے سیکرٹری تھے انہوں نے مختلف لوگوں سے رابطہ کر کے حضرت حکیم نورالدینؓ کے نام کی تجویز پیش کی۔ مگر کسی انجمن کا کوئی ایسا اجلاس نہیں ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ بلکہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر تمام احبابِ جماعت کا تھا۔

اس کے بعد خلافت ثانیہ کے انتخاب کو دیکھتے ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی زندگی میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت تحریری طور پر ایک وصیت لکھ کر کسی کو دی تھی۔ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد جماعت میں ایک فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اس کے نتیجہ میں جماعت دو دھڑوں میں بٹ گئی۔ وہ گروپ جو خلافت کا حامی تھا، انہوں نے متفقہ طور پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو اپنا خلیفہ منتخب فرمایا۔ اس کی تفصیل اوپر بیان کی جاچکی ہے۔

بعدازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۵۷ء میں ایک خلافت کمیٹی قائم فرمائی۔ مجلس شوریٰ نے اس کمیٹی کو منظور فرمایا۔ اس کمیٹی کے ممبران کچھ اس طرح ہیں:

۱۹۵۶ء کے موقعہ پر آئندہ خلافت کے انتخاب کے متعلق یہ بیان فرمایا تھا کہ پہلے یہ قانون تھا کہ مجلس شوریٰ کے ممبران جمع ہو کر خلافت کا انتخاب کریں۔ لیکن آجکل کے فتنہ کے حالات نے اِدھر توجہ دلائی ہے کہ تمام ممبران شوریٰ کا جمع ہونا بڑا لمبا کام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر منافق فتنہ کھڑا کر دیں۔ اس لیے اب میں تجویز کرتا ہوں جو اسلامی شریعت کے عین مطابق ہے کہ آئندہ خلافت کے انتخاب میں مجلس شوریٰ کے جملہ ممبران کی بجائے صرف ناظران صدر انجمن احمدیہ، ممبران صدر انجمن احمدیہ، وکلاء تحریک جدید، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ افراد (جن کی تعداد اس غرض کے لئے اس وقت تین ہے۔ یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب میاں عبداللہ خان صاحب) جامعۃ المبشرین کا پرنسپل، جامعہ احمدیہ کا پرنسپل اور مفتی سلسلہ احمدیہ مل کر فیصلہ کیا کریں۔

بعدازاں اس میں اضافہ کر دیا گیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

مجلس انتخاب خلافت کے اراکین میں اضافہ

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علماء سلسلہ اور دیگر بعض صاحبان کے مشورہ کے مطابق مجلس انتخاب خلافت میں مندرجہ ذیل اراکین کا اضافہ فرمایا۔

۱۔ مغربی پاکستان کا امیر اور اگر مغربی پاکستان کا ایک امیر مقرر نہ ہو تو علاقہ جات مغربی پاکستان کے امراء جو اس وقت چار ہیں۔ ۲۔ مشرقی پاکستان کا امیر، ۳۔ کراچی کا امیر، ۴۔ تمام اضلاع کے امراء، ۵۔ تمام سابق امراء جو دو دفعہ کسی ضلع کے امیر رہ چکے ہوں۔ گو انتخاب خلافت کے وقت امیر نہ ہوں۔ (ان کے اسماء کا اعلان صدر انجمن احمدیہ کرے گی)، ۶۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان، ۷۔ ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان، ۸۔ تمام زندہ رفقاء کرام کو بھی انتخاب خلافت میں رائے دینے کا حق ہو گا۔ (اس غرض کے لیے رفیق وہ ہو گا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہو اور حضورؑ کی باتیں سنی ہوں اور ۱۹۰۸ء میں حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت اس کی عمر کم از کم بارہ سال کی ہو۔ صدر انجمن احمدیہ تحقیقات کے رفقاء کرام کے لیے سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی اور ان کے

ناموں کا اعلان کرے گی)۔۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین رفقاء میں سے ہر ایک کا بڑا لڑکا انتخاب میں رائے دینے کا حقدار ہو گا بشرطیکہ وہ مبائعین میں شامل ہو۔ اس جگہ رفقاء اولین سے مراد وہ احمدی ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب میں فرمایا ہے۔ (ان کے ناموں کا اعلان بھی صدر انجمن احمدیہ کرے گی)۔

۱۰۔ ایسے تمام مبلغین سلسلہ احمدیہ جنہوں نے کم از کم ایک سال بیرونی ممالک میں تبلیغ کا کام کیا ہو اور بعد میں تحریک جدید نے کسی الزام کے ماتحت انہیں فارغ نہ کر دیا ہو۔ (ان کو تحریک جدید سرٹیفیکیٹ دے گی اور اُن کے ناموں کا اعلان کرے گی)۔

۱۱۔ ایسے تمام مبلغین سلسلہ احمدیہ جنہوں نے پاکستان کے کسی صوبہ یا ضلع میں رئیس التبلیغ کے طور پر کم از کم ایک سال کام کیا ہو اور بعد میں ان کو صدر انجمن احمدیہ نے کسی الزام کے ماتحت فارغ نہ کر دیا ہو۔ (انہیں صدر انجمن احمدیہ سرٹیفیکیٹ دے گی اور اُن کے ناموں کا اعلان کرے گی۔

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۱۶۹، ۱۷۰)

اس فارمولا کے مطابق خلافت کمیٹی کے ممبران مندرجہ ذیل احباب ہیں۔

ناظران و ممبران صدر انجمن احمدیہ، وکلا تحریک جدید، پرنسپل جامعہ احمدیہ اور مفتی سلسلہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے، امراء ممالک، صوبائی، ضلعی، صحابہ کرام نیز ۱۹۰۱ء سے قبل بیعت کرنے والے صحابہ کے بڑے بیٹے۔ اس وقت ان تمام ممبران کی تعداد ۳۸۷ بنتی تھی۔

وقت کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور ان کے بڑے بیٹے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان یعنی بیٹے وفات پا جانے کے باعث اس لسٹ سے نکل گئے۔ لیکن دوسری طرف امراء ممالک و اضلاع میں اسی قدر اضافہ ہو گیا۔

احباب کی معلومات کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر امراء ممالک و اضلاع کا تقرر انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔

امیر ضلع کا انتخاب صدران جماعت کرتے ہیں۔ اور صدران جماعت کا انتخاب ممبران جماعت کے ذریعے ہوتا ہے۔ ایسے ہی امیر ملک کا انتخاب ممبران شوریٰ کرتے ہیں۔ اور ممبران شوریٰ کا انتخاب ہر جماعت کے ممبر کرتے ہیں۔ گویا امیر ضلع یا امیر ملک اپنے اپنے ضلع یا ملک کا منتخب شدہ نمائندہ ہوتا ہے۔

ممبران انتخاب کمیٹی کی اکثریت منتخب شدہ ممبران پر مبنی ہوتی ہے۔اور یہ تعداد سینکڑوں میں ہے۔

وقتاً فوقتاً اس انتخاب کمیٹی پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تنخواہ دار ممبران ہیں یا نامزد کردہ ممبران ہیں۔یا ان کی تعداد بہت کم ہے۔وغیرہ وغیرہ

تنخواہ دار یا نامزد شدہ ممبران کی تفصیل اوپر بیان کر چکا ہوں جو منتخب شدہ ممبران کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ لیکن وہ احباب جو یہ شور مچاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک انجمن بنائی تھی اور وہی انتخاب خلافت کی مجاز تھی۔ کیا ان کو معلوم ہے کہ وہ تمام ممبران نامزد شدہ تھے۔ نیز ان کی تعداد صرف ۱۴ تھی۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب 'الوصیت' میں ارشاد فرمایا ہے

'ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا'۔(رسالہ الوصیت، صفحہ ۱۱)

جبکہ اس انتخاب کمیٹی کے ممبران کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

میرا ہر ایسے شخص سے جو اس انتخابی کمیٹی پر اعتراض کرتا ہے یہ چیلنج ہے کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ یہ کمیٹی درست نہیں تو وہ اس کے مقابل پر اس سے بہتر کوئی کمیٹی تجویز کرے جو قابل عمل بھی ہو۔ یہ میرا یقین ہے کہ اس سے بہتر قابل عمل کوئی کمیٹی ہو ہی نہیں سکتی۔

ایک اعتراض: انتخاب خلافت کی بجائے نامزدگی؟

خدائی جماعتوں کی شروع سے مخالفت ہوتی آئی ہے اور یہ سنت اب بھی جاری ہے۔ جہاں نظام جماعت پر کچھ اور اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہاں انتخاب خلافت پر بھی اعتراضات کئے جاتے رہتے ہیں کہ انتخاب کی بجائے نامزدگی کی جاتی ہے۔ یہ الزام بھی دیگر الزامات کی طرح غلط اور بے بنیاد ہے۔ جماعت کے طریق انتخاب خلافت پر بات کرنے سے قبل آیئے دیکھتے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کا انتخاب کیسے ہوتا تھا۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي مَرَضِهِ " ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولَ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى . وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلاَّ أَبَا بَكْرٍ " .

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنی بیماری کے دوران فرمایا۔ اپنے والد اور بھائی کو بلوالو تاکہ میں انہیں ایک تحریر لکھ دوں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کئی دعویدار اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ کوئی کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن ابو بکر کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہونگے۔

(صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضى الله عنه)

اسی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”قال رسول الله ﷺ فی مرضه لقد همّمتُ ان ارسل الی ابی بکر حتّٰی اکتب کتاباً فاعهد ان یتمنّٰی المتمنون و یقول قائل انا اَولٰی ثمّ قلتُ یابی اللّٰه و یدفع المؤمنون۔“ (بخاری) یعنی ”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی مرضِ موت میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر کو بُلا کر اُن کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ جاؤں تا کہ میرے بعد دوسرے لوگ خلافت کی تمنا میں کھڑے نہ ہو جائیں۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابوبکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں مگر پھر میں نے اِس خیال سے یہ اِرادہ ترک کر دیا کہ خدا تعالیٰ ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت قبول کرے گی۔“

(اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۱۱۔۱۲)

مندرجہ بالا روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے واقعی اپنی زندگی میں اپنے کسی صحابی کو اپنا جانشین یا خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا لیکن پھر بھی اپنی مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی جگہ اِمام الصلوٰۃ مقرر فرما کر ایک طرح اپنی جانشینی کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرما دی تھی۔ مزید برآں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ بھی اِرشاد فرمایا تھا کہ! ”الخلافة ثلا ثون عاماً ثم یکون بعد ذٰلك الملك۔“ (مسند احمد) یعنی ”میرے بعد خلفاء کا سلسلہ تیس (۳۰) سال رہے گا اور اِسکے بعد ملوکیت قائم ہو جائے گی۔“ (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکرؓ کو اپنی جگہ امام الصلوٰۃ مقرر فرما کر ایک طرح اپنی جانشینی کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرمادی تھی۔

گو جماعت میں انتخابِ خلافت کا ایک باقاعدہ طریق ہے جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ اس کے باوجود اگر جنبہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں انتخاب کی بجائے نامزدگی ہوتی ہے۔ تب بھی یہ کوئی وجہ اعتراض نہیں۔ اس طرح کر کے بھی سنتِ رسول ﷺ پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرنا باعثِ ثواب ہے۔

امامت اور اطاعت

اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وحدانیت کو پسند کرتا ہے۔اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کی اصلاح، رہنمائی اور اسے یکجا رکھنے کا بھی بندوبست فرمایا۔اوراس کے لئے اپنے نبی مبعوث فرماتا رہا۔اللہ تعالیٰ نے ان نبیوں پر ایمان لانے کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ نبی جہاں پر ہماری اصلاح اور رہنمائی فرماتے ہیں۔ وہاں ہمیں اکٹھے رہنے کا درس بھی دیتے ہیں۔ یہ انبیاء ہمارے لئے ایک امام یا امیر کا کام بھی کرتے ہیں۔ جس طرح بغیر گڈریے کے ریوڑ بکھر جاتے ہیں۔اور جنگلی جانوروں کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ ریوڑ کو اکٹھا رکھنے کے لئے ایک گڈریے کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح بنی نوع انسان کو دنیاوی مسائل سے بچانے کے لئے یہ انبیاء ایک گڈریا کا کام کرتے ہیں۔ ایک امام یا امیر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں تاکید فرمائی کہ اگر تم کسی سفر کے لئے بھی نکلو تو اپنا ایک امیر مقرر کر لو۔ یہ امام یا امیر کی اہمیت کی طرف توجہ دلانے کے لئے ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو الگ الگ ہو گئے اور انہوں نے اختلاف کیا۔بعد اس کے کہ اُن کے پاس کھلے کھلے نشانات آ چکے تھے۔اور یہی ہیں وہ جن کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

(سورۃ الاعمران ۳:۱۰۴تا۱۰۶)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ تاکید کر رہا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کا واحد ایک طریقہ ہے کہ سب ایک امام کی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محض حکم نہیں دیا بلکہ اس کا انتظام بھی فرمایا اور ایک امام کو مامور فرمایا۔ اور پھر اس امام کے تابع ایک خلافت کا نظام قائم فرمایا۔ آج امتِ مسلمہ جن مصائب کا شکار ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خدا کے اس حکم کو بھلا دیا اور فرقوں میں بٹ گئے۔ انہیں اس بات کا احساس بھی ہے۔ اسی لئے مختلف اطراف سے خلافت کے قیام کی آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے کوششیں بھی کی جاتی ہیں۔ مگر انسان کے قائم کردہ امام اور خدا کے قائم کردہ امام میں بڑا فرق ہے۔ حقیقی امام وہی ہو گا جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو گا اور اس کے ساتھ خدا کی تائید ہو گی۔

کسی امام پر ایمان لانے کے بعد اطاعت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہمارے آقا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر امیر منقہ کے سر والا بھی ہو تو اس کی کامل اطاعت کرو۔ اور کامل اطاعت کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایمان لانے کے بعد ہم اس ہستی کی بیعت کرتے ہیں۔ اور بیعت کے معنی ہوتے ہیں بک جانا۔ اس کے بعد ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ جو مالک کہہ رہا ہے وہی درست ہے۔ یہ وحدانیت ہے۔ اور مذہب ہمیں وحدانیت کا سبق دیتا ہے۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک شریعت۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی وحدانیت میں ہماری بقا ہے۔ وہ قومیں، وہ معاشرے اور وہ گھر تباہ ہو جاتے ہیں جو اس فلسفہ کو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت اور رہنمائی کے لئے ہمیں دن میں پانچ بار نماز باجماعت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ اس نماز باجماعت میں زندگی کا فلسفہ چھپا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنا ایک امام مقرر کر لو اور پھر اس کے ہر اشارے پر کسی چون وچرا کے بغیر عمل کرو۔ اگر کہیں محسوس کرو کہ شاید امام سے کوئی بھول ہو گئی ہے تو ایک بار 'سبحان اللہ' کہہ کر امام کو توجہ دلا دو۔

توجہ دلانے کا بھی بہترین طریقہ بتایا کہ کہو سبحان اللہ یعنی غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس لفظ سبحان اللہ میں مقتدی اور امام دونوں کے لئے ایک سبق ہے۔ نہ مقتدی یہ خیال کرے کہ یہ کیسا امام ہے جو غلطی کرتا ہے۔ اس لفظ کے ذریعے سمجھا دیا کہ غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے اور بشر ہونے کے ناطے امام سے غلطی ہو سکتی ہے اس لئے اسے کسی فتنے کا باعث نہ بناؤ۔ یہ نہیں کہا کہ اگر امام تمہاری بات پر توجہ نہیں دیتا تو اپنی مرضی سے نماز ادا کرنی شروع کر دو یا تم شور مچانا شروع کر دو۔ سبحان اللہ کے تکرار کی اجازت

نہیں دی۔ بلکہ فرمایا ایک بار توجہ دلانے کے بعد مقتدی کا حق ادا ہو گیا۔ اس کی نماز ہو گئی۔ امام کی عزت لازم ہے۔ اور اس کی کامل اطاعت لازم ہے۔ اس میں برکت ہے۔ اور خدا کو یہی بات پسند ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کہہ دیتا کہ امام کو توجہ دلاؤ اگر وہ بات مان لے تو ٹھیک ہے ورنہ تم اپنی علیحدہ نماز پڑھنی شروع کر دو۔ ایسی کوئی تعلیم نہیں ہے۔

اور اسی لفظ سبحان اللہ کے ذریعے امام کو بھی بتادیا کہ غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس لئے کوئی امام یہ نہ سمجھ لے کہ اس سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی توجہ دلائے تو اس پر غور کر لے اگر سمجھے کہ غلطی ہو گئی ہے تو اصلاح کر لے اور اگر سمجھے کہ غلطی نہیں ہوئی تو نماز کو ویسے ہی جاری رکھے۔ اور ایسا نہ کرے کہ نماز ختم ہونے کے بعد سبحان اللہ کہنے والے پر ناراض ہونا شروع کر دے کہ تم نے ایسی جرات کیوں کی۔

بعض احباب اسے جبر کا نام دیتے ہیں۔ کہ ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں۔ جبکہ یہ جبر نہیں ہے اس کے بغیر کوئی نظام چل ہی نہیں سکتا۔ کسی بھی نظام کو کامیابی سے چلانے کے لئے ایک امام اور اس کی کامل اطاعت بہت ضروری ہے۔ دنیاوی معاشرہ تو آپ کو سبحان اللہ کہنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ میں نے جب عملی زندگی کا آغاز کیا اور پہلے دن اپنے باس کے دفتر میں داخل ہونے لگا تو باس کے دروازے پر ایک سٹکر لگا دیکھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔

THREE RULES OF JOB

Rule # 1:	Boss is always right.
Rule # 2:	If you feel, he is wrong.
Rule # 3:	Follow the rule No.1

اسلام تو بہت پیارا دین ہے۔ یہ ہمیں اپنی بات کہنے کا پورا حق دیتا ہے۔ لیکن ایک طریقہ کے ساتھ۔ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تم انتشار پھیلاؤ۔ امام کے مقام کو سمجھتے ہوئے نیک نیتی سے اس کے مقام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احترام کے ساتھ اپنی بات اس تک پہنچا دو۔ اس کے بعد تمہارا حق ادا ہو گیا۔

اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ امام یا یہ نظام درست نہیں تو اسلام زبردستی نہیں روکتا۔ آپ چاہو تو علیحدہ ہو جاؤ۔ لیکن اس نظام کے اندر رہتے ہوئے پھر اس امام اور اس کے قائم کردہ نظام کی کامل اطاعت کا حکم دیتا ہے۔

جماعت اور امام کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ـ رضى الله عنهما ـ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " **مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلاَّ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً** ".

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے جعد ابی عثمان نے بیان کیا، ان سے ابورجاء العطاردی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے امیر کی کوئی ناپسند چیز دیکھی تو اسے چاہئے کہ صبر کرے اس لیے کہ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی اختیار کی اور اسی حال میں مرا تو وہ جاہلیت کی سی موت مرے گا۔

(صحيح بخاری، كتاب الفتن،باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم " سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا)

ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہیں خدا کے قائم کردہ امام اور پھر اس کی خلافت کی بیعت کی توفیق ملی۔ آج وہ احباب جو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو طرح طرح کے نام دے رہے ہیں۔ جو اس خلافت کو نقصان پہنچانے کے لئے دن رات اپنی ناکام کوششوں میں سر گرم ہیں۔ انہیں ذرا گردن گھما کر اس نعمت سے محروم لوگوں کو دیکھ لینا چاہیئے کہ ان کا کیا حال ہے۔ ان کا کوئی گڈریا نہیں اور ان پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں انہیں بچانے والا کوئی نہیں۔ ہر کوئی اپنی مرضی سے جدھر دل کرتا ہے بھاگ رہا ہے۔ آج وہ سب خلافت کی ضرورت پر چیخ رہے ہیں۔ اور جن کے پاس یہ نعمت ہے وہ اس کے خلاف بر سرِ پیکار ہیں۔ جو خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ایسے لوگوں کو خدا مقام عبرت بنا دیتا ہے۔

آج دنیا میں خدا اگر کسی کے ساتھ کھڑا نظر آ رہا ہے تو صرف اس جماعت کے ساتھ ہے جس کا ایک امام ہے۔ خدا خلافت کے ساتھ ہے۔ اور اس خلافت کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو کاٹ کر پھینک رہا ہے۔ اس خلافت کی خود حفاظت فرما رہا ہے۔ اور یہ اس خلافت کی سچائی کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔

خلفاء اور نظامِ جماعت

پر کئے گئے اعتراضات

کے جوابات

خلفاء اور نظام جماعت پر کئے گئے الزامات کے جواب

محترم جنبہ صاحب اور چند دیگر احباب کی طرف سے خلفاء اور نظام جماعت پر بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ بعض غلطیوں یا نقائص کا ذکر کر کے خلفاء اور نظام جماعت کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب دینے سے پہلے چند باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں انسان کا قائم کردہ کوئی بھی نظام غلطیوں سے پاک نہیں۔ غلطیوں سے پاک صرف خدا کی ذات ہے اور اس کا قائم کردہ نظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ

"خلیفہ بننے سے قبل میں چائنا کا ایک رسالہ منگواتا تھا۔ اس رسالہ میں چین اور وہاں کے نظام کا اس طرح ذکر کیا جاتا تھا کہ وہ ہر قسم کے نقائص سے پاک معاشرہ ہے۔ اس کے بعد مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں بھی خامیاں اور نقائص موجود ہیں۔ واپس آکر میں نے اس رسالہ کے ایڈیٹر کو لکھا کہ جہاں تم اپنی خوبیاں بیان کرتے ہو وہاں اپنے نقائص کا بھی ذکر کیا کرو تا کہ تمہاری باتیں حقیقت پر مبنی معلوم ہوں"

اس کے بعد حضورؒ نے فرمایا۔ "ہم بھی اس معاشرہ کا حصہ ہیں۔ ہم میں بھی بشری کمزوریوں کا پایا جانا فطری بات ہے۔ ہمارے ارد گرد کے ماحول کا ہم پر اثر ہوتا ہے۔ مگر تنقید کرنے والوں کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ اس معاشرہ میں رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دوسروں سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔"

(خاکسار کو اصل حوالہ نہیں مل سکا۔ مگر میری یادداشت کے مطابق آپؒ کے ارشاد کا یہی مفہوم تھا)

اگر ہم تعصب کی عینک کو اتار کر دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت دنیا میں جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کے احکامات پر سب سے زیادہ عمل پیرا ہے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ اس کے باوجود جب بھی کہیں کوئی خامی یا کمزوری پیدا ہوتی ہے، خلیفۂ وقت فوراً اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور اس کو چھپانے کی بجائے ایم ٹی اے کے

ذریعہ پوری جماعت کو متنبہ کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں۔ اور ایسا کوئی سچا ہی کر سکتا ہے۔ اور وہی کر سکتا ہے جسے خدا کی مدد اور تائید حاصل ہو۔

بعض احباب خلفاء کی کہی بعض باتوں پر اعتراض کرتے ہیں اسے غلط کہتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے اور میں خدا کو حاضر جان کر یہ بات کر رہا ہوں اور یہ بات محض اعتقاد کی وجہ سے نہیں کہہ رہا کہ بعض اوقات مجھے بھی خلفاء کی کہی کسی بات کی سمجھ نہیں آتی۔ مگر میرا یہ طریق ہے کہ میں اس کہی گئی بات کو سمجھنے کے لئے تحقیق کرتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔ اور آخر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو بات خلیفہ وقت نے کہی تھی وہ سو فیصد درست تھی۔

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد اکثر بیان کرتے ہیں **"عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتی"**۔ ہمارا علم بہت محدود ہے۔ ہم چیزوں کو اپنے نظریہ اور اپنی سوچ کے مطابق دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی چیز ہمیں ہمارے نظریہ یا سوچ سے متصادم نظر آتی ہے تو ہم فوراً اسے غلط کہہ دیتے ہیں۔ ہم اپنے نظریہ یا سوچ کو پرکھنے یا بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور دوسروں سے یہ توقع یا ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ وہ اپنی سوچ یا نظریہ کو تبدیل کریں اور ہماری نظر سے دیکھیں۔ جو درست نہیں ہے۔ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ کار رائج ہے وہ درست ہے۔ ایسے ہی بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ فلاں بات میں یہ نقص ہے۔ اسے ایسے ہونا چاہیئے۔ اور بعد تحقیق پتہ چلتا ہے کہ وہ بات ویسے ہی ہے جیسے ہمارے ذہن کے مطابق ہونی چاہیئے تھی مگر علم کی کمی کے باعث ہم غلط سمجھ رہے تھے۔

آخر میں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کے ایمان کا حصہ ہے کہ نبی جو ڈائریکٹ خدا سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں اور اپنی اس اجتہادی غلطی پر قائم رہتے ہوئے وفات پا سکتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے مقام اور مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ ہی ان کی سچائی پر کوئی حرف آتا ہے۔ ان کے اس عقیدہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

کہ خلیفہ وقت کیوں غلطی نہیں کر سکتا، اگر خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی صداقت اور مرتبہ کیوں کم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بارہ میں غلیظ زبان کا استعمال کیوں شروع ہو جاتا ہے۔ اسے اجتہادی غلطی سمجھ کر کیوں نظر انداز نہیں کیا جاتا؟

اب جنبہ صاحب اور دیگر احباب کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات یا اعتراضات کے جواب حاضر ہیں۔

خلفاء راشدین یا خاندانی خلیفے

محترم جنبہ صاحب اپنے مضامین میں اور اپنے خطابات میں کثرت سے اس بات کا اظہار فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ خلفاء راشدین ہیں اور پھر حضرت حکیم نورالدینؓ بھی خلیفہ راشد ہیں۔ مگر اس کے بعد والے خلفاء خاندانی خلفاء، انتخابی خلفاء، مفتری اور فراڈئے اور ناجانے کیا کیا ہیں۔ آپ کے اس ضمن میں ارشادات کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

خلیفہ اوّل اور ثانی کو ہم انتخابی خلفاء کہہ سکتے ہیں نہ کہ الہامی۔ ازاں بعد تیسرے اور چوتھے خلفاء کی امثال تو بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلافت کی مثالیں ہیں۔ اور حیرت ہے کہ ان بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء کو الہامی یعنی خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہا جاتا ہے۔ جھوٹ یہ نہیں ہے کہ یہ خلفاء بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء تھے بلکہ مکر اور بڑا جھوٹ یہ ہے کہ ان بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء کو الہامی یا خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہا گیا ہے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ یہ خلفاء الہامی یا خدا کے بنائے ہوئے خلفاء تھے؟ ہرگز نہیں۔ یہ خلفاء تو انتخابی بھی نہیں تھے چہ جائیکہ الہامی ہوں۔ دنیا میں جمہوری رنگ میں منتخب کردہ حکمرانوں کو ہم "زبان خلق نقارۂ خدا" کے مطابق خدا کے مقرر کردہ حکمران کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح مطلق العنان حکمران (dictators) جو بزور طاقت (خواہ یہ طاقت فوجی ہو یا کسی سیاسی اور مذہبی نظام کی ہو) برسر اقتدار آتے ہیں اگر ہم اِنہیں خدا کے بنائے حکمران کہہ سکتے ہیں تو پھر اس رنگ میں جماعت احمدیہ میں ایک منظور نظر "مجلس انتخاب" کے بنائے ہوئے خلفاء کو بھی خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ خلیفہ ثانی، خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع خلفائے راشدین نہیں تھے بلکہ اموی اور عباسی خلفاء کی طرح ملوک تھے اور اگر اموی اور عباسی خلفاء کو ہم آنحضرت ﷺ کے جانشین کہہ سکتے ہیں تو پھر اِن مغلئی خلفاء کو بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جانشین کہا جا سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴، صفحہ نمبر ۳)

جس طرح اُمت محمدیہ سمیت پہلی اُمتیں بگڑ چکی ہیں۔ آپ کی جماعت پر کچھ دنیادار لوگ کتوں کی طرح مسلط ہو جائیں گے اور وہ ظاہر یہ کریں گے کہ وہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہیں جب کہ حقیقت اسکے برعکس ہوگی۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کی خاطر بڑی ہوشیاری اور سوچے سمجھے منصوبہ (scheme) کے تحت افراد جماعت احمدیہ کو ملتِ اسلامیہ سے دور کر کے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں دشمنی ڈال دیں گے۔ ایک غیر اسلامی نظام کیساتھ ایک نام نہاد موروثی خلافت کا طریقہ کار وضع کر کے ایک ہی خاندان سے خلیفے بناتے چلے جائیں گے اور مذہب کے نام پر خوب دنیا کمائیں گے۔ اُنکا طرز عمل یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے نام پر آزادی ضمیر ایسے بنیادی حقوق چھین کر افرادِ جماعت کو گونگے، بہرے اور اندھے بنا دیں گے۔ جماعت کی حالت اس طرح بنا دیں گے کہ وہ ایک سچے اور متقی احمدی کیلئے قید خانہ بن جائے گی۔

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۳)

یہ ایک بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ ہمیشہ لوگوں نے خدا کے مامورین کا انکار کیا۔ ان کی مخالفت کی۔ اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ آج جن ہستیوں کو ہم خلفاء راشدین کہہ رہے ہیں۔ ذرا تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں کہ ان کی زندگی میں انہیں کیا کیا کہا گیا اور ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ بنتے ہی ایک کثیر تعداد نے آپ کی خلافت کا انکار کر دیا تھا۔ آپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے۔ شیعہ حضرات اب تک آپ کو جو کہتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کا دور جسے غیر مسلم تک ایک بہترین دور کہتے ہیں۔ تنقید سے نہ بچ سکا۔ آپ پر بھی الزامات لگائے گئے۔ سوالات اٹھائے گئے۔ اور پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو تو خود مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے شہید کر دیا۔

آپ حضرت حکیم نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول کو بھی خلیفہ راشد کہتے ہیں۔ کوئی شک نہیں آپ واقعی خلیفہ راشد تھے۔ مگر محترم جنبہ صاحب اس وقت کے لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ وہی احباب جنہیں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منتخب ممبران انجمن کمیٹی کہتے اور ان کی مدح سرائی کرتے نہیں تھکتے۔ انہوں نے آپ کو کیا کیا اذیتیں دیں۔ آپ کو معزول کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ یہ وہی خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے دکھوں کی وجہ سے ایک تاریخی خطاب کیا تھا۔ اور اس میں اظہار کیا کہ تم لوگوں نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔ انہیں دوبارہ بیعت کرنے کا حکم دیا۔ مگر ان کی وفات تک ان لوگوں نے اپنے رویوں کو تبدیل نہیں کیا۔

محترم جنبہ صاحب آپ کو ان خلفاء کے ایک ہی خاندان سے ہونے پر بہت اعتراض ہے۔ رسول کریم ﷺ کے خلفاء راشدین کون تھے۔ دو حضرت محمد ﷺ کے سسر تھے اور دو آپؐ کے داماد۔ اور سارے مہاجر اور مکہ مکرمہ سے تھے۔ اگر ایک خاندان سے ہونا اتنا بڑا جرم ہے۔ تو پھر ان خلفاء راشدین کی بابت کیا خیال ہے۔

محترم جنبہ صاحب اگر خلافت کا ایک ہی خاندان سے ہونا اتنا بڑا جرم ہے۔ تو خدا پر بھی اعتراض کریں کیونکہ وہ تو ایک ہی خاندان سے بیٹے کے بعد اگلے بیٹے کو نبی بناتا چلا گیا۔ اور یہ سلسلہ صدیوں چلتا رہا۔ بھائیوں کو نبی بناتا رہا۔

یہ ہی خدا کی سنت ہے۔ اور اسی میں برکت ہے۔ بد قسمت لوگوں کا نبی کے اتنے قریبی لوگوں کے ساتھ اتنا ناروا سلوک ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا بن جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ کہ وہ ناشکرا ہے جو چیز پاس ہوتی ہے اس کی ناشکری کرتا ہے اور جب وہ چیز چھن جاتی ہے تو پھر اس کی تعریفیں کرتا اور آنسو بہاتا ہے۔

اسے ناقدرئی عالم کا صلہ کہتے ہیں　　　مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

اس کے بعد جنبہ صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

(۵) کیا مہدی ومسیح موعودؑ صرف ایک خاندان کے نبی تھے؟۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی اولاد کی تحریروں کو جب بغور وفکر پڑھا جاتا ہے تو ان سے یہی تاثر ملتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے خاندان کے نبی تھے۔ اُنہوں نے زندگی میں صرف اپنی اولاد کیلئے دعائیں کیں تھیں۔ اب تک جو خلفائے احمدیہ بنے ہیں وہ سوائے حضرت مولوی نورالدینؓ کے سب ماشاءاللہ حضورؑ کی اولاد ہی ہیں۔ اب جب کوئی احمدی ان خاندانی خلفاء کے خطبات یا مجالس عرفان کو بغور سنتا ہے تو ان سے یہی تاثر ملتا ہے کہ اس اُمتی نبی نے اپنی روحانی اولاد یعنی ذریت کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں کی تھی اور نہ ہی ان کیلئے دعائیں کی تھیں۔ صرف اپنی صلبی اولاد کیلئے ساری زندگی دعائیں کرتے رہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نعوذ باللہ آپؑ کی یہی حالت تھی تو پھر تو ہمیں آپ کو صرف مغلیہ خاندان کا نبی ماننا پڑے گا۔ خاکسار یہ کوئی خیالی یا افسانوی بات نہیں کر رہا بلکہ میں افراد جماعت کو اس کا یہ ثبوت دیتا ہوں کہ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے بعد آج تک سوائے چھ (۶) سالہ مختصر خلافت اولیٰ کے کیا حضرت مرزا صاحب کی روحانی اولاد میں سے بھی کسی کو آپکا کوئی فیض یا برکت ملی ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میری اس دلیل کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ واضح رہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد نے ایک عظیم الشان اُمتی نبی کو قومیا (nationalise) کرا اپنے گھر کا نبی بنا لیا اور ایسا اس لیے کیا گیا تا کہ آپ کے ہر فیض اور برکت کی وارث صرف اور صرف آپکی اولاد ہی بنے۔ روحانی اولاد جائے بھاڑ میں۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے اور حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی اولاد کا ایسا رویہ اختیار کرنا نہ صرف آپؑ پر بلکہ آپکی جماعت پر بھی ظلم تھا اور ہے۔ بلاشبہ حضرت بانئے جماعتؑ نے اپنے ہر اُس پیروکار کیلئے دعائیں کیں تھیں جو آپ پر ایمان لا کر آپکی راہ پر چل پڑا۔ آپؑ نے عالم اسلام اور دین مصطفیٰ ﷺ کیلئے انتہائی درد کیساتھ دعائیں کیں اور انہی مضطربانہ دعاؤں کے نتیجہ میں آپؑ کو دین اسلام کے غلبہ اور فتح کیلئے زکی غلام کی صورت میں ایک نشان رحمت بخشا گیا۔ لیکن اگر جماعت احمدیہ کے حالات کو دیکھا جائے تو وہاں سے یہی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد نے حضورؑ کو اپنے گھر کا نبی بنا کر اُسکے فیوض و برکات کو صرف اپنے خاندان تک محدود کر لیا۔ مثلاً مصلح موعود بھی گھر کا، فخر الرسل بھی گھر کا، قمر الانبیاء بھی گھر کا، نافلہ موعود بھی گھر کا اور قریباً سارے خلفاء بھی گھر کے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۴، صفحہ نمبر ۲۸)

جنبہ صاحب اپنے اس اقتباس میں فرما رہے ہیں۔ کہ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے بعد آج تک سوائے چھ (۶) سالہ مختصر خلافت اولیٰ کے کیا حضرت مرزا صاحب کی روحانی اولاد میں سے بھی کسی کو آپ کا کوئی فیض یا برکت ملی ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میری اس دلیل کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ جنبہ صاحب کے نزدیک یہ فیض یا برکت محض خلافت ہے۔ اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کے بعد چار خلفاء راشد ہوئے۔ چاروں آپ ﷺ کے قریبی عزیز یعنی دو سسر اور دو داماد تھے۔ جنبہ صاحب کے فارمولا کے مطابق کیا نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کا فیض اور برکت بھی انہی چار خلفاء تک محدود رہی اور باقی تمام امتِ مسلمہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے فیض سے محروم رہی۔

ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہی نبوت چلتی رہی تو کیا باقی ساری امت آپؑ کے فیض اور برکت سے محروم رہی۔

جنبہ صاحب! خدا کے فیض، برکت اور روحانیت کے حصول کے لئے خلیفہ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ خدا کے فیض، برکت اور روحانیت یافتہ لوگوں کو خلافت ملتی ہے۔ یہ خدا کے فضل ہیں اور جو اس کی جستجو کرتا ہے وہ روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور جن کو روحانیت مل جاتی ہے انہیں عہدوں کی طلب نہیں رہتی صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کی طلب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ تو امتِ محمدیہ میں ان فیض یافتہ لوگوں کی کمی رہی ہے اور نہ اب حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں اس کی کمی ہے۔

جنبہ صاحب آپ نے لکھا ہے:

''جس طرح اُمت محمدیہ سمیت پہلی اُمتیں بگڑ چکی ہیں۔ آپ کی جماعت پر کچھ دنیادار کتوں کی طرح مسلط ہو جائیں گے اور وہ ظاہر یہ کریں گے کہ وہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہیں جب کہ حقیقت اسکے برعکس ہوگی۔''

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۳)

آپ نے درست لکھا ہے۔ آج کل واقعی کچھ کتے افراد جماعت پر مسلط ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ خدا نے انہیں اس کام پر مامور کیا ہے۔ بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں۔ جس طرح کتے ہڈی دیکھ کر اس پر جھپٹے ہیں اور اس کے حصول کے لئے آپس میں لڑتے ہیں۔ ایسے ہی یہ کتے بھی عہدوں کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ ایک دوسرے پر بھونک رہے ہیں۔ ایسے کتے پہلے بھی بھونکتے رہے ہیں مگر جماعت احمدیہ کبھی بھی ان کتوں سے نہیں گھبرائی۔ کیونکہ ان کتوں کا تو کام ہی بھونکنا ہے۔ اور کتے قافلوں پر بھونکتے رہتے ہیں۔ مگر قافلے کتوں کے بھونکنے سے رکتے نہیں۔ بلکہ آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ ہاں ان کتوں کا بھونکنا قافلے والوں کو چوکنا کر دیتا ہے۔

جنبہ صاحب! کتے تو بہت دیکھے ہیں۔ یہ بہت وفادار ہوتے ہیں۔ مالک کے لئے جان دے دیتے ہیں۔ مگر یہ بے غیرت کتے پہلی بار دیکھے ہیں۔ جن کے کبھی پاؤں چاٹا کرتے تھے۔ جن کے پیچھے دم ہلاتے پھرتے تھے آج انہیں پر بھونک رہے ہیں۔ ایسے کتوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ انہیں زہر دے دیا جاتا ہے اور یہ گند کے ڈھیر پر مرے پڑے ہوتے ہیں۔ انہیں کتے بھی نہیں کھاتے۔

خلافتِ راشدہ کا دورانیہ اور محترم جنبہ صاحب کے ارشادات

محترم عبدالغفار جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر 38 'قدرت ثانیہ کی اصل حقیقت اور خلافتِ جوبلی کا ڈرامہ' کے صفحہ نمبر 1 پر تحریر فرماتے ہیں:-

''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔''(احمدیہ بلیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر ۵ جلد نمبر ۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن ۔جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۳۱۴۴۴)

اس حدیث کا عربی متن اس طرح ہے۔"مـا كـانـت نبوّة قطّ اِلّا تا بعتها خلافة وما من خلا فةاِلّا تبعها مُلك۔"(ابن عساکر)یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت نہ آئی ہو۔''(اسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

قدرتِ ثانیہ کے اس رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ بڑے واضح ہیں اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت (انتخابی یا مشاورتی) قائم ہوتی ہے اور پھر وقت کیساتھ ساتھ اس خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر اس کی جگہ ملوکیت لے لیتی ہے۔یہ بھی یادر ہے کہ ملوک اپنے وقت میں اپنے آپ کو کبھی ملوک نہیں کہلواتے بلکہ اپنے آپ کو خلیفہ اور اپنی ملوکیت کا نام ہمیشہ خلافت ہی رکھتے ہیں۔مثلاً خلافت اُمیہ،خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ وغیرہ۔

اسی آرٹیکل کے صفحہ نمبر 2 پر آپ لکھتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ نے فنافی الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا کامل ظِل بنایا تھا۔اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظِل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظِلی مشابہت پیدا کی تھی اسی طرح اُس نے ان کی جماعتوں میں بھی باہم ظِلی مشابہت پیدا کی ہے۔ یہ بات انتہائی اہم اور یادر کھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرت ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظِل اور اس کا تسلسل ہے اور ظِل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کرلے۔

پھر اسی آرٹیکل کے صفحہ نمبر 3 پر آپ فرماتے ہیں:-

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ایک عام انسان نہیں تھے بلکہ ایک سخت ذہین وفہیم اور صاحب علم اور صاحب اِلہام انسان تھے۔میں تو یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں آپؑ کا فہم اور علم اُمت محمدیہ کے مجموعی علم اور فہم سے بھی بڑھ کر تھا۔

☆ آپؑ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد قدرت ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی تھی اور آپؑ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ نے جس رنگ میں اپنے اصحابؓ کی تربیت فرمائی تھی ایسی تربیت اُمت محمدیہ میں کوئی دوسرا انسان اپنے اصحاب کی نہیں کرسکتا تھا۔لیکن پھر بھی آنحضور ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کے رنگ میں قدرت ثانیہ کا یہ اِنتخابی سلسلہ بشکل تیس (۳۰) سال تک جاری رہ کر بعدازاں خلافت کے نام پر ملوکیت اور بادشاہت میں بدل گیا تھا۔

صفحہ نمبر 4 پر یوں لکھا ہے:-

دوسری غلطی کی اصلاح:۔ اب میں دوسری غلطی کی طرف آتا ہوں جس کے مطابق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ''احمدی انتخابی خلفاء کا سلسلہ ہی دائمی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''۔اِس ضمن میں عرض ہے کہ ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی روحانی وجود نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اصحاب محمد ﷺ سے بڑھ کر اور

کوئی منتج ہوسکتا ہے۔ جب آنحضورﷺ کے بعد انتخابی خلافت راشدہ کا سلسلہ دائمی ثابت نہ ہوا بلکہ آپﷺ کے فرمان کے مطابق تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت کے بعد ملوکیت میں بدل گیا تو پھر آپﷺ کے غلام کی انتخابی خلافت راشدہ کس طرح دائمی ہوسکتی ہے؟ ہم سب تاریخ اسلام سے بخوبی واقف ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود آنحضورﷺ کے غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد انتخابی خلافت راشدہ کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ دائمی ہوگی اور قیامت تک منقطع نہیں ہوگی ایک بچگانہ بلکہ مجنونانہ خیال ہے۔

اسی مضمون کے صفحہ نمبر6 محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرتﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی۔ لیکن آنحضرتﷺ کے بعد انتخابی خلافت راشدہ کا تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ انتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضورﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے انتخابی رُوپ یعنی انتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپ کے انتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرتﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرتﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپ کے بعد انتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرتﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپﷺ کی رحلت کے تیس (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئ اِسلامﷺ اور آپ کے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہو رہے؟؟؟ ؎ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفےٰ کیلئے

اسی صفحہ پر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انتخابی خلفائے محمدیہ کے برخلاف انتخابی خلفائے احمدیہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں؟ کیا یہ آنحضرتﷺ اور آپﷺ کے اصحابؓ کی صریح تضحیک نہیں۔؟ ظالمو! آقا کو آقا اور غلام کو غلام رہنے دو۔ اصل کو اصل اور ظل کو ظل رہنے دو۔ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ظل کو اصل پر فضیلت اور بزرگی دینے کی کوشش مت کرو۔ حقائق کو تسلیم کرنا بڑے دِل گردے کا کام ہے۔ یہ کام صرف سچے اور جرأت مند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ افسوس ہمیں اِن نام نہاد خلفائے احمدیت نے بحیثیت جماعت سچائی اور اخلاقی جرأت سے بھی محروم کر دیا ہے۔

صفحہ نمبر8 پر تحریر فرماتے ہیں:۔

(۳) اس مضمون کے شروع میں آنحضرتﷺ کا ایک مبارک اور حکیمانہ ارشاد ہے کہ! ''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔'' اس حدیث میں آنحضرتﷺ نے روحانی سلسلوں کے متعلق ایک قطعی اصول بیان فرمایا ہے اور اِس اصول کے مطابق اور اسی کی روشنی میں متذکرہ بالا حدیث میں آنحضرتﷺ کی خاموشی سے مُراد ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد شروع ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بھی یقیناً تیس (۳۰) سال سے بھی کم عرصہ میں ملوکیت میں بدل جائے گا۔

اسی صفحہ پر جماعت احمدیہ کی خلافتِ راشدہ کا ذکر کرتے ہوئے محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں:۔

خلافت کے نام پرقریباًایک صدی مسلمانوں پر مسلط رہی ۔ اِسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد احمدی خلافت راشدہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مولوی نورالدینؓ پہلے احمدی خلیفہ راشد تھے۔ آپؓ نے اپنے مختصر چھ سالہ دورِ خلافت میں حضورؑ کی بیان فرمودہ ہدایات کی روشنی میں تبلیغِ اسلام کا کام جاری رکھا اور ساتھ قرآن و حدیث کا درس بھی دیتے

اسی مضمون کے صفحہ نمبر 9 پر محترم جنبہ صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:-

خلیفہ صاحب کے منظورِ نظر اور مقرر کردہ خوشامدی عہدیدار تھے۔ خلیفہ ثانی صاحب نے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کیلئے ایسا طریق کار اختیار کر کے کیا افراد جماعت کو عملاً انتخاب خلیفہ کے جمہوری اور بنیادی حق سے محروم نہیں کر دیا گیا تھا؟ اِس طرح غلبہ اسلام کا وہ مشن جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے شروع کیا تھا اُسے اپنے خاندان کے غلبہ کیلئے نہ صرف ایک خاندانی گدی میں بدلا بلکہ اُس انتخابی خلافتِ راشدہ کی صف بھی لپیٹ دی گئی جو حضورؑ کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدینؓ سے شروع ہوئی تھی۔

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ:-

- ہر خلافت کے لئے نبوت کا ہونا ضروری ہے۔
- ہر خلافت کے بعد ملوکیت کا آنا ضروری ہے۔
- غلام کی امت میں خلافتِ راشدہ کا دور آقا کی امت کے خلافتِ راشدہ کے دور سے لازماً کم ہوتا ہے۔
- رسول کریم ﷺ کی خلافت راشدہ 30 سال چلی اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت راشدہ 6 سال چل کر ملوکیت میں بدل گئی۔ اور یہ ۵:۱ کی نسبت بنتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ غلام در غلام یعنی **'محترم عبدالغفار جنبہ صاحب (زکی غلام مسیح الزماں)'** جلسہ سالانہ 2012 کی ایک مجلس سوال و جواب جو مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوئی میں اپنے بعد قائم ہونے والی خلافتِ راشدہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں:-

سوال:- آپ کی نظر میں موجودہ خلافت کا کیا مقام ہے؟ آپ کے بعد خلافت کیسے چلے گی؟

جواب:- ٹھیک ہے طبعی موت ہے میری، جانا ہے میں نے تو اس کے بعد جو خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے۔ کیونکہ میں خود خدا نے مجھے پیشگوئی مسیح موعود میں شامل کیا ہوا ہے کہ میں اس کا ظل کامل ہوں۔ تو وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے جو میرے خلیفے ہوں گے۔ اور بہت ساری باتیں آپ نے کہی ہیں کہ کیا بنے کا اس خلافت کا۔ اس کا میں نے بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ ۱۶ اگست کے لیکچر میں۔ اس کو سنیں تو ٹھیک ہے۔ یہاں پر وقت بچ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ تو خلافت چلے گی میرے بعد بھی۔ وہ خلیفۃ المسیح ہونگے اور میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ اے خدا جو بیماری امت محمدیہ کو لگی ملوکیت بن گئی بادشاہت بن گئی خلفاء راشدین ختم ہو گئے یا جو بیماری احمدیت میں آگئی۔ وہی آئی۔ میری دعا ہوتی ہے اللہ سے اکثر کہ اے خدا دو ٹرم ہو گئیں ہیں ہم چاہتے ہیں مسلمان کہ تیسری دفعہ یہ بیماری نہ لگے۔ تو ہمیں بچانا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور اللہ تعالیٰ وہ لے کر آئے اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اب جو ٹرم چلے گی وہ مسیح ابن مریم کے بعد ہو گی تو ان کو بچانا یہ کام نہ کریں۔ اور میری کوشش بھی ہے اور دعا بھی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ایسا کچھ ضابطہ دے کر جاؤں اس دنیا میں اور کہہ جاؤں کہ اگر اس

ضابطہ کے خلاف میرا جانشین کرے گا تو وہ ہمارا جانشین نہیں ہو گا۔اور جیسے آپ نے منتخب کرنا ہے ویسے اسے گھر بھیج دینا۔ کیونکہ وہ اس لائق نہیں ہے۔اگر چلے گا اس پے، صراطِ مستقیم پر چلے گا رشد و ہدائت پر چلے گا تو وہ تمہارا امیر المومنین ہو گا تمہارا خلیفہ ہو گا اس پر عمل کرنا اس کے پیچھے چلنا ہے۔ لیکن جب دیکھو کہ یہ دائیں بائیں جارہا ہے جیسا کہ پہلے ہوا ہمارے یا یہاں پر ہو رہا ہے۔ یا امت محمدیہ میں ہوا ہے تو پھر وہ خلیفہ نہیں ہو گا۔ وہ ملوک ہو گا بادشاہ ہو گا۔ یا جو بھی مذہبی آمر ہو تو اس کی جگہ خلافت نہیں ہے، میری جانشینی نہیں ہو گی اس کو گھر بھیج دو۔اور جن لوگوں نے بنایا ہے میں چاہتا ہوں پورے قوائد و ضوابط تحریر کروں لیکن ابھی مجھے ٹائیم نہیں مل رہا۔۔۔۔اور مجھے امید ہے کہ میرے بعد آنے والے جو لوگ ہوں گے اللہ انہیں ہدائت بھی بخشے گا اور انہیں خوف بھی ہو گا کہ اگر ہم ایسی حرکت کریں گے تو جن لوگوں نے بنایا ہے وہ گھر بھی بھیج دیں گے۔ جب تک یہ تلوار نہیں لٹکے گی تب تک اس کا حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان ہے بشر ہے اس کے ساتھ نفس لگا ہوا ہے۔ کتنا بھی کوئی نیک انسان ہو، میں سب کو نہیں کہتا، لیکن بعض لوگ ایسے بھی آجاتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے مگر میں حسن ظن رکھتے ہوئے یہی خیال کرتا ہوں کہ محترم جنبہ صاحب بھول جاتے ہیں کہ پہلے کیا کہا تھا۔ آپ کی یاد دہانی اور احباب کے استفادہ کے لئے محترم جنبہ صاحب کا ایک ارشاد مکرر تحریر خدمت ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنخضرتﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی۔ لیکن آنخضرتﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا تمیں (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضورﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنخضرتﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنخضرتﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنخضرتﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپﷺ کی رحلت کے تمیں (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئے اِسلامﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہو رہے؟؟؟ ۔ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفےٰ کیلئے

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ٦)

اور پھر اسی آرٹیکل کے اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اِنتخابی خلفائے محمدیہ کے برخلاف اِنتخابی خلفائے احمدیہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں؟ کیا یہ آنخضرتﷺ اور آپﷺ کے اصحابؓ کی صریح تضحیک نہیں۔؟ ظالمو! آقا کو آقا اور غلام کو غلام رہنے دو۔ اصل کو اصل اور ظل کو ظل رہنے دو۔ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ظل کو اصل پر فضیلت اور بزرگی دینے کی کوشش مت کرو۔ حقائق کو تسلیم کرنا بڑے دِل گردے کا کام ہے۔ یہ کام صرف سچے اور جرأت مند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ افسوس ہمیں اِن نام نہاد خلفائے احمدیت نے بحیثیت جماعت سچائی اور اخلاقی جرأت سے بھی محروم کر دیا ہے۔

جنبہ صاحب! مندرجہ بالا اپنے ارشادات پر خود ہی غور فرمائیں۔ 'ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی'

- کیا آپ کی جماعت تقویٰ اور طہارت میں رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے بڑھ جائے گی؟
- کیا آپ اپنی جماعت کی تربیت رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر کریں گے؟

ظالمو! آقا کو آقا اور غلام کو غلام رہنے دو۔ اصل کو اصل اور ظل کو ظل رہنے دو۔ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ظل کو اصل پر فضیلت اور بزرگی دینے کی کوشش مت کرو۔

رسول کریم ﷺ کی خلافتِ راشدہ ۳۰ سال چلی اور آپ کے بقول جماعت احمدیہ میں خلافتِ راشدہ ۶ سال چلی۔ اس حساب سے آپ کی خلافتِ راشدہ صرف ایک سال چلے گی۔ کیوں لوگوں کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

بہت سے دیگر ناقدین کی طرح جنبہ صاحب کو بھی اس فقرہ پر شدید اعتراض ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس فقرہ کی بابت جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اس اقتباس میں بھی حضورؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری ظلیت میں امام بھی ہونگے اور مسیح بھی۔ ائمہ یا خلفاء سے مراد تو وہ وجود ہیں جن کا حضورؑ کے بعد لوگ انتخاب کریں گے لیکن مسیح کا انتخاب نہیں ہوگا۔ وہ رُوح القدس سے کھڑا ہوگا۔ اور یہ وہی مسیح ہے جس کا اِلہامی نام غلام مسیح الزماں ہے۔ ایک لمبے عرصے سے افراد جماعت کی اس طرح ذہنی تربیت کی جارہی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا خلیفہ خدا بناتا ہے یا کہ وہ منتخب کیا جاتا ہے؟ اگر منتخب ہونے والے خلیفہ کو خدا بناتا ہے تو پھر حضورؑ کے بقول ''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو'' سے کیا مراد ہے؟

امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں امام یا خلیفہ منتخب کیا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد صرف ایک شخص ہے جسے خدا خلیفہ بنائے گا اور وہ غلام مسیح الزماں ہے۔ ہاں عرف عام یا عمومی رنگ میں جس طرح لوگ اپنا راہنما منتخب کرتے ہیں اور وہ راہنما خدا ہی منتخب کرواتا ہے اسی طرح جماعت احمدیہ میں بھی امام یا خلیفہ کو لوگ منتخب کرتے ہیں اور عمومی رنگ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کی رضا کیساتھ ہی ہوا۔ اب عرصہ دراز سے نظام جماعت کے تحت تنخواہ دار مولویوں نے ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کی رٹ لگا کر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھایا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ منتخب ہوتا ہے، اور وہ جسے خدا نے خلیفہ بنانا تھا یعنی غلام مسیح الزماں اُسے پردہ یا منظر سے غائب کر دیا۔ حق اور سچ بات تو یہ تھی کہ لوگوں کو یہ تعلیم دی جاتی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ائمہ یا خلفاء تو منتخب ہوتے ہیں اور غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود جو روح القدس پا کر کھڑا ہوگا اور اُسے خدا تعالیٰ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ خلیفہ بنائے گا۔ اب اِس سے بڑا ظلم اور جرم کیا ہو سکتا ہے کہ جس کو تو خدا نے خلیفہ بنانا تھا اُسے تو منظر سے ہی غائب کر دیا گیا اور جنھیں بقول حضرت مسیح موعودؑ لوگوں نے منتخب کرنا تھا اُنکے بارے میں افراد جماعت کے ذہنوں میں یہ بٹھایا گیا کہ اُنہیں خدا نے خلیفہ بنایا ہے؟

(آرٹیکل نمبر ا، صفحہ نمبر ۲)

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۹، ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

اِن خاندانی گدی نشینوں کیلئے "خلیفہ خدا بناتا ہے" کے الفاظ اِس بے شرمی اور ڈھٹائی اور تواتر سے اِستعمال کیے اور کروائے گئے ہیں کہ اب خدا اور اُسکے بنائے ہوئے خلفاء (الہامی خلفاء) ایک مذاق بن کر رہ گئے ہیں۔ یاد رکھیں کہ جو لوگ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہوتے ہیں اُنہیں یہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی کہ "خلیفہ خدا بناتا ہے"۔ اُنہیں اپنی سچائی پر کامل یقین ہوتا ہے۔ کیا خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ میں سے بھی کسی نے اپنی زندگی میں یہ شور مچایا تھا کہ اُسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں وہ جو مکر کیساتھ خلیفے بنا کرتے ہیں اُنہیں چونکہ اپنے مکر و فریب کا پتہ ہوتا ہے لہٰذا اپنے مکر کو چھپانے اور لوگوں کی آنکھوں میں دُھول ڈالنے کیلئے وہ ضرور "خلیفہ خدا بناتا ہے" کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں تا کہ لوگوں کو ہوش نہ آ جائے۔ وہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے دور میں نزولِ قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرتے اور کرواتے رہے جب خود مسندِ خلافت پر بیٹھے تو (جماعت احمدیہ کو اپنی لونڈی سمجھتے ہوئے) اُنہوں نے اِس انتخابی خلافت کو ہی قدرتِ ثانیہ قرار دے دیا۔

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب ایک مجلس سوال و جواب جو ۷ ستمبر ۲۰۱۲ کو ہوئی، ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کہ چاروں خلفاء نے زندگی میں نہیں کہا تھا کہ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ بیماری ہمارے خلیفوں کو لگی ہے ۱۹۱۴ء کے بعد"

آیئے دیکھتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے بارہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا کیا ارشاد ہے۔

"قال رسول الله ﷺ فی مرضه لقد همّمتُ ان ارسل الی ابی بکر حتّی اکتب کتاباً فاعهد ان یتمنّی المتمنون و یقول قائل انا اَولی ثمّ قلتُ یابی الله و یدفع المؤمنون۔" (بخاری) یعنی "حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی مرضِ موت میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے اِرادہ کیا تھا کہ ابوبکر کو بُلا کر اُن کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ جاؤں تا کہ میرے بعد دوسرے لوگ خلافت کی تمنا میں کھڑے نہ ہو جائیں۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابوبکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں مگر پھر میں نے اِس خیال سے یہ اِرادہ ترک کر دیا کہ خدا تعالیٰ ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت قبول کرے گی۔"

(اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۱۱-۱۲)

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حدیث خود جنبہ صاحب نے اپنے مضمون میں تحریر کی ہے۔ اب اس میں رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ ابو بکر کے سوا کسی اور شخص پر راضی نہیں ہوگا۔ پیارے جنبہ صاحب اس کا یہی مطلب ہے کہ خدا خلیفہ بنائے گا۔

رسول کریم ﷺ کی ایک اور حدیث درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ

عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلاَ تَخْلَعْهُ لَهُمْ "

محمود بن غیلان، حجین بن مثنی، لیث بن سعد، معاویہ بن صالح، ربیعہ بن یزید، عبداللہ بن عمار، نعمان بن بشیر، حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عثمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیض پہنائیں اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو مت اتارنا۔

(جامع ترمذی،کتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فی مناقب عثمانؓ ابن عفان)

اور حضرت عثمان غنیؓ اسی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبِي وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ، قَالَ قَالَ لِي عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ . قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ

سفیان بن وکیع، وکیع، یحیی بن سعید، اسماعیل بن ابی خالد، قیس، حضرت ابوسہلہ کہتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر میں محصور تھے تو مجھ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا چنانچہ میں اسی پر صبر کرنے والا ہوں۔ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسماعیل بن ابی خالد کی روایت سے جانتے ہیں۔

(جامع ترمذی،کتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فی مناقب عثمانؓ ابن عفان)

مندرجہ بالا حدیث اور حضرت عثمانؓ کے ارشاد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ پیش ہے۔

”صوفیاء نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے

گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق اُنہیں کے دل میں ڈالا۔"

(الحکم جلد ۱۲، نمبر ۲۷، مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء، صفحہ نمبر ۲)

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو بھی خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ ذیل میں ان کے چند ارشاد پیش خدمت ہیں۔

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "انی جاعل فی الارض خلیفۃ"۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور منفسک الدم ہو گا مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدو الادم کی طرف لے آئے گی ان کی (داؤدؑ کی۔ ناقل) مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انار کسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما پر درود پڑھتے ہیں۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا میرے وہم وخیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنادیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔"

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد ۳، صفحہ نمبر ۳۹۹، ۴۰۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں۔

"لوگوں کو چاہئے کہ صدیق المشرب ہوں۔ بغیر کسی طلب نشان کے ایمان لائیں۔ پھر انہیں اس قدر نشان دیئے جائیں گے کہ وہ حیران رہ جائیں گے۔ صوفیا نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے حق اس کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح واستحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے پہلے حق انہی کے دل میں ڈالا۔۔۔۔۔ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِیْ لَا يُضَاعُ وَقْتُہٗ۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸، صفحہ ۱۲ور بدر ۲۳ اپریل ۱۹۰۸ء)(حیات نور، باب پنجم، صفحہ ۳۵۷۔۳۵۸)

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو۔ ناقل) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

آگے چل کر حضور فرماتے ہیں:

""پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفے کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی مت کرو۔""

(بدر ۴۔ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

اسی طرح آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔

۲۔ اب کس میں طاقت ہے کہ وہ خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا خلیفہ بنایا۔

۴۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

۵۔ جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ بنایا۔

(حیات نور، صفحہ نمبر ۳۵۲)

امید ہے مندرجہ بالا حوالوں سے جنبہ صاحب اور دیگر احباب کو تسلی ہو گئی ہو گی کہ 'خلیفہ خدا بناتا ہے' کا نعرہ صرف جماعت احمدیہ نے نہیں لگایا۔ بلکہ سب سے پہلے یہ بات ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ پھر جیسا کہ آپ نے چیلنج کیا ہے کہ کیا یہ نعرہ خلفاء راشدین نے بھی لگایا تو آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ یہ بات حضرت عثمانؓ نے بھی فرمائی۔ اس کے بعد یہی بات حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمائی۔ اور یہی نعرہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی لگایا۔ اور افراد جماعت وہی نعرہ لگاتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کا نعرہ ہے۔ جو خلفاء راشدین کا نعرہ ہے اور جو حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کا نعرہ ہے۔

جنبہ صاحب آپ فرما رہے ہیں 'کہ چاروں خلفاء نے زندگی میں نہیں کہا تھا کہ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ بیماری ہمارے خلیفوں کو لگی ہے ۱۹۱۴ء کے بعد'

جنبہ صاحب آپ اسے بیماری کہہ رہے ہیں۔ بات کرنے سے پہلے غور کر لینا چاہیئے کہ بات کہاں تک پہنچے گی۔

آج جنبہ صاحب کہہ رہے ہے کہ تنخواہ دار مولویوں نے یہ نعرہ لگایاہوا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ جنبہ صاحب یہ نعرہ اپنی ماموریت کے بعد تک آپ بھی لگاتے رہے ہیں۔ آپ کی یاد داشت کو تازہ کرنے کے لئے اور احباب کے استفادہ کے لئے آپ کے چند حوالے پیش کر رہا ہوں۔

اے میرے سید! میں معذرت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا شعر یقیناً آپ نے نظم کیا ہے کیوں کہ یہ شعر آپکے مبارک منہ سے نکلا ہے۔ نہ ہی نعوذ باللہ من ذالک اس شعر کو ہم شاعرانہ خیال کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالی کے مقرر کردہ امام ہیں اور آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات یقیناً اللہ تعالی کے اذن سے ہی ہے۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۹)

میں ایک بہت کمزور انسان ہوں۔ میں مانتا ہوں چلو فرض کے طور پر کہتا ہوں مجھے نعوذ باللہ من ذالک نفسانی وساوس لاحق ہو گئے ہیں لیکن اے میرے سید! کیا آپ نے نعوذ باللہ من ذالک ایسے اشعار باندھنے شروع فرما دیئے جن میں میرے ان نفسانی وساوس کی تائید ہونی شروع ہو گئی؟ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ اللہ تعالی کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۰)

اے میرے سید! آپ نے پرزور دعائیں کیں اور گیت گائے۔ میں تو صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپکے گیتوں کی بازگشت ہوں۔ دعائیں آپ نے کیں۔ گیت آپ نے گائے میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں تو شرمندگی کے آنسوں لیکر پھر رہا ہوں۔ اے میرے سید! آپ یقین کریں میں اس واقعہ کو کسی کو بتانے میں کوئی دلچپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالی کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالی نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ سچائی کا کسی قیمت پر خون نہیں ہونے دیں گے۔ اے میرے سید! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالی سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالی اس سارے واقعہ کی حقیقت آپ پر بھی کھولے اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے اور کسی ابتلاء میں نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسا بوجھ مجھ پر نہ ڈالے جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو کہہ رہے ہیں 'آپ اللہ تعالی کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں'۔ مزید لکھتے ہیں

'جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالی نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے'

جماعت احمدیہ بھی انہی اللہ تعالی کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر کو خدا کا بنایا ہوا خلیفہ کہتی ہے۔ تو پھر تکلیف کس بات کی ہے۔

دین میں کوئی جبر نہیں

محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں:

> خاکسار جماعت احمدیہ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ میرا جماعت احمدیہ قادیان
> کیساتھ سے دوامور میں بڑا اختلاف ہے(۱) پیشگوئی مصلح موعود(۲) خاکسار دین میں جبر کا قائل نہیں(لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ۔۲۵۷) دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں)
> جب کہ قادیانی گروپ میں جونظام بنایا گیا ہے اسکی بنیاد ہی جبر پر ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۳)

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ خاکسار دین میں جبر کا قائل نہیں جب کہ قادیانی گروپ میں جو نظام بنایا گیا ہے اس کی بنیاد جبر پر ہے۔ اس کے ساتھ جنبہ صاحب قرآن پاک کی آیت ('لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ' دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں) کو بطور حوالہ پیش کررہے ہیں۔ بعض اور احباب بھی اسی آیت کو پیش کر کے جماعت کے نظام میں جبر کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

دنیا میں سب سے آسان کام اعتراض کرنا ہے۔ جنبہ صاحب جو اس صدی کے مجدد اور اب تو نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کا فرض بنتا ہے کہ صرف اعتراض نہ کریں بلکہ مسائل کا حل بیان کریں۔ لوگوں کو بتائیں کہ جماعت احمدیہ کے نظام میں یہ یہ چیزیں جبر کی مد میں آتی ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کا یہ حل ہے۔ آپ نے بھی ایک جماعت بنائی ہے اس کا بھی کوئی نظام بنایا ہو گا۔ جن جن امور میں جماعت احمدیہ میں جبر ہے آپ کی جماعت میں ان امور کو کیسے حل کیا جائے گا۔ خدا کی طرف سے جو مامور آتے ہیں وہ صرف مسائل کی نشاندہی نہیں کرتے بلکہ درست سمت میں رہنمائی کرتے ہیں۔ لوگوں کی تشنگی میں اضافہ نہیں کرتے بلکہ ان کی پیاس کو بجھاتے ہیں۔

بہر حال یہ کام تو سچے مامورین کے کرنے کے ہیں۔

خاکسار اپنے علم کے مطابق اس مسئلے کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جنبہ صاحب کے اس اعتراض سے دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ قرآنی آیت دین میں کوئی جبر نہیں کے کیا معنی ہیں؟

۲۔ جماعت کے نظام میں جبر کیا ہے؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(سورۃالبقرہ۲:۲۵۷)

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابل شرم الزام ہے اور یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جھوٹ اور بہتان لگانے سے پورا پورا کام لیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں کی حقیقت پر مطلع ہو جائیں گے۔ کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ **لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ** یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ کیا ہم اس بزرگ نبی کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔"

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۵، صفحہ نمبر ۱۱)

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کے معنی یہ فرمار ہے ہیں کہ دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس آیت کے یہی معنی کئے ہیں کہ دین یعنی اسلام میں داخل کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں۔ یہ آیت اس الزام کا رد ہے جو اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ دین میں داخل کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں ہے۔

اس لئے اس آیت کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ آپ ایک نظام میں داخل ہوں اور جو چاہے کرتے رہیں اور آپ پر کوئی پوچھ گچھ نہ ہو۔ سراسر غلط عقیدہ ہے۔ اور قرآنی تعلیم کے برعکس ہے۔

- قرآن میں ذکر ہے کہ جن صحابہ نے بغیر کسی جواز کے جنگ میں شرکت نہیں کی تھی ان کے ساتھ خدا کے حکم سے مقاطعہ کیا گیا۔ اور ایسے ہی اور احکامات موجود ہیں۔ منافقین کے لئے بہت سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ خدائی احکامات نہ ماننے کی سزائیں ہیں۔
- حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف جنگ کی۔
- حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ جو مجھے ماہواری چندہ نہیں بجھوائیں گے میں ان کے نام لسٹ سے کاٹ دوں گا۔
- حضرت مسیح موعودؑ نے ڈاکٹر عبدالحکیم کو عقائد میں اختلاف کی بنیاد پر جماعت سے نکال دیا تھا۔
- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہی اختلافات اور اعتراضات کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب اور دیگر ممبران کو دوبارہ اپنی بیعت کرنے کا حکم دیا تھا۔

جبر کے مضمون کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میں گاڑی چلانی چاہتا ہوں یا نہیں چاہتا۔ مجھے مکمل آزادی ہے۔ میرا فیصلہ ہے۔ کوئی زبردستی نہیں۔ لیکن اگر میں اپنی خوشی سے گاڑی لے کر سڑک پر آجاؤں۔ تو پھر وہاں ٹریفک قوانین کی پابندی کرنی پڑے گی۔ اگر میں کہوں کہ میں سیٹ بیلٹ نہیں باندھنا چاہتا۔ یہ جبر ہے۔ ٹریفک سگنل پر رکنا جبر ہے۔ سپیڈ کا خیال رکھنا یا اس پر عمل کروانا جبر ہے۔ یا کوئی یہ کہے کہ میری مرضی ہے میں شراب پی کر گاڑی چلاؤں گا۔ تو ایسا نہیں ہو گا کیونکہ ان پر عمل نہ کرنا صرف آپ کے لئے نقصان دہ نہیں بلکہ دیگر ڈرائیورز کے لئے نقصان کا موجب ہو سکتا ہے۔ آپ کا ٹریفک قوانین پر عمل نہ کرنا معاشرہ کے لئے مسائل کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر آپ کو نہ روکا جائے تو کوئی دوسرا آپ کو دیکھ کر وہی حرکات کرے گا۔ اور یہ سلسلہ ٹریفک کے نظام کو درہم برہم کر دے گا۔ اس لئے آپ کی حفاظت کے لئے، دوسروں کی حفاظت کے لئے اور اس نظام کی حفاظت کے لئے آپ کو ٹریفک قوانین پر عمل کرنا پڑے گا۔ آپ سے زبردستی ایسا کروایا جائے گا۔ اور باز نہ آنے کی صورت میں آپ کے گاڑی چلانے پر پابندی لگا دی جائے گی۔

نظام میں جبر پر بات کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ نظام کہتے کسے ہیں؟ قواعد وضوابط کا نام نظام ہے۔ یعنی ایک ایسا معاشرہ یا ادارہ جس کو چلانے کے لئے کچھ قوانین ہوں۔ شرائط ہوں۔

اور ایک اچھے اور کامیاب معاشرے یا نظام کے لئے ضروری ہے کہ ان قواعد وضوابط یا قوانین پر عمل بھی کیا یا کروایا جائے۔

نظام جماعت بھی یہی چیز ہے۔ آپ کو مکمل اختیار ہے کہ آپ جماعت میں شامل رہنا چاہتے ہیں یا نہیں رہنا چاہتے۔ اس معاملہ میں آپ پر کوئی زبردستی نہیں۔ ہر فرد جماعت آزاد ہے۔ لیکن جب آپ اپنی مرضی سے اس نظام کا حصہ بننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو پھر اخلاقی لحاظ سے بھی آپ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس نظام کا احترام کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی نظام چل ہی نہیں سکتا۔

جیسے نماز میں مقتدی کو اجازت ہے کہ اگر وہ کہیں محسوس کرے کہ امام سے کچھ غلطی ہو گئی ہے یا وہ بھول گیا ہے تو سبحان اللہ کہہ کر توجہ دلادے۔ ایسے ہی جماعت میں آپ کو مکمل آزادی ہے کہ اگر آپ محسوس کریں کہ کہیں کوئی غلطی یا خرابی ہے تو متعلقہ فرد یا خلیفۃ المسیح کو اس کے بارے میں نشاندہی کر دیں۔ اس کے بعد آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن اگر آپ اس بات پر بضد ہو جائیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ یا آپ اس کا پروپیگنڈا شروع کر دیں گے۔ تو اس کے نتیجے میں نظام متاثر ہو گا۔ لوگوں میں بے چینی پیدا ہو گی۔ اس لئے مجبوراً نظام کو قائم رکھنے کی خاطر آپ کو روکا جائے گا۔ اور ایسا کرنا جبر نہیں ہے۔

محترم جنبہ صاحب نے ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اپنے عقائد لکھ کر بجھوائے۔ تو حضورؒ نے سب سے پہلے وہاں کے ایک مربی سلسلہ کے ذریعے جنبہ صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد آپ کو خط کے ذریعے سمجھایا کہ آپ کے خیالات ہمارے عقائد کے منافی ہیں۔ اور اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جنبہ صاحب کو اختیار دیا کہ اگر آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ ۱۹۹۷ء میں جنبہ صاحب کے خط کے جواب میں نرمی سے آپ کو بات سمجھانے کی کوشش کی۔ آپ کو کوئی سزا نہیں دی۔ کوئی جبر نہیں کیا۔ جب جنبہ صاحب باز نہیں آئے اور باقاعدہ لوگوں میں اپنے عقائد کا پرچار شروع کر دیا۔ تب ۲۰۰۱ء کے جلسہ سالانہ پر حضورؒ نے سختی سے متنبہ کیا۔ جنبہ صاحب پھر بھی باز نہیں آئے۔ پھر حضورؒ کو خط لکھا۔ اب کی بار بھی حضورؒ نے کوئی سزا نہیں دی۔ بلکہ اپنے پرائیویٹ سیکریڑی کے ذریعے جواب بجھوایا۔ اور اس جواب میں بھی آپ کو سمجھایا گیا ہے۔ جنبہ صاحب نے ان خطوط کو حضورؒ کی کمزوری خیال کرتے ہوئے ان کی ذات پر حملے کئے۔ اور جب ۲۰۰۴ء میں آپ کو نظام جماعت سے خارج کیا گیا تو جبر کا شور مچانا شروع کر دیا۔

دوسری بات: جبر تو یہ ہے کہ آپ کو زبردستی جماعت میں روکا جائے، زبردستی جماعت کے عقائد ماننے پر مجبور کیا جائے۔ مگر جماعت میں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ جو شخص بھی سمجھتا ہے کہ جماعت کے عقائد درست نہیں ہیں۔ اسے سمجھایا جاتا ہے۔ اور اگر اس کے باوجود

وہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ یہ نظام درست نہیں تو اسے اس نظام سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ جبر کا تو چکر ہی کوئی نہیں آزادی ہے۔ اور پھر ایسی بھی کوئی زبردستی نہیں کہ اب کوئی اپنے آپ کو احمدی نہیں کہہ سکتا۔ ہر شخص کی مرضی ہے وہ اپنے آپ کو جو چاہے کہلوائے۔

اب اگر کسی کے پاس اس سے اچھا نظام موجود ہے تو وہ پیش کرے۔ قرآن وسنت سے اسے ثابت کرے۔ وگرنہ محض اعتراض کرنا تو دنیا کا آسان ترین کام ہے۔

کوئی بھی فرد جماعت کسی بھی مسئلہ کے متعلق جب کسی بھی عہدیدار یا خلیفۃ المسیح کو خط لکھتا ہے۔ تو اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس بات کی نشاندہی کی گئی ہو اور وہ درست ہو تو اس کی لازماً اصلاح کی جاتی ہے۔ بصورت دیگر سمجھا دیا جاتا ہے۔

جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر آپ کے مریدوں کے لکھے خطوط جن میں خلیفہ کے مرتبہ تک کا خیال نہیں رکھا گیا اور بازاری زبان کا استعمال کیا گیا ہے موجود ہیں۔ اس کے باوجود ان کے مفصل جواب دیئے گئے ہیں اور وہ بھی اسی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

جنبہ صاحب جو نظام میں کسی بھی قسم کے جبر کے شدید خلاف ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر یہ نعرہ لکھا ہوا ہے۔

آزادی سب کے لئے　　　غلامی کسی کے لئے نہیں

وہ اپنے آرٹیکل نمبر ۴۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کسی بھی خلیفہ کو ضرور منکسر المزاج ہونا چاہیئے اور اپنے آقا کی اولاد کا احترام بھی کرنا چاہیئے لیکن جائز حد تک۔ جب کوئی خلیفہ راشد دیکھے کہ میرے آقا کی اولاد یا بعض دیگر اصحاب کے ہاتھوں جماعت کو نقصان پہنچ سکتا ہے یا پہنچ رہا ہے تو اُسے چاہیئے کہ ایسے سب نقصان رساں لوگوں کیساتھ آہنی ہاتھوں سے نپٹے۔"

(آرٹیکل نمبر ۴۶، صفحہ نمبر ۲۵)

جنبہ صاحب خلیفہ وقت نے یہی کیا ہے کہ ایسے اصحاب جن کے ہاتھوں جماعت کو نقصان پہنچ سکتا تھا انہیں پہلے سمجھایا اور باز نہ آنے پر انہیں نظام سے علیحدہ کر دیا۔ اب ناراضگی کس بات کی۔

ایسے احباب جو یہ نعرہ 'آزادی سب کے لئے غلامی کسی کے لئے نہیں' پڑھ کر بہت خوش ہیں وہ جنبہ صاحب کا مندرجہ بالا حوالہ بھی ضرور ملاحظہ فرمالیں۔ جماعت احمدیہ تو نظام کی اطاعت نہ کرنے والوں کو نظام سے آزاد کر دیتی ہے۔ مگر جنبہ صاحب ایسے احباب سے آہنی ہاتھوں سے نپٹیں گے۔

جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۳ میں اپنے پر ہونے والے ایک اور جبر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قواعد وضوابط (جو کہ میرے لیے محل نظر بھی ہیں) کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا ایک مدلل نقطہ نظر پیش کیا ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ۔ چوہدری صاحب۔ مجھ پر مفسدانہ خیالات پھیلانے اور میرے اہل وعیال اور میرے دیگر اصحاب پر مفسدانہ خیالات کی تصدیق اور ہم خیال ہونے کا الزام لگا کر ہم سب کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت احمدیہ سے نہ صرف خارج کیا گیا بلکہ ہمیں شدید قسم کے مقاطعہ کا بھی سامنا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۳، صفحہ نمبر ۳)

ایک شخص جو خلیفہ وقت کے بارہ میں انتہائی گندی زبان استعمال کرے اور پھر یہ توقع رکھے کہ اس خلیفہ کو ماننے والے ایسے شخص کے ساتھ اپنے روابط کو قائم رکھیں جہالت کی بدترین مثال ہے۔ خلیفہ وقت کی حیثیت ایک روحانی باپ کی ہوتی ہے۔ جیسے الزامات آپ نے خلفاء پر لگائے ہیں، مقاطعہ تو اس کی کم سے کم سزا ہے ورنہ اسلام میں ایسے لوگوں کے لئے بہت سخت سزا ہے۔ عام دنیا میں عزت دار معاشروں میں بہو بیٹیوں اور اپنے بزرگوں کی عزتوں کو اچھالنے والوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے ہم سب اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ نے نہ صرف خلفاء پر الزام لگائے ہیں بلکہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خواتین پر بہتان لگائے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ ہیں جو بدکردار ہیں۔

(سورۃالنور ۲۴:۵)

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

یقیناً وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں دنیا میں بھی لعنت کئے گئے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

(النور ۲۴:۲۴)

آپ نے بغیر کسی ثبوت کے مخالفانہ کتب سے ایسے حوالے نکال کر اپنے مضامین میں پیش کئے۔ جن میں نا صرف خلیفۃ المسیح کی ذات پر گندے الزامات لگائے گئے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کی خواتین پر بھی الزام لگائے گئے ہیں۔ آپ کی یہ حرکت قرآنی احکام کی خلاف ورزی ہے۔اور وہ احباب جو آپ کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ وہ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

ایسے لوگوں کے بارے میں جو قرآن پاک کے احکامات پر عمل نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا

اور یقیناً اس نے تم پر کتاب میں یہ حکم اتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے یا ان سے تمسخر کیا جا رہا ہے تو اُن لوگوں کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔ ضرور ہے کہ اس صورت میں تم معاً اُن جیسے ہی ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء ۴:۱۴۱)

دین میں آزادی کا مطلب

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں بیان کیا ہے کہ جنبہ صاحب نے اپنے ایک آرٹیکل میں تحریر فرمایا تھا کہ میرا جماعت سے پیشگوئی مصلح موعود اور دین میں جبر پر اختلاف ہے۔(یہ خط جنبہ صاحب نے مکرم سید مولود احمد صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔اس وقت سید صاحب جنبہ صاحب کی مریدی میں نہیں آئے تھے) جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کے نزدیک دین میں آزادی کا کیا مطلب ہے۔اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

ذیل میں محترم جنبہ صاحب کی اپنی تحریروں کے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ اپنے آرٹیکل نمبر ۵۳ صفحہ نمبر ۲۳ میں ایک صاحب کے سوال (جناب جنبہ صاحب! خلیفہ کی مخالفت از روئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں؟) کا یوں جواب دے رہے ہیں۔

اے مردود انسان۔کیا آپ کا فہم قرآن اور فہم اسلام زیادہ ہے یا کہ اُس برگزیدہ انسان کا جس کا اپنے آقا ﷺ کیساتھ قرآن کریم میں بھی نام آیا ہے۔؟ خدا کا خوف کرو آپ لوگوں نے حقیقی اسلام کے نام پر جماعت احمدیہ میں کیا اُودھم مچا رکھا ہے۔؟ آخر مرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنی ان خباثتوں کا کیا جواب دو گے۔؟ یزید جو حضرت بانئے جماعت کے بقول پلید تھا اگر آپ اُسکے وقت میں ہوتے تو آپ ضرور اُسے حضور پُر نور کہہ کر پکارتے اور نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کو یہ نصیحت کرتے ''خلیفہ کی مخالفت از روئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں۔؟'' شرم کرو بلکہ ڈوب کر مرو۔ لیکن بقول غالب ؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

۲۔ آرٹیکل نمبر ۸۷ صفحہ نمبر ۴، ۵، ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ **اے بھاڑے کے ٹٹو انصر رضا**

الحمد للہ۔اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کیساتھ عرصہ ۲۱ سال سے تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے نام نہاد قادیانی مولویوں کو چوہوں کی طرح اُنکے بلوں میں دھنسا کر بیٹھا ہوا ہوں۔امسال خاکسار یعنی خدا کے اس شیر نے تیرے جھوٹے علم کا پول کھولنے کیلئے دس(۱۰)خطبات کی شکل میں تیرے گندے سر پر ایک ہزار جوتے مارے ہوئے ہیں۔اگر تو انسان کا بچہ ہوتا اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہوتی تو تم ڈوب کر مر جاتے۔لیکن تو قادیانیوں کا پلا ہے جو ہر گزرنے والے انسان کو کاٹنے کھانے کیلئے دوڑ پڑتا ہے۔اے لعنتی انسان! تیرے نام نہاد مصلح موعود نے بمقام لاہور ۱۲ /مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی و غیر احمدی سامعین کے آگے۔۔۔۔یہ بھڑک ماری تھی۔

اے لعنتی مولوی!!! تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے زعم کے مطابق تیرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی اس عاجز یعنی اس اللہ تعالیٰ کے شیر کے آگے ذلیل اور رُسوا ہو کر اپنے اپنے سوراخوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔اگر تو انسان کا بچہ ہے اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہے تو پھر میرے مقابلہ کیلئے میدان میں آ کر اپنے نام نہاد مصلح موعود کی ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء کی بھڑک کو سچا ثابت کر کے دکھا۔ورنہ لعنت علی الکاذبین۔لیکن مجھے یقین ہے تو ہمیشہ اسی طرح بھونکتا رہے گا اور اس خدا کے شیر کے مقابلہ کیلئے کبھی میدان میں نہیں نکلے گا۔خدا کا یہ شیر چند ماہ پہلے بھی خطبہ جمعہ میں تجھے علمی مجادلہ کی دعوت دے چکا ہے۔اے لعنتی انسان! سب دنیا کو خدا کے اس شیر کے چیلنج کا پتہ ہے۔اور تیری اُس دن ہی ماں مر گئی تھی۔اور تیرا کام اور تیری قسمت میں فقط بھونکنا ہے۔اور تو ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔جہاں تک قد کے اونچا ہونے کا تعلق ہے۔خدا نے اپنے پیارے امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اس عاجز کا قد اونچا کیا ہے۔اور جن لوگوں کے قد خدا اونچے کر دے،اُنہیں نہ تیرے ایسے پالتوں مولویوں کیساتھ بیٹھ کر اپنے قد اونچے کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اُنہیں کوئی نیچا کر سکتا ہے۔۔۔۔

خس خس جناں قدر نیں میرا میرے صاحب نوں وَڈیائیاں ۔۔۔ میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

اور میرے آقا محمدی مریم حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تم قادیانیوں کو میرے سامنے ہلاک کر دیا ہے۔تم چوہڑوں کیساتھ بحث و مباحثہ کر کے اُنکے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔تم تو حضرت امام مہدی و مسیح موعود پر لعنت ڈالنے والوں کے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔بلائے دمشق اور اُسکے پالتو مولویوں نے اس خدا کے شیر کا قد کیا اونچا کرنا ہے؟؟؟؟؟تم تو میرے آگے ذلت اور رسوائی کے بدبودار گھڑے میں پڑے ہوئے ہو۔جن لوگوں تک میرا یہ مضمون پہنچے۔میں سب سے کہتا ہوں کہ تم سب اس لعنتی مولوی کو غیرت دلانا اور اسے کہنا کہ اللہ کا شیر عبد الغفار جنبہ لندن اپنے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پر آ رہا ہے اور تجھے مقابلہ کیلئے بلا رہا ہے،اُسکے مقابلہ کیلئے نکل۔اور اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچا؟؟؟؟؟اگر تو اپنے اصلی باپ کا تخم ہوا تو تو اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچانے کیلئے خدا کے شیر۔۔۔ہاں خدا کے شیر کا مقابلہ کرنے کیلئے ضرور نکلے گا۔۔۔اے لعنتی مولوی۔۔۔

دیکھنے سے پہلے دھو آنکھوں کی گندی پُتلیاں ۔۔۔ ورنہ چہرہ ڈھانپ لے گی تجھ سے اچھائی میری

ایسے ہی دو مجد دین وقت (یعنی محترم عبدالغفار جنبہ صاحب اور محترم ناصر احمد سلطانی صاحب) نے ایک دوسرے کے بارے میں ایسے ہی الفاظ استعمال کئے ہوئے ہیں۔

یہ جنبہ صاحب کی تحریر کا ایک نمونہ ہے۔ ورنہ ایسی گل افشانیوں سے آپ کی ویب سائیٹ بھری پڑی ہے۔ محترم انصر رضا صاحب تو سلسلہ احمدیہ کے ایک خادم ہیں۔ جنبہ صاحب نے تو جماعت احمدیہ کے خلفاء کے بارے میں جو گندی زبان استعمال کی ہے وہ اس سے کم نہیں ہے۔ میں اسے یہاں درج نہیں کر سکتا۔

جنبہ صاحب اسے آزادی رائے سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک ایسی گفتگو کی آزادی ہونی چاہیئے۔ جنبہ صاحب کی ایسی تحریروں کی سمجھ آتی ہے۔ کیونکہ جنبہ صاحب کا تعلق ایسے علاقہ سے ہے جہاں کے لوگوں کو جانگلی کہا جاتا ہے۔ جنبہ صاحب خود بھی بارہا اس بات کا اظہار فرما چکے ہیں کہ ان کی فیملی میں سب ان پڑھ تھے۔ انسان کی تربیت پر ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ پڑھ لکھ جانے سے یہ اثر زائل نہیں ہوتا جب تک خدا کا خاص فضل نہ ہو۔ ایسے علاقوں کے رہنے والے لوگوں کے لئے گالی گلوچ ایک عام سی بات ہے۔ ماں باپ بچوں کو گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں اور بچے بڑوں کو گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں۔

مگر جنبہ صاحب مہذب معاشرہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ بڑوں کا ادب کیا جاتا ہے۔ یہاں لوگ اپنے سے چھوٹوں کی بھی عزت کرتے ہیں۔ انہیں آپ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اور ایسی گفتگو کو آزادی رائے نہیں کہا جاتا بلکہ بدتمیزی اور بدتہذیبی خیال کیا جاتا ہے۔

محترم سید مولود احمد صاحب کا تعلق سید خاندان سے ہے۔ اور خاکسار کا خیال ہے کہ آپ کا تعلق کسی ایسے علاقے سے نہیں ہے جہاں چھوٹوں بڑوں میں تمیز نہیں کی جاتی۔ مگر جماعت کے جبر والے نظام سے آزاد ہونے کے فوراً بعد آزادی رائے کے اظہار کے لئے اپنے مرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مکرم سید مولود احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ وقت کو ایک خط تحریر فرمایا۔ اس خط میں چھوٹے بڑے کا لحاظ بھول گئے۔ ابھی اپنے خاندان اور جبر والے نظام کا کچھ اثر باقی تھا اس لئے مرشد والے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ لیکن اب آہستہ آہستہ پرانے اثرات ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

جنبہ صاحب نے اپنے چند دیگر مریدوں کے خطوط کو بھی اپنی ویب سائیٹ پر آویزاں کیا ہے جنہوں نے اپنے مرشد کی تقلید کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ایسے احباب کو اپنی جماعت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز فرمایا ہے۔ تاکہ دوسرے مریدوں کے لئے نمونہ بن سکیں۔ اور یہ فیض عام ہو سکے۔

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے کسی کا اخراج نہیں کیا؟

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۱)۔احمدیت نام ہے آزادی ضمیر کا۔ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔حضورؑ نے اپنی زندگی میں بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی کسی ایسے شخص کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔حضرت مسیح موعودؑ لا اکراہ فی الدین اور آنحضورﷺ کی تعلیم "اختلاف امتی رحمۃ" پر چلنے اور چلانے والے تھے۔اور اپنی جماعت کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ "اس جماعت کو بہ ہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہوگا۔" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۸۶) جبکہ محمودیت نام ہے جبر کا۔ ایک غیر اسلامی، غیر انسانی اور غیر فطری نظام کا۔اس نظام میں جس کسی نے بھی مرزا محمود سے کسی رنگ میں اختلاف کیا تو اسے حضورؑ کی جماعت سے خارج کر دیا گیا۔گویا اختلاف مرزا محمود سے اور اخراج حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے چہ معنی دارد؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خلیفہ ثانی نے اپنے غلط دعوی مصلح موعود کو منوانے اور پختہ کرنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کو بطور ڈھال استعمال کیا ہے؟ کیا ایسی سختی اور اس طرح کسی مغل کو بھی آجتک جماعت سے خارج کیا گیا؟ ہرگز نہیں۔یہ ظلم کی تلوار صرف حضورؑ کی روحانی اولاد پر چلی۔

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۴۴)

جنبہ صاحب نے مندرجہ بالا اقتباس میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔ حضور نے اپنی زندگی میں بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی کسی ایسے شخص کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ "**لا اکراہ فی الدین**" اور آنحضرت کی تعلیم "**اختلاف امتی رحمۃ**" پر چلنے اور چلانے والے تھے۔

مندرجہ بالا دونوں باتوں کا باری باری جواب پیشِ خدمت ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔ حضورؑ نے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہیں جماعت سے خارج نہیں کیا۔ یہی طریق آج تک جاری ہے کہ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر مکمل ایمان رکھتا ہے اور انہی کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔انہیں جماعت سے علیحدہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ایسے احباب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

لیکن وہ احباب جنہوں نے حضورؑ کے دعاوی پر ایمان لانے کے بعد ان پر عمل نہیں کیا انہیں حضورؑ نے اور آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جماعت سے خارج کیا اور یہی طریق آج بھی جاری ہے۔ یہاں یہ بات بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کوئی نئی نہیں ہے بلکہ قرآن پاک کے اور پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے ارشادات کے عین مطابق ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ کیا جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔

ا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی امام مہدی ہوں اور میں ہی مسیح موعود ہوں۔اور مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔(کتاب کے پہلے حصہ میں یہ تمام دعوے بڑی تفصیل سے درج کر چکا ہوں)۔آپ نے مذید ارشاد فرمایا ہے کہ جس مسیح کا وعدہ کیا گیا تھا وہ میں ہوں۔اور اس کے لئے اپنا الہام پیش کیا ہے۔

''اور ایشیا میں توحید کی ہوا چل دے۔اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ **مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے و کان و عداللہ مفعو لا انت معی و انت علی الحق المبین انت مصیب و معین للحق''** (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۰۲)

جبکہ جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعوے کے خلاف یہ دعویٰ کرتے ہیں۔

اس میں کوئی تخلف ممکن نہیں۔(۴) محمدی تجدیدی سلسلے میں عمومی مجددین کے علاوہ دو (۲) مجدد موعود ہیں۔(۵) دونوں محمدی موعود مجددوں میں سے ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں ظہور فرما چکے ہیں۔(۶) محمدی سلسلے کا دوسرا موعود مجدد مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے اُمت میں ابھی نزول فرمانا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۶)

اور جنبہ صاحب اس بات کے دعویدار ہیں کہ میں وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔(اس موضوع پر بھی پہلے حصہ میں تفصیلی بحث کر چکا ہوں)۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے لیکن خدا اسے غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔اور جلد تر اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔

''مجھے اُس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔''

(تبلیغ رسالت ہشتم، صفحہ نمبر ۶۴، ۶۵)

ایسے ہی حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں

”میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہر گز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔“

”کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور ہر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات، سن ایڈیشن ۱۹۷۱ء، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

جبکہ جنبہ صاحب اس کے بر خلاف جگہ جگہ حضورؑ کے ارشادات کو آپ کی اجتہادی غلطیاں قرار دیتے آرہے ہیں۔ اس پر تفصیلی بات پہلے کر چکا ہوں۔ یہاں صرف ایک حوالہ درج کر رہا ہوں۔

(۱) یہ کہ حضور مسیح موعود نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء بسلسلہ مصلح موعود کے اجتہاد کرنے میں غلطی کی تھی۔ ۹ سال کی مدت کا تعین بھی اجتہادی غلطی تھی۔

الجواب۔ جیسا کہ خاکسار آئندہ صفحات میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں قرآن کریم اور مبشر الہامات کی روشنی میں ثابت کرے گا کہ مصلح موعود (زکی غلام) حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا اور زکی غلام کو اپنا صلبی بیٹا خیال کرنا کیا حضورؑ کی اجتہادی غلطی نہیں تھی۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۸)

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں بعض چندوں کا اجراء فرمایا اور احباب کو تاکید فرمائی کہ وہ باقاعدگی سے کچھ نہ کچھ چندہ ضرور ادا کریں۔ اور فرمایا جو ایسا نہیں کرے گا میں اس کا نام لسٹ سے کاٹ دوں گا۔

”سو ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کیساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کیلئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنیوالے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کیلئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین (۳) ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہر گز نہیں رہے گا۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۶۸ تا ۴۶۹)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم کے متعلق اپنے ۱۵،اگست ۲۰۱۲ء کو دیئے گئے ایک لیکچر میں تیس منٹ پر چندوں اور وصیت کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''چندوں اور بالخصوص وصیتی چندے کے نام پر لوٹ مار کا فتنہ پڑا ہوا ہے جماعت احمدیہ میں۔ مرزا صاحب علیہ السلام کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہوا ہے۔''

احباب کرام! ایسا شخص جو حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل پر خود کو موعود مسیح کہہ رہا ہو۔ جو آپؑ کے ارشادات کو آپؑ کی اجتہادی غلطیاں قرار دے رہا ہو۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ چندہ کو لوٹ مار کا فتنہ کہہ رہا ہو۔ کیا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ممبر ہو سکتا ہے؟

بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔

ہر مسلمان جانتا ہے۔ کہ پانچ ارکان اسلام ہیں۔ اور اس میں سے ایک نماز ہے۔ قرآن پاک میں شرک کے بعد سب سے زیادہ حکم قیام نماز کا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط یہ ہے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

ایسے ہی حضورؑ کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں ''جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔''

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاَةِ " .

حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز ترک کرنا ہے۔

(صحيح مسلم، كتاب الايمان ،باب بَيَانِ إِطْلاَقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلاَةَ)

جنبہ صاحب اپنی نمازوں کی ادائیگی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں۔

میں دکھائیں کیا فضول سوال نہیں ہے؟ باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیز گی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے اِن باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکر یہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی التجا کیا کرتا ہے کہ!!! ؎

اس حوالے میں جنبہ صاحب بڑی شان سے فرمارہے ہیں ''یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے''۔ میں نے آج تک جنبہ صاحب کی کوئی ایسی تحریر نہیں دیکھی جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو کہ اب انہوں نے پانچ نمازیں پڑھنی شروع کر دی ہیں۔

احباب کرام! جو شخص اسلام کی بنیاد یعنی نماز کو ہی ادا نہیں کرتا وہ نبی ہونے کا دعویدار ہے۔

نماز اٹھک بیٹھک کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے اسے فرض قرار دیا ہے۔ اس کے بہت سے تربیتی پہلوؤں میں سے ایک پہلو اطاعت ہے۔ آج دنیا جس تباہی کی طرف جارہی ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ اطاعت کی کمی ہے۔ نماز ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اپنا ایک امام مقرر کرو۔ اور پھر اس کی کامل اطاعت کرو۔ اگر کہیں سمجھو کہ امام سے غلطی ہو گئی ہے۔ تو سبحان اللہ کہہ کر توجہ دلا دو۔ اپنی بات پر اصرار نہ کرو۔ بس ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ دیا۔ اس کے بعد اگر امام سمجھے تو درستگی کر لے اور اگر وہ سمجھے کہ اس نے غلطی نہیں کی اور اسی طرح نماز جاری رکھے تو مقتدی کو حق نہیں کہ اس سے علیحدہ کوئی حرکت کرے۔ اس پر فرض ہے کہ امام کی پیروی کرے۔ اس پیروی اور کامل اطاعت کے نتیجہ میں اس کی نماز ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت اور یاد دہانی کے لئے نماز کو پانچ وقت ادا کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ ہر وقت اطاعت کی یاد دہانی ہوتی رہے۔ مگر یہ یاد دہانی تو اسے ہو گی جو نماز ادا کرے گا۔ اور جو خدا کے حکم کو نہیں مانتا اس نے کسی اور کی کیا اطاعت کرنی ہے۔

جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کسی کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔

اس کے جواب میں ایک حوالہ تو اوپر درج کر چکا ہوں۔ جس میں حضورؑ نے بڑی وضاحت سے ارشاد فرمایا ہے کہ جو چندوں کی باقاعدگی سے ادائیگی نہیں کرے گا میں اس کا نام لسٹ سے کاٹ دوں گا۔ اس لئے وہ لوگ جنہوں نے حضورؑ کے اس ارشاد کو نہیں ماننا ہو گا۔ ان کو

حضورؑ نے جماعت سے خارج کیا ہوگا۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ خدا کا نبی ایک بات کہے اور اس پر عمل نہ کرے۔ (میں خدا کے سچے ماموروں کی بات کر رہا ہوں)۔

اس کے علاوہ حضورؑ کا ایک اور ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ اس میں حضورؑ نے اپنی بیعت کرنے والوں پر واضع فرمادیا کہ کون میری جماعت میں سے ہے اور کون نہیں۔ اس وضاحت کے بعد کسی کو خارج کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

کون میری جماعت میں ہے اور کون نہیں؟

"اِن سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دِلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اُس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دُعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جُھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پُورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بد نظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا اِلتزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص فی الواقعہ مجھے مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن،

مر تشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹)

حضرت مسیح موعودؑ نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا اخراج کیا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی حضرت اقدس کے ایک پرانے مرید تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی۔ حضرت اقدسؑ نے جب ان کی تفسیر کہیں کہیں سے سنی تو فرمایا کہ ''اس میں روحانیت نہیں ہے''۔ حضرت مولوی صاحب نے وہ تفسیر دیکھ کر فرمایا کہ ''اس میں غلطیاں بہت کثرت سے ہیں'' ان دونوں بزرگوں کے اپنی تفسیر کے متعلق خیالات سن کر ڈاکٹر صاحب بگڑ کر واپس چلے گئے اور پھر قادیان میں آمد و رفت ترک کر دی۔ اور اپنی قرآن دانی کے گھمنڈ میں آ کر یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ انسان کی نجات کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی توحید اور قیامت پر ایمان لانا کافی ہے۔ انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رسالہ ''الذکر الحکیم'' صفحہ ۴ پر لکھا:

''تمام قرآن مجید حمد الٰہی سے گونج رہا ہے اور توحید اور تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمدؐ پر ایمان لانے کو یا مسیحؑ پر''

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عقیدہ کو غلط قرار دیا اور ڈاکٹر صاحب کو نصیحت کی کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کریں۔ مگر انہوں نے اس کے برخلاف امام الزمان حکم و عدل سے بحث شروع کر دی اور بحث میں وہ رنگ اختیار کیا جو ایک گستاخ، سخت دشمن اور کینہ ور انسان ہی اختیار کر سکتا ہے۔ اس پر حضور نے انہیں ایک اعلان کے ذریعہ اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ (اعلان ۳ مئی ۱۹۰۶)

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حضرت مولوی صاحبؓ سے خط و کتابت شروع کی اور اپنے مندرجہ بالا عقیدہ کی تائید میں بڑے زور سے دلائل دینے شروع کئے۔ حضرت مولوی صاحب نے ان کے دلائل کا رد قرآن کریم کی متعدد آیات سے ایسا مدلل اور معقول دیا کہ ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

حضرت مولوی صاحب چونکہ بہت غیور انسان تھے۔ اس لئے آپ نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے جماعت سے خارج کئے جانے کے بعد ان کی تمام کتابیں انہیں واپس کر دیں اور انہیں لکھا:

''چند اوراق و رسائل و کتابیں آپ کی اگر میرے کتب خانہ میں تھیں تو میں نے باحتیاط آپ کو واپس کر دیں''

ایسا ہی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے جو قرآن کریم کی تفسیر لکھی تھی اسے بھی آپ نے لائبریری سے خارج کروا دیا۔

(حیاتِ نور ایڈیشن ۲۰۰۳، باب چہارم، صفحہ نمبر ۲۹۳)

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے پوتے حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کو جماعت سے خارج کرنا

(۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء، بوقتِ ظہر)

طلباء کی سٹرائیک علی گڑھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کی سٹرائیک اور استادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سٹرائیک میں شامل نہیں ہوا۔ میاں محمد دین، عبدالغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کے ساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے تھے کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڑھ کالج میں ہے اس وجہ سے عام طور پر عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ سب کو معلوم ہونے کے سبب وہاں کے اراکین نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ :۔

عزیز احمد نے اپنے استادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے لہٰذا وہ اس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہے ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ بیعت میں داخل ہو جاتے لیکن وہ شرائط بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا تھا۔''

(ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۸ء، جلد ۵، صفحہ نمبر ۱۷۲)

جنبہ صاحب! محمودی نظام بھی حضرت مسیح موعودؑ کا ہی نظام ہے اور حضورؑ کے ارشادات پر ہی عمل کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو حضورؑ کے ان ارشادات پر عمل نہیں کرتے انہیں پہلے سمجھایا جاتا ہے۔ اور باز نہ آنے پر خارج کر دیا جاتا ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ دلوں کے حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ خدا کو حاضر جان کر آپ اور آپ کے مرید حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات کو پڑھ کر باآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ حضورؑ کی جماعت میں ہیں یا نہیں۔

آپ کی دوسری بات کہ حضرت مسیح موعودؑ ''**لا اکراہ فی الدین**'' اور آنحضرت کی تعلیم ''**اختلاف امتی رحمۃ**'' پر چلنے اور چلانے والے تھے۔ اور محمودی نظام اس کے برعکس کام کر رہا ہے۔ اختلاف کرنے والوں کا جماعت سے اخراج کر دیا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں کی وضاحت اوپر بیان کر دی ہے۔ کہ ''**لا اکراہ فی الدین**'' اور ''**اختلاف امتی رحمۃ**'' کے کیا معنی ہیں اور اسلام میں اس کی کس حد تک اجازت ہے۔

جماعت کے اندر اس طرح کے دعوے کرنے والے آپ پہلے وجود نہیں ہیں۔ آپ سے پہلے بھی لوگ پیدا ہوتے رہے۔ جن کو آج جاننے والا کوئی نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی چند ایسے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

حضورؓ نے انہیں کیا ارشاد فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

جھوٹے مدعیوں کا خروج حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت کی طرح حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں بھی بعض لوگوں نے جھوٹے دعوے کئے۔ چنانچہ بابو ظہیر الدین اروپی، عبداللہ تیماپوری، مولوی یار محمد اور بعض دوسرے نام نہاد احمدی قدرت ثانی، خلیفۃ المسیح، مصلح موعود اور رسول ہونے کا دعویٰ لے کر اٹھے۔

مولوی یار محمد کو تو دماغی خلل تھا مگر مولوی عبداللہ تیماپوری نے ازراہ شرارت اپنے خلیفۃ المسیح ہونے کا ادعا کیا۔ اور اپنی بعض خوابوں پر اس کی بنیاد رکھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اسے اپنے خط میں لکھا کہ ایک وقت میں دو خلیفہ ہر گز نہیں ہو سکتے۔ اور ابوداؤد کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر بتایا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو دوسرا شخص مدعی خلافت ہو وہ قتل کیا جانا چاہیئے۔

(تاریخ احمدیت ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۳۱۹)

وہ حدیث درج ذیل ہے۔

وَحَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَرْفَجَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ "

حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص آئے اور تمہاری وحدت کی اس لاٹھی کو توڑنا چاہے یا تمہاری جمات میں تفریق پیدا کرے تو اسے قتل کر دو۔

(صحيح مسلم،كتاب الإمارة, باب حُكْمِ مَنْ فَرَّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ مُجْتَمِعٌ)

جنبہ صاحب! خدا کا شکر کریں کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور میں پیدا نہیں ہوئے۔ ورنہ آپ کی خواہش کے مطابق حضورؓ آپ سے یقیناً آہنی ہاتھوں سے نپٹتے۔

جن کا اخراج ہو ان سے رابطہ نہ رکھیں

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

(۲) جناب امام راشد صاحب۔ آپ نے دوران گفتگو فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے کہا تھا کہ پاکستان میں ہر جگہ مولوی حضرات احمدیوں کو واجب القتل قرار دینے کے جگہ جگہ فتوے دیتے پھر رہے ہیں اور ہر گلی میں احمدی مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں کے بورڈ آویزاں ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مولویوں کا یہی پروپگینڈا (propaganda) قتل وغارت اور دنگا اور فساد کا موجب بنتا ہے۔ حکومت مولویوں کو اس سے منع کیوں نہیں کرتی۔؟ جناب امام صاحب۔ جماعت احمدیہ میں بھی اختلاف رائے رکھنے والے احمدیوں کیساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ اُنہیں بھی جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ اُن کا سماجی بائیکاٹ بھی ہوتا ہے۔ اور پھر جمعہ کے دن اکثر ایسے اعلان ہوتے ہیں کہ احباب جماعت مخرج کی بری صحبت سے پرہیز کریں۔ اور جماعتی رسائل اور جرائد میں بھی اکثر ایسے ہی اعلان چھاپے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی کمزور احمدی ان ظالمانہ جماعتی سزاؤں کو برداشت نہیں کر سکتا اور وہ بے قصور ہوتے ہوئے معافی مانگ لیتا ہے تو پھر وہ فوراً نہ صرف نیک بن جاتا ہے بلکہ اُسکی بری صحبت بھی نیک ہو جاتی ہے۔ مثلاً۔ جناب خلیفہ مسرور احمد صاحب ہمبرگ میں اپنے خطبہ ۲ ستمبر ۲۰۰۵ء میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''جماعت کی تعزیر جو ایک معاشرتی دباؤ کیلئے دی جاتی ہے، اس کو اہمیت نہ دیتے ہوئے چاہے ایک دفعہ ہی سہی اگر کسی ایسے سزا یافتہ شخص کیساتھ بیٹھتے ہیں جس کی تعزیر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان حال سے یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ سزا تو ہے لیکن کوئی حرج نہیں، ہمارے تمہارے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے تعلقات قائم ہیں۔ سوائے بیوی بچوں یا ماں باپ کے۔ اِنکے تعلقات بھی اس لیے ہوں کہ سزا یافتہ کو سمجھانا ہے۔ اور قریبی ہونے کی وجہ سے ان میں درد زیادہ ہوتا ہے اس لیے ایک درد سے سمجھانا ہے۔ اِن کیلئے دعائیں کرنی ہیں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی شخص کسی جماعتی تعزیر یافتہ سے تعلق رکھتا ہے تو میرے نزدیک اسے نظام جماعت کا کوئی احساس نہیں ہے۔ اور خاص طور پر عہدیداران کو یہ خاص احتیاط کرنی چاہیے۔''

جناب امام راشد صاحب۔ جماعت احمدیہ میں یہ سزائیں جاری کرنیوالا خود خلیفہ ثانی تھا۔ ایک اسلامی مملکت میں کسی شرعی جرم کی سزا تو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہوئی ہے۔ وہ تو مجرم کو ضرور ملنی چاہیے لیکن فروعی دینی اختلافی امور میں احمدیوں پر غیر انسانی اور غیر اسلامی سزائیں نافذ کرنا کہاں کا اسلام ہے اور وہ بھی حقیقی اسلام کے نام پر؟ جماعت احمدیہ میں ایک طرف یہ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' اور دوسری طرف ادنیٰ ادنیٰ فروعی اختلاف کی بنیاد پر احمدیوں کو اخراج اور مقاطعہ ایسی کڑی سزائیں دی جاتی ہیں کہ الامان۔ ہوسکتا ہے مسرور احمد کی طرح آپ بھی یہ کہیں کہ یہ سزائیں تو اصلاح کیلئے دی جاتی ہیں۔ میرے محترم غیر احمدی مسلمان بھی یہ سزائیں احمدیوں کو اپنے زعم میں اصلاح کیلئے ہی دیتے ہیں۔ اُنہوں نے ایسی سزاؤں کے طریقے جماعت احمدیہ سے ہی سیکھے ہیں۔ اگر غیر احمدی مسلمانوں کی یہ سزائیں غیر انسانی اور غیر اسلامی ہیں اور انہیں بند ہونا چاہیے تو پھر جماعت احمدیہ میں فروعی دینی اختلاف کی بنا پر جو سزائیں دی جاتی ہیں ان سزاؤں کا کیا جواز ہے۔؟؟؟

(آرٹیکل نمبر ۵۲، صفحہ نمبر ۳۳، ۳۴)

مندرجہ بالا تحریر میں آپ فرمارہے ہیں کہ فروعی دینی اختلافی امور میں احمدیوں پر غیر انسانی اور غیر اسلامی سزائیں نافذ کرنا کہاں کا اسلام ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کے عقائد فروعی دینی اختلافی مسائل نہیں ہیں۔ بلکہ بڑے بنیادی عقائد میں بڑا واضح اختلاف ہے۔

- جنبہ صاحب کے نزدیک امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ موعود امام مہدی ہیں اور جنبہ صاحب موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

- جنبہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے الہامات کو سمجھنے میں اجتہادی غلطیاں کی ہیں۔ اور اپنی ان غلطیوں پر مرتے وقت تک خدا کے سمجھانے کے باوجود قائم رہے ہیں۔ جنبہ صاحب! حضرت مسیح موعودؑ نے بڑا واضح ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے کسی بھی غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ نیز کسی بھی الہام کے جو معنی ملہم کرتا ہے وہی درست ہیں۔ جبکہ جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے کئے گئے معنوں کو آپؑ کی اجتہادی غلطی کہہ رہے ہیں۔
- ہم جس وجود کو حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ جنبہ صاحب انہیں انتہائی گندے القابات سے نواز رہے ہیں۔
- ہم جنہیں اپنا خلیفہ مانتے ہیں۔ جنبہ صاحب ان کی بابت گندی زبان استعمال کر رہے ہیں۔
- اور سب سے بڑھ کر خود مدعی ہیں۔ کہ میں مصلح موعود ہوں۔ میں موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں اور نبی ہوں۔

ان عقائد کے ساتھ تو جنبہ صاحب اور ان کے مرید خود بخود جماعت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ کسی کو نکالنے کی ضرورت ہی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جنبہ صاحب کو بڑا واضح بتایا تھا کہ آپ کے عقائد جماعت احمدیہ کے عقائد سے متصادم ہیں۔ اور جماعت میں رہتے ہوئے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ کوئی جبر والی بات نہیں تھی۔

اگر آپ سچے ہیں تو اپنی علیحدہ شناخت سے خوف زدہ کیوں ہیں۔

ایسا ہی جنبہ صاحب یہ بھی شکوہ کر رہے ہیں ادنیٰ ادنیٰ فروعی اختلاف کی بنیاد پر اخراج اور مقاطع کی سزائیں دی جاتی ہیں اور یہ نظام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شروع کیا ہے۔ جنبہ صاحب کا ایسا خیال عدم علم کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا

اور یقیناً اس نے تم پر کتاب میں یہ حکم اتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے یا ان سے تمسخر کیا جارہا ہے تو اُن لوگوں کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔ ضرور ہے کہ اس صورت میں تم معاً اُن جیسے ہی ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء ۴:۱۴۱)

یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو لوگ خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں یا ان کا تمسخر اڑاتے ہیں تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔ جنبہ صاحب اور ان کے مرید خدا کی آیات کا انکار کر رہے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ موعود امام مہدی ہیں اور جنبہ صاحب موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اور ہمارے خلفاء کی نسبت انتہائی گندی زبان استعمال کر رہے ہیں۔ اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہم تو خدا کا حکم مان رہے ہیں۔ جنبہ صاحب نے تو قرآن پاک نہیں پڑھا مگر آپ کے مرید تو بہت پڑھے لکھے ہونے کے دعویدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم کسی کے جھوٹے معبودوں کو گالیاں نہ دو۔ اگر جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کے نزدیک ہمارے خلفاء سچے نہیں ہیں تب بھی قرآنی حکم کے مطابق ان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے بارے میں بدزبانی نہ کریں۔ لیکن وہ خدا کے احکامات کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اور ایسی نافرمانی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے حضرت خلیفہ ثانیؓ نے نہیں بلکہ خدا نے منع فرمایا ہے۔

جنبہ صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ مگر شاید ان کی نظر سے نہیں گزرا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مرید ڈاکٹر عبدالحکیم نے بھی جنبہ صاحب کی طرح فروعی اختلافات کئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے اسے سمجھایا تھا اور بعد ازاں اس کا جماعت سے اخراج کر دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس سے مقاطع کا اشتہار شائع فرمایا تھا۔ وہ اشتہار احباب کے استفادہ کے لئے اگلے صفحہ پر پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ڈاکٹر عبدالحکیم کو مقاطع کی سزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں منہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نہیں نکل سکتے۔ اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بے جا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرام خور اور بندہ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض تکبر کی وجہ سے مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا۔ اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ پیش گوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں۔ مجھ کو ہزارہا

ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جس طرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہاء تک پہنچادیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں۔ علاوہ اس کے میری تحقیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں۔ کیوں کہ اگر جیسا کہ مجھے اس دغاباز، حرام خور، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت ﷺ سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے۔ لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مردار کھانے سے بھی عار نہیں رکھتے ان کی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں۔ اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اشارہ پر ختم کرتا ہوں۔

اِنَّمَاۤاَشْکُوْابَثِّیْ وَحُزْ نِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمر بن ہشام آنحضرت ﷺ کی عزت اور جان کا دشمن تھا۔ اس لئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس سے بکلی قطع تعلق کر لیں۔ اس کے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہو گا۔

رَبَّنَاافْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْ مِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ آمِین، آمِین، آمِین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

(اخبار الحکم نمبر ۱۵ جلد ۱۰، ۳۰ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)، (تاریخ احمدیت۔ جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۶۰، ۴۶۱)

آزادیٔ ضمیر پر پابندی اور مقاطعہ کی سزا

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

آج بھی مجھ غریب کے مقابل پر جس غلاظت محمود یہ کی آپ بات کررہے ہیں وہ بھی اپنے آپکو کلغی والا سمجھتی ہے۔انشاءاللہ تعالی یہ کلغیاں بکھر جائیں گی اورآخری نتیجہ الٰہی منشا کے موافق نکلے گا۔ جہاں تک متعلقین کو خوشی پہنچانے کا سوال ہے تو میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ میں نے صرف غلام مسیح الزماں ہونے کا اعلان کیا ہے۔اگر انکی نظر میں خاکسار غلطی خوردتھا تو یہ مجھے دلیل کیساتھ سمجھا دیتے۔انہیں ایک فرعونی نظام کے کہنے پر مجھ سے مقاطعہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے تو اپنے گھر کا دروازہ کسی کیلئے بند نہیں کیا۔میرا آپ سب سے سوال ہے کہ محترم ابوطالب اپنے محترم بھتیجے آنحضور ﷺ کے دعوی پر ایمان نہیں لائے تھے۔لیکن اسکے باوجود چچا نے اپنے بھتیجے ﷺ کو کیا چھوڑ دیا تھا؟ حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی زوجہ کی اولاد نے بھی آپؑ کے دعوی کو آپکی زندگی میں نہیں مانا تھا؟ اوراسکے باوجود کیا آپؑ نے اپنی منکر اولاد کو اپنے گھر سے نکال دیا تھا یا ان سے مقاطعہ کرلیا تھا؟ تتفکروا وتندموا واتقوا اللہ ولا تغلوا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ ۶،۷)

میں اس قسم کی گندی زبان کا جواب دینے میں کراہت محسوس کرتا ہوں۔ مگر ایسے شخص کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی پاک اولاد اور آپ کی جماعت کو غلاظت کہہ رہا ہو کو آئینہ دکھانا ضروری ہے۔

جنبہ صاحب!

اگر یہ غلاظت ہے تو اس میں شامل ہونے کے لئے اتنے بے قرار کیوں ہیں۔ منتیں کیوں کر رہے ہیں۔ حوالے کیوں دے رہے ہیں۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے اس مقاطعہ پر۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ہمیشہ غلاظت کو اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایک غلیظ شخص (ڈاکٹر عبدالحکیم) کو اٹھا کر جماعت سے باہر پھینک دیا تھا۔ اور ان کے جانشینوں نے بھی اسی سنت پر عمل کیا ہے۔ اس نے بھی آپ کی طرح بڑے دعوے کئے تھے۔ جو انجام اس کا ہوا تھا۔ انشاءاللہ وہی انجام آپ کا بھی ہوگا۔

اگر کوئی اور رسول کریم ﷺ کی نسبت سے حوالہ دے تو بڑی غیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر رسول کریم ﷺ کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے ذرا غیرت نہیں آئی۔ کہاں آقا دو جہاں ﷺ اور کہاں آپ۔ جنبہ صاحب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ پاک اور طیب وجود تھے۔ اس لئے انکے چچا نے انہیں اپنی زینت بنا کر رکھا۔

تیسری چیز آپ کے علم میں اضافہ کے لئے ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا حوالہ دیا ہے کہ آپؑ کی پہلی زوجہ محترمہ اور اس کی اولاد نے آپؑ کو نہیں مانا تھا اس کے باوجود حضورؑ نے ان کا مقاطعہ نہیں کیا تھا۔

آپ نے بار بار اس کا دعویٰ کیا ہے کہ میں نے حضورؑ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر شاید اس مطالعہ میں اپنی مطلب کی چیزیں ہی تلاش کرتے رہے ہیں۔ حضورؑ نے اپنی پہلی بیوی اور بچوں کو عاق کرنے کی بابت باقاعدہ اشتہار شائع کیا تھا۔(اس کی تفصیل کے لئے متعلقہ اشتہار دیکھ سکتے ہیں) ایسے ہی اپنے دوسرے بیٹے فضل احمد کی وفات پر اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔

جنبہ صاحب آپ فرمارہے ہیں کہ اگر میں ان کی نظر میں غلطی خوردہ تھا تو مجھے دلیل کے ساتھ سمجھا دیتے۔انہیں ایک فرعونی نظام کے کہنے پر مجھ سے مقاطعہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

الجواب! جب آپ نے ۱۹۹۳ء میں پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں خط لکھا اور اس کے ساتھ وہ کتابچہ بھی بھجوایا۔ جس میں آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کی تفصیل بیان کی ہے۔اور اپنے دعوے تحریر کئے ہیں۔ تو سب سے پہلے حضورؒ نے جرمنی میں مقیم مربی سلسلہ کے ذریعے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ اور اٹھ کر چلے آئے۔ اس کے بعد حضورؒ نے آپ کو خط کے ذریعے واضح کیا کہ آپ کی باتیں جماعت کے عقائد کے منافی ہیں۔ یہ شیطانی وساوس ہیں اور پیغامیوں والا فتنہ ہے۔ جماعت کے اندر رہتے ہوئے ایسی باتوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آپ کو اختیار دیا کہ اگر آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔ مگر آپ کو کوئی سزا نہیں دی۔

آپ نے ۱۹۹۷ء میں دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بڑا تفصیلی خط لکھا اور اس کے جواب میں پھر حضور نے آپ کو سمجھایا۔ کہ دعوؤں میں نہ پڑیں۔ عاجزی کا رنگ اختیار کریں۔ آپ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر اور وساوس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آپ کو کسی قسم کی کوئی سزا نہیں دی۔

لیکن جنبہ صاحب آپ حضورؒ کے منع کرنے کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ لوگوں میں غلط عقائد پھیلانے کی کوشش کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ کے موقع پر حضورؒ نے آپ کی بابت سخت الفاظ استعمال کئے۔ لیکن تب بھی آپ کو کوئی سزا نہیں دی۔

اس کے بعد آپ نے مئی ۲۰۰۲ء میں حضورؒ کی اس تقریر کے جواب میں ایک خط تحریر کیا۔ اس کا جواب حضورؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے دیا۔ انہوں نے بھی کوئی سخت بات نہیں کہی بلکہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے۔

جنبہ صاحب نے اکثر جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات کے حوالے پیش کئے ہیں کہ حضورؒ دوسروں کو آزادی اظہار پر پابندی کے خلاف درس دیتے رہے ہیں۔ اور آپ کے آزادی اظہار پر پابندی لگا دی گئی۔ جو سراسر دروغ گوئی ہے۔ خلیفہ وقت نے یا نظام جماعت نے آپ پر ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی۔ آپ کو صرف اتنا بتایا گیا کہ آپ کا موقف یا عقائد جماعت کے عقائد سے متصادم ہیں۔ اور نظام میں رہتے ہوئے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ کو آزادی دی کہ اگر آپ اپنے موقف پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ آپ کو جماعت سے علیحدہ نہیں کیا گیا۔

جس طرح جنبہ صاحب کو حق حاصل ہے کہ آزادی کے ساتھ اپنے موقف اور عقائد کا اظہار کر سکیں۔ اسی طرح خلیفہ وقت اور دیگر احباب کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے موقف اور عقائد کا آزادی کے ساتھ اظہار کر سکیں۔ جس طرح جنبہ صاحب نے خلیفہ وقت کی خدمت میں تحریر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ امام مہدی ہیں اور مسیح عیسیٰ ابن مریم نے ابھی آنا ہے۔ اسی طرح خلیفہ وقت نے بھی اپنا موقف اور جماعت کے عقائد سے جنبہ صاحب کو آگاہ کر دیا۔ اس میں جنبہ صاحب کی آزادی کہاں سلب ہوئی۔

آزادی اظہار پر پابندی تو جنبہ صاحب لگا رہے ہیں۔ اور اس بات پر زور ڈال رہے ہیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں باقی سب بھی وہی بات کہیں۔ اور میری ہاں میں ہاں ملائیں۔

جنبہ صاحب کے نزدیک اگر یہی اظہار کی آزادی ہے۔ تو سب سے پہلے جنبہ صاحب خود اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ میں انہیں لکھ رہا ہوں کہ ان کے تمام عقائد غلط ہیں۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ اب اس کے جواب میں جنبہ صاحب مجھے لکھیں کہ ہاں تم درست کہہ رہے ہو۔ میرے تمام عقائد غلط ہیں اور میں غلطی پر ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے تینوں خطوط کے عکس جنبہ صاحب کی یاددہانی اور احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

خط نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
8.6.93

مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب "مقدم مسیح الزمان کے متعلق الہامی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت" ملی۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے یہ شیطانی وساوس ہیں اور میرے اور جماعت کے مسلک کے مخالف خیالات ہیں۔ یہ پیغامیوں والا فتنہ ہے جو آپ پیدا کر رہے ہیں۔ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے ہرگز آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریح مخالف ہیں۔ اگر فتنہ پیدا کرنا ہے تو بے شک جماعت سے الگ ہو جائیں۔ اللہ آپ کو عقل دے اور ٹھوکر سے بچائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

① نقل مکرم امیر جرمنی
② " دفتر [illegible]

خط نمبر ۲

جواب خط نمبر ۲ :

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
15.3.97

مکرم عبدالغفار صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تفصیلی خط موصول ہوا۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دھوکہ میں نہ جائیں اس سے آپ کی نیکی، اخلاص اور روح کو نقصان پہنچے گا۔ عاجزی کا رنگ ہمیشہ صرف غلامی والی حد تک رکھیں۔ عہدوں اور مناصب کی بجائے عاجزانہ راہوں پر چلنا ہی انسان کو مقبول بنایا کرتا ہے۔ اللہ ہر قسم کے شر اور وسوسوں سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

نقل [illegible] دفتر [illegible] لندن

خط نمبر ۳

(جواب خط نمبر ۳ :)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن
21.8.02

مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی کتاب اور تفصیلی خط موصول ہوا ہے۔ خاکسار حسب ہدایت رسیدگی کی اطلاع دے رہا ہے۔ اللہ آپ پر فضل فرمائے آمین۔

والسلام
خاکسار
منیر احمد جاوید

جرمنی

احباب کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے لکھے گئے خطوط کے عکس آپ نے ملاحظہ فرمالئے۔ان خطوط میں جنبہ صاحب کو ان کے عقائد کے متعلق واضح جوابات دیئے گئے ہیں۔ مگر خلیفہ وقت کے واضح ارشادات اور نصائح کے باوجود آپ کہہ رہے ہیں کہ

'اگر میں ان کی نظر میں غلطی خوردہ تھا تو مجھے سمجھاتے'۔ ایک متقی انسان کو تو اسی طرح بات سمجھائی جاتی ہے۔ آپ بچے نہیں تھے۔ آپ کو بات کی سمجھ آ رہی تھی مگر یہ بات آپ کے مفاد میں نہیں تھی اس لئے آپ اسے سمجھنا نہیں چاہ رہے تھے۔ کیونکہ اسے سمجھ کر آپ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

ایک نظام میں رہتے ہوئے آپ کو اپنے موقف کے اظہار کی اجازت تو دی جاتی ہے مگر اس موقف کے پرچار یا اپنے موقف کے مطابق عمل کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ اس کے باعث ایک انتشار کے پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ یہی انبیاء کی سنت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار وحدانیت اور ایک امیر کی اطاعت پر زور دیا ہے۔

آپ نے خلیفہ وقت کی بات نہیں مانی۔ جماعت کے اندر رہتے ہوئے خلیفہ وقت کے منع کرنے کے باوجود اپنے عقائد کا پرچار کرتے رہے۔ اس کے بعد بھی نظام جماعت سے آپ کا اخراج نہیں کیا گیا۔

جنوری ۲۰۰۳ء میں آپ نے خود جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہ بات میں نہیں کہہ رہا۔ آپ نے خود اس کا اعتراف کیا ہے۔

جب آپ نے دیکھا کہ اس طرح بات نہیں بنتی تو آپ نے دسمبر ۲۰۰۳ء میں اپنی ویب سائٹ بنالی۔ اور اپنے عقائد کا پرچار اس کے ذریعے شروع کر دیا۔ باقائدہ اپنے دعوؤں کی تشہیر شروع کر دی۔ اپنی نئی جماعت بنالی۔ اس کا نیا نام رکھ لیا۔

آپ جس جماعتی نظام کے تابع ہیں خاکسار بھی مورخہ ۲؍ جنوری ۲۰۰۳ء تک اس جبری نظام میں شامل تھا۔ واضح رہے کہ قدرت جب کسی شہسوار کو نوازنے کا فیصلہ کرتی ہے تو خوف اُسکے پیکر سے نوچ کر پھینک دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی کرم مجھ پر بھی ہو گیا اور میں نے ۱۲؍ دسمبر ۲۰۰۳ء کو پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنے مدلل نقطہ نظر کا بذریعہ اپنی ویب سائٹ (alghulam.com) اعلان کر دیا۔ اسکے بعد آپکے جماعتی نظام نے خاکسار کو بمعہ اہل وعیال اپنے منحوس نظام سے خارج کر دیا۔

(آرٹیکل نمبر ۵۹، صفحہ نمبر ۲)

اس حوالہ میں آپ خود اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنی ویب سائٹ بنا کر اس کے ذریعے اپنے عقائد کا پرچار کرنے کے بعد آپ کا جماعت سے اخراج کیا گیا۔

جنبہ صاحب کے اخراج کے خط کا عکس پیش ہے۔

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
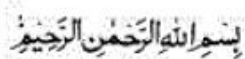
AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT e.V
ZENTRALE FÜR DEUTSCHLAND
GENFER STR. 11, 60437 FRANKFURT /M
Ahmadiyya, Genfer Str. 11, 60437 FFM
TELEFON: 069-50 688-622
TELEFAX: 069-50 688-666

امور عامہ حوالہ نمبر G-2 / 018 تاریخ 07.1.04

مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاعاً تحریر ہے کہ آپ کو اپنے مفسدانہ خیالات پھیلانے کیوجہ سے نظام جماعت سے اخراج کی سزا ہوگئی ہے۔

والسلام خاکسار
محمد احمد
سیکرٹری امور عامہ جرمنی

۱۔ نقل بخدمت مکرم ناظر صاحب امور عامہ ربوہ بوساطت مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن برائے مطلع مستعد منسلکہ ہے۔
۲۔ -- مکرم جنرل سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ جرمنی
۳۔ -- مکرم ریجنل امیر صاحب Schlewig-Mecklenburg
۴۔ -- مکرم صدر صاحب جماعت Kiel
۵۔ -- مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی / مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی / ~~مکرم صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ جرمنی~~
۶۔ -- مکرم اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری صاحب امور عامہ جرمنی
۷۔ -- مکرم ریجنل مشنری صاحب

نام۔ مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب ولدیت۔ مکرم چوہدری شیر محمد صاحب	پاکستان کا مکمل ایڈریس۔ مکان نمبر۔ دارالصدر غربی گلی/محلہ۔ شہر کا نام۔ ربوہ
جرمنی کا مکمل ایڈریس۔ سڑک کا نام اور نمبر۔ Gustav Schatzhof 2 شہر کا نام مع پوسٹ کوڈ۔ 24143 Kiel	سزا کب ہوئی۔ 02.01.04 وجہ سزا۔ مفسدانہ خیالات پھیلانا

احبابِ کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ جنبہ صاحب خود اقرار کر رہے ہیں کہ میں جنوری ۲۰۰۳ء تک اس منحوس نظام کا حصہ تھا۔ دسمبر ۲۰۰۳ء میں اپنی ویب سائٹ بنائی تھی اور آپ نے مندرجہ بالا خط بھی دیکھ لیا جو ۷ جنوری ۲۰۰۴ء کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس خط کے ذریعے جنبہ صاحب کے اخراج کا اعلان کیا گیا ہے۔ یعنی جنبہ صاحب کے جماعت سے عملی طور پر علیحدگی کے ایک سال بعد جماعت نے جنبہ صاحب کو اخراج کی سزا دی۔

اب جنبہ صاحب کا جھوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ سے موعود مصلح ہونے کی خبر اور اسکا قطعی اور الہامی ثبوت پا کر سب سے پہلے اور باضابطہ طور پر خلیفہ رابع اور پھر افراد جماعت کے آگے اپنا دعویٰ رکھا۔ اب ایک شخص جو نسل در نسل حسب توفیق اپنی جان، مال اور عزت کی قربانیاں دیتا چلا آ رہا تھا۔ اس نے کوئی اخلاقی جرم نہیں کیا بلکہ جماعت کے آگے صرف ایک اختلافی نظریہ پیش کیا۔ اور اسکی پاداش میں نہ صرف اس پر بلکہ اسکے اہل و عیال پر بھی اخراج اور مقاطع کی چھری چلا کر کیا آزادی ضمیر کی دھجیاں نہیں اڑا دی گئیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبدالغفار جنبہ

(نیوز نمبر ۴)

اب لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ مجھے اختلافی نظریہ پیش کرنے کے جرم میں جماعت سے نکال دیا۔ اور ساتھ لکھ رہے ہیں نا صرف مجھے بلکہ میرے اہل و عیال پر بھی اخراج اور مقاطع کی چھری چلا کر آزادی ضمیر کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔

اخراج کا خط اوپر موجود ہے۔ جس میں صرف جنبہ صاحب کو اخراج کی سزا دی گئی ہے۔ ان کے بیوی بچوں کا اس میں ذکر تک نہیں ہے۔ اور یہ شخص جو مصلح اور نبی ہونے کا دعویدار ہے اور اپنی ہی ویب سائٹ پر وہ اخراج کا خط لگا چکا ہے۔ (جس میں صرف ان کے اخراج کا ذکر ہے) کہہ رہا ہے کہ میرے بیوی بچوں کو بھی اخراج کی سزا دی گئی ہے۔

جنبہ صاحب کے مریدوں کے ساتھ بھی نظام جماعت کا یہی طریق رہا ہے کہ جب انہوں نے خود عملاً یا تحریراً جماعت سے لاتعلقی کا اظہار کیا تب نظامِ جماعت نے ان کے بارہ میں کوئی اعلان کیا۔

اسیرانِ راہ مولا کون ہیں

محترم جنبہ صاحب نے اپنے آرٹیکل نمبر ۳۳ کا نام 'اسیران راہ مولا کون ہیں' رکھا ہے۔اس میں ممبران جماعت احمدیہ کی بابت اسیری اور رہائی کا ذکر کیا ہے۔ایسے ہی اپنے دیگر مضامین میں بھی جنبہ صاحب نے اس مضمون پر کافی طبع آزمائی کی ہے۔

مگر کسی جگہ بھی اسیری اور رہائی کی تعریف بیان نہیں کی۔جس شخص کو ابھی یہ ہی معلوم نہیں اسیری کیا ہوتی ہے اور رہائی کیا ہوتی ہے تو وہ کسی کی کیا مدد کرے گا۔کس کو رہائی دلائے گا اور کس کو اسیر کرے گا۔

اگر جنبہ صاحب کے نزدیک جماعت اور نظام جماعت کے اندر رہنا اسیری ہے اور اس سے باہر نکل جانا رہائی یا آزادی ہے۔تو پھر وہ اور ان کے مرید نظام جماعت سے اخراج پر شور کیوں مچاتے ہیں کہ ہمیں نظام سے نکال دیا گیا ہے۔آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔نظام جماعت کا شکر گزار ہونا چاہیئے بلکہ قرآن پاک اور رسول کریم ﷺ کی تعلیم کے مطابق 'کہ جو آپ کے ساتھ نیکی کرے ساری زندگی اس کے احسان مند رہو' آپ تمام احباب کو نظام جماعت کا احسان مند رہنا چاہیئے اور جن میں ذرا سی بھی شرافت ہو وہ اپنے محسن کو کبھی برے الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ان کے بارے میں بد زبانی نہیں کرتے۔

جنبہ صاحب ایسا کیا ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت کی اسیری میں ہیں وہ تو بہت خوش اور مطمئن ہیں۔اور جن کو اس اسیری سے رہائی ملتی ہے وہ اس اسیری میں آنے کے لئے بے تاب ہیں۔

جنبہ صاحب اسیری کا مطلب ہے کہ آپ کو زبردستی آپ کی خواہش کے خلاف کہیں قید کر کے رکھا جائے۔آپ کو زبردستی اپنے عقائد پر عمل نہ کرنے دیا جائے۔جیسے مکہ میں مسلمانوں کو خدا اور اس کے رسول کا نام لینے کی اجازت نہیں تھی۔جیسے پاکستان میں احمدیوں کو اپنے عقائد کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں۔

جماعت احمدیہ میں تو ایسی کوئی پابندی نہیں۔ہر شخص کو مکمل آزادی حاصل ہے۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اپنے عقائد کے متعلق خط لکھا تو انہوں نے آپ کو یہی بتایا کہ آپ کی باتیں جماعت کے عقائد کے خلاف ہیں۔اس نظام میں رہتے ہوئے آپ کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔انہوں نے آپ سے کوئی زبردستی نہیں کی۔آپ کو مکمل آزادی دی۔فیصلے کا اختیار دیا۔

سوائے جنگل کے ہر معاشرہ کے ہر نظام کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ اور اس معاشرہ اور اس نظام کا حصہ رہنے کے لئے ان اصول و ضوابط پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسا نہ کرنے والے کو اس معاشرہ یا نظام سے علیحدہ ہونا پڑتا ہے یا علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہی قرآن پاک کی تعلیم ہے۔ اور یہی تعلیم حضرت مسیح موعودؑ نے دی ہے۔ آپ نے تو حضورؑ کی ساری کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ آپؑ نے اپنی کتاب 'کشتی نوح' میں اپنی بیعت میں آنے والوں کو مخاطب کر کے بڑی وضاحت سے اپنی جماعت میں رہنے کے اصول و ضوابط سے آگاہ فرمایا ہے۔

کیا جرمنی میں سڑک پر کوڑا پھینک سکتے ہیں۔ جہاں چاہے گاڑی پارک کر سکتے ہیں۔ جتنی سپیڈ پر چاہیں گاڑی چلا سکتے ہیں۔

جنبہ صاحب! آپ نے بھی ایک جماعت بنائی ہے۔ اس کے بھی کچھ اصول و ضوابط ہوں گے۔ اگر ایک شخص آپ کو کہے کہ میں آپ کی جماعت میں آنا چاہتا ہوں لیکن میں آپ کو جھوٹا، مفتری، دغاباز، زانی وغیرہ وغیرہ خیال کرتا ہوں یا آپ کا ایک مرید آپ کی بابت انہیں خیالات کا اظہار فرمائے۔ تو آپ کا اس کی بابت کیا ردِ عمل ہو گا۔ یا آپ کے مریدوں کا ایسے شخص سے کیا سلوک ہو گا۔

ویسے یہ سوال آپ سے نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ نے تو زاہد خاں صاحب (جس نے رسول کریم ﷺ کی بابت اپنی کتاب میں بدزبانی کی تھی) کے بارہ میں فرمایا ہوا ہے کہ کیونکہ اس نے مجھے کچھ نہیں کہا اس لئے میں اس کی بابت بدزبانی کیوں کروں۔

(تفصیل کے لئے خاکسار کا مضمون 'غلام کا عشق رسول' ملاحظہ فرمائیں)

لیکن جنبہ صاحب کوئی بھی غیرت مند اپنے مرشد کی بابت ایسی باتیں سن کر اس شخص کے ساتھ کسی قسم کا تعلق قائم نہیں رکھے گا۔ اس کے لئے غیرت مند ہونا شرط ہے۔

جماعت احمدیہ تو بڑے کھلے دل کے ساتھ تنقید برداشت کرتی ہے۔ ایسے احباب کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہے اور اگر کوئی اس نظام کی اطاعت نہ کرنا چاہے تو اسے نظام سے آزاد کر دیتی ہے۔ کوئی جبر نہیں اور نہ ہی کوئی زبردستی ہے۔

آپ کی ویب سائٹ پر موجود آپ کے اور آپ کے مریدوں کے خلفاء اور دیگر علماء کو لکھے گئے خطوط اور ان کے جواب میرے دلائل کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ واقعی اسیر انِ راہ مولا ہیں۔ اور ہمیں اپنی اس اسیری پر فخر ہے۔ اور ہم ہر وقت خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس جماعت کا اور اپنے خلیفہ وقت کا سچا اور مخلص اسیر بنائے رکھے۔ جنبہ صاحب یہ اسیری نصیبوں والوں کو ملتی ہے۔ آپ نے شاید یہ محاورہ سنا ہو۔

باادب بانصیب۔بے ادب بے نصیب

ہم بفضلِ خدا باادب ہیں اور بانصیب ہیں۔اسیر انِ راہ مولا ہیں۔اور خدا کے اس خاص فضل پر بہت خوش ہیں۔اور دل کی گہرائیوں سے خدا تعالٰی کے ان فضلوں پر اس کے شکر گزار ہیں۔ہم اسیروں کا ایک رکھوالا ہے۔جو ہر وقت ہمارا خیال رکھتا ہے۔ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ہمیں دنیا کی آزادیوں سے بچا کر رکھتا ہے۔یہ اسیری ماں کی گود والی اسیری ہے۔اور جو بچے اس اسیری سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔وہ بہت برا گرتے ہیں اور پھر چیختے ہوئے اس اسیری میں واپس آنے کی جستجو کرتے ہیں۔بدقسمت ہیں جو اس اسیری سے محروم ہیں۔

آپ کو آزادی مبارک ہو۔جہاں کوئی آپ کو پوچھنے والا نہیں۔کوئی رہنما نہیں۔کوئی روکنے والا نہیں۔مکمل آزادی ہے مگر پھر بھی ذہنی سکون کیوں نہیں؟

کج رو جماعت

محترم جنبہ صاحب نے اپنے اکثر مضامین میں اور تقاریر میں جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں کو کج رو کہا ہے۔اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے محترم جنبہ صاحب ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔

(۲)''عَنْ جَعْفَرٍؓ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُهٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ کَحَدِیْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا کَیْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذَالِكَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رواه رزین۔''(مشکوۃ شریف جلد۳ صفحہ۲۹۳)ترجمہ۔جعفرؒ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا(حضرت امام حسینؓ۔ ناقل)سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۷، صفحہ نمبر ۳)

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ ''ہرسخن وقتے و ہرنکتہ مقامے دارد''۔ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے عہد مبارک میں ہمارے آدم کے ششم ہزار کو''فیج اعوج'' کا زمانہ قرار دیا تھا۔نومبر۱۹۰۴ء میں آپؑ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق یہ جو فرمایا تھا وہ بلاشبہ اُس وقت تک بالکل درست تھا۔آج حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعودز کی غلام کو اللہ تعالیٰ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق جو فہم و فراست عطا فرمائی ہے تو اِس سلسلہ میں گزارش ہے کہ'' فَیۡجٌ '' کے لغوی معانی لوگوں کی جماعت کے ہیں اور'' اَعۡوَجْ '' کے معانی کجی کے ہیں۔لہٰذا ''فیج اعوج'' سے مراد ایک کجرو جماعت کے ہیں۔اب سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مبارک الفاظ میں کس کو''فیج اعوج یعنی کجرو جماعت'' قرار دیا تھا۔جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک صدی قبل اپنے وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مہدی معہود و مسیح موعود مبعوث فرمایا تھا۔اپنی بعثت سے بھی پہلے آپؑ نے ایک پاک جماعت کی بنیاد رکھی اور اِس کا نام ''جماعت احمدیہ'' تجویز فرمایا۔حضورؑ کی بعثت سے پہلے عالم اِسلام بہتر (۷۲) گروپوں میں بٹا ہوا تھا۔یہ سب گروہوں میں بٹے ہوئے فرقے تھے۔مثلاً۔اہل سنت۔اہل حدیث۔اہل قرآن اور اہل تشیُّع وغیرہ وغیرہ۔خلفائے راشدین کے بعد اِن فرقوں میں سے کوئی بھی فرقہ باامام نہیں تھا اور جب تک کسی گروہ یا فرقے کا اِمام نہ ہو ہم اُسے جماعت نہیں کہہ سکتے۔حضورؑ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ آپکی وفات کے چند سال بعد یعنی ۱۹۱۴ء تک تو صراطِ مستقیم پر گامزن رہی لیکن آپکی رحلت کے وقت جماعت احمدیہ میں بعض ایسے احباب موجود تھے جنہوں نے بعد ازاں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنی تھی ۱۹۱۴ء کے بعد اِن احباب نے اپنے اپنے گروپ بنا لیے۔ دونوں گروپوں کے سرغنہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔قادیانی گروپ کا سربراہ خلیفۃ المسیح کہلوانے لگا جبکہ لاہوری گروپ کے سربراہ نے اپنے لیے امیر جماعت احمدیہ یا امیر المومنین کی اصطلاح پسند فرمائی۔ جب ہم تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جماعت احمدیہ کے اِن دونوں گروپوں کے عقائد کا جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروپ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ دونوں فریق حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں دخل دے کر نعوذ باللہ اپنے اپنے زعم میں آپؑ کے عقائد کو ٹھیک کرتے رہے۔ اِن دونوں گروپوں کے لیڈران نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی زندگی میں ہی ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر اپنے اپنے ایجنڈے پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اِنہیں اپنی زندگی میں سمجھاتے بجھاتے رہے اور یہ لوگ وقتی طور پر دَب بھی جاتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کے باوجود یہ لوگ اپنی نفسانی

خواہشات سے نجات نہ حاصل کر سکے۔ جماعتی اِفتراق کا آغاز اِس وقت ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے وقت ایک شخص نے حضرت بانئے جماعتؑ کی مقرر کردہ مجلس اِنتخاب (صدر انجمن احمدیہ) کو یکسر نظر انداز (ignore) کرتے ہوئے نام نہاد اِنتخاب کا ڈرامہ رچا کر نہایت مکاری کیساتھ خلافت کے نام پر جماعتی قیادت پر قبضہ کر لیا۔ اِس واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر اصحاب احمد کی اکثریت قادیان چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔ بعد ازاں اِن دونوں گروپوں نے افرادِ جماعت کو اپنی اپنی طرف مائل کرنے کیلئے بانئے سلسلہ اور اسلامی عقائد حقہ میں کمی بیشی کرنی شروع کر دی۔ یہی وہ سنگین غلطیاں اور نفسانی فتور تھے جن کی اصلاح کیلئے جماعت احمدیہ میں پہلے سے ہی ایک مسیحائی نفس وجود کا وعدہ دیا گیا تھا۔آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد مہدی معہود اور مسیح موعود کا ذکر فرماتے ہوئے یہ جو فرمایا تھا کہ اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میرے دینی فہم کے مطابق اِس کجرو جماعت سے مراد بگڑی ہوئی جماعت احمدیہ ہی ہے جو اولاً دو (۲) دھڑوں میں تقسیم ہوئی اور بعد ازاں کچھ لوگوں نے اِسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہ دونوں گروپ اگرچہ اپنے اپنے رنگ میں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعود کا نام لیتے ہیں لیکن عملاً اِنہوں نے دنیا کمانے کیلئے حضورؑ کی جماعت کو اپنی اپنی دکانیں بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی کجرو کہا جاتا ہے جو نام تو اللہ اُسکے رسول اور اُسکے مہدی و مسیح کا لیں لیکن اُنکے اعمال اِلٰہی تعلیم کے برخلاف ہوں تبھی آنحضرت ﷺ نے اِنکے متعلق فرمایا ہے کہ اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتی تو اللہ تعالیٰ کو اِسکی اصلاح کیلئے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کو ایک مسیحی نفس وجود اور ایک مصلح موعود کی بشارت دینے کی کیا ضرورت تھی۔؟ اُمید ہے اب آپ کو اِس موعود کجرو جماعت کا علم ہو گیا ہوگا۔ وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ۔

(آرٹیکل نمبر ۵۷، صفحہ نمبر ۴، ۵)

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر دور میں لازماً ایک ایسی جماعت موجود رہتی ہے جو خدا کی نظر میں ہدایت یافتہ ہوتی ہے۔ایسے ہی ہر دور میں ایک ایسی جماعت یا گروہ بھی موجود رہتا ہے جو گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے آکر ایک ہدایت یافتہ جماعت کی بنیاد ڈالی۔ مگر آپ ﷺ کے مبارک دور میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو گمراہی کا شکار تھے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا کہ ہدایت یافتہ جماعت کے مقابل پر ایک کج رو جماعت موجود رہی۔ان لوگوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندے مبعوث فرماتا رہا جو ان کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔اور آخر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق چودہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نازل فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد نیک فطرت لوگوں نے آپؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔اور اس بیعت کے نتیجہ میں ایک ہدایت یافتہ جماعت وجود میں آئی۔اور کچھ لوگوں نے آپ کا انکار کیا۔

ہم سب کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ بھی تھے۔اور نبی کا انکار کرنے والوں کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝

یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء:۱۵۱،۱۵۲،۱۵۳)

قرآن پاک کے مندرجہ بالا حکم کے مطابق وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کیا اور اب تک انکار کر رہے ہیں وہ پکے کافر ہیں۔ اور کافر ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے بلکہ کج رو لوگ ہیں۔ جنہیں فیج اعوج بھی کہا گیا ہے۔

اس طرح دو گروہ یا جماعتیں وجود میں آئیں۔ ایک وہ جنہوں نے امامِ وقت کا انکار کیا اور اس کے نتیجہ میں گمراہ، کج رو یا فیج اعوج کہلائے۔ اس کے مدِ مقابل ایک دوسری جماعت وجود میں آئی جس نے امامِ وقت کو پہچانا، اس کی بیعت کی اور ہدایت یافتہ کہلوائے۔

محترم جنبہ صاحب کے ارشاد کے مطابق یہ ہدایت یافتہ جماعت ۱۹۱۴ء میں دو فرقوں میں بٹ گئی۔ اور یہ دونوں گروہ یا جماعتیں گمراہی میں مبتلا ہو گئیں۔ اور جنبہ صاحب کے مطابق ۱۹۱۴ء سے یہ دونوں گروپ بھی کج رو، گمراہ یا فیج اعوج میں شامل ہو گئے۔

اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میرے دینی فہم کے مطابق اس کجرو جماعت سے مراد بگڑی ہوئی جماعت احمدیہ ہی ہے جو اولاً دو (۲) دھڑوں میں تقسیم ہوئی اور بعد ازاں کچھ لوگوں نے اسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہ دونوں گروپ اگرچہ اپنے اپنے رنگ میں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعود کا نام لیتے ہیں لیکن عملاً انہوں نے دنیا کمانے کیلئے حضورؑ کی جماعت کو اپنی اپنی دکانیں بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی کجرو کہا جاتا ہے جو نام تو اللہ اُسکے رسول اور اُسکے مہدی و مسیح کا لیں لیکن اُنکے اعمال الٰہی تعلیم کے برخلاف ہوں تبھی آنحضرت ﷺ نے انکے متعلق فرمایا ہے کہ انکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتی تو اللہ تعالیٰ کو اسکی اصلاح کیلئے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کو ایک مسیحی نفس وجود اور ایک مصلح موعود کی بشارت دینے کی کیا ضرورت تھی۔؟ اُمید ہے اب آپ کو اس موعود کجرو جماعت کا علم ہو گیا ہوگا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ۔

(آرٹیکل نمبر ۵۷، صفحہ نمبر ۵)

جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۹۱۴ء سے لیکر ۲۰۰۳ء تک اس دنیا میں کوئی ہدایت یافتہ جماعت نہیں تھی۔ سب کے سب کج رو تھے۔

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کا بھی دم بھرتے ہیں۔ اور ان کے بارہ میں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؑ کی تعلیم اور تربیت اتنی ناقص تھی کہ آپؑ کی وفات کے محض چھ سال بعد ساری کی ساری جماعت گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ کوئی بھی راہِ راست پر نہ رہا۔

جنبہ صاحب کے اس الزام کے جواب میں ایک حدیث درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ " . قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ يَخْذُلُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ " . قَالَ أَبُو عِيسَى وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ

الْمَدِينِيِّ يَقُولُ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم " لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ " . فَقَالَ عَلِيٌّ هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ .

قتیبہ، حماد بن زید، ایوب، ابو قلابۃ، ابو اسماء، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا ڈر ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوں گے انہیں کسی کے اعانت ترک کر دینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(جامع ترمذی،کتاب الفتن عن رسول الله صلی الله علیه وسلم،باب مَا جَاءَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ)

ہمارے آقا و جہاں ﷺ کی کہی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یقیناً آپ ﷺ کے ماننے والوں کی ایک جماعت حق پر قائم رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔ اور وہ جماعت آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد، مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت ہے۔

جنبہ صاحب کے کہنے سے یہ جماعت کج رو نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ خدا کی سنت کے خلاف ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کے ارشاد کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ کئے گئے وعدوں کے خلاف ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ قیامت تک حق پر قائم ایک جماعت موجود رہے گی اور دوسری حدیث میں ایک کج رو جماعت کا ذکر فرما رہے ہیں۔

دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں۔ بلکہ دونوں حدیثیں ایک دوسری کی تائید کر رہی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت کج رو لوگوں کی ہو گی اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ساتھ یہ بھی بشارت دے دی کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد آپؑ کی بیعت کرنے اور کامل اطاعت کرنے والی جماعت حق پر قائم جماعت ہے۔ اور آپؑ کا انکار کرنے والے کج رو جماعت ہیں۔

تحریف کیوں

محترم جنبہ صاحب نے ۱۵ دسمبر ۲۰۰۳ء کو اپنی ویب سائٹ پر آرٹیکل نمبر ۲ کے تحت ایک مضمون تحریر فرمایا ہے جس کا عنوان ہے ''تحریف کیوں''۔ اس مضمون میں آپ نے چھ حوالے پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات یا تحریروں میں تبدیلی یا تحریف کر رہی ہے۔ ایسے ہی احادیث کے تراجم بھی غلط کئے جارہے ہیں۔ اس مضمون کے شروع میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت ڈالی اور ان پر اُس کا غضب بڑھکا کیونکہ وہ ناحق انبیاء کو قتل کرتے اور ساتھ ساتھ محرفوں کا کام بھی کرتے تھے۔ توریت کی عبارتوں میں اپنی خواہش کے مطابق کمی بیشی اور معنوی تحریف کر لیتے۔ نظام جماعت میں بھی مقتدر لوگوں نے ''غلام مسیح الزماں'' کا راستہ روکنے کیلئے حضورؑ کے کلام اور الہام میں کمی بیشی اور آنحضرت ﷺ کی احادیث کی معنوی تحریف کی ہے۔ ''می تواند شد یہودی می تواند شد مسیح'' کے محاورے کے مطابق جب نظام جماعت میں بعض لوگوں نے یہودیوں جیسے کام کرنے شروع کر دیئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو مسیحائی نفس بھی تو بنانا تھا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے کلام اور الہام میں کمی بیشی اور احادیث کی معنوی تحریف کا جرم ثابت کرنے کیلئے میں سر دست جماعت کے لٹریچر سے پانچ امثال پیش کرتا ہوں۔

محترم جنبہ صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے چھ حوالوں کے جواب حاضر ہیں۔

(۱) پہلی مثال (معنوی تحریف)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ایک لڑکے اور ایک غلام کی خوشخبریاں دیں تھیں۔ الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے متعلق تو وضاحت فرمادی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نہ اس پیشگوئی میں اور نہ ہی حضورؑ کی وفات تک کسی اور مبشر الہام میں کوئی وضاحت فرمائی کہ وہ کون ہوگا۔؟؟؟ یعنی وہ زکی غلام حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہوگا یا حضورؑ کی صلب میں سے کوئی اور وجود ہوگا یا آپؑ کی جماعت یعنی ذریت میں سے آپؑ کا کوئی روحانی فرزند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی حقیقت کو مکمل طور پر راز میں رکھا اور اس کا ملہم پر انکشاف نہ فرمایا۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ شدہ ''تذکرہ'' (وحی مقدس ورؤیا و کشوف حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) ۱۹۷۶ء میں لندن سے شائع ہوا تھا۔ یہ یادر ہے کہ ۱۹۷۶ء میں شائع شدہ تذکرہ کی یہ کاپی صرف انگریزی ترجمہ پر مشتمل تھی۔ اس میں عربی اور اُردو الہامی عبارات درج نہیں تھیں۔ انگریزی ترجمہ شدہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۸۵ پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی درج ہے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کی دوبارہ اشاعت ۲۰۰۴ء میں کی گئی لیکن اس بار انگریزی ترجمہ کو عربی اور اُردو کی اصل الہامی عبارات کے آگے درج کیا گیا ہے اور اس طرح ظاہر ہے کہ کتاب کے صفحات تقریباً دوگنا ہو گئے ہیں۔ الہامی پیشگوئی کی درج بالا عبارت ۲۰۰۴ء میں شائع شدہ تذکرہ کے صفحہ نمبر ۱۷۸ پر درج ہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کا یہ ترجمہ شدہ ۲۰۰۴ء کا ایڈیشن جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ (Alislam) پر ۲۰۰۹ء سے پہلے

تک موجود رہا ہے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کے ترجمہ کا ۲۰۰۴ء کا یہ ایڈیشن اب جماعتی ویب سائٹ پر نہیں ملتا۔ اِسے ہٹا کر ایک اور نظر ثانی شدہ ترجمہ آن ایئر کیا گیا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اب الہامی پیشگوئی کی متذکرہ بالا عبارت کا چوہدری صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ درج ذیل ہے۔

"Rejoice,therefore,that a handsome and pure boy will be bestowed on thee,thou wilt receive a bright youth who will be of thy seed and will be of thy progeny."(Tadhkirah-p,85-The London Mosque 1976)

ترجمہ۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے، تجھے ایک تابندہ غلام ملے گا جو تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ درج بالا انگریزی ترجمہ اصل الہامی عبارت کے مطابق نہیں ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ انگریزی ترجمہ اصل الہامی عبارت کیساتھ میچ (match) نہیں کرتا۔ اب تنقیح طلب امور یہ ہیں کہ اِس ترجمہ میں (ا) الہامی لفظ زکی غلام (Pure & Virtuous Youth) سے متعلقہ فقرہ (ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا) کا ترجمہ نہ صرف چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ حضورؑ نے بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر زکی غلام کے متعلق جو اپنا اجتہاد فرمایا تھا اس کا بھی ترجمہ میں کوئی ذکر موجود نہیں۔ سوال ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا۔؟

سوال ہے ایسا کیوں کیا گیا کا آگے چل کر خود ہی جواب بھی دیتے ہیں

بڑھادی گئی کہ یہ غلام حضورؑ کے تخم اور ذریت و نسل سے ہوگا۔ اب سوال ہے کہ اتنی دلیری کیساتھ ایسی معنوی تحریف کیوں کی گئی۔؟ مجھے یقین ہے حضرت چوہدری صاحبؓ نے ترجمہ دیانتداری کیساتھ لفظ بلفظ کیا ہوگا۔ لیکن چونکہ اس نظام میں کوئی بھی آزاد نہیں خواہ وہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب ہی کیوں نہ ہوں لہٰذا جن ارباب و اختیار کی سرپرستی میں یہ انگریزی ترجمہ شائع ہوا وہی اس معنوی تحریف کے ذمہ دار ہیں۔ واضح ہو کہ جس زکی غلام کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ نے ملہم (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کو بھی لاعلم رکھا اُس زکی غلام کو انگریزی ترجمہ میں بڑی دیدہ دلیری کیساتھ حضرت بانئ جماعت کے تخم اور ذریت سے قرار دے دینا کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو پڑھانے والی بات نہیں ہے۔؟ اب حضرت چوہدری صاحبؓ کے ترجمہ کی جگہ مرزا مسرور احمد صاحب کی نگرانی میں نظر ثانی شدہ ایڈیشن کو آن ایئر کیا گیا ہے۔ جس میں متعلقہ الہامی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"Rejoice, therefore, that a handsome and pure boy will be bestowed on you; you will receive an unblemished youth who will be of your seed and will be of your progeny."(Tadhkirah-p,176 published by Islam International Publications Ltd Tilford, Surrey UK 2009)

ترجمہ۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا؛ تجھے ایک بے داغ غلام ملے گا جو تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

چوہدری صاحب کے ترجمہ میں پہلے فقرے یعنی "سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا" کے بعد صرف کاما (،) لگایا گیا تھا۔ اب نظر ثانی شدہ ترجمہ میں وقف ناقص (؛) (semicolon) لگا کر آگے زکی کا ترجمہ برائٹ (bright) کی بجائے بے داغ (unblemished) کر کے پھر حسب سابق زکی غلام کے متعلق مس گائیڈ (misguide) کیا گیا ہے کہ وہ (زکی غلام) تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ اس ایڈیشن میں بھی پھر الہامی فقرے "ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا" کا ترجمہ سرے سے مفقود ہے۔ اب خاکسار ذیل میں پہلے الہامی پیشگوئی کی متعلقہ الہامی عبارت درج کرتا ہے اور پھر اسکے نیچے اس کا ترجمہ لکھتا ہے اور قارئین کو دعوت دیتا ہے کہ وہ خاکسار کے ترجمے اور جماعتی ترجموں کا تقابلی موازنہ کر کے اس بات کا فیصلہ خود کر لیں کہ کونسا ترجمہ درست اور الہامی عبارت کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔۔۔" (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

"Rejoice,therefore,that a handsome and pure boy will be bestowed on you. You will receive a pure and virtuous youth (boy). That boy will be of thy seed and will be of thy progeny......."

محترم جنبہ صاحب کے اعتراضات کا جواب حاضر ہے:

۱۔ حضرت سر ظفر اللہؓ خاں صاحب نے یہ ترجمہ کیوں کیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یا خود حضرت سر ظفر اللہؓ جانتے ہوں گے۔ میں کسی کے بارے میں ایسا بہتان نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنے کی مجھ میں تو جرأت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔ یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۳۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹: ۷، ۱۳)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ظن سے بچو، تجسس نہ کیا کرو اور غیبت نہ کرو۔ اگر کوئی خبر آئے تو پہلے اچھی طرح اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

۲۔ جو ترجمہ بعد میں لفظ زکی کا کیا گیا اس میں سر ظفر اللہؓ کے ترجمہ Bright کی جگہ Unblemished کر دیا گیا۔ اس کے معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

Unblemished: without blemishes; flawless, smooth, an unblemished reputation

محترم جنبہ صاحب نے اس لفظ زکی کا ترجمہ Pure and Virtuous کر دیا ہے۔ جن کے معنی یہ ہیں۔

Pure: not mixed with anything; genuine
Virtuous: good; moral, righteous

جماعت کے کئے گئے ترجمہ میں کیا غلطی ہے قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ ہر وہ شخص جس کو انگریزی آتی ہے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ لفظ زکی کا کون سا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ تیسری بات جنبہ صاحب یہ کر رہے ہیں کہ 'اس ایڈیشن میں بھی پھر الہامی فقرے [ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا] کا ترجمہ سرے سے مفقود ہے'

جناب you will receive an unblemished youth اسی فقرے کا ترجمہ ہے۔ لفظ (لڑکا) کے بارے میں تو آپ بار بار کہتے ہیں کہ یہ ملہم کا اجتہاد ہے الہام کا حصہ نہیں۔ اس لئے آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ ترجمہ کرتے وقت لفظ لڑکا کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ چوتھا جنبہ صاحب کو لفظ who پر اعتراض ہے کہ اس کے استعمال سے (misguide) کیا گیا ہے کہ وہ (زکی غلام) تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔

جبکہ تھوڑا اوپر جنبہ صاحب خود یہ لکھ چکے ہیں کہ اگرچہ ملہم زکی غلام کے متعلق یہ خیال کرتا رہا کہ یہ کوئی آپ کا جسمانی لڑکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔

آپؑ مزید ارشاد فرماتے ہیں: کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اس مضمون کی بابت ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ"

اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اذن کے بغیر لا سکے۔

(سورۃ الرعد ۱۳:۳۹)

مندرجہ بالا قرآنی ارشاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح وضاحت کے بعد ہر احمدی آپؑ کی کہی ہر بات کو سو فیصد سچ اور درست مانتا ہے۔ اس لئے آپؑ کی پیشگوئی کے وہی معنے کئے گئے ہیں جو آپؑ کے نزدیک درست تھے۔ کیونکہ آپؑ خدا کے سچے مامور تھے اور اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اذن کے بغیر لا سکے۔ ہر احمدی کو خدا کی رضا سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔ کوئی مخالف اس کے کیا معانی کرتا ہے۔ کسی احمدی کو اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہیں۔

۵۔ محترم جنبہ صاحب نے ۱۹۹۲ء میں ایک کتاب (Virtue is God) تحریر فرمائی۔ اور آپ کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے۔ بلکہ آپ اپنی اس کتاب کو اپنی سچائی کے لئے بطور نشان یا دلیل پیش کرتے ہیں۔

بعد ازاں آپ نے خود اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اور اس الہامی کتاب میں درج الہامی تحریر کو ہی بدل دیا۔ ایک حصہ بطور مثال پیشِ خدمت ہے۔

V) <u>States of physical Phenomenon</u>

Every physical phenomenon is found in some state. These states are four; (I) Gas (II) Liquid (III) Soliq & (IV) Solid. Gas is the first state of Physical phenomena. Oxygen, hydrogen and the like are instances of this state. In this state, phenomenon does neither maintain its volume nor its shape. Often there is a large distance among the molecules or atoms of gaseous phenomena and <u>these move</u> freely wherever they find vacuum. Due to their independent and irregular motion, the volume and shape of gaseous phenomena always keep on changing.

The second state is liquid. In this state, phenomenon maintains its volume but not its shape. Oil, milk and water are common examples of this state. The third state is soliq. In this state, phenomenon maintains its volume and to some extent its shape.

Sand and all powders are instances of this state. The fourth state is solid. In this state, phenomenon maintains both its shape and volume. Stone, iron and wood are its common examples.

Before closing this topic, let us observe some questions which are common to religion and philosophy.

1. What is the character and general structure of the universe in which we live?
2. Is there a permanent element in the constitution of this universe?
3. How are we related to it?
4. What place do we occupy in it?
5. What is the kind of conduct that befits the place we occupy?

In this current topic, the answers of these questions can be found, except the last one. Briefly, as it has been stated, "Universe is a manifestation of Virtue. It does not exist by itself and therefore is unreal and transitory. The One which has given sign of this universe is Real and Permanent. There is no decay and death for It. Human mind finds Its shining face in disguise of phenomena. Human-beings are related to It because of, being Its manifestation. They are the most developed and the best of all, found in the universe and this is because they have been enriched with the wealth of reason.

(Virtue is God, Page 28)

مندرجہ بالا تحریر کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

(v) مادّی مظاہر کی حالتیں (States of Physical Phenomena)

یہ یادرہے کہ دورانِ تعلیم خاکسار نے سائنس (Natural Science) پڑھی ہے۔اور پھر یہ بھی کہ میں ایک عام سا (ordinary) طالبعلم نہیں تھا بلکہ پوزیشن ہولڈر (position holder) رہا ہوں۔ میں نے ''قانون بقائے مادّہ'' اور ''مادّے کی تین حالتیں'' پڑھی تھیں۔ طالب علمی کے زمانہ میں کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ یہ دونوں نظریات غلط ہیں۔ امتحان میں اگر ان نظریات سے متعلق کوئی سوال آیا تو اِسی طرح لکھ دیا جیسا کہ درسی کتب میں لکھا ہوا تھا یا جیسا ہمارے اساتذہ پڑھایا کرتے تھے۔ خاکسار پہلے بتا چکا ہے کہ ''نیکی'' اور ''علم'' کی حقیقت جاننے کیلئے جب میں نے ایک مبارک سجدہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی حصولِ علم کے متعلق چند الہامی دعائیں پڑھیں تھیں تو اِن دعاؤں میں ایک دعا یہ تھی کہ ''رَبِّ اَرِنِـیۡ اَنۡوَارَكَ الۡكُلِّيَّةَ'' اے میرے ربّ! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیطِ کل ہیں۔ اِسی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا کہ نیکی یعنی علم ''اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر حق'' ہے۔ یہی وہ نور ہے جو محیطِ کل ہے۔ اِسی طرح ایک اور اِلہامی دعا یہ پڑھی تھی کہ '' رَبِّ اَرِنِیۡ حَقَآئِقَ الۡاَشۡیَاءِ۔ اے میرے ربّ! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔'' جب میں نے ''نیکی اور مظہر'' کے عنوان کے تحت نیکی اور اُسکے اشیاء کیساتھ تعلق کے بارے میں لکھنا شروع کیا تو مجھے متذکرہ بالا دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اِلہاماً بتایا گیا کہ یہ دونوں (قانون بقائے مادّہ اور مادّے کی تین حالتیں) نظریات غلط ہیں۔ اور یہ اِلہام بھی ایسے ہی ہوئے تھے جیسے نیوٹن (Newton) نے جب سیب کو

گرتے دیکھا تو اُسکے دل میں غیب سے ڈالا گیا کہ نیوٹن یہ سیب سیدھا زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ یہ پہلوؤں کی طرف کیوں نہیں گرا یا اُوپر کی طرف کیوں نہیں گیا۔؟ بظاہر یہ اِشارہ (hint) بہت معمولی تھا لیکن ازاں بعد یہی اِشارہ ''قانون کششِ ثقل'' کی دریافت کی وجہ بنا۔ دراصل نیوٹن کے وقت یعنی سترھویں صدی عیسوی کے وسط تک علم کی اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی اور ثقل (gravity) کی یہ قوت اِنسانوں کی نظروں سے اوجھل تھی۔ شروع میں جب نیوٹن نے اپنا زمین کی کششِ ثقل کا یہ نظریہ (theory of gravitational force) لوگوں کے آگے بیان کیا ہوگا تو عین ممکن ہے اُسکے بعض ساتھی اور دوسرے لوگ اُس پر ہنسے ہوں کہ نیوٹن عجیب باتیں کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ہوسکتا ہے کسی نے یہ بھی کہہ دیا ہو کہ نیوٹن تم پاگل ہوگئے ہو۔ جب کوئی چیز زمین پر گرتی ہے تو اِس عمل میں زمین کی کشش کہاں سے آگئی؟ چیزوں نے تو ہمیشہ اوپر سے زمین کی طرف ہی گرنا ہے۔ یہ آسمان کی طرف تو نہیں اُڑ سکتیں۔ یہ ایک عام فہم سا واقعہ ہے۔ اِس میں نیا پن کیا ہے؟ لیکن علیم وخبیر ہستی نے نیوٹن کو عظمت دینے کیلئے اُسکی توجہ کو سیب کے زمین پر گرنے کے واقعہ کی طرف مبذول کروا کر اُس پر اپنی ایک پوشیدہ ثقل کی قوت (gravitational force) کا بھید ظاہر فرما دیا اور اس طرح سیب کے زمین کی طرف گرنے کے بظاہر ایک معمولی سے واقعہ نے نیوٹن کو جدید سائنس کا اِمام بنادیا۔ آگے دوسرے باب میں علم کے ذرائع (sources of knowledge) کے عنوان کے تحت میں نے لکھا ہے کہ عقل اگرچہ انسانوں کو اشرف الخلوقات بناتی ہے لیکن علم میں آگے بڑھنے کیلئے اِسے حواس (senses) کی مدد درکار ہے۔ بالکل اِسی طرح مابعد الطبیعیاتی (metaphsical) حقائق کی دریافت کیلئے عقل کو وحی کی روشنی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ وحی کی روشنی اپنے چنیدہ بندوں پر اِسی طرح اِشاروں کے رنگ میں نازل فرماتا ہے۔

ہر مادّی مظہر کسی نہ کسی حالت میں پایا جاتا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں خاکسار مادّے کی حالتوں کے متعلق پڑھتا رہا کہ یہ تین ہیں لیکن جب میں اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) لکھتے لکھتے مادّے کی حالتوں کے متعلق لکھنے لگا تو مجھے بھی یہ اِشارہ (hint) دیا گیا کہ عبدالغفار مادّے کی اِن حالتوں پر غور کر۔ مادّے کی یہ حالتیں تین نہیں بلکہ چار ہیں۔ اِسی اشارے کے نتیجہ میں خاکسار نے از سرِ نو مادّے کی حالتوں کا جائزہ لیا تو ثابت ہوا کہ یہ حالتیں واقعتاً تین کی بجائے چار ہیں۔ (۱) ٹھوس (solid) (۲) ٹھائع (soliq) (۳) مائع (liquid)

اور(۴) گیس (gas)۔ مادّے کی پہلی حالت ٹھوس (solid) کی تعریف کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ جو شئے اپنی شکل اور حجم (ضخامت) برقرار رکھتی ہے وہ ٹھوس ہے مثلاً پتھر، میز اور قلم وغیرہ۔ اسی طرح جو شئے اپنا حجم تو برقرار رکھتی ہے لیکن اپنی شکل نہیں وہ مائع کہلاتی ہے مثلاً پانی، دودھ اور تیل وغیرہ۔ مادّے کی تیسری حالت گیس ہے۔ اس حالت میں مادّہ نہ اپنی شکل برقرار رکھتا ہے اور نہ ہی حجم مثلاً۔ ہوا، آکسیجن یا ہائیڈروجن وغیرہ۔ مادّے کی ایک حالت ایسی بھی ہے جو ٹھوس اور مائع کی تعریف پر پوری نہیں اُترتی مثلاً ریت یا کوئی بھی سفوف وغیرہ۔ لیکن ان چیزوں کو ہم ٹھوس کی حالت (state) میں شامل کر دیتے ہیں جو کہ علمی طور پر غلط ہے۔ ان اشیاء کی اپنی ایک چوتھی حالت ہے یعنی ٹھائع (soliq)۔ یہ چیزیں اپنا حجم تو برقرار رکھتی ہیں لیکن شکل کسی حد تک۔ بظاہر علمی دنیا میں یہ ایک معمولی سی غلطی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی و مسیح موعود کو جس زکی غلام کی بشارت بخشی تھی اُس کی علامتوں میں سے ایک علامت اس نے یہ مقرر فرمائی ہوئی تھی ''اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''۔ اس طرح کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ سچے غلام مسیح الزماں کی پہچان اور اُسکی سچائی کو ظاہر کرنے کیلئے علمی دنیا کی اس غلطی کا اُس پر انکشاف فرما کر اُسے تین کو چار کرنیوالا بنا دیتا۔؟

اِس موضوع کو بند کرنے سے پہلے آئیں مذہب اور فلسفہ کے چند عمومی سوالات کا جائزہ لیں۔

(۱) کائنات جس میں ہم رہتے ہیں اِسکی امتیازی خصوصیات اور عمومی ڈھانچہ کیا ہے؟

(۲) اِس کائنات کی ساخت میں کوئی مستقل عنصر ہے؟

(۳) اِس (عنصر) کیساتھ ہمارا کیا تعلق ہے؟

(۴) اِس (کائنات) میں ہمارا کونسا مقام ہے؟

(۵) ہمارے مقام کو کونسا طرزِ عمل موزوں ہے؟

اس جاری موضوع میں ان سوالات کے جوابات سوائے آخری کے ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔ مختصراً جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کائنات ''نیکی'' کا ظہور ہے۔ یہ خود بخود موجود نہیں اور اس طرح غیر حقیقی اور تغیر پذیر ہے۔ وہ ذات یا ہستی جس نے کائنات کو ظہور دیا حقیقی اور مستقل ہے۔ اُس کیلئے فنا اور موت نہیں۔ انسانی شعور مظاہر کے بھیس میں اس کا روشن چہرہ ہر جگہ دیکھتا ہے۔ نوع انسان اس کا ظہور ہیں اور یہی اُنکا اس سے تعلق ہے۔ کائنات میں پائے جانیوالے عام مادّی مظاہر میں وہ بہترین اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ وہ عقل کی دولت سے مالا مال ہیں۔

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۲۷۰ تا ۲۷۳)

جنبہ صاحب دوسروں پر تحریف کے الزام لگا رہے ہیں۔ جبکہ انہوں نے خود اپنے ہی الہامی کلام کو بالکل بدل ڈالا۔

(۲) دوسری مثال (عبارت میں کمی بیشی)

حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں۔

”اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶)

اس پیراگراف میں حضوؑر نے فرمایا ہے کہ میرے بعد اور میرے نام پر لوگوں سے بیعت لینا اور جماعت کی عمومی نگرانی کرنا۔ حضوؑر نے اپنے کلام کے اس پیراگراف کے آخری فقرہ میں اپنا مدعا اور خلاصہ کلام بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ جماعت کی عمومی نگرانی اس وقت تک کرنا جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہیں ہوتا۔ اب نظام جماعت کے تحت ایک کتاب بعنوان ”ایک مرد خدا“ ۱۹۹۶ء میں برطانیہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضوؑر کے اس پیراگراف کے آخری فقرہ کے اس حصہ کو کہ ”اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو“ حذف کر دیا گیا ہے۔ دراصل اس فقرہ میں حضوؑر نے اپنے موعود زکی غلام کی بعثت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ روح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔ حضور علیہ السلام کی عبارت کے آخری فقرہ کے آخری حصہ کو جس میں آپؑ نے پیراگراف کا خلاصہ بیان کیا ہے، کو حذف کر دینا کیا سنگین جرم نہیں ہے۔؟ ؎ کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال

الجواب:

۱۔ ایک انگریز مصنف نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام تھا ”A Man of God“۔ بعد ازاں چوہدری محمد علی صاحب نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا اور اس کتاب کا نام ’ایک مرد خدا‘ رکھا۔ دوران ترجمہ اس کتاب میں وہی لکھا گیا جو کہ مصنف نے اپنی کتاب میں لکھا تھا۔ اس لئے یہ سوال اصل مصنف سے کیا جانا چاہیئے کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’الوصیت‘ میں سے کون سا حصہ کیوں شامل کیا ہے اور کون سا حصہ کیوں شامل نہیں کیا۔ انگریزی کتاب جماعت کے نظام کے تحت نہیں چھپی تھی۔ ترجمہ چھپا ہے۔

۲۔ یہ کتاب جماعت احمدیہ کے عقائد یا جماعت احمدیہ کی تاریخ کی بابت نہیں تھی۔ نہ ہی یہ کتاب حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پر کسی قسم کی ریسرچ پر مبنی تھی۔ بلکہ یہ کتاب خصوصیت سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے

حالات زندگی پر مبنی ایک کتاب ہے۔اور اس میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح آپ کی ذات سے متعلقہ ہیں۔اور جو فقرہ یہاں نہیں لکھا گیا اس کا آپ کی ذات سے کوئی براہ راست تعلق نہیں تھا۔اس لئے اسے درج نہیں کیا گیا۔

یہاں احباب کے استفادہ کے لئے جنبہ صاحب کی ایک تحریر پیشِ خدمت ہے۔

''آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روزشنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالے ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالی اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کریگا۔اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۷)

اب ذیل میں اس حاشیہ کی اصل تحریر پیش ہے۔

''سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۹۱، حاشیہ)

جنبہ صاحب تحریف کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں۔

ایک کتاب بعنوان ''ایک مرد خدا'' ۱۹۹۶ء میں برطانیہ سے شائع ہوئی۔اس کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضورؑ کے اس پیراگراف کے آخری فقرہ کے اس حصہ کو کہ ''اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو'' حذف کردیا گیا ہے۔دراصل اس فقرہ میں حضورؑ نے اپنے موعودؑ کی غلام کی بعثت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ روح القدس پاکر کھڑا ہوگا۔حضور علیہ السلام کی عبارت کے آخری فقرہ کے آخری حصہ کو جس میں آپؑ نے پیراگراف کا خلاصہ بیان کیا ہے،کو حذف کر دینا کیا سنگین جرم نہیں ہے۔؟ ؎ کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں اُٹھتا ہے مرے سوسو اُبال

میرا ابھی جنبہ صاحب سے مودبانہ سوال ہے کہ مندرجہ بالا پیرا گراف سے یہ فقرہ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔ جو کہ اس مضمون کی اصل روح ہے کو شامل نہ کرنا سنگین جرم نہیں ہے؟

کیوں نہیں لوگوں تمہیں حق کا خیال   دل میں اٹھتا ہے مرے سو سوا بال

(۳) تیسری مثال (عبارت میں کمی بیشی) حضور علیہ السلام اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں یہ پیشگوئی لکھی تھی۔ و بشرنی بخامس فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اسکے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشرك بغلام نافلة لك نافلةً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)

اس اقتباس میں حضورؑ نے نافلہ غلام کو اپنا پوتا قیاس کیا اور اس طرح اس پیشگوئی کو اپنے پوتے یعنی مرزا محمود احمد کے لڑکے نصیر احمد پر چسپاں کیا۔ لیکن آپ کا یہ پوتا خردسالی میں وفات پا گیا۔ اب نظام جماعت کے تحت ایک کتاب بعنوان ''حیات ناصر'' شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۱۰ پر حضورؑ کی کتاب کا متذکرہ بالا اقتباس نقل کیا گیا ہے اور اقتباس کی قریباً آخری تین سطور ''چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار سال کے بعد پوری ہوئی۔'' حذف کر دی گئی ہیں۔ دراصل حضورؑ کا لفظ نافلہ کے متعلق اپنا یہ اجتہاد تھا۔ لیکن نصیر احمد کی وفات نے ثابت کر دیا کہ یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ لفظ نافلہ ذومعنی ہے اور پوتا کی بجائے بمعنی ''زائد انعام'' نازل ہوا اور یہ وہی ''موعود غلام مسیح الزماں'' ہے جس کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔

الجواب:

۱۔ اس اعتراض کی سمجھ نہیں آئی۔ آپ تو حضورؑ کے اپنی اولاد کے متعلق کسی بھی الہام کو ان معنوں میں نہیں مانتے جو معنی حضورؑ نے ان الہامات کے لئے ہیں۔ بلکہ آپ کے مضامین اس بات سے بھرے پڑے ہیں کہ یہ سب حضورؑ کا اجتہاد تھا۔ کوئی بیٹا بھی ان الہامات کا مصداق نہیں۔ ایسے ہی نافلہ کے آپ معنی پوتا کے کرتے ہی نہیں۔ بلکہ آپ اسے بھی حضورؑ کی اجتہادی غلطی قرار دیتے ہیں۔ سب سے بڑی تحریف تو آپ کر رہے ہیں کہ حضورؑ اپنے الہام کے جو معنی کر رہے ہیں آپ اسی کا انکار کر رہے ہیں۔ پھر آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ کہیں کہ حضورؑ کی فلاں تحریر میں سے یہ تین سطور حذف کر دی گئی ہیں۔

۲۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتلا دیا تھا 'پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ ''تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا

تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔"

اور پھر اس پوتے کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور الہام کیا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔

۱۹۰۷ء: اور پھر فرمایا۔ "میں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کروں گا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ خدائے کریم واپس دے گا۔"

(اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۲۴)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کھویا ہے وہ خدائے کریم واپس دے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے پوتے کے بدلے پوتا عطا فرما کر اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ جو کسی طرح بھی وجہ اعتراض نہیں۔ اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپؑ کا پوتا کہنا کیسے تحریف کے زمرہ میں آسکتا ہے۔ حضورؑ نے نافلہ کے معنی پوتے کے کئے ہیں اور ہم سب اسی معنی کو مانتے ہیں۔ آپ نافلہ کے معنی بدل کر اور خود پر چسپاں کر کے تحریف کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

۳۔ جنبہ صاحب آپ نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کا نام 'حیات ناصر' تحریر کیا ہے۔ جو کتاب مجھے جماعت کی ویب سائٹ سے ملی ہے اس کا نام 'حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ' ہے۔ یہ کتاب آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر نے تحریر فرمائی ہے اور اسے شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ ضلع کراچی نے شائع فرمایا ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۱۰ پر درج یہ حوالہ احباب کے استفادہ کے لئے درج کر رہا ہوں۔

"امام وقت مسیح الزمان سیدنا حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار الٰہی خبروں میں عظیم بشارتیں آپ کے ہاں ہونے والی اولاد کے متعلق دیں۔ آپ کا ہر بچہ مبشر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان تھا۔ اولاد کے متعلق ان ہی عظیم بشارتوں میں آپ کو پانچویں بیٹے کی بشارت "نافلہ" دی گئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے: و بشّرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے

والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انّا نبشّرک بغلامٍ نافلۃً لک نا فلۃً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے

کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸، ۲۲۹)

اس موعود بچے کی ولادت کی بشارت اللہ تعالی نے مصلح موعود کو بھی عطا فرمائی چنانچہ ۲۶؍ ستمبر ۱۹۰۹ء کے ایک مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

''مجھے بھی خدا نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔''

سوان بشارتوں کے عین مطابق ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۹ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود کے ہاں حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ (اُم ناصر) کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا جن کا نام مرزا ناصر احمد رکھا گیا۔ آپ حضرت مصلح موعود کے فرزند اکبر تھے۔

(حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالی، صفحہ نمبر ۱۰)

(۴) چوتھی مثال (حدیث کی معنوی تحریف کی)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام سے ثابت ہے کہ آپکے بعد بھی آپ کی غلامی میں ایک شخص رُوح القدس پا کر کھڑا ہوگا اور وہ مسیحائی نفس ہوگا اور اللہ تعالی کے ہاں وہ مثیل مسیح کا رتبہ رکھتا ہوگا۔ مزید برآں یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں مثیل مسیح ایک سے زیادہ انسان ہیں۔ ایک مسیح تو حضرت مہدیؑ تھے اور دوسرا مسیح درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

''عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔'' (صحیح مسلم باب نزول عیسیٰ کا بیان صفحہ ۲۶۲ و صحیح بخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ ۳۵۴) ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب ابن مریم نازل ہوگا تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا ترجمہ میرے جیسا عربی سے معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے۔ اب جماعتی علماء کی چالاکی دیکھیں۔ حدیقۃ الصالحین جماعت کی ایک مشہور احادیث کی کتاب ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۸۹۸ پر آنحضرت ﷺ کی یہی حدیث درج کی گئی ہے اور اس حدیث کا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہو گا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔'' اس حدیث کے ترجمہ میں ''وَ'' کا ترجمہ ''جو'' کر کے امامت کو نازل ہونے والے کی طرف پھیر کر حدیث کی معنوی تحریف کردی گئی ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ ابن مریم کے نزول کے وقت اُمت محمدیہ میں امام زمین پر موجود ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث کی معنوی تحریف کرنا کیا جرم نہیں ہے؟

ایک اور جماعتی کتاب بعنوان ''ابن مریم'' مؤلف ہادی علی چوہدری اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر یہی حدیث درج کر کے اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا۔ تم کس قدر خوش قسمت ہوگے جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا۔'' اب اس کتاب میں بھی ''وَ'' کا معنی ''اور وہ'' کر کے امامت کو نازل ہونے والے کی طرف پھیر دیا گیا ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ابن مریم کے نزول کے وقت کوئی امام زمین پر موجود ہوگا۔ (نوٹ۔ امام کے ہوتے ہوئے کسی غلام کی کیا ضرورت تھی تو اس سوال کا جواب میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے صفحہ نمبر ۱۵۸ پر موجود ہے) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے کلام کی معنوی تحریف کرنا کیا یہودیانہ فعل نہیں ہے؟

الجواب:

ا۔ محترم جنبہ صاحب نے صرف 'و' کے معنوں پر غور کیا ہے۔ پوری حدیث کے جو معنے کئے ہیں وہ نہیں پڑھے۔ جنبہ صاحب حدیقۃ الصالحین نیز محترم ہادی علی چوہدری صاحب کی کتاب 'ابن مریم' میں درج معنی اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ لفظی معنی نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کی وضاحت ہیں۔ میں دونوں حوالے دوبارہ لکھتا ہوں۔ امید ہے بات کی سمجھ آجائے گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ "

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گے تم جب ابن مریم نازل ہو گا تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

حوالہ از حدیقۃ الصالحین:۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہو گی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہو گا۔ جو تمہارا امام اور تم میں سے ہو گا۔

حوالہ از کتاب 'ابن مریم':۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا۔ تم کس قدر خوش قسمت ہو گے جب تم میں مسیح ابن مریم نازل ہو گا۔ اور وہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہو گا۔

اگر حدیث کے لفظی معنوں کو لیا جائے تو سرخ رنگ سے لکھے گئے تمام الفاظ زائد ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت ہیں کہ حدیث کے لفظی معنی نہیں کئے گئے بلکہ وضاحت کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور یہ وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اور آپؑ کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

ان معنوں کے ذریعے مسلمانوں کے اس غلط عقیدے کی نفی کی گئی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہی دوبارہ نازل ہونگے۔ یہاں بتلایا گیا ہے کہ آنے والا مسیح ابن مریم تم میں سے ہو گا آسمان سے نہیں آئے گا۔

اگر آپ کے نزدیک یہ معنی درست نہیں تو کیا آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہیں اور آسمان سے وہی نازل ہونگے؟

اگر ایسا ہے تو پھر آپ کس طرح مسیح ابن مریم ہونے کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں؟

۲۔ محترم جنبہ صاحب حدیث کے معنوں کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمارہے ہیں۔

'حالانکہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ ابن مریم کے نزول کے وقت امت محمدیہ میں امام زمین پر موجود ہوگا'

نیز جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

'حالانکہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق ابن مریم کے نزول کے وقت امام زمین پر موجود ہوگا'۔

اگر آپ کی وضاحت کو درست مان لیا جائے تو کیا آپ بتائیں گے کہ اس وقت جب کہ آپ ابن مریم کے دعویدار ہیں وہ امام جو نزول مسیح کے وقت زمین پر موجود ہوگا۔ وہ زمین پر کہاں موجود ہے اور کون ہے؟

نیز دوسری احادیث کے مطابق آنے والے مسیح ابن مریم کو اسی امام کے پیچھے نماز ادا کرنی پڑے گی اور اسی کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ مسیح اپنی کوئی جماعت نہیں بنائے گا۔ ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - قَالَ - فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا . فَيَقُولُ لاَ . إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ . تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الأُمَّةَ "

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا اور فرمایا کہ پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے لوگوں کا امیر ان سے نماز پڑھانے کے لئے عرض کرے گا۔ آپ فرمائیں گے کہ نہیں تم ایک دوسرے پر امیر ہو یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔

(صحيح مسلم، كتاب الا يمان ،باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

مولانا مودودی صاحب نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے ایک ضمیمہ ختم نبوت لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے اس حدیث کو درج فرمایا ہے۔ استفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گے تم جبکہ تمہارے درمیان ابن مریم اُتریں گے اور تمہارا امام اُس وقت خود تم میں سے ہوگا۔ *

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ۔ مسلم، بیان نزول عیسیٰ۔ مسند احمد۔ مرویات ابی ہریرہؓ)

*یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ امامت نہیں کرائیں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔

(ضمیمہ ختم نبوت، صفحہ نمبر ۱۵۵،۱۵۶)

ویسے محترم جنبہ صاحب! مولانا مودودی صاحب بھی اس حدیث کے معنی کرتے ہوئے تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ایک مضمون ان پر بھی بنتا ہے۔ نیز شاید ابھی تک آپ نے قرآن پاک کے کئے گئے مختلف تراجم پر غور نہیں کیا۔ وہاں جگہ جگہ 'و' کے معنی جو کے کئے گئے ہیں۔ اور 'جو' لکھے بغیر فقرے کے معنی واضح ہی نہیں ہوتے۔

(۵) پانچویں مثال (حدیث کی معنوی تحریف کی)

حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ سے مجددین سے متعلق ایک حدیث مشکوٰۃ شریف میں روایت کی ہے۔ یہ حدیث اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد) ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہا جو میں جانتا ہوں رسول ﷺ سے کہ فرمایا اللہ عزّ وجل اس امت کیلئے ہر سو برس بعد ایک آدمی بھیجتا ہے جو اس کیلئے اس کا دین تازہ کرتا ہے۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے۔'' (مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۷۱۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اسی حدیث کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ ''قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنت من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد۔ یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس امت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اِس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۰)

اب مجددین سے متعلق اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے جماعت کے ایک حافظ قرآن مولوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔ ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔'' (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد کتاب الملاحم باب مایذکرفی قرن المئۃ) ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کی تجدید کرتے رہیں گے۔'' (مسیح اور مہدیؑ، حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں صفحہ ۴۵۔ مصنف حافظ مظفر احمد۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

اب رسول ﷺ کی اِس حدیث کا جو ترجمہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے کیا ہے وہی ترجمہ غیر از جماعت علماء بھی کر رہے ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے درج بالا ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اور ان دونوں ترجموں میں صیغہ واحد استعمال ہوا ہے۔ یعنی یہ کہ ''ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک آدمی یا ایک شخص تجدید دین کیلئے کھڑا کرے گا''۔ لیکن جماعتی تنخواہ دار مولویوں نے اس حدیث کے ترجمہ میں معنوی تحریف کرتے ہوئے اس کا ترجمہ صیغہ واحد کی بجائے صیغہ جمع میں کیا ہے۔ یعنی یہ کہ ''اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کی تجدید کرتے رہیں گے۔'' اب سوال یہ ہے کہ احمدی انتخابی خلفاء نے نظام جماعت کے مولویوں سے جو ترجمہ اس حدیث کا کروایا ہے وہ ٹھیک ہے یا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ترجمہ ٹھیک ہے۔ میرا ہر احمدی سے یہ سوال ہے کہ کیا اب جماعتی خلفاء نے اپنے تنخواہ دار مولویوں سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ترجمہ کی نعوذ باللہ تصحیح کروائی ہے یا کہ اپنی نام نہاد خلافت کو سہارا دینے اور اِسے پختہ کرنے اور اِسے اہم بنانے کیلئے حدیث کی معنوی تحریف کروائی ہے؟ احباب جماعت خود فیصلہ کریں۔

الجواب:۔ محترم جنبہ صاحب نے یہی الزام بعد کے مضامین اور اپنی تقاریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر کے حوالے سے بھی کیا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں اس حدیث کے معنی کرتے ہوئے لفظ مَن کے معنی ایک سے زائد کے کئے ہیں۔ حافظ مظفر احمد صاحب کی کتاب اس تقریر کے بعد کی ہے۔ اس لئے دونوں کا جواب یہیں دے دیتا ہوں۔

۱۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ حوالہ جو اوپر درج کیا گیا ہے ذیل میں مکمل درج کر رہا ہوں۔

پہلا نشان۔قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انّ اللہ یبعث لھذہ الامۃ علٰی رأس کُلّ ماءۃ سنۃ من یجدّ د لھا دینھا۔رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماءاُمت میں مسلم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلادو گے تو ہم مجدّد بھی بتلادیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اِس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اِس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اِس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اِس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا

نے نوبتیں رکھی ہیں۔ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھاوے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندار

(حقیقۃالوحی،روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۰۰تا۲۰۲)

اگر اس مضمون کو نیک نیتی سے پڑھا جائے تو سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔"اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء امت میں مسلم چلی آرہی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعوی کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اس کے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے۔'

اگر یہ نام صرف بارہ ہی ہوتے تو جواب دینا اتنا مشکل کام نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؑ نے بے شمار اسلامی کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا۔اور خصوصیت سے آپ کے دور کے نواب محمد صدیق حسن خان صاحب کی کتاب 'حجج الکرامہ' جس کا آپؑ نے بعض جگہ ذکر بھی کیا ہے یقیناً پڑھی ہو گی اور اس میں ۱۲ صدیوں کے مجددین کی لسٹ موجود ہے۔ مگر خدا کے سچے مامورین کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان کا کلام حکمت سے پر ہوتا ہے۔اب اسی تحریر میں حضورؑ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کی سب مجددین نے خود دعوے نہیں کئے بلکہ بعض کو دوسروں نے مجدد کہا ہے۔اور اس کی کافی تفصیل میں اپنے مضمون 'امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں بیان کر چکا ہوں۔ وہاں میں نے مختلف مکتبہ فکر کے لوگوں کی تیار کردہ مجددین کی لسٹیں درج کی ہیں۔ وہ تمام نام بہت بڑے بڑے بزرگوں کے ہیں۔ ہم سب ان کا احترام کرتے ہیں۔اسلام کے لئے ان کی خدمات کو سراہتے ہیں۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے یہ مجدد ہے اور یہ نہیں۔ کیونکہ دعوے تو صرف چند احباب کے موجود ہیں۔ باقی صدیوں میں کیا کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اسی کتاب 'حقیقۃالوحی' میں اپنے ہی وقت میں دو اور مجددین کے دعویداروں کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سرپر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحیٔ لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔"

(حاشیہ حقیقتہ الوحی، براہین احمدیہ، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۴۶۲)

نوٹ: یہاں حضورؑ نے نواب صدیق صاحب کے اس حوالہ کا ذکر کیا ہے کہ سچا صدی کا چہارم حصہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس معیار پر بھی پورا فرمایا۔ مگر میں یہاں یہ وضاحت بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ نواب صدیق صاحب کا خود ساختہ معیار تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے ایسا کوئی معیار بیان نہیں فرمایا۔

تمام امتِ مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سب سے پہلے مجدد ہیں۔ اور آپ کے مجدد ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۱ھ میں فوت ہو گئے۔ اگر مندرجہ بالا معیار درست ہے تو آپ اس پر پورا نہیں اترتے۔ ایسے ہی الفضل میں شائع شدہ لسٹ مجددین کے مطابق دیگر کئی صدیوں کے مجددین اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔

میں نے اپنے اسی مضمون 'امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں ایک مکتبہ فکر کی طرف سے پیش کردہ ایک اور معیار بھی درج کیا ہے۔ جو یہ ہے۔

But a Mujaddid of a century is known to be the one who is born in the previous century but his Tajdid (revival) occurs in the next century.

یعنی کسی صدی کے مجدد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پچھلی صدی میں پیدا ہوا اور اگلی صدی کا مجدد ہو۔

خود حضورؑ نے بھی ایک جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ اس معیار پر بھی پورا اترتے ہیں۔ مگر یہ معیار بھی خود ساختہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مجدد کے لئے یہ معیار بھی بیان نہیں فرمایا۔

اگر اس معیار پر سابقہ مجددین کو پرکھا جائے تو الفضل کی لسٹ کے مطابق حضرت سید احمد شہید بریلویؒ جو تیرھویں صدی کے مجدد تھے اور ان کا بھی اپنا دعویٰ مجددیت موجود ہے ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۶ھ میں شہید ہو گئے۔ اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔

حضرت مسیح موعودؑ صرف مجدد نہیں تھے بلکہ امام مہدی اور موعود مسیح تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے ان تمام خود ساختہ معیاروں پر بھی آپؑ کو پورا کر کے اتمام حجت فرما دی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کسی جگہ نواب صدیق حسن خان صاحب اور مولوی عبدالحیی لکھوی صاحب کے دعویٰ کو نہیں جھٹلایا۔ بلکہ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جب نواب صدیق صاحب نے آپؑ سے دعا کی درخواست کی۔ تو آپؑ نے ان کے لئے دعا کی اور پیشگی خدا سے خبر پا کر ان کی کامیابی کی اطلاع بھی انہیں دی۔

۲۔ محترم جنبہ صاحب کے اس الزام کا دوسرا جواب فعلی شہادت ہے۔ میں نے اپنے مضمون 'امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں مختلف مکتبہ فکر کی طرف سے پیش کردہ مجددین کی لسٹیں درج کی ہیں۔ اگر ہر صدی میں صرف ایک ہی مجدد آ سکتا ہے۔ تو ان لسٹوں میں سے ہر صدی کے لئے ایک نام نکال کر دکھائیں۔ اور ثابت کریں کہ یہی نام درست ہے دوسرے غلط ہیں۔ یہ ثابت کرنے کے لئے ایک طریق ان کے اپنے دعوے ہیں جو سوائے چند ایک کے کسی کے موجود نہیں۔ اور ان ناموں میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کی اسلام کے لئے خدمات نہ ہوں۔ محترم جنبہ صاحب نے اپنے مضامین میں اور تقاریر میں الفضل میں شائع شدہ لسٹ کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ جب کہ اس لسٹ کے سب سے اوپر لکھا ہوا موجود ہے۔

> اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)
>
> معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات
>
> پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

عبدالسمیع خان

سب سے پہلے تو یہاں بھی حدیث کا وہی ترجمہ کیا گیا ہے۔ جس پر جنبہ صاحب کو اعتراض ہے۔ دوسرا یہاں لکھا ہوا ہے۔ 'ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے'۔ اس لسٹ نے دوسرے دعویداروں کی تردید نہیں کی ہے۔ بلکہ بہت سے دعویداروں میں سے ایک ایک کا نام درج کر دیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صرف چند نبیوں کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی کتاب وفاتِ مسیح موعود کے صفحہ نمبر ۵ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"ہمارے ملک میں یا ہمارے ملک میں سے سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، الشیخ المجدد الالف الثانی، شاہ ولی اللہ اور سید احمد بریلوی یہ لوگ ہیں جنہوں نے دعاوی مجددیت کے کیے اور لوگوں نے بھی انکو مجدد مانا۔ انکے کارنامے بحمداللہ ہم سے مخفی نہیں مگر جو کچھ اس شخص مغفور نے کر کے دکھایا اس کا مقابلہ سوائے عقلمندوں کے کون کرے؟ اللہ تعالیٰ کو توفیق ہے کہ آنکھیں کھولدے۔"

اب اگر حدیث کے مطابق ایک صدی میں صرف ایک مجدد ہی آ سکتا ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو مجددین کے نام بیان فرمائے ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ انہوں نے دعوے بھی کئے اور لوگوں نے انہیں مجدد مانا۔ انہیں کیا کریں گے۔ کس کس صدی میں فٹ

کریں گے اور وہاں سے کس نام کو کاٹیں گے۔ آپ حضرت خلیفتہ المسیح الاول ؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ اس لئے امید ہے ان کے ارشاد کو بھی مانتے ہوں گے۔

جنبہ صاحب آپ ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ء کے الفضل میں شائع شدہ لسٹ مجددین کو مانتے ہیں۔ بطور ثبوت اپنے مضامین میں اس کا حوالہ دے چکے ہیں۔ اس لسٹ کے مطابق حضرت مجدد الف الثانی، حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت سید احمد شہید گیارویں، بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ مگر پوری لسٹ میں سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نام شامل نہیں ہیں۔ جبکہ حضرت خلیفتہ المسیح الاول ؓ فرمارہے ہیں کہ ان سب نے مجدد ہونے کے دعوے کئے اور لوگوں نے بھی ان تمام کو مجدد تسلیم کیا۔ اب اگر یہ تمام بزرگ مجدد تھے تو یقیناً اس صدی میں ایک سے زائد مجدد ہوئے ہوں گے۔

دوسروں کے لئے تو حضرت خلیفتہ المسیح الاول ؓ کے کسی بھی ارشاد سے انکار کرنا ممکن نہیں۔ لیکن آپ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ آپ کہہ دیں کہ یہ حضرت خلیفتہ المسیح الاول ؓ کا اجتہاد ہے۔ اور آپ ؓ سے اجتہادی غلطی ہوگئی ہے۔

۴۔ جیسا کہ حضور ؑ نے فرمایا ہے کہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ مجدد کی ضرورت تو ہر علاقہ میں بسنے والے مسلمان کو ہوگی۔ اور اس وقت آمد ورفت اور رابطوں کی سہولتیں موجود نہیں تھیں۔ ایک علاقہ کا مجدد دوسرے علاقہ کے مسائل کو کیسے حل کر سکتا تھا۔ نیز ہر علاقہ میں اپنے مسائل ہونگے۔ جیسے حضرت سید احمد شہید ؒ ہندوستان میں سکھوں سے لڑتے رہے کیونکہ یہاں مسلمانوں کو سکھوں کے ہاتھوں مشکلات کا سامنا تھا۔ مگر یہ مسائل دوسرے علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کے نہیں ہونگے۔ میں بار بار تحریر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود ؑ صرف مجدد نہیں تھے۔ آپ ؑ کا مقام اور مرتبہ مختلف ہے۔

۵۔ محترم جنبہ صاحب کے اس الزام کا پانچواں جواب یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ لغت میں لفظ 'من' کے کیا معانی بیان ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفتہ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر جو آپ نے ۱۹۷۷ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کی (اور اس میں 'من' کے معنی ایک سے زائد کے بھی کئے اور جنبہ صاحب نے اسے تحریف کہا ہے) میں لغت اور قرآن سے ثابت کیا ہے کہ لفظ 'من' کے معنی ایک، دو یا اس سے بھی زیادہ کے ہو سکتے ہیں۔ تقریر کا وہ حصہ درج ذیل ہے۔

"**لسان العرب** عربی لغت کی ایک مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ مَن کا لفظ تکون للواحد والاثنین والجمع کہ یہ لفظ واحد کے لئے بھی دو کے لئے بھی اور جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم کی لغت "مفردات امام راغب ؒ" میں ہے کہ یعبر نہ من الواحد والجمع والمذکر و المونث کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔

مذکر بھی مراد لیا جاتا اور مونث بھی مراد لی جاتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے مرد بھی ہوں گے نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔ یعنی مرد بھی خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے اور مستورات بھی۔ جب ہم قرآن عظیم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ''من'' کا لفظ واحد بھی استعمال ہوا ہے اور جمع میں بھی استعمال ہوا ہے۔ سورۃ بقرہ میں بلی من اسلم وجھہ للہ و ھو محسن فلہ اجرہ عندربہ۔ کہ جو شخص بھی اپنی توجہ اور اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور جو شرائط عبادات ہیں ان کو پوری طرح بجالائے تو فلہ اجرہ عند ربہ تو ایسے شخص کے لئے خدا کے نزدیک اجر ہے۔ اور پھر فرمایا ولاخوف علیھم اور یہاں من کے متعلق جمع کا صیغہ آگیا کہ یہ لوگ نہ خوفزدہ ہوتے ہیں کسی چیز سے اور حزن کرتے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایا ومنھم من یستمعون الیک۔ یستمعون عربی زبان میں جمع کا صیغہ ہے۔ اس جگہ من کے معنی بہت سے ایسے لوگوں کے ہیں جو بظاہر تیری طرف کان لگاتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن وہ سن نہیں رہے ہوتے اور پھر سورہ تغابن میں ہے۔ و من یومن باللہ و یعمل صالحا یکفر عنہ سیاتہ و ید خلہ جنٰت تجری من تحتھا الا نھر خلدین فیھا۔ کہ جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لائے گا عمل صالح کرے گا اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوں گے اور جنات میں ان کو داخل کیا جائے گا۔ خلدین فیھا ابدا۔ اور وہ سارے ان جنتوں میں رہنے والے ہوں گے۔ من کا مفہوم خلدین میں بیان کر دیا۔

جب ہم پہلے بزرگ محققین اور اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی من کے وہی معنے کئے ہیں جو میں اوپر بتا چکا ہوں۔ من یجدد کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں ''من'' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہیے۔ اور علقمی کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ از سر نو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدد کوئی دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور ان کی خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔ شیخ محمد طاہر گجراتیؒ (۱۵۰۹۔۱۵۷۸) جو سولہویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں۔''

(مشعل راہ، جلد دوئم، صفحہ نمبر ۴۵۵،۴۵۶)

۶۔ چھٹا ثبوت خود جنبہ صاحب کی تحریریں ہیں۔ دراصل جنبہ صاحب بھول جاتے ہیں کہ پہلے کیا کہا تھا اور اب کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ کے دو حوالے پیشِ خدمت ہیں جن میں جنبہ صاحب خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ایک صدی میں ایک سے زائد مجدد آ سکتے ہیں۔

دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی۔؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۴)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں:

'اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔'

ایسے ہی اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۳ پر تحریر فرماتے ہیں

ایک وقت میں کئی کئی نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا سلسلہ قریباً قریباً اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت محمدیہ میں مجددین کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک صدی قبل تک جب دنیا میں رسل و رسائل اور آمد و رفت کے نئے اور جدید ترین ذرائع پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اُس وقت تک تو ممکن تھا کہ اگر مثلاً کسی ایک براعظم میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے کسی مومن کو بطور مجدد کھڑا کیا ہے تو کسی دوسرے براعظم میں اُمت کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے کسی اور مومن کو بطور مجدد کھڑا کر دیا ہوگا۔ لیکن گذشتہ صدی

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۳)

جنبہ صاحب یہی معنی جماعت کے علماء نے کئے ہیں اور یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ کہ مَن سے مراد ایک کے بھی ہیں اور زیادہ کے بھی ہیں۔ اگر ایک صدی میں مختلف براعظموں میں مختلف مجدد آئیں گے تو وہ ایک سے زیادہ ہی ہوں گے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ایک براِعظم میں ایک مجدد آئے گا۔

(۲) چھٹی مثال (حوالے میں کمی بیشی)

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹادے گا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں، وہ کٹ جائیں گے۔ اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اوّل الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب! اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کیساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہونگے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔'' (تذکرہ صفحہ ۶۷۹ بحوالہ تذکرۃ المہدی صفحہ ۲۷۴)

اب نظام جماعت کے تحت ایک سابق مبلغ فضل الٰہی صاحب انوری نے ایک کتابچہ بعنوان ''عالمی تغیرات'' قادیان سے شائع کروایا ہے۔ اس کتابچہ کے صفحہ ۳۹ پر آپ لکھتے ہیں۔

''یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تیسری جنگ کی ایک اور بہت بڑی علامت حضرت بانیٔ سلسلہ ؑ نے یہ بیان فرمائی کہ اس کا مرکز ملک شام ہوگا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ۔۔۔۔۔ دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اوّل الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا''

اب یہ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب کی کتاب ''تذکرۃ المہدی'' کا وہی حوالہ ہے جس کا اندراج درج بالا سطور میں ہو چکا ہے اور جس کے آخر میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فرمان کا جولب لباب تھا یعنی ''صاحبزادہ صاحب! اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کیساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہونگے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔'' اسے حذف کر دیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے حذف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بزور طاقت بننے والا جماعتی مصلح موعود تو ۱۹۶۵ء میں وفات پا کر اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اور اُسکے ۵۲ سالہ دور اقتدار میں نہ تو کوئی ایسی عالمی جنگ ہوئی جس کا مرکز ملک شام ہوا اور نہ ہی کوئی بادشاہ اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ لہٰذا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس پیمانہ کے مطابق بھی خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھے۔ اب ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو جائے اور اس کا مرکز بھی ملک شام بن جائے۔ اس طرح اس وقت جو بھی مصلح موعود کا دعویدار ہوگا وہی حضور ؑ کا فرزند قرار پائے گا۔ تاریخی عبارات میں کمی بیشی کرنا کیا یہ یہودیانہ افعال نہیں ہیں۔؟ اور ان جرائم اور مظالم کا سلسلہ جماعت احمدیہ میں ہنوز جاری ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا اَیُّهَا الْعَاقِلُوْن۔

الجواب:

ا۔ اس وقت جماعت کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اس میں صاحبِ علم لوگوں کی بھی کمی نہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے ذوق کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کی تاویلیں کرتا ہے۔ جس کا نظامِ جماعت سے تعلق نہیں۔

ہر کسی کی کہی بات کو جماعت کے نظام سے جوڑ دینا یا یہ کہنا کہ یہ میری وجہ سے کہا یا لکھا گیا ہے۔ چور کی داڑھی میں تنکے کے مترادف ہے۔ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔ یہ میری سوچ ہے۔ یہ درست بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اب اگر آپ اسے اٹھا کر یہ کہہ دیں کہ نظام جماعت نے یہ کہا ہے تو اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ اگر جماعت کو کچھ ایسا کرنا ہوتا تو تذکرہ میں اس پیش گوئی کو شامل ہی نہ کرتے۔

۲۔ لکھی گئی کتاب کے نام 'عالمی تغیرات' سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ دنیا میں پیش آنے والے آئندہ کے حالات کی بابت لکھی گئی ہے۔ اور اس میں ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ان واقعات کی بابت قبل از وقت کی گئی ہیں۔ یہ کتاب کسی موعود وجود کی بابت نہیں لکھی گئی۔ اس لئے پیشگوئی کا صرف متعلقہ حصہ درج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ اس پیشگوئی کا ایک بڑا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ ان کے دور میں جماعت میں سب سے بڑے فتنے کی کوشش کی گئی۔ آپ کے دور میں دو جنگیں ہو چکیں۔ اور اگر حضورؑ کی پیشگوئی کے الفاظ پر غور کریں تو آپؑ نے فرمایا ہے 'وہ اول الحشر ہو گا'۔ اس سے مراد جنگ عظیم اول ہی ہو سکتی ہے۔ تیسری جنگ کو اول الحشر نہیں کہیں گے۔ ان جنگوں کے بعد جماعت کو غیر معمولی ترقی نصیب ہوئی۔ اور ایسے ہی بعض سلاطین کو جماعت میں شامل ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ملک شام کی پیشگوئی ظاہری اور لفظی معنوں میں پوری ہوتی نظر نہیں آئی۔ ان الفاظ میں کیا حکمت ہے خدا بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے بعض پیشگوئیوں کو ٹال بھی سکتا ہے اور انہیں کسی اور معنوں میں بھی پورا کر سکتا ہے۔ علماء کرام آج تک دمشق کے مشرق میں سفید مینارے پر دو زرد چادروں میں فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اترنے والے مسیح کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ کب وہ آئے اور ہم سیڑھی لگا کر اسے نیچے اتاریں۔ اور وہ مسیح کب کا قادیان میں آ بھی چکا ہے۔ اس لئے آپ فکر مند نہ ہوں۔ اس پیشگوئی میں آپ والے فتنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ وہ فتنہ ۱۹۱۴ء میں برپا ہو چکا اور اپنے انجام کو بھی پہنچ چکا۔

۴۔ پیارے آقا رسول کریم ﷺ کی سنت اور آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کے طریق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان اور خصوصیت سے تمام مسلمانوں کو ہر شر، آزمائش اور نقصان سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ انہیں عقل دے، شعور دے اور توفیق دے کہ وہ حق کو پہچان سکیں اور اس کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ لیکن اگر یہ ہونا مقدر ہے تب بھی قبل از وقت خوش فہمیوں میں مبتلا ہونا مناسب نہیں۔ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔

۴۔ اگر آپ کو اتنا یقین ہے کہ یہ پیشگوئی آپ کی بابت ہے۔ تو دعویٰ کریں کہ یہ میری بابت ہے اور یہ ایسے ایسے اتنے عرصہ میں پوری ہو گی۔ پوری ہونے کے بعد تو کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ میرے متعلق ہے۔ میں تو گزشتہ ۵۰ سال سے سن رہا ہوں کہ جنگ ہونے والی ہے جس کا مرکز ملک شام ہو گا۔ اتنا ڈر کیوں رہے ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں 'اب ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو جائے اور اس کا مرکز بھی ملک شام بن جائے۔ اس طرح اس وقت جو بھی مصلح موعود کا دعویدار ہو گا وہی

حضورؑ کا فرزند قرار پائے گا"۔ کیا آپ کو ابھی اتنا بھی یقین نہیں کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ پہلے اس بات کا تعین کر لیں کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں یا وہ کوئی اور ہے۔ تب اس طرح کے بیان دیں۔ اپنے مضامین میں آپ بر ملا اظہار فرما چکے ہیں کہ مصلح موعود تین نہیں ایک ہی وجود ہے۔

زکی غلام تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود ہے

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۰)

ایسے نہ کریں کہ پہلے انتظار کرتے رہیں اور جب نومبر ۲۰۰۳ میں چاند سورج گرہن لگ جائے تو دسمبر ۲۰۰۳ میں دعویٰ کر دیں کہ میں موعود زکی غلام ہوں اور یہ نشان میرے لئے لگا ہے۔ نشانوں کے لئے قبل از وقت پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ خدا اپنے سچوں کو قبل از وقت غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور یہ خدا کے سچے مرسل کی سچائی کا سب سے بڑا نشان ہے۔

محترم جنبہ صاحب نے اس کے علاوہ بھی جماعت پر اسی قسم کے الزامات لگائے ہیں۔ مضمون کی مناسبت سے ان کا بھی یہیں ذکر کر دینا زیادہ مناسب ہے۔

حدیقۃ الصالحین میں سے اس حدیث کو نکال دیا گیا ہے

(۲) "عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ مَرْفُوْ عًا قَالَ لَنْ تَھْلُکَ اُمَّۃ" اَنَا فِیْ اَوَّ لِھَا وَ عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَم فِیْ اٰخِرِھَا وَ الْمَھْدِیُ وَسَطِھَا۔" (کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

یہ حدیث حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں موجود تھی لیکن آجکل کے ایڈیشنوں میں یہ حدیث حذف کر دی گئی ہے۔ بظاہر اس حدیث کو حذف کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے کرتا دھرتا اور خدا کے بنائے ہوئے خلفاء نے سوچا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے مہدی کے بعد جس مسیح کی خبر دی ہے اگر وہ آ گیا تو پھر ہم کدھر جائیں گے۔ یہ لوگ کسی نئے آنیوالے کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو مانا ہوا ہے۔ بہرحال اس حدیث کا حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں شامل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ مزید برآں واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس بیان فرمودہ مسیح موعود کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت

(آرٹیکل نمبر ۶۲، صفحہ نمبر ۲)

الجواب:

اس کے علاوہ بھی محترم جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین اور اپنی تقاریر میں مندرجہ بالا حوالہ کا ذکر کیا ہے۔

ا۔ میں نے ہر بات کا جواب دینے سے قبل کوشش کی ہے کہ متعلقہ مضمون کو خود پڑھوں اور پھر اس کا جواب دوں۔

مندرجہ بالا الزام کے سلسلہ میں بھی میں نے پوری کوشش کی کہ حدیقۃ الصالحین کا پہلا ایڈیشن کہیں سے حاصل کر سکوں اور اس حدیث کو پہلے وہاں سے خود دیکھوں۔ مگر مجھے پہلا ایڈیشن نہیں مل سکا۔ میں نے جنبہ صاحب کے ایک مرید سے بھی درخواست کی کہ مجھے یہ حوالہ مہیا فرما کر ممنون فرمائیں۔ مگر انہیں بھی نہیں مل سکا۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ جنبہ صاحب جو فرما رہے ہیں وہ درست ہے۔ یہ حدیث پہلے ایڈیشن میں شامل کی گئی ہو گی۔ میں نے چیک کیا ہے اب یہ حدیث اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ پر حدیقہ الصالحین کا تیسرا ایڈیشن موجود ہے۔ جو ۲۰۰۳ء میں نظارت نشرواشاعت قادیان کے زیر اہتمام چھپا ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۶۷ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالی) جو اس وقت ناظر ارشاد وقف جدید تھے کی ہدایت پر تیار کی گئی۔

آپ اس کتاب کا پیش لفظ تحریر فرماتے ہوئے اس کتاب کی اشاعت کی ضرورت پر ان الفاظ میں اظہار فرماتے ہیں:

''اس نئے انتخاب کی ضرورت اولاً معلمینِ وقف جدید کی سالانہ تعلیمی کلاس کا نصاب تجویز کرتے وقت محسوس کی گئی تھی چونکہ وقف جدید کا تربیتی حلقہ دیہاتی علاقوں تک محدود ہے اس لئے ضروری تھا کہ احادیث نبویؐ کا ایک ایسا سادہ اور عام فہم مجموعہ منتخب یا تیار کیا جاتا جو ایک طرف تو اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے عوامی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں مفید ثابت ہوتا اور دوسری طرف روزمرہ کے فقہی مسائل اور عقائد سے متعلق اہم امور پر بھی مشتمل ہوتا۔ گویا ایک مختصر کتاب کی صورت میں اسلام تعلیم کے مختلف پہلو یکجا ہو جاتے۔ ایسا انتخاب صرف معلمین کو تعلیم دینے کیلئے ہی درکار نہ تھا۔ بلکہ ضرورت تھی کہ معلمین آئندہ دیہاتی عوام کی تعلیم و تربیت کے دوران اسی مجمعے کو استعمال کریں۔''

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسے معلمین اور دیہاتی عوام کی تعلیم و تربیت کو مدِ نظر رکھ کر تیار کیا گیا تھا۔ اس پہلے ایڈیشن میں ۶۱۱ احادیث شامل کی گئیں۔ اس کی وضاحت آپ یوں فرماتے ہیں۔

ا۔ منتخب احادیث کی کل تعداد ۶۱۱ ہے جن میں سے تقریباً ۴۵۰ ریاض الصالحین سے اخذ کی گئی ہیں اور بقیہ دیگر کتب احادیث مثلاً صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ مسند احمد۔ دار قطنی۔ کنزالعمال وغیری سے براہ راست لی گئی ہیں۔

اسی پیش لفظ میں آگے جا کر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

۳۔ انتخاب میں بالخصوص ایسے مسائل سے متعلق مختلف احادیث جو مسلمانوں میں مابہ النزاع ہیں اکٹھی کر دی گئی ہیں تاکہ اس کے مختلف پہلوؤں پر یکجائی نظر ڈالتے ہوئے قارئین کو صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہو۔

پہلے ایڈیشن میں ۱۶۱۱ احادیث تھیں اور موجودہ ایڈیشن میں احادیث کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔

اس حدیث کو حدیقۃ الصالحین میں سے نکال دینے کی مندرجہ ذیل وجوہات ذہن میں آتیں ہیں۔ باقی غیب کا علم تو صرف خدا کو ہے۔

۱۔ چونکہ یہ کتاب معلمین کے تعلیمی سلیبس اور دیہاتی موحول کو مدِ نظر رکھ کر تیار کی گئی تھی اور یہ حدیث دوسری احادیث جن میں بڑا واضح کہا گیا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں نیز حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے واضح دعویٰ کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی مہدی ہوں کے متضاد تھی۔ اس لئے بعد ازاں نظر ثانی کے دوران اسے نکال دیا گیا ہو گا۔

۲۔ اگر آپ احادیث کا مطالعہ کریں تو مہدی کی جائے پیدائش کے حوالے سے مختلف احادیث ہیں۔ مگر اس کتاب میں ان سب کو شامل نہیں کیا گیا۔ ایسے ہی مہدی کے نام کے حوالے سے بھی متضاد احادیث ہیں جو شامل نہیں کی گئیں۔ مسیح کے مقام نزول کے حوالے سے بھی مختلف احادیث ہیں۔ جو یہاں درج نہیں ہیں۔ اس لئے ایسی احادیث کو جو دیہاتی لوگوں کے لئے ایک ابتلا کی صورت پیدا ہونے کا باعث بنتیں بعد ازاں اس کتاب سے نکال دیا گیا ہو گا۔

۳۔ اکثر نصابی کتب میں نظر ثانی کے دوران ضروری تبدیلی کر لی جاتی ہے۔ یہ کوئی حرج کی بات نہیں۔

اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی ہر احمدی کا یہی ایمان تھا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ ہی امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ اور آپؑ وہی مسیح موعود ہیں جس کے آنے کا وعدہ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ کر رکھا تھا۔ اور اب کسی اور مسیح نے نہیں آنا۔ اور اس حدیث کو نکال دینے سے بھی کسی احمدی کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

آپ اس حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ’بہر حال اس حدیث کا حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں شامل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔‘ جواباً عرض ہے کہ اب اس حدیث کو حدیقۃ الصالحین سے نکال دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت پر شک ہے۔

اگر نظر ثانی کے دوران کسی کتاب میں کمی بیشی کرنا اتنا ہی برا فعل ہے تو اس کے مرتکب تو محترم جنبہ صاحب آپ بھی ہوئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھے گئے پہلے خط اور اس کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۹۹۳ء میں اپنی کتاب 'غلام مسیح الزماں کے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجربہ اور اس کی حقیقت' بھی خط کے ساتھ بھجوائی تھی۔ اس کتاب کو آپ نے بعد ازاں اپنی کتاب 'غلام مسیح الزماں' کا حصہ بنا دیا ہے۔ اب یہ حصہ بالکل وہی ہے جو آپ نے حضور کو بھجوایا تھا یا تبدیل ہو گیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے اپنی کتاب 'غلام مسیح الزماں' پہلے ۲۰۰۲ء میں شائع کروائی اور بعد ازاں ۲۰۱۰ء میں دوسرا ایڈیشن شائع فرمایا۔ اور اس پر لکھا ہوا ہے 'نظر ثانی کے بعد'۔ اس لفظ نظر ثانی سے یہی مراد ہوتی ہے کہ یا کچھ اضافہ کیا گیا ہے یا کچھ کمی کی گئی ہے۔ چونکہ میرے پاس آپ کی پہلی کتاب موجود نہیں اس لئے آپ نے اس میں کیا نظر ثانی فرمائی ہے کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی آپ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر بہر حال کچھ نہ کچھ کیا ضرور ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنی کتاب Virtue is God کے پہلے ایڈیشن میں بہت کچھ لکھا تھا جسے بعد کے ایڈیشنوں میں سے نکال دیا ہے۔ اس کی تفصیل میرے مضمون (کتاب "Virtue is God" اور تحریف کے ریکارڈ) میں موجود ہے۔ یہاں ایک مثال پیش ہے۔ پہلے ایڈیشن میں جنبہ صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہوئی ہے۔ اور بعد کے ایڈیشن میں سے اسے نکال دیا گیا ہے۔

> There are prophecies attributed to the Holy prophet of the advent of a Mahdi and a Messiah, in the latter days . The Holy Prophet specified that these prophecies would be fulfilled in the appearance of the same person who would be both Mahdi and Messiah and thus there was no doubt left that the spiritual second advent of the Holy Prophet indicated in 62:4 would be fulfilled in that person. The Holy prophet indicated that he would be of Persian descent.

رسالہ الوصیت میں تحریف

محترم جنبہ صاحب نے اپنی نیوز نمبر ۸۷ میں رسالہ 'الوصیت' کی دو جلدیں شائع فرمائی ہیں۔ اور اس کے ساتھ تحریر فرمایا ہے:

جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود تو کر ہی لیا تھا لیکن بعدازاں وہ اور اُسکے جانشین جماعت احمدیہ قادیان میں اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے اور دوام دینے کیساتھ ساتھ موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا راستہ روکنے کیلئے یہودیوں کی طرح بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہام اور کلام میں تحریف اور کتر و بیونت کرتے رہے۔ خاکسار نے قادیانی خلیفوں اور علماء کی اس تحریف وتبدل کی چند مثالیں پہلے ہی اپنے مضمون نمبر ۲ (تحریف کیوں۔؟) میں درج کی ہوئی ہیں۔ اسی ضمن میں قادیانی جماعت کے ایک نئے اور تازہ کارنامہ سے آپ سب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے کچھ عرصہ قبل ایک خطبہ جمعہ میں آپ سب کو قادیانی جماعت کا مارچ ۲۰۰۵ء میں قادیان دارالامان سے شائع شدہ ایک رسالہ الوصیت دکھایا تھا۔ اور کہا تھا کہ حضورؑ کے اس رسالہ میں سے ایک آدھ سطر کی بجائے پورے کا پورا ایک حاشیہ حذف کر دیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ قادیانی خلیفے اور علماء اپنی تحریروں اور تقریروں میں الوصیت کے ایک اقتباس کے آخری فقرہ (جس میں اقتباس کا لب لباب درج ہے) کو جان بوجھ کر نہ شائع کرتے تھے اور نہ ہی پڑھا کرتے تھے ﴿یہ فقرہ ہے۔۔ اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو﴾ اب کی دفعہ کمال یہ کیا ہے کہ رسالہ الوصیت میں سے ایک پورے کا پورا حاشیہ اُڑا دیا گیا ہے۔ میں نے خطبہ جمعہ میں وعدہ کیا تھا کہ میں آپ سب کے مشاہدہ اور تسلی کیلئے تحریف شدہ رسالہ الوصیت (alghulam.com) پر لگا دونگا لیکن خاکسار کی دیگر مصروفیت نے اس عاجز کو یہ کام کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ اب یہ تحریف شدہ رسالہ الوصیت اور اصل رسالہ الوصیت دونوں آپکے سامنے ہیں اور آپ دونوں رسالوں کا باہم تقابل کر کے دیکھ لیں کہ کس صفائی کیساتھ درج ذیل حاشیہ کو رسالہ سے حذف کیا گیا ہے۔ حضورؑ اس حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

(ژ) ''ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس (۴۰) مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحات ۳۰۶، حاشیہ)

حضورؑ نے اپنی کتاب نورالحق (روحانی خزائن جلد۸صفحہ ۷ ۹) میں اسی قسم کی کاروائیوں کودجالی کاروائیاں قرار دیا ہے۔ میں جماعت احمدیہ قادیان کے ارباب واختیار سے گذارش کرونگا کہ وہ اس قسم کے دجالی کارنامے سرانجام دے کر اللہ تعالیٰ کے غضب کومزید نہ بھڑکائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے آمین۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو! ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اُس کی کیا دکھلائے گی خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن

والسلام۔خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعودزکی غلام مسیح الزماں (مجددصدی پانزدہم)

۲۶رفروری۲۰۱۳ء

☆☆☆☆☆☆☆

محترم جنبہ صاحب کا یہ الزام سوفیصد درست ہے۔ واقعی رسالہ 'الوصیت' جومارچ ۲۰۰۵ء میں قادیان سے شائع ہوااس میں سے مندرجہ بالا حاشیہ غائب ہے۔

مگر دیکھنے اور سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا یہ کام نظام جماعت نے خود کروایاہے یا کہ یہ جماعت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ جماعت کی گزشتہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ سوسال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب میں ایک زیر زبر کا بھی اضافہ یا کمی نہیں کی گئی۔اگر کسی جگہ کتابت کی غلطی سے یا کسی اور وجہ سے کوئی غلطی پائی گئی تو نیچے حاشیہ میں اس کی نشاندہی یا وضاحت کر دی گئی ہے۔ مگر اصل تحریر کو ویسے ہی رہنے دیا گیاہے۔ بلکہ اب تو یہاں تک احتیاط کی جارہی ہے کہ پہلے چھپی ہوئی کتب اور نئی چھپنے والی کتب کے صفحہ نمبر بھی تبدیل نہ ہونے پائیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعض تحریروں پر مخالفین نے بہت اعتراض کئے ہیں۔ مگر وہ آج تک ویسے ہی موجود ہیں۔ہاں ان اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

۳۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا سیٹ تقریباً ہر گھر میں موجود ہے۔ جماعت کی ویب سائیٹ پر بھی آپؑ کی تمام کتب موجود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اکثر مخالفین جماعت کے پاس بھی یہ کتب موجود ہیں۔ ایسی صورت میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ حضورؑ کی کسی کتاب میں کوئی تبدیلی کی جاسکے۔

۴۔ مندرجہ بالا تمام ثبوتوں کے باوجود چونکہ یہ واقع ہوا ہے۔ اس لئے اس کا طریق یہ ہونا چاہیئے کہ نظام جماعت سے اس کے بارہ میں پوچھا جائے کہ ان کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ اس یقین کے باوجود کہ کوئی بھی احمدی اس قسم کی گھٹیا حرکت نہیں کر سکتا، خاکسار نے ذاتی طور پر جماعت کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے اس سلسلہ میں بات کی۔ انہوں نے بھی اس بات پر انتہائی دکھ کا اظہار فرمایا۔ اور یہ یقین دلایا کہ کوئی کمزور سے کمزور احمدی بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے ساتھ اس طرح کا گھناؤنا مذاق کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ کسی مخالف کی انتہائی گھٹیا شرارت ہے۔ جس کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ جماعت اس بارہ میں تحقیق کر رہی ہے۔

۶۔ دنیا کی عدالتوں کا یہ طریق ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی جرم میں گرفتار کیا جائے۔ لیکن اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو تو اس شخص کی سابقہ ہسٹری کو دیکھتے ہوئے شک کا فائدہ دیتے ہوئے اسے بری کر دیا جاتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں ہمیں اسی بات کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹:۷)

تحریف کا ایشو (تصویر کا دوسرا رخ)

محترم جنبہ صاحب کی طرف سے جماعت پر تحریف کے حوالہ سے لگائے گئے الزامات کا گزشتہ صفحات پر کافی تفصیل سے جواب دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں

(سورۃ الصف ۶۱:۳،۴)

اپنے ایک آرٹیکل میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ ''ایک مرد خدا'' کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔ حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہو اپنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

”وانت تعلم ان حقیقة الظلم وضع الشیٔ فی غیر موضعه عمداو بالارادة لینتقب و جه المهجة ویسدّ طریق الاستفادة و یلتبس الامر علی السالکین ۔فالظالم هو الذی یحلّ محلّ المحرفین ویبدل العبارات کالخائنین و یجترء علی الزیادة فی موضع التقلیل و التقلیل فی موضع الزیادة کیفاو کماا و ینقل الکلمات من معنی الی معنی ظلمًا و زورًا من غیر وجود قرینة صارفةٍ الیه ثم یاخذید عوالناس الی مفتریانه کالخادعین۔و مامعنی الدجل و الدجالة الاهذا فلیفکر من کان من المفکرین۔ اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شئے اپنے موقعہ سے اُٹھا کر عمداً غیر محل پر رکھی جائے۔ تا راہ چھپ جاوے۔ اور اِستفادہ کا طریق بند ہو جاوے۔ اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہو جاوے۔ پس ظالم اُسکو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔ کیا کیفیت کی رو سے اور کیا کمیت کی رو سے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔ حالانکہ اُسکے فعل کے لیے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو۔ اور پھر اس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اِسکے کچھ نہیں۔ پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔'' (نور الحق حصہ اول (عربی) اشاعت فروری ۱۸۹۴ء۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۷۹)

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۱۰،۱۱)

آیئے اب دیکھتے ہیں جنبہ صاحب خود اپنے اس ارشاد پر کس قدر عمل کرتے ہیں۔

تحریف نمبر۱

محترم جنبہ صاحب نے اپنی ویب سائیٹ کے پہلے صفحہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے دو الہامات درج فرما کر ان کا خود پر اطلاق فرمایا ہے۔

---

(۱) ۱۵۔نومبر ۱۸۹۸ء

"اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔مَالَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ اِنِّیْ مَعَکُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ "ترجمہ۔میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔پس تم صبر کرو اِس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔اور ان لوگوں پر ذلّت طاری ہوگی۔اللہ (کے عذاب) سے اُنہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔پس تم صبر کرو اُس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔یقیناً میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔(تذکرہ صفحہ ۲۶۹ ایڈیشن چہارم۔بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رجسٹر محاورات العرب اور یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے)

(۲) دسمبر ۱۹۰۷ء

"اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔تم دونوں کی دُعا قبول کی گئی۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۳۰ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴۔دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

نوٹ:۔لفظ "دونوں" میں ایک تو بذات خود مُلہم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ہیں اور دوسرا کون ہے؟ دوسرا حضورؑ کا موعود "زکی غلام" ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں ویب سائٹ کے (Letters) عنوان کے تحت خط نمبر۲ صفحہ نمبر۴ (خواب نمبر۱)

الجواب:

محترم جنبہ صاحب نے پہلا الہام تو پورا درج کر دیا۔ لیکن دوسرا الہام جس میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا کہ دوسرا کون ہے۔اس کا صرف ایک حصہ درج کیا اور باقی سارا الہام رہنے دیا۔دوسرا مکمل الہام اس طرح ہے۔

دسمبر 1907ء

"(1) اِنِّی مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ۔ اَحْمِلُ اَوْزَارَکَ (2) مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں (3) اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ (4) وَقَعَ وَاقِعٌ وَّ ھَلَکَ ھَالِکٌ (5) وَضَعْنَا النَّاسَ تَحْتَ اَقْدَامِکَ (6) وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (7) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکَ (8) سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ (9) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (10) اِنِّیْ مَعَکَ یَآ اِبْرَاھِیْمُ (11)2اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ الْاَعْلٰی (12) اِخْتَرْتُ لَکَ مَا اخْتَرْتَ (13) بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید (14)

ستائیس کو ایک واقعہ3(ہمارے متعلق) اللّٰہُ خَیرٌ وّ اَبْقٰی (15) خوشیاں منائیں گے (16)4 بَعْدَ سَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ (17) صَلٰوتُکَ خَیرٌوَّاَبْقٰی۔ انَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ (18) دَخَلْتُمُ الْجَنَّۃَ وَمَا عَلِمْتُمْ مَا الْجَنَّۃُ ذَالِکَ الْیَوْمُ الْاٰخِرُ۔'' (بدر جلد6 نمبر51 مؤرخہ 19 دسمبر 1907ء صفحہ 4'5۔الحکم جلد 11 نمبر 46 مؤرخہ 24 دسمبر 1907ء صفحہ 4)

ترجمہ: (۱) میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا (۳) اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں (۴) ایک واقعہ وقوع میں آئے گا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گا (۵) ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھ دیا (۶) ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اور تیرے ذکر کو بلند کیا (۷) تیری دعا قبول کی گئی (۸) عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے۔ گردونواع میں اور خود ان میں (۹) تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے (۱۰) میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم (۱۱) میں تیرا رب اعلیٰ ہوں (۱۲) میں نے تیرے لئے وہ امر پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا (۱۳) خوشی و خرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آ گیا (۱۴) ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے (۱۵) خوشیاں منائیں گے (۱۶) ایک سال کے بعد (۱۷) تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ تیری دعا ان کے لئے آرام کا موجب ہے (۱۸) تم داخل ہو گے بہشت میں اور تم جانتے ہو کہ کیا چیز ہے بہشت، یہ آخری دن ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۶۳۰)

مندرجہ بالا الہام کا مصداق اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہو سکتے ہیں۔ جنبہ صاحب نہیں ہو سکتے۔ مگر جنبہ صاحب نے اس الہام کے متعلقہ حصہ کو اپنی ویب سائیٹ پر ڈالا ہی نہیں۔ اور وہ حصہ جو انہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا اس کو لکھ کر خود پر چسپاں کر لیا۔

تحریف نمبر ۲

محترم جنبہ صاحب نے اپنے اکثر آرٹیکلز میں حضرت مسیح موعودؑ کی چند پیشگوئیوں کو اکھٹا کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ تمام پیشگوئیاں مصلح موعود کے متعلق ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی اس طرح نقل کرتے ہیں۔

(۸) ۱۹۰۶ء۔

''انا نبشرك بغلام مظهر الحق و العلا۔ كان الله نزل من السماء۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۵۴)

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۹)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس الہام کی حقیقت کیا ہے۔

یہ الہام جسے جنبہ صاحب نے نمبر ۸ پر درج کیا ہے۔ یہ روحانی خزائن جلد ۲۲ کے صفحہ نمبر ۹۸ تا ۹۹ پر ہے نیز تذکرہ کے صفحہ ۵۵۴ پر ہے۔ دراصل حضورؑ نے یہاں بہت سارے الہامات کو اکھٹا درج فرمایا ہے اور انہیں درج کرنے سے پہلے حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"اب چند الہام الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں* جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خداتعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جس کو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو میں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اِس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خداتعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مرتد ہوگیا ہے خاص طور پر اِس جگہ مخاطب ہے۔

---

* اِن الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شائد سو۱۰۰ سو۱۰۰ دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے ان کی قراءت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے۔ پھر خداتعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سُنّت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ان کی قراءت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خداتعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منہ"

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۷۲)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ الہامات نئے نہیں ہیں بلکہ پرانے ہیں۔ یہاں درج الہامات کو پڑھ کر میری بات کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ الہامات صفحہ نمبر ۷۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۱۱ تک درج ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ تذکرہ میں ان الہامات کو درج کرتے وقت ۱۹۰۶ء کا سن کیوں لکھا گیا تو اس کی وضاحت تذکرہ میں کر دی گئی ہے۔ جو یہ ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۶۷ مشمولہ حقیقۃالوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۷۰۲ میں اس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اس کی تاریخ "۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء" تحریر فرمائی ہے اس لئے اسے یہاں درج کیا گیا۔ (مرتب)"

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۵۳۸)

نیز جنبہ صاحب نے یہاں صرف اپنے مطلب کا حصہ درج کیا ہے۔ اب وہ الہام سیاق وسباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔

"نذلت الرحمۃ علٰی ثلاث العین و علی الأُکریین۔ تردّ الیک انوار الشباب۔ تریٰ نسلًا بعیدا۔ انّا نبشّرک بغلام مظہر الحق و العلٰی۔ کَاَنّ اللّٰہَ نزل من السّماء۔ انّا نُبَشِّرُ کَ بغلامٍ نافلۃً لک۔ سَبّحک اللّٰہ ورافاک و علّمک مالم تعلم۔

میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی ان کو سلامت رکھوں گا۔ اور جوانی کے نور تیری طرف عود کریں گے۔ اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹)

اگر اسے نیا الہام مانا جائے تو یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تو اپنی دور کی نسل کو دیکھے گا اور آخر میں فرما رہا ہے ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔

جنبہ صاحب نے اس الہام میں سے اپنی مرضی کا حصہ لے لیا اور باقی چھوڑ دیا۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ جنبہ صاحب آپ کا ارشاد آپ کو یاد دلا دیتا ہوں۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ ''ایک مرد خدا'' کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔ حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہو اپنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

تحریف نمبر ۳

محترم جنبہ صاحب کی ویب سائیٹ پر نیوز نمبر ۱ اور ۲ آپ کا وہ انٹرویو ہے جو آپ نے ahmadi.org کے نمائندہ شیخ راحیل احمد صاحب نے لیا تھا۔ یہ انٹرویو ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ کو لیا گیا۔ اس انٹرویو کے دوسرے حصہ یعنی نیوز نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۷ پر ایک سوال جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جس زکی غلام کی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو خبر دی تھی اور جسکو انہوں نے مصلح موعود کہا ہے، دراصل مصلح اور مجدد میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور آنحضرت کی حدیث کے مطابق ہر ۱۰۰ سال کے بعد مجدد تو آتا ہے، اور مجدد حضرت مرزا صاحب سے پہلے بھی آتے رہے اور حضرت مرزا صاحب بھی چودھویں صدی کے مجدد تھے، اسکا تفصیلی جواب میرے ایک مضمون ''ختم نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم؟'' میں ہے، جو کہ میری سائٹ www.alghulam.com پر لگا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس غلام کی خبر دی تھی اس نے چودھویں صدی کے آخر میں یا پندرھویں صدی کے شروع میں ظاہر ہونا تھا۔

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میری ویب سائیٹ www.alghulam.com پر میرا ایک مضمون لگا ہوا ہے 'ختم نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم'

احباب غور فرمائیں کہ جنبہ صاحب نے یہ انٹرویو ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ کو دیا تھا۔

یہ انٹرویو مورخہ ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کو مکرم شیخ راحیل احمد صاحب نے
www.Ahmedi.org کے نمائندہ کی حیثیت سے کیا تھا۔ ہم (احمدی ڈاٹ آرگ)
کی اجازت اور شکریہ کیساتھ اس انٹرویو کو اپنی ویب سائٹ پر بھی پیش کر رہے ہیں

(نیوز نمبر ۲)

اب دیکھتے ہیں کہ جنبہ صاحب کی ویب سائیٹ پر یہ مضمون کس تاریخ میں لگایا جاتا ہے۔ ذیل میں ویب سائیٹ کا مین صفحہ پیش ہے۔

25.07.04	Article 15	نشان صداقت
25.05.04	Article 14	آیت استخلاف کی حقیقت
24.04.04	Article 13	غلام مسیح الزماں کی الہامی تصویر
10.04.04	Article 12	خروج دجال اور نزول مسیح ابن مریم
31.03.04	Article 11	حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت
06.03.04	Article 10	ختم نبوت کے بعد کیا مجددیت بھی ختم؟
23.01.04	Article 09	غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد
20.01.04	Article 08	موعود لڑکا اور موعود غلام
15.01.04	Article 07	نبی اور اجتہادی غلطی
12.01.04	Article 06	آب آمد، تیمم برخاست

احباب ملاحظہ فرمائیں ویب سائیٹ پر ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء تک اس موضوع کا کوئی مضمون موجود نہیں۔ بلکہ یہ مضمون ۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو ویب سائیٹ پر لگایا گیا۔

بات ابھی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ مضمون لکھا کس تاریخ کو گیا۔

روحانی فرزند کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) نے روح القدس کیساتھ کھڑے ہوکر آپؑ کی روحانی ذریت کومحمودی چنگل سے چھڑوانا اورازسرنو خلافت احمدیہ کو جاری کرنا ہے۔ آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ نظام جماعت جس میں بعض بندے خدا کی مرضی کے مالک بن جائیں اور خدا کے بندوں کو اپنے بندے بنانا شروع کردیں کیا روحانی کہلانے کا حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خلافت کے نام پر ایسا نظام یقیناً کوئی تاغوتی نظام ہے جس میں بعض مخصوص افراد کے مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ جب تک ہم ایسے نظام کو تنقیدی نقطہ نظر سے نہیں دیکھیں گے اور اِسکے جھوٹے تقدس کو پارہ پارہ نہیں کریں گے تو اس وقت تک افراد جماعت کس طرح آزاد ہوسکتے ہیں؟ اور جب کچھ لوگ کسی جماعت یا قوم کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر کسی برائی یا مصیبت میں مبتلا کردیں تو اس برائی یا مصیبت سے نکلنے کیلئے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ۔ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

عبدالغفار جنبہ

مورخہ ۳۱۔ مارچ ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆

دوسروں پر تحریف کے الزام لگانے والے ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کے انٹرویو میں کہہ رہے ہیں کہ میری ویب سائیٹ پر یہ مضمون لگا ہوا ہے۔ جبکہ وہ مضمون ویب سائیٹ پر لگا رہے ہیں ۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو اور مضمون لکھ رہے ہیں ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو۔

تحریف نمبر ۴

محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اشتہار کا حوالہ درج کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ مصلح موعود کو رد فرما رہے ہیں: جنبہ صاحب لکھتے ہیں

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ''زکی غلام یا مصلح موعود'' نہ ہونے کی وجوہات

(۱) پہلی وجہ یہ کہ یہ بات درست ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں فرمایا تھا کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت (اس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا) دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لیکن جب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے دن یہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوا تو حضورؑ نے ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ'' شائع کیا۔ آپؑ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

☆ آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

جنبہ صاحب نے آدھا حوالہ درج کردیا مگر اس حوالہ کی جو اصل روح والا حصہ تھا وہ درج نہیں کیا۔ یہ جو حضورؑ نے فرمایا ہے کہ 'اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پذیر ہوگا' اس کے ساتھ ہی حضور نے دوسرے وقت کا تعین بھی ان الفاظ میں کیا ہے۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔

اور اس مدت کی بابت حضور بار بار ذکر کرچکے ہیں کہ وہ ۹ سالہ میعاد ہے۔ اور جنبہ صاحب اسے بھی حضور کی اجتہادی غلطی کہتے ہیں۔

دوسروں پر الزام لگانے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی ضرور جھانکنا چاہیئے۔ صرف یاددہانی کے لئے آپ کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ ''ایک مردخدا'' کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔ حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہو اپنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

تحریف نمبر ۴

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

☆ بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ☆ (حجۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی اس اَمر کی تصدیق فرمارہے ہیں کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جب کہ اس وقت آپکے تینوں لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ ہاں آپؑ نے محض تفاؤل کے طور پر انکے نام ضرور رکھے تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۲)

جنبہ صاحب دوسروں پر تحریف کے الزام لگاتے ہیں۔ اور خود وہی کام کرتے ہیں۔ یہ حوالہ پیش کرکے جنبہ صاحب ثابت کر رہے ہیں کہ حضور نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق 'مولود موعود' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔ مندرجہ بالا حوالہ کو اس کے سیاق وسباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ جسے پڑھنے کے بعد بات صاف ہو جاتی ہے۔ کہ حضورؑ نے یہ فقرہ کس کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

''پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ یعنی بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اے نادانو! دل کے اندھو! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گا۔ مجھے وہ اشتہار ۱۸۸۶ء دکھلاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ ''تمہیں جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی''۔ پر میں کہتا ہوں کہ اے سیاہ دل! الہام جھوٹا نہیں تھا۔ تجھ میں خود الٰہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ الہام میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ اب بجز اس کے میں کیا کہوں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل

میں جیسا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہو گئی۔ جس کا ہمارے مخالفوں کو صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کون سا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہو گا۔ وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہو گا۔ اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو! "

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۷، ۱۵۸)

اس پورے حوالے کو پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص جس میں ذرا سی بھی شرافت اور خدا کا خوف ہے وہ جان جائے گا کہ حضورؑ یہاں بشیر اول کا ذکر فرمار ہے ہیں۔ اور مخالفین نے اس کی وفات پر جو اعتراضات کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے اسے مولود مسعود کہا تھا۔ جس کا مطلب موعود تھا اور وہ فوت ہو گیا۔ اس پوری تحریر سے کہیں عیاں نہیں ہوتا کہ حضور نے اپنے باقی لڑکوں کا بھی اس میں ذکر کیا ہے۔

یہ صرف چند حوالے ہیں و گرنہ جنبہ صاحب کے مضامین ایسی تحریفات سے پر ہیں۔ جنبہ صاحب کے مرید بھی اپنے مرشد کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ بلکہ دو قدم آگے ہیں۔ ان کے بھی چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

خلفاء پر تحریف کا الزام لگانے والوں کے چند اپنے نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

محترم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ (اصلاح پسند) کینیڈا اپنی ایک ای میل [جو آپ نے ندیم صاحب کو لکھی اور جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر نیوز نمبر 97 پر موجود ہے] میں تحریر فرماتے ہیں۔

I can not understand how you can call them Khulfa of Hazrat Imam Mehdi (as)or Qudrat-e-Sania. I can count more than 24 very serious and anti Maseh-e-Maod (as) beliefs and statements by these Khulfa and we were sleeping under their "ATAAT".

Just very few example for you:

اور پھر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Mirza Masoor Ahmad sahib has done this job a step further and said that Mujadideen are not mentioned in any Hadith and Quran at all. (Khutba June 10, 2011 on 35 to 37 minutes). I requested him to correct his absolutely wrong statement (see my letter #22 to him in alghulam.com in letters section but he never said anything on this);

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے اس خطبہ جمعہ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء میں کیا ارشاد فرماتے ہیں ذیل میں درج ہے۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدید دین کے لئے مجدد کھڑے ہوں گے۔"

(سنن أبي داؤد، کتاب الملاحم باب مایذ کر فی قرن المئۃ حدیث ۴۲۹۱)

(الفضل انٹر نیشنل، یکم جولائی ۲۰۱۱ء، صفحہ نمبر ۶)

اس پورے خطبہ میں پانچ چھ بار آپ نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس الزام کا تفصیلی جواب مضمون "حضرت خلیفۃ المسیح الخامسؒ کے خطبات پر اعتراضات کے جواب" میں دیا ہے۔ اس لئے یہاں مزید وضاحت نہیں کر رہا۔

اسی ای میل میں محترم سید صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابت لکھتے ہیں:۔

Then Janab Khalifa Salis Sahib said that there is hardly any Hadith about Mujadideen in this Umma and even one Hadith has very poor ravi (he was referring Hadith Mujadideen in his address in 1977.

اسی طرح جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۳ کے موقع پر ایک صاحب نے 'راہ ہدیٰ' کے موضوع پر تقریر کی۔ اور ان صاحب نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہی الزام لگایا۔

ذیل میں ان صاحب کی تقریر کا وہ حصہ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر میں سے وہ اقتباس پیش خدمت ہے:

ان صاحب نے اپنی تقریر کو قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت سے شروع کیا:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو۔

(سورۃ البقرہ ۲:۴۳)

اس تقریر میں آئندہ زمانہ میں مجددین کے آنے کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر جو آپ نے ۱۹۷۷ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے آخری دن کی۔ اس کا ایک حوالہ پڑھ کر سنایا۔ موصوف اپنی اس تقریر کے 11:12 منٹ سے لیکر 11:55 منٹ میں یہ حوالہ پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔ اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے تو یہ قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیئے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہوگا کہ یہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔ اور پھر کہتے ہیں تو پھر ہم اس کو یہ کہیں گے۔ اس کی تشریح وہ اس طرح کرتے ہیں تو پھر ہم اس کو یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اٹھالی اور آگے بیان کر دی"۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا اصل متن درج ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک بنیادی اصول بتایا ہے اور وہ یہ کہ حدیث یعنی وہ ارشاد جو نبی کریم ﷺ کی زبان سے نکلا اور پھر اسے روایۃً محفوظ کیا گیا وہ ذرہ بھر بھی نہ قرآن پر کوئی چیز زائد کرتا ہے اور نہ کم کرتا ہے۔ اس اصول کو تم اچھی طرح سے سمجھ لو اور ذہن میں رکھو۔ اب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس کے شروع سے آخر تک گویا سارے قرآن میں تجدید دین یا مجدد کا کوئی لفظ نہیں ملتا۔ تب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دوسری بات بتائی اس کے مطابق غور کرنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا

نبی کریم ﷺ نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کا بڑا ارفع اور بلند مقام تھا۔ خدا تعالیٰ سے آپؐ علم سیکھتے تھے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت کی اتنی دقیق تفسیر کر جائیں کہ عام آدمی کے دماغ کو اس کے ماخذ کا پتہ نہ لگے اور سمجھ میں نہ آئے کہ یہ کس آیت کی تفسیر ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔ اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے (اور ہے یہ درست) تو یہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیئے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیے کی بھی تفسیر نہیں (میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہو گا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے) ے و پھر اس کو ہم یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اٹھالی اور آگے بیان کردی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ جس آیت استخلاف ہے جس کی ابھی قاری صاحب نے تلاوت کی ہے۔"

(مشعل راہ، جلد دوم، صفحہ نمبر ۴۵۷،۴۵۸) یا (محترم جنبہ صاحب کی ویب سائٹ، نیوز نمبر 66)

محترم مقرر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا ہے:۔

'میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ یہ کسی آیت کی تفسیر ہے'

جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر کے اصل الفاظ یوں ہیں:۔

'میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہو گا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے'

میں اور تو کچھ نہیں کہتا۔ ہاں قرآن پاک کی وہی آیت جو محترم مقرر صاحب نے شروع میں تلاوت کی تھی ذیل میں دوبارہ درج کر دیتا ہوں۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو۔

(سورۃ البقرہ ۲:۴۳)

سید مولود احمد صاحب کے چند اعتراضات

محترم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ کینیڈا (اصلاح پسند) تحریر فرماتے ہیں:

(ا) **خلافت احمدیہ کو دائمی قدرت ثانیہ کہنا**۔اس سے پہلے کہ خاکسار کچھ قدرت ثانیہ کے بارے میں لکھے میں آپ سے ایک دو سوال جو کہ بے حد آسان ہیں اور آپ کو زیادہ سوچ بچار کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی (جیسے کہ خاکسار نے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ مضمون مختصر اور عام فہم الفاظ میں پیش کرونگا) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول ؓ کی ذہانت، فراست اور دیانتداری پر کسی کو کوئی شک ہوسکتا ہے؟ کیا آپ کو حضرت مہدیؑ نے خدا سے خبر پا کر اپنا بازو اور اعلیٰ متقی اور مکالمہ ومخاطبہ کا حامل نہیں ٹھہرایا تھا؟ کیا آپ میں سے کوئی (خواہ لاہوری احمدی بھائی یا بہن کیوں نہ ہو) حضرت خلیفہ اول ؓ کی اِن خداداد خوبیوں اور صلاحیتوں کا منکر ہے؟ میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اول ؓ نے اپنی آخری سانس تک اپنے پیارے میرزا سے جو عہد کیا تھا اُسے بخوبی نبھایا اور ایک ذرہ برابر بھی اس میں کوتاہی نہ کی۔اور کبھی زندگی بھر ایسا نہیں کیا کہ حضورؑ کی تعلیمات اور نصائح میں ذرّہ بھر بھی ادل بدل کیا ہو۔اگر یہ سب سچ ہے تو پھر آپ سب لوگ درج ذیل حضورؑ کے حکم کے بارے میں کیا کہیں گے۔یہاں صرف تقویٰ کی ضرورت ہے!

''**قدرتِ ثانیہ کیلئے اجتماعی دعا**:۔حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اول ؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہوکر اجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول ؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ انہوں نے اسکی تعمیل میں اعلان شائع کردیا۔قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اجتماعی دعا کراتے رہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

اب اے میرے بھائیو اور بہنو۔آپ مجھے یہ بتائیں کہ خلیفہ اول ؓ جیسا شخص جس کو ہر دم یہ فکر بھی لگی ہوئی تھی کہ کہیں کوئی غلط رسم یا حضورؑ کے بتائے ہوئے احکامات سے ہٹ کر کچھ جماعت کے عقائد میں شامل نہ ہوجائے۔اس وقت حضرت میر صاحب ؓ کو فوراً یہ کیوں نہ کہا کہ میر صاحب آپ کس کا انتظار کررہے ہیں؟ میں آپکے سامنے اُس قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر کھڑا ہوں۔آپ کس غلطی سے یہ دعائیں کرارہے ہیں بلکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور آپ خود قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے اور کراتے رہے۔اور یہاں تک کہ اپنے اجتہاد سے یہ بھی کہہ دیا کہ ''تیس برس کے بعد اِنشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

امر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ انتخابی خلافت احمدیہ کی بجائے آئندہ ظاہر ہونیوالے موعود ز کی غلام مسیح الزماں کو ہی قدرت ثانیہ کا مظہر سمجھتے تھے۔تبھی آپ ؓ نے قدرت ثانیہ کے اس موعود مظہر کے ظہور کیلئے اجتہادی رنگ میں وقت کا تعین بھی فرمایا تھا۔اب حضرت خلیفہ اوّل ؓ کی وفات کے بعد ہوا کیا کہ وہ جو آپ ؓ کے دور خلافت میں قدرت ثانیہ کیلئے دعائیں منگواتے رہے تھے خلیفہ بننے کے بعد خود ہی قدرت ثانیہ کے مظہر بھی بن بیٹھے اور مصلح موعود بھی۔ {دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ www.alghulam.com} حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کی وفات کے بعد انتخابی خلافت کو قدرت ثانیہ بنانے کیلئے مزید ایک پختہ کام یہ کیا کہ جس جگہ پر حضرت مولوی نور الدین ؓ کا انتخاب بطور خلیفہ اوّل ہوا تھا وہاں ''مقام قدرت ثانیہ'' کے نام سے ایک سائن بورڈ (sign Board) لگا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سائن بورڈ مزید غلط فہمی پیدا کرنے میں معاون بن رہا ہے۔خدا کرے کہ آپ کو میری یہ گزارش سمجھ آسکے کہ اس قدرت ثانیہ نے تو موعود غلام مسیح الزماں کی شکل میں ظہور پذیر ہونا تھا نہ کہ خلافت احمدیہ کی شکل میں! خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (ال عمران۔۵۵) اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

(نیوز نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۱،۲)

محترم سید صاحب کی مندرجہ بالا تحریر قابل غور ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے بارے میں جو لکھا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔اور آپ ؓ کے بارے میں سید صاحب کی رائے قابلِ تحسین ہے۔

قدرت ثانیہ کیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نزدیک قدرت ثانیہ کیا تھی۔اس کا بڑی تفصیل سے گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکا ہوں۔ طوالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ ساری تفصیل یہاں دوبارہ نہیں لکھ رہا۔ وہاں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ محترم سید صاحب سے صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں بھی خلافت ہی قدرتِ ثانیہ تھی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں خلافت ہی قدرتِ ثانیہ تھی تو حضرت میر صاحبؓ کے کہنے پر آپ قدرتِ ثانیہ کے لئے دعا کیوں کرواتے رہے۔ جواباً عرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اپنے مرشد حضرت مسیح موعودؑ سے عشق تھا اور آپؑ کی کہی ہر بات پر عمل کرنا باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔انہوں نے کبھی یہ تصور بھی نہیں کیا تھا کہ اپنے مرشد کی کسی بات کو اجتہادی غلطی کہہ کر ٹال دیں یا اس کے اپنی مرضی کے معنی کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے جب آپؓ کے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے لئے دعا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تو آپؓ نے اس دعا کو جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ آج بھی ہر احمدی اس قدرتِ ثانیہ کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ تمام والدین اولاد کے ظہور کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ تو کیا اولاد ہو جانے کے بعد ان کے لئے دعائیں بند کر دیتے ہیں۔ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اولاد کے ہو جانے کے بعد ان کے لئے پہلے سے بڑھ کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ ایسے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس خلافت کے قیام کے لئے دعاؤں کی تحریک کی۔اور بعد ازاں بھی ہر خلیفہ وقت نے خلافت کے استحکام کے لئے دعاؤں کی تحریک کی ہے۔

اس کے بعد محترم سید صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے۔

"تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔"

اس کے جواب میں تین باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ا۔ آپ کے مرشد محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد کو حسبِ عادت اجتہادی غلطی قرار دے چکے ہیں۔ان کے کامل مرید ہونے کے باوجود کیا آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد کو درست تسلیم کرتے ہیں؟

''تیس برس کے بعد اِنشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت راشدہ کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمتِ محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

سید صاحب! آپ کے مرشد کے بقول نزول کے وقت کا تعین حضورؓ کا اجتہاد تھا تو باقی ارشاد کو کیوں کہیں کہ وہ آپؓ کا اجتہاد نہیں تھا۔ایسا نہیں ہوتا کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ یا تو ساری بات مانو یا ساری کا انکار کرو۔

۲۔ آپ کے مرشد اور آپ کا ایمان اور یقین ہے کہ صدی میں ایک مجدد آتا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ پہلے مجدد یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے تیس سال بعد ہی دوسرے مجدد کی پیشگوئی کر رہے ہیں۔ اور ایک اور جگہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنا لیتا ہے۔ ہر صدی کے سر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر ۵۰، ۴۵ اور سو برس پر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہوگا!''

(خطبات نور، صفحہ نمبر ۱۳۸)

سید صاحب! یہاں بھی حضور ؓ فرما رہے ہیں کہ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر ۵۰، ۴۵ اور سو برس پر آتا ہے۔ کیا آپ حضور ؓ کے اس ارشاد کو مانیں گے یا اپنے مرشد کی طرح اسے بھی اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر دیں گے۔

آپ کے پیش کردہ ارشاد میں سے تیس سال بھی آپ کے مرشد نے اجتہاد کہہ کر رد کر دیا۔ ۴۵، ۵۰ سال کے بعد مجدد کے آنے کو بھی آپ نہیں مانتے۔ تو اس ارشاد میں باقی کیا بچا جسے آپ مانتے ہیں؟

حوالے تو پیش کر دیتے ہیں۔ انہیں مانا بھی کریں۔

۳۔ اب بات کرتے ہیں اس موعود مصلح کی۔ جس کے بارے میں آپ اور آپ کے مرشد کا خیال ہے کہ وہ ہی قدرتِ ثانیہ کا مظہر ہوگا۔ اور خلافت احمدیہ قدرتِ ثانیہ نہیں ہے۔ ہم تو ماننے والے ہیں ہر بات مان لیں گے۔ سید صاحب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ ان کے ارشادات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے خاکسار ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کا ایک اور ارشاد پیش کرتا ہے۔ امید ہے جنبہ صاحب اور ان کے اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے اس ارشاد کو بھی اسی قدر و قعت اور اہمیت دیں گے۔ اور اپنی رائے پر قائم رہیں گے۔ ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

''اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسرِ موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب ؓ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفۃ اول ؓ سے عرض کیا کہ 'مجھے آج حضرت اقدس ؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسرِ موعود میاں صاحب ہی ہیں' اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا:۔

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت، جلد۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

سید صاحب! اگر قدرتِ ثانیہ سے مراد وہ موعود مصلح ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو ہی پسرِ موعود قرار دے رہے ہیں۔ کیا آپ حضورؓ کی یہ بات مانتے ہیں یا اسے بھی ان کا اجتہاد قرار دے کر انکار کر دیں گے؟

یہاں ایک بات ضمناً عرض کرنی چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد '' تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا'' کو پڑھنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس فقرہ میں لفظ قدرتِ ثانیہ حضورؓ کا نہیں ہے بلکہ نوٹ لکھنے والے نے اسے اپنے پاس سے نوٹ کیا ہے۔ وہ نوٹ جن سے یہ فقرہ لیا گیا ہے ان کا عکس تاریخ احمدیت میں شائع کیا گیا ہے۔

یہ عکس مندرجہ ذیل ہے۔ انہیں پڑھنے سے آپ دیکھیں گے کہ نوٹ لینے والے نے تمام عبارت میں صرف لفظ ''قدرتِ ثانیہ'' کے گرد بریکٹ ڈالی ہے۔ جس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نہیں ہیں۔ بلکہ نوٹ لینے والے صاحب نے انہیں اپنے خیال کے مطابق یہاں نوٹ کر دیا ہے۔ اور ان کے گرد بریکٹ ڈال کر حضورؓ کی اصل تحریر سے اسے علیحدہ کر دیا ہے تا کہ آئندہ پڑھنے والوں کو غلطی نہ لگے۔ حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اگر حضورؓ نے یہ الفاظ کہے بھی ہیں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دوسری جگہ آپ نے اس وجود کی نشاندہی بھی فرما دی ہے۔

محترم سید صاحب نے اسی مضمون میں ایک اور حوالہ بھی دیا ہے جو قابل قدر اور قابل غور ہے۔

خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد جماعت کے چوٹی کے عالم اور فاضل جنہیں حضرت مہدیؑ نے حضرت مولوی نور الدینؓ کی طرح اپنا بازو قرار دیا تھا اور اُنکے بارے میں حضرتؑ کو کم وبیش دو دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِلہام بھی ہوا تھا اور حضورؑ اسے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۳۳ پر اپنی صداقت کے نشانوں میں نشان نمبر ۱۴۸ کے طور پر درج بھی کر چکے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا الہامی شعر بغرض اختصار درج کر دیتا ہوں اور قارئین سے سید محمد احسن امروہیؓ کے بارے میں حضورؑ کی تحریر (جس کا حوالہ خاکسار نے اوپر دے دیا ہے) پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ مجھے اِلہام ہوا ؎ از پئے آں محمد احسن را تارک روزگاری بینم
سید محمد احسن صاحب امروہیؓ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی اِن غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے بعض کو نعوذ باللہ پاگل کہا گیا اور بعض کو دینا کا کیڑا یا پیغامی فتنہ کہہ کر لوگوں کو اُن کیساتھ ملنے سے بھی منع کیا گیا۔ اِن غلط فہمیوں میں سے کچھ خلیفہ اولؓ کی وفات کے فوراً بعد پیدا ہو گئیں

(نیوز نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۱)

محترم سید صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کا کیا مقام اور مرتبہ ہے۔ اس لئے یقیناً سید محمد احسن امروہیؓ صاحب کے ارشادات کی بھی سید صاحب کے دل میں قدر ہو گی۔ اور آپ اسے تسلیم فرمائیں گے۔

حضرت سید محمد احسن امروہیؓ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کے رکن تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد جب خلافتِ ثانیہ کا انتخاب عمل میں آیا تو آپؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا نام بطور خلیفۃ المسیح الثانی پیش کیا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس انتخاب خلافت کے وقت آپؓ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ نہیں تھے۔

بعد ازاں آپؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بعض عقائد سے اختلاف ہو گیا اور آپؓ نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی اور لاہوری گروپ میں شامل ہو گئے۔

میں نے چند احباب کے سامنے یہ بات بیان کی کہ سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نام بطور خلیفہ پیش کیا تھا۔ اور تاریخ احمدیت میں اس کا ذکر ہے تو انہوں نے اس بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ کس طرح مان لیا جائے کہ تاریخِ احمدیت میں لکھی یہ بات درست ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ جب تک اس کے برعکس کسی اور بات کا ثبوت نہیں مل جاتا، تاریخ احمدیت کی بات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال میں نے اس کی مزید تحقیق کی اور لاہوری گروپ کی ویب سائٹ پر سید محمد احسن امروہیؓ صاحب کی اپنی ایک تحریر مل گئی۔ جو درج ذیل ہے۔

ضروری اعلان

''ایھاالاحباب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ آپ سب صاحبان کو علم ہے کہ ۱۹۱۴ء کے اوائل میں حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی وفات پر ہماری جماعت میں ایک اختلاف نمودار ہوا۔ اس وقت میں نے محض اتحاد جماعت قائم رکھنے کی خاطر یہی مناسب سمجھا کہ ہم سب لوگ صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی بیعت کر لیں۔ تاکہ وحدت قومی قائم رہے۔ مجھے اس وقت تک علم نہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب کے عقائد میں کوئی فساد واقع ہو چکا ہے۔ اسلئے میں خود اسبات کا مجوز تھا کہ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ مقرر کیا جاوے۔ اس وقت جو کچھ اختلاف عقائد کا چرچا تھا اس کو میں نے اس وجہ سے کہ صاحبزادہ صاحب کے مضامین تشحیذ الاذہان وغیرہ میری نظر سے نہ گزرے تھے۔ ایک معمولی امر سمجھا۔ بعد میں جب اس اختلاف نے ترقی کی۔ اور طرفین نے ایک دوسرے کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ تو اس میں میری تحریروں مثل ستہ ضروریہ وغیرہ میں جو بعد وفات حضرت مسیح موعود لکھی گئی تھی انہی عقائد کا اظہار ہے جو وہ رکھتے ہیں۔ اس پر مجھے قادیان سے ایک خط اکمل صاحب کا آیا جس میں اسی امر کی طرف توجہ دلا کر آخر پر لکھا گیا تھا۔ کہ تم اپنے عقائد کو تبدیل کرو۔''

(ضروری اعلان، صفحہ نمبر ۱)

محترم سید صاحب ! اس تحریر میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ خود تحریر کر رہے ہیں ''اس لئے میں خود اس بات کا مجوز تھا کہ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ مقرر کیا جاوے۔'' اب سید صاحب آپ کی اگلی بات کو لیتے ہیں۔

سید محمد احسن صاحب امروہیؓ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے بعض کو نعوذ باللہ پاگل کہا گیا اور بعض کو دینا کا کیڑا یا پیغامی فتنہ کہہ کر لوگوں کو اُن کیساتھ ملنے سے بھی منع کیا گیا۔ ان غلط فہمیوں میں سے کچھ خلیفہ اولؓ کی وفات کے فوراً بعد پیدا ہو گئیں

آپ تحریر فرما رہے ہیں کہ سید محمد احسن امروہیؓ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے ان غلط فہمیوں کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے اسی اعلان میں ان غلط عقائد کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے یہ غلط عقائد ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ سب اہلِ قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں۔

۳۔ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی جناب میرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے نہیں۔

الجواب:

پہلی بات کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سب اہلِ قبلہ کلمہ گو کو کافر اور خارج از اسلام کہا ہے۔(سید صاحب آپ نے بھی نیوز نمبر ۹۷ میں اسی بات کو بیان کیا ہے۔)اس کا تفصیلی جواب خاکسار نے اپنے مضمون ''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے'' دے دیا ہے۔اس لئے دوبارہ یہاں اس کی وضاحت نہیں کر رہا۔وہاں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

دوسری دونوں باتوں کے حوالے سے خاکسار کا خیال ہے کہ تاحال جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔اور جنبہ صاحب نے سلطانی صاحب کو اس حوالے سے جواب بھی دیئے ہیں۔اس لئے میں یہاں ان کی وضاحت نہیں کر رہا۔صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے مندرجہ بالا تین عقائد بیان کرنے میں کچھ سچائی کو چھپایا ہے۔بات کو اس طرح بیان کرنے سے اس کا مفہوم بالکل بدل گیا ہے۔سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کے بیان میں بہت جارحانہ پن پایا جاتا ہے۔اور اسے پڑھ کر یہ عقائد بالکل مختلف نظر آتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ باتیں اس انداز اور اس طرح بیان نہیں کیں۔نیز کوئی ایسی بات نہیں کی جو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور آپؑ کے ارشادات سے ہٹ کر ہو۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان اعتراضات کے بڑے مفصل جوابات دیئے ہیں۔اس کے لئے آپ کی کتب ''القول الفصل''اور ''حقیقۃ النبوۃ'' سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

یہاں اس کتاب ''حقیقۃ النبوۃ'' سے صرف ایک حوالہ نقل کر رہا ہوں۔

''جن لوگوں نے میرا رسالہ القول الفصل پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کیسے صاف لفظوں میں میں نے حضرت مرزا صاحب کے حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کے معنی ہی یہ کئے ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے۔تو اب بتاؤ کہ باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے عامل بہ شریعتِ اسلام ہونے کے اور باوجود خود میرے دعوائے اسلام کے میں حضرت مرزا صاحب کو نئی شریعت لانے والا کیونکر کہہ سکتا ہوں میں نے خواجہ صاحب کو اس رسالہ میں چیلنج دیا ہے کہ وہ میری کسی تحریر سے یہ ثابت کریں کہ میں نے مرزا صاحب کو حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والا نبی کہا ہو اور اس میں اس اعلان کو بھی ذکر کیا ہے جس میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو چیلنج دیا ہے کہ وہ اپنے اس قول کو ثابت کریں کہ میں (یعنی مرزا محمود احمد) حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والا نبی خیال کرتا ہوں اور خواجہ صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہی اب مرزا صاحب کو اس اعلان کے جواب پر آمادہ کریں اور صاف لکھا ہے کہ:

''حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبی کے خود یہ معنی فرمائے ہیں کہ جو نئی شریعت لائے۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے ہم ان کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے''(القول الفصل صفحہ ۱۲)''

(حقیقۃالنبوۃ، انوار العلوم، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۳۴۵، ۳۴۶)

میں یہاں ایک اور بات بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جو نیک فطرت ہوتے ہیں، نیک سیرت ہوتے ہیں اور حق کے طالب ہوتے ہیں وہ ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیتے۔ حق آشکار ہو جانے پر اسے کھلے دل کے ساتھ مان لیتے ہیں۔ ایسے ہی سید محمد احسن امروہی صاحبؓ پر بھی جب حق آشکار ہو گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دوبارہ بیعت کر لی تھی۔ سید صاحب آپ سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امید ہے ان کے اس فیصلہ کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور اسے بھی قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر حق کے طالبوں کو حق کو پہچاننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

۱۔	حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب	خلافت کے حق میں	
۲۔	حضرت نواب محمد علی خان صاحب	خلافت کے حق میں	
۳۔	حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی	خلافت کے حق میں	یہ بزرگ شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت میں داخل ہوئے مگر بعد میں منکرین خلافت کے اثر سے بعض امور میں خلاف ہو گئے مگر وفات کے قریب پھر مائل ہو گئے تھے۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۲۴)

محترم سید صاحب! آپ کے دل میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کی بڑی قدر ہے۔ آپ کے استفادہ کے لئے ان کا ایک ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ شاید کے اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

''حدیث دوئم: عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم المہدی منی أجلی الجبهۃ أقنی الانف یملأ الارض قسطاوعدلاً کما ملئت ظلماوجورا یملک سبع سنین(رواۃ ابوداؤد ۔کذا فی المشکواۃ فی بان اشراط الساعۃ)۔ حضرت ابی سعیدؓ سے روایئت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مہدی موعود مجھ سے ہی ہے روشن پیشانی والا، اونچی ناک والا بھر دیگا زمین کو انصاف اور عدل سے جیسا کہ وہ پر ہو گئے تھے ظلم اور جور سے۔ غلبہ بطور ملکیت کے رہیگا اوسکو سات برس تک یعنی اوسکی حجت و برہان تمام دنیا میں سات برس تک رہیگی ایسی ہی ہے مشکواۃ شریف

میں قیامت کے علامات کے لیا ہے اور روایئت کیا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی ف چونکہ یہ مہدی صدی چہار دہم کا مصداق لا مہدی الا عیسیٰ کا ہے لہذا حلیہ مہدی کا جو اس حدیث میں مذکور ہے وہ بھی اسمیں موجود ہے یعنی روشن پیشانی اونچی ناک اور بسیط الارض کا پر ہو جانا ظلم سے بھی اسوقت میں ظاہر ہے کہ صلیب پرستی مذہب تثلیث کی تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور شرک سے بڑھ کر کونسا ظلم ہوگا کہ اِنّ الشرک لظلم عظیم بہ تحقیق شرک البتہ بڑا ہی ظلم ہے۔ اور سات برس تک غلبہ اسلام و توحید کامل کا دنیا میں ہونا متوقع بہ توقع یقینی ہے۔ کیونکہ الہامات مندرجہ براہین وغیرہ میں یہ غلبہ و فتح اسلام مذکور ہو چکا ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ اسطرح کا غلبہ کامل سات برس تک رہے۔ کیونکہ جب اکثر اجزا پشین گوئی مندرجہ حدیث بالا کے واقع ہو چکے تو پھر بقیہ ایک جزو کا واقع ہونا بھی متیقین ہو گیا۔"

(مسک العارف، صفحہ نمبر ۴،۵)

اس کتاب میں سید محمد احسن امروہیؓ صاحب حضرت مسیح موعود کو مہدی اور مسیح کہہ رہے ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث پیش کر رہے ہیں لا مہدی الا عیسیٰ۔ جبکہ جنبہ صاحب مہدی اور مسیح کو دو علیحدہ علیحدہ وجود قرار دے رہے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کو امام مہدی اور خود کو وہ موعود مسیح قرار دیتے ہیں۔ جبکہ آپ کے مرشد جنبہ صاحب اس حدیث اور سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کے ارشاد کے بالکل الٹ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح ابن مریم دو الگ الگ وجود ہیں۔

سید صاحب! سید محمد احسن امروہی صاحبؓ جن کی آپ نے اتنی تعریف کی ہے۔ جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالے آپ نے پیش کئے ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ ان کے مندرجہ بالا ارشاد پر بھی غور فرمائیں گے نیز ان کے اس ارشاد کو بھی آپ مانیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متعلق جنبہ صاحب کی تحریرات

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متعلق بھی بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ آپ پر بھی الزامات لگائے ہیں۔ آپ کا مذاق اڑایا ہے۔

یہ وہ ہستی تھی کہ جس کے بارے میں ایک غیر مسلم نے کتاب لکھی اور اس کا نام 'A MAN OF GOD' رکھا۔ یہ محض فرضی نام نہیں تھا۔ ایک حقیقت تھی۔ ہم میں سے ہر کوئی اس کا گواہ ہے۔ آپ خدا کے بندے تھے اور خدا کے شیر تھے۔ جب تک وہ زندہ رہے جنبہ صاحب کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اور جب وہ وفات پاگئے۔ تو ان کی بابت انتہائی گندی زبان کا استعمال شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں منافق کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ

جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔

(سورۃ المنافقون ۶۳:۲)

اس منافقت کے چند نمونے تحریر خدمت ہیں۔

اے میرے سید! آپ نے پرزور دعائیں کیں اور گیت گائے۔ میں تو صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپکے گیتوں کی بازگشت ہوں۔ دعائیں آپ نے کیں۔ گیت آپ نے گائے میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں تو شرمندگی کے آنسوں لیکر پھر رہا ہوں۔ اے میرے سید! آپ یقین کریں میں اس واقعہ کو کسی کو بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ سچائی کا کسی قیمت پر خون نہیں ہونے دیں گے۔ اے میرے سید! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کی حقیقت آپ پر بھی کھولے اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے اور کسی ابتلاء میں نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسا بوجھ مجھ پر نہ ڈالے جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

احباب کرام! محترم جنبہ صاحب اس خط میں حضورؒ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالٰی کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ نیز کہتے ہیں جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالٰی نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔

احباب کی یاد دہانی کے لئے عرض ہے کہ جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یہ سب کچھ اس خط کے جواب میں لکھ رہے ہیں۔ جس میں حضورؒ نے سختی سے جنبہ صاحب کو متنبہ کیا تھا۔ کہ آپ کے یہ خیالات شیطانی وساوس ہیں اور پیغامیوں والا فتنہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زندگی میں انہیں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور جب وہ وفات پاگئے۔ تو اسی خدا کی طرف سے مقرر کردہ مومنوں کے امیر کے بارہ میں بدزبانی شروع کر دی۔ پہلے جسے کہتے تھے کہ میں خدائی انکشاف کے باعث خود کو آپ کا غلام کہتا ہوں۔ اور آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد وہ خدائی انکشاف بھی بھول گیا۔ خدا کے مقرر کردہ اسی خلیفہ کو اب فراڈیا، خاندانی خلیفہ، جھوٹا کہا جا رہا ہے۔

اگر اخلاقی جرأت ہوتی تو وہ مضمون جو اس خط نمبر ا کے آگے آج لگایا ہوا ہے۔ اور جو کچھ ان کے بارے میں آج لکھا جا رہا ہے۔ اسے حضور کی زندگی میں انہیں بجھواتے۔ مگر ایسی ہمت کہاں سے لاتے۔ کچھ لکھنا تو بہت دور کی بات ہے۔ جنبہ صاحب اپنے دوسرے خط میں حضورؒ سے درخواست کر رہے ہیں۔

اے میرے سید! اگر آپ چاہیں تو ان گذارشات کو قبول فرمالیں اور اگر چاہیں تو ان کو رد کر دیں۔ میں ہر حال میں اللہ تعالٰی کا اور آپ کا شکر گزار ہوں۔ آمین۔ ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی عہدے یا کسی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میرا ربّ میرے لیے

آگے لکھتے ہیں:

لیکن اسکے باوجود تیری مہربانیوں اور احسانوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اے میرے سید! ایک التجا آپ سے یہ بھی کرتا ہوں کہ اس خط کی وجہ سے آپ جو سلوک بھی مجھ سے کرنا چاہیں کریں لیکن مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔ لوگوں نے پہلے ہی بہت ساری زیادتیاں اور رسوائی کے سامان میرے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُنکا میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کرتا۔ میری التجا

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

احباب کرام! یہاں جنبہ صاحب حضورؒ سے التجا کر رہے ہیں۔ کہ اس خط کی وجہ سے آپ جو سلوک بھی مجھ سے کرنا چاہیں کریں لیکن مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔

حضور نے جنبہ صاحب کو کوئی سزا نہیں دی۔ بلکہ دوسرے خط کے جواب میں نہایت نرمی سے سمجھایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
15.3.97

مکرم عبدالغفار صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تفصیلی خط موصول ہوا۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دعاوی میں نہ جائیں اس سے آپ کی نیکی، اخلاص اور روح کو نقصان پہنچے گا۔ عاجزی کا رنگ ہمیشہ رکھیں اور صرف عبدیت والی حد تک رہیں۔ عہدوں اور مناصب کی بجائے عاجزانہ راہوں پر چلنا ہی انسان کو مقبول بنایا کرتا ہے۔ اللہ ہر قسم کے شر اور وسوسوں سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔

والسلام
خاکسار
[signature]
خلیفۃ المسیح الرابع

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۲)

جنبہ صاحب کے پہلے خط کے جواب میں حضورؒ نے تنبیہ فرمائی کہ **نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے ہر گز آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریح مخالف ہیں۔**

اور اس کے جواب میں لکھے گئے خط میں جنبہ صاحب وعدہ کر رہے ہیں۔

اے میرے سید! اگر آپ چاہیں تو ان گذارشات کو قبول فرمالیں اور اگر چاہیں تو ان کو رد کر دیں۔ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکر گزار ہوں۔ آمین۔ ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کرسکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی عہدے یا کسی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میرا ربّ میرے لیے

جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں 'ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کر سکتا'۔

جنبہ صاحب اپنے تیسرے خط کے شروع میں حضورؒ کو لکھتے ہیں:

امید ہے آپ اَیدہ اللہ تعالیٰ بفضل اللہ تعالیٰ بخریت ہونگے آمین۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اس طرح آپ کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین۔ آج سے قریباً پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ نے میرے خط کا جواب عنایت فرمایا۔ آپکا جواب جیسا بھی تھا میں نے اسے من و عن قبول کیا اور پھر اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی۔ میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے

(خطوط بنام حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ، خط نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱)

حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ جنبہ صاحب نے خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اپنے خیالات کا پرچار جاری رکھا۔ بعض لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ جنبہ صاحب نے ۲۰۰۲ء میں اپنی کتاب 'غلام مسیح الزماں' شائع کی۔ اس کی اشاعت کا خرچہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور ان کی فیملی نے ادا کیا۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ

مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور اُس کا خاندان بڑا متقی اور دین دار گھرانہ ہے۔
اور جن لوگوں کے اندر سچائی اور تقویٰ ہوتا ہے انہیں سچائی کو پہچاننے کیلئے زیادہ
تگ ودَو کرنے یا نشان دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ بقول حضرت مہدی
ومسیح موعودؑ ؎

صاف دِل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں۔ اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردگار

کتاب ہٰذا کی اشاعت کی چونکہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور اُس کی فیملی کو توفیق مل
رہی ہے لہٰذا میری اِن سب کیلئے دِلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اِس قربانی کی دنیا
اور آخرت میں عظیم جزا عطا فرمائے آمین۔ عبدالغفار جنبہ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔غلام مسیح الزماں
زیر اہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر عبدالغنی اینڈ فیملی
تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۰۰ ہزار
مقام اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔لندن
مطبع
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اشاعت اوّل۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۰۲ء
اشاعت دوم (نظر ثانی کے بعد)۔۔۔۔ ۲۰۱۰ء

(کتاب مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۱، ۲)

اگر جنبہ صاحب نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی تو اس فیملی کو آپ کا کیسے علم ہو گیا اور وہ جنبہ صاحب کی جماعت میں کیسے شامل ہو گئی۔ یہ پوری کتاب کیسے تیار ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقع پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ آپؒ کی تقریر کے الفاظ جنبہ صاحب اپنے خط نمبر ۳ میں یوں تحریر کرتے ہیں۔

میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے رکھی۔ بالآخر انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر آپ نے افتتاحی تقریر جو کہ خطبہ جمعہ پر مشتمل تھی، آپ نے اپنی خاموشی کو توڑا۔ آپ نے فرمایا "کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بے چارہ دماغی فتور میں مبتلاء ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔ حالانکہ اُسکے چار مرید بھی نہیں۔ دو چار ایجنٹ ہونگے باتیں کرنیوالے۔ جماعت جرمنی گواہ ہے کہ اُسکی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ وغیرہ"

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱)

جنبہ صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ان کے ۱۹۹۷ء میں لکھے گئے خط کے بعد حضورؒ نے کسی قسم کی کوئی کاروائی نہیں کی۔ اور خاموش رہے۔ اس کی وجہ جنبہ صاحب آپ کا وعدہ تھا اور آپ کی التجا تھی۔

اے میرے سید! اگر آپ چاہیں تو ان گذارشات کو قبول فرمالیں اور اگر چاہیں تو ان کو رد کر دیں۔ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکر گزار ہوں۔ آمین۔ ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی عہدے یا کسی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میرا ربّ میرے لیے لیکن اسکے باوجود تیری مہربانیوں اور احسانوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اے میرے سید! ایک التجا آپ سے یہ بھی کرتا ہوں کہ اس خط کی وجہ سے آپ جو سلوک بھی مجھ سے کرنا چاہیں کریں لیکن مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔ لوگوں نے پہلے ہی بہت ساری زیادتیاں اور رسوائی کے سامان میرے لیے پیدا کیے ہیں۔ انکا میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کرتا۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

لیکن آپ نے اپنے وعدہ کا خیال نہ رکھا۔ آپ کے اس تیسرے لکھے گئے خط کے جواب میں بھی حضورؒ نے آپ کو کچھ نہیں کہا۔ اور در گزر فرمائی۔ آپؒ کی وفات کے بعد ان کی اس در گزر کو آپ نے ان کی کمزوری ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔ وہ شیر خدا کہ جب وہ بولتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ خدا بول رہا ہے ان کی بابت آپ کہتے ہیں کہ وہ مجھ سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ وہی خلیفہ جسے اس کی زندگی میں کہتے تھے کہ آپ کو خدا نے مقرر فرمایا ہے۔ اسے محمودی خلیفہ کہہ کر پکارنے لگے۔ جس کی زندگی میں اس کی غلامی کا دم بھرتے تھے۔ اب انہیں نام کا خلیفہ کہہ رہے ہیں۔

(ثانیاً) جس قسم کی جماعت کی حالت بنادی گئی ہے اِس میں خلیفہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ نام ہی کا خلیفہ کیوں نہ ہو خاکسار اِذنِ الٰہی کے بغیر اپنے مقدمہ کو عام پبلک میں ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کومول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اِذن الٰہی کے بعد میں نے اپنا مفصل تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء کو خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں بھیجا تھا اور ساتھ ہی اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ بیشک میرے دعویٰ کو افرادِ جماعت پر ظاہر کر دیں۔ ڈر جھوٹے کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ سچے کو۔ لیکن خلیفہ رابع صاحب نے نہ صرف اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک میرے دعویٰ غلامِ مسیح الزماں کو عام احمدیوں سے چھپائے رکھا بلکہ در پردہ مختلف طریقوں سے اپنی خاندانی گدی کی حفاظت کیلئے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ بنانے کی سازشوں میں بھی مصروف رہے۔ میرا تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں موصول ہونے کے تین ہفتہ بعد یہ محمودی خلیفہ میری سچائی کی تاب نہ لا کر بالآخر ۵۔ جولائی ۲۰۰۲ء کے خطبہ جمعہ کے دوران ڈائس پر گر پڑا۔ میں اس واقعہ کو اپنی سچائی کا ایک نشان سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کو جماعتی تاریخ میں بذریعہ ایم ٹی اے ہمیشہ ہمیش کیلئے ریکارڈ کروادیا ہے۔ میں یہ جو بتا رہا ہوں اگر کسی احمدی کو اس میں کوئی شک ہو تو وہ میرے سارے خطوط اور خلیفۃ المسیح الرابع کے جوابات میری ویب سائٹ پر پڑھ سکتا ہے اور اگر میں نے اپنی خط وکتابت میں کسی بات کو چھپایا ہو تو بیشک جماعت احمدیہ قادیان گروپ اپنی ویب سائٹ www.alislam.com پر اِس کو ظاہر کر دے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۱، صفحہ نمبر ۱۳)

جس ہستی سے اس کی زندگی میں التجا کر رہے تھے کہ میرے ساتھ جو مرضی سلوک کر لینا مگر مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔ اب جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے میرے دعویٰ کو چھپائے رکھا۔

جنبہ صاحب مذید لکھتے ہیں۔

یہ سوال ہے کہ چوتھے خلیفہؒ نے ان اشعار کی میری تشریح کو قبول نہیں کیا تو یہ بات درست نہیں۔ ۱۹۹۳ء میں میرا مقدمہ ادھورا تھا اور میں نے بالواسطہ اشارے کیساتھ بات کی تھی۔ پھر ۱۹۹۷ء میں اپنے مقدمہ کی زیادہ تشریح کی اور اُسکے ساتھ ہی چوتھے خلیفہؒ کے دوسرے جوابی خط میں اُنکے موقف میں تبدیلی آ گئی۔ اور جب میں نے ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء میں اپنا مقدمہ مکمل اور پورے طور پر کتاب کی شکل میں آپکے آگے رکھا تو آپ بالکل خاموش اور ساکت ہو گئے۔ اور یہ بات بھی اُنکے تیسرے جوابی خط سے ظاہر ہے۔ اس طرح آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپؒ نے اپنے اشعار کی میری تشریح کو قبول نہیں کیا؟ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپکی یہی ذمہ داری تھی کہ آپ اس گم شدہ غلام کی آمد کی خبر اپنے اشعار میں دے دیتے اور یہ ذمہ داری آپ بخوبی پوری کر گئے۔ مزید آپکے اشعار کو حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین کی حیثیت کے ساتھ دیکھا جائے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۶، صفحہ نمبر ۳)

احباب کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جیسے شفیق وجود کی نرمی پر ان کا شکر گزار ہونے کی بجائے جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ خاموش اور ساکت ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو سختی سے اور نرمی سے سمجھایا۔ لیکن جب آپ باز نہیں آئے تو آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیا۔ آپ نے اپنی اصلاح کی بجائے اس نرمی کو اپنی فتح سمجھا۔ اور جب بعد میں آپ کو جماعت سے نکال دیا گیا تو اب اسے جبر کہہ رہے ہیں۔ پھر جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔ اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔ میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دو کانداریاں بھی۔ اب کیا کیا جائے۔؟ بعدازاں پہلے تو جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۰۲ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؑ کی نسل میں سے ہی ہوگا۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور اگر جماعت میں سے کوئی ایسا ثابت کر دے تو میں اُسے منہ مانگا انعام دوں گا۔؟ پھر ۶۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کر دیا۔ (افرادِ جماعت کے آگے صاف بات نہیں کی کہ میرا والد بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا بلکہ اشاروں کنایوں میں بات کر کے اس پیشگوئی کیلئے ''کورنگ کینڈیڈیٹ covering candidate'' کے طور پر اپنے آپکو پیش کر دیا۔ مطلب یہ کہ اگر میرا والد مصلح موعود ثابت نہ ہو سکے تو پھر مجھ پر آ رکنا۔ اللہ اللہ۔ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لیے اپنے تئیں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔؟ یہ تو اُس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔)

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۳)

مندرجہ بالا حوالہ میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارہ میں اپنے بغض کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں جو ان کے اصل خیالات ہیں۔ وہ بھی جانے انجانے میں تحریر کر گئے۔ جنبہ صاحب تحریر کر رہے ہیں۔ 'یہ تو اس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔'

اس فقرہ کو تحریر کر کے جنبہ صاحب یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ جس شخص کی بابت رسول کریم ﷺ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایمان کو ثریا ستارے سے واپس لے آئے گا وہ اپنی اولاد کی ایمان کی حالت درست نہ کر سکا۔ جنبہ صاحب نے بہت کوشش کی ہے کہ اپنی اصلیت کو لوگوں پر عیاں نہ کروں۔ مگر سچ کبھی چھپ نہیں سکتا۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا۔ کہ لوگوں کا خیال ہے کہ جنبہ صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود یا خلفاء کے بعض ارشادات سے اختلاف ہے، درست نہیں ہے بلکہ وہ ان چیزوں کی آڑ لے کر دراصل حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے اس کے بہت سے نمونے گزشتہ مضامین میں پیش کئے ہیں۔ یہ تو ایک معمولی جھلک ہے۔

یہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حوالے سے ہے۔ اس لئے اصل مضمون کی طرف واپس آتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بابت اپنی اس بدزبانی کا اس طرح دفاع کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ جناب خلیفہ رابع صاحب نے خاکسار پر دیدہ ودانستہ یا لاعلمی میں شیطانی اور پیغامی ہونے کا جھوٹا اور ناپاک الزام لگا کر اپنی نفرت کا سب سے پہلے اظہار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا (النساء۔ ۱۴۹) اللہ بُری بات کے مشہور کرنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

(آرٹیکل نمبر ۷۸، صفحہ نمبر ۲۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۹۹۳ء میں جنبہ صاحب کو جو خط لکھا تھا اس میں آپ کی تحریر کو شیطانی وساوس اور پیغامی کہا تھا۔ اس وقت جنبہ صاحب کو قرآن پاک کی یہ آیت نظر نہیں آئی۔ اور ان الفاظ کے باوجود ان کی غلامی کا دم بھرتے رہے۔ یا سید، یا سید کہہ کر پکارتے رہے۔ اور جب حضورؒ وفات پاگئے تو یہ آیت یاد آگئی۔ اگر اخلاقی جرأت ہوتی تو یہ سب کچھ انہیں لکھتے۔

ایسے منافقین کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتاہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۚ

جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔

اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پس وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ یقیناً بہت بُرا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۚ

یہ اس لئے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر انکار کر دیا تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ پس وہ سمجھ نہیں رہے۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

اور جب تو انہیں دیکھتا ہے تو ان کے جسم تیرا دل لبھاتے ہیں اور اگر وہ کچھ بولیں تو تُو اُن کی بات سنتا ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسے ایک دوسرے کے سہارے چنی ہوئی خشک لکڑیاں۔ وہ بجلی کے ہر کڑکے کو اپنے ہی اوپر (کڑکتا ہوا) سمجھتے ہیں۔ وہی دشمن ہیں پس اُن (کے شر) سے بچ۔ اللہ کی اُن پر لعنت ہو۔ وہ کہاں اُلٹے پھرائے جاتے ہیں۔

(سورۃ المنافقون ۶۳: ۲ تا ۵)

کیاحضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ جنبہ صاحب کے مصدق اور ارہاص تھے؟

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ میرے مصدق اور ارہاص تھے۔آپ تحریر فرماتے ہیں۔

جناب خلیفہ رابع صاحب کے مندرج ذیل شعر کا مضمون خاکسار کے وجود میں پورا ہونا کیا اس حقیقت کا قطعی اور منہ بولتا ثبوت نہیں ہوگا کہ جناب خلیفہ رابع صاحب خاکسار (موعودز کی غلام مسیح الزماں) کے لاشعوری رنگ میں مصدِق اور اَرہاص تھے؟؟؟ ؎

یہ دُعا ہی کا تھا، معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اَژدہا   آج بھی دیکھنا مردِحق کی دُعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

اور کیا جناب خلیفہ رابع صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ اور آپکی پیروی میں خاکسار کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھانے کا ذکر نہیں فرمایا تھا؟؟؟؟ ؎

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا   اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔کیل، جرمنی

موعودز کی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۸ فروری ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆☆☆☆

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۸،۳۷)

اسی سلسلہ میں مذید تحریر فرماتے ہیں۔

(۱۲) اَرہاص۔حضرت مسیح ناصریؑ کے ارہاص حضرت یحییٰؑ تھے جو ایلیا بن کر حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد کی راہ صاف کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے" جو لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا (یحییٰ) کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں ٥ تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنیوالا ہے۔میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔" (لوقا: ۳۔۱۵،۱۶)

اسی طرح غلام مسیح الزماں کے اَرہاص حضرت خلیفہ الرابع تھے اور انہوں نے اپنے خطبات اور منظوم کلام میں آنیوالے کی لاشعوری طور پر راہ ہموار کی۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح لرابع غلام مسیح الزماں کے اَرہاص تھے تو انہوں نے اعلانیہ طور پر اسکی سچائی کا اعلان کیوں نہیں کیا۔؟ لیکن لوگوں کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کیونکہ اگر وہ میری سچائی کا اعلان کر جاتے تو پھر جماعت کا ہر فرد مجھے فوراً قبول کر لیتا اور درمیان سے اِبتلاء یا آزمائش ختم ہو جاتی۔لیکن پیشگوئیوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوا کرتا

اگر چہ حضرت سید احمد شہیدؒ نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی کوئی خبر نہیں دی تھی بلکہ صرف لاشعوری طور پر وہ کارنامے سرانجام دیئے جن سے حضرت مہدیؑ کے ظاہر ہونے کیلئے راہ ہموار ہوگئی اور اس طرح آپؒ حضرت مہدیؑ کے ارہاص بن گئے۔ تو پھر خلیفہ رابع غلام مسیح الزماں کے ارہاص کیوں نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے بھی تو لاشعوری طور پر وہی کام کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۶)

اسی طرح ایک اور جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا ، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

اے **غلام مسیح الزماں** ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

تو اس غلام مسیح الزماں سے مراد کوئی عام احمدی نہیں لیا جا سکتا بلکہ قطعی طور پر وہ موعود ''زکی غلام'' ہی ہے جسکا وعدہ مسیح الزمانؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی میں دیا گیا تھا۔ رانا صاحب! شعر کا پہلا مصرعہ خبر دے رہا ہے کہ ''بیمار زمانے کی لا دوا مرض'' کی شفایابی کیلئے کسی غلام مسیح الزماں نے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے ہیں نہ کہ کسی جیل میں مقید چند قیدیوں کی رہائی کیلئے۔ یہ الگ بات ہے کہ ''غلام مسیح الزماں'' کی دُعا کے نتیجہ میں اسیرانِ راہِ مولیٰ ساہیوال کو بھی موت سے چھٹکارا مل گیا ہو کیونکہ اِن معصوم احمدیوں کو ناعاقبت اندیش بیمار زمانے نے ہی کال کوٹھڑی میں پہنچایا تھا۔

مدعی سُست گواہ چُست۔

جناب رانا صاحب! خلیفہ رابع کے متذکرہ بالا اشعار کی جو تشریح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی تھی۔ خاکسار نے اِسکی تفصیل شروع اپریل ۱۹۹۳ء میں ایک کتابچے ''غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت'' میں لکھ کر خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیج دی تھی اور ساتھ ہی انتہائی ادب کیساتھ خلیفہ صاحب کو ایک خط بھی لکھا تھا کہ جناب اِس معاملہ میں میری راہنمائی فرمائی جائے۔ رانا صاحب! آپ سے زیادہ اِس نظم کا لکھنے والا یعنی خلیفہ رابع زیادہ بہتر جانتا تھا کہ اُنہوں نے یہ نظم کس کیلئے اور کس پس منظر میں لکھی ہے۔؟ خلیفہ رابع کا نہ صرف یہ اخلاقی فرض تھا بلکہ اُنکے منصب کا بھی یہ تقاضا تھا کہ اگر اُنہوں نے یہ اشعار بقول آپکے ''ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ'' کیلئے لکھے تھے تو وہ مجھے لکھ کر بھیج دیتے کہ عزیزم عبدالغفار! میرے اشعار کی جو آپ نے تشریح کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ میں نے تو یہ اشعار ''ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ'' کیلئے لکھے تھے۔ ساتھ ہی جماعت کی معلومات اور راہنمائی کیلئے ایک آدھ خطبہ جمعہ بھی دے دیتے اور اِس میں خوب کھول کر اِن اشعار کی وضاحت کر دیتے۔ لیکن خلیفہ صاحب نے اپنے اشعار کے متعلق نہ مجھے کچھ بتایا اور نہ ہی کسی خطبہ جمعہ میں اِن کا ذکر کیا۔ میرے کتابچے اور میرا خط وصول کرنے کے بعد محض کاروائی کی خاطر اس مغل شہزادے نے نہ صرف مجھے ڈرانے کیلئے ایک خطبہ جمعہ دیا بلکہ ایک دھمکی آمیز جوابی خط بھی مجھے لکھا۔

(آرٹیکل نمبر ۴۱، صفحہ نمبر ۳۴)

ان تحریروں کے پڑھنے کے بعد مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔

ایک صاحب اپنے گاؤں کے چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چوہدری صاحب سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ چوہدری صاحب نے اپنے ملازمین کو اشارہ کیا۔ ملازمین ان صاحب کو پکڑ کر باہر لے گئے اور اس کی خوب پٹائی کی۔ اچھی خاصی تسلی کرنے کے بعد انہوں نے ان صاحب کو چھوڑ دیا۔

وہ صاحب اٹھے۔ اپنے کپڑے وغیرہ جھاڑے اور چوہدری صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر کہنے لگے۔

چوہدری صاحب! تو پھر میں اسے آپ کی طرف سے انکار ہی سمجھوں۔

مندرجہ بالا تحریروں میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ میرے مصدق اور ارہاص تھے۔اور حضورؒ کے مختلف اشعار کو تحریر کرکے اپنے سے منسوب کرتے ہیں۔ پھراس کی دلیل دیتے ہیں کہ میں نے جب یہ اشعار لکھ کر حضورؒ کو بھجوائے تو انہوں نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ اشعار تمہارے متعلق نہیں ہیں۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اشعار میرے ہی متعلق ہیں۔ جنبہ صاحب کی ہی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ جب جنبہ صاحب نے ۱۹۹۳ء میں حضورؒ کو ایک خط تحریر کیا تو اس کے جواب میں حضورؒ نے جنبہ صاحب کو لکھا کہ یہ شیطانی وساوس ہیں۔اس کے بعد بھی جنبہ صاحب یہی خیال کرتے رہے کہ حضورؒ میرے مصدق ہیں۔تب حضورؒ نے ۲۰۰۱ء میں جنبہ صاحب کی بابت فرمایا کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بیچارہ دماغی فتور میں مبتلا ہے۔ ویسے جنبہ صاحب غلط بھی نہیں کہتے۔ مصدق کے معنی ہوتے ہیں تصدیق کرنے والا۔ خواہ وہ کسی کی سچائی کی تصدیق کرے یا اس کے کذب کی تصدیق کرے۔ اور حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے جنبہ صاحب کے کذب کی بڑے واضح انداز میں تصدیق کردی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جنبہ صاحب ابھی بھی پوچھ رہے ہیں کہ ''میں اسے آپ کی طرف سے انکار ہی سمجھوں''

دوسری بات یہ کہ جنبہ صاحب کے کذب کی تصدیق کرنے کے لئے کسی اور مصدق کی ضرورت ہی نہیں جنبہ صاحب کی اپنی متضاد تحریریں ہی ان کے کذب پر شاہد ہیں۔

مثال کے لئے ایک ہی موضوع پر جنبہ صاحب کے مختلف تبصرے پیشِ خدمت ہیں۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت خلیفۃالمسیح الرابع غلام مسیح الزماں کے اَرہاص تھے تو انہوں نے اعلانیہ طور پر اسکی سچائی کا اعلان کیوں نہیں کیا۔؟ لیکن لوگوں کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کیونکہ اگر وہ میری سچائی کا اعلان کر جاتے تو پھر جماعت کا ہر فرد مجھے فوراً قبول کر لیتا اور درمیان سے ابتلاء یا آزمائش ختم ہو جاتی۔ لیکن پیشگوئیوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوا کرتا

(آرٹیکل نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۶)

اس تحریر میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ حضورؒ نے اس لئے اعلانیہ طور پر میری تصدیق نہیں کی تھی کیونکہ ایسا کرنے سے درمیان میں سے ابتلاء اور آزمائش اٹھ جاتی تھی۔ لیکن پیشگوئیوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوا کرتا۔

مگر اس کے بعد فرماتے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔ اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔ میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دوکانداریاں بھی۔ اب کیا کیا جائے۔؟

اسی جگہ مزید لکھتے ہیں۔

اللہ اللہ۔ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لئے اپنے تیئں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا؟ یہ تو اُس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۳)

اس تحریر میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ جب میں اپنا مقدمہ ان کی اس گواہی کے ساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اس وقت ان پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے۔

پھر کہتے ہیں کہ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لئے اپنے تیئں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔

یہ جنبہ صاحب کی اکثر تحریروں میں سے ایک جھلک ہے۔ ایسی تحریروں کے ہوتے ہوئے کسی اور مصدق کی کہاں ضرورت رہتی ہے۔

جنبہ صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱۲) اَرہاص۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے ارہاص حضرت یحییٰؑ تھے جو ایلیا بن کر حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد کی راہ صاف کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے ''جو لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا (یحییٰ) کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں o تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنیوالا ہے۔ میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔'' (لوقا: ۳۔۱۵، ۱۶)

اسی طرح غلام مسیح الزماں کے اَرہاص حضرت خلیفہ الرابع تھے اور انہوں نے اپنے خطبات اور منظوم کلام میں آنیوالے کی لاشعوری طور پر راہ ہموار کی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

پھر اسی آرٹیکل میں مزید لکھتے ہیں۔

اگرچہ حضرت سید احمد شہیدؒ نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی کوئی خبر نہیں دی تھی بلکہ صرف لاشعوری طور پر وہ کارنامے سرانجام دیئے جن سے حضرت مہدیؑ کے ظاہر ہونے کیلئے راہ ہموار ہوگئی اور اس طرح آپؒ حضرت مہدیؑ کے ارہاص بن گئے۔ تو پھر خلیفہ رابع غلام مسیح الزماں کے ارہاص کیوں نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے بھی تو لاشعوری طور پر وہی کام کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۶)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت کی۔ اور آپ کی نبوت کو تسلیم کیا۔

ایسا ہی حضرت سید احمد شہیدؒ تیرھویں صدی کے مجدد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے تسلیم کیا۔

اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جنبہ صاحب کے ارہاص ہیں۔ تو سب سے پہلے جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خدا کا برگزیدہ بندہ ماننا پڑے گا۔ اور آپ کے ارشادات کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اپنی تمام تربد زبانیوں کی توبہ کرنی پڑے گی۔

کیا درجات میں بلندی کے لئے دعا کرنا گناہ ہے؟

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں۔

یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دوکانداریاں بھی۔اب کیا کیا جائے۔؟ بعد ازاں پہلے تو جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۰ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؑ کی نسل میں سے ہی ہوگا۔حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور اگر جماعت میں سے کوئی ایسا ثابت کر دے تو میں اُسے منہ مانگا انعام دوں گا۔؟ پھر ۶۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کر دیا۔(افرادِ جماعت کے آگے صاف بات نہیں کی کہ میرا والد بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا بلکہ اشاروں کنایوں میں بات کر کے اس پیشگوئی کیلئے ''کورنگ کینڈیڈیٹ covering candidate'' کے طور پر اپنے آپکو پیش کر دیا۔مطلب یہ کہ اگر میرا والد مصلح موعود ثابت نہ ہو سکے تو پھر مجھ پر آ رُکنا۔اللہ اللہ۔الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لیے اپنے تئیں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔؟ یہ تو اُس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔)اس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنادے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔اس دعا نے مجھے بہت دردناک کر دیا ہے اور میں اسی درد کیساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔''(الفضل انٹرنیشنل ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۳، ۲۴)

اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل جنبہ صاحب کے کہے ایک فقرے کی طرف احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں۔ ''یہ تو اس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اسے وہاں سے زمین پر لے آئے گا''۔اس فقرہ کے ذریعے جنبہ صاحب کیا بتانا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی میں کوئی نقص ہے۔یا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت میں کوئی شک ہے۔

اب اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ جنبہ صاحب مندرجہ بالا تحریر میں فرمارہے ہیں کہ میرے دعویٰ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی۔ اس لئے اسے اور اپنی گدی اور دوکانداری کو بچانے کے لئے مصروف ہو گئے۔ ۶،اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ میں خود کو اس پیشگوئی کے لئے پیش کر دیا۔اس کے ثبوت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبہ کا یہ اقتباس تحریر کر رہے ہیں۔

''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنادے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ اس دعا نے مجھے بہت دردناک کردیا ہے اور میں اسی درد کیساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

جنبہ صاحب کے تبصرہ کے بارہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ اس پر گزشتہ صفحات پر بڑی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ میں یہاں اس دعا کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں حضورؒ نے ممبرانِ جماعت کو تحریک کی۔ حضورؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ وجود بنادے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور ایسی دعا کرنا یا اس دعا کے لئے تحریک کرنا خدا تعالیٰ کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

سورۃ الفاتحہ جسے ہم ہر نماز میں کئی بار پڑھتے ہیں۔ اس میں ہم یہ دعا کرتے ہیں۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

(سورۃ الفاتحہ ۱: ۵تا۷)

ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

''چار مراتب کمال ہیں جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے اور جو شخص ان سے بکلی محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کے لئے یہی دعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے۔ **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیہم سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں۔ اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۴۲۳)

''انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔** یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا

ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کا ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یادر کھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطانہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے اور تعویذ کی طرح مد نظر رہے اس آیت میں چار قسم کے کمالات حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کریگا اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا جو اس کو دی گئی ہیں۔

اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے بعض حصہ دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس اس جگہ جو یہ فرمایا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ (سورۃ النساء:۷۰) منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ نبی، صدیق، شہدا اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کے لیے جہاں مجاہدی صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔"

(الحکم، جلد ۹، نمبر ۱۱، ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء، صفحہ ۵، ۶)

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، ایڈیشن ۲۰۱۵، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۲۶۶، ۲۶۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ارشادات کے بعد کسی بھی احمدی کا ان درجات کے لئے دعا کرنا اور دعا کی درخواست کرنا قطعاً قابل اعتراض نہیں ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا) کا ممبران جماعت کو اس دعا کی تحریک کرنا کس طرح قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص جو نماز کو سمجھ کر ادا کرتا ہے وہ اس قسم کے اعتراض نہیں کر سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کی صداقت

محترم جنبہ صاحب نے ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ایک خط مع اپنے دعوؤں کے ارسال کیا۔ اس خط کے جواب میں حضورؒ نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
8.6.93

مکرم عبد الغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب " مقدم مسیح الزمان کے متعلق الہامات و پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت " ملی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے یہ شیطانی وساوس ہیں اور میرے اور جماعت کے مسلک کے مخالف خیالات ہیں۔ یہ پیغامیوں والا فتنہ ہے جو آپ پیدا کر رہے ہیں۔ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے عزیزم آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریحاً مخالف ہیں۔ اگر فتنہ پیدا کرنا ہے تو بے شک جماعت سے الگ ہو جائیں۔ اللہ آپ کو عقل دے اور ٹھوکر سے بچائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

① نقل مکرم امیر صاحب جرمنی
② " دفتر کو ملاحظہ

(خط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۱، صفحہ نمبر ۲)

جب تک حضورؓ زندہ رہے جنبہ صاحب کو اس بات کا خیال نہ آیا کہ حضورؑ نے جنبہ صاحب کی تحریر کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ کہا ہے۔ لیکن آپؑ کی وفات کے بعد جنبہ صاحب کو اس کا ادراک ہوا تو آپ نے اس پر کافی احتجاج کیا اور شور مچایا۔ لیکن خدا کے سچے بندوں کی کہی باتیں بھی لازماً سچی ہوتی ہیں۔ میں نے جب جنبہ صاحب کی تحریروں اور تقریروں کو چیک کیا تو یہ ثابت ہوا کہ جنبہ صاحب کی کہی باتیں واقعی شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ ہیں۔

احباب کے استفادہ کے لئے اس کی ایک جھلک پیشِ خدمت ہے۔

شیطانی وساوس

۱۔ جنبہ صاحب نے جگہ جگہ اس بات کو پیش کیا ہے کہ انبیاء سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ اور وہ اپنی وفات تک ان اجتہادی غلطیوں پر قائم رہ سکتے ہیں۔ (حوالہ کے لئے میرا مضمون حضرت مسیح موعودؑ کی اجتہادی غلطیاں ملاحظہ فرمائیں)

یہ ایک ایسا شیطانی فتنہ ہے کہ اس پر یقین کرنے کے بعد انبیاء علیھم السلام کی کہی ہر بات مشکوک ہو جاتی ہے۔ جنبہ صاحب اور ان کے ساتھی اس خیال کو پیش کر کے صرف حضرت مسیح موعودؑ پر حملہ نہیں کر رہے۔ بلکہ اس فتنہ کے ذریعے رسول کریم ﷺ کی کہی ہر بات کو بھی مشکوک کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جس کے ذریعے ہر وہ بات جو ان کے مفاد میں نہ ہو اسے یہ کہہ کر رد کر دیں گے کہ یہ اجتہادی غلطی ہے۔ اور جنبہ صاحب نے اس فتنہ کو اپنی تحریروں میں بار بار استعمال کیا ہے۔

۲۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے احادیث اور حضورؑ کی تحریروں کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد دو موعود وجودوں کی پیشگوئی کی تھی۔ ایک امام مہدی اور دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریم۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ صرف امام مہدی ہیں مگر وہ موعود مسیح موعود نہیں ہیں۔ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم میں ہوں۔ جبکہ حضورؑ خدا کی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ خدا نے مجھے الہاماً بتایا ہے وہ موعود مسیح میں ہوں۔ حضورؑ وضاحت فرما رہے ہیں کہ مسیح اور مہدی ایک وجود کے دو نام ہیں اور اس کے لئے حدیث لا مہدی الا عیسیٰ پیش کرتے ہیں۔ جنبہ صاحب لوگوں کے سامنے فی الحال یہ تو نہیں کہہ رہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی ہے۔ بلکہ ایک اور جھوٹ بول رہے ہیں کہ یہ بات (یعنی حضورؑ ہی مسیح اور مہدی ہیں) مولویوں نے جماعت میں پھیلائی ہے۔ ایک طرف خود کو حضورؑ کا

غلام لکھا جارہا ہے اور دوسری طرف آپ ؑ کو بڑے طریقے سے جھوٹا ثابت کیا جارہا ہے۔(اس کی تفصیل میرے مضمون مسیح اور مہدی ایک یا دو وجود؟ میں ملاحظہ فرمائیں)

لوگوں کو دکھانے کو ایک نورا کشتی کھیلی جارہی ہے۔ ناصر سلطانی صاحب کہہ رہے ہیں کہ حضور ؑ امام مہدی اور مسیح موعود تو ہیں مگر نبی نہیں ہیں۔ جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ؑ نبی ہیں۔ بھئی اگر آپ ؑ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں تو نبی کیسے ہوگئے۔ رسول کریم ﷺ نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نبی اللہ کہا ہے امام مہدی کو کہیں نبی نہیں کہا۔ دونوں کا آپس میں مباہلہ ہورہا ہے۔ لیکن ساتھ جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں میں نے سلطانی صاحب پر لعنت نہیں بھیجی۔ اس پر لعنت کیسے بھیجتے جب خود اس سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ وہ کم از کم حضور ؑ کو مسیح موعود تو مانتے ہیں۔

۳۔ جنبہ صاحب نے اپنی من گھڑت باتوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک پر بھی شدید حملے کئے ہیں۔

جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کے کردار پر جب گندے الزامات لگائے تو لوگوں نے توجہ دلائی کہ آپ ؓ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق موعود بیٹے ہیں۔ جسے خدا نے نور اللہ کہا ہے۔ اور خدا اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ تو جواباً جنبہ صاحب حضرت نوح ؑ کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ حضرت نوح کا بیٹا بھی موعود تھا۔ مگر وہ بھی نافرمان نکلا اور غرق کر دیا گیا۔ اور نتیجہ نکال رہے ہیں کہ ضروری نہیں کہ خدا اپنے وعدوں کو بالکل ویسے ہی پورا کردے۔ اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ خود کہتے ہیں کہ آپ نمازوں وغیرہ میں کافی کمزور تھے تو پھر آپ نبی کیسے ہو گئے۔ نبی تو دوسروں کے لئے بطور نمونہ ہوتے ہیں۔ تو جواباً تحریر کرتے ہیں۔ اگر ایک قاتل (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو خدا نبی بنا سکتا ہے تو میں نبی کیوں نہیں بن سکتا۔ (ان الزامات کی تفصیل اور جواب میرے مضمون ہستی باری تعالیٰ پر الزام اور ان کا رد میں ملاحظہ فرمائیں)

ان دونوں الزامات کے ذریعے خدا تعالیٰ کے سارے نظام اور خدا کے وعدوں پر سے لوگوں کو بدگمان کرنے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پیغامیوں والا فتنہ

۱۔ جنبہ صاحب نعرہ لگاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن ہی حضورؑ کی قائم مقام ہے۔اور یہی بات لاہوری فرقہ کہتا ہے۔

۲۔ خلافت پر اعتراضات، طریقہ انتخاب پر اعتراضات جنبہ صاحب بھی کر رہے ہیں اور ان سے پہلے یہی اعتراضات لاہوری فرقہ کرتا چلا آیا ہے۔

۳۔ قدرتِ ثانیہ کا ایشو بھی لاہوری فرقہ کی پیداوار ہے اور جنبہ صاحب اسے دوبارہ ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۴۔ سلسلہ مجددین کا جو موقف جنبہ صاحب کا ہے یہی موقف لاہوری جماعت کا ہے۔

۵۔ لاہوری گروپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مصلح موعود نہیں مانتی اور یہی کام جنبہ صاحب کر رہے ہیں۔

۶۔ سب سے پہلے لاہوری فرقے نے یہ نعرہ بلند کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہ کرنے والے کو کافر کہا ہے اور آج یہی اعتراض جنبہ صاحب اور ان کے مرید کر رہے ہیں۔

۷۔ لاہوری گروپ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کردار کشی کرنے کی کوشش کی تھی اور آج یہی کام جنبہ صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔

غرض کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں جو لاہوری فرقے نے کی ہو اور وہ بات جنبہ صاحب نہ کر رہے ہوں۔ سوائے اس کے کہ لاہوری گروپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہیں مانتے۔ جنبہ صاحب حضورؑ کو نبی تو مانتے ہیں مگر مسیح موعود نہیں مانتے۔

جنبہ صاحب نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ خدا کے بندے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ یہ "شیطانی وساوس ہیں اور پیغامیوں والا فتنہ ہے" وہ سو فیصد سچ تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کو سچ ثابت کرنے پر جنبہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

وحی، الہام، کشوف اور رویا

۱۔ اس باب میں قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں وحی، الہام، کشوف اور رویا کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

۲۔ قرآن پاک سے چند مثالیں

۳۔ محترم جنبہ صاحب کی وحی اور الہام کے بارہ میں پیش کی گئی تاویلیں اور ان کا جواب دیا گیا ہے۔

وحی، الہام، کشوف اور رویا کی حقیت

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت جاری ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس سے چاہے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ہمکلام ہونے کو مذہب کی دنیا میں وحی، الہام کا نام دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ وحی کے حوالے سے قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ

اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اِذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ ۴۲:۵۲)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان تین طریقوں کا بتلایا ہے جن کے ذریعے وہ اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۱۔ بلاواسطہ ڈائریکٹ ہمکلام ہونا۔

۲۔ پردے کے پیچھے سے ہمکلام ہونا جیسے خواب وغیرہ۔ دل میں کوئی بات ڈالنا

۳۔ کسی پیغام رساں یعنی فرشتوں کے ذریعے۔

اللہ تعالیٰ ہر بندے کی استعداد اور قابلیت کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ بعض کو کشف دیکھنے کا اتفاق نصیب ہو جاتا ہے۔ اور بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ بلاواسطہ یا فرشتوں کے ذریعے بھی ہمکلام ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ان تینوں طریق سے خدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

انسان تو انسان اللہ تعالیٰ اپنی دوسری مخلوق کے ساتھ بھی وحی اور الہام کے ذریعے کلام کرتا ہے۔ مگر عام لوگوں اور انبیاء سے ہمکلام ہونے کے طریق میں بڑا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

ہم نے یقیناً تیری طرف ویسے ہی وحی کی جیسا نوح کی طرف وحی کی تھی اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف۔ اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی طرف اور (اس کی) ذریّت کی طرف اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف۔ اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

(سورۃالنساء۴:۱۶۴)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر ایسے مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

(سورۃالنمل ۱۶:۴۴)

خدا کے برگزیدہ انبیاء کو سچی خوابیں بھی آتی ہیں، کشف بھی ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ ان سے بلاواسطہ یا اپنے فرشتوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور سچے مامور من اللہ ان تمام طریق کے ذریعے خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو کی جانے والی اپنی وحی کی مزید وضاحت فرمادی۔ کہ اے محمد ﷺ میں نے تیری طرف ویسے ہی وحی کی جیسے پہلے نبیوں کو وحی کی۔ اور قرآن پاک اس سے بھرا پڑا ہے کہ ہر نبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے یا بلاواسطہ ڈائریکٹ کلام کیا۔ رسول کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت احادیث میں یوں بیان ہوئی ہے:۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ـ رضى الله عنها ـ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ ـ رضى الله عنه ـ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْىُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " **أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ ـ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَىَّ ـ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ** ". قَالَتْ عَائِشَةُ رضى الله عنها وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْىُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

ہم کو عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان کو مالک نے ہشام بن عروہ کی روایت سے خبر دی، انھوں نے اپنے والد سے نقل کی، انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حارث بن ہشام نامی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گذرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پس میں اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔

(صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْىِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے الہام کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کر سکتا ہے۔ اے صوفیو!!! اور اس مہوّسی کے گرفتارو۔ ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے:۔

1. وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہٰذا تم بھی اس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔
2. سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔
3. سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔
4. سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔
5. سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔
6. سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔
7. سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔ وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔
8. سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔
9. سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔
10. سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن ۱۳، صفحہ ۴۸۹، ۴۹۰)

’’میں جوان تھااور اب بوڑھا ہو گیا مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادم دین کے طور پر بناوے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ مکالمات الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں* اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے حدیث النفس نہیں ہوتا۔ حدیث النفس کا کلام آہستہ ہوتا ہے جیسا کہ ایک مخنث یا بیمار بولتا ہے مگر خدا کا کلام پر شوکت ہوتا ہے اور اکثر عربی زبان میں ہوتا ہے بلکہ اکثر آیاتِ قرآنی میں ہوتا ہے اور جو کچھ ہمارے تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ اوّل دل پر اس کی سخت ضرب محسوس ہوتی ہے اور اس ضرب کے ساتھ ایک گونج پیدا ہوتی ہے اور پھر پھول کی طرح وہ شگفتہ ہو جاتا ہے اور اس سے پاک اور لذیذ کلام نکلتا ہے اور وہ کلام اکثر امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے اور اپنے اندر ایک شوکت اور طاقت اور تاثیر رکھتا ہے اور ایک آہنی میخ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور خدا کی خوشبو اُس سے آتی ہے یہ تمام لوازم اس لئے اُس کے ساتھ لگائے گئے ہیں کہ بعض ناپاک طبع انسان شیطانی الہام بھی پاتے ہیں یا حدیث النفس کے فریب میں آجاتے ہیں۔ اس لئے خدا نے اپنے کلام کے ساتھ چمکتے ہوئے انوار رکھے ہیں تا دونوں میں فرق ظاہر ہو۔

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ خدا کے کلام کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ زبردست معجزات پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ معجزات کیا باعتبار کثرت اور کیا باعتبار کیفیت اپنے اندر مابہ الامتیاز رکھتے ہیں یعنی کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کی وجہ سے کوئی دوسرا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جس طرح خدا کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہو سکتا اُسی طرح خدا کے کلام کے ساتھ کوئی دوسرا کلام شریک نہیں اور جس پر وہ کلام نازل ہوتا ہے اُس کو ایک خاص نصرت اور حمایتِ الٰہی ملتی ہے اور اس میں اور اس کے غیر میں ایک فرق رکھا جاتا ہے

*اس راہ میں یعنی الہام کے بارے میں ہمارا تجربہ ہے کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر اور بعض اوقات بغیر غنودگی کے خدا کا کلام ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر زبان پر جاری ہوتا ہے جب ایک ٹکڑہ ختم ہو چکتا ہے تو حالت غنودگی جاتی رہتی ہے پھر ملہم کے کسی سوال سے یا خود بخود خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسرا ٹکڑہ الہام ہوتا ہے اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑی غنودگی وارد ہو کر زبان پر جاری ہو جاتا ہے اسی طرح بسا اوقات ایک ہی وقت میں تسبیح کے دانوں کی طرح نہایت بلیغ فصیح لذیذ فقرے غنودگی کی حالت میں زبان پر جاری ہوتے جاتے ہیں اور ہر ایک فقرہ کے بعد غنودگی دُور ہو جاتی ہے اور وہ فقرے یا تو قرآن شریف کی بعض آیات ہوتی ہیں یا اُن کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اور اکثر علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک شوکت ہوتی ہے اور دل پر اثر کرتے ہیں اور ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ اس وقت دل نور میں غرق ہوتا ہے۔ گویا خدا اُس میں نازل ہے۔ اور دراصل اس کو الہام نہیں کہنا چاہئے بلکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ منہ‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۴، ۳۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہام کی بابت مزید تحریر فرماتے ہیں: -

الہام سے کیا مراد ہے؟

لیکن اس جگہ یاد رہے کہ الہام کے لفظ سے اس جگہ یہ مراد نہیں ہے کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے جیسا کہ جب شاعر شعر کے بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بنا کر دوسرا سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑتا ہے۔ سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے قانون قدرت کے موافق اپنی فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے۔ جو شخص اچھی باتیں سوچتا ہے یا بری باتوں کے لئے فکر کرتا ہے اس کی تلاش کے موافق کوئی بات ضرور اس کے دل میں پڑ جاتی ہے۔ ایک شخص مثلاً نیک اور راستباز آدمی ہے جو سچائی کی حمایت میں چند شعر بناتا ہے اور دوسرا شخص جو ایک گندہ اور پلید آدمی ہے اپنے شعروں میں جھوٹ کی حمایت کرتا ہے اور راستبازوں کو گالیاں نکالتا ہے تو بلاشبہ یہ دونوں کچھ نہ کچھ شعر بنالیں گے بلکہ کچھ تعجب نہیں کہ وہ راستبازوں کا دشمن جو جھوٹ کی حمایت کرتا ہے بباعث دائمی مشق کے اس کا شعر عمدہ ہو۔ سو اگر صرف دل میں پڑ جانے کا نام الہام ہے تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راست بازی اور راست بازوں کا دشمن اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لئے قلم اٹھاتا اور افتراؤں سے کام لیتا ہے' خدا کا ملہم کہلائے گا۔ دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ اس طرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دلوں میں پڑتے ہیں۔ پس کیا ہم ان کو الہام کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات فکر کر کے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے کی اس کے دل میں گذر جاتی ہیں تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جن کو اب تک اس سچے خدا کی خبر نہیں جو آپ خاص مکالمہ سے دلوں کو تسلی دیتا اور ناواقفوں کو روحانی علوم سے معرفت بخشتا ہے۔

الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ سو جب یہ مکالمہ اور مخاطبہ کافی اور تسلی بخش سلسلہ کے ساتھ شروع ہو جائے اور اس میں خیالات فاسدہ کی تاریکی نہ ہو اور نہ غیر مکتفی اور چند بے سروپا لفظ ہوں اور کلام لذیذ اور پُر حکمت اور پُر شوکت ہو تو وہ خدا کا کلام ہے جس سے وہ اپنے بندے کو تسلی دینا چاہتا ہے اور اپنے تئیں اس پر ظاہر کرتا ہے۔ ہاں کبھی ایک کلام محض امتحان کے طور پر ہوتا ہے اور پورا اور بابرکت سامان ساتھ نہیں رکھتا۔ اس میں خدا تعالیٰ کے بندہ کو اس کی ابتدائی حالت میں آزمایا جاتا ہے تا وہ ایک ذرہ الہام کا مزہ چکھ کر پھر واقعی طور پر اپنا حال و قال سچے ملہموں کی طرح بناوے یا ٹھوکر کھاوے۔ پس اگر وہ حقیقی راستبازی صدیقوں کی طرح اختیار نہیں کرتا تو اس نعمت کے کمال سے محروم رہ جاتا ہے اور صرف بیہودہ لاف زنی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ کروڑہا نیک بندوں کو الہام

ہوتا رہا ہے مگر انکا مرتبہ خدا کے نزدیک ایک درجہ کا نہیں بلکہ خدا کے پاک نبی جو پہلے درجہ پر کمال صفائی سے خدا کا الہام پانے والے ہیں وہ بھی مرتبہ میں برابر نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ(البقرۃ:۲۵۴)

یعنی بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام محض فضل ہے اور فضیلت کے وجود میں اس کو دخل نہیں بلکہ فضیلت اس صدق اور اخلاص اور وفاداری کی قدر پر ہے جس کو خدا جانتا ہے۔ ہاں الہام بھی اگر اپنی بابرکت شرائط کے ساتھ ہو تو وہ بھی ان کا ایک پھل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کہ بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ اسی طرح ایک ترتیب کے ساتھ سوال و جواب ہو اور الٰہی شوکت اور نور الہام میں پایا جاوے اور علوم غیب یا معارف صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے۔ خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہم کلام ہوتا ہے۔ اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ہم کلامی واقع ہو اور جب کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدا تعالیٰ کی طرف سے سنے۔ جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے۔ مگر یہ درجہ جو الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک الہام کا سلسلہ ایسے خدا سے بندہ کو حاصل ہوا * ۔ اور صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ہو۔ یہ کسی کو نہیں ملتا۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمال صالحہ میں ترقی کریں اور نیز اس چیز میں جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ سچا اور پاک الہام الوہیت کے بڑے بڑے کرشمے دکھلاتا ہے۔ بارہا ایک نہایت چمکدار نور پیدا ہوتا ہے اور ساتھ اس کے پر شوکت اور ایک چمکدار الہام آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ ملہم اس ذات سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا میں خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے۔ مگر اس ہمارے بیان میں انسان کی وہ حالت داخل نہیں ہے جو کسی کی زبان پر بے ٹھکانہ کوئی لفظ یا فقرہ یا شعر جاری ہو اور ساتھ اس کے کوئی مکالمہ اور مخاطبہ نہ ہو بلکہ ایسا شخص خدا کے امتحان میں گرفتار ہے۔ کیونکہ خدا اس طریق سے بھی سست اور غافل بندوں کو آزماتا ہے کہ کبھی کوئی فقرہ یا عبارت کسی کے دل پر یا زبان پر جاری کی جاتی ہے اور وہ شخص اندھے کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ وہ عبارت کہاں سے آئی۔ خدا سے یا شیطان سے۔ سو ایسے فقرات سے استغفار لازم ہے لیکن اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جائے اور مخاطبہ اور مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن، لذیذ، پُر معنی، پُر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اس کو سنائی دے اور کم سے کم بارہا اس کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس۱۰ مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو۔ اس نے سوال کیا اور خدا نے جواب دیا۔ پھر اسی وقت عین بیداری میں اس نے کوئی اور عرض کی اور خدا نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر گذارش عاجزانہ کی، خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعائیں منظور کی ہوں۔ عمدہ عمدہ معارف پر اس کو اطلاع دی ہو۔ آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے برہنہ مکالمہ سے بار

بار کے سوال و جواب میں اس کو مشرف کیا ہو تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہئے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہئے کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اپنے تمام بندوں میں سے اسے چن لیا اور ان صدیقوں کا اس کو وارث بنا دیا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور قسمت اکی بات ہے جس کو ملی۔ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔

* ایڈیشن اول اور روحانی خزائن میں خط کشیدہ الفاظ سہو کتابت سے ''ایسے بندہ سے خدا کو حاصل ہو'' لکھے گئے ہیں۔ جبکہ مسودہ میں درست الفاظ لکھے گئے ہیں۔ (ناشر)

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۴۴۳ تا ۴۴۱)

حضورؑ مزید فرماتے ہیں:

''اکثر جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہوا کرتے ہیں۔ اُمت کے تمام اکابر اِس عقیدہ پر متفق ہیں پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابل پذیرائی نہیں جب تک کہ اس میں الٰہی شوکت نہ ہو۔ اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۱۷۰، ۱۷۱)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوابوں کے ذریعے بھی بشارتیں دیتا ہے۔ اور ایسی مبشر خوابوں کے آنے کے لئے مامور ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ فرعون مصر کو بھی سچی خواب آئی۔

سادہ الفاظ میں اسے یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مختلف طریق پر تعلق قائم کرتا ہے۔ اس کے بعض فضل ہر قسم کی قوم و نسل یا مذہب و ملت سے ہٹ کر اپنی تمام مخلوق کے لئے ہوتے ہیں۔ جو بھی سچے دل سے کسی بات کی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ مذہبی لوگ ایسے موقع پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی۔ وہ لوگ جو مذہب سے آزاد ہیں وہ اسی بات کو یوں بیان کر دیتے ہیں کہ میں نے سوچا اور میری چھٹی حس نے مجھے یہ بتایا یا اچانک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ وہ لوگ جو بتوں کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں بھی قبول کر لیتا ہے۔ ایسے ہی سچے خواب ہیں۔ اس کے لئے بھی کوئی تفریق نہیں بلکہ وہ لوگ جو خدا کو نہیں مانتے انہیں بھی سچے خواب نظر آتے ہیں۔ جو نیک فطرت ہوتے ہیں وہ ان سے اصلاح پا جاتے ہیں۔ ایسے ہی قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر مامور لوگوں سے بھی الہام کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی بات دل میں ڈل جانے سے، یا سچے خواب آجانے سے یا اگر کسی کو کبھی کوئی الہام ہو جائے تو ایسی صورت میں کسی غلط فہمی میں

پڑنے کی بجائے خدا کے فضلوں کا شکر کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضلوں کا وارث بنا اور مجھے ان کو جذب کر نے کی بھی توفیق عطا فرما۔

جو خدا کے مامور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عمومی سنت کے تحت ان کے دل میں بھی بات ڈالی جاتی ہے۔ انہیں بھی اشارے ہوتے ہیں۔ انہیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ مگر جو چیز انہیں دوسروں سے الگ اور نمایاں کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ان سے براہ راست ہمکلام ہونا ہے۔ اور کثرت کے ساتھ امور غیبیہ کی اطلاع پانا ہے۔ فرشتوں کا نزول کثرت کے ساتھ ہونا ہے۔

مکالمہ و مخاطبہ کا دعویٰ مگر بتانے سے انکار

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مضامین میں بڑا کھل کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ ہے۔

جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

جیسا کہ آپکے دوست شیخ احمد کریم صاحب کی مثال آپکے کینیڈا میں موجود ہے جو کہ اصحاب احمد کی اولاد ہے۔ جماعت احمدیہ میں ایک ہی خلیفہ سے دو احمدیوں کو دکھ پہنچا لیکن اس دکھ کے نتیجے میں ایک کیساتھ اللہ تعالیٰ کا کھلا کھلا مکالمہ و مخاطبہ شروع ہو گیا اور دوسرا انتہائی منفی راستوں پر چل پڑا۔ ایسا کیوں؟ شاید یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہو۔ اب جو لوگ حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ کذاب، مفتری اور نہ جانے کیا کیا القاب دے رہے ہیں۔ آپ اُنکے ساتھ علمی مناظرہ کرتے ہیں اور دوران مناظرہ اُنہیں دوست اور بھائی بھی کہتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۴)

جماعت احمدیہ میں ایک ہی خلیفہ سے دو احمدیوں کو دکھ پہنچا لیکن اس دکھ کے نتیجے میں ایک کیساتھ اللہ تعالیٰ کا کھلا کھلا مکالمہ و مخاطبہ شروع ہو گیا۔ اور دوسرا انتہائی منفی راستوں پر چل پڑا۔

یہ پڑھنے کے بعد ہر ایک کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ جیسا حضرت مسیح موعودؑ اپنے تمام الہامات کو فوراً زبانی اور تحریری شکل میں تمام احباب تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ جنبہ صاحب بھی اپنے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونے والے مکالمہ و مخاطبہ سے احباب کو مطلع فرمائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے مامورین کو غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور سچے مامورین قبل از وقت لوگوں کو اس سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور جب وہ خبریں پوری ہوتی ہیں تو لوگوں کے ایمان میں تقویت کا باعث بنتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں جہاں کوئی دعویٰ کیا اس کے ساتھ لوگوں کے مطالبہ کے بغیر خدا کی طرف سے ہونے والا وہ الہام بھی پیش کیا۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ بات یا یہ دعویٰ اپنے پاس سے کیا جا رہا ہے۔

جنبہ صاحب نے دعوے تو بہت کئے۔ مگر احباب کے تقاضا کے باوجود کوئی ایسا الہام پیش نہیں کر سکے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے کہا ہو کہ میں تمہیں مامور کرتا ہوں۔ نہ ہی آج تک کوئی ایسی پیش خبری بتا سکے ہیں جس کا آپ نے قبل از وقت اعلان کیا ہو اور جو پوری ہوئی ہو۔ بلکہ وقوع پذیر ہو چکے ایک دو واقعات پیش کر کے انہیں اپنی سچائی کا نشان ثابت کرتے ہیں۔

جنبہ صاحب ایسا مطالبہ کرنے والے احباب کو مختلف تاویلیں پیش کرتے ہیں۔ جن کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

الہام کی بابت جنبہ صاحب کا پہلا فلسفہ

اِلہام اور دلیل میں فرق اور دلیل کی اہمیت۔ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ ایک بیان (statement) ہوتا ہے جو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً۔ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔ اب یہ ایک دعویٰ ہے۔ یہ علمی دعویٰ تجربے کے بعد سچا بھیثابت ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے۔ مذہبی دنیا میں بھی لوگ دعاوی کرتے ہیں۔ اِن میں سے بعض سچے ہوتے ہیں اور بعض کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کر دیئے جاتے ہیں۔ برادرم چوہدری صاحب۔ آپ نے اپنی ای میلز (e-mails) میں میرے اِلہامات اور اِلہامی الفاظ پر بہت زور دیا ہے۔ حالانکہ اِلہامات تو محض اِلہامات ہوتے ہیں۔ اِن کا اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف مدعی کو ہوتا ہے۔ اُسکے علم وعرفان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے اِلہامات لوگوں کیلئے کوئی حجت یا ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کریم ایسے عظیم الشان اِلہام کو بھی مکہ کے لوگوں نے محمد (ﷺ) کی پریشان خوابیں قرار دیا تھا۔ اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے اِلہامات۔ جو دعویٰ کسی اِلہام کی بنیاد پر کیا جائے اُسے ہم زیادہ سے زیادہ اِلہامی دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً حضرت بانئے جماعت ۱۸۹۴ء میں اپنی کتاب ''اتمام الحجۃ'' میں فرماتے ہیں:۔ "وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ۔۔۔۔۔۔" اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَالَّذِیْ یَرْقُبُوْنَه وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَالَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَه ھُوَاَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَالْمُمْتَرِیْنَ۔" (تذکرہ صفحہ ۲۰۹۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ترجمہ۔ خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پس تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضورؑ کے یہ دونوں اِلہامی دعاوی سچے تھے لیکن اس کے باوجود اِن اِلہامات کا فائدہ اکثر لوگوں کو نہ ہوا اور نہ ہی یہ عامۃ الناس اور خاص کر مخالفین کیلئے حجت تھے۔ اسکے برخلاف آپؑ نے اپنے دعاوی کے جو ثبوت اُمت محمدیہ کے آگے رکھے وہ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے قطعی حجت تھے۔ مثلاً۔ آپکے مہدی معہود کے دعویٰ کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا بیان فرمودہ خسوف وکسوف کا نشان ظاہر فرمادیا اور آپکے مسیح موعود کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمادیا کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوگیا ہے اور میرے کلام (قرآن کریم) سے اُسکی وفات ثابت ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے پاس یہ دونوں ثبوت (خسوف وکسوف کا نشان اور وفات مسیح کے سلسلہ میں تیس آیاتِ قرآنی) نہ ہوتے اور صرف اِلہامات کی کتاب ہوتی تو کس نے آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لانا تھا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۴۶)

نشانات کی فلاسفی

عزیز من! آپ نے جو خاص چیز یا نشان کی بات کی ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ نشان تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور جب وہ چاہتا ہے نشانات نازل کیا کرتا ہے۔ دراصل انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو زیرک اور زکی ہوتے ہیں اور اپنے وجود میں قوت فیصلہ بھی رکھتے ہیں۔ وہ تو اس روشنی کی بدولت جو اِنکے اندر ہوتی ہے سچائی کو فوراً پہچان لیتے ہیں ۔اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بُو اپنے اندر رکھتا ہے وہ بھی اِن کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ ایسے لوگوں کو نشانوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ کیا کبار صحابہ کرامؓ نے نشانات دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو قبول کیا تھا۔؟ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے پیارے آقا محمد ﷺ سے کوئی نشان ظہور میں نہیں آیا تھا؟

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۲)

جنبہ صاحب نے خدا، اس کے قوانین، مذہب اور اس کے برگزیدہ بندوں کا بڑی بے رحمی کے ساتھ مذاق اڑایا ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے، پھر فرماتے ہیں اصل چیز نشان ہیں اور جب کوئی نشان پوچھ لے تو اسے کہتے ہیں نشان کوئی چیز نہیں۔ غیب پر ایمان لانا اصل چیز ہے۔ وہ شخص جس کا ابھی اپنا ایمان ہی واضح نہیں وہ کسی دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب تحریر فرما رہے ہیں۔ ''اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے الہامات۔ جو دعویٰ کسی الہام کی بنیاد پر کیا جائے اسے ہم زیادہ سے زیادہ الہامی دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔''

جنبہ صاحب اگر ایک پولیس آفیسر کسی کے گھر آئے اور گھر کی تلاشی لینا چاہے۔ یا آپ کی کسی اور بات پر انکوائری کرنا چاہے۔ تو آپ کا حق ہے کہ اس سے کہیں کہ مجھے بتاؤ کہ تم پولیس والے ہو اور تمہارے پاس میرے گھر کی تلاشی کا وارنٹ ہے۔ وہ قانونی طور پر آپ کو اپنی شناخت دکھانے اور تلاشی کا وارنٹ دکھانے کا پابند ہے۔

آپ کسی سے کہیں مجھ سے ایم اے سوشل سائنس کے بارے میں جو چاہے سوال کر لو مجھے سب آتا ہے۔ اس لئے مجھے ایم اے سوشل سائنس مانو تو کوئی نہیں مانے گا۔ ہر کوئی آپ سے ایم اے کی ڈگری دکھانے کا مطالبہ کرے گا۔ اگر آپ کے پاس ایم اے کی ڈگری نہیں اور آپ ایم اے ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ تو یہ جرم ہے۔ ڈگری دیکھنے کے بعد اس کے سچا اور جھوٹا ہونا ثابت کرنے کے لئے دلائل اور نشانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

آپ سڑک پر گاڑی چلا رہے ہیں ایک پولیس آفیسر آپ کو روک کر آپ سے ڈرائیونگ لائیسنس مانگتا ہے۔ اور آپ اسے کہتے ہیں کہ مجھ سے ڈرائیونگ کے سارے قانون پوچھ لو۔ مجھ سے گاڑی چلوا کر دیکھ لو۔ مجھ سے لائیسنس نہ مانگو۔ تو وہ آپ کی یہ بات نہیں مانے گا۔ بلکہ بغیر لائیسنس گاڑی چلانے کا آپ پر کیس کر دے گا۔ اگر آپ کے پاس لائیسنس ہے تو وہ اسے دیکھنے کے بعد یہ چیک کر سکتا ہے کہ یہ اصلی ہے یا نقلی ہے۔ یا آپ کو قوانین کا پتہ ہے یا نہیں ہے۔

اگر ایک شخص آکر یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں تو لوگوں کا حق ہے کہ اس سے پوچھیں کہ وہ کیا الہام ہے جس کی بنا پر تم کہہ رہے ہو کہ تم کو خدا نے مقرر کیا ہے۔ وہ الہام جاننے کے بعد لوگ اس الہام کی سچائی میں دلائل کو پوچھ سکتے ہیں۔ مگر جس کے پاس ایسا کوئی الہام ہی نہیں ہے کہ واقعی خدا نے اسے مامور کیا ہے۔ تو اس کے دلائل کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ وہ سچائی کا نشان ہیں۔

اگر آپ نے قرآن پاک پڑھا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ تمام انبیاء نے آکر سب سے پہلے اعلان ہی یہ کیا ہے کہ خدا نے ہمیں مامور کیا ہے۔ اور خدا کا وہ کلام لوگوں کو سنایا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے سچائی کے دلائل اور نشان مانگے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح ابن مریم مقرر فرمایا ہے۔ وہاں وہ الہام درج فرمایا ہے۔ کسی بھی مامور کے دعویٰ کی بنیاد ہی الہام ہوتا ہے۔ وفات مسیح کی بابت تو بہت لوگوں نے لکھا ہوا تھا۔ سر سید احمد خاں صاحب نے قرآنی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا تھا۔ تو کیا اس دلیل کی بنیاد پر وہ سب لوگ بھی نبی ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جو بھی دعویٰ کیا وہ الہام کی بنیاد پر کیا۔ یہ نہیں کہہ دیا کہ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں۔ اس لئے میں مسیح ابن مریم ہوں مجھ پر ایمان لاؤ۔ یا رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا۔ میں نے براہین احمدیہ لکھی ہے۔ جس کی بابت سب نے بہت تعریف کی ہے۔ کہ ۱۴۰۰ سال میں اسلام کی ایسی خدمت کسی اور نے نہیں کی۔ اس لئے اس دلیل کی بنیاد پر مجھے مجدد مانو۔ یا میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے کہ ختم نبوت سے یہ مراد

نہیں کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا بلکہ اس سے مراد تشریعی نبوت کا خاتمہ ہے۔امتی نبی آسکتا ہے۔اس لئے اس دلیل کی بنیاد پر مجھے امتی نبی مانو۔میرے دلائل دیکھو مجھ سے الہام نہ پوچھو۔

اگرالہام اور نشان کوئی چیز نہیں محض دلیل اور غیب پر ایمان ہی شرط ہے۔ تو اس وقت درجنوں کے حساب سے دعویدار موجود ہیں۔ کسی کے پیچھے بھی پولیس نہیں لگی ہوئی۔ان کا کس بنیاد پر انکار کیا جائے اور صرف آپ کو ہی کیوں سچا مانا جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ سچے مامور کی نشانی ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کثرت سے امور غیبیہ کی اطلاع بذریعہ الہام دیتا ہے۔ اور یہی بات گذشتہ انبیاء نے بیان فرمائی ہے اور یہی بات قرآن پاک میں درج ہے۔

دوسرا جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ الہام کا فائدہ صرف مدعی کو ہوتا ہے اس کے علم و معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے الہامات دوسروں کے لئے حجت اور ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو توریت نازل ہوئی کیا وہ صرف حضرت موسیٰ کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے تھی۔ قرآن پاک جو رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا کیا وہ صرف رسول کریم ﷺ کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے تھا۔ باقی بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے نہیں تھا۔ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کیا وہ صرف آپؑ کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے تھا۔ محترم جنبہ صاحب خدا کے مامور بنی نوع انسان کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے آتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں الہاماً بتاتا ہے کہ تم کو اس امت کے لئے مامور کیا گیا ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان مامورین کے ذریعے اپنے بندوں تک اپنی تعلیم پہنچاتا ہے۔ تاکہ ان کے علم و معرفت میں اضافہ ہو۔ مدعی کے الہامات دراصل دوسروں کے لئے ہی حجت اور ثبوت ہوتے ہیں۔ خدا ان مامورین کے ذریعہ اپنی تعلیم اور اپنے پیغامات اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے۔ ورنہ خدا تو اپنے بے شمار بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔اور وہ ہمکلام ہونا ان کی اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ خدا کے دوست ہوتے ہیں۔ وہ خدا سے باتیں کرتے ہیں اور خدا ان سے باتیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے مامورین سے ہمکلام ہوتا ہے اور جو باتیں اسے بتاتا ہے وہ ہوتی ہی اس قوم کے لئے ہیں جن کی طرف وہ مامور کیا جاتا ہے۔مامورین خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک پل کا کام کرتے ہیں۔ خدا اپنی تعلیم ان مامورین کے ذریعہ لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو غیب پر غلبہ عطا کرتا ہے۔ یعنی بکثرت غیب کا علم عطا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۱۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کہ طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔

۲۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔

۳۔ جس کے ہاتھ اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت **فلا یظھر علی غیبہ** (الجن:۲۷) کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹ اور ۲۱۰)

۴۔ پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۹۵)

۵۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ ۳۱۱)

۶۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہو گا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ

ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۳۰۶،۳۰۵)

۷۔ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔

۸۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۱۸۹، ۳۴۱)

۹۔ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۵۰۳)

۱۰۔ اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہوتا ہے۔۔۔۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۲۲۵)

۱۱۔ عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے۔

(مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۱۲۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:۱۰)

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو اُن کے دلوں پر سے پردہ اُٹھاوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دُھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا

اوقات امتحان کے وقت اسکے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے اناالموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صِرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلّ شانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دُوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُنکی دُعائیں جو ظاہری اُمیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے انکو اطلاع دے دیتا ہے تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دُعائیں سُنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبّہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہی ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دُعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کیساتھ اس پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنی رُوح اُس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولِ دُعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں جو محدث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقّیت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا (حٰمٓ السجدۃ: ۳۱) سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے۔ اور ہماری یہ بحث جو ڈاکٹر کلارک صاحب سے ہے اس غرض اور اسی شرط سے ہے کہ اگر وہ اس مقابلہ سے انکار کریں تو یقیناً سمجھو کہ عیسائی مذہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سُوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

۵ مئی ۱۸۹۳ء

خاکسار

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

(حجۃ الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ نمبر ۴۲، ۴۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

''خلاصہ کلام یہ کہ لغت عرب اور قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق رسول اور نبی وہی ہوتے ہیں جو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائیں اور مہتم بالشان تغیرات کی جو قوموں کی تباہی اور ان کی ترقی کے متعلق ہوں خبر دیں اور خدا تعالیٰ ان کا نام نبی رکھے اور جس انسان میں یہ بات پائی جائے وہ نبی ہے اور کوئی چیز اس کے نبی ہونے میں روک نہیں۔''

(حقیقۃ النبوۃ، انوار العلوم جلد ۲، صفحہ ۴۰۴)

جنبہ صاحب جیسوں کی حالت کا قرآنِ پاک میں کچھ اس طرح ذکر ملتا ہے:

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھادیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

(سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰، ۱۱)

جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

الہام اور دلیل میں فرق اور دلیل کی اہمیت۔ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ ایک بیان (statement) ہوتا ہے جو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً۔ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔ اب یہ ایک دعویٰ ہے۔ یہ علمی دعویٰ تجربے کے بعد سچا بھیثابت ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے۔ مذہبی دنیا میں بھی لوگ دعاوی کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض سچے ہوتے ہیں اور بعض کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کردیئے جاتے ہیں۔ برادرم چوہدری صاحب۔ آپ نے اپنی ای میلز (e-mails) میں میرے الہامات اور الہامی الفاظ پر بہت زور دیا ہے۔ حالانکہ الہامات تو محض الہامات ہوتے ہیں۔ ان کا اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف مدعی کو ہوتا ہے۔ اُسکے علم وعرفان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے الہامات لوگوں کیلئے کوئی حجت یا ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کریم ایسے عظیم الشان الہام کو بھی مکہ کے لوگوں نے محمد (ﷺ) کی پریشان خوابیں قرار دیا تھا۔ اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے الہامات۔

الہام کے متعلق سوال کرنے والے کو جنبہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ دعویٰ کی سچائی کا ثبوت دلیل ہوتی ہے۔ جنبہ صاحب نے اپنی کتاب نیکی خدا ہے میں ایک یہ دعویٰ کیا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا کا مصداق ہوں۔ اور اس کے لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ مادہ کی تین نہیں چار حالتیں ہوتی ہیں۔ یعنی ٹھوس، مائع، ٹھائع، گیس۔

ایک صاحب نے بتایا کہ اس وقت پہلے سے ہی مادہ کی چار معلوم حالتیں ہیں۔ ٹھوس، مائع، گیس اور پلازمہ۔ اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے نہیں بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ہیں۔

اس کا جنبہ صاحب کیا جواب دے رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

لہٰذا عزیزم۔ آپ کا خاکسار کے دعویٰ موعودز کی غلام مسیح الزماں کی سچائی کو پرکھنے کیلئے پیشگوئی مصلح موعود کی ایک ہی علامت پر زور دینا درست نہیں ہے۔ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ میں نے پلازمہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ خاکسار نے میٹرک سائنس کیساتھ کیا تھا۔ بعدازاں میں نے سائنس چھوڑ دی اور پولیٹیکل سائنس میں ماسٹر کیا ہے۔ ظاہر ہے میٹرک تک کسی طالب علم کو سائنس کی چند بنیادی باتوں کا ہی علم ملتا ہے۔ سائنس کا اعلیٰ اور گہرا علم آگے بڑی کلاسوں میں مل سکتا ہے لہٰذا اس وجہ سے میں کوئی مستند (authentic) سائنسدان نہیں ہوں۔ جب میں نے ۱۹۷۱ء میں میٹرک کیا تھا تو اُس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں میٹرک کے سائنس کے نصاب (curriculum) میں پلازمہ نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ ہاں مادّے کی تین حالتوں ایسے سائنس کے چند بنیادی نظریات سے خاکسار ضرور واقف ہو گیا تھا۔ بعدازاں میرے گھریلو حالات کچھ ایسے تھے کہ میں باقاعدہ داخل ہو کر اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ سکتا تھا۔ تب میں نے پرائیوٹ طور پر F A اور B A کے امتحانات پاس کر کے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کرنے کیلئے ۱۹۸۱ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل ہوا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ باقاعدہ داخل ہو کر تعلیم جاری نہ رکھنے کیساتھ ساتھ میری زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا رہا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء اور ارادے کے تحت ہوتا رہا ہے۔ اب آپ کو واضح رہے کہ میں نے پلازمہ کے متعلق اس لیئے نہیں لکھا تھا کیونکہ میں نے اپنی تعلیم کے دوران سائنس کا کوئی اعلیٰ علم حاصل نہیں کیا تھا۔ اور مجھے پلازمہ تھیوری کا کوئی علم نہیں تھا۔ میٹرک میں خاکسار نے مادّے کی تین حالتوں کے متعلق ضرور پڑھا تھا۔ جب میں الٰہی نظریہ (Virtue is God) لکھتے لکھتے نیکی اور مظہر کے موضوع پر پہنچا تو اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری ایسی باتوں کا علم دیا جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ مثلاً۔ میں نے میٹرک میں قانون بقائے مادّہ (Law of conservation of matter) کے متعلق بھی پڑھا ہوا تھا لیکن اس وقت مجھے بتایا گیا کہ قانون بقائے مادّہ غلط ہے کیونکہ مادّے کو بقا حاصل نہیں۔ بقا صرف نیکی کو حاصل ہے۔ یہیں پر مجھے بتایا گیا کہ مادّے کی حالتیں تین کی بجائے چار ہیں۔ جب میں نے الہامی روشنی میں مادّے کی حالتوں پر غور کیا تو مجھے پتہ چلا کہ مادّے کی حالتیں واقعی تین کی بجائے چار ہیں۔ ٹھوس اور مائع کے درمیان ایک اور حالت ہے جس کو ہم ٹھوس اور مائع کی تعریفوں کے مطابق نہ ٹھوس کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی مائع۔ چونکہ یہ حالت ٹھوس اور مائع کی ایک ملی جلی (mixed) حالت ہے لہٰذا میں نے اسے ٹھائع کا نام دے دیا۔ اُمید ہے اب آپ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہوگا کہ میں نے پلازمہ کے متعلق کیوں نہیں لکھا تھا؟ میں پلازمہ کے متعلق تو تب لکھتا جب اسکے متعلق مجھے کوئی جانکاری ہوتی۔

(آرٹیکل نمبر ۸۶، صفحہ نمبر ۲)

پہلے جنبہ صاحب کا یہ فلسفہ تھا کہ الہام کسی کی صداقت کا ثبوت نہیں بلکہ دعویٰ کی صداقت دلیل پر ہے۔ اب یہاں جب کسی نے آپ سے تین کو چار کرنے والا ہونے کے دعویٰ کی صداقت کا ثبوت مانگا تو اسے کہہ رہے ہیں کہ میں نے میٹرک میں مادہ کی تین حالتوں کے

بارہ میں پڑھا تھا۔اس لئے پلازمہ کا علم نہیں۔ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ علم مجھے خدانے دیا ہے۔گویا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو بھی پلازمہ کے بارہ میں علم نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ کا علم بھی میٹرک تک ہی ہے۔(نعوذ باللہ) یہ باتیں نقل کرتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔مگر جنبہ صاحب کو کوئی خوف نہیں۔وہ نہیں سوچتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کس کی بابت کہہ رہے ہیں۔

اس تحریر کو پڑھ کر باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ''تین کو چار کرنے والا فلسفہ'' جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع ہے یا یہ الہامی پیشگوئی ہے۔

اس موضوع پر تفصیلی بات میں نے آگے اپنے مضمون ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا کی حقیقت'' میں کی ہے۔میں یہاں احباب کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جنبہ صاحب اپنے ہی دیئے گئے بیانات کو کس تیزی کے ساتھ تبدیل کرتے ہیں۔اور ہر سوال پر ایک نیا فلسفہ بیان کردیتے ہیں۔آپ کی ہر بات میں تضاد ہے۔اسی لئے بعض دانشور آپ کے مرید ہیں۔

الہام کی بابت جنبہ صاحب کا دوسرا فلسفہ

جب لوگ جنبہ صاحب سے الہام یا وحی کی بابت تقاضہ کرتے ہیں تو اس کے جواب میں جنبہ صاحب مختلف حیلے بہانے کرتے ہیں۔

یہاں محترم جنبہ صاحب وحی والہام کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وحی والہام کیا ہے؟ عام طور پر وحی اور الہام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآنی وحی کی طرح لکھی ہوئی کوئی تحریر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر نازل فرمادیتا ہے۔وحی اور الہام کے متعلق ایسا فہم اگرچہ درست ہے لیکن کچھ تشریح طلب ہے۔جہاں تک قرآن کریم کی وحی کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی وحی متلو ہے جس کو صرف اور صرف آنحضورﷺ کے عظیم اور پاک دل نے برداشت کیا۔ایسی وحی کی مثال نہ تو قرآن کریم کے نزول سے پہلے کی وحیوں میں سے دی جاسکتی ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے نزول کے بعد ایسا عظیم الشان کلام کسی پر نازل ہوسکتا ہے۔یہ نزول وحی کا ایک انفرادی واقعہ تھا۔نہ حضرت محمدﷺ ایسا انسان دوبارہ دنیا میں پیدا ہوا اور نہ ہی ایسی عظیم الشان وحی کسی انسان پر نازل ہو۔وحی والہام کا سلسلہ تو ہمیشہ جاری وساری ہے۔یہ سلسلہ بند نہیں ہوسکتا۔ہاں البتہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ ''جیسی رُوح ویسے فرشتے'' اسی طرح جیسا کسی کا کوئی روحانی مقام ہوگا اُسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اُس سے کلام بھی فرمائے گا۔جہاں تک وحی والہام کے معنی کا تعلق ہے تو ان کے لغوی معانی فقط کسی کو کوئی چیز سمجھانا،خفیہ اشارہ کرنا،دل میں ڈالنا اور حکم دینا کے ہیں اور اس کی لامحدود اقسام ہیں۔مثلاً وحی متلو اور وحی غیر متلو،وحی جلی اور وحی خفی،وحی تسخیر،کشف اور خواب وغیرہ۔چند وحی کی مثالیں قرآن مجید سے دیتا ہوں۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴،صفحہ نمبر ۴)

اس تحریر میں جنبہ صاحب تین باتیں بیان فرمارہے ہیں۔

نمبر ۱

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ عام طور پر وحی اور الہام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآنی وحی کی طرح لکھی ہوئی کوئی تحریر ہوتی ہے۔جو اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر نازل فرمادیتا ہے۔وحی اور الہام کے متعلق ایسا فہم اگرچہ درست ہے لیکن کچھ تشریح طلب ہے۔

الجواب:

وہ احباب جن کا مذہب سے تعلق ہے ان کا ایسا کوئی خیال نہیں ہے کہ وحی یا الہام لازماً کسی تحریر کی شکل میں ہوتا ہے۔ نہ ہی خدا تعالیٰ یا آپ کے کسی مامور نے یہ فلسفہ پیش کیا ہے۔ اور نہ ہی قرآن پاک کسی تحریر کی شکل میں نازل ہوا تھا۔ یہ فہم کسی فلاسفر کا ہی ہو سکتا ہے۔ ہر ذی شعور کو اس کا علم ہے کہ قرآن پاک وہ کلام اللہ ہے جو یا تو حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوا یا خدا تعالیٰ نے براہ راست آنحضرت ﷺ پر نازل فرمایا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جب بھی قرآن پاک کا کوئی حصہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتا تو آپؐ صحابہ کو یہ کلام سناتے۔ اور بعض صحابہ انہیں مختلف چیزوں پر تحریر کر لیتے۔ قرآن پاک کا کوئی ایک لفظ بھی تحریری شکل میں نازل نہیں ہوا۔ ہر شخص جس نے اسلام کے متعلق تھوڑا سا بھی پڑھا ہے اسے علم ہے کہ قرآن پاک کو رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کتابی یا تحریر کی شکل میں اکھٹا کیا گیا۔ اور اس کے بعد اس پر اعراب لگائے گئے۔

البتہ توریت اور قرآن پاک سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کچھ احکامات تختیوں پر تحریری شکل میں نازل فرمائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝

اس نے کہا اے موسیٰ! یقیناً میں نے تجھے اپنے پیغامات اور کلام کے ذریعہ سب لوگوں پر فوقیت بخشی ہے۔ پس اُسے پکڑے رکھ جو میں نے تجھے دیا اور شکر گزاروں میں سے ہو جا۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ۝

اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ہر چیز لکھ رکھی تھی (جو) بطور نصیحت تھی اور ہر چیز کی تفصیل بیان کرنے والی تھی۔ پس مضبوطی سے اسے پکڑ لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس تعلیم کے بہترین پہلوؤں کو تھامے رکھیں۔ میں عنقریب تمہیں فاسقوں کا گھر بھی دکھا دوں گا۔

(سورۃ الاعراف ۷: ۱۴۵، ۱۴۶)

نمبر ۲

جنبہ صاحب لکھتے ہیں: جہاں تک قرآن کریم کی وحی کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی وحی متلو ہے جس کو صرف اور صرف آنحضور ﷺ کے عظیم اور پاک دل نے برداشت کیا۔ ایسی وحی کی مثال نہ تو قرآن کریم کے نزول سے پہلے کی وحیوں میں سے دی جا سکتی ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے نزول کے بعد ایسا عظیم الشان کلام کسی پر نازل ہو سکتا ہے۔ یہ نزول وحی کا ایک انفرادی واقعہ تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک ایک عظیم الشان خدائی کلام ہے۔اس کی نذیر پہلے کلاموں میں نہیں ملتی۔ لیکن یہ وحی کی وہی قسم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے انبیاء سے کلام کیا۔اور یہ نزول وحی کا انفرادی واقعہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۚ

ہم نے یقیناً تیری طرف ویسے ہی وحی کی جیسا نوح کی طرف وحی کی تھی اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف۔اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی طرف اور (اس کی) ذریّت کی طرف اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف۔اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

(سورۃ النساء ۱۶۴:۴)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر ایسے مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

(سورۃ النمل ۱۶:۴۴)

ہم سے پہلی قوموں نے اپنے انبیاء کو بشر سے خدا بنادیا۔ مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کی نسبت طرح طرح باتیں منسوب کردیں۔ ایسے ہی جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو ہونے والی وحی انفرادی نوعیت رکھتی ہے۔ایسی باتوں سے آہستہ آہستہ بعض ایسے عقائد پیدا ہوجاتے ہیں جو حقائق سے دور لے جاتے ہیں اور بعض اوقات ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں۔

نمبر ۳

جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں: جہاں تک وحی والہام کے معنیٰ کا تعلق ہے تو ان کے لغوی معانی فقط کسی کو کوئی چیز سمجھانا، خفیہ اشارہ کرنا، دل میں ڈالنا اور حکم دینا کے ہیں اور اس کی لا محدود اقسام ہیں۔

مذہبی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا اپنی تخلیق سے ہمکلام ہونے کو وحی یا الہام کا نام دیا گیا ہے۔ایک انسان کا دوسرے انسان سے ہمکلام ہونے کو وحی یا الہام کا نام نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وحی کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔مندرجہ ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ وہ اپنے مامورین کے ساتھ تین طریقوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔اور ان میں سے سب سے مقبول طریقہ براہ راست ہمکلام ہونا اور اپنے فرشتوں کے ذریعہ ہمکلام ہونا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ

اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اِذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ ۵۲:۴۲)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ پر ہونے والے الہامات بھی اس بات کی سچائی کا ثبوت ہیں۔

لیکن جنبہ صاحب اللہ تعالیٰ کے ہمکلام ہونے کے صرف ایک طریقہ ''دل میں ڈالنا'' سے واقف ہیں۔ اس لئے وہ اسے ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور خود کو سچا ثابت کرنے کے چکر میں مختلف حیلوں کا سہارہ لینے کو کوشش کرتے ہیں۔ اور بات بننے کی بجائے اور بگڑ جاتی ہے۔

الہام کی بابت جنبہ صاحب کا تیسرا فلسفہ

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۵۰ جو آپ نے محترم غلام احمد صاحب (محمود ثانی) کے ایک مضمون 'سیدنا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت' کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور اِلہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور اِلہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی اِلہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی اِلہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا اِلہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔
اب سوال یہ ہے کہ کس دلیل کی بنیاد پر بعض لوگوں یا بعض مسلمانوں نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی (مسیح و مہدی) کو قبول کیا تھا۔؟ مسیح موعود کے دعویٰ کیلئے دلیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر انکشاف فرما دیا کہ لوگوں میں جو یہ خیال پایا جاتا ہے کہ دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے موسوی مریم کا فرزند حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری صلیب سے بچ کر یا زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اور اب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانہ میں اُسی اسرائیلی مسیح ابن مریم نے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نزول فرما کر اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنا ہے۔ یہ ایک غلط عقیدہ ہے۔ یہ صرف لوگوں کا اپنا خیال ہے۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ کوئی آسمان پر نہ گیا ہے اور نہ ہی جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی نے آسمان سے نازل ہونا ہے اور قرآن کریم اس خود تراشیدہ خیال کو جھٹلاتا ہے۔ اب جب مسلمانوں میں صدیوں سے رائج آسمان سے نزول مسیح ابن مریم کے متعلق متفقہ عقیدے کا باطل ہونا از روئے قرآن کریم ثابت ہو گیا۔ تو اس ثبوت کیساتھ ہی جس برگزیدہ بندے پر اللہ تعالیٰ نے وفات مسیح ابن مریم کی حقیقت کا اِنکشاف فرمایا تھا آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُس کا دعویٰ مسیح موعود نہ صرف قابل غور ہو گیا بلکہ یہ اُسکی صداقت پر ایک دلیل بھی تھی۔ اسی طرح حضورؑ کے مہدی معہود کے دعویٰ کے بعد جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ماہِ صیام میں مقررہ تواریخ میں خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہو گیا تو یہ واقعہ مدعی مہدویت کی صداقت پر ایک دلیل تھا۔

الجواب:

آپ کے ارشاد کے مطابق اگر خواب، کشوف اور الہامات کسی کی سچائی کی دلیل نہیں ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آکر پہلے کس کی بابت کوئی دعویٰ پیش کیا تھا۔ جس کو سچا ثابت کرنے کے بعد آپ کی سچائی ثابت ہوئی تھی۔ اور ایسے ہی جو بقیہ انبیاء کرام آئے ہیں انہوں نے پہلے کون سی بات بتلائی تھی۔ سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے کس کی بابت پہلے بتلایا تھا اور اس دعویٰ کے سچا ثابت ہو جانے کے بعد لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ مدینہ کے لوگ جو حج کی غرض سے مکہ آئے تھے وہ تو آپ ﷺ کو جانتے تک نہیں تھے۔ آپ نے ان کے سامنے گزشتہ انبیاء کی پیشگوئیاں اور اپنے الہامات ہی رکھے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں بیعت لی۔ اس پہلی بیعت میں شامل ہونے والے کون سے آپ کے دوست تھے۔ یہ تمام وہ لوگ تھے جو آپکو حضرت محمد ﷺ کی احادیث کے مطابق آپ کے دعاوی میں سچا مانتے تھے اور آپ کی مریدی میں داخل تھے اور بارہا اصرار کر چکے تھے کہ ہماری بیعت لیں۔

خسوف و کسوف کا واقعہ منکرین کے لئے اتمام حجت کے لئے تھا۔ کیونکہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ نشان دیکھ کر سوائے متقیوں کے کبھی کوئی ایمان نہین لاتا۔

ہاں البتہ جھوٹے دعویداروں کو ماننے والے ان کے ہم خیال ایک مخصوص ٹولے کے سوا اور کوئی نہیں ہوتے۔ میری اس بات کے ثبوت کے لئے ریکارڈ میں موجود جھوٹے دعویداروں کے حالات پڑھ کر دیکھ لیں۔

محترم جنبہ صاحب اپنے مندرجہ بالا دعویٰ کی اسی مضمون کے صفحہ نمبرے پر خود ہی نفی فرما رہے ہیں۔ اور وہی فرما رہے ہیں جو خاکسار اوپر درج کر آیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

آگے مضمون نگار لکھتے ہیں۔ ”تاہم حتمی طور پر ان مرسلین کیلئے بھی معیارِ صداقت وہی رہتا ہے جو کہ عمومی طور پر دوسرے عام مرسلین کیلئے ہے۔“

الجواب۔ قرآن کریم کے نزول سے پہلے جتنے بھی مرسل دنیا میں آئے تھے۔ اِن سب کا قرآن کریم مصدق ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کی پیشگوئی جو توریت (استثنا باب ۱۸ آیت نمبر ۱۸۔ میں اُن کیلئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دونگا وہی وہ اُن سے کہے گا) میں موجود ہے۔ اِسی پیشگوئی کے مطابق آنحضرت ﷺ کی صداقت کا معیار بھی قرآن کریم (سورۃ مزمل آیت نمبر ۱۶۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا) میں موجود ہے۔ اسی طرح اُمت محمدیہ میں آنحضرت کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہونیوالے مہدی و مسیح موعودؑ کے صدق کے معیار بھی قرآن کریم میں موجود ہیں اور اِنکی روشنی میں ہی مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو بطور مہدی و مسیح موعود قبول فرمایا تھا۔ خاکسار اِن کا ذکر پہلے کر چکا ہے۔ سو واضح ہو کہ جماعت احمدیہ میں نزول فرمانے والے زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا معیار بھی قرآن کریم اور وہ مبشر الہامات ہیں جن میں اُسکی بشارات دی گئی ہیں۔ علاوہ اِسکے دیگر خود ساختہ معیاروں کی نہ کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی کوئی قدر و قیمت۔ اب سوال ہے کہ کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفہ ثانی) کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں سچا ثابت کیا جا سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ مضمون نگار صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں۔

دوسروں سے الہام کی ڈیمانڈ

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چلا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔ کیا آپکو الہام ہوا تھا۔ اور اگر آپ کو الہام ہوا تھا تو وہ الہام جماعت کے لوگوں کو کیوں نہیں بتایا اور دکھایا گیا؟۔ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپ یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(۲) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چلا کہ اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں دعوی کی ضرورت نہیں؟ اور اگر آپ کو اس بات کا الہام نہیں ہوا تھا تو پھر آپکے بقول آپکی اس پیشگوئی میں عدم دلچسپی کے باوجود آپ اس الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۳)

الجواب۔ کون کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر صاحب نافلہ موعود تھے۔؟ کیا مرزا ناصر صاحب کو اپنے نافلہ موعود ہونے کا اِلہام ہوا تھا۔؟ اگر ہوا تھا تو وہ اِلہام کہاں ہے۔؟ کیا مرزا ناصر نے نافلہ موعود ہونے کا کوئی دعویٰ کیا تھا۔؟ اگر اُنہوں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا تھا تو پھر کہاں ہے وہ دعویٰ۔؟ خاکسار آپ سب کو کھلم کھلا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نافلہ یعنی پوتے کی بشارت نہیں بخشی تھی۔ خاکسار موعود نافلہ غلام کی گذشتہ صفحات میں کافی تشریح کر چکا ہے۔ آپ لوگ عقل سے کام لو اور خدائی کاموں میں دخل اندازی چھوڑ دو۔ اناں ونڈے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنیاں نوں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۲۴)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔ ’کیا مرزا ناصر احمد صاحب کو اپنے نافلہ موعود ہونے کا الہام ہوا تھا؟ اگر ہوا تھا تو وہ الہام کہاں ہے؟‘

محترم جنبہ صاحب! دوسروں کی فکر بعد میں کریں پہلے اپنے گریبان میں جھانک لیں۔ ہم بھی آپ سے یہی پوچھتے ہیں۔

1. آپ نے دعویٰ مجددیت کیا ہے۔ آپ کو اس کے لئے کون سا الہام ہوا ہے؟
2. آپ نے جو یہ دعویٰ غلام مسیح الزماں ہونے کا کیا ہے۔ اس کے لئے آپ کو کون سا الہام ہوا تھا؟
3. آپ نے موعود زکی غلام ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے لئے آپ کو کون سا الہام ہوا ہے؟
4. آپ نے مسیح ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کو اس کا کون سا الہام ہوا ہے؟
5. اب تو آپ نے امتی نبی ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا ہے۔ اس کے لئے کون سا الہام ہوا ہے؟

اور اگر کوئی آپ سے الہام کا پوچھ بیٹھے تو اسے کیا جواب دیتے ہیں۔

خان صاحب! آپ میرے الہام اور اسکے گواہ کے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپکو بھی کوئی الہام ہوا ہے؟ کیا آپ وحی والہام میں صاحب تجربہ ہیں؟ میرے خیال میں آپ صاحب تجربہ نہیں۔ جب آپ وحی والہام کے میدان میں صاحب تجربہ ہی نہیں تو پھر خاکسار بھینس کے آگے کیا بین بجائے؟ میں آپکو بتاتا چلوں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو اچانک لمحہ بھر میں اسکو خبر دے دیتا ہے اور اس طرح اس عبداللہ کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ہ (یٰسین۔۸۳) ترجمہ۔ اس کا معاملہ تو یُوں ہے کہ جب کبھی وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں چیز ہو جائے وہ اس کے بارہ میں کہہ دیتا ہے کہ اس طرح ہو جائے اور وہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔
سچے خواب بھی وحی والہام کی ایک قسم ہے۔ میرے دعوی غلام مسیح الزماں کی بنیاد بھی ایک سچی خواب پر ہی ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل دو باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۱۰)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کے بارہ میں غلط فہمی کا شکار ہیں۔ بقول شاعر

؎ تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو　　　دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت احمدیہ کی ایک بڑی تعداد وحی والہام کے تجربے سے آشنا ہے۔ اور جو اس راہ کے مسافر نہیں بھی ہیں انہوں نے اس راہ کے شاہ سواروں کو دیکھا ضرور ہوا ہے۔ اگر کسی کو الہام نہیں ہوتے تو اُس نے الہام ہونے والے لوگوں کو دیکھا اور سنا ہوا ہے۔ ہم بفضل خدا حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والے ہیں۔ اور آپؑ نے ہمیں علم اور شعور دیا ہے۔ اس لئے ایسے جواب دے کر جان نہ چھڑائیں۔ جو الہامات خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ اپنے اندر ایک شوکت اور عظمت رکھتے ہیں۔

ویسے جن باتوں کو آپ نے الہام کا نام دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی باتوں اور تجربوں سے ہر احمدی ہی گزرتا ہے۔ سچے احمدی کے لئے ان تجربات سے گزرنا معمولی بات ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ اسی لئے تشریف لائے تھے کہ لوگوں کا خدا سے ایک زندہ تعلق قائم کر دیں۔ اور زندہ تعلق تب ہی ممکن ہے جب بندہ اپنے خدا سے اور خدا اپنے بندہ سے ہمکلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں اسی دعا کے کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ ہمیں ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔

خدا کے یہ ولی اعلیٰ ظرف کے مالک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو لوگوں کے آگے بیان نہیں کرتے پھرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

۱۵ر نومبر ۱۹۰۰ء:۔ ”نبی اور ولی کی عبادات میں فرق: خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی رفتار بہت ہی سست اور دھیمی ہے، اگر کسی زاہد کو فاسق کہہ دیا جاوے تو اسے ایک لذت آجائے گی اس واسطے کہ وہ راز جو اس کے اور اس کے محبوب و مولیٰ کے درمیان ہے وہ مخفی معلوم دے گا۔ صوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جبکہ عین عبادت میں مصروف ہو اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ کر کے کسی حجرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اس پر چلا جاوے تو وہ ایسی طرح شرمندہ ہو جاوے گا جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے۔ جیسے کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذت آتی ہے۔ اسی طرح پر دیانت دار کو کسی کے بددیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیے۔

ہاں! انبیاء میں ایک قسم کا استثنیٰ ہوتا ہے، کیونکہ اگر وہ اپنی عبادت اور افعال کے چھپائیں تو دنیا ہلاک ہو جاوے۔ مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو اور کوئی کہے کہ کہ دیکھو اس نے نماز نہیں پڑھی تو اس کو چپ رہنا مناسب نہیں ہوتا اور اس کو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ نہ کہے، دوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات کا ایک حصہ ظاہر طور پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے تاکہ ان کو سکھاویں۔ یہ ریا نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے

کہ خضر نے ایسے کام کیوں کئے جن میں شریعت کی خلاف ورزی کا مظنّہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خضر صاحب شریعت نہ تھا۔ ولی تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے لئے دو نو حصے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو سِراًوَّ عَلَانِیَۃً نیکی کرنے کا حکم ہے۔"

(ملفوظات ایڈیشن ۲۰۱۶، جلد دوئم، صفحہ ۲۴، ۲۵)

محترم جنبہ صاحب! مامورین اسی لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو جن باتوں کا علم نہ ہو، انہیں اس کا علم دیں۔ ہمیں بتائیں کہ الہام اس طرح ہوتے ہیں۔ گزشتہ صفحات پر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات درج کئے ہیں۔ آپؑ کیونکہ صاحبِ تجربہ تھے۔ اس لئے آپؑ نے وحی و الہام کی حقیقت کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

دوسروں سے لڑنے کی بجائے آپ کو چاہیئے کہ اگر آپ واقعی خدا کی طرف سے ہیں اور اپنے دعوؤں میں سچے ہیں تو اس کے لئے خدائی تصدیق سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ بلا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔"

(ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۸، جلد ۵، صفحہ ۵۵۴)

جنبہ صاحب پر ہونے والے الہامات کی نوعیت

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے تین طریقوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔

۱۔ پردے کے پیچھے سے ہمکلام ہونا جیسے خواب وغیرہ۔ دل میں کوئی بات ڈالنا۔

۲۔ بلاواسطہ ڈائریکٹ ہمکلام ہونا۔

۳۔ کسی پیغام رساں یعنی فرشتوں کے ذریعے۔

جنبہ صاحب خود پر ہونے والے الہام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جب میں نے ''نیکی اور مظہر'' کے عنوان کے تحت نیکی اور اُسکے اشیاء کیساتھ تعلق کے بارے میں لکھنا شروع کیا تو مجھے متذکرہ بالا دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اِلہاماً بتایا گیا کہ یہ دونوں (قانون بقائے مادّہ اور مادّے کی تین حالتیں) نظریات غلط ہیں۔ اور یہ اِلہام بھی ایسے ہی ہوئے تھے جیسے نیوٹن (Newton) نے جب سیب کو گرتے دیکھا تو اُسکے دل میں غیب سے ڈالا گیا کہ نیوٹن یہ سیب سیدھا زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ یہ پہلوؤں کی طرف کیوں نہیں گرا یا اُوپر کی طرف کیوں نہیں گیا۔؟

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۲۷۱)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ انہیں بھی ایسے ہی الہام ہوئے تھے جیسے الہام نیوٹن کو ہوا تھا۔ نیوٹن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ یہ سیب سیدھا زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ اور اس سوچ کے نتیجہ میں نیوٹن نے Gravitational Force کا فارمولا ایجاد کیا۔ یہ واقعہ صرف نیوٹن کے ساتھ ہی نہیں ہوا۔ بلکہ ہر سائنسدان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کے دل میں بات ڈالی۔ اور اس کے نتیجہ میں کوئی چیز ایجاد ہو گئی۔ مگر یہ وحی وحی نبوت یا ماموریت نہیں ہے۔

الہام کی یہ وہ قسم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہر کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ہر جستجو کرنے والے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور صاحبِ شعور لوگوں نے خدا کی طرف سے ہونے والی اس رہنمائی کے نتیجہ میں کبھی ماموریت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اس طرح رہنمائی کرکے ایک تو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مدد کرتا ہے جو کسی بھی چیز کی سچے دل سے جستجو کرتا ہے۔ نیز اس طریق سے وہ اپنے ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ آج وہ لوگ جو خدا کو سائنس کی بنیادوں پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے لئے سائنس دانوں کے یہ واقعات ہستی باری تعالیٰ کے ہونے کے ناقابل تردید ثبوت ہیں۔

میری لکھی گئی یہ کتاب بھی ایسے ہی خدا کے فضلوں کی بدولت ہے۔ میرا اتنا علم نہیں۔ مگر جب جب میں نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی اور مدد چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بات کا جواب سمجھا دیا۔ حوالوں کو ڈھونڈنے میں غیب سے مدد فرمائی۔ ایسی ایسی باتیں بتائیں جن کا مجھے پہلے علم نہیں تھا۔ بہت سے حوالے میں نے زندگی میں پہلی بار پڑھے اور دیکھے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے مامورین سے ہمکلام ہونے کا طریق اس سے مختلف ہے۔ وہ ان کے ساتھ فرشتوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے یا بلاواسطہ کلام کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ سچے الہامات کی بابت ارشاد فرماتے ہیں۔

''سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کر سکتا ہے۔ اے صوفیو!!! اور اس مہوّسی کے گرفتارو۔ ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے:۔

1. وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہٰذا تم بھی اس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔
2. سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔
3. سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔
4. سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔
5. سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔
6. سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

7. سچاالہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔ وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

8. سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

9. سچاالہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

10. سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۸۹، ۴۹۰)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور جنبہ صاحب

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف الہامات کو بیان کر کے ان کا خود پر اطلاق کیا ہے۔ ایسے ہی بعض الہامات پیش کر کے ان کے اپنی مرضی کے معنی پیش کئے ہیں۔ ان پر بات کرنے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے بارے میں جنبہ صاحب کی ایک رائے پیش خدمت ہے

اِنِّی مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ

الجواب۔ عرض ہے کہ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء کے بعد اور ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء سے پہلے دسمبر کی کسی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر اٹھارہ (۱۸) الہامات نازل فرمائے تھے۔ اور یہ الہامات تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۳۰ پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس الہام اِنِّی مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ کے متعلق خاکسار نے ایم ٹی اے پر مولوی دوست محمد شاہد صاحب کے ایک انٹرویو (Interview) میں سُنا تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے کچھ اس طرح بیان کیا تھا کہ ایک رات کو میرے ذہن میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا یہ الہام اِنِّی مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ آیا تو اگلے دن میں نے اس الہام کو دربارِ خلافت میں بذریعہ ای میل پیش کر دیا وغیرہ۔ بعد ازاں نظام جماعت نے حضورؑ کے اس الہام کی خوب تشہیر کی۔ اب سوال یہ ہے کہ مورخِ احمدیت کا اس الہام کو دربارِ خلافت میں پیش کرنے کا مقصد کیا تھا؟ پہلا مقصد تو غالباً اُن کا یہ ہوگا کہ وہ خلیفہ خامس کو دکھا سکیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس الہام میں آپ کا نام یعنی مسرور موجود ہے اور اس طرح افرادِ جماعت کو قائل کیا جا سکے گا کہ آپ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ دوسرا مقصد غالباً ان کا اپنے دنیاوی مفادات کا تحفظ کرنا اور اپنے اور اپنے خاندان کو دربارِ خلافت میں منظورِ نظر بنانا ہوگا۔

اس عاجز کے خیال میں اس الہام میں مرزا مسرور صاحب کا ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ہی مسرور کہا ہے اور اس نام سے آپؑ کو ہی پکارا ہے۔ یاد رہے کہ صرف نام کی مماثلت سے کوئی احمدی کسی الہام کا مصداق نہیں بن سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی احمدی کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے کسی الہام کا مصداق بنانا ہوتا ہے تو وہ باقاعدہ دلیل کیساتھ بناتا ہے۔ اگر مورخِ احمدیت نے اس الہام کو دربارِ خلافت میں اس غرض سے پیش کیا تھا کہ اس میں مرزا مسرور صاحب کے نام کا ذکر ہے اور وہ اس الہام کے مصداق ہیں تو وہ اس کی دلیل بھی پیش کرتے؟ یا اگر مرزا مسرور احمد صاحب سمجھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس الہام میں اُن کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر اس کا انکشاف فرمایا ہے کہ وہ اس الہام کے مصداق ہیں تو وہ بھی اپنے کسی خطبہ میں اسکی دلیل پیش کرتے؟ لیکن آج تک نہ مورخِ احمدیت نے اسکی کوئی دلیل پیش کی ہے اور نہ ہی مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے کسی خطبہ میں اس کا اعلان کیا ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ مورخِ احمدیت کا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس الہام کو دربارِ خلافت میں پیش کرنے اور نظامِ

(آرٹیکل نمبر ۳۶، صفحہ نمبر ۴)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔ ''اس عاجز کے خیال میں اس الہام میں مرزا مسرور صاحب کا ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ہی مسرور کہا ہے اور اس نام سے آپؑ کو ہی پکارا ہے۔ یاد رہے کہ صرف نام کی مماثلت سے کوئی احمدی کسی الہام کا مصداق نہیں بن سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی احمدی کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے کسی الہام کا مصداق بنانا ہوتا ہے تو وہ باقاعدہ دلیل کیساتھ بناتا ہے۔''

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ جنبہ صاحب اپنی کہی اس بات پر خود کتنا عمل کرتے ہیں۔

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل الہامات کو اپنی ویب سائٹ کے مین پیج پر لگا کر ان کا خود پر اطلاق کیا ہے

حوالہ نمبرا:-

(۱) ۱۵۔نومبر ۱۸۹۸ء

''اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔مَالَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ اِنِّیْ مَعَکُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ ''ترجمہ۔میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔پس تم صبر کرو اِس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔اور ان لوگوں پر ذلّت طاری ہوگی۔اللہ (کے عذاب) سے اُنہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔پس تم صبر کرو اُس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔یقیناً میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔(تذکرہ صفحہ ۲۶۹ ایڈیشن چہارم۔بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رجسٹر محاورات العرب اور یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے)

(۲) دسمبر ۱۹۰۷ء

''اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' ۔تم دونوں کی دُعا قبول کی گئی۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۳۰ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴۔دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

نوٹ:۔لفظ ''دونوں'' میں ایک تو بذات خود ملہم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ہیں اور دوسرا کون ہے؟ دوسرا حضورؑ کا موعود ''زکی غلام'' ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں ویب سائٹ کے (Letters) عنوان کے تحت خط نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴ (خواب نمبر ۱)

محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دو الہامات کو پیش کر کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان الہامات میں جو دو کا لفظ ہے اس سے مراد ایک تو حضرت مسیح موعودؑ ہیں اور دوسرے جنبہ صاحب ہیں۔اپنے اس دعویٰ کی بنیاد اپنے ایک خواب کو بناتے ہیں کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے جنبہ صاحب کو اپنے ساتھ دعا کرنے کا کہا تھا۔اس لئے جنبہ صاحب کا خیال ہے کہ اس الہام میں دوسرا شخص میں ہوں۔

جنبہ صاحب نے پہلا الہام تو پورا درج کر دیا۔ لیکن دوسرا الہام جس میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا کہ دوسرا کون ہے۔ اس کا صرف ایک حصہ درج کیا اور باقی سارا الہام رہنے دیا۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

پس کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟۔ پس تم میں سے جو ایسا کرے اس کی جزا دنیا کی زندگی میں سخت ذلّت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ سخت تر عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور اللہ اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔

(سورۃ البقرۃ ۲:۸۶)

جنبہ صاحب نے نامکمل حوالہ دیا تھا۔ مکمل الہام یہ ہے۔

دسمبر 1907ء

(1)" اِنِّی مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ۔ اَحْمِلُ اَوْزَارَکَ (2) میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں (3) اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ (4) وَقَعَ وَاقِعٌ وَّ ھَلَکَ ھَالِکٌ (5) وَضَعْنَا النَّاسَ تَحْتَ اَقْدَامِکَ (6) وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (7) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکَ (8) سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ (9) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ (10) اِنِّیْ مَعَکَ یَآ اِبْرَاھِیْمُ (11)2اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ الْاَعْلٰی (12) اخْتَرْتُ لَکَ مَا اخْتَرْتَ (13) بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید (14) ستائیس کو ایک واقعہ3(ہمارے متعلق) اَللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (15) خوشیاں منائیں گے (16)4 بَعْدَ سَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ (17) صَلٰوتُکَ خَیْرٌوَّاَبْقٰی۔ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ (18) دَخَلْتُمُ الْجَنَّۃَ وَمَا عَلِمْتُمْ مَا الْجَنَّۃُ ذَالِکَ الْیَوْمُ الْاٰخِرُ۔"

(بدر جلد6 نمبر51 مؤرخہ 19 دسمبر 1907ء صفحہ 4'5۔ الحکم جلد 11 نمبر 46 مؤرخہ 24 دسمبر 1907ء صفحہ 4)

ترجمہ: (۱) میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا (۳) اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں (۴) ایک واقعہ وقوع میں آئے گا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گا (۵) ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھ دیا (۶) ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اور تیرے ذکر کو بلند کیا (۷) تیری دعا قبول کی گئی (۸) عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے۔ گردونواح میں اور خود ان میں (۹) تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے (۱۰) میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم (۱۱) میں تیرا رب اعلیٰ ہوں (۱۲) میں نے تیرے لئے وہ امر پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا (۱۳) خوشی و خرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آ گیا (۱۴) ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے (۱۵) خوشیاں منائیں گے (۱۶) ایک سال کے بعد (۱۷) تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ تیری دعا ان کے لئے آرام کا موجب ہے (۱۸) تم داخل ہو گے بہشت میں اور تم جانتے ہو کہ کیا چیز ہے بہشت، یہ آخری دن ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۶۳۰)

مندرجہ بالاالہام کا مصداق اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہو سکتے ہیں۔ جنبہ صاحب نہیں ہو سکتے کیونکہ جنبہ صاحب کے مطابق اس کے اول مصداق حضرت مسیح موعودؑ ہی ہیں۔ آپؑ کے بعد اُن کا سچا جانشین اور خلیفہ ہی اس کا مصداق ہو سکتا ہے۔ دوسرا جنبہ صاحب نے اس الہام کے ایک حصہ کو اپنی ویب سائیٹ پر ڈالا ہی نہیں۔ اور وہ حصہ جو انہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا اس کو لکھ کر خود پر چسپاں کر لیا۔ یہاں پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں'' اور اس کے ساتھ ہی اگلا فقرہ ہے ''ایک واقعہ وقوع میں آئے گا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گا''۔ یہ فقرہ قابل غور ہے۔ جو انشاءاللہ جلد بڑی شان سے پورا ہو گا۔

حوالہ نمبر ۲:-

(۴) ۲۔اکتوبر ۱۹۰۵ء

''دیکھا کہ ایک مکان ہے۔ اُس پر چڑھنے کیلئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں۔ اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اِس زینہ پر چڑھتا ہوں مگر چڑھ نہیں سکتا۔ اتنے میں اُوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہنچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ دور ہے۔ کوئی دو تین سَو گز کا فاصلہ ہے۔ پس ہم اُس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے۔ میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔'' (تذکرہ صفحہ ۴۸۳۔ بحوالہ بدر جلد ا نمبر ۲۷ مورخہ ۶۔اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ا)

اس الہام میں جس غفار خدمتگار کا ذکر ہے۔ اسے جنبہ صاحب خود سے منسوب کرتے ہیں۔ اگر بفرض محال یہاں جنبہ صاحب کا ہی ذکر ہے تو پھر وہ اس الہام کو دوبارہ غور سے پڑھیں اور حضورؑ نے انہیں جو ارشاد فرمایا ہے اس پر عمل کریں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔ 'میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل'۔ حضور نے یہ الفاظ غفار کو کہے ہیں لیکن جو دوسرا سوار ہے اور آگے آگے جا رہا ہے اسے منع نہیں فرمایا۔ اس میں بھی آپ کے لئے سبق ہے۔ وہ سوار خلیفہ وقت ہے۔ جو آج حضورؑ اور حضورؑ کی جماعت کی حفاظت کر رہا ہے۔ جنبہ صاحب اس حکم پر عمل کریں اور آگے نکلنے کی بجائے جماعت کے ساتھ ساتھ چلیں۔ آپ نے تو حضورؑ کے دعوؤں کا انکار کر کے خود کو مسیح عیسیٰ ابن مریم بنا لیا ہے۔ اور نبوت کے دعویدار بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضورؑ کی نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ نمبر ۳:-

محترم جنبہ صاحب نے اپنے بعض مضامین میں اور اپنے پروگراموں میں سٹیج کے پیچھے حضورؒ کا یہ الہام لکھا ہوتا ہے۔ اس الہام کا خود پر اطلاق کرتے ہیں۔ ''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی''

(روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۴۲۹)

جنبہ صاحب! شیر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دوسروں کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ خود شکار کرتا ہے۔ پھر کھاتا ہے اور جو بچ جاتا ہے وہ دوسرے جانور کھاتے ہیں۔ مگر آپ کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو اٹھا کر اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اشعار کو خود پر لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آپ شیر ہیں تو شیروں والے کام بھی کریں۔ کچھ اپنا پیش کریں۔

حوالہ نمبر ۴:-

(۳) ۱۶۔نومبر ۱۸۹۸ء

''اِنِّیْ مَعَ الْغَفَّارِ۔ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ ''ترجمہ۔ میں غفار کے ساتھ ہوں۔ تیرے پاس اچانک آؤں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۶۹۔ بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رجسٹر محاورات العرب اور یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے)

تذکرہ میں اس الہام کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے۔ ''میں خدائے غفار کے ساتھ ہوں تیرے پاس اچانک آؤں گا''۔ اور یہی ترجمہ درست ہے۔ غفار اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ اگر صرف ''غفار'' لکھا ہو تو اس سے کسی انسان کا نام مراد لیا جا سکتا ہے۔ جیسے انگریزی زبان میں THE لگا کر اس چیز کو مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی عربی میں ال لگا کر اس چیز کو مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر غفار کے ساتھ ال بھی لگا ہو یعنی ''الغفار'' لکھا ہو تو اس سے مراد صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات مراد ہے۔ اس لئے اسے خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نسبت استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے الرحمٰن، الرحیم، الغفور، المصور وغیرہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

اس لئے اس الہام کے جو معنی جنبہ صاحب کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ بھی جنبہ صاحب نے اپنی تحریروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو درج فرما کر ان کے اپنی مرضی کے معنی کئے ہیں اور اپنی مرضی کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی کھلی منافی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا ہے۔

میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔-----------------

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ارشاد

جنبہ صاحب نے قرآن پاک، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور الہامات کے اپنی مرضی کے ترجمے کر کے ان کا بڑی بے دردی سے اپنے حق میں استعمال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے ترجمے کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

''دسمبر ۱۹۰۷ میں آریہ سماج وچھووالی لاہور نے ''**جلسہ مذاہب**'' کے نام پر ایک عام جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا اور مضمون یہ مقرر کیا کہ ''**الہامی کتاب کون سی ہو سکتی ہے**'' آریہ صاحبان نے جہاں دیگر تمام مذہبی لیڈروں کو اس جلسہ میں مضمون سنانے کے لئے مدعو کیا۔ وہاں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھی درخواست کی کہ حضورؑ بھی جلسہ کے لئے مضمون تیار فرماویں۔ حضورؑ نے مضمون لکھنے کا وعدہ فرمالیا۔ قادیان سے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کی قیادت میں ایک وفد اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے گیا۔ حضورؑ کے مضمون کا پہلا حصہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ نے اور دوسرا حصہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ نے پڑھ کر سنایا۔ یہ مضمون حضرت اقدسؑ کی کتاب ''چشمہ معرفت'' کے آخر میں چھپا ہوا موجود ہے۔

مضمون کے آخری حصہ میں چونکہ حضرت اقدسؑ کے بعض الہامات درج تھے۔ اس لئے سامعین نے خواہش کی کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ ان الہامات کا ترجمہ بیان فرمائیں۔ آپؓ نے اپنے امام کا انتہائی ادب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں۔ لیکن حاضرین کی خواہش پر میں اپنی سمجھ کے مطابق ترجمہ سنا دیتا ہوں مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں اور نہ اُس پر یہ ترجمہ حجت ہو سکتا ہے۔ اصل وہی ہوگا جو وہ خود پیش کرے گا۔"

یہ الفاظ جہاں اس ادب کو ظاہر کرتے ہیں جو آپ کے قلب مطہر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پایا جاتا تھا وہاں آپ کے کمال انکسار پر بھی شاہد ہیں کہ باوجود ترجمہ کرنے کے آپ نے فرمایا کہ اصل ترجمہ وہی ہوگا جو ہمارا امام خود پیش کرے گا۔"

(حیات نور، باب چہارم، صفحہ نمبر ۳۰۶، ۳۰۷)

مباہلہ

مباہلہ کی تعریف

قرآن پاک میں مباہلہ کے حوالے سے دو آیات پائی جاتیں ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے متعلق رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے یوں فرماتا ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

پس جو تجھ سے اس بارے میں اس کے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو کہہ دے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفوس کو اور تمہارے نفوس کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(سورۃ آل عمران ۳:۶۲)

اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

تو کہہ دے کہ اے لوگو جو یہودی ہوئے ہو! اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ سب لوگوں کے سوا ایک تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنّا کرو، اگر تم سچے ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ

اور وہ ہرگز اس کی تمنّا نہیں کریں گے بسبب اس کے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

(سورۃ الجمعہ ۶۲:۷،۸)

حضرت مسیح موعودؑ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔''

(اربعین نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۹ حاشیہ)

''میرے نزدیک مباہلہ تحریری بھی ہو سکتا ہے۔''

(تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات، جلد نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۱۱۲)

''صلحا کی سنت قدیمہ سے ثابت ہے کہ مباہلہ کی غایت میعاد ایک سال تک ہوتی ہے سو ہم بدیہی ثبوت اپنے پاس رکھتے ہیں کہ جن برکات کو ہم نے اپنی نسبت لکھا ہے وہ ایک سال کے اندر ہی ہم پر وارد ہوئیں۔''

(انوار الاسلام، صفحہ نمبر ۳۲، حاشیہ)

''اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہراویں۔ وہ ایک جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ فقل تعا لوا میں تعالوا کے لفظ کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے۔ سو اس نے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مباہلہ کے لئے بلایا ہے نہ شخص واحد کو بلکہ من حا جک کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دے کر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اس کو کہہ دو کہ ایک جماعت بن کر مباہلہ کے لئے آویں۔ سو اسی بنا پر ہم نے جماعت کی قید لگا دی ہے۔ جس میں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا۔ مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ نمبر ۳۵،۳۶)

''اب اس تمام بیان سے بوضاحت کھل گیا کہ مسنون طریق مباہلہ کا یہ ہے کہ جو شخص مباہلہ کی درخواست کرے۔ اس کے دعوے کی بنا ایسے یقین پر ہو جس یقین کی وجہ سے وہ اپنے فریق مقابل کو قطعی طور پر مفتری اور کاذب خیال کرے اور اس یقین کا اس کی طرف سے بصراحت اظہار چاہیئے۔ کہ میں اس شخص کو مفتری جانتا ہوں۔ نہ صرف ظن اور شک کے طور سے بلکہ کامل یقین سے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں ظاہر فرمایا ہے۔ پھر ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ نے دلائل بینہ سے بخوبی عیسائیوں کو سمجھا دیا کہ عیسیٰ بن مریم میں کوئی خدائی کا نشان نہیں۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو پھر مباہلہ کے لئے درخواست کی۔ اور نیز آیات موصوفہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ مباہلہ کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں۔ اگر جماعت سے کسی کو بے نیازی حاصل ہوتی تو اس کے اول مستحق نبی ﷺ تھے۔''

(تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ نمبر ۶،۵)

حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرنے والوں کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو قرآنی حکم کے مطابق سچے اور جھوٹے کا فیصلہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دیا۔

"ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے اور ایک مکار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اس کو میرا افترا خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اس نے اس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ اس کا افترا ہے اور میں اس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذاب اور دجال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذاب اور مفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین"

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۷۱، ۷۲)

ذیل میں چند مخالفین کا ذکر بڑے اختصار کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ جنہوں نے کسی بھی طریقہ سے آپ علیہ السلام کی مخالفت کی، آپؑ کی بابت بدزبانی کی، ان کا کیا انجام ہوا۔ ساتھ حوالہ درج ہے وہاں سے پورا واقعہ پڑھا جاسکتا ہے۔

براہین احمدیہ			نام کتاب	نام	حوالہ	نمبر شمار
صفحہ نمبر		جلد نمبر				
تا	از					
	71	22	حقیقۃ الوحی	مولوی غلام دستگیر	مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فیضِ رحمانی میں مباہلہ کا چیلنج دیا اور چند روز بعد مر گیا	1
	236	22	حقیقۃ الوحی	مولوی رسل بابا	مولوی رسل بابا، باشندہ امرتسر نے کتاب حیاتِ المسیح میرے رد میں لکھی، بہت بد زبانی کی، خدائی الہام کے تحت جمعہ سے قبل ۸ دسمبر ۱۹۰۲ مر گیا	2
	236	22	حقیقۃ الوحی	چراغ دین	چراغ دین ساکن جموں رسول ہونے کا دعویدار، مجھے دجال کہتا تھا، موافق پیشگوئی ۴اپریل ۱۹۰۶ مع دو بیٹوں کے طاعون سے مر گیا	3
	236	22	حقیقۃ الوحی	محمد بخش	محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ، میرا مخالف تھا۔ طاعون سے مر گیا	4
	237	22	حقیقۃ الوحی	نور احمد	میرے لئے بد دعا کی۔ خود طاعون سے مر گیا۔	5
238	237	22	حقیقۃ الوحی	مولوی زین العابدین	مباہلہ کے نتیجے میں مع بیوی اور سترہ دیگر اہلِ خانہ کے طاعون سے مر گیا۔	6
238	237	22	حقیقۃ الوحی	کریم بخش، لاہور	انتہائی بد زبانی کرتا تھا۔ جوانی میں ہی مر گیا	7
238	237	22	حقیقۃ الوحی	حافظ سلطان سیالکوٹی	شدید مخالف تھا۔ مع ۱۹افراد خانہ کے طاعون سے مر گیا	8
238	237	22	حقیقۃ الوحی	حکیم محمد شفیع، سیالکوٹ	پہلے بیعت کی پھر شدید مخالف ہو گیا مع بیوی، والدہ اور بھائی طاعون سے مر گیا	9
238	237	22	حقیقۃ الوحی	مرزا سردار بیگ سیالکوٹی	نہایت گندی زبان استعمال کرتا تھا۔ طاعون سے مر گیا۔	10
	239	22	حقیقۃ الوحی	مولوی رشید احمد گنگوہی	مخالفانہ اشتہار لکھا اور اندھا ہوا پھر سانپ کے کاٹے سے مر گیا	11

12	شدید مخالف تھا پیشگوئی کے مطابق مر گیا	مولوی شاہ دین	حقیقۃ الوحی	22	239	
13	مولوی عبد العزیز نے میری مخالفت میں گندے اشتہار لکھے اور مر گیا۔	مولوی عبد العزیز	حقیقۃ الوحی	22	239	
14	مولوی محمد نے میری مخالفت میں گندے اشتہار لکھے اور مر گیا۔	مولوی محمد	حقیقۃ الوحی	22	239	
15	مولوی عبد اللہ لودھانوی نے مخالفت میں گندے اشتہار لکھے اور مر گیا۔	مولوی عبد اللہ	حقیقۃ الوحی	22	239	
16	عبد الرحمٰن محی الدین لکھوکے نے مجھے فرعون کہا اور پیشگوئی کے مطابق مر گیا	عبد الرحمٰن محی الدین	حقیقۃ الوحی	22	239	
17	مولوی محمد حسن بھیں والا نے جھوٹے پر لعنت بھیجی اور مر گیا	مولوی محمد حسن	حقیقۃ الوحی	22	307	308
18	پہلے بیعت کی پھر شدید مخالف ہو گیا اور پیشگوئی کے مطابق مر گیا	میر عباس علی	حقیقۃ الوحی	22	307	308
19	اسلام کا شدید مخالف تھا۔ خدا نے کشف میں اس کی موت کی خبر دی اور وہ مر گیا۔	سہج رام	حقیقۃ الوحی	22	309	
20	مولوی اسمٰعیل آف علی گڑھ، شدید مخالف تھا۔ پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔	مولوی اسمٰعیل	حقیقۃ الوحی	22	242	243
21	میرے لئے بد دعا کی۔ خود مر گیا۔	مولوی نور احمد	حقیقۃ الوحی	22	375	
22	میرے بارے میں پیشگوئی کی اور اسی کے مطابق خود مر گیا۔	مرزا فقیر	حقیقۃ الوحی	22	380	384
23	عبد القادر ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور، طبیب کے نام سے مشہور، بد زبان، دعوت مباہلہ، طاعون سے مر گیا	عبد القادر	حقیقۃ الوحی	22	482	484
24	حکیم حافظ محمد دین، موضع ننکر، مباہلہ، مر گیا	حکیم حافظ محمد دین	حقیقۃ الوحی	22	484	

25	پادری عبداللہ آتھم، پہلے مسلمان تھا۔ مباہلہ ہوا اور پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔	پادری عبداللہ آتھم	انجام آتھم	22	66	
26	پنڈت لیکھرام اسلام کا شدید مخالف اور بدزبان تھا۔ پیشگوئی کے مطابق ۶ سال کے اندر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا۔	پنڈت لیکھرام	سراج منیر	12	11	28
27	پادری جان الیگزینڈر ڈوئی نبوت کا دعویدار، پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۷ء میں انتہائی رسوائی کی موت مر گیا	پادری جان الیگزینڈر ڈوئی	حقیقۃ الوحی	22	504	516
28	بابو الٰہی بخش، پہلے عقیدت مندوں میں سے تھا، پھر شیطانی الہاموں کے باعث خود کو موسیٰ کہتا تھا۔ طاعون سے مر گیا	بابو الٰہی بخش	حقیقۃ الوحی	22	533	590
29	مولوی عبدالمجید ساکن دہلی نے اپنی کتاب بیان للناس میں میری بابت مباہلہ کے طور بددعا کی اور ناگہانی موت مر گیا۔	مولوی عبدالمجید	حقیقۃ الوحی	22	597	
30	مولوی ابوالحسن (اصل نام محمد جان) نے اپنی کتاب بجلی آسمانی بر سرِ دجال قادیانی میں بددعا کی اور طاعون سے مر گیا	مولوی ابوالحسن	حقیقۃ الوحی	22	598	
31	ایک اور شخص ابوالحسن عبدالکریم نے دوبارہ یہ کتاب چھاپی اور وہ بھی طاعون سے مر گیا	ابوالحسن عبدالکریم	حقیقۃ الوحی	22	598	
32	قادیان میں ہندوؤں نے میرے خلاف ایک اخبار شبھ چنتک نکالا، بہت بدزبانی کرتے تھے۔ موافق پیشگوئی مع اپنے خاندان کے طاعون سے مر گئے۔	سوم راج	حقیقۃ الوحی	22	590	595
33		اچھر چند				
34		بھگت رام				
35	امداد علی نے درہ محمدی رسالہ لکھا اور میری بابت بددعا کی اور طاعون سے مر گیا	امداد علی	حقیقۃ الوحی	22	599	
36	فیض اللہ خان بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے جماعت کے ممبر منشی مہتاب علی صاحب سے ۱۲ جون ۱۹۰۶ء کو مباہلہ کیا اور ۱۳ اپریل ۱۹۰۷ء طاعون سے ہلاک ہو گیا۔	فیض اللہ خان	حقیقۃ الوحی	22	604	

37	فیض اللہ خان کے باپ ظفر الدین نے بھی ہماری مخالفت میں ایک نظم لکھی تھی مگر شائع کروانے سے قبل خود مر گیا تھا۔	ظفر الدین	حقیقۃ الوحی	22	604	
38	شدید مخالف تھا ایک آنکھ سے اندھا ہو گیا	اصغر علی	نزول المسیح	18	535	
39	شدید مخالف تھا دیوانہ ہو گیا۔	شاہ دین لدھیانوی	نزول المسیح	18	524	

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا مولوی الیاس ستار صاحب سے مباہلہ

محترم جنبہ صاحب نے پہلے محترم منیر احمد عظیم صاحب سے مباہلہ کیا اس کے بعد محترم ناصر احمد سلطانی صاحب سے مباہلہ کیا۔ یہ دونوں مباہلے اپنی مقررہ مدت پوری کر چکے اور ختم ہو گئے۔ اس پر بعض احمدی احباب نے جنبہ صاحب سے ان مباہلوں کے حوالے سے خط و کتابت کی۔ جنبہ صاحب نے اپنے خطبات میں بھی اس کا ذکر کیا۔

جنبہ صاحب کے ایک بہت ہی قریبی مرید محترم ڈاکٹر محمد عامر صاحب نے لوگوں کے استفسار کے نتیجے میں الزامی جواب کے طور پر مورخہ ۲۲ اپریل ۲۰۱۵ء کو ایک ویڈیو بعنوان "خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ" اپنی ویب سائٹ پر ڈالی ہے۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ

مورخہ ۳؍جون ۱۹۹۹ء کو کراچی کے ایک مربی جناب عثمان صاحب اور کراچی کے ایک غیر احمدی رہائشی مولانا الیاس ستار کے درمیان ملاقات کے وقت جناب الیاس ستار صاحب کے سوال [Can Ahmadies answer?] کے حوالہ سے قادیانی مربی صاحب نے جناب خلیفہ رابع صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے اُنکا ۱۹۸۸ء کا مطبوعہ مباہلہ کا چیلنج (نظر ثانی شدہ ۱۹۹۸ء) جناب الیاس ستار صاحب کو دے دیا۔ مولانا نے مباہلہ کا یہ چیلنج فوراً قبول کرلیا۔ لیکن برخلاف اسکے جناب مرزا طاہر احمد صاحب کہتے ہیں کہ جناب الیاس ستار صاحب نے مباحثہ کے دوران پہلے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اب قطع نظر اسکے کہ مباہلہ کا چیلنج پہلے کس نے کس کو دیا، دونوں اطراف کی طرف سے مباہلہ کا یہ چیلنج منظور کرلیا گیا تھا۔

(۲) دونوں باہم مخالف اطراف کی طرف سے مباہلہ کی شرائط پر تحریری طور پر گواہوں کی موجودگی میں دستخط کر دیئے گئے تھے۔

(۳) جناب الیاس ستار صاحب کی طرف سے کراچی میں مباہلہ کی وسیع پیمانہ پر تشہیر کی گئی اور جماعت احمدیہ قادیان نے انگلستان میں وسیع پیمانے پر مباہلہ کی تشہیر کی تھی۔

(۴) جولائی ۱۹۹۹ء میں Surrey انگلستان اسلام آباد میں جماعت احمدیہ قادیان کا چونتیسواں (۳۴) جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے جلسہ کے ۱۸ ہزار (18000) شرکاء کیساتھ جناب الیاس ستار صاحب پر اللہ کی لعنت بھیجی تھی۔

(۵) مباہلہ کے چند ہفتوں کے بعد ہی مرزا طاہر احمد صاحب مباہلہ کی لعنت کی لپیٹ میں آنا شروع ہو گئے۔ وہ بچوں کی اُردو کلاس کیساتھ ناروے کا تفریحی سفر کر رہے تھے۔ بروز جمعہ اُس کا خطبہ جمعہ اچانک نا قابل فہم ہونا شروع ہو گیا۔ وہ فوراً لندن پہنچے اور ایک مہینہ بغرض علاج communicado میں رہے۔

(۶) اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی سے گذارش ہے کہ تم ناصر سلطانی اور قمر لانبیاء فخر الرسل حضرت عبدالغفار جنبہؑ دونوں کو جھوٹے سمجھتے ہو لہٰذا اُنکے درمیان مباہلہ کے نتیجہ پر سوالات کرنے کی بجائے کیا یہ مناسب اور بہتر نہیں ہوگا کہ تم دوسروں کے مباہلوں پر تبصرے کرنے سے پہلے اپنے مرحوم خلیفہ رابع کے مباہلہ کے حوالہ سے بھی جانکاری حاصل کرلو کہ اُنکے مولانا الیاس ستار کیساتھ کیے ہوئے مباہلہ کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟ خلیفہ رابع صاحب کو تم سب خدا کا بنایا ہوا سچا سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے مولانا الیاس ستار سے مباہلہ کیا۔ اور اس مباہلہ کا دورانیہ آخر جولائی ۱۹۹۹ء سے آخر جولائی ۲۰۰۰ء تک ایک سال تھا۔

(۷) خالد واسطی اینڈ کمپنی سے ہمارا سوال ہے کہ کیا آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ پھر آپکے خدا کے بنائے ہوئے سچے خلیفہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی الیاس ستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟؟؟

اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب:۔ مرزا طاہر احمد صاحب اپنی کذبانیوں کی وجہ سے اور مباہلہ میں شکست کھا کر دنیا میں ایک صادق امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی نعوذ باللہ کیا جھوٹا بنا کر نہیں گئے ہیں؟؟؟ اِنا للہ وانا الیہ راجعون ؎ دیکھو جو مجھے تو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

(۸)اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب ۔۔۔سے گذارش ہے کہ وہ لوگوں کے مباہلوں پر تبصرہ کرنے سے پہلے اپنے مرحوم شیر خلیفے کے مباہلہ کا حال معلوم کر کے اُسکے نتیجہ سے لوگوں کو بھی آگاہ کریں اور اگر آپ میں کوئی غیرت اور شرم وحیا ہے تو پھر چلو بھر پانی میں ڈوب بھی مریں؟؟؟

خاکسار

ڈاکٹر محمد عامر

جماعت احمدیہ اصلاح پسند

((مورخہ ۲۲/اپریل ۲۰۱۵ء))

نوٹ :۔ مندرجہ بالا تحریر کے عنوان میں مولوی عبدالستار لکھا گیا ہے۔ لیکن نیچے مولانا الیاس ستار تحریر کیا گیا ہے۔ اصل نام مولانا الیاس ستار ہی ہے۔ شاید جلدی میں غلط نام لکھا گیا ہے۔

اس ویڈیو پر بات کرنے سے قبل ایک دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ا۔ ہم روزانہ ٹی وی ٹاک شوز میں دیکھتے ہیں کہ ایک سیاستدان دوسرے سیاستدان پر الزام لگاتا ہے کہ اس نے اتنی رقم کی کرپشن کی ہے۔ جواب میں وہ سیاستدان یہ نہیں کہتا کہ تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے میں نے کرپشن نہیں کی۔ بلکہ جواباً کہتا ہے تم نے پچھلے سال اتنی کرپشن کی تھی۔ یہ جواب اس بات کا اقرار ہوتا ہے کہ ہاں میں نے بھی کرپشن کی ہے مگر تم نے بھی تو کی تھی۔ یا اگر کوئی بچہ کسی دوسرے بچے سے پوچھے ''کیا تم امتحان میں فیل ہو گئے ہو؟'' اور دوسرا بچہ جواباً کہے ''تم بھی تو پچھلے سال فیل ہو گئے تھے''۔ اس جواب سے یہی نتیجہ نکلے گا کہ وہ اپنے فیل ہونے کا اقرار کر رہا ہے ساتھ شرمندگی مٹانے کو دوسرے کو بھی اس کی ناکامی یاد دلا رہا ہے۔

یہی کام ڈاکٹر صاحب نے کیا ہے۔ اپنی ناکامی کا جواب دینے کی بجائے احمدیوں کو یاد دلا رہے ہیں کہ تمہارے خلیفہ بھی تو ناکام ہوئے تھے۔ (اس مباہلہ کی حقیقت آگے چل کر بیان کروں گا کہ کون جیتا تھا اور کون ہارا تھا۔)

چلو کسی طریقہ سے سہی ڈاکٹر صاحب نے اپنی شکست تو تسلیم کی۔

ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر تم میں کوئی غیرت اور شرم ہے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔

ڈاکٹر صاحب آپ لوگوں کے بقول ہم تواب ہدایت یافتہ نہیں رہے۔ مگر آپ لوگ تو بالکل نئے نئے ہدایت یافتہ ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کو اپنا عملی نمونہ دکھانا چاہیئے۔ مولانا الیاس ستار صاحب کے چیلنج کا یا تو جواب دینا چاہیئے اور یا اس کی فتح پر غیرت اور شرم کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ایسے الفاظ نہیں لکھنا چاہتا۔ آپ خود سمجھ دار ہیں۔

مولانا الیاس ستار صاحب اور ان جیسے دیگر مخالفین احمدیت کا جواب دینا سچے غلام مسیح الزماں اور مجددین کا کام ہے۔

۲۔ مولانا الیاس ستار صاحب کے ساتھیوں کی طرف سے شائع شدہ مباہلہ کی تحریر میں یہ شرائط درج ہیں۔

- اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غلط ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک سال کے اندر اندر سزا دے اور ساری جماعت احمدیہ اس عرصہ یعنی ایک سال میں خدا تعالیٰ کی سزا کا نشانہ بنے۔
- اگر الیاس ستار صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق اپنے خیالات میں غلط ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی خدا کی طرف سے ہیں تو اللہ تعالیٰ الیاس ستار صاحب کو ایک سال کے اندر اندر عبرت ناک سزا کا نشانہ بنائے۔

ڈاکٹر صاحب یہ مباہلہ اس بات پر تھا کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ سچے ہیں یا نعوذ باللہ جھوٹے۔ آپ ارشاد فرمارہے ہیں کہ تمہارے خدا کے بنائے خلیفہ کو اس مباہلہ میں شکست ہوئی۔

میرا ڈاکٹر صاحب سے سوال ہے

۱۔ اگر اس مباہلہ میں ہمارے خلیفہ کو شکست ہوئی اور الیاس ستار صاحب کی جیت تو نتیجہ کیا نکلا؟

۲۔ کیا آپ بھی اس نتیجہ سے اتفاق کرتے ہیں اور ان کی خود ساختہ جیت پر مطمئن اور خوش ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے دشمنوں کی خبریں بڑے فخر سے اپنی ویب سائٹ پر ڈالنا اور ساتھ تائیدی تبصرے اس بات کا ثبوت ہیں کہ مقاصد ایک ہیں۔

اس ویڈیو کو دیکھنے کے بعد خاکسار نے محترم ڈاکٹر محمد عامر صاحب کو مورخہ ۲۳ اپریل ۲۰۱۵ء کو ای میل کے ذریعے کچھ سوالات لکھ کر بھجوائے۔ چند دن انتظار کے بعد ای میل کے ذریعے یاد دہانی کروائی۔ اور مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۱۵ء کو آپ کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ بعد ازاں میرے خط اور اس کے جواب کو اپنی ویب سائٹ پر بھی نیوز نمبر ۱۰۶ کے عنوان سے آویزاں کر دیا گیا۔

محترم ڈاکٹر محمد عامر صاحب کا وہ جواب مندرجہ ذیل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب سید سلیم احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے۔آپ نے جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کے حوالہ سے ایک ویڈیو کے بارے میں چند سوالات پوچھے ہیں۔آپکے سوالوں کے جوابات دینے سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کے نتیجہ سے متعلقہ ویڈیو الغلام ڈاٹ کم پر کیوں لگانی پڑی؟

اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ آپ کو علم ہوگا کہ گذشتہ سال مارچ ۲۰۱۴ء کے آغاز میں مولوی ناصر احمد سلطانی نے ہمارے حضور قمرالانبیاء فخرالرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ موعودز کی غلام مسیح الزماں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔چونکہ حضورؑ پیشگوئی مصلح موعود اور بانئے جماعت حضرت مرزا غلام احمدؑ کے مقام ومرتبہ کے سلسلہ میں ناصر احمد سلطانی پر اتمام حجت پہلے ہی کر چکے تھے لہٰذا آپؑ نے ناصر احمد سلطانی کے مباہلہ کے چیلنج کو فوراً قبول کرلیا۔اس طرح جماعت احمدیہ اصلاح پسند اور جماعت احمدیہ حقیقی دونوں جماعتیں مورخہ ۱۳/مارچ ۲۰۱۴ء سے ایک سالہ جماعتی مباہلہ میں داخل ہوگئیں۔دونوں فریقوں کا ایک سالہ جماعتی مباہلہ مورخہ ۱۳/مارچ ۲۰۱۵ء کو اختتام پذیر ہو گیا۔مباہلہ کے دوران دونوں جماعتوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ظاہر ہوا اس سے قطعی طور پر لوگوں کو علم ہوگیا ہوگا کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت حق پر ہے اور کس جماعت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ہے۔لیکن قادیانی جماعت کے ایک صاحب اکرم محمود عرف خالد واسطی نے ای میل فورم پر مباہلہ کرنیوالی دونوں جماعتوں کے بارے میں آئے دن سب وشتم کرنا اور غیر مہذبانہ انداز میں واویلا کرنا شروع کر دیا۔قمرالانبیاء فخرالرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ نے اپنے خطبات میں خالد واسطی کے قریباً سارے سوالوں کے جوابات بھی دے دیئے لیکن سمجھانے کے باوجود یہ شخص حضورؑ اور جماعت احمدیہ اصلاح پسند پر منفی تنقید سے باز نہ آیا۔پھر خالد واسطی صاحب کو آئینہ دکھانے اور لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے کے مترادف ہمیں مجبوراً مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر مختصراً تبصرہ کرکے اِسے الغلام ڈاٹ کم پر لگانا پڑا۔اگر خالد واسطی اینڈ کمپنی مباہلہ کے حوالہ سے قمرالانبیاء فخرالرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ اور جماعت احمدیہ اصلاح پسند پر منفی تنقید اور بدزبانی نہ کرتے تو ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم مولوی عبدالستار صاحب کی طرف سے تیار کردہ مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر تبصرہ کرکے اِسے اپنی ویب سائٹ پر لگاتے۔اب میں آپکے خط کی طرف آتا ہوں۔آپ آغاز میں لکھتے ہیں:۔’’آج آپکی ویب سائٹ پر آپکی طرف سے تیار کردہ ایک ویڈیو دیکھی۔‘‘

☆☆☆ اس سلسلہ میں جواباً گذارش ہے کہ جس ویڈیو کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔یہ ویڈیو نہ ہماری ہے اور نہ ہی ہم نے تیار کی ہے۔یہ ویڈیو مولوی عبدالستار صاحب کے گروپ کی طرف سے کسی نے تیار کرکے کافی عرصہ سے یوٹیوب چینل پر لگائی ہوئی ہے۔اِس ویڈیو کے نیچے جو تبصرہ بعنوان [[خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ]] کیا گیا ہے۔یہ تبصرہ ہمارا ہے۔اب میں

۲

آپکے دیگر سوالوں کی طرف آتا ہوں۔

سوال نمبر ا:۔۔۔’’آپ نے مربیان کرام اور مولانا صاحب کے مابین ہونے والے مباہلہ کو شروع میں شائع کیا ہے۔ چھوٹا ہونے کے باعث خاکسار اِس کو پڑھ نہیں پارہا۔ اگر ممکن ہو تو اِسکی کاپی (pdf) بھجوا کر ممنون فرمائیں۔‘‘

الجواب:۔۔۔ پہلے سوال کے جواب میں گذارش ہے اور جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ ویڈیو ہم نے تیار نہیں کی۔ یہ ویڈیو مولوی عبدالستار صاحب کے کسی ساتھی نے تیار کر کے یوٹیوب پر کافی عرصہ سے لگائی ہوئی ہے۔ اس ویڈیو میں جو باریک تحریر ہے وہ یقیناً وہی تحریر ہوگی جو دونوں فریقوں نے باہمی رضامندی سے تیار کی ہوگی۔ اس تحریر کو آپ مباہلہ کے دونوں فریقوں میں سے کسی فریق سے حاصل کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۲:۔۔۔’’آپ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نے ۱۹۸۸ء میں جو مباہلہ کیا تھا اِس کا نظر ثانی شدہ مباہلہ کا چیلنج مولانا صاحب کو دیا گیا۔ کیا پہلے مباہلہ کے چیلنج میں کچھ تبدیلی کی گئی تھی۔ میں نے اُسے نہیں پڑھا۔ اگر آپکے پاس ہوں تو دونوں خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔‘‘

الجواب:۔۔۔ دوسرے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ یہ بات ویڈیو تیار کرنیوالوں نے ویڈیو کے اندر لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنے تبصرہ میں اس کا صرف حوالہ دیا ہے۔ آپ اپنے سوال کا جواب یا تو جماعت احمدیہ قادیان سے اور یا پھر مخالف فریق جنہوں نے یہ ویڈیو تیار کی ہے اُن سے پوچھیں۔

سوال نمبر ۳:۔۔۔’’اِس مباہلہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا۔ خاکسار کو علم نہیں۔ اِس پر بھی ضرور روشنی ڈالیں۔ کیا مولانا صاحب جیت گئے تھے؟ (یعنی مولانا صاحب پر اس کا کچھ اَثر ہوا تھا یا نہیں)۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ثبوت ہو تو ضرور بھجوائیں۔‘‘

الجواب:۔۔۔ تیسرے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ ہمیں نہ تو اس ویڈیو سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ سے کوئی دلچسپی تھی۔ اس ویڈیو میں مباہلہ کا جو نتیجہ دکھایا گیا ہے۔ ہم نے مجبوراً اس پر صرف تبصرہ کیا ہے۔ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں؟

سوال نمبر ۴۔۔۔’’آخر میں آپ نے ایک تصویر ڈالی ہوئی ہے۔ ایک بزرگ اور ایک نوجوان۔ یہ کس کی تصویر ہے؟‘‘

الجواب:۔۔۔ پھر گذارش ہے کہ ہم نے تو یہ ویڈیو تیار نہیں کی۔ مولوی عبدالستار صاحب کی پارٹی کی طرف سے یہ ویڈیو تیار کر کے یوٹیوب پر لگائی گئی ہوگی۔ آخر پر جو تصویر ہے۔ اس میں مولوی عبدالستار صاحب اور اُس کیساتھ کوئی نوجوان اُس کا کوئی ساتھی ہوگا۔ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔

سوال نمبر ۵:۔۔۔’’کچھ عرصہ قبل میں نے آپکی ایک ویڈیو دیکھی تھی۔ اس میں آپ نے ذکر کیا تھا کہ آپ کچھ عرصہ قائد ضلع بھی رہے ہیں۔ خاکسار بھی ۱۹۹۲ء سے ۲۰۰۳ء تک قائد ضلع منڈی بہاؤ الدین رہا ہے۔ آپ کس عرصہ میں قائد ضلع رہے اور کس ضلع کے رہے ہیں؟‘‘

الجواب:۔۔۔ خاکسار ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۵ء تک چک نمبر ۷۰ ایم ایل کا قائد جماعت اور ضلع بھکر کا نائب قائد خدام الاحمدیہ رہا ہے۔ علاوہ اسکے ربوہ میں محلہ دار الفتوح میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۲ء تک نائب زعیم خدام الاحمدیہ رہا ہوں۔ اُمید ہے آپکے سوالوں کے جوابات

۳

آپ کومل گئے ہونگے۔والسلام

خاکسار

ہومیوڈاکٹرمحمدعامر

مورخہ ۱۰رمئی ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ: نیوز نمبر ۱۰۶ کے چوتھے صفحہ پر میرااصل خط بھی شائع کیا گیاہے۔چونکہ میرے سوال مندرجہ بالاجواب میں شامل کردیئے گئے ہیں۔اس لئے وہ خط دوبارہ یہاں شامل نہیں کررہا۔

ڈاکٹر صاحب کی دونوں تحریریں (ویڈیو میں درج مختصر تبصرہ اور میرے خط کا جواب) بڑی دلچسپ ہیں۔ باری باری ان کا جواب حاضر ہے۔

نمبر ۱: میرے خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

.آپ آغاز میں لکھتے ہیں:۔''آج آپکی ویب سائٹ پرآپکی طرف سے تیارکردہ ایک ویڈیودیکھی۔''

☆☆☆اس سلسلہ میں جواباً گذارش ہے کہ جس ویڈیو کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ ویڈیو نہ ہماری ہے اور نہ ہی ہم نے تیار کی ہے۔ یہ ویڈیو مولوی عبدالستار صاحب کے گروپ کی طرف سے کسی نے تیار کرکے کافی عرصہ سے یوٹیوب چینل پر لگائی ہوئی ہے۔اس ویڈیو کے نیچے جو تبصرہ بعنوان[[خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ]] کیا گیا ہے۔یہ تبصرہ ہمارا ہے۔

الجواب:

- میں نے یہ ویڈیو پہلی بار الغلام کی ویب سائٹ پر ہی دیکھی تھی۔ نیز ڈاکٹر صاحب نے کہیں وضاحت نہیں کی تھی کہ یہ ویڈیو ان کی طرف سے تیار نہیں ہوئی ۔اس لئے میں نے یہ لکھ دیا کہ آپ کی طرف سے تیار کردہ ویڈیو دیکھی۔مجھے ڈاکٹر صاحب کی اس بات سے سو فیصد اتفاق ہے کہ یہ ویڈیو مولوی الیاس ستار صاحب کے گروپ کی طرف سے کسی نے تیار کی ہے۔ڈاکٹر صاحب کے بتانے پر میں نے یوٹیوب پر اس ویڈیو کو تلاش کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اس مباہلہ کی مدت جولائی ۲۰۰۰ء میں ختم ہو گئی تھی۔ حضورؒ اپریل ۲۰۰۳ء میں وفات پا چکے۔مباہلہ کے چودہ سال بعد یوٹیوب پر یہ ویڈیو جنوری ۲۰۱۴ء میں ڈالی گئی۔اتنے عرصہ کے بعد کیا ضرورت پیش آئی؟بقول شاعر (کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے)

نمبر ۲:   میرے خط میں ایک سوال یہ تھا

سوال نمبر ۳:۔۔۔۔"اس مباہلہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا۔ خاکسار کو علم نہیں۔ اس پر بھی ضرور روشنی ڈالیں۔ کیا مولانا صاحب جیت گئے تھے؟ (یعنی مولانا صاحب پر اس کا کچھ اثر ہوا تھا یا نہیں)۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ثبوت ہو تو ضرور بھجوائیں۔"

الجواب:۔۔۔ تیسرے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ ہمیں نہ تو اس ویڈیو سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ سے کوئی دلچسپی تھی۔ اس ویڈیو میں مباہلہ کا جو نتیجہ دکھایا گیا ہے۔ ہم نے مجبوراً اس پر صرف تبصرہ کیا ہے۔ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں؟

ڈاکٹر صاحب تحریر فرمارہے ہیں۔ کہ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں؟

الجواب:

- ڈاکٹر صاحب کو اگر یہی نہیں معلوم کہ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا تو اس ویڈیو کو کس مقصد کے لئے اپنی ویب سائٹ پر آویزاں کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل تبصرہ کس بنیاد پر فرمارہے ہیں۔

(۷) خالد واسطی اینڈ کمپنی سے ہمارا سوال ہے کہ کیا آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ پھر آپکے خدا کے بنائے ہوئے سچے خلیفہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی الیاس ستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟؟؟

اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب:۔ مرزا طاہر احمد صاحب اپنی کذبانیوں کی وجہ سے اور مباہلہ میں شکست کھا کر دنیا میں ایک صادق امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی نعوذ باللہ کیا جھوٹا بنا کر نہیں گئے ہیں؟؟؟ اِناللہ وانا الیہ راجعون ؎ دیکھو جو مجھے تو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

(۸) اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب۔۔۔ سے گذارش ہے کہ وہ لوگوں کے مباہلوں پر تبصرہ کرنے سے پہلے اپنے مرحوم شیر خلیفے کے مباہلہ کا حال معلوم کر کے اُسکے نتیجہ سے لوگوں کو بھی آگاہ کریں اور اگر آپ میں کوئی غیرت اور شرم وحیا ہے تو پھر چلو بھر پانی میں ڈوب بھی مریں؟؟؟

ڈاکٹر صاحب کو معلوم نہیں کہ مباہلہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا مگر اس کے باوجود کہہ رہے ہیں کہ "مباہلہ میں شکست کھا کر دنیا میں ایک صادق امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی نعوذ باللہ جھوٹا بنا کر نہیں گئے۔" اور ساتھ غیرت اور شرم وحیا کے نام پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مشورہ بھی دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹:۷)

- ڈاکٹر صاحب خاکسار کو مشورہ دے رہے ہیں ''اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں۔''

ا۔ اس مشورہ کا شکریہ مگر مجھے کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ممبران جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اپنے تمام دعاوی میں سچا مانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے۔ ''کہ میں اس کی اہانت کروں گا جو تمہاری اہانت کا ارادہ کرے گا۔'' حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے مابین مباہلہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے متعلق تھا اس لئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پر مہر ثبت کرے۔ یہ ہر احمدی کا یقین ہے۔

۲۔ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ اس سوال کا جواب اسی ویڈیو میں موجود ہے۔ تھوڑا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مباہلہ کا وہ معاہدہ جو ویڈیو میں دکھایا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔ یہ ایک ہاتھ سے لکھی گئی تحریر ہے۔ جس پر مربی عثمان صاحب اور مولوی الیاس ستار صاحب کے علاوہ چند گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

اس تحریر میں لکھا گیا ہے کہ مربی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مباہلہ کے چیلنج کا پمفلٹ مولوی الیاس ستار صاحب کو پیش کیا۔یہی بات ویڈیو میں انگریزی میں تحریر ہے اور اسی بات کو ڈاکٹر صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے۔

Mr. Usman presented to Illias Suttar the printed challenge of Mubahila by Mirza Tahir (of 1988 and renewed in 1998).

Mr Illias Suttar immediately accepted the challenge.....

The conditions were duly written down and signed by both sides in the presence of witnesses

اس تحریر میں پہلی شرط یہ ہے۔

[illegible]

مکرم الیاس ستار صاحب اس مباہلہ کے مضمون کو پاکستانی اخبارات میں من وعن شائع کروائیں گے۔

ویڈیو میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔

The mubahila was printed and widely circulated by Illias Suttar in Pakistan, And The Ahmadiyya Jamaat in UK...

مگر اس مباہلہ کی پہلی شرط کو ہی پورا نہیں کیا گیا۔ صرف مباہلہ کی شرائط پر مبنی تحریر کو (جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ والا مباہلہ کا چیلنج نہیں ہے) شائع کیا گیا اور ویڈیو تیار کرتے وقت بھی ہاتھ سے لکھی تحریر کو تو شائع کر دیا گیا مگر مباہلہ کی اصل تحریر کو شامل نہیں کیا گیا۔ مباہلہ کی شرائط میں سے پہلی شرط پر ہی عمل نہ کر کے عملی طور پر اس معاہدہ کو ختم کر دیا گیا۔

اس مباہلہ کے حوالہ سے جلسہ سالانہ برطانیہ جولائی ۱۹۹۹ء میں حضورؒ کی تقریر کے چند حصے اس ویڈیو میں پیش کئے گئے ہیں۔ مگر مباہلہ کے متعلق اصل ارشادات کو شامل نہیں کیا گیا۔ یہ خطاب یوٹیوب پر موجود ہے۔

https://www.youtube.com/watch?v=WeTH0Z1Zz_Q

حضورؒ نے اس خطاب میں مباہلہ کی شرائط بیان فرمائی ہیں۔

"جماعت احمدیہ کے معاندین یہ کہتے ہیں کہ "جماعت احمدیہ یہ عقائد رکھتی ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی خدا تھے۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن" (حضور انور نے حاضرین کو فرمایا کہ آپ بھی کہیں لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ جس پر حاضرین نے لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن کہا۔) حضور انور نے فرمایا کہ آج ایک کروڑ داخل ہونے والوں کے علاوہ جب سے جماعت بنی ہے کروڑ ہا احمدیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو خدا کہتا ہو یا خدا تسلیم کرتا ہو۔

دوسرا دعویٰ: ''وہ خدا کا بیٹا تھے۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اور پھر یہ دعویٰ ایک دوسرے کو بھی جھٹلا رہے ہیں۔ خدا تھے تو خدا کا بیٹا کیسے ہو گئے؟ یہ مولویوں کا پاگل پن ہے یعنی پاگل پنوں میں سے ایک پاگل پن ہے۔

ایک اور دعویٰ: ''خدا کے باپ بھی تھے۔'' اس پہ تو لعنت سے زیادہ انّا للّٰہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ پھر یہ خوفناک دعویٰ کہ ''تمام انبیاء سے بشمول حضرت محمد ﷺ افضل و برتر تھے۔'' کوئی احمدی ساری دنیا میں اس دعوے کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔

پھر کہتے ہیں کہ ان کی وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفی ﷺ کی کوئی حیثیت نہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک، لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ ''ان کی عبادت کی جگہ عزت و احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔'' یعنی ہر احمدی مسجد خانہ کعبہ کے برابر ہے۔ انّا للّٰہ وَ انّا الَیْہِ رَا جِعُوْن یا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

''قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔''

''قادیان سال میں ایک دفعہ جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے۔'' ہمارا تو دعویٰ یہ ہے کہ دنیا میں کسی مقدس مقام پر جانا بخشش کا موجب نہیں بنا کرتا۔ تقویٰ ہے جو بخشش کا موجب بنتا ہے اگر تقویٰ لے کر جاؤ گے تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دے گا اگر تقویٰ کے بغیر جاؤ گے تو پھر اس کی مرضی ہے چاہے تو بخش دے چاہے تو سزا دے۔

میں نے ان کو چیلنج دیا کہ بتاؤ یہ کہاں سے سچ ثابت کیا ہے تم نے اور حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

ان الزامات کے علاوہ حسب ذیل نہایت مکروہ الزامات بھی جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں۔

''احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن، لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

''جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمدؐ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن

''احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کا خدا ہے۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن، ایک ہی خدا ہے سب کا وہی خدا ہے۔

''قادیانی جن ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں وہ وہ ملائک نہیں جن کا قرآن اور سنت میں ذکر ہے۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

"قادیانیوں کے رسول بھی مختلف، ان کی عبادت بھی اسلام سے مختلف، ان کا حج بھی مختلف غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی عقائد میں قادیانیوں کے عقائد قرآن وسنت سے جدااور الگ ہیں۔"

ان سارے الزامات کاذکر کر کے میں نے اعلان کیا تھا کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے ہیں، کھلم کھلا افتراء ہیں ان میں ایک بھی سچا نہیں اور لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ آخر پر میں خدا کی لعنت ان جھوٹوں پر ڈالتا ہوں۔

میں نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اگر یہ باتیں جھوٹ ہیں جیسا کہ جھوٹ ہیں تو پھر اے خدا! جماعت احمدیہ پر رحمتیں نازل فرما۔ لعنتیں ان پر پڑیں اور رحمتیں جماعت پر اور اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے۔

پس آج ساری دنیا سے آنے والے گواہ ہیں کہ خدا کی قسم جماعت احمدیہ کی سچائی سب دنیا پر روشن ہو چکی ہے۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ تو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور پشت پناہی میں کھڑا ہے اور اگر دشمن کے الزامات سچے ہیں تو ہم پر ہر سال اپنا غضب نازل فرما اور ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے اپنے عذاب کی چکی میں پیس تاکہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندوں کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ ہے۔ یہ سب عجائب کام ہیں جو تو دکھلاتا ہے۔

اس ضمنی ذکر کے بعد جو مجھ پر ٹھونسا تو گیا مگر میں نے قبول کر لیا تھا۔ میں اب آپ کے سامنے یہ بات کھول رہا ہوں کہ صرف یہ ایک سال اس مباہلہ کرنے والے کو جھوٹا ثابت کر دے گا۔ کیونکہ اس سال جماعت کو مٹنا چاہیئے تھا بجائے مٹنے کے یہ اور بھی زندہ ہو گئی، زندہ سے زندہ تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ پس ان سب کی تعلیات الٹی ان پر پڑتی ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

احباب کرام! یہ ہے وہ مباہلہ کا چیلنج جسے شائع نہ کر کے مولوی الیاس صاحب اور ان کے ساتھی اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں۔ یہی بات حضور نے جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۹ء کے افتتاحی خطاب کے شروع میں بیان فرمائی ہے۔

"اور اس پہلو سے میں اس مباہلے کے چیلنج کو قبول کر چکا ہوں۔ اب میں وہ مباہلہ جس پر دستخط ہوئے ہیں اس کے بعض ضروری الفاظ آپ کے سامنے سناتا ہوں تاکہ آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مباہلہ کرنے والا دراصل اسی مباہلہ کے دوران ہی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ الفاظ جو پیش کئے گئے وہ یہ ہیں۔ میں نے بڑے واشگاف الفاظ میں احمدیت کے دعاوی دشمن کے سامنے رکھے تھے جن کے متعلق

یہ کہا تھا کہ ایک ایک کے متعلق یہ اعلان کرو کہ یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔اس نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور جو الفاظ ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔''

اس ویڈیو میں ایک بات اور تحریر کی گئی ہے۔

Jamaat Ahmadiyya had maintained a total silence on this issue of Mubahila of Illias Suttar.

جواباً عرض ہے۔

۱۔ اس مباہلہ کا ایک جواب تو اوپر درج ہے۔

۲۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا ہے۔اور یہ ایک سچی جماعت ہے۔دنیا بھر میں جماعت کو ملنے والی فتوحات سے سب آگاہ ہیں۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسی خطاب میں مباہلوں کے متعلق جماعت کو ہدایت فرمادی تھی۔

''اس ضمنی ذکر کے بعد جو مجھ پر ٹھونسا تو گیا مگر میں نے قبول کر لیا تھا۔میں اب آپ کے سامنے یہ بات کھول رہا ہوں کہ صرف یہ ایک سال اس مباہلہ کرنے والے کو جھوٹا ثابت کر دے گا۔کیونکہ اس سال جماعت کو مٹنا چاہئے تھا بجائے مٹنے کے یہ اور بھی زندہ ہو گئی، زندہ سے زندہ تر ہوتی چلی جارہی ہے۔پس ان سب کی تعلیات الٹی ان پر پڑتی ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔آئندہ کے لئے میری نصیحت یہ ہے کہ اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیں۔آپ دیکھیں گے کہ دن بدن جماعت ترقی پر ترقی کرتی چلی جائے گی اور ہر سال خواہ کوئی مباہلہ قبول کرے یا نہ کرے اس کے اوپر ہماری طرف سے یہ لعنت کا انبار بڑھتا ہی چلا جائے گا۔اللہ کرے گا تو ایسا ہی ہو گا اور ہم میں سے جو زندہ رہیں گے وہ سب اس کو دیکھیں گے۔''

اس ویڈیو میں ویڈیو تیار کرنے والوں اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے تبصرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مباہلہ کے چیلنج کے حوالے سے لکھا ہے کہ چیلنج کے چند دن بعد آپؒ شدید بیمار ہو گئے اور اس طرح انہیں شکست ہوئی۔اس کے جواب میں عرض ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۲۰؍ اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعہ المبارک ناروے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس کے بعد آپؒ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے صرف ۲۰ دن میں آپ کو اس شدید بیماری سے شفاء عطا فرمائی۔ اور ۱۰؍ ستمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک اپنے الہام "Friday the 10th" کے مطابق MTA پر لائیو آپ نے دوبارہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور دشمنوں کو شرمناک شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر بیماری مباہلہ میں ناکامی کا ثبوت ہے تو حضرت مسیح موعودؑ تو اکثر بیمار رہا کرتے تھے۔

نیز اگر بیماری مباہلہ میں ناکامی کا ثبوت ہے تو اتنی شدید بیماری سے اتنی جلدی شفاء پانا مباہلہ میں عظیم الشان فتح کا ایک نشان ہے۔ اس مباہلہ کی مدت ایک سال مقرر ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس شدید بیماری سے آپ کو شفا دی بلکہ اس مباہلہ کے بعد آپؒ تقریباً چار سال زندہ رہ کر شاندار خدمات دینیہ کی توفیق پاتے رہے حتی کے اپنی وفات سے ایک دن قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ شام کو MTA پر نشر ہونے والے ملاقات پروگرام میں شرکت کی۔ اگلے دن صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن پاک کی اور روزانہ کی طرح تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ اور اپنے پیارے خدا کے حضور پیش ہو گئے۔ اپنی بیماری میں بھی جماعتی کاموں میں مشغول رہے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنی ذات میں ایک نشان ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جون ۱۹۸۸ء میں خدائی منشاء کے مطابق مخالفینِ احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اس چیلنج کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار نشانوں کے ساتھ آپ کی تائید فرمائی۔ ان میں سے چند نشان درجِ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پر پاکستان میں مولوی اسلم قریشی کے اغوا اور قتل کا مقدمہ درج تھا۔ اس مباہلہ کے چیلنج کے چند دن کے بعد مولوی اسلم قریشی ٹی وی پر آیا اور اس نے یہ بیان دیا کہ مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا بلکہ میں اپنی مرضی سے روزگار کی تلاش میں کسی دوسرے ملک میں گیا ہوا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے آپ کی بریت فرمائی۔

۲۔ اگست ۱۹۸۸ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بدترین دشمن کو اس کے انجام تک پہنچایا۔

۳۔ اس مباہلہ کی صداقت کے نشان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا۔ اور حضرت امام باقرؒ کی وہ پیشگوئی پوری شان سے پوری ہوئی کہ "جب امام مہدی آئے گا تو وہ ایک جگہ سے تقریر کرے گا۔ اس کی آواز دنیا کے کناروں تک ان لوگوں کی زبان میں سنی جائے گی۔"

۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ذریعے اپنے اس وعدہ کو عملی شکل میں پورا فرمایا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

۵۔ آپؒ کے دور خلافت میں یہ وعدہ بھی بڑی شان سے ساتھ پورا ہوا "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

۶۔ ۱۹۴۷ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان مہیا کئے کہ ۱۹۹۱ء میں آپؒ بطور خلیفۃ المسیح قادیان تشریف لے کر گئے۔

۷۔ دعوت الی اللہ کی مبارک تحریک بھی اسی مباہلہ کا ایک نشان ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے ان اسیران کی رہائی کے سامان کئے جنہیں سزائے موت سنائی جاچکی تھی۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں جو انبیاء کے ساتھ اور ان کی جماعتوں کے متعلق بیان ہے کہ وہ خبیث کو طیب سے علیحدہ کردے گا۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں پورا ہوتا نظر آیا۔

۱۰۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے عشق کرنے والے، آپ پر جان نثار کرنے والے تو کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر مولوی الیاس ستار کو شاید کوئی جانتا بھی نہ ہو۔

ڈاکٹر صاحب اس مباہلہ کی صداقت کے نشان تو بہت ہیں۔ مگر اس کے لئے روحانی بصیرت کی ضرورت ہے۔۔

نمبر ۳: اس ویڈیو کو اپنی ویب سائٹ پر ڈالنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

اگر خالد واسطی اینڈ کمپنی مباہلہ کے حوالہ سے قمر الانبیاء، فخر الرسل حضرت عبد الغفار جنبہ صاحبؑ اور جماعت احمدیہ اصلاح پسند پر منفی تنقید اور بدزبانی نہ کرتے تو ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم مولوی عبد الستار صاحب کی طرف سے تیار کردہ مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر تبصرہ کرکے اسے اپنی ویب سائٹ پر لگاتے۔

الجواب:

خاکسار ڈاکٹر صاحب کی اپنے مرشد کے حوالے سے اس غیرت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر خاکسار ''الغلام ویب سائٹ'' پر ہمارے آقا آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے ایسی ہی کسی غیرت کے نمونے کو تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے۔ دشمنانِ اسلام نے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کے متعلق بے ہودہ فلمیں بنائیں، خاکے بنائے اور کیا کچھ نہیں کیا۔ مگر پندرھویں صدی کے کسی مجدد کو غیرت نہیں آئی کہ ان کے مقابل پر کھڑا ہوتا۔ ان کو کوئی جواب دیتا۔ یہ غیرت صرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی کہ ہر فورم پر اس کے خلاف آواز بلند کی گئی۔ اور پوری دنیا میں سیرت النبی ﷺ کے پروگرام کئے گئے۔ دنیا کو آپ ﷺ کی سیرت سے آگاہ کیا گیا۔

جبکہ آپ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں گند بکنے والوں کو جواب دینے کی بجائے ان کی فتح کے جشن منائے جارہے ہیں۔ اور ان دشمنان کے مقابلہ پر آنے والوں کو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔

سچے ماموراپنے سے پہلے مامورین کے مصدق ہوتے ہیں۔ یہ پندرھویں صدی کے مجددین کی ذمہ داری تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اٹھائے گئے ہر سوال کا جواب دیتے۔ ان دشمنوں کا منہ بند کرتے۔ مگر یہ تو عہدوں کی بندر بانٹ میں ایک دوسرے کو مباہلے کے چیلنج دینے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت بھی صرف اور صرف حضرت مسیح موعودؑ کے سچے جانشینوں کے حصے میں آئی ہے۔

اس ویڈیو کے آخر میں ویڈیو تیار کرنے والوں نے تحریر کیا ہے۔

Ilyas Suttar still
lives....
his article remains
unanswered...
He entitles himself as the
"Mubahila Winner"

محترم ڈاکٹر صاحب کو اسے اپنے جواب کے ساتھ شائع کرتے وقت ذرا خیال نہیں آیا کہ غلام مسیح الزماں، زکی غلام، مجدد پندرھویں صدی، مسیح موعود، قمرالانبیاء اور فخر الرسل کے ہوتے ہوئے بھی مولوی الیاس ستار صاحب کو اس کے سوال کا جواب نہیں مل سکا۔ خود بھی غیرت کا مظاہرہ کریں اور اپنے آقا کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ صرف عہدے نہ سنبھالیں بلکہ کام بھی کریں۔ مصلح موعود ہونے کے دعوے کرنے کی بجائے اپنے عمل سے ثابت کریں۔ احمدیوں کو چھوڑیں حضرت مسیح موعودؑ کے دشمنوں کو للکاریں ان کے سوالوں کے جواب دیں ان کو مباہلے کے چیلنج دیں۔ اگر مجددین پندرھویں صدی کے ہوتے ہوئے مولوی الیاس ستار صاحب اور ان جیسے اور دشمنان احمدیت زندہ ہیں تو یہ جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کے لئے شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کیونکہ ہم تو آپ لوگوں کے بقول کج رو جماعت کا حصہ ہیں اور گمراہ لوگ ہیں۔

جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے درمیان مباہلہ کے متعلق ویڈیو تیار کرنے والوں نے اس ویڈیو کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھی پیش کیا ہوا ہے۔

"Yes this much is true that those liars who do Mubahila with the truthfuls, they die in the lifetime of truthfuls."

(Malfoozaat, Roohani Khazain II vol.9 p.440)
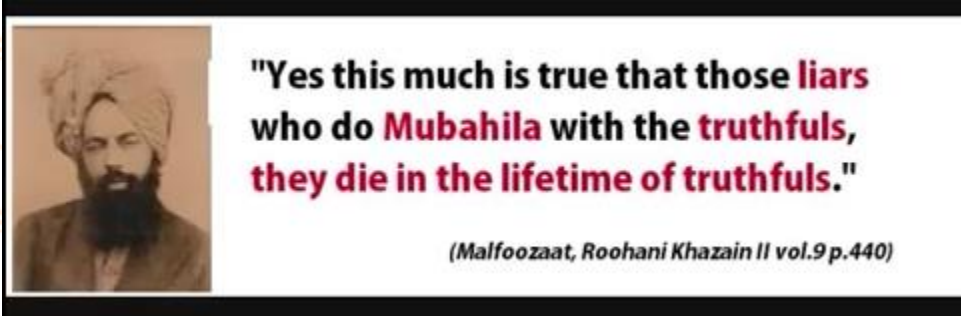
اس حوالہ کو پیش کرنے کے بعد ویڈیو تیار کرنے والے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ۲۰۰۳ء میں فوت ہو گئے جبکہ مولوی الیاس ستار صاحب ابھی تک زندہ ہیں۔ اور اس طرح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اس مباہلہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

الجواب:

شروع میں ایک درستگی کرانی چاہتا ہوں کہ مندرجہ بالا تحریر روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۴۰ پر موجود نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اصل ارشاد درج ذیل ہے۔

۲؍ اکتوبر ۱۹۰۷ء (بوقت سیر)

جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے: ہماری جماعت کے ایک شخص نے کسی غیر احمدی کا سوال پیش کیا کہ آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ درست نہیں کیونکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کے بعد فوت ہوا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا:

"یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو وہ کونسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ

کذاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اتنا فرمایا تھا کہ اگر تو میرے بعد زندہ بھی رہا تو ہلاک کیا جائے گا سو ویسا ہی ظہور میں آیا۔ مسیلمہ کذاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا اور پیشگوئی پوری ہوئی۔

یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے؟ بلکہ ہزاروں اعداء آپ ﷺ کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے اور مخالفوں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے جیسے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ال عمران:۵۶) سے ظاہر ہے۔

ہم تو ایسی باتیں سُن کر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے اُلٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی، ولی، قطب، غوث کے زمانہ میں ہوا کہ اس کے سب اعداء مر گئے ہوں؟ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں تو وہ سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنیوالوں کا حال ہو رہا ہے۔"

(تاریخ احمدیت ایڈیشن ۲۰۰۷ء، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۹۱)، (الحکم، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء، صفحہ نمبر ۹، کالم ۱تا۳)(ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۴ء، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۲۷، ۳۲۸)

اس پر مزید بات کرنے سے پہلے آیئے وہ تحریر دیکھتے ہیں جس کی نسبت یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔

"صادق کی خدا آپ حفاظت کرتا ہے اور اس کی جان اور آبرو کے بچانے کے لئے آسمانی نشان دکھلاتا ہے اور وہ صادق کیلئے حصنِ حصین ہے اور صادق اس کی گود میں محفوظ ہے جیسا کہ مادہ شیر کا بچہ اُس کے پنجہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو میں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مقام بدر میں ابو جہل نے بھی یہی دُعا کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اِسی میدانِ جنگ میں اُس کو قتل کرے۔ سو اس دُعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔ یہی دُعا مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے میری مقابل پر کی تھی جس کے ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ پھر بعد اس کے وہ دونوں مولوی صاحبان فوت ہو

گئے۔نذیر حسین دہلوی جو محدث کہلاتا ہے میں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی دُعا کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا۔اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار کے قریب لوگ جمع ہوں گے جبکہ اس نے انکار کیا۔اسی وجہ سے ابتک زندہ رہا۔"

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ نمبر ۴۴۰، ۴۴۱)

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر بڑی واضح ہے۔"کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو میں پہلے مر جاؤں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔"

پھر حضورؑ مثالیں پیش کرتے ہیں کہ ابو جہل، مولوی اسماعیل علی گڑھ والے اور مولوی غلام دستگیر قصوری اسی دعا کے نتیجے میں مارے گئے۔اس کے علاوہ حضور مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ "نذیر حسین دہلوی جو محدث کہلاتا ہے میں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی دعا کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا۔اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار کے قریب لوگ جمع ہوں گے جبکہ اس نے انکار کیا۔اسی وجہ سے ابتک زندہ رہا۔" یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے جلسہ سالانہ کے خطاب میں بیان فرمائی تھی۔

اور اس پہلو سے میں اس مباہلے کے چیلنج کو قبول کر چکا ہوں۔اب میں وہ مباہلہ جس پر دستخط ہوئے ہیں اس کے بعض ضروری الفاظ آپ کے سامنے سناتا ہوں تاکہ آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مباہلہ کرنے والا دراصل اسی مباہلہ کے دوران ہی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ الفاظ جو پیش کئے گئے وہ یہ ہیں۔میں نے بڑے واشگاف الفاظ میں احمدیت کے دعاوی دشمن کے سامنے رکھے تھے جن کے متعلق یہ کہا تھا کہ ایک ایک کے متعلق یہ اعلان کرو کہ یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔اس نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور جو الفاظ ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مباہلہ کے حوالے سے اور شرائط بھی بیان کی ہوئی ہیں۔جیسا کہ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"پھر ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ نے دلائل بینہ سے بخوبی عیسائیوں کو سمجھا دیا کہ عیسیٰ بن مریم میں کوئی خدائی کا نشان نہیں۔اور جب وہ باز نہ آئے تو پھر مباہلہ کے لئے درخواست کی۔اور نیز آیات موصوفہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ مباہلہ کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں۔اگر جماعت سے کسی کو بے نیازی حاصل ہوتی تو اس کے اول مستحق نبی ﷺ تھے۔" (تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ نمبر ۵،۶)

یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں بیان فرمائی تھی۔ آپؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

”کیونکہ میں نے تو اس کو کوئی چیلنج نہیں دیا تھا۔ مجھ پر ہرگز لازم نہیں تھا کہ اس کے چیلنج کو من و عن قبول کرتا۔ اگر کرنا بھی تھا تو اس سے شرطیں لگائی جاتیں کہ تم اپنے پیچھے قوم کے رہنما بتاؤ۔ کون تمہاری تائید میں ہیں؟ کون تسلیم کرتا ہے کہ ہاں اگر تم ہار گئے تو پھر ہم احمدیت کی فتح کو قبول کرلیں گے“

حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ ارشادات کی روشنی میں یہ مباہلہ کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کا ایک نامکمل حوالہ پیش کر کے اپنی فتح ثابت کرنا سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔

مباہلہ کے لئے خدائی اذن کا ہونا ضروری ہوتا ہے

مباہلہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ کہ جو چاہے جس کو چاہے مباہلہ کا چیلنج دے دے۔ بلکہ اس کے لئے خدائی اذن کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی رضا کسی فعل میں شامل ہوتی ہے تو پھر اس کا نتیجہ بھی نکلتا ہے۔ بصورت دیگر وہی ہوتا ہے جواب ہو رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد نہیں ہوا آپ نے عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے مخالفین کو اس وقت مباہلہ کا چیلنج دیا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت دی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک مرید حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے **مسیح موعود** ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ قیل و قال سے فیصلہ نہیں ہو سکتا مباہلہ کیلئے اب طیار ہونا چاہیئے اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہیئے۔

(1) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ **جلّ شانہ** نے اجازت دیدی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آپ کے ارادہ کا توارد ہے کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۳۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی خدائی اذن سے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید کے نتیجہ میں اس وقت کے فرعون کا حال بھی سب کے سامنے ہے۔

مگر بد قسمتی سے آج کل مباہلہ کا مذاق بنالیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے مباہلہ کے متعلق ایک ویڈیو کے جواب میں خاکسار نے ایک مضمون ڈاکٹر محمد عامر صاحب کو بھجوایا تھا۔ میرے اٹھائے گئے سوالات کے جواب دینے کی بجائے اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

سلیم احمد صاحب! خاکسار (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت (۳) خلافت کی حقیقت (۴) آنحضرت ﷺ کی ثُمَّ سَکَتَ سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر مناظرہ اور مباہلہ کیلئے آپ کو میدان میں بلاتا ہے۔ آپ اپنے خلیفہ صاحب کو یا خلیفہ صاحب کی نمائندگی میں علماء کی ایک ٹیم کیساتھ علمی گفتگو کیلئے میدان میں تشریف لائیں تا کہ مذکورہ بالا چاروں اختلافی موضوعات میں ہمارا اور آپکا حق اور سچ کے مطابق فیصلہ ہو جائے۔۔۔

(نیوز نمبر ۱۰۷، صفحہ نمبر ۱۴)

اسی خط میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

نوٹ:۔ آپ نے جو ۲۰ صفحاتی مضمون لکھ کر میری طرف ارسال کیا ہے۔ یہ سارا آپکی جہالت اور تعصب پر مبنی ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اپنا یہ مضمون اپنے قادیانی ویب سائٹ الاسلام (Alislam) پر آویزاں بھی کرتے اور ساتھ ہی میری طرف بھی بھیج دیتے۔ لیکن آپ نے اپنا مضمون الاسلام پر لگانے کی بجائے خاکسار سے درخواست کی ہے کہ آپکا مضمون بھی ہماری ویب سائٹ پر آویزاں ہو۔ لہذا آپکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہم آپکے مضمون کو بھی اپنی ویب سائٹ پر آن ایئر کر رہے ہیں۔۔۔ والسلام

آپکے جواب کا منتظر

ڈاکٹر محمد عامر (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اصلاح پسند جرمنی)

مورخہ ۷ ر جون ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆☆☆

آپ نے میرے مضمون کو جہالت اور تعصب پر مبنی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے alislam کی ویب سائٹ پر آویزاں کر دوں۔ جواباً عرض ہے کہ الاسلام ویب سائٹ پر جہالت اور تعصب پر مبنی مواد نہیں ڈالا جاتا۔ چونکہ آپ کی ویب سائٹ پر یہ سہولت موجود ہے۔ اس لئے آپ سے درخواست کی تھی۔ درخواست منظور کرنے پر بندہ شکر گزار ہے۔

جہاں تک مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ میں اپنے آپ کو آیت مباہلہ میں بیان فرمودہ اصول کی رو سے اہل نہیں سمجھتا اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دی ہے۔ جہاں تک تحریری جواب کا تعلق ہے تو انشاءاللہ بندہ اس میں آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔ اس کے لئے مجھے کسی کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآنی تعلیم کے مطابق میں اپنے اعمال کا آپ ذمہ دار اور خدا کو جواب دہ ہوں۔

مباہلے اور جنبہ صاحب

جیسا کہ احباب جانتے ہیں اس وقت کافی احباب مختلف قسم کے دعاوی کے ساتھ اپنے سچے ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ نیز تمام دعویدار اپنے علاوہ دوسرے تمام مدعیان کو جھوٹا اور مفتری کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف تقاریر اور مضامین کے ذریعے گندی زبان کا استعمال کیا جارہا ہے۔

ان احباب نے ایک دوسرے کے ساتھ مباہلے بھی کئے ہیں۔ جو مقررہ مدت کے بعد بے نتیجہ ختم ہوگئے۔ مگر ہر دو فریق اسے اپنی فتح قرار دے رہے ہیں۔

ان مدعیان میں ایک محترم عبدالغفار جنبہ صاحب ہیں۔ دوسرے دعویدار محترم منیر احمد اعظم صاحب ہیں اور تیسرے محترم ناصر احمد سلطانی صاحب ہیں۔

سب سے پہلے محترم منیر احمد اعظم صاحب اور محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کے مابین مورخہ فروری ۲۰۱۲ء کو مباہلہ کا چیلنج Sign کیا گیا۔ اس کی مدت دو سال تھی۔ یہ چیلنج محترم منیر احمد اعظم صاحب نے کیا تھا اور یہ مباہلہ دو سال بعد فروری ۲۰۱۴ء کو بغیر کسی فیصلہ کے ختم ہوگیا۔ دونوں فریقوں نے اسے اپنی اپنی فتح قرار دیا۔

اس کے بعد دوسرا مباہلہ محترم ناصر احمد سلطانی صاحب اور محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کے مابین ۱۳ مارچ ۲۰۱۴ء کو ایک سال کے لئے Sign کیا گیا۔ یہ چیلنج محترم ناصر احمد سلطانی صاحب کی طرف سے تھا۔ یہ مباہلہ بھی بلا نتیجہ ختم ہو چکا ہے۔

دوسرا مقابلہ جو محترم سلطانی صاحب اور محترم جنبہ صاحب کے مابین تھا اس حوالہ سے کافی دلچسپ رہا کہ ہر دو احباب نے دل کھول کر ایک دوسرے کے بارے میں دعوے کئے اور خوب بدزبانی کی۔

خاکسار نے ۲۱ مئی ۲۰۱۴ء کو جنبہ صاحب کو بذریعہ ای میل ان مباہلوں کے حوالے سے سوال کیا۔ اور اس کا جواب وہ اس طرح دیتے ہیں۔

(۵) **سوال**۔۔۔اس وقت معروف تین دعویدار ہیں۔جن کا آپ نے کثرت سے ذکر کیا ہے۔آپ خود،منیر احمد اعظم صاحب اور سلطانی صاحب۔آپکا منیر اعظم صاحب سے مباہلہ کا چیلنج بغیر نتیجہ کے ختم ہو چکا ہے۔اب سلطانی صاحب سے یہ چیلنج جاری ہے۔اگر یہ بھی بے نتیجہ رہا۔تو کیا پھر آپ تینوں سچے ثابت ہونگے یا تینوں جھوٹے؟ہم لوگ کیسے فیصلہ کریں گے؟

الجواب۔۔۔آپکے اس سوال کے سلسلہ میں خاکسار کی اولین گذارش تو یہ ہے کہ آپ کو واضح رہے کہ مباہلہ کے یہ چیلنج مجھے دیئے گئے ہیں۔میں نے نہ منیر اعظم کو اور نہ ہی کذابِ سلطانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔اصولاً تو آپ کو یہ سوال اُن مدعیوں سے کرنا چاہیے جنہوں نے خاکسار کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے ہیں نہ کہ خاکسار سے جس کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے گئے ہیں۔جہاں تک منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں جواباً گذارش ہے کہ مجھے علم ہوا تھا کہ وہ دیگر دعاوی کیساتھ اپنا یہ دعویٰ بھی رکھتے ہیں کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصلح موعود اوّل تھے اور میں (منیر اعظم) مصلح موعود ثانی ہوں۔(ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں مضمون نمبر ۳۴ میں سوال نمبر ۶)

شروع جنوری ۲۰۱۱ء میں ایک ہندوستانی احمدی شابیب حنیف صاحب نے خاکسار سے منیر احمد اعظم صاحب کے دعویٰ کے سلسلہ میں پوچھا تھا۔میں نے اُنہیں جواباً لکھا تھا کہ اگر منیر احمد اعظم صاحب مصلح موعود ثانی ہیں تو اُنہیں پہلے مصلح موعود اوّل یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے دعویٰ کو سچا ثابت کرنا چاہیے تا کہ بعد ازاں لوگ پھر اُنکے دعویٰ مصلح موعود ثانی پر بھی غور و فکر کر سکیں۔سوال کنندہ نے خاکسار سے اجازت لیے بغیر میرا یہ جواب منیر احمد اعظم صاحب کی طرف بھیج دیا۔منیر احمد اعظم صاحب میرا جواب پڑھ کر ناراض ہو گئے اور اُنہوں نے میرے متعلق اپنے خطبات میں بدزبانی شروع کر دی۔میں نے جب اُنکی بدزبانی کا کوئی نوٹس نہ لیا تو پھر اُنہوں نے اپنے خطبات میں مجھے مباہلہ کے چیلنج دینے شروع کر دیئے۔خاکسار اس پر بھی خاموش رہا اور میں نے اسکے مباہلہ کے چیلنجوں کا بھی نوٹس نہ لیا۔

تب اچانک مورخہ ۲۴ رنومبر ۲۰۱۱ء کو مجھے منیر احمد اعظم صاحب کا بمعہ مہر دستخط شدہ تحریری مباہلے کا چیلنج موصول ہوا (نیوز۔۵۷)۔

منیر احمد اعظم صاحب کا مباہلہ کا یہ چیلنج قبول کرنے سے پہلے میں نے اپنے آقا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اُسے ایک بار پھر سمجھایا اور اُسے بتایا کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک غلط دعویٰ تھا کیونکہ مصلح موعود (زکی غلام) تو حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔جب مصلح موعود حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر آپکا کوئی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کس طرح ہوسکتا ہے؟؟ (مضمون نمبر ۶۹)۔

خاکسار کی طرف سے سمجھانے اور مدلل اتمام حجت کے بعد بھی منیر اعظم صاحب اپنے مباہلہ کے چیلنج پر اڑا رہا۔بالآخر کراہت کیساتھ میں نے ایک کلمہ گو کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کیا۔میں نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے اپنے مدمقابل پر لعنت بھی نہ ڈالی بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ۔۔۔ **رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّ کَاذِبٍ اَنْتَ تَرٰی کُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ اے میرے ربّ! صادق اور کاذِب میں فرق** کرکے دکھلا۔تو جانتا ہے کہ مصلح اور صادق کون ہے (نیوز نمبر ۵۸)۔

منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلے کا نتیجہ ۔۔۔(۱) جہاں تک مباہلے کے نتیجہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں واضح رہے کہ یہ مباہلہ بے نتیجہ نہیں رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں میں سے سچے اور جھوٹے میں بخوبی فرق کر کے دکھلا دیا ہے۔اپنے مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں منیر احمد اعظم صاحب ناکام و نامراد ہوتا چلا گیا اور خاکسار اور میری جماعت پھیلتی اور پھولتی چلی گئی۔اسکی تفصیل جاننے کیلئے آپ خاکسار کے مورخہ ۷ اور ۱۴/مارچ ۲۰۱۴ء کے خطبات جمعہ سن کر اندازہ کر سکتے ہیں۔علاوہ اسکے جلسہ سالانہ یوکے(UK) مجلس سوال و جواب حصہ دوئم۔ ۴۳منٹ ۴۵ سیکنڈ پر بھی اِس مباہلہ کی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۲) مباہلے کا چیلنج منیر احمد اعظم صاحب نے مجھے دیا تھا اور ظاہر ہے اُس نے خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر دیا اور مجھ پر لعنت ڈالی تھی۔میں نے اُس پر لعنت نہیں ڈالی اور نہ ہی اُس کی ہلاکت کیلئے کوئی بددعا کی تھی۔میں نے اللہ تعالیٰ سے صرف صادق اور کاذب میں فرق ظاہر کرنے کیلئے دعا کی تھی۔اب سوال ہے کہ اگر خاکسار اپنے دعویٰ میں کاذب ہوتا تو منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے نتیجہ میں میرا ضرور قلع قمع ہو جانا چاہیے تھا۔لیکن مباہلہ کے بعد میں نہ صرف زندہ ہوں بلکہ میرا سلسلہ بھی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا چلا جارہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے میرے سلسلہ کو کئی ممالک میں پھیلا کر کئی گناہ بڑھا دیا ہے۔منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کے دوران اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرما کر اور میرے سلسلہ کو ہر لحاظ سے ترقی دے کر نہ صرف منیر احمد اعظم صاحب کو ناکام و نامراد کیا بلکہ اُسکے کاذب ہونے پر بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔عزیزم احمد صاحب۔تو پھر منیر احمد اعظم صاحب اور خاکسار کے درمیان مباہلہ کا چیلنج بے نتیجہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟ منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے نتیجہ میں اگر خاکسار ہلاک نہیں ہوا تو پھر آپ کو یہ سوال منیر احمد اعظم صاحب سے پوچھنا چاہیے تھا کہ تم نے عبدالغفار جنبہ کو نعوذ باللہ کاذب سمجھ کر اُسے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور اُس پر لعنت ڈالی تھی۔اگر عبدالغفار جنبہ نعوذ باللہ کاذب تھا تو پھر تمہارے مباہلے کے نتیجہ میں اور تمہارے اُس پر لعنت ڈالنے کے باوجود وہ ہلاک کیوں نہیں ہوا؟؟ اور پھر تیرے مقابلہ پر اُس کا سلسلہ کیوں ترقی کرتا چلا جارہا ہے؟؟؟ عزیزم احمد صاحب۔منیر احمد اعظم اور خاکسار کے درمیان مباہلے کا

اگر آپ از روئے انصاف تجزیہ کریں گے تو پھر یہ مباہلہ آپ کو بے نتیجہ دکھائی نہیں دے گا بلکہ خاکسار کی دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صادق اور کاذب میں بخوبی فرق کر کے دکھلا دیا ہے۔پس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(۲) کذاب ناصر احمد سلطانی کا مباہلہ کا چیلنج ۔۔۔جہاں تک کذاب ناصر سلطانی کے مباہلہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گذارش ہے کہ کذاب سلطانی نے ۲۴/فروری ۲۰۱۲ء کو نبوت اور پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے سلسلہ میں خاکسار کو تحریری مناظرے کا چیلنج دیدیا۔ خاکسار نے مذکورہ دونوں موضوعات پر کذاب سلطانی کے تحریری مناظرہ کے چیلنج کو قبول کر کے اِن میں نہ صرف اُسے شکست فاش دی بلکہ یہ کذاب میدان سے بھی بھاگ کھڑا ہوا(مضامین نمبر ۷۰،۷۱،۷۲)۔

بعدازاں اس کذابؔ نے اپنے خطبات میں خاکسار کے متعلق گھٹیااور غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے بدزبانی شروع کردی۔ ہمارے تحریری مناظرہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُسکے قریباً سارے مرید اُسے چھوڑ گئے۔ کچھ میری جماعت میں آشامل ہوئے اور کچھ شامل ہونے کیلئے تیاری کررہے ہیں۔ اس کذابؔ نے بوکھلاہٹ میں امسال شروع مارچ ۲۰۱۴ء میں خاکسار کو جماعتی مباہلے کا چیلنج دے دیا۔ چونکہ نبوت اور پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خاکسار نے اس کذابؔ کے مؤقف کو بذریعہ دلائل پہلے ہی جھٹلا کر اور اسکی خاص خاطر تواضع کرکے اس پر اتمام حجت کی ہوئی تھی۔ لہٰذا میں نے اس کذابؔ کا جماعتی مباہلے کا چیلنج فوراً قبول کرلیا۔ کذابؔ ناصر سلطانی کا یہ مباہلہ ہم دونوں کے درمیان ۱۳/مارچ ۲۰۱۴ء سے شروع ہوچکا ہے اور اسکی مدت اس کذابؔ نے خود ایک سال مقرر کی ہے۔ خاکسار اپنے ۳۱ مئی ۲۰۱۳ء کے خطبہ جمعہ میں اس کذابؔ کو مخاطب کرکے بتا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت دی ہوئی ہے۔ خاکسار نے سال ۲۰۱۳ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر اپنے سوال وجواب کے سیشن میں بھی اس بشارت کا ذکر کیا تھا اور امسال جلسہ سالانہ یوکے(UK) ۲۰۱۴ء پر سوال وجواب کے سیشن میں بھی اللہ تعالیٰ کی اس بشارت کا ذکر کرچکا ہوں۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ خاکسار سے مفوضہ کاموں کی تکمیل کروا کر اپنے وعدہ کے مطابق اس عاجز کو اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔

اس سال جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ انگلستان (UK) کے موقعہ پر میرے ایک پیروکار جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب (جو کچھ عرصہ کذابؔ سلطانی کے مرید بھی رہ چکے ہیں) سے ملاقات کے دوران اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے ناصر سلطانی سے پوچھا ہے کہ آپکے مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں اگر عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے جواب میں کہا کہ وہ میرے مباہلہ کے نتیجہ میں ایک سال کے اندر ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے دوبارہ یہی جواب دیا کہ وہ میرے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سہ بارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی کہنے لگا کہ اگر میرے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ایک سال کے عرصہ میں ہلاک نہ ہوا تو پھر میں یعنی ناصر سلطانی جھوٹا ہوگا۔ میرے محترم پیروکار ڈاکٹر عبدالغنی صاحب زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید نیک، پاک اور نافع الناس زندگی عطا فرمائے۔ مجھے اُمید ہے پوچھنے پر وہ اپنے اس بیان کی ضرور تصدیق فرمائیں گے۔

عزیزم احمد صاحب۔ جیسا کہ میں وضاحت کرچکا ہوں کہ کذابؔ سلطانی اور خاکسار کے درمیان سچ اور جھوٹ کا عملاً فیصلہ تو ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ نے تحریری مجادلہ میں ہی کردیا تھا۔ باقی اگر کوئی کسر باقی رہ گئی ہے تو وہ انشاءاللہ تعالیٰ کذابؔ سلطانی کے مباہلہ کے چیلنج میں پوری ہوجائے گی۔ خاکسار نے آپ کیساتھ اپنے وعدہ کے مطابق آپکے سوالوں کے جوابات دے دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے آپ

(آرٹیکل نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱۲ تا ۱۵)

محترم جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا جواب پر کسی تبصرے سے پہلے یہاں خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ جنبہ صاحب کے اس جواب کے بعد میں نے محترم منیر احمد اعظم صاحب سے بھی یہی سوال کیا۔انہوں نے جو جواب دیا وہ بھی ہدیہ قارئین ہے۔

May Guide you always on the right path through His Mercy. Ameen.

Muhyiuddin Azim (muhyiuddin@jamaat-ul-sahih-al-islam.com)
Add to contacts
8/9/2014

To: Talash-e-

My dear brother Syed Ahmed,
Assalamoualaikum Warahmatullah Wabarakaatuhu.

First of all I humbly present my apologies for the late reply to your several emails and request, as I have been immerged in several Deen works by the grace of Allah for the past few days. *Alhamdulillah, Summa Alhamdulillah*, seekers of truth like your good humble self are also in contact and manifesting their interest to know more about the Jamaat Ul Sahih Al Islam, the Divine Manifestation and this humble self the Khalifatullah of the age.

پھر آگے جاکر جنبہ صاحب کے متعلق میرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

On the subject of Janbah Sahib, let me make one thing clear to you my dear brother. I have replied him on the question in my Friday Sermons. If you study the Mubahila Challenge very well, you shall see that in the common prayer that we had to make to Allah, it was only question about Allah bringing to destruction, in Jamaat matters and progress/regression of the liar in His eyes. There was no question of actual death of the opposition. We all proclaim ourselves to be the true one, and we all form part of Islam, but the differences is that I accept and confirm all my predecessors the prophets and reformers of Allah whereas he rejects (at least) one of them, the biological and spiritual son of the Promised Messiah (as), Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad (as). He rejects the Musleh Maud to superpose his own claim on this claim of Musleh Maud, whereas Allah informed me that I was also a Musleh Maud, but not that I deny the biological and spiritual son of the Messiah (as) to hold my claim in place of his claim! I had never uttered a word against Janbah Sahib until he himself officially proclaimed this humble self as liar in all my claims.

Therefore how can Janbah Sahib proclaim victory, when there was a large commotion within his own Jamaat during that 2-year time limit, and as his disciple Mansoor Ahmed signed him also on the Mubahila along with his Imam, afterwards the world got to witness how Janbah Sahib's disciple and who is also the father of Mansoor Ahmed Sahib left Janbah Sahib Jamaat to join Nasir Ahmad Sultani and his Jamaat.

As for this humble self, by the grace of Allah, Allah opened the door of His mercy and grace whereby He enabled me to go abroad to several countries to establish the Jamaat Ul Sahih Al Islam, and invite the people of these countries (all nations and religions) to Allah, to Islam, the perfect religion.

As for Janbah Sahib, he acted in dishonesty whereby he did not dated the Mubahila Challenge when he signed on the document, whereas I and my disciple (**and Jamaat - with the Seal of my Jamaat**) signed and dated the document clearly. As published on our official website, I stated since the beginning of the Mubahila *(when Janbah Sahib sent his signature after so many hide and seek when he did not want to*

sign, and afterwards he left the date to be vague when he only signed and did not date the document) that there were some anomalies in this regard, where Janbah Sahib did not respect the rules of the Mubahila Challenge as I precise in the document. Still the years have gone by, and now ironically Janbah Sahib is now claiming victory for himself. But verily the affair is still in the hands of Allah and Allah shall deal with him in a way that he shall be utterly baffled. Verily, had Allah the Great and Mighty seized Janbah Sahib like he deserves, he would not have been able to remain on the surface of the earth for a single moment, but Allah Ta'ala has given him a respite till his determined, fixed moment, and when that time come, nobody in the power of man will be able to save him. You shall never see a deviation in the promise of Allah. Tell him, wait and I am waiting along with him.

As a truth seeker my dear brother, read what I have already given for online publishing (the Jamaat Ul Sahih Al Islam official website) and then ponder over the progress of Janbah Sahib compared to my own success (my Jamaat – only by the immense help of Allah). Verily, all victory is because of Allah, not through my own efforts. Without the help and mercy of Allah, I would have been ruined. Nothing is achieved without the help and reassurance from Allah, through His solid and pure promise. Therefore, it is now for you with prayers and help from Allah to witness and state who has really progressed under the shadow and protection of Allah. Insha-Allah, may Allah enable you to see the light of His Manifestation in this matter of high importance. *Ameen.*
And may Allah bless you my dear brother, as well as your family members and keep you all under His Shadow. *Ameen.*

Wassalaamoualaikum Warahmatullah Wabarakaatuhu.

Munir A. Azim
The Messenger of Allah
Jamaat Ul Sahih Al Islam

ایسے ہی خاکسار نے ای میل کے ذریعے محترم ناصر احمد سلطانی صاحب سے بھی ان کے مباہلہ کے متعلق سوال کیا۔ مگر سلطانی صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔

دونوں احباب (جنبہ صاحب اور منیر اعظم صاحب) کے جوابوں سے مندرجہ ذیل سوال ذہن میں آتے ہیں۔

مباہلہ کیا ہے؟ کیا کلمہ گو سے مباہلہ کیا جاسکتا ہے؟ مباہلہ کی کامیابی کا کیسے علم ہوگا؟

مباہلہ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ اس کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں

"مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔"

(اربعین نمبر ۲، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ نمبر ۳۷۷ حاشیہ)

یہ ایک قرآنی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ وہ عیسائی جو آپؐ کو سچا نہیں مانتے انکو مباہلہ کی دعوت دو۔ اس دعا کے ذریعے جھوٹے پر خدا کی لعنت ڈالی جاتی ہے۔ نیز جھوٹے کے لئے موت کی دعا ہے۔ مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر لینے کے بعد یہ سوال

ختم ہو جاتا ہے کہ کس نے چیلنج کیا تھا۔ کشتی کے لئے جب دو پہلوان اکھاڑے میں اترتے ہیں تو یقیناً اُن میں سے ایک نے پہلے چیلنج کیا ہوتا ہے اور جواباً دوسرے نے اسے قبول کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دونوں باہمی رضامندی سے مقابلہ کے لئے آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ اب ایک پہلوان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے تو چیلنج نہیں کیا تھا اس لئے مقابلہ کا کیا نتیجہ رہا مجھ سے نہ پوچھو چیلنج کرنے والے سے پوچھو۔ جب دونوں نے چیلنج کو قبول کر لیا تو اس کا اطلاق دونوں پر برابر ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض احباب نے آپ کی نسبت یک طرفہ مباہلہ کی دعا کی اور وہ مارے گئے۔

جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں

الجواب۔۔۔ آپکے اس سوال کے سلسلہ میں خاکسار کی اولین گذارش تو یہ ہے کہ آپ کو واضح رہے کہ مباہلہ کے یہ چیلنج مجھے دیئے گئے ہیں۔ میں نے نہ منیر اعظم کو اور نہ ہی کذاب سلطانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اصولاً تو آپ کو یہ سوال اُن مدعیوں سے کرنا چاہیے جنہوں نے خاکسار کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے ہیں نہ کہ خاکسار سے جس کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے گئے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ کس نے پہلے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ جنبہ صاحب مورخہ ۱۰ اا اگست ۲۰۱۲ء کو نیوز نمبر ۶۸ کے صفحہ نمبر ۱، ۲ پر لکھتے فرماتے ہیں۔

واضح رہے کہ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خاکسار یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کسی بھی رنگ میں ماننے والے کسی احمدی پر لعنت ڈالے لیکن درج بالا ای میل (E-mail) نے اللہ کے شیر کو پنجرے سے نکال دیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بعض شکست خوردہ اور بے چین رُوحوں نے اپنی جھوٹی اَنا کی تسکین کیلئے درج بالا ای میل (e.mail) میں ایک جھوٹا مضمون پھیلایا ہے کہ خاکسار نے سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ یہ سراسر مجھ پر جھوٹا بہتان ہے کیونکہ آج تک سلطانی صاحب نے مجھے کوئی مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا۔ اگر سلطانی صاحب نے اس عاجز کو کوئی مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو وہ اس کا ثبوت پیش کرے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

اس کے بعد مورخہ ۲۲ مارچ ۲۰۱۴ء کو نیوز نمبر ۹۶ کے صفحہ نمبر ۱ پر تحریر فرماتے ہی۔

"خاکسار کے جوابی مضامین کے بعد کذاب سلطانی نہ صرف بے بس ہوا بلکہ خاموش بھی ہو گیا۔ نبوت اور پیشگوئی مصلح موعود میں کذاب سلطانی کے دانت کھٹے کرنے اور اس پر اتمام حجت کرنے کے بعد خاکسار نے ایک کاذب ڈاکٹر راشد جہانگیری کے ایک جھوٹے الزام کا جواب دیتے ہوئے (نیوز نمبر ۶۸) کذاب سلطانی کو مباہلہ کیلئے بلایا لیکن اس مفتری علی اللہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ کیلئے میدان مباہلہ میں آتا۔"

مندرجہ بالا دونوں حوالوں سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کس نے کس کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔

جیسا کہ میں نے اوپر حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد نقل کیا ہے جس میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

"مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔"

(اربعین نمبر ۲، روحانی خزائن جلد ۷ اصفحہ نمبر ۷۷ ۳ حاشیہ)

اس لئے جنبہ صاحب یا منیر اعظم صاحب کا یہ کہنا کہ ہم نے کسی کے لئے بددعا نہیں کی مباہلہ کی روح کے ہی خلاف ہے۔ مباہلہ ہے ہی بددعا۔ اگر دعا ہی کرنی ہے تو مباہلہ کی کیا ضرورت ہے۔

جنبہ صاحب کو مباہلہ کی اس تعریف کا علم ہے اور وہ اسے مانتے ہیں۔ (مگر مباہلوں کے بے نتیجہ رہنے کے بعد اس کی اور تشریحات کر رہے ہیں۔) جیسا کہ میرے خط کے جواب میں آپ فرما رہے ہیں کہ

پر اتمام حجت کی ہوئی تھی۔ لہٰذا میں نے اس کذاب کا جماعتی مباہلے کا چیلنج فوراً قبول کر لیا۔ کذاب ناصر سلطانی کا یہ مباہلہ ہم دونوں کے درمیان ۱۳/ مارچ ۲۰۱۴ء سے شروع ہو چکا ہے اور اسکی مدت اس کذاب نے خود ایک سال مقرر کی ہے۔ خاکسار اپنے ۳۱ مئی ۲۰۱۳ء کے خطبہ جمعہ میں اس کذاب کو مخاطب کر کے بتا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت دی ہوئی ہے۔ خاکسار نے

اس تحریر سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جنبہ صاحب کے نزدیک جھوٹے کی ایک سال کے اندر موت ہو جانی چاہیئے۔ جنبہ صاحب اپنے اطمینان کا اظہار فرما رہے ہیں کہ مجھے تو ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت مل چکی ہے۔ ایسے ہی اسی تحریر میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

اس سال جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ انگلستان (UK) کے موقعہ پر میرے ایک پیروکار جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب (جو کچھ عرصہ کذاب سلطانی کے مرید بھی رہ چکے ہیں) سے ملاقات کے دوران اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے ناصر سلطانی سے پوچھا ہے کہ آپکے مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں اگر عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے جواب میں کہا کہ وہ میرے مباہلہ کے نتیجہ میں ایک سال کے اندر ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے دوبارہ یہی جواب دیا کہ وہ میرے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سہ بارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی کہنے لگا کہ اگر میرے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ایک سال کے عرصہ میں ہلاک نہ ہوا تو پھر میں یعنی ناصر سلطانی جھوٹا ہوگا۔ میرے محترم پیروکار ڈاکٹر عبدالغنی صاحب زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید نیک، پاک اور نافع الناس زندگی عطا فرمائے۔ مجھے اُمید ہے پوچھنے پر وہ اپنے اس بیان کی ضرور تصدیق فرمائیں گے۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں

(۲) ۲۳/نومبر ۲۰۱۱ء کو جناب منیر احمد اعظم صاحب نے خاکسار کی طرف جو مباہلہ کا چیلنج بھیجا تھا۔اپنے مباہلہ کے چیلنج میں اُس نے دو (۲) سال کی معیاد مقرر کی تھی۔میں نے بغیر کسی اعتراض کے اس مقرر کردہ مدت کو قبول کر لیا تھا۔لیکن ناصر سلطانی صاحب گاہے بگاہے اپنے خطبات جمعہ اور اپنے مضامین میں مباہلہ کی اس دو(۲) سالہ مدت پر اعتراض اور نکتہ چینی کرتے رہتے تھے کہ مباہلہ کی مدت ایک سال ہوا کرتی ہے اور منیر احمد اعظم صاحب نے جو دو(۲) سالہ مدت مقرر کی ہے۔وہ غلط ہے۔اب ناصر احمد سلطانی صاحب نے جو مباہلہ کا چیلنج خاکسار کی طرف بھیجا ہے۔اِس میں وہ اپنے ہی موقف یعنی مباہلہ کی ایک سالہ مدت کے برخلاف لکھتا ہے کہ۔۔"ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اُسے خدا دوسرے کی زندگی میں عبرتناک موت دیدے۔"

ناصر احمد سلطانی صاحب۔آپکے علم اور آپکے موقف کے مطابق مباہلہ کی صحیح معیاد ایک سال ہوتی ہے۔اب آپ اپنے ہی موقف سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو لوگوں کیلئے بے مقصد، غیر نفع بخش اور فائدہ سے عاری بنا رہے ہو۔اللہ تعالٰی نے خاکسار کو تو اپنی زندگی کے بارے میں خبر دی ہوئی ہے اور میں اس کا بارہا اظہار بھی کر چکا ہوں۔لیکن آپ نے اپنی زندگی کے متعلق کبھی بھی لوگوں کو کچھ نہیں بتایا ہے۔اب آپ جس طرح خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں۔ایسی ہی کیفیت کے متعلق ایک عظیم اور زندہ جاوید شاعر جناب مرزا اسداللہ خاں غالب صاحب نے بڑے معنی خیز انداز میں کہا تھا کہ ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

ہم دونوں کی زندگیوں کے خاتمے کا لوگ کہاں تک انتظار کرتے رہیں گے۔لہٰذا سلطانی صاحب کو اپنے مباہلہ کے چیلنج میں بمعہ تاریخ ایک سال کی مدت کا اندراج کر کے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو عوام الناس کیلئے با مقصد اور نفع بخش بنانا چاہیے تاکہ جماعت احمدیہ اور عالم اسلام ڈھیر سارے ماموروں کی گومگو اور پریشانی (confusion) سے باہر آسکیں۔اور یہ بھی واضح رہے کہ آپ جس تاریخ سے بھی مباہلہ کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔خاکسار اُسی تاریخ سے آپکے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر لے گا۔

(نیوز نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱، ۲)

مندرجہ بالا تحریروں سے بات مزید صاف ہو جاتی ہے کہ جنبہ صاحب اور سلطانی صاحب کے نزدیک ایک سال (یعنی مقررہ میعاد) کے اندر جھوٹے کی موت ہونی یقینی اور ضروری ہے۔اس لئے مباہلوں کے بے نتیجہ رہنے کے بعد اور توجیہات بیان کرنا محض افتراء ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو گمراہ کرنے کی ایک اور کوشش ہے۔

کیا کلمہ گو سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے؟ جنبہ صاحب اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ میں کلمہ گو سے مباہلہ کرنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں۔ جواباً عرض ہے کہ دو کلمہ گو کے درمیان تو مباہلے کی نوبت ہی نہیں آسکتی۔ کلمہ محض لا الہ الا اللہ کہہ دینا کافی نہیں بلکہ اس پر

کامل ایمان ہونااوراس پر عمل کرناضروری ہے۔وہ شخص جوخدا سے افتراء منسوب کررہاہے کہ مجھے خدانے مبعوث کیاہےاور وہ اپنے دعویٰ میں سچانہیں تووہ کلمہ گو کیسے ہوگیا۔یاجوخداکے بھجوائے ہوئے پر لعنت ڈال رہاہے وہ کلمہ گو کیسے ہوگا۔یہ محض فرار کے بہانے ہیں۔وہ شخص جسے اپنی سچائی اور دوسرے کے کذب پر سو فیصد یقین ہو وہ ایسے بہانے نہیں بناتا۔حضرت مسیح موعودؑ نے کسی عام مسلمان پر لعنت بھیجنے میں پہل نہیں کی۔لیکن جس نے پہل کی اسے جواب بھی دیااور اس نے اس کا نتیجہ بھی بھگتا۔

مباہلہ کی کامیابی کا کیسے علم ہوگا؟اس کا ایک فوری نتیجہ تواس کی ناکامیوں اور ذلت کا شروع ہونا ہی ہے۔مگر قرآن پاک کی تعلیم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور آپؑ سے مباہلہ کرنے والوں کے نتائج سے یہی ثابت ہوتاہے کہ مباہلہ کا اصل فیصلہ جھوٹے کی موت (مقررہ معیاد کے اندر اور معیاد مقرر نہ ہونے کی صورت میں سچے کی زندگی میں) سے ہی ثابت ہوتاہے۔حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

”صادق کی خدا آپ حفاظت کرتاہے اوراس کی جان اور آبرو کے بچانے کے لئے آسمانی نشان دکھلاتاہے اور وہ صادق کیلئے حصنِ حصین ہے اور صادق اس کی گود میں محفوظ ہے جیسا کہ مادہ شیر کا بچہ اُس کے پنجہ کی پناہ میں ہوتاہے۔یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹاہے اور خدا پر افترا کرتاہے اور دجال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جواس کا مکذب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو میں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتاہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتاہے۔ہم لکھ چکے ہیں کہ مقام بدر میں ابوجہل نے بھی یہی دُعا کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اِسی میدانِ جنگ میں اُس کو قتل کرے۔سو اس دُعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔“

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ نمبر ۴۴۰)

خاکسار کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۲) مباہلے کا چیلنج منیر احمد اعظم صاحب نے مجھے دیا تھا اور ظاہر ہے اُس نے خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر دیا اور مجھ پر لعنت ڈالی تھی۔میں نے اُس پر لعنت نہیں ڈالی اور نہ ہی اُس کی ہلاکت کیلئے کوئی بددعا کی تھی۔میں نے اللہ تعالیٰ سے صرف صادق اور کاذب میں فرق ظاہر کرنے کیلئے دعا کی تھی۔اب سوال ہے کہ اگر خاکسار اپنے دعویٰ میں کاذب ہوتا تو منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے نتیجہ میں میرا ضرور قلع قمع ہو جانا چاہیے تھا۔لیکن مباہلہ کے بعد میں نہ صرف زندہ ہوں بلکہ میرا سلسلہ بھی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ میں نے لعنت نہیں ڈالی۔ حُسن ظن رکھتے ہوئے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ جنبہ صاحب نے دستخط کرنے سے قبل اس تحریر کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ وہ تحریر جس پر جنبہ صاحب نے دستخط کئے وہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

In the Name of Allah, the Gracious, the Merciful

INVITATION TO DUEL OF PRAYER (CHALLENGE OF MUBAHILA) TO ABDUL GHAFFAR JANBAH SAHIB, MANSOOR AHMED SAHIB & THEIR GROUP

As Almighty Allah said in the Holy Quran (Al-Imran Chapter 3 Verse 62):

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○

"If anyone argues with you, despite the knowledge you have received, then say, "Let us summon our children and your children, our women and your women, ourselves and yourselves, then let us invoke Allah's curse upon the liars."

اور پھر آگے چل کر یہ تحریر ہے۔

Therefore, let them come forward to accept this challenge which I am inviting Janbah Sahib for a second time, with their signatures (alongside the curses they make), and announce and spread this publicly to as many people as they can:

"O Almighty Allah! O Omniscient God! You, the Witness over everything! You who know the *Ghayb* (Invisible)! We swear by Your Glory, Your Greatness, Your Prestige and Majesty; we supplicate You to descend Your blessings, be it in this world and the Hereafter upon either of our two groups who is truthful, who is set on the straight path and remove every evil and calamity from him (the truthful claimant and group); make shine his veracity in the four corners of the universe. Bless him like You know best how to bless, protect him from all discords and all disputes. Give to all those who are with him, forming part of his group, young and old, men and women to walk on the right path. Give him true *Taqwa* as befit Your chosen one, Your elect and beloved whom You preserve from all sorts of calamities, be it mundane or spiritual. Let him come nearest to You, by day as well as by night so that nobody can have the least doubt that You are with them, that You are their Protector, their Supporter, their Refuge, that You approve of their deeds, their behaviour, their activities and their morals. Make it so that we may know that they belong solely to Your Community *(Hizb'Allah)*, and not the one of Satan and of his acolytes *(Hizbush'Shaytane)*.

O Allah! Descend Your malediction (curse) in the time period of two years upon either one of the two groups who is liar and deceitful in Your Sight. Cover him with disgrace, abase him and make him the manifestation of Your wrath and of Your chastisement. Punish him, seize him, and try him in such a way

that the world may come to know that his (the accursed group) misfortunes do not come from the hands of men, but from Your All-Powerful Hand and that the world may know that all these manifestations are the result of Your jealousy and Self-Respect with which You protect Your most beloved ones.

Therefore, O Allah, punish the liars in such a way that we attribute this punishment only from You. Make it so that the distinction between Truth and Falsehood become manifest, and that we may recognise the persecutors from their victims.

May the one who possess in him even little as a grain of *Taqwa* (fear of Allah, piety), who seeks the truth, and who is perspicacious, that he may have no doubt where Truth and Justice is found. *Ameen, Ya Rabbul Aalameen! (O Lord of the Worlds)*

Abdul Ghaffar Janbah
Gustav-Schatz-Hof 2
24143 Kiel, Germany

Mansoor Ahmed
53 Forde Avenue
Bromley, BR1 3EU

Signed on one hand, in the capacity of the Khalifatullah of the Jamaat Ul Sahih Al Islam International, Munir Ahmed Azim, as well as in the name of all members of the Jamaat Ul Sahih Al Islam, men, women, and children, adults and children, young and old.

Signed knowingly on one hand, by Abdul Ghaffaar Janbah Sahib and Mansoor Ahmed Sahib, fully aware of what might ensue, without hesitation, dispute the claims of the other group, and agree to become involved in this spiritual battle.

MAURITIUS
JAMAAT UL SAHIH AL ISLAM

14/2/2012
FAZIL JAMAL, DELHI, INDIA

Monday 21 November 2011 – For more information, please contact this humble self on my email: muhyiuddin@jamaat-ul-sahih-al-islam.com

Page 68 of 68

(نیوز نمبر ۵۸)

یہ مباہلہ کا چیلنج بڑا واضح ہے۔ اس پر جنبہ صاحب اور آپ کے ایک مرید کے دستخط موجود ہیں۔ اس میں درج ہے کہ

O Allah! Descend Your malediction (curse) in the time period of two years upon either one of the two groups who is liar and deceitful in Your Sight. Cover him with disgrace, abase him and make him the manifestation of Your wrath and of Your chastisement. Punish him, seize him, and try him in such a way

یعنی اے اللہ جھوٹے پر دو سال کے اندر لعنت ڈال۔اور باقی الفاظ بھی عزت افزائی کے نہیں ہیں۔اس پر دستخط کرنے کے بعد جنبہ صاحب کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے کسی پر لعنت نہیں بھیجی۔

جنبہ صاحب اور سلطانی صاحب کے مابین ہونے والے مباہلے میں جنبہ صاحب نے اپنی مباہلہ والی تحریر ان الفاظ سے شروع کی ہے

فَمَنْ حَآجَکَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ
وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (ال عمران۔ ۶۲)

پس جو تجھ سے اس بارے میں اِسکے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے لوگوں کو اور تمہارے لوگوں کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

کذاب سلطانی کے مباہلہ کے چیلنج کی ۔۔۔قبولیت

ایسے ہی سلطانی صاحب نے بھی بڑی فراخی سے کثرت کے ساتھ جھوٹے پر لعنت ڈالی ہے۔

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Statement of the representing members of Jama'at e Ahmadiiyyah (Haqiqi)
for the Jama'ati Mubaahila between
Dr. Nasir Ahmad Sultani (Sri Lanka) and Abdul Ghaffar Janbah (Germany)

We all believe that our Imaam and Mujaddid Hadharat Dr. Nasir Ahmad Sultani Mudda Zillu Hul Aali is appointed with Wahi o Ilhaam by Allah Almighty and our Jama'at, Jama'at e Ahmadiyyah (Haqiqi) is established with the support of Allah. Alhamdu Lillah Rabbil Alameen.
We all believe that Abdul Ghaffar Janbah is a liar, impostor and a false claimant in his claims that he is appointed by Allah Almighty as Zaki Ghulam, Musleh Maud, etc.

We all pray that Allah Almighty may descend His Curse in the time period of one year upon the liars.
We all believe that after accepting of this Mubaahilah, Allah Almighty will seize them and punish them in such a way that the world will come to know that their punishment is not from the hands of people.

لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ آمین یارب العالمین

	Name	Father's/Husband's Name	CNIC/ Passport #	Age	Nationality	Signature
1	Nasir Ahmad Sultani	Sultan Ahmad	SA1151221	48 y	Pakistani	Nasir A. 13.03-14
2	Aziz Ahmad	Muhammad Afzal Qaisar	33201-291 8169-1	28 y	Pakistani	عزیز احمد

یہ وہ ثبوت ہیں جو جنبہ صاحب کی اپنی ویب سائٹ پر موجود ہیں اور اس کے باوجود کس دلیری سے جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ میں نے کسی پر لعنت نہیں ڈالی۔ ان لوگوں کو خدا بھول گیا ہے۔ اس کا خوف ختم ہو گیا ہے۔ اپنا نہیں تو کم از کم ان رتبوں کا ہی لحاظ کر لیں جن کے یہ لوگ دعویدار ہیں۔ کیوں لوگوں کو خدا سے اس کے قانون قدرت سے اور نبیوں سے اور ان کے مقام سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

مباہلہ کے چیلنج کا مطالعہ (صفحات نمبر ۱ تا ۶۸) فرما سکتے ہیں۔ خاکسار نے جو حقائق پیش کیے ہیں اعظم صاحب کی طرف سے اِنہیں بغیر کسی دلیل کے جھٹلانے کے بعد خاکسار کا سنت اللہ جو قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے (ال عمران۔ ۶۰ تا ۶۲) کے مطابق حق تھا کہ میں اُسے مباہلہ کی دعوت دیتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اور اِسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں کسی کلمہ گو احمدی پر لعنت بھیجنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں۔ خاکسار اپنے آقا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ اور اپنی روحانی ماں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں اپنے فروعی اِختلافات کا فیصلہ مباہلوں کی بجائے فرمان باری تعالیٰ (النساء۔ ۶۰) کی روشنی میں طے کرنا بہتر سمجھتا ہے۔

(نیوز نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۲)

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ "میں اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں کسی کلمہ گو احمدی پر لعنت بھیجنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں"۔

جنبہ صاحب اپنی بات میں کس قدر سچے ہیں۔ ذیل میں کلمہ گو احمدیوں پر لعنت بھیجنے کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

اے لعنتی مولوی!!! تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے زعم کے مطابق تیرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی اس عاجز یعنی اس اللہ تعالیٰ کے شیر کے آگے ذلیل اور رُسوا ہو کر اپنے اپنے سوراخوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ اگر تو انسان کا بچہ ہے اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہے تو پھر میرے مقابلہ کیلئے میدان میں آکر اپنے نام نہاد مصلح موعود کی ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء کی بھڑک کو سچا ثابت کر کے دکھا۔ ورنہ لعنت علی الکاذبین۔ لیکن مجھے یقین ہے تو ہمیشہ اسی طرح بھونکتا رہے گا اور اس خدا کے شیر کے مقابلہ کیلئے کبھی میدان میں نہیں نکلے گا۔

(آرٹیکل نمبر۸۷، صفحہ نمبر۵)

واضح رہے کہ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خاکسار یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کسی بھی رنگ میں ماننے والے کسی احمدی پر لعنت ڈالے لیکن درج بالا ای میل (E-mail) نے اللہ کے شیر کو پنجرے سے نکال دیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بعض شکست خوردہ اور بے چین رُوحوں نے اپنی جھوٹی اَنا کی تسکین کیلئے درج بالا ای میل (e.mail) میں ایک جھوٹا مضمون پھیلایا ہے کہ خاکسار نے سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ یہ سراسر مجھ پر جھوٹا بہتان ہے کیونکہ آج تک سلطانی صاحب نے مجھے کوئی مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا۔ اگر سلطانی صاحب نے اس عاجز کو کوئی مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو وہ اس کا ثبوت پیش کرے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(نیوز نمبر۶۸، صفحہ نمبر۲)

(۲) لاہوری حضرات حضرت مرزا غلام احمدؑ کی طرف یہ جھوٹ منسوب کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور آپؑ اُمتی نبی نہیں تھے۔ خاکسار حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کے سلسلہ میں اپنے مضامین نمبر ۳۹ اور ۴۰ کے ذریعہ ان پر کامل طور پر اتمام حجت کر چکا ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مہدی و مسیح موعود اور مجدد الف آخر ہونے کے علاوہ اُمتی نبی بھی تھے۔ خاکسار کے دعویٰ اور اُسکے قطعی، علمی اور الہامی ثبوت پر مشتمل میری کتاب (غلام مسیح الزماں) عرصہ دراز سے ویب سائٹ پر موجود ہے اور اُمید ہے کہ لاہوری جماعت کے اَمیر اور دیگر کرتا دھرتا حضرات نے اس کا مطالعہ ضرور کر لیا ہوگا۔ خاکسار پختہ ایمان رکھتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اُمتی نبی تھے اور لاہوری حضرات آپکی نبوت کے سلسلہ میں سخت غلطی خوردہ ہیں ثانیاً۔ لاہوری حضرات اس عاجز کو بھی اپنے دعویٰ (موعود زکی غلام مسیح الزماں) میں نعوذ باللہ کاذب اور فریبی خیال کرتے ہیں۔ اگر لاہوری حضرات حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت اور اس عاجز کے دعویٰ (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کی سچائی کے سلسلہ میں مباہلہ کرنے کا شوق رکھتے ہوں تو میں اِنہیں بھی ویل کم کرتا ہوں۔ لاہوری حضرات اپنے امیر جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب پاشا سے کہیں کہ وہ مذکورہ بالا دونوں موضوعات کے سلسلہ میں منیر احمد اعظم کی طرح اپنا مباہلہ کا چیلنج اپنی مہر (امیر جماعت احمدیہ لاہور) کیساتھ سائن کر کے میری طرف بھیج دیں۔ خاکسار بھی جواب میں اُنکا مباہلہ کا چیلنج اپنی مہر (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کیساتھ سائن کر کے واپس اُنکی طرف بھی بھیج دے گا اور اِسے اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا دے گا۔ مجھے اُمید ہے لاہوری جماعت کے اَمیر لوگوں کو مایوس نہیں کریں گے اور مباہلہ کیلئے میدان میں ضرور نکلیں گے۔

قادیانی جیالے اور خصوصاً جناب انصر رضا صاحب اور دیگر افراد جماعت اگر سمجھتے ہیں کہ خاکسار کی بیان کردہ درج بالا دس (۱۰) باتیں نہ صرف غلط اور بے بنیاد ہیں بلکہ یہ قادیانی خلفاء، علماء اور ارباب واختیار پر جھوٹے الزامات ہیں۔ اگر قادیانی جیالے اور خصوصاً جناب انصر رضا صاحب میری بیان کردہ درج بالا دس باتوں اور میرے دعویٰ کے سلسلہ میں اس عاجز کیساتھ مباہلہ کرنا چاہیں تو میں آپ سب کو بھی ویل کم (welcome) کرتا ہوں۔ آپ سب اپنے خلیفہ خامس صاحب سے کہیں کہ وہ درج بالا دس باتوں اور میرے دعویٰ کے سلسلہ میں منیر احمد اعظم کی طرح اپنی مہر (خلیفۃ المسیح الخامس) کیساتھ مباہلہ کا چیلنج سائن کر کے میری طرف بھیج دیں۔ خاکسار بھی جواباً مباہلہ کے اس چیلنج کو اپنی مہر (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کیساتھ سائن کر کے نہ صرف خلیفہ خامس صاحب کی طرف بھیجے گا بلکہ اس چیلنج کو اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا دے گا۔ مجھے اُمید ہے کہ احمدی جیالے، خصوصاً جناب انصر رضا صاحب اور اِنکا خلیفہ خامس لوگوں کو مایوس نہیں کریں گے اور میرے مقابلہ کیلئے مباہلہ کے چیلنج کیساتھ میدان میں ضرور اُتریں گے۔؟؟؟

(نیوز نمبر۶۸، صفحہ نمبر۲،۳)

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ جنبہ صاحب نے صرف مباہلہ کی تحریروں میں ہی کسی پر لعنت نہیں بھیجی بلکہ دوسری جگہوں پر بھی لعنت بھیجنے میں کمی نہیں کی۔اس لئے یہ کہنا کہ میں نے مباہلہ میں کسی پر لعنت اس لئے نہیں بھیجی کہ میں کسی کلمہ گو پر لعنت بھیجنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں جنبہ صاحب کی ایک اور دروغ گوئی ہے۔جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

جنبہ صاحب نے سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اپنے اور اپنے مریدوں کے دستخطوں کے ساتھ جو تحریر شائع فرمائی اس میں سلطانی صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

> لیکن اس مفتری علیٰ اللہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ کیلئے میدان مباہلہ میں آتا۔جب منیر احمد اعظم اور خاکسار کے مباہلہ کو ایک سال گزر گیا تو اس بدبخت نے اپنے کسی خطبہ جمعہ میں ہم دونوں پر ہرزہ سرائی کرتے ہوئے بڑے تمسخرانہ انداز میں کہا کہ۔۔۔''سَپ نوں سَپ لڑے تے وِس کنوں چڑھے''۔۔یعنی اگر سانپ کو سانپ کاٹ لے تو زہر کا اثر کس پر ہو۔اس طرح اس کذاب نے مباہلہ کے حوالہ سے ہم دونوں پر بدزبانی اور گندہ ذہنی کے تیر برسانے شروع کر دیئے۔

وقت نے ثابت کر دیا کہ سلطانی صاحب نے یہ بات درست کہی تھی ''سپ نوں سپ لڑے تے وِس کنوں چڑھے''۔اور اب تو سلطانی صاحب خود بھی اسی کہاوت کے زمرے میں آگئے ہیں۔

خاکسار نے جنبہ صاحب سے سوال کیا تھا کہ ان مباہلوں کے بے نتیجہ رہنے کی صورت میں کیا نتیجہ اخذ کیا جائے کہ آپ تینوں سچے ہیں یا تینوں جھوٹے؟

خدا کی سنت سے ثابت ہے کہ یہ تینوں سچے تو نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر یہ سچے ہوتے تو کبھی بھی ایک دوسرے پر لعنت نہ ڈالتے۔جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔خدا ان کی رہنمائی کرتا ہے۔انہیں اپنے پیاروں کی نسبت خود بتا دیتا ہے۔اور خدا کے پیارے ایک دوسرے کی سچائی کی گواہی دیتے ہیں۔ان پر لعنت نہیں ڈالتے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں وہ بزرگ ہستیاں جن کا خدا سے سچا تعلق تھا انہوں نے حضورؑ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔جب حضرت مسیح موعودؑ نے اس وقت کے تمام بڑے بڑے گدی نشینوں اور علماء کو اپنے مقابلہ پر بلایا۔تو حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے جواباً اس بات کی تصدیق کی کہ آپؑ اپنے دعوؤں میں سچے ہیں۔اور اپنے مریدوں کو بھی حضورؑ کی صداقت سے آگاہ فرمایا۔

خدا کی سنت نے ان مباہلوں کے نتیجوں سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی سچا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی سچا ہوتا تو خدا کی غیرت کبھی گوارا نہ کرتی کہ اس کے سچے پر کوئی لعنت بھیجے اور وہ بچ جائے۔

اس لئے وہی کہاوت درست ہے

"سپ نوں سپ لڑے تے وِس کنوں چڑھے"

مباہلہ کے حوالے سے ذیل میں قرآنی آیات اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پیشِ خدمت ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرنے والوں کی لسٹ مع ان کے انجام بھی شامل ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا اپنے پیاروں کی عزت اور حرمت کا بہت خیال رکھتا ہے۔ اور خدا کا اپنے پیارے سے کیا وعدہ بڑی شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے۔

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَاِھَا نَتَکَ

جو تیری ذلت چاہے گا میں اسے ذلیل کروں گا

(تذکرہ ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷)

متفرق مضامین

رسول ہمیشہ اعلیٰ خاندان سے آتے ہیں

محترم جنبہ صاحب انبیاء کے چناؤ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

بعثت کے وقت انبیاءؑ کا معمولی ہونا۔

انبیاءؑ کا اپنی بعثت کے وقت معمولی ہونا بھی اُنکی تکذیب اور مخالفت کا سب سے زیادہ سبب بنا تھا۔اگر بوقت بعثت یہ انبیاءؑ اپنے قبیلوں یا شہروں کے سردار یا بڑے مشہور آدمی ہوتے تو ہرگز اُنکی مخالفت نہ ہوتی۔مثلاً۔اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ناصریؑ سے متعلق بائبل کی پیشگوئی کسی یہودی خلیفہ کے وجود میں پوری فرمادیتا تو کوئی بھی یہودی اُس کا انکار نہ کرتا۔اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے متعلقہ توریت کی پیشگوئی مکہ کے کسی بڑے سردار یعنی عمر بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن خطاب یا ابوسفیان یا ابولہب کے وجود میں پوری فرماتا تو مکہ کا کوئی بھی شخص اُن کا انکار نہ کرتا۔ایک صدی قبل اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئی ہندوستان کے کسی نامی گرامی مولوی مثلاً سید نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل) کے وجود میں پوری فرمادیتا تو کوئی بھی ہندوستانی مسلمان اُسکی مخالفت نہ کرتا۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کا بطور مسیح موعود انتخاب فرمایا وہ لکھتے ہیں:۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی ۔ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اسی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی مخالفت نہ ہونے کی بھی دو وجوہات تھیں۔(۱) آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔(۱۱) آپ جماعت کے خلیفہ ثانی تھے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر متذکرہ بالا انبیاءؑ کو اللہ تعالیٰ اسی طرح مبعوث فرماتا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کیا تھی۔؟ اس میں لوگوں کی آزمائش کیا تھی۔؟ کچھ بھی نہیں تھی۔جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے کیلئے تو انبیاءؑ کا معمولی انسانوں میں سے انتخاب کرتا ہے۔اب اگر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کو ایک ایسے انسان میں پوری فرمایا ہے کہ جس کے متعلق کوئی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو اس میں اچنبھے کی کونسی بات ہے۔؟

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ۔ اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۲)

جس طرح پہلے نبی اور رسول غریبوں اور مسکینوں میں سے کھڑے کیے گئے تھے اسی طرح موعود مصلح بھی غربت کے لباس میں ظاہر ہوگا۔چونکہ وہ مسیحائی نفس ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا مثیل ہے لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض لوگ اُسے اس روحانی مقام و مرتبہ کیلئے غیر موزوں قرار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔" اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط (الانعام:۱۲۵) اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔؟ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے بھی اپنے رسالہ "الوصیت" میں فرمایا ہے:۔
"اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۰)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اُن میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لے کر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے اُن نائبوں کی اطاعت کریں۔ اِس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا ان کے قبول کرنے اور ان کی اطاعت کا جُوا اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اُن کو ایسا ابتلا پیش آوے جو ان کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اِس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُن پر غالب ہو اور وہ دِلی نفرت کے ساتھ اِس بات سے کراہت کریں کہ اس کے تابعدار بنیں اور اس کو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۷۹)

محترم جنبہ صاحب کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مریمؑ کا قبیلہ عمران ایک معزز قبیلہ تھا۔ قرآن پاک میں آل عمران نام کی سورۃ ہے۔ نیز حضرت مریمؑ نے حضرت زکریاؑ کے گھر میں پرورش پائی۔ آپ کسی طور بھی کسی معمولی خاندان سے نہیں تھے۔

ایسے ہی اگر جنبہ صاحب نے رسول کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے آقا کا تعلق عرب کے ایک انتہائی باعزت قبیلہ سے تھا۔ آپ ﷺ کے دادا خانہ کعبہ کے متولی اور عرب کے ممتاز اور بااثر فرد تھے۔ آپ ﷺ کی شادی عرب کی ایک معزز اور امیر خاتون سے ہوئی۔ ابو جہل اور ابو لہب آپ ﷺ کے قبیلہ سے تھے اور آپ ﷺ کے چچا تھے۔

ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ بھی کسی غیر معروف خاندان سے نہیں تھے۔ اور نہ ہی علم و حکمت میں آپؑ کسی سے کم تھے۔ جنبہ صاحب نے مولوی نذیر حسین دہلوی کا ذکر کیا ہے۔ یہ تمام لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدین میں سے تھے۔ مگر آپؑ کے دعویٰ کے بعد آپ کے مخالف ہو گئے۔

جنبہ صاحب کو اس بات کی بھی تکلیف ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے اور خلیفہ تھے۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ پہلے نبیوں کی اولاد بھی نبی ہوتی تھی۔ اور یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہتا تھا۔ نبی وقت کے بادشاہ ہوتے تھے اور ان کے بیٹے بھی بادشاہ ہوتے تھے اور نبی بھی ہوتے تھے۔

یہی خدا کی سنت ہے۔ اور خدا اپنی سنت تبدیل نہیں کرتا۔

رسول کا ہر برائی سے پاک ہونا ضروری ہے

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۵۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

> باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔
> واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے ان باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!! ۔

جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کے لئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اسکی فکر کرتے۔

جنبہ صاحب کی بات میں وزن ہے۔ لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کرتا ہے؟ کیونکہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ اور اس کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جو میرے اور میرے رسول کی کامل اطاعت کرے گا میں اسے انعامات سے نوازوں گا۔ اور ہم اس کے اس وعدہ پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ جو اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے وہ خدا کی پکڑ میں آئیں گے۔

قرآن پاک میں نماز کی ادائیگی کی طرف سب سے زیادہ بار توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں جو پنج وقتہ نمازوں کی پابندی نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں سے ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اسے ہی اس جماعت کی تربیت کے لئے مقرر کر دیا۔

واقعی سوچنے کا مقام ہے۔ کہ جنبہ صاحب درست کہہ رہے ہیں یااللہ اور اس کا رسول درست کہہ رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ مامورین کے لئے شرائط بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اور دوسری خوبی جو شرط کے طور پر مامورین کے لئے ضروری ہے وہ نیک چال چلن ہے کیونکہ بدچال چلن سے بھی دِلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ خوبی بھی بدیہی طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہٖ اَفَلَا تعقلون (یونس:۱۷) یعنی ان کفار کو کہہ دے کہ اِس سے پہلے میں نے ایک عمر تم میں ہی بسر کی ہے پس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس درجہ کا امین اور راستباز ہوں۔ اب دیکھو کہ یہ دونوں صفتیں جو مرتبہ نبوت اور ماموریت کے لئے ضروری ہیں یعنی بزرگ خاندان میں سے ہونا اور اپنی ذات میں امین اور راستباز اور خداترس اور نیک چلن ہونا قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کمال درجہ پر ثابت کی ہیں اور آپ کی اعلیٰ چال چلن اور اعلیٰ خاندان پر خود گواہی دی ہے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۸۱، ۲۸۲)

جنبہ صاحب ہم نے تو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہوئی ہے اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپؑ نے جو فرمایا ہے وہی درست ہے۔ اور آپؑ کا ارشاد اوپر درج کر دیا ہے۔ آپ نے مامورین کی ایک شرط راست باز ہونا بیان فرمائی ہے۔ اور نماز کی ادائیگی بھی راست بازی میں آتی ہے۔ اس لئے اب آپ اور آپ کے مرید غور فرمائیں کہ وہ کہاں کھڑے ہیں۔

نبوت خدا کا فضل ہے۔ جسے چاہے دیتا ہے۔

اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے خاکسار ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہے۔

ایک ادارے کو اپنے لئے ایک جنرل مینجر کی ضرورت ہے۔ وہ اس کے لئے ایک اشتہار دیتے ہیں۔ اس میں وہ مطلوبہ کوالیفکیشن بھی نوٹ کرتے ہیں۔ کہ امیدوار کی اتنی تعلیم ہونی چاہیئے۔ اس فیلڈ میں اس کا اتنا تجربہ ہونا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کافی درخواستیں آتی ہیں۔ اس بھرتی کے لئے ادارے کی انتظامیہ اہل لوگوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی مرضی سے ایک کم تعلیم یافتہ ناتجربہ کار امیدوار کو یہ کہہ کر بھرتی کر لیتی ہے۔ کہ ہمارا ادارہ ہے۔ ہمارا حق ہے جسے چاہیں بھرتی کریں۔

دانشمند احباب اس بھرتی کو دھاندلی، ناانصافی کا نام دیتے ہیں۔ مذہبی احباب ایسی بھرتی پر قرآنی آیات اور حوالے پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حق دار کو حق دینے کا حکم دیا ہے۔ ناانصافی سے منع کیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا

یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

(سورۃ النساء ۴:۵۹)

یقیناً وہ لوگ جو حق دار کو حق نہیں دیتے وہ خدا تعالیٰ کے واضح حکم کی حکم عدولی کرتے ہیں۔ اور پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایسے ادارے تباہ ہو جاتے ہیں۔

اب میں موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔ اس وقت مختلف لوگ جو ماموریت کے دعویدار ہیں اور ساری زندگی خدا تعالیٰ کے واضح حکموں کی نافرمانی کرتے رہے۔ لوگوں کے استفسار پر وہ نبوت کے ملنے کے بارہ میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(سورۃ الجمعہ ۶۲:۵)

یہ حوالہ پیش کرتے وقت وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس حوالہ کے ذریعے وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ قرآنی تعلیم میں تضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے ایک معیار مقرر کرتا ہے اور اپنے عمل سے ایک اور معیار ثابت کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو خدا یا اس کے نظام پر

اعتراضات کرتے ہیں ان کے سامنے ایسی باتیں پیش کر کے ان کے اعتراضات کو تقویت دیتے ہیں۔ مذہب کے نام پر مذہب کا خون کرتے ہیں۔

بد قسمتی سے یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے قرآن پاک کو نہیں پڑھا۔ انہیں قرآنی تعلیم کا علم نہیں۔ مگر اس کے باوجود قرآنی آیات کے اپنی مرضی کے ترجمے اور تفسیریں کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر خدائی احکامات پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں۔ اپنی بات کے ثبوت میں ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے اِن باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!! ۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

ہم سب کا یقین ہے کہ قرآن پاک ایک مکمل شرعی کتاب ہے۔ اب قیامت تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(سورۃ النساء ۴: ۷۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مناسبِ حال چار انعامات میں سے کسی کا وارث بنائے گا۔ ان انعامات کا وارث بننے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنے احکامات کا کھول کھول کر ذکر کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے بار

بار تلقین فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان قرآنی احکامات کو اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو ان پر عمل نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ اور اس میں نماز کا قیام اول درجہ پر ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور ۲۴:۵۶)

یہاں بھی وہی شرط ہے کہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے انہیں اللہ تعالیٰ زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ ساتھ اللہ تعالیٰ مثال دے رہا ہے کہ جیسے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ پہلے لوگوں میں سے حضرت مسیح موعودؑ ایک بالکل تازہ مثال ہیں اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ آپؑ کو بچپن سے اپنے خدا اور پیارے آقا ﷺ سے عشق تھا۔ ماموریت سے بہت پہلے سے وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفین سے جہاد کر رہے تھے۔ اور آپؑ کے اس سچے عشق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے انعامات کا وارث بنایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا

پس تُو ہرگز اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تُو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵:۴۴)

اس لئے لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیئے کہ وہ جانے انجانے میں اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا الزام لگا رہے ہیں۔

اب یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ "یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے" کے کیا معانی ہیں۔

اس کو سمجھانے کے لئے میں پھر مضمون کے شروع والی مثال کی طرف جاتاہوں۔

کہ جب وہ ادارہ جنرل مینجر کی پوسٹ کے لئے اشتہار دیتا ہے۔امیدوار اپنی درخواستیں بھجواتے ہیں۔ان کا انٹرویو کیا جاتا ہے۔اور اہل امیدواروں کی ایک لسٹ بنا کر ادارے کے ہیڈ کو دے دی جاتی ہے۔کہ یہ چار، پانچ امیدوار ہماری مطلوبہ کوالیفکیشن پر پورا اترتے ہیں۔ اب جنرل مینجر تو ایک ہی رکھنا ہے تو یہاں پر ادارے کا ہیڈ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ان میں سے کسی بہتر امیدوار کو اس پوسٹ کے لئے رکھ لیتا ہے۔اور یہ کسی طور بھی قابل اعتراض بات نہیں ہوتی۔

کامیاب بزنس مین کبھی بھی اپنے بچوں کو ڈائریکٹ اپنے بزنس کا ہیڈ مقرر نہیں کرتے بلکہ ان کی ٹریننگ کے لئے انہیں آہستہ آہستہ اوپر لے کر آتے ہیں۔تاکہ وہ تمام امور کا اچھی طرح واقف ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی یہی طریق ہے۔کہ جن کو اس نے اپنی قوم کا نگران بنانا ہوتا ہے ان کی بچپن سے تربیت کرتا ہے۔ان کی زندگی کا ہر لمحہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ان کی زندگی کے کسی پہلو پر بھی کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ مگر یہ لوگ اپنی انکساری کی وجہ سے خود کو دوسروں پر نمایاں نہیں کرتے۔اور جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے تو بعض لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ہم تو اس سے بہتر ہیں۔ہمارے پاس اس سے زیادہ علم ہے۔اس لئے ان لوگوں کو سمجھانے اور ٹھوکر سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ یہ مضمون بیان فرماتا ہے "کہ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں"۔یہ کسی کا حق نہیں ہے۔

آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد پیش ہے۔آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا نے قدیم سے اور جب سے کہ انسان کو پیدا کیا ہے یہ سنت جاری کی ہے کہ وہ پہلے اپنے فضل عظیم سے جس کو چاہتا ہے اس پر روح القدس ڈالتا ہے اور پھر روح القدس کی مدد سے اس کے اندر اپنی محبت پیدا کرتا ہے اور صدق و ثبات بخشتا ہے اور بہت سے نشانوں سے اس کی معرفت کو قوی کر دیتا ہے اور اس کی کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سچ مچ اس کی راہ میں جان دینے کو تیار ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا ربط ہوتا ہے کہ اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اس کو ایسا تعلق ہوتا ہے جو انکی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور خود بھی ایک طرف کھینچا جا رہا ہے۔یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی

اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالیٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں۔“

(لیکچر سیالکوٹ، براہین احمدیہ، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۲۲۴،۲۲۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

نوٹ: مندرجہ بالا مضمون نبوت کے حوالے سے ہے اسے اللہ تعالیٰ کے دوسرے فضلوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔

ہر مجدد نبی نہیں ہوتا

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید مکرم سید مولود احمد صاحب اپنے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہر مجدد رسول ہوتا ہے۔اس کے لئے سید صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے دو حوالے پیش کرتے ہیں۔سید صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۸ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (ال عمران آیات ۔۸۲/۸۳)

ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دُوں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔اب جو اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

اِن آیتِ کریمہ میں اللہ جلّا شانہٗ مومنوں سے ایک ایسا پختہ عہد لیتا ہے کہ جب بھی میں کوئی اپنا نمائندہ رسول یا کسی اور نام سے بھیجوں خواہ محدث یا مجدد ہی ہو تم نہ صرف اسے مان لینا بلکہ اُسکی مدد بھی کرنا۔اب مدد کئی طرح سے ہوسکتی ہے۔مال سے وقت سے تبلیغ سے وغیرہ۔یہ تمام مدد کی قسمیں ہوسکتی ہیں۔یاد رکھیں اگر تمام لوگ آنحضرت گو یا حضرت مہدیؑ کو صرف مان لیتے مگر کسی طرح سے بھی مدد نہ کرتے اور خاموشی سے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تو اسلام کی ترقی اور اسلام کا پھیلنا ممکن نہ تھا یا انتہائی مشکل کام تھا۔اس لئے ان آیاتِ کریمہ میں جو دو بڑی باتیں بیان کی گئی ہیں۔اِن دونوں کو سمجھنا اور پھر ان پر عمل کرنا اَشد ضروری ہے۔اب بعض کم فہم لوگ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آیات تو رسول کے بارے میں ہیں نہ کہ مجدد کے بارے میں۔میرا ان لوگوں کو جواب ہے کہ حضورؑ جو حکم و عدل ہیں فرماتے ہیں:۔

﴿ اے نادانوں! بھلا بتاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اِس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔﴾ (سراج منیر۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۵)

اب ان لوگوں کو جو اس عاجز کے ساتھ دن رات جنگ ای میلوں پر اور آمنے سامنے کر رہے تھے حضورؑ کا اقتباس بار بار پڑھنا چاہئے۔میرے یہ ناسمجھ دوست مجھے کہہ کر رہے تھے کہ میں غفار صاحب کو میسنجر (Messenger) یعنی رسول بنا رہا ہوں۔اے عزیزو یہ تمام مجددین خدا کے مامور ہی تو ہوتے ہیں اور مامورین کو مرسل کہنا کونسا گناہ ہے۔اگر حضورؑ نے مرسل کہا ہے تو ہمیں کہنے میں کیا مسئلہ درپیش ہے۔اسی طرح قرآن کی درج بالا دونوں آیات بھی حضورؑ کی تحریر کی تصدیق کر رہی ہیں۔

اِس معاملہ میں ایک اور بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضورؐ نے حضرت موسیٰ ؑ کے سلسلہ کے تمام نبیوں اور رسولوں کو موسوی مجدد کہہ کر پکارا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ کے مجددین کو خدا نے رسولوں کا مقام بخشا تھا تو اب کیا ہم نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ کے سلسلہ میں آنے والے مجددین کو مرسل یعنی خدا کے رسول کہتے ہوئے کیوں شرمارہے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو خدا کا مامور ہوگا وہ خدا کا رسول ہی تو ہوگا۔ مگر لوگ فوراً اُسے آنحضرتؐ کے آخری نبی ہونے پر حملہ خیال کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ مجدد یا مرسل اُس نبیوں کے سردار کے غلام اور خادم ہیں جو (نیوز نمبر ۷۵، صفحہ نمبر ۶)

الجواب:

محترم جنبہ صاحب اور آپ کے مرید ہر صدی میں ایک مجدد کے آنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس طرح رسول کریم ﷺ سے لے کر حضرت مسیح موعودؑ تک بارہ مجددین آئے۔ محترم سید صاحب اپنے مضمون میں تحریر فرمارہے ہیں کہ ہر مجدد رسول ہوتا ہے۔ اس طرح سید صاحب کے فرمان کے مطابق رسول کریم ﷺ سے لیکر حضرت مسیح موعودؑ تک تیرہ رسول مبعوث ہو چکے۔

محترم سید صاحب کے اس فرمان کے بعد کئی سوال پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے آنے والے مجددین نے اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کیا؟

۲۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے سے پہلے آنے والے مجددین کو رسول کہا ہے؟

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے سے پہلے آنے والے کس کس مجدد پر بطور رسول ایمان لے کر آئے؟

۴۔ حضرت مسیح موعودؑ سے قبل بارہ رسول آئے مگر کسی نے ختم نبوت کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ یہ مسئلہ آخر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر ہی کیوں پیدا ہوا؟

۵۔ محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان آنے والے کتنے مرسلوں پر ایمان رکھتے ہیں نیز سید صاحب کتنے مجددین پر بطور رسول ایمان لاتے ہیں؟

۶۔ محترم جنبہ صاحب نے ناصر سلطانی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے کے حوالے سے جو کچھ لکھا اس میں یہ بات بیان کرنا کیوں بھول گئے کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے مرسل کے دعویدار نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے تمام مجددین بھی رسول تھے؟

سید صاحب! اگر پہلے مجددین بھی رسول تھے تو حضرت مسیح موعودؑ کو مسئلہ ختم نبوت حل کرنے کے لئے اتنی محنت کی کیا ضرورت تھی ۔ صرف اتنا لکھ دینا کافی ہوتا کہ مجھ سے پہلے تمام مجدد بھی تو رسول تھے۔ ان پر تم ایمان رکھتے ہو۔ تو اب میری باری کیا تکلیف ہے۔ حوالوں کو پیش کرتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کا وہ حوالہ دیکھتے ہیں جو محترم سید صاحب نے اوپر بیان کیا ہے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قراءت ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانوں! بھلا بتلاؤ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولكل ان يصطلح سو خدا کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۴،۵)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ۔ اب اگر آنحضرت ﷺ کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۸، صفحہ نمبر ۲۰۸، ۲۰۹)

مندرجہ بالا دونوں تحریروں میں حضرت مسیح موعودؑ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ جسے امور غیبیہ سے مطلع کیا جائے اسے نبی کہا جاتا ہے۔

۲۔ جب تک کہ خدا کسی کو نبی اور رسول کا مرتبہ نہ دے۔ وہ نبی نہیں بن سکتا۔

دنیا میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں دیتا ہے مگر وہ نبی نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے صحابہ ایسے تھے جنہیں الہامات بھی ہوتے تھے اور انہیں غیب کی خبریں بھی دی جاتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، حضرت غلام رسول راجیکیؓ صاحب اس کی مثال ہیں۔

اس کے ساتھ سید صاحب ایک اور حوالہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اِس معاملہ میں ایک اور بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضورؑ نے حضرت موسیٰؑ کے سلسلہ کے تمام نبیوں اور رسولوں کو موسوی مجدد کہہ کر پکارا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ کے مجددین کو خدا نے رسولوں کا مقام بخشا تھا تو اب کیا ہم نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ کے سلسلہ میں آنے والے مجددین کو مرسل یعنی خدا کے رسول کہتے ہوئے کیوں شرما رہے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو خدا کا مامور ہوگا وہ خدا کا رسول ہی تو ہوگا۔ مگر لوگ فوراً اُسے آنحضرتؐ کے آخری نبی ہونے پر حملہ خیال کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ مجدد یا مرسل اُس نبیوں کے سردار کے غلام اور خادم ہیں جو

اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ کائنات میں موجود ہر شے خدائی حکم سے کسی نہ کسی کام پر مامور ہے۔ مگر اس ماموریت کے باوجود وہ رسالت یا نبوت کے مرتبہ پر فائز نہیں ہے۔ میں اپنی بات کو ایک مثال سے بیان کرتا ہوں۔

میڈیکل کے شعبہ میں ایک نرس ہے، ایک فزیشن ہے اور ایک سرجن ہے۔ ایک سرجن فزیشن بھی ہوگا اور نرس کا کام بھی جانتا ہوگا۔ لیکن ایک نرس نہ ہی فزیشن کہلائے گا اور نہ ہی سرجن۔

ایسے ہی خدا کی طرف سے مامور ایک نبی مجدد بھی ہوگا، امام بھی ہوگا اور مہدی بھی ہوگا۔ مگر ایک مجدد (جب تک کہ خدا اسے نبی نہ کہے) نبی نہیں ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے امت موسوی کے نبیوں کو اگر مجدد کہا ہے تو اسی لئے کہا ہے کہ نبی مجدد بھی ہوتا ہے۔ مگر اسے بنیاد بنا کر مجدد کو نبی نہیں کہا جا سکتا جب تک خدا اسے نبی یا مرسل کے طور پر مامور نہ کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اس نے موسوی شریعت کے تابع مجددین کو نبی کا خطاب دیا۔ انہوں نے خود اپنے آپ کو نبی کہنا نہیں شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے خود کو اس لئے نبی نہیں کہا کہ آپؑ مجدد تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامات میں بکثرت آپؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا۔

اولاد اور ذریت میں فرق

محترم جنبہ صاحب اولاد اور ذریت میں فرق ثابت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اولاد اور ذریت میں فرق

یہ محمودی تنخواہ دار مولوی حضرات افرادِ جماعت کو یہ دھوکہ بھی دیتے ہیں کہ ''ذریت'' سے مراد حضورؑ کی صلبی اولاد ہے۔ حالانکہ یہ قطعی جھوٹ ہے۔ ذریت سے مراد حضورؑ کی جماعت یعنی پیروکار ہیں۔ تمام عالم اسلام جس میں ہم احمدی بھی شامل ہیں کیا حضورﷺ کی ذریت نہیں ہیں؟ یقیناً ہم سب آپﷺ کی ذریت ہیں۔ اگر ذریت کے معانی صرف صلبی اولاد لیے جائیں تو معاذ اللہ آنحضورﷺ تو بقول مشرکین مکہ ابتر ثابت ہو جائیں گے کیونکہ آپکی تو کوئی صلبی اولاد نہیں تھی؟ یہ مولوی اتنے بدبخت ہو چکے ہیں کہ اپنے خود ساختہ مصلح موعود کو سچا ثابت کرنے کیلئے معاذ اللہ آنحضرتﷺ کو ابتر ثابت کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے؟ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ذریت سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اس سلسلہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(الف) ''اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنی اسکا قانون قدرت روحانی پیدائش میں بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اول وہ ضلالت کے وقت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اسکے متبعین کو کہ جو اسکی ذریت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اس کی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے۔ سو تمام مرسل روحانی آدم ہیں اور ان کی امت کے نیک لوگ انکی روحانی نسلیں ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۵۵ بحوالہ براہین احمدیہ)

(ب) ''مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جن کے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت للّٰہ تقسیم کرتا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۹)

ان دونوں حوالہ جات میں حضورؑ نے ذریت و نسل کے الفاظ روحانی معانی میں استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح درج ذیل الفاظ میں آپؑ نے صلبی نسل کیلئے اولاد کے الفاظ جبکہ روحانی نسل یعنی پیروکاروں کیلئے ذریت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

(ج) ''اور ایسا ہی اس جگہ بھی جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اس عاجز کو دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا کرے۔ اور بہت سی اولاد اور ذریت مجھ سے دنیا میں پھیلاوے جیسا کہ اسکے اس الہام میں ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴ حاشیہ بحوالہ تریاق القلوب)

خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا ۔ سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

مصلح موعود کا حضورؑ کی ذریت سے ظہور

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے یہ بہانگ دھل فرمایا ہے کہ وہ موعود ''زکی غلام'' میری ذریت یعنی جماعت میں سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور انکو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ بحوالہ ازالہ اوہام)

(۲) ''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ بحوالہ الوصیت)

ساجد نسیم صاحب! آپکے پیش کردہ تریاق القلوب، سراج منیر میں مرزا محمود کی نو (۹) سالہ اور حقیقۃ الوحی میں اسکی سترہ (۱۷) سالہ عمر کے حوالوں کی حقیقت خوب واضح ہوگئی ہے۔ دوران گفتگو آپ نے یہ جو فرمایا تھا کہ ''غفار چونکہ حضورؑ کی صلب میں سے نہیں ہیں لہٰذا وہ اس پیشگوئی کے دائرہ میں نہیں آتے'' جھوٹ ثابت ہوگیا ہے کیونکہ زکی غلام نے تو حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور عبد الغفار جنبہ بھی آپکی ذریت میں شامل ہے۔ اسی طرح نو (۹) سالہ میعاد کی حقیقت بھی واضح ہوگئی

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴)

الجواب:

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے دو حوالے پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اولاد اور ذریت میں فرق ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ لفظ ''ذریت'' روحانی اولاد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ لفظ ''ذریت''جسمانی اولاد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں یہ لفظ بار ہا استعمال ہوا ہے۔اور بعض آیات میں اس لفظ کے سوائے جسمانی اولاد کے اور کوئی مراد نہیں لی جا سکتی۔

ہم سب روزانہ اپنی نماز میں یہ دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۚ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

(سورۃ ابرہیم ۱۴: ۴۱، ۴۲)

اگر ذریت سے مراد صرف روحانی اولاد ہی ہے تو ہم میں سے ہر کوئی ہر نماز میں مندرجہ بالا دعا کرتے وقت اپنی کون سی روحانی اولاد کے لئے دعا مانگتا ہے؟

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنادے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کردے)۔اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۱۲۹)

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اس دعا کے نتیجہ میں کون سی ذریت مراد تھی؟ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے آپ دونوں کی جسمانی اولاد کو اپنے فضلوں کا وارث بنایا۔

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کردے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

(سورۃ المومن ۴۰: ۹)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ

اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیّت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدر وقت کے لئے ایک نوشتہ تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳:۳۹)

مندرجہ بالا دونوں آیات میں بھی ذریت سے مراد جسمانی اولاد ہی ہے۔

نیز انبیاء کی جسمانی اولاد جو ان پر ایمان لاتی ہے وہ جسمانی اولاد ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں ذریت کے معنی صرف روحانی اولاد ہے سراسر غلط ہیں۔

جنبہ صاحب لفظ "ذریت" کے جو بھی معنی کریں حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد کو ان کی ذریت سے باہر نہیں نکال سکتے۔

امام وقت کے منکر کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جاسکتی

جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ ۲۰۱۱ء کی مجلس سوال وجواب میں ایک خاتون نے جنبہ صاحب سے سوال کیا۔

میں نے ملفوظات میں پڑھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ کسی نے آپؑ سے سوال کیا کہ اگر میں کسی گاؤں میں جاؤں اور وہاں کے امام کو آپ کے دعوے کا علم نہ ہو تو کیا میں اس کے پیچھے نماز پڑھ لوں۔ تو حضورؑ نے فرمایا اسے میرے دعویٰ کے بارہ میں بتاؤ اگر وہ مان لے تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ خاتون نے جنبہ صاحب سے اس بارہ میں رائے دریافت کی۔

جنبہ صاحب نے اس کے تین جواب دیئے۔

۱۔ میں نے حضورؑ کی کتب تو ساری پڑھی ہیں مگر ملفوظات کی ساری کتب نہیں پڑھ سکا۔ اس لئے مجھے اس کا درست علم نہیں ہے۔ آپ مجھے حوالہ دے دیں۔ میں دیکھ لوں گا۔ (یہ جواب نہایت مناسب تھا۔)

۲۔ میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ حج وغیرہ پر جاؤ تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ تم حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

۳۔ دراصل یہ ان لوگوں نے اپنی طرف سے مرزا صاحب کی تعلیم میں اضافہ کر لیا ہے۔ یہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں نے ایجاد کیا ہوا ہے۔ یہ اپنا قیدی بنانا چاہتے ہیں۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ اب تم فری ہو۔

(نوٹ): یہ الفاظ میرے ہیں۔ مگر مفہوم یہی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے اصل ویڈیو سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

خاکسار احباب کے علم میں اضافہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پیش کر دیتا ہے۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ کیا حضورؑ نے منع فرمایا ہے۔ یا یہ بعد میں اضافہ کیا گیا ہے۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی سخت تاکید

"مورخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب کو جاتا ہوں۔ وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا۔ پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔ فرمایا۔ تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ **تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے**۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسروں فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جاویں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جان لو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔"

(اربعین نمبر ۳، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۴۱۷ حاشیہ)

"مورخہ ۲۶؍جولائی ۱۹۰۲ء کو اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتر اور نیکی اسی میں ہے۔ اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیادار روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا

توخدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ تم اگر رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت اگر الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔"

(الحکم ۱۰ا،اگست ۱۹۰۲، صفحہ ۳)

سوال: ایسے لوگوں کی نسبت سوال ہوا جو نہ مکفر ہے نہ مکذب اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا۔

جواب: "فرمایا۔ اگر وہ منافقانہ رنگ میں ایسا نہیں کرتے جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ " بامسلماں اللہ اللہ بابرہمن رام رام"، تو وہ اشتہار دے دیں کہ ہم نہ مکذب ہیں، نہ مکفر بلکہ بزرگ، نیک ولی اللہ سمجھتے ہیں اور مکفرین کو اس لئے کہ وہ ایک مومن کو کافر کہتے ہیں۔ کافر جانتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ ورنہ ہم ان کا کیسے اعتبار کر سکتے ہیں۔ اور کیونکر ان کے پیچھے نماز کا حکم دے سکتے ہیں۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی نرمی کے موقع پر نرمی اور سختی کے موقع پر سختی کرنی چاہئے۔ فرعون میں ایک قسم کا رشد تھا اور رشد کا نتیجہ تھا کہ اس کے منہ سے وہ کلمہ نکلا جو صدہا ڈوبنے والے کفار کے منہ سے نہیں نکلا۔ یعنی امنت بالذی لا الہ الا ہو اس کے ساتھ نرمی کا حکم ہو۔ قولا لہ قو لا لینا اور دوسری طرف نبی کریم کو فرمایا و اغلظ علیہم۔ معلوم ہوتا ہے ان لوگوں میں بالکل رشد نہ تھا۔ پس ایسے معترضین کے ساتھ صاف صاف بات کرنی چاہئے تا کہ ان کے دل میں جو گند و خبث پوشیدہ ہے نکل آئے اور ننگ جماعت نہ ہوں۔"

(البدر ۲۳، اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲)

احباب کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہو گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کتنی سختی سے اور بار بار غیر از جماعت کے پیچھے نماز کی ادائیگی سے منع فرمایا ہے۔ ان میں بعض حوالے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے بھی ہیں۔ جنہیں جنبہ صاحب نے پڑھا ہوا ہے۔

مگر جنبہ صاحب نے بد ظنی سے کام لیتے ہوئے یہ الزام لگا دیا کہ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم میں اضافہ کر لیا ہے۔ اپنا قیدی بنانا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تعلیم کے برعکس کہہ رہے ہیں کہ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم ان کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہو۔ زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹:۱۳)

وہ شخص جو بغیر تحقیق کے دوسروں پر الزام لگاتا ہے، بدظنی کرتا ہے کیا وہ مصلح موعود ہو سکتا ہے۔

جو حضرت مسیح موعودؑ کے واضح ارشاد کے خلاف اپنا فتویٰ دیتا ہے کیا وہ غلام مسیح الزماں ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں

"جو مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر حال میں مجھے حَکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جان لو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔"

(اربعین نمبر ۳، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۴۱۷ حاشیہ)

جنبہ صاحب

اور

آپ کی تحریریں

جنبہ صاحب اپنی تحریرات کی روشنی میں

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ، خلفاءِ احمدیت، نظامِ جماعت اور ممبرانِ جماعت کے حوالہ سے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔اس کے لئے جماعت کے مخالفین کے لٹریچر سے استفادہ بھی کیا ہے اور ان کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ جن کا ذکر اور ان کے جواب گزشتہ صفحات پر گزر چکے ہیں۔

جنبہ صاحب نے یہ سب کچھ لکھنے کے لئے بہت محنت کی اس لئے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ کچھ ان کے حوالے سے بھی لکھا جائے۔اس کے لئے میں نے جنبہ صاحب کے مخالفین کی طرف سے لکھے گئے مواد سے حوالے لینے کی بجائے جنبہ صاحب کی ہی تحریروں سے استفادہ کیا ہے اور انہی کے حوالے سے بات کی ہے۔

❖ جنبہ صاحب اپنے خاندانی حالات اور بچپن کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

جواب۔ جنبہ میری ذات (cast) اور جاٹوں کی ایک ذیلی شاخ ہے۔میرے محترم والد چوہدری شیر محمد صاحب (مرحوم) مشرقی پنجاب ضلع لدھیانہ میں ایک چک بنام ''چک لوہٹ'' کے رہنے والے تھے۔اس چک میں جاٹوں کی دو ذیلی شاخیں جنبہ اور لوہٹ آباد تھیں اور اِنکی آپس میں باہمی رشتہ داریاں بھی تھیں۔مثلاً۔میری محترمہ والدہ غلام فاطمہ صاحبہ لوہٹ تھیں اور میرے محترم والد صاحب کا تعلق جنبہ قوم سے تھا۔1911ء کے لگ بھگ پورا چک لوہٹ احمدی ہوگیا تھا۔تقسیم ہند کے وقت سارا چک ہجرت کر کے پاکستان آ گیا اور مختلف اضلاع میں آباد ہوگیا۔میرے والد صاحب تین بھائیوں کی اکیلی نرینہ اولاد تھے۔اگرچہ کافی جائداد کے مالک تھے لیکن اِسکے باوجود درویش مزاج اور احمدیت کے شیدائی تھے۔ہجرت کے بعد پاکستان آ کر بھی آپ کی یہی خواہش تھی کہ میں مرکز کے قریب رہوں۔ہندوستان کی زمین کے بدلے میرے والد صاحب کو ربوہ سے مغرب میں پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ڈاور نامی گاؤں میں ایک مربع زمین الاٹ (allot) ہوئی تھی۔ہمارے ڈیرے کا نام ''وکیل والا'' تھا اور یہیں ایک کچے مکان میں مارچ ١٩٥٤ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو بوقت فجر خاکسار کی پیدائش ہوئی تھی۔''وکیل والا'' ڈیرے میں خاکسار کو پیدا کرنے میں شاید یہ حکمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مظلوم، محکوم اور مجبور احمدیوں کی رہائی کا مقدمہ لڑنے کیلئے مجھے ''وکیل'' بنانا تھا۔میری پیدائش کے قریباً چھ ماہ بعد میرے والد صاحب اپنے یتیم بچے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے۔ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔میری ماں اور میرے بھائیوں نے غربت میں مجھے پڑھایا اور لکھایا۔١٢۔دسمبر ٢٠٠٣ء کو جب میرا دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' منظر عام پر آیا تو میری ماں نے میرے دعویٰ کی تصدیق کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرا بیٹا جھوٹ نہیں بولتا۔میرے دعویٰ کے اگلے سال ١١۔جولائی ٢٠٠٤ء کو میری والدہ صاحبہ مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے بعمر بیاسی (٨٢) سال اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمبر ٣٤، صفحہ نمبر ١٠، ١١)

(ا) ابتدائی زندگی کا مختصر تعارف۔ خاکسار پیدائشی احمدی ہے۔میری مرحوم والدہ صاحبہ کے بقول خاکسار مارچ ١٩٥٤ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو موضع ڈاور میں پیدا ہوا تھا۔ میری والدہ اس عاجز کو بتایا کرتی تھی کہ جب اس عاجز کا والد محترم چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب فوت ہوئے تھے تو اس وقت میں چھ ماہ کا شیر خوار بچہ تھا۔میرے محترم والد چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب ١٩/ستمبر ١٩٥٤ء کو دو (٢) ماہ علیل رہ کر فوت ہوگئے تھے اور وفات سے پہلے آپ ربوہ کے قریب جماعت احمدیہ ڈاور کے سیکرٹری مال تھے۔آپ اِنتہائی نیک اور دعاگو اِنسان تھے۔محترمہ والدہ صاحبہ اور محترم والد صاحب دونوں موصی تھے اور ربوہ کے پرانے بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔مرحوم والد صاحب کا تیئیس (٢٣) ایکڑ زرعی رقبہ تھا لیکن ہماری زمین کیلئے نہری پانی بہت کم تھا لہٰذا والد صاحب کی وفات کے بعد ہم نے بڑی غربت میں زندگی

گزاری ہے۔خاکسار کی پیدائش زمین پر اپنے ڈیرے پر ہی ہوئی تھی اور میرا بچپن وہیں پر گزرا ہے۔زمین پر مجھے پڑھانے والا کوئی نہ تھا لہٰذا میں کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا۔ہوسکتا ہے میری یتیمی اور میرے دینی لحاظ سے اُمی رہنے میں بھی بزرگ و برتر ربّ کا کوئی بھید پوشیدہ ہو۔میری والدہ نے ۱۹۶۱ء کے شروع میں مجھے گورنمنٹ پرائمری سکول ڈاور میں داخل کروایا تھا اور پھر دنیاوی تعلیم میں ایم اے تک خاکسار کا ریکارڈ (record) الحمدللہ بہت اچھا رہا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۱۴)

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔جیسا کہ میں نے بتایا کہ میں ایک ان پڑھ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں،میرے بھائیوں نے میرے دل میں ڈالا کہ تو چھوٹا ہے دل لگا کر پڑھ،تا کہ ہمارے خاندان میں بھی کچھ نہ کچھ تعلیم آجائے۔تو بچپن سے ہی میرے دل میں علم حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوگئی۔میں پڑھتا رہا اور آخر ایم اے کرلیا

(نیوز نمبر ۱، صفحہ نمبر ۴)

میرے والد صاحب ایک معزز صاحب جائداد زمیندار تھے۔ہمارا تعلق جاٹوں کی ایک شاخ جنبہ سے ہے۔ایک متوسط اور دیانتدار زمیندار کی زندگی ہمیشہ غربت میں گزرتی ہے۔یہی حال ہمارا تھا۔والد صاحب کی ناگہانی موت کے ساتھ ہی ہم پر اقتصادی اور سماجی دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ہماری برادری نے ہمارا جینا دوبھر کردیا۔ہمارے منہ کا آخری لقمہ تک چھیننے کی کوشش کی گئی۔ہم پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور ہمیں ڈرایا اور دھمکایا جاتا تھا۔لیکن ہماری ماں اپنے یتیم اور بظاہر بے سہارا بچوں کو اپنے بازوؤں میں لیکر بیٹھ گئی اور برادری کے ہر دکھ اور ہر اذیت کا مقابلہ کرتی رہی۔میری ماں مرحومہ (اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزار رحمتیں اس پر نازل فرمائے) ان پڑھ تھی اور تھوڑا بہت قرآن مجید ناظرہ جانتی تھی۔ان تکلیف دہ اور مشکل حالات میں خاکسار قرآن مجید ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا اور نہ میری کوئی دینی تعلیم و تربیت ہوسکی۔اسکی دو وجوہات تھیں۔پہلی وجہ یہ کہ اس ویران ماحول میں مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں تھا اور دوسری یہ کہ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہ تھا۔وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔

میرا اس ان پڑھ ماحول میں پیدا ہو کر اعلیٰ نمبروں میں ایم اے کرلینا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء کے تحت ہوا۔میرے خاندان میں نہ مجھ سے پہلے اور نہ بعد میں آج تک کوئی بھی اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کرسکا۔خاکسار بلاشبہ اپنی کلاس کا ذہین اور خاموش ترین طالب علم تھا۔دنیاوی علوم میں کافی اچھا تھا لیکن دینیات میں صفر تھا۔میں دینی علم میں اپنی قابلیت کا ایک واقعہ لکھتا ہوں جو اب تک مجھے یاد ہے۔خاکسار ۱۹۷۰ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دہم ڈی کا طالب علم تھا۔ہمارے دینیات کے استاد تھے محترم محمد اسماعیل صاحب۔میرے استاد صاحب بھی اور میں بھی جانتا تھا کہ مجھے دینیات نہیں آتی۔لیکن چونکہ میں باقی مضامین میں کافی ہوشیار تھا اور ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔اس لیے ماسٹر محمد اسماعیل صاحب مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے تھے۔ایک دن میں لاپرواہی میں کسی دوسرے ہم جماعت سے بات کررہا تھا کہ اوپر سے اچانک مولوی محمد اسماعیل صاحب آگئے۔انہوں نے مجھے کھڑا کردیا اور مجھ سے پوچھا کہ توحید کسے کہتے ہیں؟ مجھے علم نہیں تھا اور میں خاموش کھڑا رہا۔آخر ماسٹر صاحب نے مجھے شرمندہ کرکے بٹھادیا۔میں یہ واقعہ اس لیے لکھ رہا ہوں تا کہ لوگ میرے دینی علم کا اندازہ کرلیں کہ میں کیا تھا؟ ساری زندگی رٹ رٹا کر قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب نے اپنے خاندانی حالات بیان فرمائے ہیں۔اپنے والدین کے دین دار ہونے کا ذکر کیا ہے۔اپنی مالی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ان مالی مشکلات کے باوجود آپ کے بھائیوں کا آپ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کی طرف توجہ دلانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ان تمام تر مالی مشکلات کے باوجود اپنی ایم اے تک کی تعلیم کا بھی ذکر کیا ہے۔مگر ایک اور دلچسپ بات بھی بیان فرمائی ہے۔جس کی نظیر کسی اسلامی معاشرہ یا کم از کم جماعت احمدیہ میں نہیں ملتی۔آپ فرماتے ہیں۔

ان تکلیف دہ اور مشکل حالات میں خاکسار قرآن مجید ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا اور نہ میری کوئی دینی تعلیم و تربیت ہوسکی۔اسکی دو وجوہات تھیں۔پہلی وجہ یہ کہ اس ویران ماحول میں مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں تھا اور دوسری یہ کہ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہ تھا۔وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

مالی مشکلات کے باعث دنیاوی تعلیم (جس میں مال کی ضرورت ہوتی ہے) حاصل نہ کر سکنا سمجھ میں آتا ہے۔ مگر مالی مشکلات کے باعث قرآن پاک اور دینی تعلیم وتربیت کا حاصل نہ کر سکنا سمجھ سے باہر ہے۔ آپ اس کی دو وجوہات بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ ویران ماحول میں مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں تھا۔

مذہبی گھرانوں میں اولاً تو گھر کا کوئی نہ کوئی فرد خود بچوں کو قرآن پاک اور ابتدائی دینی تعلیم دیتا ہے۔ بصورت دیگر ہمارے معاشرہ میں ہر جگہ ایسے احباب کثرت سے موجود ہوتے ہیں جو بچوں کو مفت قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ میں تو باقاعدہ اس کا انتظام موجود ہے۔ جنبہ صاحب اوپر ذکر فرما چکے ہیں کہ ان کے والد صاحب ڈاور جماعت کے سیکرٹری مال تھے۔ اس کا مطلب ہے وہاں پر باقاعدہ جماعت تھی۔ اگر ڈاور دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے جایا جا سکتا تھا تو قرآن پاک پڑھنے کے واسطے بھی جایا جا سکتا تھا۔

۲۔ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہیں تھا۔ وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔

جنبہ صاحب کے اس جواز میں بھی کوئی وزن نہیں ہے۔ کیونکہ جنبہ صاحب خود اس بات کا اقرار کر چکے ہیں۔

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ میں ایک ان پڑھ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، میرے بھائیوں نے میرے دل میں ڈالا کہ تو چھوٹا ہے دل لگا کر پڑھ، تا کہ ہمارے خاندان میں بھی کچھ نہ کچھ تعلیم آجائے۔ تو بچپن سے ہی میرے دل میں علم حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوگئی۔ میں پڑھتا رہا اور آ کر ایم اے کر لیا

اگر بقا کی جنگ لڑ رہے ہوتے تو دنیاوی تعلیم جاری رکھنے کی طرف کیوں توجہ دلاتے جس پر مال بھی خرچ ہوتا ہے۔ جنبہ صاحب کو اپنے ساتھ بقا کی جنگ میں شامل کرتے۔

اس کے بعد جنبہ صاحب اپنے دین سے وابستگی کا ایک اور واقعہ درج فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میٹرک میں ہونے کے باوجود ''توحید'' کے معنی نہیں آتے تھے۔ اب اس کا غربت سے کیا تعلق ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ احمد نگر میں کافی تعداد میں احمدی گھرانے آباد ہیں۔ وہاں پر جماعت کی مساجد موجود ہیں۔ جنبہ صاحب نے چھٹی سے مڈل تک کی تعلیم احمد نگر میں حاصل کی۔ اگر آپ کی جماعت سے کوئی وابستگی ہوتی۔ یا آپ جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتے تو لازماً دینی علوم حاصل کر لیتے۔ جنبہ صاحب نے نویں اور دسویں کلاس ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے پاس کی۔ ۱۹۷۴ء سے قبل سکول میں باقاعدہ دینی تعلیم دینے کا نظام موجود تھا۔ اور اگر کوئی طالب علم جو باقی مضمونوں میں تو بہت لائق ہو اور اسے دینیات نہ آتی ہو یا اسے توحید کے معنی نہ آتے ہوں تو اس کی وجہ غربت نہیں بلکہ دین سے لاتعلقی ہے۔

جنبہ صاحب انہی دنوں کی ایک اور دلچسپ بات بیان کرتے ہیں۔

.ایک دفعہ اوائل جوانی میں میں نے اپنی بزرگ والدہ سے کہا تھا کہ اے میری ماں! آپ نے مجھے ضرور جنا ہے لیکن میں آپکا بیٹا نہیں۔ دوسرے دو بیٹے ضرور تیرے ہیں۔ میری ماں یہ سن کر کچھ پریشان ہوگئی کیونکہ وہ میری بات سمجھ نہ سکی۔ پھر میں نے اپنی ماں کو پریشان دیکھ کر کہا کہ اے میری ماں میں دنیا کیلئے نہیں بنایا گیا۔ میرے اندر دین اسلام کا جوش ہے اور اسے ٹھنڈا کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ آخر چلتے چلتے میری زندگی میں وہ مبارک لمحہ آ گیا کہ ایک سجدہ کی حالت میں میرا رب مجھ پر ظاہر ہوا۔ اور میں نے اسکے حکم پر اسکی نوکری اختیار کرلی۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۲)

یہاں جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ اوائل جوانی میں ہی میرے اندر دین اسلام کا جوش تھا۔ جسے ٹھنڈا کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ اوائل جوانی سولہ سترہ سال کی عمر کو ہی کہتے ہیں۔ اور اس عمر میں آپ میٹرک کے طالب علم تھے۔ اور دین اسلام کے جوش کی انتہا یہ تھی کہ توحید کیا ہے اس کا علم نہیں تھا۔

دین اسلام کیا ہے اور اس کے لئے جوش کیا ہے۔

ہر مسلمان بچہ جانتا ہے کہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں۔

۱۔ کلمہ ۲۔ نماز ۳۔ روزہ ۴۔ زکوٰۃ ۵۔ حج

ہر مسلمان کلمہ پڑھتا ہے۔ جسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن جنبہ صاحب کو کلمہ کے معنی نہیں آتے تھے۔ جس میں توحید کا ذکر ہے۔ اور توحید کا اقرار ہے۔ اور ہر مسلمان کے لئے اس پر ایمان لانا لازم ہے۔

کلمہ کے بعد ارکانِ اسلام میں دوسرا نمبر نماز کا ہے۔ قرآن پاک میں شرک کے بعد غالباً سب سے زیادہ زور نماز کی ادائیگی پر دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی شرائط بیعت میں پنج وقت نماز کی ادائیگی کی شرط شامل ہے۔

دینِ اسلام کا جوش رکھنے کے باوجود جنبہ صاحب کی نمازوں کی حالت کیا تھی۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔

واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے ان باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اسکی فکر کرتے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

جنبہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر واقعی لمحہ فکریہ ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور ۲۴:۵۶)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے میں انہیں زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ نماز ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومن کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝

یقیناً مومن کامیاب ہوگئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

(سورۃ المومنون ۲۳:۲،۳)

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔ یہی ہیں وہ جو وارث بننے والے ہیں۔ (یعنی) وہ جو فردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(سورۃ المومنون ۲۳:۱۰،۱۱،۱۲)

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۝

یقیناً ہماری آیات پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن (آیات) کے ذریعہ انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اُس کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔ پس کیا جو مومن ہو اُس جیسا ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ وہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

(سورۃ السجدہ ۳۲:۱۶ تا ۱۹)

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ بے نمازیوں کے بارہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝

تمہیں کس چیز نے جہنّم میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔

(سورۃ المدثر ۷۴: ۴۳، ۴۴)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

(سورۃ الماعون ۱۰۷: ۵، ۶)

اسی طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝

پس تُو ہر گز اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تُو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵: ۴۴)

إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۔

یقیناً اللہ وعدہ خلافی نہیں۔

(سورۃ الاعمران ۳: ۱۰)

ہمیں تو اللہ تعالیٰ کے تمام ارشادات پر کامل اعتماد اور یقین ہے۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ بے نمازیوں کو وقت کا امام مقرر کر دے۔ جنبہ صاحب کی بات ماننے کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اور کوئی بھی غیرت مند احمدی ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

❖ بیرون ملک آنے کے حوالہ سے جنبہ صاحب کے ارشادات

ذیل کے حوالہ میں جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ وہ تو بیرون ملک آنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں زبردستی باہر لایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ مندرجہ بالا تحریروں میں اپنی غربت کی باتیں کر رہے تھے اور اب اپنی امارت کا بتلا رہے ہیں۔

بھائیوں، غرباء و مساکین اور دیگر سوالیوں وغیرہ کی جہاں تک میرے لیے ممکن ہوا خدمت ضرور کی ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ میں نہ تو کسی بھکاری اور نہ ہی کسی چندہ خور خاندان میں پیدا ہوا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک معزز اور صاحب جائداد زمیندار خاندان میں پیدا کیا ہے۔ مجھے دس لاکھ روپے پس انداز کرنے کیلئے جرمنی آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ خاکسار تو پاکستان چھوڑ کر دیار غیر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے تحت ہوا ہے۔ یہاں مناسب نہیں کہ میں اپنے خاندانی پس منظر کا ذکر چھیڑوں۔

(آرٹیکل نمبر ۲۸، صفحہ نمبر ۵)

.مدعی ''غلام مسیح الزماں'' کا والد بوقت وفات اپنے چھوٹے یتیم بچے کیلئے اتنا ترکہ ضرور چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ بچہ اپنے حصہ کے ترکہ میں سے اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کو دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ بطور انعام دے سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۲۸، صفحہ نمبر ۵)

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔

مدد کیلئے درخواست ۔ میں نے خلیفہ ثالث کے بہت سارے خطبات سنے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے خطبات میں بہت دفعہ کہا تھا کہ کوئی بھی ذہین احمدی بچہ مالی مشکلات کی وجہ سے ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس مشکل وقت میں مجھے مرزا طاہر احمد صاحب کا وہ وعدہ یاد آ گیا جو آپ نے کسی زمانے میں میرے ساتھ کیا تھا۔ اس وعدہ کی تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں کے مقدمہ میں موجود ہے۔ اس وقت مرزا طاہر احمد صاحب صرف مرزا طاہر احمد نہیں تھے بلکہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ رابع بھی تھے۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے شروع میں خاکسار نے ایک خط لکھ کر اُنہیں ان کا وعدہ یاد دلایا۔ میں نے اپنی تعلیم کی تکمیل کیلئے اُنہیں وظیفہ کیلئے درخواست کی تھی۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر مجھے وظیفہ دینا جماعت کیلئے ممکن نہ ہو تو مجھے قرض حسنہ دیدیا جائے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد میرے لیے جتنی جلدی ممکن ہوا میں یہ قرض حسنہ واپس کر دونگا۔ خلیفہ رابع صاحب نے میرے خط کا جو جواب دیا وہ میرے لیے کافی عجیب اور مایوس کن تھا۔ اُنہوں نے میری درخواست کو نہ ہی منظور کیا اور نہ ہی رد کیا۔ بڑا ایسا ہی قسم کا جواب تھا۔ اُنہوں نے مجھے لکھا کہ اگر ناظر تعلیم (Minister of education) آپ کو وظیفہ دے دیں تو میں اس میں مداخلت نہیں کروں گا۔ اس طرح خلیفہ رابع صاحب نے اپنا وعدہ پورا کرنے کی بجائے ٹال مٹول کر کے مجھے ناظر تعلیم صاحب کے پاس بھیج دیا۔ بعد ازاں جب میں ناظر تعلیم صاحب سے ملا اور خلیفہ رابع صاحب کا جوابی خط اُنکے آگے رکھا تو اُنہوں نے فوراً کسی مدد سے انکار کر دیا۔ بہر حال خلیفہ رابع صاحب کے جواب نے مجھے انتہائی مایوس اور افسردہ کر دیا۔ مجھ پر غموں اور مایوسیوں کا پہاڑ آن گرا۔

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۱۸)

یقیناً جنبہ صاحب کا چندہ خور خاندان سے تعلق نہیں ہو گا۔ مگر چندہ خور ہونے کی خواہش ضرور تھی۔ صاحب جائیداد ہونے کے باوجود تعلیم کے حصول کے لئے جماعت سے قرضہ مانگ رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذہین ضرورت مند بچوں کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس لئے فیصلہ کر لیں کہ آپ ضرورت مند تھے یا صاحبِ جائیداد تھے۔

جنبہ صاحب اوپر درج حوالہ میں تحریر فرما رہے ہیں کہ میرا بیرون ملک آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ زبردستی باہر لایا ہے۔ لیکن اصل حقیقت کیا تھی ملاحظہ فرمائیں۔ مندرجہ ذیل حوالہ میں فرما رہے ہیں کہ مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے چند غیر ملکی یونیورسٹیوں کو لکھا۔

ذہن میں رکھا اور دل میں ٹھان لی کہ جب کبھی کچھ وقت میسر آیا تو اِس سقراطی تصور نیکی علم ہے پر ضرور غور و فکر کر کے اِسکی ماہیت جاننے کی کوشش کرونگا۔ ستمبر ۱۹۸۳ء میں خاکسار ایم اے کے امتحانات سے فارغ ہو چکا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں بہت اچھے نمبروں میں کامیاب ہونگا۔ میں نے مزید اعلیٰ تعلیم کیلئے چند غیر ملکی یونیورسٹیوں کو لکھا اور جواباً انہوں نے مجھے اپنے کیفیت نامے (prospectus) بھیجے۔ ہر یونیورسٹی کا پیشگی دس ہزار ڈالر (10000$) کا مطالبہ تھا جس میں سالانہ فیس کے علاوہ دیگر اخراجات شامل تھے۔ اس وقت میرے پاس فروخت کرنے کیلئے سوائے اپنے والد صاحب کے ربوہ کے مکان کے اور کچھ نہیں تھا۔ لیکن میرا یہ مکان بھی میرے بھائیوں کے قبضہ میں تھا۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اِس وقت میں تو اپنی دنیوی تعلیم کی تکمیل کیلئے فکر مند تھا لیکن تقدیر نے میرے لیے کوئی اور فیصلہ کر رکھا تھا۔۔۔ من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۱۸)

اپنی دینی تعلیم کو ختم کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔اس دس سال کے زمانے کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جب میں سجدے سے اٹھا تو میں نے نیکی کے متعلق لکھنا شروع کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھی دے دی گئی کہ اب تیری دنیاوی تعلیم یعنی ایم فل یا پی ایچ ڈی کا جو پروگرام ہے ختم کر دے۔تو میں نے دل و دماغ میں وہ ختم کر دیا کہ اب جو اللہ کی رضا ہوگی اس کے مطابق عمل کرونگا۔

میں نے اللہ کی رضا کے مطابق بستر باندھا اور صندوق اٹھایا اور لاہور سے ربوہ اپنے گھر میں چلا آیا۔

(نیوز نمبر ا، صفحہ نمبر ٦)

ان دنوں یعنی وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد مجھ پر یہ راز کھلا کہ پہلی خواب جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے اپنی دعا میں شامل فرماتے ہیں۔حضور علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں عاجز پر یہ فضل اور احسان ہوا ہے اور آپ علیہ السلام کی غلامی مجھے بخشی گئی ہے۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔اس وقت بہت ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائیں اور میری ماضی کی زندگی میرے آگے کھول کر رکھ دی۔میں نے بچپن سے ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا لیکن اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اب مزید دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کا خیال ترک کر دوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کروں۔مزید یہ بھی دل میں ڈالا گیا کہ تجھے اب علم کے لیے کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔''ہم تجھے اپنی جناب میں رجسٹر کرتے ہیں اور تجھے ہم خاص علم دیں گے اور اس میں تو ہمیشہ غالب رہے گا وغیرہ وغیرہ۔''اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ علم کس قسم کا ہوگا۔بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جناب سے علم بخشنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے جس علم کا وعدہ بخشا تھا اس سے مراد غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا علم تھا۔

(خطوط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اب دنیاوی تعلیم کے حصول کا خیال دل سے نکال دوں۔تجھے علم کے لئے اب کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔میں نے اپنے دل و دماغ سے دنیاوی تعلیم کا خیال نکال دیا۔مگر جرمنی پہنچنے کے بعد یہ خدائی حکم بھول گئے۔اور مذید تعلیم کے حصول کے لئے جرمنی کی یونیورسٹیوں میں داخلے کی کوشش کرتے رہے۔

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک جلسہ سالانہ کی سوال و جواب کی محفل میں اپنے مندرجہ بالا ارشادات کو بھول گئے۔اور بڑی ترنگ میں احباب کو بتایا کہ یہاں آکر مذید تعلیم کے لئے داخلے کی کوشش کی تھی مگر داخلہ نہیں ملا۔اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ خدا کے ارشادات کی جنبہ صاحب کے دل میں کیا اہمیت تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا خواب میں آنا

جنبہ صاحب اس بات کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ جنبہ صاحب کی خواب میں آئے۔اور نماز کی طرف توجہ دلائی۔

منظوم دعائیہ اشعار سے متعلقہ واقعہ کے چند ماہ بعد میں ایک خواب دیکھتا ہوں۔ ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی تھی جو اب خشک ہو چکی ہے۔ دریائے چناب میں جب کبھی اونچے درجے کا سیلاب آتا تھا تو سیلابی پانی سے یہ ندی بھی بھر جاتی تھی۔ "خواب میں دیکھتا ہوں کہ اس ندی کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے رُوبرُو کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ "غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دُعا کرو"۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دُعا کیلئے اُٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالٰی کے حضور درج بالا منظوم دُعائیہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔"

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۱۷)

جنبہ صاحب خوابوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔

"رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالٰی کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کو کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتی ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے۔"

(روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۵۴)۔(لیٹر نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴)

اب دیکھتے ہیں اس خواب نے جنبہ صاحب پر کیا اثر کیا۔ اپنے لیٹر نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

جب میں نے ان خوابوں کو دیکھا تھا بہت خوشی ہوئی تھی۔ دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ بلاشبہ یہ مبارک خوابیں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھنا ہی بڑی خوش نصیبی ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے ان خوابوں کو اپنے اوپر سوار نہ کیا۔ خواب دیکھی اور خوشی ہوئی کہ مبارک خواب ہے اور بات ختم ہو گئی۔

اس فقرہ سے جنبہ صاحب کی امام وقت کے ساتھ وابستگی، محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں "خواب دیکھی اور خوشی ہوئی کہ مبارک خواب ہے اور بات ختم ہو گئی"۔ ان کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ نمازوں میں سستی قائم رہی۔

اپنے قرآن پاک پڑھنے اور اس کا علم ہونے کے حوالے سے جنبہ صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ عربی زبان کا علم اور قرآن کریم کا علم دو مختلف باتیں ہیں۔ کسی بھی مصلح موعود کیلئے عربی کا جاننا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ اُس کیلئے قرآن کریم کا علم جاننا ضروری ہے۔ فرض کریں ایک شخص زید عربی بالکل نہیں جانتا۔ کیا ایسے کسی شخص کو جو عربی زبان سے نابلد ہو زکی غلام بنانے کیلئے اللہ تعالٰی کیلئے کوئی روک ہو سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالٰی اگر ایسے کسی انسان سے اصلاح و ارشاد کا کام لینا چاہے تو اُسے زکی غلام (مصلح موعود) بنا کر اُس سے لے سکتا ہے۔ عربی زبان سے ناواقف ایسے کسی بھی انسان کو پھر اللہ تعالٰی بطور خاص قرآن کریم کا علم ضرور دے گا اور یہی قرآنی علم اُس انسان کے صادق ہونے اور خدا رسیدہ ہونے کی اصل نشانی ہوگی۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱)

یہاں کہہ رہے ہیں کہ اگراللہ تعالیٰ کسی سے اصلاح وارشاد کا کام لیناچاہے تو عربی زبان سے ناواقف ایسے کسی بھی انسان کو پھر اللہ تعالیٰ بطور خاص قرآن کریم کاعلم ضرور دے گا۔اور یہی قرآنی علم اس انسان کے صادق ہونے کی نشانی ہو گی۔اور ایک دوست کے قرآنی علم کے حوالے سے سوال کرنے پر تحریر فرماتے ہیں۔

جناب سید مولود احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔مورخہ ۱۴۔دسمبر ۲۰۱۰ء کو آپکی ایک ای میل موصول ہوئی تھی۔دو دن بعد یعنی ۱۶۔دسمبر ۲۰۱۰ء کو چند کتب کے سلسلہ میں آپکی دوسری ای میل موصول ہوئی۔مطلوبہ کتب آپ کو اگلے دن یعنی ۱۷۔دسمبر بروز جمعہ کو پوسٹ کردی گئی تھیں۔میرے ساتھ بذریعہ ٹیلی فون بات کرنے کی آپکی خواہش تھی۔آپکی اس خواہش کے مطابق مورخہ ۱۹۔دسمبر بروز اتوار ہماری ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی۔اتفاقاً آپکے ایک دوست مکرم مجید احمد صاحب اور آپ کا چھوٹا بھائی مکرم سید مبشر احمد صاحب بھی ہماری اس گفتگو میں شامل ہوگئے جو کہ کم وبیش ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی تھی۔شروع میں خاکسار نے آپکے سوال کے جواب میں آپ کو اپنے روحانی واقعہ اور دعویٰ کے متعلق چند باتیں بتائیں تھیں۔اس دوران آپکے دوست جناب مجید احمد صاحب نے کافی جذباتی انداز میں مجھ سے قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ پوچھا۔خاکسار نے اسکے جواب میں بڑی صاف گوئی اور دیانتداری کیساتھ اُنہیں کہا تھا کہ میں تو عجمی ہوں اور میں نے کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہیں پڑھا ہے۔لیکن آپ کا دوست مناظرانہ رنگ میں بے جا اس بات پر اَڑا رہا کہ کسی مصلح موعود کیلئے قرآن کریم کا ترجمہ جاننا بہت ضروری ہے وغیرہ۔خاکسار نے ٹیلی فون پر بھی کہا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ کسی کے مصلح موعود بننے کیلئے اُس کا عربی زبان کو جاننا ضروری نہیں ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انتخاب ہے کہ اُس نے اپنے کس بندے کو جماعت احمدیہ میں موعودز کی غلام (مصلح موعود) بنانا ہے۔جیسا کہ وہ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن۔۱۶)(وہ) اونچے درجوں والا (اور) عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل فرماتا ہے تاکہ (وہ) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱)

جنبہ صاحب اور ان کی تحریریں

محترم جنبہ صاحب اپنے اکثر مضامین میں اس بات کا اظہار یا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ ان کی تحریروں کو غور سے پڑھا نہیں جاتا۔ میری اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جنبہ صاحب کو یہ بات ماننا پڑے گی کہ میں نے ان کی ایک ایک تحریر کو بڑے غور سے پڑھا ہے۔ جنبہ صاحب کی تحریروں کے پڑھنے کے بعد مجھے بھی اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ جنبہ صاحب درست شکوہ کرتے ہیں۔

وہ لوگ جو جنبہ صاحب کو سچا نہیں مانتے انکا آپ کی تحریروں کا نہ پڑھنا سمجھ میں آتا ہے۔ مگر مجھے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ جنبہ صاحب کے مرید بھی آپ کی تحریروں کو یا تو پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو سنجیدگی اور غور سے نہیں پڑھتے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس پر تعجب ہوا کہ جنبہ صاحب نے خود بھی کبھی اپنے لکھے مضامین کو دوبارہ نہیں دیکھا۔

اب جنبہ صاحب یا ان کے مرید اس بات پر ناراض ہوں گے کہ میں غلط بیانی کر رہا ہوں۔ میں نے جو بات کی ہے وہ دلیل اور ثبوت کے ساتھ کی ہے۔ اور اپنی اس بات کا بھی ثبوت دوں گا۔

نیوز نمبر ۲ جو جنبہ صاحب کا انٹرویو ہے اور دوسری جگہ سے کاپی پیسٹ کرتے وقت صفحات آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ اگر کسی نے اس نیوز کو پڑھا ہوتا تو یقیناً جنبہ صاحب کو توجہ دلاتا اور اس کی درستگی کر دی جاتی۔

نمائندہ سائٹ:۔ لیکن آگے تشریحات ہیں مرزا صاحب کی، مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دانستہ مشتبہ قسم کی پیشگوئیاں کیں، تا کہ بوقت ضرورت ان کو من مانے معنی پہنائے جاسکیں، ان کی تاویل کی جاسکے، آپ نے تو کہا ہے کہ خدا اس طرح بھی الہام کرسکتا ہے، لیکن مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو بھی پیشگوئیاں کیں اسی طرح گول مول بیان کیں تا کہ بعد میں جیسے چاہیں ربڑ کی طرح کھینچ کر معنی پہناسکیں، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میں قطعاً نہیں مانتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس رنگ میں پیشگوئیاں کیں تا وقت ضرورت ان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاسکے، میں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ پیشگوئیاں ایسی چیز ہوتی ہیں،

اس سے اس غلام کی پیشگوئی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا، یہ ایک لمبی پیشگوئی ہے اس میں بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں، کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ جب کوئی مدعی ظاہر ہو جائے تو ساری چیزیں ایک ہی وقت میں پوری ہو جائیں کیونکہ اگر اس طرح ہو جائے تو سب سے پہلے محمد عربی ﷺ کا حق تھا کہ ان کے بارے میں جو توریت میں پیشگوئی کی گئی تھی ہو بہو انہی لفظوں میں پوری ہوتی تا کہ یہودی اور عیسائی گناہگار نہ ٹھہرتے، جب وہ شخص جو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ان کے بارے میں بھی پیشگوئی الفاظ کی مطابقت سے پوری نہیں ہوئی تو ان کے بعد حضرت مرزا صاحب یا کسی دوسرے انسان کی حیثیت کیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ اس سب تفصیل کی ایک ایک بات پر نہ جائیں بلکہ جو اسکی روحانی اور علمی تصویر ہے اسکو پیش نظر رکھیں کہ یہ روحانی تصویر کوئی بھی انسان اپنی طاقتوں سے نہیں لے سکتا، کیونکہ اللہ تعالےٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے کہ وہ اپنی ذات کا علم جس کو جتنا چاہے دیتا ہے۔ مختصر یہ کہ دوسری صفات جیسے ذہین وفہیم، دل کا حلیم وغیرہ پر ممکن ہے کوئی اختلاف کر سکے مگر علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائیگا کا

یہ انٹرویو نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۳ اور ۴ ہیں۔ اور جو صفحہ نمبر ۴ پر لکھا گیا ہے وہ صفحہ نمبر ۳ کے مضمون سے نہیں ملتا۔ دراصل یہ صفحہ نمبر ۵ تھا اور صفحہ نمبر ۴ کاپی پیسٹ کرتے وقت صفحہ نمبر ۵ کی جگہ چلا گیا ہے۔

میں دوبارہ پہلے صفحہ نمبر ۳ کا آخری حصہ پیسٹ کرتا ہوں اور پھر موجودہ صفحہ نمبر ۵ کا شروع کا حصہ پیسٹ کرتا ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ صفحہ نمبر ۵ دراصل صفحہ نمبر ۴ تھا۔ مگر ۱۰ سال گزر جانے کے باوجود کسی نے اسے نہیں پڑھا اور نہ درستگی کروائی۔

نمائندہ سائٹ:۔ لیکن آگے تشریحات ہیں مرزا صاحب کی، مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دانستہ مشتبہ قسم کی پیشگوئیاں کیں، تا کہ بوقت ضرورت ان کو من مانے معنی پہنائے جاسکیں، ان کی تاویل کی جا سکے، آپ نے تو کہا ہے کہ خدا اس طرح بھی الہام کرسکتا ہے، لیکن مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو بھی پیشگوئیاں کیں اسی طرح گول مول بیان کیں تا کہ بعد میں جیسے چاہیں ربڑ کی طرح کھینچ کر معنی پہنا سکیں، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میں قطعاً نہیں مانتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس رنگ میں پیشگوئیاں کیں تا وقت ضرورت ان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جا سکے، میں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ پیشگوئیاں ایسی چیز ہوتی ہیں،

جس میں کسی بھی بندے کی یا جو گروپ ہوتا ہے جماعت ہوتی ہے یا اس کی امت ہوتی ہے اس میں بعض لوگوں کا ٹیسٹ ہوتا ہے روحانی آزمائش ہوتی ہے۔ تو وہ پیشگوئیاں جو ہوتی ہیں اس میں ایک آزمائش ہوتی ہے لوگوں کی تو یہ سب پیشگوئیاں واضح نہیں ہوتیں، اللہ تعالےٰ دیدہ و دانستہ بعض پیشگوئیوں کو مبہم رکھتا ہے، جیسا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی بھی ایک مبہم پیشگوئی ہے کیونکہ اس پیشگوئی کے نازل ہونے کے بعد، جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی ابتلاء شروع ہوگیا۔ یہ آپ جانتے ہیں، دوسری بات میں یہ عرض کرونگا کہ میں اتفاق کرتا ہوں اس بات سے کہ حضرت مسیح موعود آخری وقت تک اس موعود غلام کو اپنا لڑکا سمجھتے رہے۔ لیکن جب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات ہوئی اور آپ علیہ السلام کو انا نُبشّرُک بغلام حلیم" میں یہ نزل منزل مبارک کا جو الہام ہوا، یہ قطعی الہام تھا کہ وہ موعود غلام اگر حضرت مسیح موعود کا جسمانی بیٹا تھا بھی تو بھی وہ جسمانی بیٹے سے روحانی بیٹے کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اور اسی لئے ۶۔ ۷ نومبر کو پھر وہی پیشگوئی کہ "ایک زکی غلام تجھے ملیگا" وغیرہ وغیرہ، میرا یہ بات کہنے کا مطلب ہے کہ جو پیشگوئی ۲۰ فوری ۱۸۸۶ء کو شروع ہوئی، اس غلام کی بشارت ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے۔

اسی انٹرویو میں جنبہ صاحب نے اپنے ایک مضمون 'ختم نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم' کا حوالہ دیا ہے کہ میری ویب سائٹ پر موجود ہے۔ جنبہ صاحب کا یہ انٹرویو ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کا ہے۔ جبکہ اس وقت وہ مضمون آپ کی ویب سائٹ پر تھا ہی نہیں۔ آپ نے اسے اپنی ویب سائٹ پر آرٹیکل کی لسٹ میں ۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو شو کیا ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ اس وقت تک یہ مضمون لکھا ہی نہیں گیا تھا۔ وہ مضمون ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو لکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار ایسی تحریریں ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہیں۔ چند ایک کا ذکر میں نے اگلے صفحات پر کیا ہے۔ آپ جنبہ صاحب کے ذاتی حالات پڑھ لیں تو ہر مضمون میں پہلے سے مختلف بات پائی جاتی ہے۔

جنبہ صاحب کا دعویٰ: خواب، کشوف یا الہام کی بنیاد پر سچائی ثابت نہیں ہوتی

محترم جنبہ صاحب خواب، کشوف یا الہامات کی بابت ارشاد فرماتے ہیں:

یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعدازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور الہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور الہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی الہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی الہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا الہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶)

اوپر جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

اور نیچے اس کے برعکس ارشاد فرمارہے ہیں

یاد رکھنا کہ میں نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کسی اندازہ یا قیاس (Guess) کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ بلکہ یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے بذریعہ الہام بخشا ہے۔

۔میں یہاں افرادِ جماعت کو چیلنج پیش کرتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کوئی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں دو (۲) وجودوں (ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام) کے علاوہ کوئی تیسرا موعود وجود ثابت کر دے تو میں اُسے نہ صرف یہ کہ اپنے دائرہ استطاعت میں رہتے ہوئے منہ مانگا انعام دوں گا بلکہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آئے۔؟ یاد رکھنا کہ میں نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کسی اندازہ یا قیاس (Guess) کی بنا پر نہیں کیا ہے بلکہ یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے بذریعہ الہام بخشا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، ص ۱۴)

ایک طرف فرمارہے ہیں کہ یہ بات ہر گزنہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یاالہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔حتٰی کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یااپنے الہامات بھی اسکے دعویٰ کاہر گزثبوت نہیں ہوا کرتے۔اور دوسری طرف الہامات کی ڈیمانڈ کررہے ہیں۔

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) خلیفہ ثانی کواس بات کا کہاں سے پتہ چلاکہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔کیا آپکوالہام ہواتھا۔اور اگر آپ کوالہام ہواتھا تو وہ الہام جماعت کےلوگوں کوکیوں نہیں بتایااور دکھایا گیا؟۔اور اگر الہام نہیں ہواتھا تو پھراس الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپ یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟
(۲) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چلاکہ اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں دعوی کی ضرورت نہیں؟اور اگر آپ کواس بات کا الہام نہیں ہواتھا تو پھر آپکے بقول آپکی اس پیشگوئی میں عدم دلچپسی کے باوجود آپ اس الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(آرٹیکل نمبر۱۶، صفحہ نمبر۳)

الجواب۔کون کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر صاحب نافلہ موعود تھے۔؟کیا مرزا ناصر صاحب کواپنے نافلہ موعود ہونے کا اِلہام ہوا تھا۔؟اگر ہوا تھا تو وہ اِلہام کہاں ہے۔؟کیا مرزا ناصر نے نافلہ موعود ہونے کا کوئی دعویٰ کیا تھا۔؟اگراُنہوں نے کوئی ایسادعویٰ کیا تھا تو پھر کہاں ہے وہ دعویٰ۔؟خاکسار آپ سب کوکھلم کھلا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کوکسی نافلہ یعنی پوتے کی بشارت نہیں بخشی تھی۔خاکسار موعود نافلہ غلام کی گذشتہ صفحات میں کافی تشریح کرچکا ہے۔آپ لوگ عقل سے کام لواور خدائی کاموں میں دخل اندازی چھوڑ دو۔اناں ونڈے ریوڑیاں مڑمڑ اپنیاں نوں۔

(آرٹیکل نمبر۵۳، صفحہ نمبر۲۴)

ایک چیلنج اور پھر اس کا انکار

چیلنج

جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب! اگر آپ یا جماعت احمدیہ کا کوئی بھی فرد ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق حضورؑ کا کسی اشتہار یا کسی کتاب میں لکھا ہوا یہ فرمان دکھادیں (یاد رہے کہ میں خالی لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی کی بات نہیں کر رہا کیونکہ حضورؑ نے اپنے سب لڑکوں کی پیدائش کی پیشگوئیوں کو اپنی کتب میں بار بار دہرایا ہے) کہ میرا یہ لڑکا موعود یا مولود مسعود یا "مصلح موعود" ہے تو میں اپنے دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود پر از سرِ نو غور کرنے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن آپ کو حضورؑ کا کوئی ایسا فرمان نہیں ملے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۷۴، صفحہ نمبر ۸)

اگر کوئی دکھادے تب بھی انکار

جیسا کہ پچھلے صفحات میں سبز اشتہار کے دونوں حوالوں میں حضور نے دوسرے بشیر کے متعلق نہ صرف یہ فرمایا تھا کہ "اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے" بلکہ مصلح موعود کے دیگر صفاتی ناموں یعنی فضل محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر کا ذکر فرما کر اور پھر انکے مطابق آئندہ ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونیوالے لڑکے کا نام بطور تفاؤل بھی رکھا تھا۔ میرا یہاں سوال ہے کہ اگر حضورؑ بغیر کسی تفاؤل کے نام رکھنے کے صاف صاف ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونیوالے لڑکے کے متعلق یہ فرمادیتے کہ "میرا یہ لڑکا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود ہے" تو کیا اِس سے مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود بن جاتا۔؟ جواباً عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ خاکسار اِس سوال کے جواب میں!

(اولاً)۔ یہ عرض کرتا ہے کہ حضورؑ جب تک اللہ تعالیٰ آپؑ پر کسی لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ ظاہر نہ فرمادیتا کہ یہ تیرا لڑکا مصلح موعود ہے اُس وقت تک کسی لڑکے کے متعلق ایسا نہ فرماتے کیونکہ آپ (افرادِ جماعت کے برخلاف) جانتے تھے کہ تفاؤل کے طور پر نام رکھے جانے سے کوئی لڑکا مصلح موعود نہیں بن سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اُسے نہ بنائے۔

(ثانیاً)۔ اگر بالفرض محال حضورؑ بشیر احمد اول اور مبارک احمد کی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق ایسا فرما بھی دیتے تب بھی جب اللہ تعالیٰ نے ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق مبشر اِلہامات نازل فرما کر اِس لڑکے کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ہی باہر نکال دیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اِلہام کے مقابلہ میں حضورؑ کے کسی اِجتہادی قول کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۷۴، صفحہ نمبر ۸)

(۱) یہ خدا کا عجیب سلوک تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے جس جسمانی بیٹے کو بھی واضح رنگ میں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا، وہی لڑکا فوت ہوگیا۔ اور وہ لڑکے جنکے نام تفاؤل کے طور پر رکھتے رہے وہ زندہ رہے۔

(۲) بافرض محال اگر حضرت مسیح موعودؑ اپنے کسی اشتہار یا اپنی کسی دوسری تحریر میں قطعی طور پر یہ اعلان بھی فرمادیتے کہ مرزا محمود احمد مصلح موعود ہے۔ تب بھی آپ مصلح موعود نہیں بن سکتے تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام اللہ اور کلام ملہم کے درمیان تضاد کی صورت میں کلام ملہم کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ بیشک ایسا ملہم نبی ہی کیوں نہ ہو؟ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو کلام ملہم کو اجتہادی غلطی سمجھ کر چھوڑ دینا اور کلام اللہ کی پیروی کرنا ہی دانشمندی ہے۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۱۴)

احباب کرام! آپ نے دیکھا کہ پہلے جنبہ صاحب یہ چیلنج کر رہے ہیں کہ کہیں لکھا دکھا دیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے بارہ میں موعود کہا ہو۔ پھر خود رد کر دیا کہ اگر لکھا دکھا بھی دو تب بھی وہ درست نہیں۔ اور پھر خود ہی حضورؑ کا فرمان بھی لکھ دیا اور ساتھ کہہ دیا کہ یہ حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) ایک اشتہار میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔ "اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا۔ اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا پہلا حصہ یعنی "وجیہہ اور پاک لڑکا" سے متعلق پیشگوئی کا مصداق حضورؑ بشیر احمد (اول) کو سمجھتے تھے اور دوسرا حصہ پیشگوئی کا جو "زکی غلام" کے متعلق ہے حضورؑ اس کا مصداق دوسرے بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد کو خیال کرتے تھے۔ یہ درست ہے کہ آپکا یہی خیال تھا اور یہ آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ الہامی۔ میں یہاں اس شبہ کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے "زکی غلام" سے متعلق مبشر الہامات آپ کی وفات تک نازل فرما کر آپکے اس اجتہادی خیال یا قیاس کو دور فرما دیا۔ یہ بھی درست ہے کہ حضورؑ زکی غلام یعنی مصلح موعود کو اپنی صلبی اولاد میں ڈھونڈتے رہے۔ یہ آپکی خواہش تھی اس سے انکار نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کچھ اور تھی۔ اللہ تعالیٰ

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۱۴)

احباب کرام: فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ جنبہ صاحب کی کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ۔ کیونکہ

هم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ایمان لانے کے متضاد اصول

جب کسی صاحب نے جنبہ صاحب سے ان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے کوئی نشان مانگا تو اسے جنبہ صاحب جواب دے رہے ہیں۔

نشانات کی فلاسفی

عزیزمن! آپ نے جو خاص چیز یا نشان کی بات کی ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ نشان تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور جب وہ چاہتا ہے نشانات نازل کیا کرتا ہے۔ دراصل انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو زیرک اور زکی ہوتے ہیں اور اپنے وجود میں قوت فیصلہ بھی رکھتے ہیں۔ وہ تو اس روشنی کی بدولت جو اِنکے اندر ہوتی ہے سچائی کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بُو اپنے اندر رکھتا ہے وہ بھی ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ ایسے لوگوں کو نشانوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ کیا کِبار صحابہ کرامؓ نے نشانات دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو قبول کیا تھا۔؟ لیکن اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے پیارے آقا محمد ﷺ سے کوئی نشان ظہور میں نہیں آیا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؑ سے

آگے چل کر فرماتے ہیں

دراصل تمام ثواب کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو بعض قرائن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اسکے کاذِب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تو ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ''اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ'' وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پردہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر کُلِیَۃً مکشوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ ہم نے اس کو دیکھا نہیں۔ اسی طرح ملائک اور جنت و دوزخ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ بھی ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ لیکن ہم محض حسن ظنی سے مان لیتے ہیں۔ اور یہی ایمان بالغیب ہماری نجات کا موجب بن جاتا ہے۔ سورج، چاند، زمین، پہاڑ، جانور اور درخت بھی، ملائک اور جنت و دوزخ کی طرح اسی خدا کی مخلوق ہیں لیکن ان پر ایمان لانے سے ہمیں کوئی ثواب نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے کہ ملائک اور جنت و دوزخ ابھی پردہ غیب میں ہیں۔ اور دوسری مادّی مخلوق جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ تو ایمان لانا اس طرزِ قبول سے مراد ہے کہ جب کسی حقیقت کے بعض گوشے ابھی مخفی ہوں اور نظرِ دقیق اور دیگر قرائن سے محض حسن ظنی کی بدولت اسے قبول کر لیا جاوے اور یہی ایمان بالغیب موجب ثواب ہوا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی اَمر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشانات دیکھنے سے قبل ایمان لایا جاوے۔

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۳،۲)

اور جب کسی نے یہ پوچھ لیا کہ آپ نے دعویٰ کس الہام کی بنیاد پر کیا ہے تو اسے جنبہ صاحب جواب دے رہے ہیں۔

یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا اِلہامات کسی دوسرے اِنسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے اِلہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور اِلہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور اِلہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی الہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی اِلہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا اِلہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶)

اِلہام اور دلیل میں فرق اور دلیل کی اہمیت۔ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ ایک بیان (statement) ہوتا ہے جو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً۔ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔ اب یہ ایک دعویٰ ہے۔ یہ علمی دعویٰ تجربے کے بعد سچا بھیثابت ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے۔ مذہبی دنیا میں بھی لوگ دعاوی کرتے ہیں۔ اِن میں سے بعض سچے ہوتے ہیں اور بعض کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کر دیئے جاتے ہیں۔ برادرم چوہدری صاحب۔ آپ نے اپنی ای میلز (e-mails) میں میرے اِلہامات اور اِلہامی الفاظ پر بہت زور دیا ہے۔ حالانکہ اِلہامات تو محض اِلہامات ہوتے ہیں۔ اِن کا اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف مدعی کو ہوتا ہے۔ اُسکے علم و عرفان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے اِلہامات لوگوں کیلئے کوئی حجت یا ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کریم ایسے عظیم الشان اِلہام کو بھی مکہ کے لوگوں نے محمد (ﷺ) کی پریشان خوابیں قرار دیا تھا۔ اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے اِلہامات۔ جو دعویٰ کسی اِلہام کی بنیاد پر کیا جائے اُسے ہم زیادہ سے زیادہ اِلہامی دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً حضرت بانئے جماعت ۱۸۹۴ء میں اپنی کتاب ''اتمام الحجۃ'' میں فرماتے ہیں:۔ "وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ ------ "اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَالَّذِیْ یَرْقُبُوْنَه وَالْمَهْدِیَّ الْمَسْعُوْدَالَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَه هُوَاَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَالْمُمْتَرِیْنَ۔" (تذکرہ صفحہ ۲۰۹۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ترجمہ۔ خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پس تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضورؑ کے یہ دونوں اِلہامی دعاوی سچے تھے لیکن اس کے باوجود اِن اِلہامات کا فائدہ اکثر لوگوں کو نہ ہوا اور نہ ہی یہ عامۃ الناس اور خاص کر مخالفین کیلئے حجت تھے۔ اسکے برخلاف آپؑ نے اپنے دعاوی کے جو ثبوت اُمتِ محمدیہ کے آگے رکھے وہ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے قطعی حجت تھے۔ مثلاً۔ آپکے مہدی معہود کے دعویٰ کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا بیان فرمودہ خسوف وکسوف کا نشان ظاہر فرما دیا اور آپکے مسیح موعود کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرما دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو گیا ہے اور میرے کلام (قرآن کریم) سے اُسکی وفات ثابت ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے پاس یہ دونوں ثبوت (خسوف وکسوف کا نشان اور وفات مسیح کے سلسلہ میں تیس آیاتِ قرآنی) نہ ہوتے اور صرف اِلہامات کی کتاب ہوتی تو کس نے آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لانا تھا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۴۶)

الہام مانگنے والے سے کہتے ہیں نشان دیکھ کر ایمان لاؤ

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضورؑ کے یہ دونوں اِلہامی دعاوی سچے تھے لیکن اس کے باوجود اِن اِلہامات کا فائدہ اکثر لوگوں کو نہ ہوا اور نہ ہی یہ عامۃ الناس اور خاص کر مخالفین کیلئے حجت تھے۔ اسکے برخلاف آپؑ نے اپنے دعاوی کے جو ثبوت اُمتِ محمدیہ کے آگے رکھے وہ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے قطعی حجت تھے۔ مثلاً۔ آپکے مہدی معہود کے دعویٰ کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا بیان فرمودہ خسوف وکسوف کا نشان ظاہر فرما دیا اور آپکے مسیح موعود کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرما دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو گیا ہے اور میرے کلام (قرآن کریم) سے اُسکی وفات ثابت ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے پاس یہ دونوں ثبوت (خسوف وکسوف کا نشان اور وفات مسیح کے سلسلہ میں تیس آیاتِ قرآنی) نہ ہوتے اور صرف اِلہامات کی کتاب ہوتی تو کس نے آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لانا تھا۔؟

نشان مانگنے والے سے کہتے ہیں غیب پر ایمان لاؤ

دراصل تمام ثواب کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو بعض قرائن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اسکے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تو ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ "اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پردہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر کُلّیۃً مکشوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں

لفظ ''علیہ السلام'' کا استعمال

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ میں ایک صاحب کو مخاطب کر کے دریافت فرماتے ہیں:

''یہاں پر میرا سوال کنندہ یعنی مجھ سے وضاحتیں طلب کرنیوالے سے سوال ہے کہ میں یہ بات بھی تسلیم کرلیتا ہوں کہ زاہد خان کے علاوہ دیگر مدعیان میں سے کسی کے بارے میں ابھی آپ کو انشراح صدر نہیں ہوا ہوگا۔ اور ان میں سے جب کسی کا نام لکھتے ہیں تو احتراماً اسکے نام کیساتھ علیہ السلام لکھ دیتے ہیں۔ یہاں ایک اور سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ علیہ السلام کا ٹائٹل مدعیان کے نام کے ساتھ مذاقاً لکھتے ہیں یا دل سے یعنی اس یقین کیساتھ لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ مدعی سچا ہو؟ دلوں کے بھید اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ میں حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے یہ بھی تسلیم کرلیتا ہوں کہ آپ مدعیان کے ناموں کیساتھ علیہ السلام کا ٹائٹل نیک نیتی کیساتھ لکھتے ہونگے۔''

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں

جناب عزت مآب ملک منور صاحب! اللہ تعالیٰ تو ہم مومنوں کو آنحضرت ﷺ پر درود اور سلامتی کی دعا بھیجنے کی تلقین فرماتا ہے۔ اگر آپکا اسلام اور احمدیت سے کوئی تعلق ہوتا اور آپ آنحضرت ﷺ کے مومن ہوتے تو آپ ((ایک ایسے مدعی نبوت جو کہ نہ صرف دین اسلام کا کھلا منکر ہے بلکہ قرآن کریم کو بھی ایک منسوخ شدہ کتاب سمجھتا ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے برخلاف حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر یہ ایک بہتان بھی لگاتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت زکریا علیہ السلام کی ناجائز اولاد تھے اور آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ ایک مجرم گردانتا ہے)) کے نام کیساتھ کبھی بھی علیہ السلام کا ٹائٹل نہ لگاتے۔ آپ تو انبیاء کے ناموں کیساتھ پڑھے اور لکھے جانیوالے دعائیہ الفاظ کی توہین کے مرتکب ہیں۔ کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کا اسلام اور احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اور ہاں آپکا یہ رویہ بتا رہا ہے کہ آپ ایک پکے محمودی ضرور ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۷، ۸)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ 'آپ تو انبیاء کے ناموں کیساتھ پڑھے اور لکھے جانیوالے دعائیہ الفاظ کی توہین کے مرتکب ہیں۔ کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کا اسلام اور احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے'۔

محترم جنبہ صاحب علیہ السلام کے لفظ کو انبیاء کے ساتھ پڑھے جانے والے دعائیہ الفاظ قرار دے رہے ہیں۔ اور کسی دوسرے عام انسان کے ساتھ اس کے استعمال پر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ مگر بھول گئے کہ اسی آرٹیکل کے شروع میں انہی احباب کو جن کے بارہ میں اظہار فرما رہے ہیں کہ آپ کا اسلام اور احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں کے لئے رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔

استفادہ عام کے لئے حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے !!!

جلیل القدر اور نامی گرامی بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ

عزت مآب حضرت منور احمد ملک حسینیؒ و حضرت مقبول احمدؒ

و حضرت محمود احمدؒ و حضرت ندیم احمدؒ صاحبان وغیرہ وغیرہ

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۱)

ویسے جنبہ صاحب یہ وہی زاہد خان صاحب ہیں جن کے بارہ میں آپ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

صاحب کے نعوذ باللہ عیسیٰ ابن زکریا کے عقیدے کو از روئے قرآن کریم قطعی طور پر جھٹلا چکا ہوں۔ لیکن لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔ اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔ کیا میں آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔ اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۱۰)

زکی غلام ایک مگر مسیح دو

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

زکی غلام تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود ہے

جناب رانا صاحب! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) ☆میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا --
سو تجھے بشارت ہو-------------------------کہ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا--------------------------------------
--وَ کَانَ اَمرًا مَّقْضِیًّا۔☆(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۲) اِسی زکی غلام کی پیدائش (بشارت ہمیشہ پیدائش سے پہلے ہوا کرتی ہے نہ کہ پیدائش کے بعد۔ناقل) کی دوبارہ بشارت اپریل ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ جیسا کہ درجِ ذیل الہام سے ظاہر ہے:۔۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔☆ اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَکَ غُلَامًا زَكِيًّا۔☆یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

اِس الہام میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے مہدی اور مسیح کو اور آپ کی معرفت آپ کی جماعت کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ابھی وہ ''زکی غلام'' (مصلح موعود) پیدا نہیں ہوا اور اے میرے بندے تو تھوڑا عرصہ صبر کر میں اِس ''زکی غلام'' کو تجھے ضرور عطا کرونگا۔ رانا صاحب! کیا یہ الہام اس حقیقت پر دال نہیں ہے کہ اپریل ۱۸۹۹ء تک مصلح موعود پیدا نہیں ہوا تھا؟

(۳) پھر اِسی زکی غلام کی آخری اور سہ بارہ پیدائش کی بشارت ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ جیسا کہ درجِ ذیل الہام سے ثابت ہے:۔
۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔☆سَاَهَبُ لَکَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ اسْمُه يَحْيىٰ۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔☆(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

رانا صاحب! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو جو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف ''زکی غلام'' تھے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی ''زکی'' کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اُس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ پر مختلف اوقات میں ہونے والے تین الہامات درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں 'اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف 'زکی غلام' تھے؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے

میں ایک ہی صفاتی نام یعنی 'ز کی' کے ساتھ بشارتیں دیناتو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔وہ حکیم ہے اور اس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔

اور دوسری جگہ مسیح ابن مریم کے بارے میں تین احادیث پیش کر کے جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔

خاکسار جواباً گذارش کرتا ہے کہ صحیح مسلم میں مندرج حدیثوں کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک ہی سوال کے تین مختلف قسم کے حکیمانہ جوابات ارشاد فرمائے ہوئے ہیں۔جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔(۱) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ فَاَمَّکُمْ۔ (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰ کا بیان صفحہ ۲۵۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری اِمامت کریں گے؟؟؟
اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ابن مریم جب نزول فرمائیں گے تو وہ فَاَمَّکُمْ یعنی وہ تمہاری امامت کریں گے یعنی بوقت نزول وہ صاحب امام ہونگے۔اُس کا نزول امام کی حیثیت میں ہوگا۔
(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ۔ (ایضاً) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری اِمامت کرینگے تم ہی میں سے؟؟
اس دوسری حدیث میں بھی سوال وہی ہے لیکن آپ ﷺ نے اس کا جواب تھوڑا سا مختلف ارشاد فرمایا ہے۔اس دفعہ جواب میں آپ ﷺ نے فَاَمَّکُمْ کیساتھ لفظ مِنْکُمْ کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں۔اُمت کو یہ بتانے کیلئے کہ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نزول نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ میری اُمت میں سے ہی ایک اُمتی فرد ہونگے۔ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے آئندہ زمانے میں اُمت محمدیہ میں پیشگوئی نزول مسیح ابن مریم کے سلسلہ میں موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام کے آسمان پر زندہ بجسم عنصری اُٹھائے جانے اور پھر آخری زمانے میں زندہ بجسم عنصری آسمان سے نزول فرمانے کی مِنْکُمْ فرما کر نفی فرمادی ہے۔آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی اُمت کو بشارت دے رہا ہوں وہ اسرائیلی مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ حالات اور واقعات کے لحاظ سے اُس سے ملتا جلتا کوئی میری اُمت کا فرد ہوگا۔
(۳) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔" (ایضاً۔متفق علیہ)
یہ متفق علیہ حدیث ہے یعنی یہ احادیث کی صحیح ترین کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اپنے سابقہ سوال (تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے؟) کا تھوڑا سا اور مختلف جواب دیا ہے، یہ فرما کر کہ جب ابن مریم نزول فرمائیں گے تو اُس وقت میری اُمت بے امام نہیں گی بلکہ زمین پر ایک امام موجود ہوگا؟؟؟

ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مذکورہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے دو مختلف اُمتی وجود ہونگے۔ ایک کا نزول بحیثیت امام ہوگا جس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **فَاَمَّکُمْ** اور دوسرے کے نزول کے وقت زمین پر اُمت کا کوئی امام ہوگا جیسا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ**۔ اس حدیث کے مضمون کی تصدیق صحیح مسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے۔ (۴) ''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ۔'' (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰؑ کا بیان صفحہ ۲۶۴) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اُس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے۔ اس اُمت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۸، ۹)

احباب کرام! محترم جنبہ صاحب زکی غلام کی بابت تو یہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی 'زکی' کے ساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔'' اور پھر آنحضرت ﷺ کی تین احادیث پیش کرکے کہہ رہے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

شرفاء کا اندازِ تخاطب

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۷ میں محترم ناصر احمد سلطانی صاحب کے ایک خطبہ کا حوالہ پیش کرنے کے بعد سلطانی صاحب کے مرید سے سوال کر رہے ہیں 'کیا کسی سچے صاحب وحی والہام اور اللہ تعالیٰ کے فضل یافتہ انسان کی زبان اتنی غلیظ بھی ہو سکتی ہے'

حوالہ پیشِ خدمت ہے

دُکھتی رگ کو چھیڑ دیا ہے۔ تب ہی وہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق کوئی علمی بات بتانے کی بجائے اس عاجز پر برس پڑا۔ جیسا کہ وہ اپنے خطبہ جمعہ میں ۱۶ منٹ اور ۳۲ سیکنڈ پر اس عاجز کے متعلق کہتا ہے۔۔۔ ''ایسی خباثت حکم وعدل اور امام مہدی علیہ السلام کے اوپر ایسا الزام اور ایسے جو ہے تعلقات کی خرابی ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ کہ خدا تعالیٰ یہاں تک سزا دے رہا ہے، کہ بچوں کو مار رہا ہے، پھر بھی بندہ نہیں سمجھ رہا کہ میں غلطی کر رہا ہوں۔ نعوذ باللہ من ھذا الخرافات۔ عبدالغفار جنبہ۔ الخبیث۔ کیسا گندہ انسان ہے، بھئی بات کو سمجھو۔ ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ مصلح موعود جب پیدا ہو جاتا تو پھر حضرت صاحب بتاتے یہ ہو گیا ہے۔''

عزیزم۔ خاکسار آپ سے پوچھتا ہے کہ کسی سچے صاحب وحی والہام اور اللہ تعالیٰ کے فضل یافتہ انسان کی زبان کیا اتنی غلیظ بھی ہو سکتی ہے؟ ؟؟؟ ہرگز نہیں۔

(آرٹیکل ۸۷، صفحہ ۲)

ذیل میں محترم جنبہ صاحب کی اپنی تحریروں کے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ اپنے آرٹیکل نمبر ۵۳ صفحہ نمبر ۲۳ میں ایک صاحب کے سوال (جناب جنبہ صاحب! خلیفہ کی مخالفت ازروئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں؟) کا یوں جواب دے رہے ہیں۔

اے مردود انسان۔ کیا آپ کا فہم قرآن اور فہم اسلام زیادہ ہے یا کہ اُس برگزیدہ انسان کا جس کا اپنے آقا ﷺ کیساتھ قرآن کریم میں بھی نام آیا ہے۔؟ خدا کا خوف کرو آپ لوگوں نے حقیقی اسلام کے نام پر جماعت احمدیہ میں کیا اُودھم مچا رکھا ہے۔؟ آخر مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی ان خباثتوں کا کیا جواب دو گے۔؟ یزید جو حضرت بانئے جماعت کے بقول پلید تھا اگر آپ اُسکے وقت میں ہوتے تو آپ ضرور اُسے حضور پُر نور کہہ کر پکارتے اور نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کو یہ نصیحت کرتے ''خلیفہ کی مخالفت ازروئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں۔؟'' شرم کرو بلکہ ڈوب کر مرو۔ لیکن بقول غالب ؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

۲۔ آرٹیکل نمبر ۸۷ صفحہ نمبر ۴، ۵، ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار کا جناب مقبول احمد اور ملک منور احمد حسینی صاحب کو مذکورہ جواب بذریعہ ای میل بھیجنے کے قریباً بیس منٹ کے بعد قادیانی جماعت کا ایک بھاڑے کا ٹٹو انصر رضا خاکسار کے مندرجہ بالا جواب کے سلسلہ میں جواباً لکھتا ہے۔

اقول۔۔۔''ھونق مخبوط الحواس جنبے تو تو ایک ادنیٰ خادمِ سلسلہ کے سامنے نہیں ٹھہر سکا تو تیری کیا اوقات ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بڑے بڑے علماء تیرے ساتھ بیٹھ کر تجھ سے بات کریں۔اس طرح تو اپنا قد اونچا کرنا چاہتا ہے لیکن چوہوں کے مجدّ دسلطانی کی طرح تیرا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔اسی طرح اکیلا ہی کیمرے کے سامنے خالی کمرے میں سر ہلا ہلا کر تقریریں کرتا رہ۔تیری قسمت میں یہی کچھ ہے۔''

الجواب۔۔۔ اے بھاڑے کے ٹٹو انصر رضا

الحمد للہ۔اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کیساتھ عرصہ ۲۱ سال سے تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے نام نہاد قادیانی مولویوں کو چوہوں کی طرح اُنکے بلوں میں دھنسا کر بیٹھا ہوا ہوں۔امسال خاکسار یعنی خدا کے اس شیر نے تیرے جھوٹے علم کا پول کھولنے کیلئے دس (۱۰) خطبات کی شکل میں تیرے گندے سر پر ایک ہزار جوتے مارے ہوئے ہیں۔اگر تو انسان کا بچہ ہوتا اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہوتی تو تم ڈوب کر مر جاتے۔لیکن تو قادیانیوں کا پلا ہے جو ہر گزرنے والے انسان کو کاٹنے کھانے کیلئے دوڑ پڑتا ہے۔اے لعنتی انسان! تیرے نام نہاد مصلح موعود نے بمقام لاہور ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی و غیر احمدی سامعین کے آگے۔۔۔۔یہ بھڑک ماری تھی۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقینا جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا۔۔۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تقریر فرمودہ ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

اے لعنتی مولوی!!! تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے زعم کے مطابق تیرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی اس عاجز یعنی اس اللہ تعالیٰ کے شیر کے آگے ذلیل اور رُسوا ہو کر اپنے اپنے سوراخوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔اگر تو انسان کا بچہ ہے اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہے تو پھر میرے مقابلہ کیلئے میدان میں آ کر اپنے نام نہاد مصلح موعود کی ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء کی بھڑک کو سچا ثابت کر کے دکھا۔ورنہ **لعنت علیٰ**

الکاذبین۔لیکن مجھے یقین ہے تو ہمیشہ اسی طرح بھونکتا رہے گا اور اس خدا کے شیر کے مقابلہ کیلئے کبھی میدان میں نہیں نکلے گا۔خدا کا یہ شیر چند ماہ پہلے بھی خطبہ جمعہ میں تجھے علمی مجادلہ کی دعوت دے چکا ہے۔اے لعنتی انسان! سب دنیا کو خدا کے اس شیر کے چیلنج کا پتہ ہے۔اور تیری اُس دن ہی ماں مرگئی تھی۔اور تیرا کام اور تیری قسمت میں فقط بھونکنا ہے۔اور تو ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔جہاں تک قد کے اونچا ہونے کا تعلق ہے۔خدا نے اپنے پیارے امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اس عاجز کا قد اونچا کیا ہے۔اور جن لوگوں کے قد خدا اونچے کردے،اُنہیں نہ تیرے ایسے پالتوں مولویوں کیساتھ بیٹھ کر اپنے قد اونچے کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اُنہیں کوئی نیچا کر سکتا ہے۔۔۔؎ خس خس جناں قدر نہیں میرا میرے صاحب نوں وَڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

اور میرے آقا محمدی مریم حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تم قادیانیوں کو میرے سامنے ہلاک کردیا ہے۔تم چوہڑوں کیساتھ بحث و مباحثہ کرکے اُنکے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔تم تو حضرت امام مہدی و مسیح موعود پر لعنت ڈالنے والوں کے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔بلائے دمشق اور اُسکے پالتو مولویوں نے اس خدا کے شیر کا قد کیا اونچا کرنا ہے؟؟؟؟؟تم تو میرے آگے ذلت اور رسوائی کے بدبودار گھڑے میں پڑے ہوئے ہو۔جن لوگوں تک میرا یہ مضمون پہنچے۔میں سب سے کہتا ہوں کہ تم سب اس لعنتی مولوی کو غیرت دلانا اور اسے کہنا کہ اللہ کا شیر عبدالغفار جنبہ لندن اپنے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پر آرہا ہے اور تجھے مقابلہ کیلئے بلا رہا ہے،اُسکے مقابلہ کیلئے نکل۔اور اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچا؟؟؟؟؟اگر تو اپنے اصلی باپ کا تخم ہوا تو تو اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچانے کیلئے خدا کے شیر۔۔۔ہاں خدا کے شیر کا مقابلہ کرنے کیلئے ضرور نکلے گا۔۔۔اے لعنتی مولوی۔۔۔؎

دیکھنے سے پہلے دھو آنکھوں کی گندی پتلیاں ورنہ چہرہ ڈھانپ لے گی تجھ سے اچھائی میری

مندرجہ بالا حوالوں کے جواب میں چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جنبہ صاحب نے بالکل صحیح سوال کیا ہے 'کیا کسی سچے صاحب وحی والہام اور اللہ تعالیٰ کے فضل یافتہ انسان کی زبان اتنی غلیظ بھی ہوسکتی ہے'۔

<u>جواباً عرض ہے ہر گز نہیں ہوسکتی۔صاحب وحی والہام تو دور کی بات کسی بھی شریف انسان کی یہ زبان نہیں ہوسکتی۔</u>

صاحب وحی والہام کی زبان

استفادہ کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا گیا ایک خط اور اس کا جواب پیشِ خدمت ہے۔

شیخ محمد حسین بٹالوی

۱۹ء اپریل ۱۸۹۳ء

تمہارے چند اوراق کتاب وساوس کے ہمدست عزیزم مرزا خدا بخش اور دو رجسٹرڈ خط وصول ہوئے (۱) میں تمہاری اس کتاب کا جواب لکھنے میں مصروف تھا۔ اس لئے تمہارے خطوط کے جواب میں توقف ہوا۔ اب اس سے فارغ ہوا ہوں تو جواب لکھتا ہوں۔ (۲) میں تمہاری ہر ایک بات کی اجابت کیلئے مستعد ہوں۔

1) مباہلہ کیلئے طیار ہوں۔

2) بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو بھی حاضر ہوں۔ میری نسبت جو تم کو منذر الہام ہوا ہے اس کی اشاعت کی اجازت دینے کو بھی مستعد ہوں۔ مگر ہر ایک بات کا جواب واجابت رسالہ میں چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو انہیں باقی ماندہ ایام اپریل میں ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

3) تمہارا سابق تحریرات میں یہ قید لگانا کہ دو ہفتہ میں جواب آوے اور آخری خط میں یہ لکھنا کہ ۲۰ء اپریل تک جواب ملے ورنہ گریز مشتہر کیا جائے گا۔ کمال درجہ کی خفت و وقاحت ہے۔ اگر بعد اشتہار انکار ادھر سے اجابت کا اشتہار ہوا تو پھر کون شرمندہ ہوگا؟

4) ہماری طرف سے جو جواب خط نمبری ۲۱۔ ۹ء جنوری ۱۸۹۳ء کیلئے ایک ماہ کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ اس کا لحاظ تم نے یہ کیا کہ تیسرے مہینے کے اخیر میں جواب دیا۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکومت کہ جواب دو ہفتہ یا ۲۰ء اپریل تک آوے۔ کیوں موجب شرم نہ ہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہے؟ اور اس حکومت کی کیا وجہ ہے۔ جن پر تم حکومت کرتے ہو۔ وہ تم کو دجال، کذاب، کافر وزندیق سمجھتے ہیں پھر وہ ایسی حکومتوں کو کیونکر تسلیم کریں۔ کیا تم نے سب کو اپنا مرید ہی سمجھ رکھا ہے؟ ذرا عقل سے کام لو۔ کچھ تو شرم کرو۔ دین سے تعلق نہیں رہا تو کیا دنیا سے بھی بے تعلق ہو؟

اس خط کی رسید ڈاکخانہ سے لی گئی ہے۔ وصولی سے انکار کروگے تو وہ رسید تمہاری مکذب ہوگی۔

ابو سعید محمد حسین عفااللہ عنہ

ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

آپ کا خط دوسری شوال ۱۳۱۰ھ کو مجھ کو ملا۔ الحمد للہ والمنتہ کہ آپ نے میرے اشتہار مورخہ ۳۰ مارچ ۱۸۹۳ء کے جواب میں بذریعہ اپنے خط ۱۸ اپریل ۱۸۹۳ء کے مجھ کو مطلع کیا کہ میں بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو حاظر ہوں۔ خاص کر مجھے اس سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خط کی دفعہ ۲ میں صاف لکھ دیا کہ میں تمہاری ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں۔ سو اس اشتہار کے متعلق باتیں جن کو آپ نے قبول کر لیا۔ صرف تین ہی ہیں زیادہ نہیں۔

اول یہ کہ ایک مجلس قرار پا کر قرعہ اندازی کے ذریعہ سے قرآن کریم کی ایک سورۃ جس کی آیتیں اسّی سے کم نہ ہوں، تفسیر کرنے کے لئے قرار پاوے۔ اور ایسا ہی قرعہ اندازی کی رُو سے قصیدہ کا بحر تجویز کیا جائے۔

دوسری یہ کہ وہ تفسیر قرآن کریم کے ایسے حقائق و معارف پر مشتمل ہو جو جدید ہوں اور منقولات کی مد میں داخل نہ ہو سکیں۔ اور بایں ہمہ عقیدہ متفق علیہا اہل سنت والجماعت سے مخالف بھی نہ ہو۔ اور یہ تفسیر عربی بلیغ فصیح اور مقفّٰی عبارت میں ہو۔ اور ساتھ اس کے سو شعر عربی بطور قصیدہ حضرت نبی کریم ﷺ کی مدح میں ہو۔

تیسری یہ کہ فریقین کے لئے چالیس دن کی مہلت ہو۔ اس مہلت میں جو کچھ لکھ سکتے ہیں لکھیں اور پھر ایک مجلس میں سنا دیں۔

پس جبکہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ میں آپ کی ہر ایک بات کی اجابت کیلئے مستعد ہوں تو صاف طور پر کھل گیا کہ آپ نے یہ تینوں باتیں مان لیں۔ اب انشاء اللہ القدیر اسی پر سب فیصلہ ہو جائے گا۔ آج اگرچہ روزِ عید سے دوسرا دن ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ کے مان لینے اور قبول کرنے سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میں آج کے دن کو بھی عید کا ہی دن سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اب ایک کھلے کھلے فیصلہ کے لئے بات قائم ہو گئی۔ اب لوگ اس بات کو بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کو بقول آپ کے کافر اور کذاب ثابت کرتا ہے یا وہ امر ظاہر کرتا ہے جو صادقین کی تائید کے لئے اس کی عادت ہے۔ اگرچہ دل میں اس وقت یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اس صاف اقرار کے بعد رسالہ میں کچھ اور کا اور لکھ ماریں، لیکن پھر اس بات سے تسلی ہوتی ہے کہ

ایسے صاف اور کھلے کھلے اقرار کے بعد کہ میں نے آپ کی ہر ایک بات مان لی ہے۔ ہر گز ممکن نہیں کہ آپ گریز کی طرف رُخ کریں اور اب آپ کے لئے یہ امر ممکن بھی نہیں کیونکہ آپ ان شرائط پیش کردہ کو بغیر اس عذر کے کہ ان کی انجام دہی کی مجھ میں لیاقت نہیں اور کسی صورت سے چھوڑ نہیں سکتے اور خود جیسا کہ آپ اپنے خط میں قبول کر چکے ہیں کہ میں نے ہر ایک بات مان لی تو پھر ماننے کے بعد انکار کرنا خلاف وعدہ ہے۔

مجھے اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ میری تحریر کے موافق آپ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں اور اپنی ذات کی نسبت کوئی نشان بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ! اب تو آپ کچھ رخ پر آ گئے۔ اگر رسالہ میں کچھ نئے پتھر نہ ڈال دیں مگر کیوں کر ڈال سکتے ہیں۔ آپ کا یہ فقرہ کہ میں آپ کی ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں۔ طیار ہوں۔ حاظر ہوں۔ صاف خوشخبری دے رہا ہے کہ آپ نے میری ہر ایک بات اور ہر ایک شرط کو سچے دل سے مان لیا ہے۔ اب میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس خوشخبری کو چھپوایا جائے۔ اس لئے معہ آپ کے خط کے اس خط کو چھاپ کر آپ کی خدمت میں نذر کرتا ہوں اور ایفاء وعدہ کا منتظر ہوں۔ و السلام علیٰ من اتبع الھدٰی ★

الراقم

۱۹؍اپریل ۱۸۹۳ء

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

★ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳

(مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۶۳ تا ۳۶۵)

جنبہ صاحب کی حقیقت

جنبہ صاحب کی تحریروں کو پڑھنے کے بعد میں اس کھوج میں تھا کہ جنبہ صاحب کے پیچھے کون ساہاتھ ہے۔ سب سے پہلے تو جب آپ کا وہ انٹرویو پڑھا جو آپ نے جماعت مخالف ویب سائٹ (ahmadi.org) کو دیا تھا تو کچھ کچھ اندازہ ہوا۔ یہ وہ ویب سائٹ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر گند اچھالتی ہے اور جس کے خالق کا تعلق جماعت کے انتہائی مخالف گروہ سے ہے۔ اور کوئی بھی غیرت مند ایسے لوگوں سے رابطہ نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے آقا حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے شخص کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا جو آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ کسی بھی احمدی کی غیرت کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے انتہائی معاند کے ساتھ بات کرے۔ بات ہی نہیں بلکہ اپنا انٹرویو دے۔

پھر بات کی کچھ کچھ اور سمجھ آنی شروع ہوئی جب جنبہ صاحب کا ایک مضمون پڑھا۔ جس میں انہوں نے اپنے ایک بہت ہی پیارے دوست ملک منور صاحب کا ذکر کیا ہوا ہے کہ دار الحمد، لاہور میں وہ آپ کا روم میٹ تھا۔ جنبہ صاحب نے اُس کے اخلاص کی بہت تعریف کی ہوئی ہے۔ جنبہ صاحب نے اپنے مضمون میں اس شخص کو پڑھنے کے لئے باقاعدہ لنک بھی دیئے ہوئے ہیں۔ میں نے اس مخلص شخص ملک منور صاحب کے انٹرویو پڑھے اور سنے جن میں وہ حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں نکال رہا ہے۔ تو بات کی مزید سمجھ آنی شروع ہوئی۔ اگر کسی کو نظام جماعت سے تکلیف ہو تو ایسا شخص زیادہ سے زیادہ نظام کے خلاف بات کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں انتہائی گندی زبان استعمال کرتا ہو۔ وہ جنبہ صاحب کا ہی مخلص دوست ہو سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اپنے مضامین میں جماعت مخالف ویب سائٹ کے ایڈریس بھی بتاتے ہیں۔ جماعت مخالف رسائل اور اخبارات میں شائع ہونے والے جماعت مخالف مضامین کو اپنی ویب سائٹ کی زینت بناتے ہیں۔ اور اب جنبہ صاحب نے اپنی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱۰۲ کے تحت ایک شخص محمد نذیر جو خود کو سابقہ مربی کہتا ہے کا انٹرویو شائع کیا ہے۔ یہ انٹرویو پڑھنے والا ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد جنبہ صاحب کی اصلیت اور کھل کر سامنے آتی ہے۔

اس انٹرویو کے شروع میں جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

افراد جماعت احمدیہ قادیان

اور دیگر معزز قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

جماعت احمدیہ قادیان میں سچ بولنے اور حق کیلئے آواز اُٹھانے کے جرم میں احمدیوں کیساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟؟ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے آپ ایک سابقہ قادیانی مربی جناب محمد نذیر صاحب کی دِل دہلا دینے والی کہانی سماعت فرمائیں۔ وہ قادیانی حضرات جو خلافت کی برکتوں اور اپنی نام نہاد خلافت کے گیت گاتے نہیں تھکتے اُنہیں چاہیے کہ وہ اپنے جماعتی عہد یداروں کی اصل حقیقت اور اِنکے کرتوتوں سے آگاہ ہونے کیلئے اس مظلوم قادیانی مربی کی عبرت ناک داستان کو ضرور بغور وفکر پڑھیں۔ والسلام

ویب ماسٹر

الغلام ڈاٹ کم

مورخہ ۱۰/دسمبر ۲۰۱۴ء

چلتے ہیں دبے پاؤں کوئی جاگ نہ جائے — غلامی کے اَسیروں کی یہی خاص اَدا ہے

ہوتی نہیں جو قوم حق بات پہ یکجا — اس قوم کا حاکم ہی فقط اِس کی سزا ہے

اس انٹرویو کے آخر میں **حق اور سچ بولنے والے مربی صاحب فرماتے ہیں۔ جو شاید جذبہ صاحب کے دل کی آواز ہے۔ جس کی بدولت یہ انٹرویو اپنی ویب سائٹ پر شائع کیا ہے۔**

یہ سوچتا ہوں کہ میں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اسلام سے کفر کی طرف دھکیلا تو طبیعت بہت بے چین ہو جاتی ہے لیکن میں اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ میرا عزم ہے کہ میں بہت جلد ان تمام علاقوں کا دورہ کروں گا، جہاں بطور مربی کام کرتا رہا اور وہاں لوگوں کو یہ بتاؤں گا کہ حضور ﷺ کے بعد اللہ نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اب جو بھی نبوت کا دعویدار سامنے آئے گا وہ کذاب کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان میں سے ایک ہے۔ میری تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے استقامت دے اور جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے تاکہ میں بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکوں۔"

جنبہ صاحب کو ان رسائل میں چھپنے والا یہ مضمون نظر آیا مگر انہی رسائل اور اخبارات میں چھپنے والے وہ مضامین نظر نہیں آئے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں گندی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ جنبہ صاحب جو اپنے زعم میں غلام مسیح الزماں ہونے کے دعوے دار ہیں۔ جو زمانے کے مصلح موعود ہیں۔ جو موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ انہیں خدا کے نبی کے بارے میں لکھی گندی تحریریں نظر نہیں آتیں۔ کبھی توفیق نہیں ملتی کہ اس کے خلاف بھی آواز اٹھائیں۔

انہیں آقا دو جہان آنحضرت ﷺ کے بارے میں بننے والی گندی فلموں کا بھی علم نہیں ہوتا۔ انہیں رسول کریم ﷺ کے کارٹونوں کا بھی علم نہیں ہو سکا۔ جس کی مخالفت میں عیسائیوں کے پوپ تک نے آواز اٹھائی۔ مگر جنبہ صاحب کو اس بارے میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

ہمت ہوتی بھی کیسے۔ جنبہ صاحب تو مامور کسی اور کام کے لئے ہوئے ہیں۔ اپنے ہی آقاؤں کے خلاف کیسے بول سکتے ہیں۔ کبھی داخلے کے لئے پیسے نہیں تھے اور اب ان خدمات کی وجہ سے ملین امریکی ڈالروں کے مالک ہیں۔ لگی روزی پر کون لات مارتا ہے۔ ان کے مخلص مرید جو خلفاء وقت کے بارے میں گندی زبان استعمال کرنے کو اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں انہیں بھی ان موضوعات پر کچھ لکھنے یا کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ظاہر ہے جس کی بیعت کی ہے اسی کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔

یہ جنبہ صاحب اسلام کی خدمت کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ اسی لئے اسلام کے بانی کے خلاف بننے والی فلموں اور خاکوں پر خاموش ہیں۔ یہ جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی میں کچھ کہنے کی جرأت نہیں۔ آپؑ پر ہونے والے اعتراضات کے جواب دینے کی توفیق نہیں۔

جنبہ صاحب کو راہ ہدیٰ پروگرام میں کہی گئی باتوں پر اعتراض ہے۔ مگر دوسرے چینلوں پر جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کے بارہ میں کہا جاتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

کیونکہ جنبہ صاحب غلام مسیح الزماں ہیں، مصلح موعود ہیں، مجدد وقت ہیں، موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں، قمر الانبیاء ہیں۔

حلف کا مطالبہ اور جنبہ صاحب کا جواب

ساجد نسیم کا خاکسار سے حلف کا مطالبہ

ساجد نسیم صاحب! آپ نے مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا ہے یعنی خاکسار حلفاً اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرے۔ جواباً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاءؑ کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ گلیوں اور بازاروں میں کھڑے ہوکر اپنی سچائی کیلئے قسمیں کھاتے پھریں۔ ہاں یہ ان کا فرض اور ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خوب کھول کر اپنا دعویٰ اور اسکے دلائل لوگوں کے آگے بیان کردیں۔ اس سے بڑھ کر نہ انکی ذمہ داری ہوتی ہے اور نہ اُن کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ میں تو ہوں ہی غلام مسیح الزماں۔ باقی کسی کو ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۷)

اسی سلسلہ میں اپنے ایک دوسرے آرٹیکل میں تحریر فرماتے ہیں:

’’رہی بات حلف کی تو میں پوری جماعت سے انتہائی سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان الہامی، علمی اور قطعی معجزے کے آگے عاجز ہونے کے باوجود اگر آپکے دل اطمینان نہیں پکڑتے اور آپ سنجیدگی سے یہ چاہتے ہیں کہ میں آپکے اطمینان کی خاطر اپنے غلام مسیح الزماں ہونے کا حلف اُٹھاؤں۔ تو بھی میں اس کیلئے حاضر ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے کہیں کہ وہ کچھ افراد کیساتھ کسی مقررہ جگہ پر آجائیں۔ میں بھی اپنے چند ساتھیوں کیساتھ اس جگہ پر آجاؤں گا۔ وہاں میں آپکے سامنے اپنی سچائی کے دلائل پیش کرونگا۔ اگر آپ نے میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رد نہ کرسکنے کے باوجود مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا تو میں اس شرط پر حلف اُٹھاؤں گا کہ میرے حلف اُٹھانے کے بعد آپ سب کو میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں پر بغیر کسی چوں چرا کے ایمان لانا ہوگا۔‘‘

(آرٹیکل نمبر ۴۱، ص ۱۷)

احباب کے استفادہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقع درج ذیل ہے:

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا۔ کیا آپ وہی مسیح ہیں جنکی نسبت رسول کریم ﷺ نے احادیث میں خبر دی ہے۔ خدا کی قسم کھا کر آپ اسکا جواب لکھیں۔ شام کی نماز کے بعد دوات اور کاغذ حضرت کے آگے رکھا گیا۔ حضور نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں:

’’ مینے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکی رسول کریم ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری و مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد ۱، ایڈیشن ۱۹۸۴، صفحہ نمبر ۳۲۷)

جنہیں یقین ہو کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں وہ لوگوں کی تسلی کے لئے حلف اٹھانے سے کبھی گریزاں نہیں ہوتے۔ نہ بے تکی شرائط لگاتے ہیں۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ ہر وہ طریق استعمال کریں جس سے لوگ حق کو جان سکیں۔ اور ٹھوکر سے بچ جائیں۔

محترم جنبہ صاحب کا حلفیہ بیان

جنبہ صاحب نے حلفیہ بیان سے بچنے کی بہت کوشش کی۔ مگر جب لوگوں نے پہلے موعود وجودوں کے حوالے پیش کئے تو جنبہ صاحب کو بھی مجبوراً حلفیہ بیان دینا پڑا۔ اپنے آرٹیکل نمبر ۳۷ کے صفحہ نمبر ۳۱ پر اپنے موعودز کی غلام اور موعود مسیح ابن مریم ہونے کے لئے حلفیہ بیان تحریر فرماتے ہیں: اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلفیہ بیان پیشِ خدمت ہے۔ اسے بھی جنبہ صاحب نے اپنے اسی آرٹیکل کے اسی صفحہ پر درج فرمایا ہے۔

(۱۶) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے دعویٰ کی صداقت کے حق میں حلفیہ بیان

حضورؑ فرماتے ہیں۔ ''میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کیساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وَ کَفٰی بِا اللّٰہِ شہیدًا۔ الراقم ۔۔ مرزا غلام احمدؑ عفا اللہ عنہ وایدٗ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء۔'' (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۷)

خاکسار کا اپنے دعاوی موعودز کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کی صداقت کے حق میں حلفیہ بیان

''خاکسار اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی موعودز کی غلام ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح موعودؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دی تھی اور میں وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کی آنحضرت ﷺ نے اُن احادیث صحیحہ میں خبر دی ہوئی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ہیں وَ کَفٰی بِا اللّٰہِ شہیدًا۔ الراقم ۔۔ عبد الغفار جنبہ عفا اللہ عنہ وایدٗ مورخہ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء۔''

اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی کرتے ہوئے یہ عاجز بھی کہتا ہے کہ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعودز کی غلام ہے جس کی تو نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ہوشیار پور میں چلہ کشی کے دوران اُسے بشارت ہوئی تھی اور پھر آپؑ نے اس بشارت کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کے اشتہار میں شائع کیا تھا۔ بعد ازاں آپؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ میں اسی موعودز کی غلام کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی تیرے پیارے نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو بشارت دی تھی۔

اے میرے خدا! اگر تو نے اس عاجز کو موعودز کی غلام نہیں بنایا ہے اور یہ جو میں اپنے موعودز کی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم بنائے جانے کا تیری طرف منسوب کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں جھوٹے طور پر شہرت اور عزت پانے کیلئے لوگوں کو دھوکہ دیتا پھر رہا ہوں۔ اے میرے خدا! اگر یہ سب اس عاجز کا بنایا ہوا جھوٹ ہے تو پھر مجھ جھوٹے انسان کو موت دیدے تا کہ دنیا میرے نفس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اور اے میرے خدا! اگر میں تیری نظر میں صادق ہوں۔ میں جو لوگوں سے کہتا ہوں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق میں وہی موعودز کی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ یہ سب تیری طرف سے سچ ہے تو پھر اپنے مہدی و مسیح موعود اور اپنے برگزیدہ نبی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس عاجز کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے نواز تا کہ تیرے برگزیدہ مہدی و مسیح موعود کی جماعت نہ صرف گمراہی کی دلدل سے باہر نکل آئے بلکہ تیرے پیارے دین اسلام کو غلبہ بھی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

(آرٹیکل نمبر ۳۷، صفحہ نمبر ۳۱)

جنبہ صاحب نے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا حلفیہ بیان نقل کیا ہے جس میں حضورؑ حلفاً ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے اپنی احادیث میں کی تھی۔ اور نیچے جنبہ صاحب بھی یہی لکھ رہے ہیں کہ میں وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کی پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے اپنی احادیث میں کی تھی۔

جس ہستی کی غلامی کا دم بھرتے نظر آتے ہیں یہاں اسی کے دعوے کا رد کرتے ہوئے اپنا دعویٰ پیش کر رہے ہیں۔ ہر احمدی یہ جانتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد صرف ایک مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کے آنے کی پیش خبری دی تھی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی قسم کھا کر یہ حلفیہ بیان دیا تھا کہ وہ مسیح موعود میں ہوں۔ میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی مسیح ہوں۔ اور مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

نوٹ: اس پر تفصیلی مضمون گزشتہ صفحات پر درج کر چکا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد تر اپنا فیصلہ فرمائے تا حق اور سچ سب پر عیاں ہو سکے۔ ہر شخص کو ہر قسم کی آزمائش اور ٹھوکر سے بچائے۔ ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

مامور کی سچائی کو پرکھنے کا فارمولا

محترم جنبہ صاحب کسی بھی مامور کی سچائی کو پرکھنے کا ایک اچھوتا فارمولا بیان فرما رہے ہیں:

(۲) ثانیاً۔ خاکسار گذارش کرتا ہے کہ جب کوئی مدعی (Complainant) اِستغاثہ یعنی شکایت (Complaint) دائر کرتا ہے تو عدالتوں کا بالعموم یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ وہ مدعا علیہ (Defendant) کو اُس پر لگے ہوئے الزام کی بریت کا پورا موقعہ دیتی ہیں اور اُس کے وکلاء (Lawyers) اُس کی بریت یا بے گناہی کے ثبوت عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح مدعی کے وکلاء مدعا الیہ پر الزام ثابت کرنے کیلئے مختلف ثبوت عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ فیصلہ کرنے کیلئے منصف (Judge or arbitrator) مدعی اور مدعا الیہ دونوں کی طرف سے پیش کردہ ثبوتوں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر جس کے ثبوت میں زیادہ وزن ہوتا ہے اُسکے حق میں فیصلہ یا ڈگری جاری کر دیتا ہے۔ بعض اوقات جرائم کی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدعا الیہ اپنے جرم کا یہ کہہ کر کہ "میں نے فلاں جرم کیا ہے" بذاتِ خود اِقرار کر لیتا ہے۔ ایسی حالت میں فیصلہ کرنے کے لیے پھر منصف کو کسی قسم کی دِقت نہیں رہتی کیونکہ کسی مجرم کا "اِقرارِ جرم" کر لینا ہی اُس کا اپنے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اور اس پر منصف اُسکے خلاف بغیر کسی تردّد اور ہچکچاہٹ کے ڈگری جاری کر دیتا ہے۔ خلیفہ رابع صاحب نے بھی اپنے کسی خطاب میں "اِقرارِ جرم" کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا تھا کہ کسی مجرم کا اپنا اِقرارِ جرم کر لینا ہی اُس کا اپنے جرم کے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اور اِس "اِقرارِ جرم" کے بعد کسی مجرم کے مجرم ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ مذہبی دنیا میں بھی ہم دلیل کے اِسی طریق کار کا اطلاق کر سکتے ہیں۔ اگر کسی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کے مصداق ہونے کے دو (۲) دعویدار ہوں اور اِن دونوں میں سے ایک مدعی کسی وقت یہ تحریری اِقرار کر چکا ہو کہ میں اِس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں اور یہ کہ اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بعدازاں حالات کے موافق (Favourable) ہونے پر وہ اِس اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بذاتِ خود دعویٰ کر دے تو پھر ایسے مدعی مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کیلئے اُس کا اپنا ذاتی اِقرار نامہ (written bond) ہی کافی ہے اور یہ اُسکے جھوٹے ہونے کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید (Undeniable) ثبوت ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۱۹)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں: بعض اوقات جرائم کی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدعاالیہ اپنے جرم کا یہ کہہ کر کہ 'میں نے فلاں جرم کیا ہے' بذاتِ خود اقرار کرلیتا ہے۔ایسی حالت میں فیصلہ کرنے کے لئے پھر منصف کو کسی قسم کی دقت نہیں رہتی کیونکہ کسی مجرم کا 'اقرار جرم' اس کا اپنے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے۔اور اس پر منصف اسکے خلاف بغیر کسی تردد اور ہچکچاہٹ کے ڈگری جاری کردیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مذہبی دنیا میں بھی ہم دلیل کے اسی طریق کار کا اطلاق کرسکتے ہیں۔اگر کسی الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کے مصداق ہونے کے دو (۲) دعویدار ہوں اور ان دونوں میں سے ایک مدعی کسی وقت یہ تحریری اقرار کرچکا ہو کہ میں اس الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں اور یہ کہ اس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بعد ازاں حالات کے موافق (Favourable) ہونے پر وہ اس الہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بذاتِ خود دعویٰ کردے تو پھر ایسے مدعی مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کیلئے اس کا اپنا ذاتی اقرار نامہ (written bond) ہی کافی ہے۔

الجواب: نمبر(۱)

۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں جنبہ صاحب اپنے مجدد ہونے کی بابت فرماتے ہیں۔

نمائندہ سائٹ:۔ معذرت ہے، آپ غلام مسیح الزماں کو اور مصلح موعود کو ایک ہی شخصیت قرار دے چکے ہیں اور اب آپ اسی مصلح موعود کو بالواسطہ مجدد بھی قرار دے رہے ہیں، آپ مجدد ہیں یا نہیں، جس پوزیشن کا آپکا دعویٰ ہے اسکے مطابق ایک واضح اور دوٹوک جواب چاہیے میرے محترم، آپ کا دعویٰ مجدد کا بھی ہے یا نہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ یہ میرا حق ہے کہ میں اپنا دعویٰ بتاؤں، میں نے جو کتاب لکھی ہے اس میں غلام مسیح الزماں لکھا ہے مجدد الزماں نہیں لکھا یا مصلح الزماں نہیں کہا۔

(نیوز نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸)

۳۱ دسمبر ۲۰۰۷ء کو ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۔ کیا آپ کو ایسا مجدد ہونے کا دعویٰ ہے جو بمطابق حدیث نبوی ﷺ ہر صدی کے سر پر اصلاحِ مسلمین اور تجدید دین کیلئے مبعوث ہوتا ہے۔؟

جواب۔ جناب چوہدری صاحب! جیسا کہ خاکسار درجِ بالا سطور میں یہ بیان کرچکا ہے کہ احمدیت، محمدیت ہی کا تسلسل ہے اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق محمدیت میں شروع ہونے والا مجددین کا سلسلہ بھی احمدیت سے وابستہ ہوگیا تھا۔ بانئے سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق پندرھویں صدی ہجری میں احمدیت میں ظاہر ہونے والا ''مصلح موعود'' محمدی سلسلے کا چودھواں مجدد اور سلسلہ احمدیہ کا پہلا موعود مجدد ہے اور خاکسار کا یہی دعویٰ ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰)

محترم جنبہ صاحب ۲۰۰۴ء میں مجدد ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور ۲۰۰۷ء میں مجدد ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ جنبہ صاحب کے مقابل پر دوسرے مجدد کے دعویدار بھی موجود ہیں۔ جنھوں نے پہلے اپنے مجدد ہونے سے انکار نہیں کیا۔ تو کیا جنبہ صاحب آپ اپنے بتائے ہوئے مندرجہ بالا فارمولا کے مطابق سچے ہیں یا جھوٹے؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

نمبر (۲) **ایسے ہی نبوت کی بابت جنبہ صاحب فرمارہے ہیں**

میں نبی نہیں ہوں بلکہ ایک نبی کا موعود غلام ہوں۔ آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو مانتے ہیں اور آپؑ کے تمام الہامی کلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کلام سچا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہامی پیشگوئی میں ایک غلام کی بشارت دی کہ وہ تیرے بعد آئے گا اور تیری سچائی کی گواہی دے گا۔ اگر وہ غلام اپنی نشانی کیساتھ آ جائے تو کیا افراد جماعت پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس موعود غلام کو بھی تسلیم کریں کیونکہ وہ اس الہامی پیشگوئی کو پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں جس میں اُسکی بشارت موجود ہے۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ نبی کو ماننا ضروری ہے اور غیر نبی کو نہیں۔ یہ سب نفس کے دھوکے ہیں اور سچائی سے جان چھڑانے کے بہانے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے (خاکسار کے) پیغام میں صرف دو باتیں ہیں۔ (۱) (عاجز) غلام اور مصلح موعود ہے (۲) اور یہ کہ نظام غلط ہے۔

۔آپ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ نہ ملاؤ۔ وہ نبی اللہ تھے اور میں آپکا موعود غلام ہوں۔ نبی اور غلام نبی کے فرق کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

(آرٹیکل نمبر ۶، صفحہ نمبر ۳)

الہامی پیشگوئی کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمائی ہے۔ اور میرا دعویٰ بھی موعود غلام مسیح الزماں ہونے کا ہے نہ کہ کسی نبوت کا جو مجھ سے نبیوں جیسے نشان طلب کیے جائیں۔ ہاں آپ لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے کونسے قرائن موجود ہیں۔ تو عرض ہے کہ ان قرائن کی تفصیل میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میں کافی موجود ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۴)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب واضح فرمارہے ہیں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ لیکن بعد ازاں اپنی نبوت کا یوں دعویٰ کرتے ہیں۔

(۲۸) صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔ ''مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔ زکی غلام۔ زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔ جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا۔''

الجواب۔ زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔ یوسف، یحییٰ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۳۱)

میثاق النبیین میں صرف رسول کی آمد کا ذکر ہے ہر قسم کے مصلح کا نہیں۔ سوال۔ ''میثاق النبیین والی آیت سے عبدالغفار جنبہ صاحب نے قطعی طور پر غلط استنباط کیا ہے کہ اس سے مراد ہر قسم کا مصلح ہے۔ اس آیت میں واضح طور پر رسول کے آنے کا ذکر ہے جو اس کتاب اور حکمت کی تصدیق کرتا ہے جو لوگوں کے پاس پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ کیا عبدالغفار جنبہ صاحب کا دعویٰ رسول اللہ ہونے کا ہے؟ اگر نہیں تو وہ ہرگز اس آیت کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ وہ اس قدرت ثانیہ کے مخالف ہیں جس کے ظہور کی خبر خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی بلکہ ان کی قائم کردہ جماعت کے اولین گروہ یعنی صحابہ کرامؓ کو غلطی خوردہ اور ایک خطرناک فعل کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔''

الجواب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب نبی بھی تھے اور رسول بھی۔ اسی طرح ہمارے مسلمان بھائی اور لاہوری بھائی مانیں یا نہ مانیں لیکن جماعت احمدیہ قادیان حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ضرور نبی اور رسول مانتی ہے۔ جب پہلے انبیاء علیہم السلام کو میثاق النبیین کے مطابق اُنکے بعد آنیوالے رسولوں کی خبر دی گئی تھی تو پھر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نبیوں والے اس میثاق (covenant) سے علیحدہ کس طرح رہ سکتے تھے؟ آپ کو بھی آپکے بعد جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی وہ بھی نہ صرف پہلے سے موجود کتاب اور حکمت کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اسی میثاق کے مطابق ایک رسول ہے۔ آپ سب زکی غلام سے متعلقہ سارے مبشر کلام الٰہی کو پڑھیں

(آرٹیکل نمبر ۶۷، صفحہ نمبر ۱۶)

جنبہ صاحب کے فارمولا کے مطابق چونکہ انہوں نے پہلے اپنے مجدد ہونے اور نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس لئے نہ ہی وہ مجدد ہیں اور نہ ہی رسول ہیں۔

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک مضمون میں خلفاءراشدین کے چند واقعات یوں درج فرمارہے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ

''میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے ایک لونڈی اور دو اونٹنیوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میرا انتقال ہوتے ہی یہ امانت عمرؓ کو دے دی جائے۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۳)
مسند خلافت پر بیٹھنے کے چھ ماہ بعد صحابہ کرامؓ نے بڑے اصرار کیساتھ آپؓ کا ڈیڑھ ہزار روپے سالانہ وظیفہ مقرر کرایا تھا۔ اِسکے متعلق فرمایا کہ
''میری فلاں زمین بیچ کر وہ ساری رقم بھی عمرؓ کو واپس کردی جائے، جو آج تک میں نے وصول کی ہے۔'' (ایضاً)
اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق اپنی بیٹی عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔
''اس وقت جو کپڑا میرے بدن پر ہے، اِسکے علاوہ دو کپڑے اور لے کر دھو لینا۔ یہ تین کپڑے ہو جائیں گے، جو میرے کفن کیلئے مناسب رہیں گے۔'' (ایضاً)
آپؓ کی صاحبزادیؓ نے کہا۔ ''یہ تو پرانے کپڑے ہونگے۔ میں نئے کپڑے دے دونگی۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۴)
آپؓ نے جواب میں عائشہؓ سے فرمایا۔ ''نئے کپڑوں کے تو زندہ زیادہ مستحق ہیں۔ تمہارے باپ کیلئے یہی پھٹی پرانی چادریں کافی ہیں۔'' (ایضاً)

حضرت عمر فاروقؓ

اپنی مشہور زمانہ کتاب ''طبقات'' میں ابن سعدؒ لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے بہت کم گزارہ لیتے تھے اور حالات یہ تھے کہ جب کپڑے گرمیوں میں بناتے تھے تو یہ کپڑے اس وقت تک استعمال میں رکھتے تھے جب تک وہ بوسیدہ ہو کر پاش پاش نہیں ہو جاتے تھے۔ جب کبھی موسم بدلتا تو آپؓ کو سخت اذیت پہنچتی۔ آپؓ کی غذا جو کی روٹی اور زیتون کا سالن تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ آپکی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہمارا نام نہ لینا اور ہماری نمایندگی کرتے ہوئے اپنے باپ سے کہیں کہ جو وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے گزارہ لیتے ہیں۔ اس سے تو بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا کچھ اضافہ کرلیجیے۔ حضرت ام المومنینؓ نے اپنے باپ سے یہ کہا تو فرمانے لگے۔ ''وہ کون لوگ ہیں جو اس کام کی ترغیب دے رہے ہیں؟ میں ضرور اُنکی خبر لوں گا۔'' حضرت حفصہؓ نے عرض کیا۔ ''میں نے وعدہ کیا ہے کہ نام نہیں بتاؤنگی۔'' فرمایا ''اچھا، تم میرے اور ان لوگوں کے درمیان ہو بتاؤ، کیا رسول اللہ ﷺ نے فاقے نہیں کیے تھے؟ پیوند لگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے؟ پھر جب آپ ﷺ نے دنیا کی طرف توجہ نہیں کی تو مجھے ایسے مشورے کیوں دیے جارہے ہیں؟''
حضرت عمرؓ کی نظر میں عدل وانصاف حدود خلافت کے چپہ چپہ پر بلا تاخیر، بروقت اور بلاتمیز محل اور جھونپڑی یکساں پہنچنا چاہیے تھا۔ کسی صوبے کا گورنر ہو یا ایک عام شہری آپکی نظر میں برابر تھے۔ ایک مرتبہ آپکے کان میں آواز آئی۔ ''مصر کے عامل عیاض تو باریک کرتا پہنتے اور دروازے پر دربان رکھتے ہیں۔'' فوراً لوٹ آئے اور ابن مسلمہ کو حکم دیا کہ مصر پہنچو اور عیاض کو جس حالت میں وہ ہو، اپنے ساتھ مدینہ لے آؤ۔ جب ابن مسلمہ وہاں پہنچے تو اُنہوں نے دروازہ پر ملازم کو موجود پایا۔ عیاض نے بھی باریک کرتہ (جو عام طور پر لوگوں کو میسر نہیں تھا) پہن رکھا تھا۔ اُنکی پیشی ہوئی تو آپؓ نے اس کا کرتہ اتروا کر سب کے سامنے کمبل کی قمیض اُسے پہنائی۔ اِسکے بعد بکریوں کا ریوڑ منگا کر حکم دیا کہ صحرا میں لے جاؤ اور شام تک چراؤ۔ اسی طرح حضرت سعدؓ ابن وقاص نے کوفہ شہر میں رہنے کیلئے ایک مکان بنوایا۔ مکان کا دروازہ دوہرا تھا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا۔ ''ایسے دروازے سے اہل حاجت کی آواز پہنچنے میں رکاوٹ ہوگی۔'' حکم دیا۔ ''دروازے کو آگ لگا دو۔''

مندرجہ بالا حوالے درج کرنے کے بعد محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

حالانکہ درحقیقت وہ ظالم اور جابر بادشاہ تھے۔ یہ تھا خلافت محمدیہ کا اجمالی خاکہ اور جہاں تک خلافت احمدیہ کا تعلق ہے تو اس میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خلافت ،خلافت راشدہ کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ بعدازاں اموی اور عباسیوں کی طرح مغلئی خلافت (خلیفہ خدا بناتا ہے) کے جھوٹ کے سہارے چل رہی ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کا قصروں سے کیا جوڑ؟ وہ تو خاک نشین ہوا کرتے ہیں۔ کیا کوئی یہ ثابت کرسکتا ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے بھی کروڑوں روپے کے قصر بنوائے، نذرانے قبول کیے اور اپنے ہاتھ چومائے وغیرہ۔ ہرگزنہیں۔ خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے یہ سب دھندے کیے اور ان کو رواج دیا اور پھر اسکے باوجود "وہ سب خدا کے بنائے ہوئے خلیفے" تھے؟ اے احمدی حضرات! تم کب تک اس قدرت ثانیہ کے فریب کے پیچھے چلتے رہو گے؟ اور کب تک محمودی غلامی کا جوا اُٹھائے رکھو گے؟ یاد رکھنا ۔۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔ نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت بدلنے کا

(آرٹیکل نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۲۰، ۲۱ اور ۲۳)

احباب کرام! یہ باتیں کہنے اور لکھنے میں کتنی اچھی لگتی ہیں۔ دوسروں پر اعتراض کرنا بھی کتنا آسان ہے۔ مگر اس پر عمل کرنا کتنا مشکل ہے۔ محترم جنبہ صاحب انہی چیزوں کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش کریں۔

ہمارے پیارے آقا ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ آپؐ نے نماز پڑھائی اور تیزی کے ساتھ اٹھ کر اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے اور صحابہ کے پوچھنے پر بتلایا کہ کچھ مال غنیمت آیا تھا۔ سارا تقسیم کر دیا تھا مگر ایک سکہ رہ گیا تھا ابھی نماز کے دوران مجھے اس سکہ کی نسبت یاد آیا تو میں فوراً اندر گیا اور اسے بھی تقسیم کر دیا۔

اور جنبہ صاحب کی حالت اس کے الٹ ہے۔ ۱۹۸۲ء میں آپ کے پاس بیرون ملک داخلے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ آپ قرض مانگ رہے تھے۔ ۱۹۹۲ء میں جب آپ نے کتاب Virtue is God لکھی تو اس میں اعلان کیا کہ میری تمام جائیداد دو لاکھ روپے ہے اور جو میری اس تحقیق کو جھٹلا دے میں اسے یہ رقم بطور انعام دوں گا۔ اور اب یہ رقم بڑھ کر ملین ڈالرز ہو چکی ہے۔ یہ رقم کہاں سے آ رہی ہے نیز آپ اسے کیوں جمع کر رہے ہیں۔ خدا کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسے حق داروں میں تقسیم کریں۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ زندگی گزارتے تھے ویسی زندگی گزاریں۔ اور پھر ہمیں اس طرح زندگی گزارنے کی تلقین فرمائیں اور دوسروں پر تنقید کریں۔

خلفاء راشدین کی طرح زمین پر بیٹھا کریں۔ کیا وہ صوفوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ کیا ان کے پاس ملین ڈالرز تھے جو آپ نے رکھے ہوئے ہیں۔ جس بات پر خود عمل نہیں کرتے اس کا پرچار بھی نہ کریں۔

محترم جنبہ صاحب کا انکار کفر ہے

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

Aanhazrat (sw) said that they are all in the circle of Islaam by reciting Kalima and offering prayer facing Kabba and eating from our given (as hallal). Hazoor (as) called them Muslims as well but Khalifa Sani Sahib is saying that the people who did not accept Imam Mehdi (as) even they did not know that he (as) has come as prophesied, are Kafir and are out of circle of Islaam, (is this Khalifa of Ghulam of Aanhazrat (sw) should do????

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۲)

موصوف کے پیر و مرشد محترم جنبہ صاحب اپنی بابت تحریر فرماتے ہیں۔

(۲۸) صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔ ''مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔ زکی غلام۔ زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔ جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا۔''

الجواب۔ زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔ یوسف، یحییٰ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۳۱)

محترم! اگر جنبہ صاحب کا انکار کفر ہے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔

سیاسی پناہ

خلافت احمدیہ پر حملہ کرتے ہوئے جنبہ صاحب لکھتے ہیں

جس خلافت احمدیہ بلکہ اصلاً محمودی مافیا کی آپ بات کررہے ہیں میں اسکی حقیقت اوپر بیان کرآیا ہوں۔اس غلاظت نے دنیا کی حکومتوں اور بادشاہوں کو کیا ملیا میٹ کرنا ہے یہ تو خود حکومت برطانیہ سے پناہ کی بھیک مانگتی پھررہی ہے۔یادرکھنا یچ ہمیشہ کمزوری کی حالت میں ظاہر ہوا اور اسکے مقابل پر جھوٹ کلفی والا ہوتا ہے۔

(آرٹکل نمبر ۲۵،صفحہ نمبر ۸)

الجواب

ہجرت کرنا انبیاء کی سنت ہے اور خلفاء نے بھی اس سنت پر عمل کیا۔ نیز انبیاء کی ہجرت نے یہ ثابت کیا کہ اُن کی ہجرت اللہ کی طرف سے تھی نا کہ دنیا کے لئے۔ اسی لئے اُس کے شیریں ثمرات انہیں حاصل ہوئے۔اسی طرح جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقیات کی طرف رواں دواں ہے۔تاریخ اسلام میں ہجرت حبشہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عادل عیسائی بادشاہ نجاشی کے ملک حبشہ ہجرت کی رہنمائی فرمائی۔ کیا جنبہ صاحب کو تاریخ اسلام کی اس پہلی ہجرت کا علم ہے؟

دوسرے آپ کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو کسی ملک سے پناہ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں حکومتیں اپنے ملک میں آنے کی دعوت دیتی ہیں۔ان کا آنا اپنے لئے باعثِ عزت خیال کرتی ہیں۔ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ملکوں کے حکمران اپنے ملک کی چابیاں پیش کرتے ہیں۔

جنبہ صاحب!

اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھ لیں۔ جس خلافت پر بھیک مانگنے کا الزام لگارہے ہیں اسی خلافت سے آپ نے بھیک مانگی تھی۔اور جب بھیک نہیں ملی تو اس کے خلاف ہوگئے۔

کیا آپ کو جرمنی کی حکومت نے دعوت نامہ بھجوایا تھا یا درخواست کرکے بلایا تھا۔آپ بھی جرمنی میں سیاسی پناہ کی بھیک مانگتے ہوئے آئے تھے۔اور اسی جماعت کے توسط سے جرمنی میں سیاسی پناہ کی بھیک ملی تھی اور آج تک مل رہی ہے۔اتنے غیرت مند ہیں تو اس بھیک میں ملی پناہ کو ترک کرکے واپس پاکستان تشریف لے جائیں۔

یہاں سے ملی بھیک سے لاکھوں پونڈ کی جائیداد بنائی ہوئی ہے۔ اور اپنے مضامین میں بڑے فخر سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ جھوٹا ثابت کرنے والوں کو یہ جائیداد انعام میں دوں گا۔انعام میں تو وہ چیز دیتے ہیں جو اپنی ہو۔ بھیک میں اکھٹی کی ہوئی دولت کا کیا انعام دیں گے۔

جنبہ صاحب کے بعد کون آئے گا

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖن لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُول مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّه قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْ تُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَاَنَامَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔(ال عمران آیت ۔۸۲)

ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا،فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟انہوں نے کہا تھا،ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ایک پختہ عہد لیا تھا اور وہ عہد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکے بعد آنے والے مصلح کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ہر نبی نے حکم الٰہی کے مطابق اس بشارت کو اپنے پیروکاروں کے آگے خوب کھول کر بیان فرما دیا اور ساتھ ہی انہیں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ جب وہ موعود نشانات کیساتھ آئے تو اسے مان لینا اور اسکی مدد کرنا۔لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ہر نبی کی قوم کے اکثر افراد نے اپنے گذشتہ نبی کی اس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور بعد میں آنیوالے اس موعود کا دلیری سے انکار کر دیا اور اس طرح نہ صرف اس کی تکذیب کر کے عہد شکنی کے مرتکب ہوئے بلکہ فاسق بن کر ایمان کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَايَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْابِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ۔(سورۃ یٰسین ۔۳۱) ترجمہ۔ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں(اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح اور مہدی ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور امتی نبی بھی تھے۔نبی ہونے کی حیثیت میں یہ بات لازمی تھی کہ بزرگ و برتر ربّ اپنے یثاق النّبیین کے مطابق آپ سے بھی کوئی پختہ عہد لیتا۔بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی آپکے بعد آنیوالے مصلح موعود کی بشارت بخشی ہوگی۔حضورؑ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ رسول اور امتی نبی تھے۔اللہ تعالیٰ نے نبیوں والا عہد یقیناً آپؑ سے بھی لیا تھا۔آپ کو بھی آئندہ آنیوالے مصلح موعود کی بشارت عطا فرمائی اور اسکی علامتیں بھی خوب کھول کر بتائی تھیں۔جیسا کہ درج ذیل الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱، ۲)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں کہ ’نبی ہونے کی حیثیت میں یہ بات لازمی تھی کہ بزرگ و برتر رب اپنے یثاق النّبیین کے مطابق آپ (حضرت مسیح موعودؑ) سے بھی کوئی پختہ عہد لیتا۔‘ پھر جنبہ صاحب اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں کہ آئندہ آنے والے مصلح موعود کی بشارت دے کر خدا تعالیٰ نے آپؑ سے نبیوں والا عہد لیا تھا۔

اب جب کہ جنبہ صاحب بھی دعویدار ہیں کہ آپ بھی نبی ہیں۔اس لئے یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنبہ صاحب سے بھی نبیوں والا عہد لیا ہوگا۔ہم جنبہ صاحب سے درخواست گزار ہیں کہ اپنے بعد آنے والے کے بارہ میں خدائی پیشگوئی سے مطلع فرمائیں۔

جاہل عہدیدار

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

اسی طویل تعارف میں آپ نے اپنے لائق فرزند جناب محمد رفیق سابق صدر جماعت کیل کا بھی حوالہ دیا ہے۔محمودی نظام کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے اور صاحب شعور افراد جماعت سے خوف کھاتا ہے اور چُن چُن کر جاہل اور ان پڑھ افراد ان پر مسلط کرتا ہے۔ یہ جاہل لوگ محمودی مفادات کا خوب تحفظ کرتے ہیں۔اپنے پلے تو کچھ ہوتا نہیں۔عہدہ دار بن کر پڑھے لکھے افراد کی خوب کھال ادھیڑتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کیل میں اس وقت گریجوایٹ،لاء گریجوایٹ حتیٰ کہ پوسٹ گریجوایٹ بھی موجود ہیں۔لیکن محمودی نظام کو ان پر بھروسہ نہیں۔آجکل بھی چُن کر ایک ان پڑھ انگوٹھا چھاپ ان پر صدر مقرر کیا ہوا ہے۔اس صدر کو نہ نماز آتی ہے اور نہ ہی وہ قرآن پڑھ سکتا ہے۔مکمل طور پر جاہل۔جیسے سربراہ ویسے عہدیدار۔چوہدری صاحب! آپ ہی بتائیں اس محمودی نظام نے کیا خاک غلبۂ اسلام کرنا ہے؟ کیا یہی حقیقی اسلام ہے؟ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۸)

یہاں جنبہ صاحب نے بڑے پتے کی بات کی ہے۔آپ لکھتے ہیں: محمودی نظام کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے اور صاحب شعور افراد جماعت سے خوف کھاتا ہے اور چن چن کر جاہل اور ان پڑھ افراد ان پر مسلط کرتا ہے۔

اور پھر اسی مضمون کے اسی صفحہ پر نیچے جا کر تحریر کرتے ہیں:

جناب چوہدری صاحب! عرصہ انیس سال سے جرمنی میں مقیم ہوں اور جماعت احمدیہ کیل کا صدر اور قائد بھی رہا ہوں۔اسکے علاوہ بھی اپنے مناسب حال جماعتی خدمات بجالاتا رہا ہوں۔

میں نے کچھ نہیں کہا آپ نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ کیل جماعت شروع سے ہی ایسے عہدیدار چن رہی ہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں:

۔آجکل بھی چُن کر ایک ان پڑھ انگوٹھا چھاپ ان پر صدر مقرر کیا ہوا ہے۔اس صدر کو نہ نماز آتی ہے اور نہ ہی وہ قرآن پڑھ سکتا ہے۔مکمل طور پر جاہل۔جیسے سربراہ ویسے عہدیدار۔چوہدری صاحب! آپ ہی بتائیں اس محمودی نظام نے کیا خاک غلبۂ اسلام کرنا ہے؟ کیا یہی حقیقی اسلام ہے؟ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اول تو اکثر صدران تعلیم یافتہ ہی منتخب ہوتے ہیں۔اگر کوئی شاذ اس کے خلاف ہو تو وہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے اور اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ویسے جنبہ صاحب اگر قرآن پاک سے نابلد، توحید کے معنی نہ جاننے والا، اور نمازیں نہ پڑھنے والا مجدد، مصلح موعود اور نبی ہو سکتا ہے تو صدر کیوں نہیں ہو سکتا؟

جنبہ صاحب کے خطابات

جنبہ صاحب کے ایک مرید حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

۲۱ جون ۲۰۱۱ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ ۔

(Page 1 of 5)

محترم جناب مرزا مسرور احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اُمید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ آپ اپنے ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کے خطبہ جمعہ
میں اس قدر غلطیاں کر چکے ہیں کہ مخالفین احمدیت کو اِن غلط اور غیر
شرعی بیانات کی درستگی کے لیئے حقیقی احمدی بھائیوں کو جو آنحضرتؐ قرآنِ کریم
تمام گزشتہ انبیاء اور مجددین اور پیارے مہدیؑ پر مکمل طور پر ایمان لاتے ہیں
آپکے کہے ہوئے فقرات کی درستگی میں کافی زیادہ وقت درکار ہوگا۔
مجھے ڈر ہے حضرت مسیح و مہدیؑ کے اصل سلسلہ اور تعلیمات جن کو لوگوں
میں پہنچانے میں ہمارے بزرگوں نے دن رات ایک کیا ہوا تھا اور جاہل مردہ
لوگوں کو پھر سے زندہ کیا تھا آپکا یہ خطبہ اُن سب کوششوں کے سامنے کہیں کانٹے
نہ بن جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جس نے آپکو یہ خطبہ لکھ کر دیا ہوگا وہ بھی
دل میں روتا ہوگا کیونکہ آپ نے جو چند فقرات اپنے فہم سے بولے وہ اور
بھی خطرناک ثابت ہوئے۔ شاید اگر آپ لکھ کر دیئے ہوئے کو ہی پڑھ
دیتے (جیسا آپ اکثر کرتے ہیں) تو یہ مظالم جو آپ سے ہوئے ہیں نہ ہوتے یا
کم از کم اتنا نمایاں ظلم نہ سننے میں آتا۔ خیر آپ تو اپنا کام کر چکے مگر اب وہ
لوگ جو حضرت مہدیؑ کا پیغام لوگوں کو دے رہے ہیں۔ اب ایسے
لوگوں سے جن کو وہ تبلیغ کر رہے تھے اور وہ آپکے خطبہ کو سن چکے ہیں کافی حیرانگی اور
پریشانی کا سامنا کر رہے ہوں گے کہ یہ اُنکے حضور نے کیا کہہ دیا ہے۔
اللہ کرے نقصان کم ترین ہو کیونکہ مجھے حضرت مسیحؑ کی تعلیمات میں ایسا کچھ بھی

(خطوط بنام خلیفۃ المسیح الخامس، خط نمبر ۴)

اس کا جواب گزشتہ صفحات پر دے چکا ہوں۔ مگر یہاں احباب کے استفادہ کے لئے یہ بتانا مقصود ہے کہ جنبہ صاحب کے مریدوں نے اپنے آقا کے خطابات کے ساتھ کیا سلوک کرر کھا ہے۔ محاورہ مشہور ہے کہ چور کو سارے چور نظر آتے ہیں۔

جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر باقاعدگی کے ساتھ ہر ہفتہ کا خطبہ جمعہ آویزاں کیا جاتا ہے۔ خاکسار نے اسے ہفتہ کا خطبہ جمعہ اس لئے لکھا ہے کیونکہ یہ خطبہ اکثر ہفتہ والے دن سننے کے لئے میسر ہوتا ہے۔

جنبہ صاحب کو سٹیج پر کوئی بھی بات زبانی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ سوال و جواب کی محافل میں بھی انہیں لکھ کر جواب دیئے جاتے ہیں جو وہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ یہی صورتحال جنبہ صاحب کے خطبات جمعہ کی ہے۔

ویسے تو یہ خطابات پہلے سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان خطابات کو ریکارڈ کرنے کے بعد اس کی آڈیٹنگ کی جاتی ہے۔ کاٹ چھانٹ کے بعد اسے ویب سائٹ پر ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام بڑے ہنر سے کرنے کے باوجود کہیں کہیں ایسی کمی رہ جاتی ہے جسے غور سے سننے والے نوٹ کر سکتے ہیں۔ یہ کانٹ چھانٹ کرتے وقت جنبہ صاحب کی تصویر کی جگہ یہ لوگو لگا دیا جاتا ہے۔

۲۲ مئی ۲۰۱۵ء کے خطاب میں ۳۲ منٹ اور ۲۰ سیکنڈ پر اسے سنا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔

جنبہ صاحب کے خطبات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ انہیں کسی نماز سنٹر میں دیا گیا ہے یا کسی سٹوڈیو میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔ تقریباً ہر بار بیک پر نئی تصویر آویزاں ہوتی ہے۔ تھوڑے سے تھوڑے علم والا مسلمان بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی جگہ نماز کی ادائیگی سے منع فرمایا ہے جہاں سامنے کوئی تصویر آویزاں ہو۔

یہاں اس بات کی بھی وضاحت کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تصاویر ان کے کسی جلسہ وغیرہ کی نہیں ہیں جہاں سٹیج تیار کیا گیا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ تمام تصاویر خطبات جمعہ کی ہیں۔

Friday Sermon 09.01.2015 - Hadhrat Abdul Ghaffar Janbah - Urdu

Friday Sermon 20.02.2015 - Hadhrat Abdul Ghaffar Janbah - Urdu

Friday Sermon 01.05.2015 - Hadhrat Abdul Ghaffar Janbah – Urdu

قرآنی تعلیم

اور

محترم جنبہ صاحب

قرآن پاک کی روشنی میں فیصلہ کرلیں

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس بات کا اظہار اور اصرار کیا ہے کہ باہم پیدا ہونے والے مسائل کو خدا اور رسول کے ارشادات کی روشنی میں حل کرنا چاہیئے۔اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

چہ دِلا وراست دُزدے کہ بکف چراغ دارد

(وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہو)

(چوری اور سینہ زوری)

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔'' (النساء:۶۰) اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو، پھر اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

''اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کے لیے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں ہم مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم میں کوئی دینی اختلاف پیدا ہو جائے تو اسکے فیصلہ کیلئے تم اللہ اور اُسکے رسول کی طرف رجوع کرو۔ رانا صاحب! مخالفین تو ہم کو غیر مُسلم قرار دے رہے ہیں لیکن ہم صمیم قلب سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم بفضل اللہ تعالیٰ سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اُس عظیم الشان قرآن کے پیروکار ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صافی قلب پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار آیت مندرجہ بالا کے مطابق آپ کو اور جماعت احمدیہ کو پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کے فیصلہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی طرف بُلاتا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میری اس درخواست پر غور فرماؤ گے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۳)

ایسے ہی جنبہ صاحب مذید تحریر فرماتے ہیں:

اور جماعت احمدیہ قادیان بھی خاکسار کو اپنے دعویٰ موعود کی غلام مسیح الزماں میں غلطی خوردہ سمجھتے ہیں۔ خاکسار کی آپ سب احباب سے درخواست ہے کہ اگر ایسا ہی ہے اور نعوذ باللہ خاکسار کسی غلطی میں مبتلاء ہے تو پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلاً۔'' (النساء:۶۰) اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۳)

اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب مذید فرماتے ہیں۔

عزیزم مبشر احمد صاحب۔آنحضرتﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔وَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ کِتَابَ اللّٰہِ۔ (لوگو!) میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں۔کہ اگر اِسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔مزید اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے متعلق فرماتا ہے۔ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (بقرہ۔۳) یہی کامل کتاب ہے اِس میں کوئی شک نہیں،متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

عزیزم مبشر احمد صاحب۔ہوسکتا ہے آپ یا کوئی اور احمدی خیال کرے کہ یہ عبدالغفار جنبہ کیا کہہ رہا ہے کہ ہم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ ہم تو دِل کی گہرائیوں سے حضورؑ پر ایمان رکھتے ہیں۔؟یادرکھیں خالی زبان سے کسی پر ایمان لے آنا کافی نہیں جب تک اُسکی تعلیم پر دل کی گہرائیوں سے عمل نہ کیا جائے۔حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چھوٹا سا کتابچہ کشتی نوح جس میں آپؑ نے ''ہماری تعلیم'' کا ذکر فرما کر اپنے پیروکاروں کو اِس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔آپ ایک بار یہ رسالہ پڑھ کر اپنا جائزہ لے لیں کہ آپ کس حد تک حضورؑ کی تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔؟اکثر دیکھا گیا ہے کہ مناظر خود ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں جبکہ دوسرے متقی لوگوں کو اس سے فائدہ ہوجاتا ہے۔وہ اس لیے کہ ایسے لوگ ان بحثوں میں پارٹی نہیں بنتے اور پھر اُنکا تقویٰ اُنہیں ہدایت کی طرف لے جاتا ہے۔تقویٰ پر مبنی وہ علمی گفتگو سود مند اور بارآور ہوتی ہے جس کا محرک ہار جیت کی بجائے صدق دل سے سچائی کی تلاش ہو۔کسی نئے نقطہ نظر کو جاننے اور سمجھنے کیلئے اُسے کس طرح پرکھا جائے اِس ضمن میں حضورؑ نصیحت فرماتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۲)

جنبہ صاحب کی بہت مناسب اور معقول تجویز ہے۔اور جنبہ صاحب یہ بات دعویٰ کی حد تک تو ضرور کرتے ہیں۔ لیکن جب قرآن کی تعلیم کے مطابق ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے تو وہ الہام پیش کریں۔ کیونکہ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ اپنے سچے نبی کے متعلق کہتا ہے کہ میں اس سے کثرت کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔
توجواباً جنبہ صاحب کہتے ہیں۔الہام کوئی چیز نہیں اصل چیز دلیل ہے۔ یا سوال کرنے والے سے پوچھتے ہیں کیا تجھے کبھی الہام ہوا ہے۔ اگر تجھے الہام نہیں ہوا تو تجھے بتانے کا کیا فائدہ۔ غرض طرح طرح کے بہانے کر کے بات کو ٹال دیتے ہیں۔

ایسے ہی اگر کسی مسئلہ پر خدا کے رسول کا کوئی حوالہ پیش کیا جائے اور وہ جنبہ صاحب کے خیالات سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو اسے بڑے آرام سے اجتہادی غلطی کا نام دے کر رد کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہیں ایسا نہیں کہا کہ جو بات دل کو نہ لگے اسے نبی کی اجتہادی غلطی کہہ کر ٹال دو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بڑا واضح ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ

اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدر وقت کے لئے ایک نوشتہ تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳: ۳۹)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور جنبہ صاحب نبی کی ہر وہ بات جو ان کے مفاد میں نہیں اسے اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

تو جنبہ صاحب آپ کس قرآن اور کس رسول کو مانتے ہیں۔ آپ تو رسول کریم ﷺ کی احادیث کے بارہ میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ ان کا (نعوذ باللہ) سہو ہے۔

ہم احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن پاک، رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کہی ہر بات کو سچ اور حق مانتے ہیں اور ان ارشادات پر عمل کرنا ضروری اور ایمان کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں۔ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ نبی کی کہی اکثر باتوں یا کسی اہم پیشگوئی کو اجتہادی غلطی یا سہو کہہ کر رد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی حق اور سچ کو جاننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد، صفحہ نمبر)

جنبہ صاحب کی خواہش کے احترام میں آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا جنبہ صاحب قرآنی تعلیم کی روشنی میں صادق ثابت ہوتے ہیں؟

نمبر ا: سچے مامورین صادق اور امین ہوتے ہیں۔

سچے مامورین کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۚ

تو کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس پر مطلع کرتا۔ پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے؟

(سورۃ یونس ۱۰:۱۷)

رسول کریم ﷺ کے بارہ میں مکہ کے لوگوں کی رائے تھی کہ آپ صادق اور امین ہیں۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

آپؐ کے اخلاق وعادات: یہ بتایا جا چکا ہے کہ بعثت سے پہلے آنحضرت ﷺ قریش کے اندر امین کے لقب سے مشہور تھے جو آپؐ کی امانت ودیانت اور اخلاق فاضلہ کا بین ثبوت ہے۔ آپؐ کی راست گفتاری کا یہ حال تھا کہ ابوجہل جیسا معاند جو آپؐ کے خون کا پیاسا تھا ایک دفعہ زمانہ نبوت میں آپؐ کو مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ"

"اے محمدؐ! ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس بات کو جھوٹا کہتے ہیں جو تو لایا ہے۔"

ابوسفیان ہرقل شہنشاہ روم کے سامنے پیش ہوا۔ تو ہرقل نے اس سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھا:

هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ؟

"کیا تم نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی اس شخص کا کوئی جھوٹ دیکھا؟"

ابوسفیان اس وقت آنحضرت ﷺ سے برسرپیکار تھا۔ لیکن اس سوال کے جواب میں اُسے بھی بجز لایعنی "نہیں" کے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ امیہ بن خلف آنحضرت ﷺ کا جانی دشمن تھا۔ لیکن جب حضرت سعد بن معاذؓ نے اس کو یہ خبر سنائی کہ آنحضرت ﷺ نے تیری موت کی پیشگوئی کی ہے تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور اس نے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ ذکر کیا اور کہا:

"وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَثَ"

"خدا کی قسم۔ محمدؐ جب کوئی بات کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا۔"

پھر النظر بن الحارث اشد ترین معاندین اسلام میں سے تھا۔ لیکن جب اس نے کسی شخص سے یہ کہتے سنا کہ نعوذ باللہ محمد (ﷺ) جھوٹا ہے تو بے اختیار ہو کر بولا:

قِدْكَنَ مُحَمَّدٌ فِيْكُمْ غُلَامًا حَدَثًا اُرْضَاكُمْ فِيْكُمْ وَاَصْدَقُكُمْ حَدِيْثاً وَاَعْظَمُكُمْ اَمَانَةً حَتّٰى اِذَارَئَيْتُمْ فِيْ صُدْغَيْهِ الْشَّيْبَ وَجَاءَ كُمْ بِمَا جَاءَكُمْ بِهٖ قُلْتُمْ سَاحِرٌ لَاوَاللّٰهِ مَاهُوَ بِسَاحِرٍ۔

''یعنی محمدؐ تم میں ہی ایک چھوٹا سا بچہ ہوتا تھا اور وہ تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا اور سب سے زیادہ راست گو تھا اور سب سے زیادہ امین تھا اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے رہی۔ حتّٰی کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی اور وہ بڑھاپے کو پہنچا اور وہ تمہارے پاس وہ کچھ لایا جو کہ وہ لایا تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر ہے اور جھوٹا ہے۔ خُدا کی قسم وہ جھوٹا اور ساحر تو ہر گز نہیں۔''

اس سے النظر بن الحارث کی بھی وہی مراد تھی جو ابو جہل نے کہا کہ ہم محمد (ﷺ) کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اُس کے لائے ہوئے دین کو جھوٹا کہتے ہیں۔

پھر جب آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلام شروع کی اور ایک پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو جمع کیا۔ اور اُن سے کہا کہ۔ ''اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی پچھلی وادی میں ایک بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟'' تو باوجود اس کے کہ بظاہر یہ بات بالکل بعید از امکان تھی۔ سب نے کہا:

نَعَمْ مَاجَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقاً

''ہاں! ہم مانیں گے۔ کیونکہ ہم نے تجھ کو ہمیشہ صادق پایا ہے۔''

(سیرت النبی ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے، صفحہ نمبر ۱۱۵،۱۱۶)

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۳، صفحہ نمبر ۲۳۱)

جنبہ صاحب کی پہلی زندگی کا تو پتہ نہیں کیونکہ آپ کوئی معروف شخصیت نہیں تھے۔ لیکن دعویٰ کے بعد جنبہ صاحب نے اتنے جھوٹ بولے ہیں کہ ان کا اندراج کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ بعض جھوٹوں کا ذکر گزشتہ مضامین میں کر چکا ہوں۔ احباب کے استفادہ کے لئے جنبہ صاحب کے چند اور جھوٹ یہاں درج کر رہا ہوں۔

جھوٹ نمبرا:

اپنے دعویٰ کے حوالہ سے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

(1)When he (Ghufar sahib)claimed?

اُس (غفار صاحب) نے دعویٰ کب کیا۔؟

الجواب۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس عاجز کو عالم بیداری میں Virtue is God کا اِلہام ہوا تھا۔ میں نے اُسی وقت اپنا یہ الہام لکھ کر اپنے دوست احباب کو بتا دیا تھا۔ خاکسار نے اپنا بالواسطہ دعویٰ خلیفہ رابع صاحب کے آگے مارچ ۱۹۹۳ء میں رکھ دیا تھا۔ بعدازاں ۱۹۹۷ء میں خلیفہ رابع صاحب کو سب کچھ کھول کر بتا دیا۔ اور پھر مورخہ ۱۰ جون ۲۰۰۲ء کو میں نے ایک مفصل خط کے ذریعے اپنا موعودز کی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ باضابطہ طور پر خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھ دیا تھا۔ یہ سب کچھ آپ میری ویب سائٹ (alghulam.com) پر سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے خلیفہ رابع صاحب اپنے منصبی فرض سے کوتاہی کرتے ہوئے اپنے آخری سانس تک میرے دعویٰ کو افراد جماعت سے چھپا کر در پردہ خلافت کے نام پر اپنی مذہبی گدی کے تحفظ کیلئے جوڑ توڑ میں مصروف رہے۔ اِناللہ واِنا اِلیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۳)

اپنے اس دینی علم کے پس منظر میں اگر اپنے متعلق میں یہ کہوں کہ علم لدُنی سے پہلے خاکسار دینی لحاظ سے اُمی تھا تو یہ قطعاً غلط نہیں ہوگا۔ اس اُمی انسان نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر الٰہی نظریہ (Virtue is God) جس کا دوسرا نام ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' بھی ہے لکھ کر ۱۹۸۵ء سے ابتک افراد جماعت اور علمائے جماعت کے آگے رکھا ہوا ہے۔ خاکسار اِلٰہی علم کی روشنی میں یہ کہتا ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو جس ''رحمت کے نشان'' کا وعدہ بخشا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نشان رحمت کی یہ چادر اس عاجز پر لپیٹی ہے۔ خاکسار ۱۹۸۵ء سے بالواسطہ اور ۱۹۹۳ء سے اعلانیہ جماعت احمدیہ کو اس حقیقت سے آگاہ بھی کر رہا ہے اور اس موضوع پر بات چیت کیلئے بھی بلا رہا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۲)

مندرجہ بالا تحریروں میں فرمارہے ہیں کہ میں نے اپنا دعویٰ ۱۹۸۵ء سے بالواسطہ اور ۱۹۹۳ء سے اعلانیہ جماعت احمدیہ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ اور مندرجہ ذیل حوالوں میں فرمارہے ہیں۔ اپنا دعویٰ ۲۰۰۳ء تک چھپائے رکھا۔

ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز پر بھی کُن فرما کر مجھے بطور غلام مسیح الزماں ایک روحانی اور اِصلاحی مشن پر مامور فرما دیا۔ ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک میں نے اِس حقیقت کو سوائے اپنے چند قریبی اور ذمہ دار افراد کے کسی کو نہ بتایا۔ مارچ ۱۹۹۳ء کے بعد میں نے اپنا یہ مقدمہ (دعویٰ) بالواسطہ خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد کے آگے رکھا۔ خلیفہ رابع صاحب میرے مدلل دعویٰ کو پڑھ کر بہت طیش میں آ گئے اور اُنہوں نے پریشانی میں مجھ پر مختلف قسم کے الزامات لگانے شروع کر دیئے۔ اگر کوئی فردِ جماعت اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق خلیفۃ المسیح سے کوئی مدلل سوال پوچھے تو جواب میں بغیر کسی دلیل کے اُسکے سوال کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دینا چہ معنی دارد۔؟ خلیفہ صاحب میرا مدلل دعویٰ تو جھٹلا نہ سکے لیکن مجھے ڈرانے اور دبانے کی کوشش شروع کر دی۔ اِس محمودی خلیفہ کو شاید یہ نہیں پتہ تھا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کسی کام کیلئے مامور فرمادے تو وہ مذہبی آمروں اور دوکانداروں سے ڈرا نہیں کرتے۔ مرزا طاہر احمد کو اپنی زندگی میں میری سچائی کا اِدراک ہو چکا تھا لیکن اُس بیچارے کیلئے مسئلہ یہ تھا کہ اُسکے والد نے خلافت کے نام پر جو گدی قائم کی تھی وہ اُس گدی سے کیسے دستبردار ہوتا؟ میں نے دس سال (۱۹۹۳ء سے لے کر ۲۰۰۳ء) تک اپنا مقدمہ افرادِ جماعت سے دو (۲) وجوہات کی بنا پر چھپائے رکھا۔

(آرٹیکل نمبر ۶۱، صفحہ نمبر ۱۳)

خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ میری ماں اور میرے بھائیوں نے غربت میں مجھے پڑھایا اور لکھایا۔ ۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء کو جب میرا دعویٰ "غلام مسیح الزماں" منظر عام پر آیا تو میری ماں نے میرے دعویٰ کی تصدیق کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرا بیٹا جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے دعویٰ کے اگلے سال ۱۱۔ جولائی ۲۰۰۴ء کو میری والدہ صاحبہ مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے بعمر بیاسی (۸۲) سال اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱)

نمائندہ سائٹ:۔ ۲۰ فروری والی پیش گوئی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے مسیحی نفس سے دوسروں کو پاک کرے گا اور بیماروں کو تندرست کریگا، آپ نے کتنوں کو پاک اور تندرست کیا؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میری تو ابھی روحانی پیدائش ہوئی ہے یعنی ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنے دعوے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے، آپ انتظار کریں، اور رہی بیماروں کو تندرست کرنے کی بات تو یہ روحانی بیماروں کے بارے میں ہے۔ اور سب باتیں اپنے وقت پر پوری ہوں گی

(نیوز نمبر ۱، صفحہ نمبر ۸)

جھوٹ نمبر ۲:

محترم جنبہ صاحب اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ فروری ۲۰۱۵ء میں ۲۱ منٹ اور ۱۰ سیکنڈ پر فرماتے ہیں:

"حالانکہ مجھے پتہ تھا کہ یہ گمراہ اور صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے خلیفے ہیں۔ کہاں خلیفے ہیں یہ۔ خلیفہ کا لفظ مقدس ہے۔ اپنے لئے استعمال کرتے ہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے۔ کہاں خلیفے ہیں۔ ہیں ہی نہیں خلیفے۔ اس کے باوجود بھی میں نے اس کو بار بار خلیفہ کہا اپنے خطوط میں۔

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ "مجھے پتہ تھا کہ یہ گمراہ اور صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے خلیفے ہیں۔"

اپنے اس علم کے باوجود ۱۹۹۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لکھے گئے خط میں تحریر کرتے ہیں۔

اے میرے سید! آپ نے پرزور دعائیں کیں اور گیت گائے۔ میں تو صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپکے گیتوں کی بازگشت ہوں۔ دعائیں آپ نے کیں۔ گیت آپ نے گائے میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں تو شرمندگی کے آنسوں لیکر پھر رہا ہوں۔ اے میرے سید! آپ یقین کریں میں اس واقعہ کو کسی کو بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ سچائی کا کسی قیمت پر خون نہیں ہونے دیں گے۔ اے میرے سید! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کی حقیقت آپ پر بھی کھولے اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے اور کسی ابتلاء میں نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسا بوجھ مجھ پر نہ ڈالے جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔

محترم جنبہ صاحب اس خط میں حضورؒ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ نیز کہتے ہیں جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔

احباب کرام! دونوں باتوں میں سے یعنی "مجھے پتہ تھا کہ یہ گمراہ اور صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے خلیفے ہیں۔" اور "آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ نیز کہتے ہیں جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔"

کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ۔ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

بات بات پر جھوٹ بولنے والا شخص اللہ کا مرسل کیسے ہو سکتا ہے۔ مرسل تو دور کی بات ہے حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ نمبر ۲۶)

اور قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝

وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

(سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰، ۱۱)

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝

یقیناً ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے اور الٹا پھر جاتا ہے اس پر عذاب ہوگا۔

(سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۴۹)

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝

ہلاکت ہو ہر سخت افترا کرنے والے اور بڑے جھوٹے پر

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ

اور اللہ ہی کی ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۔ اور جس دن قیامت ہو گی اس دن جھوٹ بولنے والے نقصان اٹھائیں گے۔

(سورۃ الجاثیہ ۴۵:۸،۲۸)

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ

جس دن اللہ ان کو اکٹھا اٹھائے گا تو وہ اُس کے سامنے بھی اُسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور گمان کریں گے کہ وہ کسی موقف پر (قائم) ہیں۔ خبردار! یہی ہیں جو جھوٹے ہیں۔ شیطان ان پر غالب آگیا۔ پس اُس نے اُنہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا۔ یہی شیطان کا گروہ ہیں۔ خبردار! شیطان ہی کا گروہ ہے جو ضرور نقصان اٹھانے والے ہیں۔

(سورۃ المجادلۃ ۵۸:۱۹،۲۰)

نمبر ۲: سچے مامور اپنے سے پہلے مامورین کے مصدق ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے مامورین کی تصدیق کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(سورۃ آل عمران ۳:۸۲)

جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۸ کے صفحہ نمبر ۱۸ پر اپنی صداقت کو از قرآن پاک ثابت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

(۳) ایسے لوگ پہلے بزرگوں اور مامورین کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (البقرہ۔۴۲) اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے اُتارا ہے (اور) جو اس کلام کو جو تمہارے پاس ہے سچا کرنیوالا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

”جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہو گا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔“ (سراجِ منیر، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۲۶)

محترم جنبہ صاحب قرآن پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم پر بھی پورے نہیں اترتے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتب میں بار بار یہ فرماتے ہیں۔ اپنے الہامات کو درج فرماتے ہیں۔

کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی مہدی ہوں۔ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

اور جنبہ صاحب اس کے مقابل پر یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ

مسیح اور مہدی دو وجود ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمدؑ وہ موعود مہدی ہیں اور میں وہ موعود مسیح ہوں۔

ایسے ہی جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اکثر ارشادات کو آپ کی اجتہادی غلطی قرار دے کر رد کر رہے ہیں۔

پس وہ شخص جو اپنے سے پہلے مامور کی تصدیق کی بجائے اس کی تکذیب کر رہا ہو۔ اپنے سے پہلے مامور کے ارشادات کو اس کی اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر رہا ہو۔ قرآنی تعلیم کی رو سے وہ کیسے سچا مامور ہو سکتا ہے۔

نوٹ: اس موضوع پر گزشتہ مضامین میں حوالوں کے ساتھ بات ہو چکی ہے۔ اس لئے یہاں حوالے دوبارہ درج نہیں کر رہا۔

نمبر۳: سچے مامورین کو اللہ تعالیٰ کثرت سے غیب کی خبریں دیتا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲:۲۷،۲۸)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں:

''انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۹)

لوگوں کے بار بار اصرار کے باوجود جنبہ صاحب کوئی ایسی پیش خبریاں پیش نہیں کر سکے۔

نمبر ۴: سچے مامورین ہمیشہ غالب آتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے مامور ہی غالب آتے ہیں:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۚ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۚ

اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔ (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔

(سورۃ الصافات ۳۷: ۱۷۲، ۱۷۳)

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۚ

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

(سورۃ المجادلۃ ۵۸: ۲۲)

اس موضوع پر کسی بات کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے بارہ میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راست بازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔"

(الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۴)

"خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اُس کی طرف سے آتے ہیں وہ فریقِ مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۵۶۲)

"مقابلہ کے وقت خدا صادق کی مدد کرتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔"

(الحکم جلد ۵، نمبر ۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ نمبر ۱۰)

"سچا خدا جس سے پیار کرتا ہے اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ"

(الحکم جلد ۷، نمبر ۱۲، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ نمبر ۲)

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَ نَاوَرُسُلِیْ یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔"

(البدر جلد ۲، نمبر ۱۴، مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء، صفحہ نمبر ۱۰۷)

جبکہ جنبہ صاحب آج تک اپنے کسی مدمقابل پر غالب آتے نظر نہیں آئے۔

نمبر ۵: سچے مامور بشیر اور نذیر ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا

اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کا سہارا لے کر جھگڑتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ حق کو جھٹلا دیں۔ اور انہوں نے میرے نشانات کو اور ان باتوں کو جن سے وہ ڈرائے گئے مذاق کا نشانہ بنا لیا۔

(سورۃ الکہف ۱۸:۵۷)

خدا اپنے مامورین کو بھیجتا ہی اس لئے ہے کہ ان کے ذریعے وہ لوگوں کو بشارتیں دے اور بد اعمال کرنے والوں کو ڈرائے۔ مگر جنبہ صاحب کے پاس نہ ہی کوئی خدائی بشارت ہے اور نہ ہی کوئی وارننگ۔ ہاں گالیاں ہیں۔ جو وہ بڑی فراخی سے بانٹتے نظر آتے ہیں۔

نمبر ۶: مومن اللہ اور رسول کے فیصلہ سے آگے نہیں بڑھتا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مومن کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا

اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اپنے معاملہ میں اُن کو فیصلہ کا اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ بہت کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

(سورۃ الاحزاب ۳۳:۳۷)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی بابت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ

وہ قول میں اُس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اُسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

(سورۃالانبیاء۲۱:۲۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اِس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھادیتی ہے اور میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔''

(تبلیغ رسالت ہشتم، صفحہ نمبر ۶۴،۶۵)

رسول کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ لَايُلْدَغُ الْمُومِنُ مِنْ جُحرٍ وَّاحِدٍمَرَّتَيْنِ ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

(بخاری، کتاب الادب ،باب لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ)

مگر محترم جنبہ صاحب قرآن پاک، رسول کریم ﷺ کی حدیث پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے واضح ارشادات کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابت تحریر فرماتے ہیں

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

قرآن پاک گواہی دے رہا ہے کہ خدا کے سچے نبی صرف وہی کہتے ہیں جو خدا انہیں کہتا ہے۔ اور خدا اس بات کی حفاظت کرتا ہے کہ وہ (رسول) وہی بات کہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ خدا مجھے کبھی کسی غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔

مگر اس کے برعکس جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ حضورؑ نے پہلی بار اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے اس لڑکے کو مار دیا۔ آپؑ نے پھر اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے دوسرے لڑکے کو مار دیا۔ آپؑ نے پھر اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے آپ کے پوتے کو بھی مار دیا۔ جنبہ صاحب اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ لکھتے ہیں '' اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی۔

احباب خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بات درست ہے یا نہیں۔ کیا رسول کریم ﷺ کا فرمان سچا ہے یا نہیں اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچے مامور ہیں یا نہیں۔ اور اگر خدا اور اس کے رسول سچے ہیں تو جنبہ صاحب جو خدا کے واضح احکامات کا انکار کر رہے ہیں کیا ہیں؟

نمبر ۷: سچا مامور منافق اور جھوٹا نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں منافق کی تعریف یوں بیان فرماتا ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ

جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔

(سورۃ المنٰفقون ۶۳:۲)

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو مخاطب کر کے تحریر کرتے ہیں۔

”اے میرے سید! جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کوئی پیغام دے اور پھر اس پیغام کو دہرا کر اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعے اُس تک پہنچائے۔ تو پھر ایسے پیغام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں کوئی شک ہی نہیں رہتا بلکہ وہ تو پتھر پر لکیر کی طرح یقینی ہے۔“

”اے میرے سید! میں معذرت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا شعر یقیناً آپ نے نظم کیا ہے کیوں کہ یہ شعر آپکے مبارک منہ سے نکلا ہے۔ نہ ہی نعوذ باللہ من ذالک اس شعر کو ہم شاعرانہ خیال کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام ہیں اور آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات یقیناً اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہے۔“

”میں ایک بہت کمزور انسان ہوں۔ میں مانتا ہوں چلو فرض کے طور پر کہتا ہوں مجھے نعوذ باللہ من ذالک نفسانی وساوس لاحق ہو گئے لیکن اے میرے سید! کیا آپ نے نعوذ باللہ من ذالک ایسے اشعار باندھنے شروع فرما دیئے جن میں میرے ان نفسانی وساوس کی تائید ہونی شروع ہو گئی؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں“

اے میرے سید! ایک طرف تو آپ خدا تعالیٰ کی باتوں کا انکار نہ کر سکیں، دوسری طرف جماعت کی حالت یہ ہو کہ خلیفہ وقت ایسی بات سننے کے لیے بھی تیار نہ ہوں۔ ایسی حالت میں اے میرے سید! آپ کیا کرتے؟ اے میرے سید! مجھے معلوم نہیں آپ کیا کرتے لیکن میرا خیال ہے کہ اس حالت میں انسان کو چاہیے کہ وہ بڑے ادب اور احترام کیساتھ ہر ایک بات خوب کھول کر خلیفہ وقت کے آگے رکھ دے اور پھر خلیفہ وقت جو ارشاد فرمائیں اسکی پیروی کرے۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۹)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ منافق جب خدا کے رسول کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ''کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے''۔ جنبہ صاحب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو مخاطب کر کے بار بار کہہ رہے ہیں کہ ''آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں''۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں۔

عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپ کا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

اور دوسری طرف خدا کے قائم کردہ خلفاء کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

(۲) ۱۹۱۴ء کے بعد آنیوالے خلفاء جو اپنے آپ کو قدرتِ ثانیہ کے مظاہر قرار دیتے نہیں تھکتے اِن کو کسی اِسلامی تاریخ یا عیسائی تاریخ نے نہیں بلکہ اِنکی اپنی محمودی تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ کے متذکرہ بالا حوالے نے کیا جھوٹا اور مکار قرار نہیں دیا ہے؟ قدرتِ ثانیہ کے مظاہر ہونا تو دُور کی بات ہے یہ بلائے دمشق تو خلیفۃ المسیح کہلانے کے بھی حقدار نہیں ہیں۔ یہ دوہرے معیار والے کسی قبضہ گروپ کے نمائندے ہیں۔ افراد جماعت احمدیہ اِس بدترین مذہبی آمریت سے نجات پانے کیلئے دن رات اپنی پُرنم آنکھوں کیساتھ اپنے

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

ایسے منافقین کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

ان پر برابر ہے خواہ تُو ان کے لئے بخشش طلب کرے یا ان کے لئے بخشش نہ طلب کرے۔ اللہ ہرگز نہیں نہیں بخشے گا۔ یقیناً اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(سورۃ المنٰفقون ۶۳:۷)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ یقیناً اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور بغیر ہدایت کے ایسے لوگ مامور کیسے بن سکتے ہیں۔

نمبر ۸: سچا مامور بغیر تحقیق کے کسی پر الزام نہیں لگاتا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ۝

ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اُسے سنا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے متعلق حُسنِ ظن کرتے اور کہتے کہ یہ کھلا کھلا بہتان ہے۔

لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝

کیوں نہ وہ اس بارہ میں چار گواہ لے آئے۔ پس جب وہ گواہ نہیں لائے تو وہی ہیں جو اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتے تو اس (فتنہ) کے نتیجہ میں جس میں تم پڑ گئے تھے ضرور تمہیں ایک بہت بڑا عذاب آ لیتا۔

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ

جب تم اُس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں پر لیتے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی تھی۔

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سُنا تو تم کہہ دیتے ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اس معاملے میں زبان کھولیں۔ پاک ہے تُو (اے اللہ!)۔ یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے۔

(سورۃ النور ۲۴: ۱۳ تا ۱۷)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹: ۷، ۱۳)

وَلَاتَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۳۷)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ظن سے بچو، تجسس نہ کیا کرو اور غیبت نہ کرو۔ اگر کوئی خبر آئے تو پہلے اچھی طرح اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: صَعِدَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رفِیْعٍ فَقَالَ: یَامَعْشَرَمَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِہٖ وَ لَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلیٰ قَلْبِہٖ لَا تُؤْذُوالْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْھُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِھِمْ فَاِنَّہ‘مَنْ یَّتَّبِعُ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ یَتَّبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَہ‘وَمَنْ یأَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہ‘یَفْضَحْہُ وَلَوْفِیْ جَوْفِ رَحْلِہٖ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر بآوازِ بلند فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔ انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

(ترمذی، ابواب البر والصلۃ،باب ماجاء فی تعظیم المومن)(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۸۲۵)

محترم جنبہ صاحب جو مجدد، مصلح اور نبی ہونے کے دعویدار ہیں اور جن پر ان قرآنی احکامات پر عمل کرنا سب سے پہلے واجب ہے وہ خدا کے ایک برگزیدہ نبی کے موعود بیٹے کی بابت مخالفانہ لٹریچر سے حوالے نکال کر بغیر تحقیق اور تصدیق کے اپنے مضامین میں شائع کر رہے ہیں۔ اور کس طرح قرآنی احکامات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔ آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے ''زکی'' یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چاروناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ آپکے مصلح موعود پر اُسکی زندگی میں اُسکے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اُسکی اپنی اولاد نے حلف اُٹھا کر اُس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کیے تھے تو اُنہیں چاہیے تھا کہ اِن الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رَد کر دیتے۔ اِس میں ہرج کیا تھا۔؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جُرم نہ کیا ہو تو پھر اُسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اُٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔؟ جو مجرم نہیں ہے وہ تو ایک کی بجائے سو حلف بھی اُٹھا سکتا ہے۔ اس میں اُسکا کوئی حرج نہیں۔ آپ یا نظام جماعت پیسے دے کر کسی کو میرے خلاف تیار کریں (جس طرح عیسائیوں نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک شخص عبدالحمید کو تیار کیا تھا) کہ وہ مجھ پر حلف اُٹھا کر بدکاری کا الزام لگائے اور پھر دیکھنا میں کس طرح حلف اُٹھا کر اُسکے جھوٹے الزام کو رَد کرتا ہوں۔ رانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ پر بھی کوئی حلف اُٹھا کر جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

محترم جنبہ صاحب کے آرٹیکلز میں سے یہ سب سے بہتر حصہ میں نے یہاں درج کیا ہے۔ورنہ آپ نے جو جو الفاظ اور واقعات جماعت کے مخالفین کی کتب سے نکال کر نوٹ کئے ہیں۔ساتھ ان کتابوں کے نام اور انہیں حاصل کرنے کے طریق بھی بیان فرمائے ہیں۔میں انہیں یہاں درج نہیں کر سکتا۔مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب لکھتے ہیں:

"آپکے مصلح موعود پر اسکی زندگی میں اس کے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتٰی کہ اسکی اپنی اولاد نے حلف اٹھا کر اس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔راناصاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کئے تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ ان الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رد کر دیتے؟راناصاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو پھر اسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے؟"

اللہ تعالیٰ جو بڑی شان والا ہے اور اپنے سچے اور پیاروں کو ہر الزام سے بری کرنا اس کی سنت ہے۔تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ان الزامات کے بارہ میں دیا گیا حلفیہ بیان درج ہے۔قارئین کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

"وہ مجھے کہتے ہیں کہ اگر وہ الزامات جو وہ مجھ پر لگاتے ہیں جھوٹے ہیں تو میں مؤکد بعذاب قسم کھاؤں۔حالانکہ مستریوں کے مقابلہ میں بھی میں نے کہا تھا اور اب بھی میں کہتا ہوں کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کے امور کیلئے جب کے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خاص طریق بتائے گئے ہیں، قسموں وغیرہ کا مطالبہ جائز نہیں بلکہ ایسے مطالبہ پر قسم کھانا بھی اس حکمت کو باطل کر دیتا ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ہاں جس پر الزام لگایا گیا ہو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اختیار ہے کہ جب وہ مناسب سمجھے الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دے۔لیکن چونکہ وساوس و شبہات میں مبتلا رہنے والا انسان خیال کر سکتا ہے کہ شاید میں نے قسم سے بچنے کیلئے اس قسم کا عقیدہ تراش لیا ہے اس لئے کم سے کم اس شخص کی تسلی کیلئے جو جانتا ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔میں کہتا ہوں کہ میں اُس خدائے قادر و توانا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھا کر شدید لعنتوں کا انسان مورد بن جاتا ہے کہ میرا یہ یقین ہے کہ قرآن کریم کی اس بارہ میں وہی تعلیم ہے جو میں نے بیان کی۔اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

اسی خطاب میں آگے چل کر آپؓ فرماتے ہیں۔

"مجھے اپنے خدا پر یقین ہے۔اُس خدا نے اُس وقت جب مجھے خلافت کا خیال تک بھی نہ تھا مجھے خبر دی تھی کہ (اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ) کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں وہ تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص میری بیعت کا اقرار کرے گا وہ قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہے گا۔یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور پوری ہوتی رہے گی۔اگر اس الہام کے سنانے میں میں جھوٹ بولتا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت۔"

(تاریخ احمدیت، جلد ہشتم، صفحہ نمبر ۳۷۵،۳۷۶،۳۷۷)

احباب خود فیصلہ کر لیں کہ قرآن پاک اور حضرت رسول کریم ﷺ کے واضح حکموں کی نافرمانی کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کا نمائندہ یا مامور ہو سکتا ہے یا نہیں۔خدا ایسے شخص کے لئے کیا کہتا ہے درج ذیل ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ۙ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۙ

اور تُو ہر گز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔(جو) سخت عیب جو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔

(سورۃ القلم ۶۸:۱۱،۱۲)

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ

ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔

(سورۃ الھمزہ ۱۰۴:۲)

نمبر ۹: سچا مامور وہ بات نہیں کہتا جس پر وہ خود عمل نہیں کرتا

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱:۳،۴)

محترم جنبہ صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یاانصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح بدزبانی نہ کروں۔اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہو گی۔کیا میں آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟"

(آرٹیکل نمبر ۸۷ کے صفحہ نمبر ۱۰)

احباب کے علم کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زاہد خاں صاحب وہ ہیں جن کے عقائد آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۷ پر خود درج فرمارہے ہیں اور پورے مضمون میں زاہد خاں صاحب کو جناب زاہد خاں صاحب کہہ کر مخاطب کررہے ہیں۔ان کے کیا عقائد ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب زاہد خان صاحب یقین رکھتے ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم بن باپ پیدا ہونے کی بجائے نعوذ باللہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ناجائز بیٹے تھے۔(۲) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ایک متروک کتاب ہے۔ (۳) جناب زاہد خان صاحب کوئی نماز، کوئی روزہ، کوئی زکوۃ اور کسی حج پر نہ صرف کہ ایمان نہیں رکھتے بلکہ ان ارکان اسلام پر عمل کرنے کو بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔(۴) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک متروک بلکہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔اور اسلام کے خاتمہ میں ہی دنیا کی ترقی اور فلاح پوشیدہ ہے۔(۵) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے اپنی زندگی میں بہت سارے نعوذ باللہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔اور اسی ضمن میں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔۔۔۔۔

(The criminal acts of Mohammad)

مندرجہ بالا عقائد کے باوجود محترم جنبہ صاحب انہیں جناب زاہد خاں صاحب تحریر فرمارہے ہیں اور جواز پیش کررہے ہیں کہ چونکہ انہوں نے میری بابت بدزبانی نہیں کی اس لئے میں ان کے لئے بدزبانی کیوں کروں

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں

محترم جنبہ صاحب خدا کے نبی کے بیٹے کو جو فوت ہو چکا ہے مفتری، دجال اور بدکردار کہہ رہے ہیں۔کیا انہوں نے جنبہ صاحب کو یہ سب کہا تھا۔جس کی وجہ سے آپ انہیں یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں۔جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

"خاکسار نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں کبھی خلیفہ ثانی صاحب کے بارے میں لعنت ملامت نہیں کی اُس نے جماعت احمدیہ میں جو دجل اور فساد پھیلایا ہے۔اس پر بذریعہ دلائل تنقید کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔"

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۹)

"واضح رہے کہ عیسائیت میں جو کام پولوس نے کیا تھا۔ وہی کام جناب خلیفہ ثانی صاحب نے جماعت احمدیہ میں کیا ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں وہ خلیفہ ثانی سے زیادہ پولوس ثانی ہیں۔"

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۱۰)

"یہ بھی واضح رہے کہ نہ میں خود قادیانی جماعت سے نکلا ہوں اور نہ ہی حضورؑ کی اولاد سے دور ہوا ہوں۔ یہ سارے شیطانی اور دجالی کام حضورؑ کی اولاد یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد اینڈ کمپنی نے کیے ہیں۔"

(آرٹیکل نمر ۸۷، صفحہ نمبر ۲۷)

جو کچھ جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کردار کی بابت لکھا ہے میں اسے یہاں تحریر نہیں کر سکتا۔

میرا محترم جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ وہ شخص جو رسول کریم ﷺ، اور دیگر انبیاء کرام کی بابت ایسے گندے الزام لگا رہا ہے، اُس کی بابت آپ اس لئے بدزبانی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس نے آپ کی بابت بدزبانی نہیں کی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی بابت کون سی بدزبانی کی ہے۔ انہیں تو فوت ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ ان کے بارہ میں آپ یہ فارمولا کیوں نہیں لگا رہے۔ اگر کسی اور نے آپ کو کچھ کہا ہے تو آپ اسے جواب دیں ایک فوت شدہ کی بابت بدزبانی کس قرآنی حکم سے کر رہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دونوں کا مشن ایک ہے۔ وہ بھی خدا کے برگزیدہ بندوں پر الزام تراشیاں کر رہے ہیں اور جنبہ صاحب بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کا لحاظ تو بنتا ہے۔ آپ انہیں جناب کہہ کر پکاریں وہ آپ کو جناب کہہ کر پکاریں۔ خدا اور اس کے برگزیدہ بندوں کی غیرت رکھنے والے دنیا میں اور بہت ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر خدا کو اپنے بندوں کی بہت غیرت ہے اور اپنے بندوں کا بدلہ لینے کے لئے وہ خود کافی ہے۔ اس کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔ اس کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا، آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی۔

محترم جنبہ صاحب اپنے ہر آرٹیکل کو قرآنی آیت سے شروع کرتے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں۔ کہ قرآن کی روشنی میں بات کریں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اپنے تمام آرٹیکلز کو قرآن پاک کے مندرجہ ذیل حکم کی روشنی میں پرکھ کر دیکھ لیں کہ کیا وہ اس معیار پر پورا اترتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱: ۳، ۴)

نمبر۱۰: دوسروں کو نیکی کا حکم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جب کہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو۔ آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے؟

(سورۃ البقرہ ۲:۴۵)

محترم جنبہ صاحب اس قرآنی حکم کے مطابق کس منہ سے کسی کو کہہ سکتے ہیں کہ نماز پڑھا کرو یا قرآن پاک پڑھو۔ جبکہ خود اس پر عمل نہ کرتے رہے۔ بلکہ نمازیں پڑھنے والوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ کہ تمہاری نمازیں کسی کام نہ آئیں۔ اپنی بد اعمالیوں کا بڑے فخر سے اعتراف کرتے رہے۔ اور سوال کرنے والوں کو گالیاں نکالتے رہے۔ انبیاء کو قاتل کہتے رہے۔ کہ اگر ایک قاتل نبی بن سکتا ہے تو ایک بے نمازی کیوں نہیں بن سکتا۔

نمبر ۱۱: اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ مالک جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود قرآن پاک میں بار بار ارشاد فرماتا ہے کہ وہ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔

فَلَنْ تَجِدَلِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ط وَلَنْ تَجِدَلِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا

پس تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵:۴۴)

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی مامورین بھیجے انہوں نے آکر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائم کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے زندہ تعلق قائم کرنے کا حکم دیا۔ غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا اور اپنے سے پہلے سچے مامورین کی تکذیب نہیں کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کو اس واسطے مامور نہیں کیا کہ وہ آکر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ سے پہلے فلاں شخص اپنے دعوے میں جھوٹا تھا۔

آنحضرت ﷺ کے بعد سینکڑوں کی تعداد میں دعویدار پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نابود کر دیا مگر کسی ایک کے واسطے بھی کسی اور کو مامور کر کے نہیں بھیجا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ اعلان نہیں کیا کہ مجھ سے پہلے فلاں شخص کا یہ دعویٰ تھا۔ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔

جنبہ صاحب آکر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ وہ اپنے دعویٰ میں نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ اصل مصلح موعود میں ہوں۔

جنبہ صاحب کا یہ دعویٰ گزشتہ مامورین اور اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ اور ایسا دعویٰ کرنے والا کیسے سچا ہو سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اس کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ دعویٰ کیا تھا کہ مسیح ابنِ مریم وفات پا چکے ہیں اور وعدہ کے موافق میں مسیح ابنِ مریم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اسی طرح میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا ہے اور میں سچا دعویدار ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ کسی سابقہ دعویدار کے خلاف نہیں تھا بلکہ اس غلط عقیدہ کی درستگی تھی جو عیسائیوں اور مسلمانوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے تھے۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہر گز مراد نہیں۔ اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سُن کر اختیار کیا ہے۔''

(اشتہار ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء، مجموعہ اشتہارات، جدید ایڈیشن، جلد اول، صفحہ نمبر ۵۳۰)

''موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد ۱۹، صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸)

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دو اقتباسات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا رائے رکھتے تھے۔ اور جنبہ صاحب اسے کس رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ جس کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اُسی کے ارشادات کی تکذیب کر رہے ہیں۔ وہ شخص جو اپنے سے پہلے خدا کے سچے مامور کی تکذیب کر رہا ہو وہ خدا کی طرف سے سچا مامور کیسے ہو سکتا ہے۔

محترم عبد الغفار جنبہ صاحب

کی صداقت

کے نشانوں کی حقیقت

محترم عبد الغفار جنبہ صاحب نے لوگوں کے استفسار پر اپنی صداقت کے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کئے ہیں۔

۱۔ نومبر ۲۰۰۳ء میں لگنے والا چاند و سورج گرہن میری صداقت کا نشان ہے۔

۲۔ محترمہ عطیۃ المجیب صاحبہ کی طلاق میری صداقت کی نشانی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت دی ہے۔

۴۔ سب سے پہلے دعویٰ کرنے والا سچا ہوتا ہے۔

۵۔ سچا خواب اور قبولیتِ دعا

ان نشانوں میں کیا صداقت ہے اس کی حقیقت درج ذیل ہے

نشان نمبر ا: چاند و سورج گرہن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی سچائی کی دلیل میں چاند و سورج گرہن کی پیشگوئی پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۲۔ نشان۔ صحیح دار قطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں **انّ لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃٍ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ**۔ ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُس کی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُس کے دِنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گذر چکا ہے اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اِس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اِس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا۔ اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

(سن تالیف: اپریل ۱۹۰۷) (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۲۰۲)

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنے مہدی کی سچائی کے لئے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں ارشاد فرمائی:

- یہ نشان امام مہدی کے لئے ظہور پزیر ہوگا۔
- اس نشان کے ظہور کے وقت دعویدار موجود ہوگا۔
- یہ نشان اس سے پہلے کسی مامور یا رسول کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔

➢ رمضان کی ۱۳تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔اور جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافی عرصہ قبل اس نشان کے ظہور ہونے کا وعدہ فرمایا اور حضورؑ نے اسے براہین احمدیہ میں شائع بھی فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق ۱۸۹۴ء اور پھر ۱۸۹۵ء میں معین تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن لگا کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی تصدیق فرمادی۔

محترم جنبہ صاحب بھی اس نشان کو اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

.آنحضرت ﷺ کی خبر کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کے بعد جو کسوف وخسوف کا واقعہ ۱۸۹۴ء میں رونما ہوا تھا۔اب پھر میرے دعویٰ جون ۲۰۰۲ء کے بعد ویسا ہی کسوف وخسوف کا واقعہ رونما ہوا ہے۔وہ یہ کہ ۱۳رمضان ۱۴۲۴ھ بمطابق ۸نومبر ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ چاند گرہن ہوا اور اسی ماہ صیام کی اٹھائیس تاریخ بمطابق ۲۳نومبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار کو سورج گرہن ہوا۔آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق رونما ہونے والا یہ کسوف وخسوف کا خاص نشان اگر میرے آقا حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی پر آسمانی نشان تھا تو پھر آج یہی آسمانی نشان آپؑ کے موعود زکی غلام کی سچائی کیلئے بھی رونما ہو گیا ہے۔الحمد للہ۔فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو زکی غلام کی بشارت دیتے ہوئے یہ وعدہ فرمایا تھا۔

آیئے اب رسول کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کو دیکھتے ہیں کہ کیا وہ جنبہ صاحب پر پوری ہوتی ہے یا نہیں۔

۱۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ نشان میرے مہدی کے لئے ہوگا اور تا حال جنبہ صاحب نے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔بلکہ بار بار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو امام مہدی اور خود کو عیسیٰ ابن مریم کہتے ہیں۔اس لئے یہ نشان آپ پر پورا نہیں ہوتا۔۲۰۰۴ء میں آپ کا کیا دعویٰ تھا۔ملاحظہ فرمائیں۔(نیوز نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸)

نمائندہ سائٹ:۔معذرت ہے،آپ غلام مسیح الزماں کو اور مصلح موعود کو ایک ہی شخصیت قرار دے چکے ہیں اور اب آپ اسی مصلح موعود کو بالواسطہ مجدد بھی قرار دے رہے ہیں،آپ مجدد ہیں یا نہیں،جس پوزیشن کا آپکا دعویٰ ہے اسکے مطابق ایک واضح اور دوٹوک جواب چاہیے میرے محترم،آپ کا دعویٰ مجدد کا بھی ہے یا نہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ یہ میرا حق ہے کہ میں اپنا دعویٰ بتاؤں، میں نے جو کتاب لکھی ہے اس میں غلام مسیح الزماں لکھا ہے مجدد الزماں نہیں لکھا یا مصلح الزماں نہیں کہا۔آپ اس بات پر یقین کریں کہ بنیادی طور پر میرا دعویٰ صرف غلام مسیح الزماں کا ہے اس وقت۔ہاں حضرت مرزا صاحب جن پر یہ پیشگوئی نازل ہوئی تھی اس غلام کو انہوں نے کیا فرمایا وہ ان سے پوچھیں اور میں آپکو بتاتا ہوں کہ مثیل مسیح بھی انہوں نے کہا ہے، مصلح موعود بھی انہوں نے کہا ہے اور مسیح ابن مریم بھی انہوں نے کہا ہے!

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس نشان کے ظہور کے وقت دعویدار موجود ہوگا۔جبکہ جنبہ صاحب اس شرط پر بھی پورے نہیں اترتے۔کیونکہ یہ خسوف وکسوف نومبر ۲۰۰۳ء میں ہوا اور جنبہ صاحب نے اپنا دعویٰ دسمبر ۲۰۰۳ء میں کیا:

آپ نے ایک انٹرویو ۱۶فروری ۲۰۰۴ء کو دیا۔جو آپ کی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱۱ور ۲ میں چھپا ہوا موجود ہے۔اس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نمائندہ سائٹ: ۔۲۰فروری والی پیش گوئی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے مسیحی نفس سے دوسروں کو پاک کرے گا اور بیماروں کو تندرست کریگا، آپ نے کتنوں کو پاک اور تندرست کیا؟

عبدالغفار جنبہ صاحب: ۔میری تو ابھی روحانی پیدائش ہوئی ہے یعنی ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنے دعوے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے، آپ انتظار کریں، اور رہی بیماروں کو تندرست کرنے کی بات تو یہ روحانی بیماروں کے بارے میں ہے۔اور سب باتیں اپنے وقت پر پوری ہوں گی

(نیوز نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸)

یہاں آپ فرمارہے ہیں 'میری تو ابھی روحانی پیدائش ہوئی ہے۔یعنی ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنے دعوے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔'

ایسے ہی اپنے آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

۱۲۔دسمبر ۲۰۰۳ء کو جب میرا دعویٰ "غلام مسیح الزماں" منظر عام پر

اس کے بعد اپنے آرٹیکل نمبر ۵۶ کے صفحہ نمبر ۴۵ پر اپنے دعویٰ کی بابت بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِلہامی رنگ میں پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کا اِلہامی، علمی اور قطعی ثبوت کا دیا جانا رُونما ہونے کے بعد میں اپنے آپ کو غلام مسیح الزماں ماننے کیلئے مجبور ہو گیا تھا لیکن اِسکے باوجود غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ کرنے کیلئے تیار نہیں تھا۔بعض باتیں میرے دل میں تھیں یا بالفاظ دیگر میری کچھ مجبوریاں تھیں جنہیں میرے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔اگرچہ خاکسار اپنے آپ کو کامل طور پر سچا سمجھتا تھا لیکن اِن روکاوٹوں کا بہانہ بنا کر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعویٰ کرنے سے ٹال مٹول کرتا رہا۔میری اِن مجبوریاں کو سوائے میرے خدا کے نہ کوئی جانتا تھا اور نہ ہی کوئی دور کر سکتا تھا۔پھر میری زندگی میں وہ لمحہ آ گیا جب اللہ تعالیٰ نے اِن سب روکاوٹوں کو دور کر کے میرے سارے بہانے ختم کر دیئے۔بالآخر میرے لیے غلام مسیح الزماں ہونے کے دعویٰ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور اس طرح خاکسار نے ۱۲۔دسمبر ۲۰۰۳ء کو بذریعہ اپنی ویب سائٹ (alghulam.com) اِس دعویٰ کا اعلان کر دیا۔

۳۔ تیسری شرط اس پیشگوئی میں یہ تھی کہ یہ نشان اس سے پہلے کسی اور مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا ہو گا۔

اور ہر احمدی جانتا ہے کہ یہ نشان اس سے قبل حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ ۱۸۹۴ء اور پھر دوبارہ ۱۸۹۵ء میں ظاہر فرمایا۔ جس وقت آپؑ کا دعویٰ موجود تھا۔

اس کے علاوہ آج سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ اگلے سو سال تک کے تمام چاند و سورج گرہن کی تفصیل انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ اور کوئی بھی شخص اب وہاں سے دیکھ سکتا ہے کہ کب چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ اور جب وہ واقع ہو جائے تو فوراً اعلان کر دے کہ میرا یہ دعویٰ ہے اور یہ نشان میرے لئے لگا ہے۔

جیسے ۸ نومبر ۲۰۰۳ء کو چاند گرہن لگا اور ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء کو سورج گرہن لگا۔ اور جنبہ صاحب نے ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو دعویٰ کر دیا۔

سائنس نے اب یہ بھی بتادیا ہے کہ تقریباً ہر بائیس سال کے بعد انہی تاریخوں میں دوبارہ گرہن لگتا ہے۔ اسی حساب سے ۱۸۹۴ء کے بعد پانچویں بار یہ گرہن ۲۰۰۳ء میں لگا اور اسی حساب سے ۲۰۲۵ء میں یہ گرہن دوبارہ لگے گا۔

اگر جنبہ صاحب کی بات مان لی جائے کہ یہ نشان بعد میں بھی کسی دوسرے کی سچائی کے لئے ظاہر ہو سکتا ہے۔ تب بھی جنبہ صاحب سے پہلے تین بار یہ نشان حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وقت میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس نشان کے سب سے زیادہ حق دار بنتے ہیں۔

اس لئے کسی طور پر بھی ۲۰۰۳ء میں لگنے والا چاند و سورج گرہن جنبہ صاحب کی صداقت کا نشان نہیں ہے۔

نشان نمبر ۲: پیشگوئی ’’عطیۃ المجیب‘‘ کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب اپنی صداقت کے نشان کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیٹی محترمہ عطیۃ المجیب صاحب کی طلاق کو پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ طلاق میری صداقت کا نشان ہے۔ اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔

مہدی و مسیح موعودؑ کی موعود غلامی بخشی گئی ہے۔ اس کی تفصیل میری کتاب ’’غلام مسیح الزماں‘‘ کے مقدمہ میں موجود ہے۔ شروع جنوری ۱۹۸۴ء میں مجھے یہ خیال آیا کہ وہ خوابیں جو میں نے ماضی میں دیکھی تھیں اور جن کے متعلق میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا انہیں لکھ لینا چاہیے۔ متذکرہ بالا خواب جب میں لکھ رہا تھا تو اچانک اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ تو اس وقت کیا پڑھ رہا ہے؟ جب میں نے منہ کی طرف توجہ کی تو اس وقت میں بڑے جوش کے ساتھ یہ پڑھ رہا تھا۔ ’’نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں‘‘۔ اور عجیب بات تو یہ تھی کہ یہ فقرہ ایسے ہی میں صبح سے بغیر کسی وجہ کے بار بار دہرا رہا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ خواب جو تو لکھ رہا ہے اسکی تعبیر اسی فقرہ میں ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس خواب کی تعبیر سے بھی مجھے آگاہ فرما دیا۔ خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ حضورؑ کی مبارک نسل کیساتھ میرا جسمانی تعلق قائم فرمائے گا۔ خواب کی یہ تعبیر معلوم ہونے پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسکی تسبیح اور تحمید کی۔ بعد ازاں میرے دل میں ایک اور سوال پیدا ہوا وہ یہ کہ اے اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی مبارک نسل میں میرا یہ جسمانی تعلق آپ کہاں قائم فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب سے بھی آگاہ فرما دیا۔ وہ اس طرح کہ غالبًا یہ مارچ ۱۹۸۴ء کا آخری عشرہ تھا۔ ایک رات سونے سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مصروف تھا اور جاگ رہا تھا لیکن اچانک میرے ہوش و حواس کھوئے گئے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نظارہ دکھایا اور دراصل اللہ تعالیٰ نے اس نظارہ میں مجھے میرے متذکرہ بالا سوال کا جواب عنایت فرمایا۔ نظارہ یہ تھا کہ میرے سامنے ایک تصویر ہے اور میرا بھائی عبدالسلام میرے ساتھ کھڑا تھا۔ میں تصویر کی طرف اشارہ کر کے اپنے بھائی کو کہتا ہوں۔ ’’بھائی جی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ نعمت میرے لیے بھیجی ہے‘‘۔ اسی وقت میری غنودگی کی حالت جاتی رہی۔ یہ تصویر کس کی تھی؟ اس تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز۔ اس واقعہ کے بعد میرے لیے سوال کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔

(آرٹیکل نمبر ۳۲، صفحہ نمبر ۸)

اسی آرٹیکل میں اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ میں نے مارچ ۱۹۹۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اس خواب کو بیان کیا تھا۔ مگر انہوں نے میری بات پر توجہ نہ دی اور اپنی بیٹی کی شادی مارچ ۱۹۹۷ء میں اپنے رشتہ داروں میں کر دی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ ماہ بعد ہی طلاق ہو گئی۔ جنبہ صاحب اس واقعہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی محمدی بیگم سے ملاتے ہیں اور اس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔

آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس واقعہ کے بعد اپنی بیٹی کا نام بھی تبدیل کر دیا اور عطیۃ المجیب کی بجائے اس کا نام عطیۃ الحبیب رکھ دیا۔ اسی طرح کیل، جرمنی کی مسجد کے نام کو بھی بیت المجیب سے بدل کر بیت الحبیب رکھنے کا ذکر کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو اپنی صداقت کا نشان ثابت کرتے ہوئے جنبہ صاحب مزید لکھتے ہیں۔

(اولاً) اگر میری خواب اور اسکی تعبیر غلط تھی یا نفسانی تھی تو پھر عطیۃ المجیب کیوں واپس آئی۔ باقی تینوں بیٹیاں بے شک واپس آجاتیں لیکن عطیۃ المجیب کو واپس نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ اس سے تو ایک نعوذ باللہ جھوٹا سچا بن رہا تھا جو کہ ممکن نہیں۔ لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ ایسا کیوں ہوا؟؟؟

(ثانیاً) اگر میری خواب اور اسکی تعبیر غلط تھی اور خلیفہ رابع صاحب اس سے مرعوب نہیں ہوئے تھے تو پھر وہ اپنی بیٹی کا نام کیوں بدلتے پھرے؟؟؟

(ثالثاً) خلیفہ رابع صاحب کی توبہ استغفار اور صدقہ وخیرات کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میری خواب کی تعبیر کو اگر وقتی طور پر یا مستقل طور پر ٹال دیا ہے تو اس سے میرا دعویٰ غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) غلط نہیں ٹھہر سکتا؟ اگر کسی جذباتی احمدی کی نظر میں غلط ٹھہرتا ہے تو پھر پیشگوئی محمدی بیگم کے سلسلہ میں میرے آقا ومخدوم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی کا کیا بنے گا؟ ایسا جذباتی احمدی تو پھر بالواسطہ رنگ میں ہمارے آقا علیہ السلام کے دعاوی کو بھی جھٹلا رہا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۲، صفحہ نمبر ۹،۱۰)

جنبہ صاحب نے اس کے علاوہ بھی اپنے خطبات میں، مجالس سوال وجواب میں اس واقعہ کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اسے اپنی سچائی کا نشان قرار دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیماری کو اپنی سچائی اور خوف سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیٹی سے شادی کی پیشگوئی کی طرف آنے سے قبل خاکسار محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اور خدائی حکم کے مطابق محمدی بیگم کے والد سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تھا۔ اور بعد ازاں باقاعدہ اشتہار کے ذریعے اسے شائع فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر اس بچی کی شادی کہیں اور کی گئی اور اتنے عرصہ میں اس کے والد کی وفات ہو جائے گی اور اتنے عرصہ میں اس کے خاوند کی وفات ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا۔ محمدی بیگم کی شادی کے چھ ماہ کے اندر اس کے والد کی وفات ہو گئی۔ اور اس واقعہ کو دیکھ کر پوری فیملی نے خدا سے التجائیں کیں۔ جس کے نتیجہ میں اس کے خاوند کی موت ٹل گئی۔ اس بات کی شہادت خود اس کے خاوند نے دی۔ بعد ازاں محمدی بیگم کے ایک بیٹے نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ حضورؑ کو سچا مانتے تھے۔

جنبہ صاحب اپنے واقعہ کو اس واقعہ سے ملاتے ہیں۔ جبکہ جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ایسی کوئی بات تحریر ہی نہیں کی کہ آپ اپنی بیٹی کے ساتھ میری شادی کریں۔ یا ایسا نہ کرنے پر یہ ہوگا۔ بلکہ آپ ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ لکھ دیتے ہیں کہ میری تو اب شادی ہو چکی ہے اور تین بیٹے ہیں۔ حضورؒ کو لکھے گئے خط کا وہ حصہ درجِ ذیل ہے۔

"غالباً یہ مارچ ۱۹۸۴ء کا آخری عشرہ تھا۔ ایک رات میں سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مصروف تھا اور جاگ رہا تھا لیکن اچانک میرے ہوش وحواس کھوئے گئے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نظارہ دکھایا اور دراصل اللہ تعالیٰ نے اس نظارہ میں مجھے میرے متذکرہ بالا سوال کا جواب عنایت فرمایا۔ نظارہ یہ تھا کہ میرے سامنے ایک تصویر ہے اور میرا بھائی عبدالسلام میرے ساتھ کھڑا تھا۔ میں تصویر کی طرف اشارہ کرکے اپنے بھائی کو کہتا

ہوں۔ ’’بھائی جی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ نعمت میرے لیے بھیجی ہے۔‘‘ اسی وقت میری غنودگی کی حالت جاتی رہی۔ یہ تصویر کس کی تھی؟ اس تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز۔ اس واقعہ کے بعد میرے لیے سوال کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ اس وقت میں ایک شادی شدہ انسان ہوں اور بفضل اللہ تعالیٰ میرے تین بچے ہیں۔ یہاں پر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نسل کیساتھ جسمانی تعلق پیدا فرمانے کی خبر دی تھی تو پھر تیری یہ شادی کیسے ہوئی؟ یہ واقعہ دراصل اس طرح ہوا کہ ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے میں لاہور سے ربوہ اپنے گھر آیا۔ اس وقت میں اپنی ماضی کی خوابوں کی تعبیر کو نہیں جانتا تھا اور نہ ہی مجھے یہ پتہ تھا کہ مستقبل میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا سلوک فرمانے والے ہیں۔ ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ پر جب میں آیا تو میری ماں نے بے حد اصرار کیا کہ وہ میرا رشتہ طے کرنا چاہتی ہے اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد میری شادی کرنا چاہتی ہے۔ میری ماں کا میری شادی کیلئے یہ شدید اصرار اس وجہ سے تھا کہ وہ سمجھتی تھیں کہ چونکہ یہ (عاجز) نوجوان ہے اُنتیس سال کا ہونے کو ہے لیکن یہ (عاجز) شادی کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتا۔ دراصل میری ماں جی کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ کہیں میرا بیٹا مردانہ صفات سے تو عاری نہیں؟

ڈاکٹر شریف احمد صاحب کا ایک بیٹا منیر احمد میرا ماضی کا کلاس فیلو تھا اور بہت اچھا دوست تھا۔ اسکی خواہش تھی کہ میرا رشتہ ان کے گھر میں طے ہو۔ بہر حال ماں جی کے اصرار پر میرا رشتہ ڈاکٹر شریف احمد صاحب کے گھر طے پا گیا۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں پھر میرے ساتھ وہ واقعہ شروع ہو گیا جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے۔ اور اس طرح غالباً ۳۱ جنوری ۱۹۸۴ء کو میں اپنا تعلیمی سفر ختم کر کے اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے واپس ربوہ اپنے گھر آ گیا۔ اور دل میں تھا کہ اب جو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہی میں کروں گا۔ ان آیام میں ایک دن میری ماں نے مجھے کہا کہ بیٹا کوئی نوکری کر لو۔ میں نے اپنے آقا کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ماں کو یہی جواب دیا کہ ماں جی ’’میں نے تو اللہ تعالیٰ کی نوکری کر لی ہے۔‘‘ اس کے بعد میری ماں اور میرے بھائیوں نے یہ دیکھتے ہوئے کہ چونکہ یہ (عاجز) دنیا سے لاتعلق ہو چکا ہے مجھ پر نوکری کیلئے کوئی زور نہ دیا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ سقراط کے مشہور قول ’’نیکی علم ہے‘‘ پر میں نے کچھ لکھنا شروع کیا تھا۔ اس ضمن میں نیکی کے متعلق جو علم مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا میں اُسے لکھتا جاتا۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ایک رف سا مضمون تیار ہو گیا۔ اس دوران سسرال کی طرف سے مجھے شادی کیلئے بھی بار بار کہا گیا۔ لیکن میں نے اُنہیں یہی جواب دیا کہ اس معاملہ میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہو گا تبھی میں شادی کرونگا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے میرے سسرال والوں کا اُنہوں نے شادی کے معاملہ میں مجھے زیادہ مجبور نہ کیا کیونکہ میرے ہر قسم کے حالات اُنکے سامنے تھے۔ بالآخر شروع اکتوبر ۱۹۸۵ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے شادی کیلئے اجازت دے دی اور مزید یہ بھی کہا گیا کہ جس عطیہ کی تجھے بشارت دی گئی ہے وہ بھی اپنے وقت پر تجھے ملے گا۔ اس وقت نیکی کے متعلق جو مضمون میں لکھنا چاہتا تھا وہ تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ اور اس طرح آخر اکتوبر ۱۹۸۵ء میں میری شادی ہو گئی۔‘‘

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۶۸،۶۹)

مندرجہ بالا تحریر میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی کہ جس سے ثابت ہو کہ جنبہ صاحب نے حضورؒ سے بچی کا رشتہ مانگا ہو۔ یا ایسا نہ کرنے پر کسی بدانجام کی پیشگوئی کی ہو۔ اس خط پر ۲۲ فروری ۱۹۹۷ء کی تاریخ درج ہے۔

اس خط کے جواب میں حضورؒ نے بھی جنبہ صاحب کی اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جس کی یقینی وجہ یہی ہے کہ جنبہ صاحب کی طرف سے ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں تھی۔

پہلے سے طے شدہ رشتے اور پروگرام کے مطابق مارچ ۱۹۹۷ء میں حضورؒ کی بچی کی شادی ہو گئی۔ یہ شادی کیونکہ پاکستان میں ہوئی اور حضورؒ اس میں شرکت نہیں فرما سکے تھے۔ اس لئے اس تقریب کو ایم ٹی اے پر نشر کیا گیا۔ جسے جنبہ صاحب غلط معنوں میں بیان کرتے ہیں۔ چند ماہ کے بعد یہ رشتہ ختم ہو گیا۔ خلیفہ کے ساتھ ساتھ حضورؒ ایک والد بھی تھے اور اس صدمہ کا آپ کی صحت پر اثر ہوا۔ اس بات کا مذاق بنانا انتہائی گھٹیا پن ہے۔ کوئی بھی شخص جس میں تھوڑی سی بھی انسانیت ہو وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ باپ اور بیٹی کا کیا رشتہ ہوتا ہے۔ اور بیٹی کی تکلیف کا باپ پر کیا اثر ہوتا ہے وہی جان سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی جیسی نعمت سے نوازا ہو۔

اس واقعہ کے بعد حضورؒ نے بچی کی دوبارہ شادی کر دی۔ مگر اس عرصہ میں جنبہ صاحب نے حضورؒ کی خدمت میں نہیں لکھا کہ یہ طلاق میری پیشگوئی کے نتیجہ میں ہوئی ہے یا رشتہ کی ڈیمانڈ نہیں کی۔ بلکہ اس واقعہ کا کہیں ذکر تک نہیں ملتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں جنبہ صاحب نے تیسرا خط ۲ مئی ۲۰۰۲ء کو تحریر کیا۔ اس خط سے قبل حضورؒ کی بیٹی کو طلاق بھی ہو چکی تھی اور اس کے بعد دوسری شادی بھی ہو گئی تھی۔ اس خط سے پہلے حضورؒ بیمار بھی رہ چکے تھے۔ اور جنبہ صاحب کے بقول حضورؒ نے دوسرے نکاح کے موقع پر بیٹی کا نام بھی تبدیل کر دیا تھا۔ مگر جنبہ صاحب نے اپنے اس خط میں اس حوالے سے کوئی ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ پورا خط اے میرے سید، اے میرے سید سے بھرا ہوا ہے۔ اگر جنبہ صاحب کو خدا کی طرف سے کوئی ایسی بشارت ملی ہوئی تھی تو خوف کس بات کا تھا۔

اب حضورؒ کی وفات کے بعد اس قسم کی باتیں کرنا، حضورؒ کی بیماری کا مذاق اڑانا جنبہ صاحب کی ذہنیت کی عکاسی ہے۔ کہ آپ کس ذہن کے مالک ہیں۔ جیسا کہ جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضورؒ میرے خوف سے سٹیج پر گر گئے تھے۔ تو اس وقت حضورؒ کو لکھتے کہ یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس تیسرے خط کے صفحہ نمبر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں

> .آوائل میں جب مجھے آسمان سے حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کی نوید بخشی گئی تو بشری کمزوری کے تحت میرے دل میں بھی یہ ڈر پیدا ہوا کہ جب میں یہ خبر جماعت کو بتاؤں گا تو مجھے تو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ جب میرا یہ غم زیادہ بڑھا تو پھر مجھے آسمان سے ایک دلیل کیساتھ تسلی دی گئی۔ دلیل یہ کہ حضرت مہدیؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا تھا کہ ''**میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔**'' مجھے تسلی بخشی گئی کہ علم اور معرفت میں کمال کا یہ نشان تجھے بخشا گیا ہے۔ اب تجھے کوئی جماعت سے خارج کرے یا نہ کرے اس کا تیرے معاملہ پر کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ تو حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کا نشان رکھتا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرا یہ غم دور فرما دیا۔ کیا یہ بات عجیب نہیں ہوگی کہ ایک انسان تو آسمان سے حضرت مہدیؑ کی غلامی پائے اور جماعت اسے خارج کرتی پھرے؟
>
> اے میرے سید! جب کوئی انسان اپنی سچائی کی دلیل رکھتا ہو اور وہ ہو بھی حق پر اور مزید وہ اپنی سچائی کا عرفان بھی رکھتا ہو تو پھر ایسے شخص کو ڈر کیسا؟ دراصل یقین محکم ہی انسان کو ہر قسم کی مخالفت کی آگ میں چھلانگ لگانے کی جرأت دلاتا ہے۔

جنبہ صاحب کے سارے خوف دور ہو چکے تھے تو پھر اپنی سچائی کے اتنے بڑے نشان کو بیان کرنے میں کیا خوف تھا۔

اسی واقعہ کے سلسلہ میں جنبہ صاحب کے ایک مرید سے بات ہوئی اور میں نے پوچھا کہ جنبہ صاحب نے کہاں حضورؒ سے اس بچی کے رشتہ کی ڈیمانڈ کی تھی اور یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر میرے ساتھ شادی نہ ہوئی تو یہ ہوگا۔ تو وہ صاحب فرمانے لگے وہ اور خطوط ہیں مگر پردہ کی خاطر جنبہ صاحب نے انہیں اپنی ویب سائٹ پر نہیں ڈالا۔ میں نے پوچھا کہ کون سا پردہ۔ یہ ویب سائٹ حضورؒ کی وفات کے بعد بنائی ہے اور ہر بات تو لکھ لکھ کر ویب سائٹ پر ڈالی ہوئی ہے۔ تو ان خطوط کو ڈالنے میں کیا قباحت تھی۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ جنبہ صاحب اپنے دوسرے خط میں حضورؒ کو لکھ رہے ہیں کہ

> اے میرے سید! اپریل ۱۹۹۳ء میں آپ کی خدمت اقدس میں ایک مضمون جو کہ دو حصوں پر مشتمل تھا بغرض دعا اور راہنمائی بھیجا تھا۔ اس مضمون کے ساتھ ایک مختصر سا خط بھی روانہ کیا تھا حالانکہ ضروری تھا کہ میں اس پس منظر کو بھی پوری تفصیل کے ساتھ لکھ کر آپ کی خدمت اقدس میں بھیجتا جس میں یہ مضمون لکھا گیا تھا۔ لیکن میں ایسا نہ کر سکا اور اشارہ کنایہ میں بات پیش کی۔ شاید آپکے ادب، شرم اور حیا کی بدولت پوری تفصیل نہ لکھ سکا۔ بہرحال اس مضمون کے سلسلہ میں آپ نے جو جواب عنایت فرمایا وہ میں نے من وعن قبول کیا اور دل میں یہ سمجھتے ہوئے کہ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ اس واقعہ کو گزرے قریباً چار سال ہو گئے ہیں اور میں اب بھی اس عہد پر قائم ہوں۔ لیکن پچھلے کچھ عرصہ سے بار بار غائب سے دل میں یہ بات پڑ رہی ہے کہ میں نے آپکی خدمت اقدس میں اس مضمون کے پس منظر کی وضاحت نہیں کی۔

اس خط میں جنبہ صاحب لکھ رہے ہیں کہ ''میں نے چار سال پہلے آپ کو ایک خط لکھا تھا''۔ اگر درمیان میں بھی خط لکھا تھا تو کیا اس خط میں جھوٹ بول رہے ہیں۔ ایسے ہی اپنے تیسرے خط کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں۔

> امید ہے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بفضل اللہ تعالیٰ بخیریت ہونگے آمین۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اس طرح آپ کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین۔ آج سے قریباً پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ نے میرے خط کا جواب عنایت فرمایا۔ آپکا جواب جیسا بھی تھا میں نے اسے من وعن قبول کیا اور پھر اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔ میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے

ایسے ہی اس تیسرے خط میں جو ۲۰۰۲ء میں لکھ رہے ہیں کہ ''میں نے پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔آپ نے جو بھی جواب دیا اسے من و عن قبول کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی''۔ اگر درمیان میں خطوط لکھتے رہے ہیں تو پھر ان الفاظ کے کیا معنی ہیں۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے۔اور اگر یہاں جھوٹ بول رہے ہیں تو باقی باتوں میں سچائی کی کیا ضمانت ہے۔

جنبہ صاحب کی اس پیشگوئی کی حقیقت سامنے ہے۔اس میں کوئی صداقت نہیں۔ حسبِ عادت ایک جھوٹ ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں انہیں بندوں کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ مامور ہی لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔اور خدا کی طرف سے ملنے والی بشارتوں کو لوگوں تک پہنچانا ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ پیشگوئی کہتے ہی اسے ہیں جو قبل از وقت بیان کی جائے۔ واقعہ ہو جانے کے بعد یہ کہنا کہ یہ میری صداقت کا نشان ہے ایک جاہلانہ اور جھوٹا بیان ہے۔ جس میں کوئی صداقت نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تمام تر پیشگوئیوں کو قبل از وقت باقاعدہ اشتہاروں کی شکل میں شائع فرمایا۔ کیونکہ آپ کو خدا پر اور خدا کے کئے گئے وعدوں پر مکمل یقین تھا۔ وہ لوگوں سے نہیں پوچھتے پھرتے تھے۔ کہ خدا نے مجھے یہ کہا ہے کیا یہ سچ ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ میرے خدا نے مجھے یہ بتایا ہے اور ایسا ہوگا۔

نشان نمبر ۳: اپنی عمر کی بابت پیشگوئی

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مضامین اور تقاریر میں اپنی عمر کے بارے میں بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ وہ ۲۰۲۸ء تک زندہ رہیں گے۔

ناصر احمد سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کا جواب دیتے ہوئے اپنی عمر کے حوالے سے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ناصر احمد سلطانی صاحب۔ آپکے علم اور آپکے مؤقف کے مطابق مباہلہ کی صحیح معیاد ایک سال ہوتی ہے۔ اب آپ اپنے ہی مؤقف سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو لوگوں کیلئے بے مقصد، غیر نفع بخش اور فائدہ سے عاری بنا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تو اپنی زندگی کے بارے میں خبر دی ہوئی ہے اور میں اس کا بارہا اظہار بھی کر چکا ہوں۔

(نیوز نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱)

اپنی عمر کے بارے میں اس پیش گوئی کو جنبہ صاحب اپنے دعوؤں کی سچائی کے لئے بطور نشان پیش کرتے ہیں۔ اگر اس پیش گوئی کو جنبہ صاحب کی سچائی کے لئے بطور نشان مان بھی لیا جائے تو اس کے لئے ۲۰۲۸ء تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اپنے اس دعوے کا جواب بھی جنبہ صاحب نے خود ہی دے دیا ہے۔ جو پیشِ خدمت ہے۔ اس جواب کے بعد اس نشان کی بابت مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ناصر احمد سلطانی صاحب۔ آپکے علم اور آپکے مؤقف کے مطابق مباہلہ کی صحیح معیاد ایک سال ہوتی ہے۔ اب آپ اپنے ہی مؤقف سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو لوگوں کیلئے بے مقصد، غیر نفع بخش اور فائدہ سے عاری بنا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تو اپنی زندگی کے بارے میں خبر دی ہوئی ہے اور میں اس کا بارہا اظہار بھی کر چکا ہوں۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی کے متعلق کبھی بھی لوگوں کو کچھ نہیں بتایا ہے۔ اب آپ جس طرح خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں۔ ایسی ہی کیفیت کے متعلق ایک عظیم اور زندہ جاوید شاعر جناب مرزا اسداللہ خاں غالب صاحب نے بڑے معنی خیز انداز میں کہا تھا کہ ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
ہم دونوں کی زندگیوں کے خاتمے کا لوگ کہاں تک انتظار کرتے رہیں گے۔

(نیوز نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱)

نشان نمبر ۴: سب سے پہلے دعویٰ کرنے والا سچا ہوتا ہے

محترم جنبہ صاحب اپنی تقاریر اور تحریروں میں اپنی سچائی کے ثبوت میں ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ جو سب سے پہلے دعویٰ کرے وہ سچا ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے دیکھا دیکھی کئی دعویدار پیدا ہو جاتے ہیں۔

الجواب:

اگر جنبہ صاحب کے اس معیارِ صداقت کو مان لیا جائے تب بھی بدقسمتی سے جنبہ صاحب اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔ جنبہ صاحب کہتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۸۳ء کے آخر میں انہیں علم ہوا کہ وہ موعود زکی غلام اور پندرویں صدی کے مجدد ہیں۔ جبکہ جنبہ صاحب کے دعویٰ سے بہت پہلے اور احباب پندرویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ۱۹۷۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو اس موضوع پر ممبرانِ جماعت کی آگاہی کے لئے خطبات دینے پڑے۔ انہی خطبات کے حوالے جنبہ صاحب اور آپ کے ساتھی پیش کرتے ہیں۔

محترم غلام احمد صاحب (معتمد ایوب و محمود ثانی) اس کی ایک مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی ویب سائٹ بھی بنا رکھی ہے۔ جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر آرٹیکل نمبر ۵۰ اور ۵۱ میں انہی صاحب سے جنبہ صاحب کی خط و کتابت ہوئی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے وہاں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

نشان نمبر ۵: سچا خواب اور قبولیت دعا

جنبہ صاحب اپنے دعوے کی سچائی میں دو اور دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں۔

۱۔ سچا خواب

جنبہ صاحب اکثر جگہ تحریر اور بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۵ء میں شادی کے چند دن بعد انہیں خواب آئی کہ ان کے تین بیٹے ہوں گے۔ اور منجھلہ بیٹا غیر معمولی ہو گا۔ اور اس خواب کے عین مطابق ان کے تین بیٹے ہیں۔

۲۔ دعا کی قبولیت

جنبہ صاحب اس بات کا بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ کہ ان کے ہم زلف کے ہاں بیٹا نہیں تھا۔ انہوں نے جنبہ صاحب کو بیٹے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جنبہ صاحب نے دعا کی اور انہیں بتایا کہ اب ان کے بیٹا ہو گا۔ ۱۹۸۸ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے نوازا۔ حالانکہ انہوں نے دو بار الٹرا ساؤنڈ کروایا اور ڈاکٹر نے کہا کہ بیٹی ہو گی۔

جنبہ صاحب کی دونوں باتیں ہی بڑی خوش کن ہیں۔ مگر ان سے کسی طور بھی مامور ہونا یا مامور کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کی زندگی میں ایسے واقعات ضرور پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طریق سے لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرتا ہے اور یہ یقین پیدا کرتا ہے کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہر سچے احمدی کے لئے ایسے واقعات معمول کی بات ہیں۔ اگر کوئی احمدی اس تجربہ سے نہیں گزرا تو یہ اس کی بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں بندوں کا اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ ماموریت کا دعویٰ کرنے والے کے لئے یہ ایک خوف اور فکر کا مقام ہے کہ آج سے تیس سال پہلے ایک خواب آئی جو سچی ہو گئی اور آج سے ستائیس سال پہلے ایک دعا قبول ہوئی۔ مامورین تو ایک دن میں کئی بار ایسے تجربات سے گزرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میرے دعا کی قبولیت کے لاکھوں واقعات ہیں۔

ایک بار جنبہ صاحب کے ایک مرید نے مجھے یہ دو واقعات سنائے تو میں نے اس سے پوچھا کہ پوری زندگی میں صرف یہی دو واقعات ہیں۔ تو وہ صاحب فرمانے لگے کہ نہیں واقعات تو اور بھی ہیں مگر جنبہ صاحب انہیں بیان کرنے سے شرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ یہ دو واقعات بیان کرنے سے وہ نہیں شرماتے مگر باقی واقعات بیان کرنے سے شرماتے ہیں۔ دوسرا میں نے عرض کیا کہ مامور اور ایک عام آدمی میں فرق ہوتا ہے۔ مامور آتے ہی اس لئے ہیں کہ لوگوں کا خدا سے زندہ تعلق قائم کریں۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے وہ اپنا نمونہ یا اپنی مثال پیش کرتے ہیں۔ جس طرح پرندے اپنے بچوں کو اڑنا سکھانے کے لئے ان کے سامنے خود اڑ کر دکھاتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی مامورین بھی لوگوں کے سامنے اپنے واقعات بیان کرتے ہیں تا لوگوں کے دلوں میں بھی ایک جوش اور تڑپ پیدا ہو اور وہ بھی اس کا تجربہ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱۵ نومبر ۱۹۰۰ء) **نبی اور ولی کی عبادات میں فرق:** خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی رفتار بہت ہی سست اور دھیمی ہے، اگر کسی زاہد کو فاسق کہہ دیا جاوے تو اسے ایک لذت آ جائے گی اس واسطے کہ وہ راز جو اس کے اور اس کے محبوب و مولی

کے درمیان ہے وہ مخفی معلوم دے گا۔ صوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جبکہ عین عبادت میں مصروف ہو اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ کر کے کسی حجرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اس پر چلا جاوے تو وہ ایسی طرح شرمندہ ہو جاوے گا جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے۔ جیسے کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذت آتی ہے۔ اسی طرح پر دیانت دار کو کسی کے بددیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیے۔

ہاں! انبیاء میں ایک قسم کا استثنیٰ ہوتا ہے، کیونکہ اگر وہ اپنی عبادت اور افعال کے چھپائیں تو دنیا ہلاک ہو جاوے۔ مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو اور کوئی کہے کہ کہ دیکھو اس نے نماز نہیں پڑھی تو اس کو چپ رہنا مناسب نہیں ہوتا اور اس کو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ نہ کہے، دوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات کا ایک حصہ ظاہر طور پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے تا کہ ان کو سکھاویں۔ یہ ریا نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ خضر نے ایسے کام کیوں کئے جن میں شریعت کی خلاف ورزی کا مظنّہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خضر صاحب شریعت نہ تھا۔ ولی تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے لئے دونو حصے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً نیکی کرنے کا حکم ہے۔

(ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۴ء، جلد اول، صفحہ ۳۹۸)

تاریخ احمدیت تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ چند روز قبل میں ایک نو احمدی کے واقعات سن رہا تھا۔ اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ وہ نو بھائی ہیں۔ مگر کسی کے بھی بیٹا نہیں تھا۔ احمدی ہونے کے باعث مخالفین انہیں طعنہ دیتے تھے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہاری نسل ختم کر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری بیگم ان دنوں امید سے تھیں۔ میں نے دعا کی اور سب کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ اس دفعہ مجھے بیٹا دے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں الٹرا ساؤنڈ وغیرہ نہیں کروایا جاتا۔ مگر مینے خاص طور پر جا کر دو بار الٹرا ساؤنڈ کروایا اور دونوں بار ڈاکٹر نے بتایا کہ بیٹی ہے۔ مگر میں نے کہا کہ اس بار لازمی بیٹا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے نوازا۔

ہم احمدی تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے۔ اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو۔

نیکی خدا ہے

Virtue is God

محترم جنبہ صاحب کا چیلنج

محترم جنبہ صاحب اپنے دعویٰ کی سچائی کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کتاب کا دوسرا حصّہ ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' سے متعلق ہے اور یہ ایک اِلٰہی نظریہ (اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ یا اُم النظریات) ''نیکی خدا ہے'' پر مشتمل ہے۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ لکھا ہے اور قاری اِس میں ''زکی غلام'' کی مرکزی علامات! ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ '' کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ہے جو میرے موعودز کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے اِس الہامی، علمی اور قطعی ثبوت کو جھٹلا کر دکھائے۔؟ خاکسار ۱۹۹۳ء سے اِنتظار کر رہا ہے لیکن کوئی میدان میں نہیں آیا سوائے اَخراج مقاطعہ اور گالیوں کے۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

(لیٹر نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ صفحات پر جنبہ صاحب کی طرف سے اٹھائے گئے ہر سوال کا قرآن پاک، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔ اسی طرح جنبہ صاحب کے اس چیلنج کو بھی قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تائید اور رہنمائی کی روشنی میں قرآن پاک، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی مدد سے جواب دیا جا رہا ہے۔

اس کتاب (نیکی خدا ہے) اور اس میں موجود مضامین کی حقیقت اور ان کے جوابات اگلے صفحات پر تفصیل سے پیش ہیں۔ مگر جنبہ صاحب کے دعویٰ موعودز کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا ایک فوری جواب درجِ ذیل ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنی ویب سائٹ پر ایک فولڈر ''لیٹرز'' کے عنوان سے بنایا ہوا ہے۔ اس میں پہلے تین خط وہ ہیں جو جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تحریر کئے تھے۔ ان خطوط کے ساتھ حضورؒ کی طرف سے موصول ہونے والے جواب اور ان موصول شدہ جوابوں پر تبصرہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا چیلنج بھی حضورؒ کے پہلے خط کے جواب میں لکھے گئے جواب میں درج ہے۔ اسی جواب میں جنبہ صاحب اپنے دعویٰ موعودز کی غلام مسیح الزماں کی صداقت کے ثبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

''شیطانی وساوس''۔۔اور۔۔''پیغامیوں والا فتنہ''

خاکسار نے اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے حصہ اول میں (۱) قرآن مجید (۲) زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات اور (۳) حضرت بانئے جماعت کی اپنی تحریر کی روشنی میں قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت بانئے جماعت کی نرینہ اولاد بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتی لہٰذا خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود بالکل جھوٹا ہے۔ چونکہ مجھ سے پہلے ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' اور اسکے امیر مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے اس وجہ سے خلیفہ رابع صاحب نے میری کتاب میں مذکورہ میرے خیالات کو ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیا ہو۔؟ اس ضمن میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ جس طرح وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے متعلق سر سید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے خیالات میں توارُد پیدا ہو گیا تھا بعینہ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خاکسار اور انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوریوں یا پیغامیوں) کے خیالات میں بھی توارُد پیدا ہوا ہے۔ خیالات کی اس ہم آہنگی میں اگر کوئی فرق تھا تو وہ درج ذیل ہے۔

وفاتِ مسیح کے متعلق سر سید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے خیالات میں توارُد

(۱) سر سید احمد خاں کو از روئے عقل یہ پتہ چلا تھا کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم زندہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے اور نہ ہی اُنہوں نے بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونا ہے بلکہ دیگر انسانوں کی طرح وہ فوت شدہ ہیں۔ اُنہوں نے کبھی یہ دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ مجھے وفات مسیح کے متعلق کوئی الہام ہوا ہے۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں۔ ''عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں کلام نہیں کیا اور نہ ہی وہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا ضرور گیا مگر وہ صلیب پر مرے نہیں۔'' (بحوالہ ۱۶۔اکتوبر ۱۹۹۳ء جنگ لندن۔ محمد احمد حامی) سر سید احمد خاں صاحب اِس ضمن میں مزید لکھتے ہیں۔ ''چونکہ وہ بجد (بجسم۔ ناقل) عنصری آسمان پر نہیں گئے اس لیے آسمان سے اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' (ایضاً)

اِسی طرح حضرت بانئے جماعتؑ نے اِس سلسلہ میں ۱۸۹۱ء میں اپنا ایک اِلہام شائع فرمایا۔! ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُاللّٰهِ مَفْعُوْلاً ۔ اَنْتَ مَعِیَ وَ اَنْتَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔اَنْتَ مُصِیْبٌ وَّ مُعِیْنٌ لِّلْحَقِ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ بحوالہ ازالہ اوہام) عربی عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تُو میرے ساتھ ہے اور تُو روشن حق پر قائم ہے۔ تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے متعلق سر سید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے نقطۂ نظر میں ہم آہنگی ضرور پیدا ہوئی لیکن اسکے باوجود ان دونوں کے نقطۂ نظر میں فرق بھی ہے۔ مثلاً۔ اول الذکر نے بذریعہ عقل وفات مسیح کا عقیدہ اختیار کیا جبکہ ثانی الذکر نے نہ صرف حضرت مسیح ابن مریمؑ کی وفات کے متعلق اِلہامی دعویٰ کیا بلکہ اِسکی تائید اور ثبوت میں قرآن مجید کی تیس (۳۰) آیات کیساتھ اُس کا فوت شدہ ہونا بھی ثابت کر دیا۔

(۲) حضرت بانئے جماعتؑ نے اپنے مثیل مسیح یعنی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا جبکہ سر سید احمد خاں کا کوئی ایسا اِلہامی دعویٰ نہیں تھا۔

(لیٹر نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳، ۴)

مندرجہ بالا تحریر میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ وفاتِ مسیح کے متعلق سر سید احمد صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی تھی۔ مگر دونوں کے دعوؤں میں ایک واضح فرق تھا۔

سر سید احمد صاحب نے وفاتِ مسیح کا عقیدہ عقل کی بنیاد پر کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ الہام کی بنیاد پر کیا تھا۔ اس کے ثبوت میں جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام بھی درج فرمایا ہے۔

اس کے بعد جنبہ صاحب اپنے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق انجمن اشاعتِ اسلام لاہور اور خاکسار کے نقطہ نظر میں توارُد

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنے رسالہ ''المصلح الموعود'' میں لکھتے ہیں:۔

''میاں محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کے متعلق سب سے پہلے پیر منظور محمد صاحب نے ۲۷۔مئی ۱۹۱۴ء کو یعنی اختلاف کے اڑھائی ماہ بعد ایک مضمون لکھا جو رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا۔ اسکے جواب میں جون ۱۹۱۴ء میں میں نے ایک رسالہ بنام ''المصلح الموعود'' لکھا جس میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریروں سے اور آپکے الہامات سے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت صاحب کے تین موجود بیٹے اپنی اپنی جگہ حضرت صاحب کی دوسری پیشگوئیوں کے مصداق ضرور ہیں مگر مصلح موعود والی پیشگوئی کا کوئی بھی ان میں سے مصداق نہیں اور حضرت صاحب کو ان تینوں کی پیدائش کے بعد الہاماً یہ معلوم ہوگیا تھا کہ وہ موعود اب تک پیدا نہیں ہوا بلکہ انکے بعد پیدا ہوگا۔ پیر صاحب نے جو بنیاد رکھی تھی جماعت قادیان اس پر تیس سال برابر عمارت بناتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ فروری ۱۹۴۴ء کے شروع میں جناب میاں صاحب نے بھی کہہ دیا کہ مجھے خواب آگیا ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اس اختتامی اداکاری کے بعد جماعت قادیان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ لیکن معذرۃ الی ربکم ولعلهم یتقون کا ارشاد اس بات کا مقتضی ہے کہ کوئی قوم کتنی بھی لاپرواہو نصیحت چھوڑنی نہیں چاہیے۔'' (المصلح الموعود صفحہ ۳ مصنف مولوی محمد علی صاحب۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

یہ یاد رہے اور میں نے اس کا اپنے مضامین میں بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میں مذہبی لحاظ سے اُمی تھا۔ نہ میں مولوی نہ صحابی اور نہ ہی کسی مولوی اور صحابی کا بیٹا تھا۔ میں ان روحانی راہوں کا قطعاً راہی نہیں تھا۔ دورانِ تعلیم مجھے احمدیت کے مطالعہ کا کوئی موقعہ میسر نہ آیا۔ میں صرف پیدائشی احمدی تھا اور میرا دینی علم بھی واجبی سا تھا۔ دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے شاید میں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی ایک آدھ رسالہ مثلاً کشتی نوح وغیرہ پڑھا ہو۔ حضرت بانئے جماعت کی کتب کے سلسلہ میں اگر کسی کے علم کا یہ حال ہو تو پھر پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اُس نے ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کے مؤقف کو کہاں سے پڑھ لیا ہوگا۔؟ اب جس طرح حسن اتفاق سے وفات مسیح کے ضمن میں سرسید احمد خاں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے خیالات میں ہم آہنگی اور توارُد پیدا ہو گیا تھا بالکل اسی طرح خاکسار اور انجمن اشاعت اسلام لاہور یا بقول خلیفہ رابع پیغامیوں کے خیالات میں بھی ایک قسم کی ہم آہنگی اور توارُد پیدا ہو گیا ہے۔ اور اگر اس توارُد اور ہم آہنگی میں کوئی فرق ہے تو یہ فرق بھی ویسا ہی ہے جیسا وفات مسیح کے سلسلہ میں سرسید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعت کے درمیان میں تھا۔ مثلاً۔

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے عقلی طور پر حضرت بانئے جماعتؑ کے الہامات اور آپکی تحریروں سے یہ ثابت کیا کہ حضورؑ کے موجود بیٹے (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے اور مصلح موعود یعنی زکی غلام نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ مزید برآں اس ضمن میں مولوی محمد علی صاحب نے بھی سرسید احمد خاں کی طرح کوئی الہامی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ برخلاف اسکے اس عاجز پر حضرت بانئے جماعت کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انکشاف ہوا کہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔ اور پھر جس طرح حضرت بانئے جماعت نے حیات مسیح کو قرآنی آیات کیساتھ غلط ثابت کیا بعینہٖ میں نے بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن مجید، حضورؑ کے الہامات اور آپکی تحریروں کی روشنی میں قطعی طور پر غلط ثابت کیا ہے۔

(۲) سرسید احمد خاں کی طرح مولوی محمد علی صاحب نے بھی کوئی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا جبکہ اس عاجز کا حضرت بانئے جماعتؑ کی طرح الہامی طور پر زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ ہے۔

(۳) اگر پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں میرے اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خیالات کے توارُد یا ہم آہنگی کو خلیفہ رابع ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دینے پر بضد ہیں تو پھر اُنہیں وفات مسیح کے ضمن میں حضرت بانئے جماعت کے نقطہ نظر کو بھی ''سر سید احمد خاں والا فتنہ'' قرار دینا پڑے گا کیونکہ آقا اور غلام کیساتھ ایک جیسا معاملہ ہوا ہے۔لیکن اگر خلیفہ رابع صاحب حضرت بانئے جماعت کے متعلق ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تو پھر اُنہوں نے آپکے زکی غلام کے متعلق ایسا کیوں الزام لگایا ہے۔؟

(۴) اگر خلیفہ رابع صاحب یا کسی اور کا یہ خیال ہو کہ وفات مسیح کے متعلق تو حضرت مرزا صاحبؑ کو اِلہاماً پتہ چلا تھا تو پھر ہم اِسے ''سر سید احمد خاں والا فتنہ'' کیسے قرار دے سکتے ہیں۔؟ تو جواباً عرض ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اس عاجز کو اِلہاماً پتہ چلا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نرینہ اولا د اِسکے دائرہ بشارت میں نہیں آتی اور خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود کلیتہً جھوٹا ہے۔تو پھر خلیفہ رابع کو یہ حق کس نے دیا تھا کہ وہ بغیر دلیل کے میری کتاب کو''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیں۔؟

(لیٹر نمبر ا، صفحہ نمبر ۴،۵)

محترم جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں ''اگر خلیفہ رابع صاحب یا کسی اور کا یہ خیال ہو کہ وفاتِ مسیح کے متعلق تو حضرت مرزا صاحبؑ کو الہاماً پتہ چلا تھا تو پھر ہم اسے ''سر سید احمد خان والا فتنہ'' کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ تو جواباً عرض ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اس عاجز کو الہاماً پتہ چلا ہے''۔

الجواب:

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو وفاتِ مسیح اور اپنے مسیح موعود ہونے کا الہاماً پتہ چلا تھا تو انہوں نے سب کے سامنے بغیر مطالبہ کے اس الہام کو پیش کر دیا تھا۔اور آپ نے بھی اس الہام کو اوپر درج فرمایا ہے۔افراد جماعت احمدیہ گزشتہ ۱۱ سال سے آپ سے یہی تقاضا کر رہے ہیں کہ جس الہام کے ذریعے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا ہے اور آپ (عبدالغفار جنبہ صاحب) وہ موعود مصلح موعود ہیں۔اسے شائع فرمائیں۔لیکن آج تک آپ نے اس الہام کو شائع نہیں فرمایا۔بلکہ طرح طرح کی تاویلیں کر کے بات کو ٹال رہے ہیں۔

اب تو آپ کے دعوے مجدد، مسیح عیسیٰ ابن مریم اور نبی اللہ ہونے کے بھی ہیں۔تو آپ کو چاہیئے کہ سب سے پہلے الہام کے وہ الفاظ درج فرمائیں۔جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام مراتب سے نوازا ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنے اسی جوابی مضمون میں ایک حدیث بھی درج فرمائی ہے۔

"عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔"(بخاری کتاب الایمان بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ۲۹۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسرے کے لئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

جنبہ صاحب تمام احمدی مومن آپ سے وہی چیز پوچھ رہے ہیں جسے وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔اور جسے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے لئے پیش کرتے ہیں۔آپ بھی مومنوں والا کام کریں اور جس طرح آپ نے خود حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کو پیش کیا ہے۔اپنا بھی الہام پیش کریں۔مثال وہ دیں جس پر خود بھی عمل کرتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱:۳،۴)

جنبہ صاحب کے اس الہامی نظریہ کی سمجھ آج تک آپ کے کسی مرید کو بھی نہیں آئی۔بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس الہامی نظریہ کی سمجھ آج تک خود جنبہ صاحب کو بھی نہیں آئی۔

جنبہ صاحب کے اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے میں نے پہلے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔پھر اس سلسلہ میں لکھے گئے جنبہ صاحب کے دیگر مضامین کا مطالعہ کیا۔مگر بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اس میں کون سا الہامی نظریہ ہے۔اور کون سے ایسی بات ہے جسے جھٹلانے کے لئے جنبہ صاحب چیلنج کر رہے ہیں۔میں نے خیال کیا کہ شاید مجھے ہی بات کی سمجھ نہیں آرہی۔اس لئے میں جنبہ صاحب کی سوال و جواب کی محافل کو سننا شروع کیا۔اس میں جنبہ صاحب کے ایک مرید نے آپ سے اس کتاب کے بارہ میں پوچھا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ بہت ثقیل اور گہرا مضمون ہے۔سوال وجواب کی محفل میں اس کا جواب دینا مشکل ہے۔اس لئے کل کی تقریر میں اس کی وضاحت کروں گا۔اگلے دن کی تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹہ پر محیط تھی۔اور اس پوری تقریر میں جنبہ صاحب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یہی بتاتے رہے کہ بہت ثقیل اور گہرا مضمون ہے۔تھوڑی دیر میں وضاحت نہیں ہو سکتی۔اس سے احباب اس الہامی نظریہ کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خود جنبہ صاحب کو بھی نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا لکھا ہے۔یا اس کتاب میں کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں جسے بیان کیا جاسکے۔

اگلے صفحات پر جنبہ صاحب کی الہامی کتاب "نیکی خدا ہے" کی حقیقت پیش ہے۔

کتاب ''نیکی خدا ہے'' پر ایک نظر

مندرجہ بالا کتاب کی حقیقت جاننے کے لئے خاکسار نے جنبہ صاحب کی خدمت میں یہ سوال تحریر کیا تھا۔

سوال نمبرا۔۔ ''آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو جو خطوط لکھے اِن میں دو کتابچوں کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ ساتھ بھجوا رہا ہوں۔ وہ دو کتابچے کون سے تھے۔ اندازے سے میں نے اُنہیں آپکی 'کتاب غلام مسیح الزماں' اور 'نیکی خدا ہے' خیال کیا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ کیا وہ اصل کتابچے جو آپ نے حضور کو بھجوائے تھے خاکسار کو بھجوا سکتے ہیں۔ کیونکہ ویب سائٹ پر موجود کتابچے پر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ نظرِ ثانی کے بعد۔ اس لیے میں وہ اصل کتابچے پڑھنا چاہتا ہوں۔''

جنبہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔ خاکسار نے مورخہ ۲/اپریل ۱۹۹۳ء کے دن جناب خلیفہ رابع صاحب کو جو دو کتابچے بھیجے تھے۔ اُنکے متعلق آپ نے جو اندازہ لگایا ہے وہ بالکل درست ہے۔ خاکسار یہاں اسکی مزید وضاحت کرتا ہے۔ کتاب غلام مسیح الزماں جو اس وقت alghulam.com پر آن ایئر ہے۔ اس کتاب کا حصہ اوّل ''الہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' جو صفحہ ۱۲۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۳۵ تک چلتا ہے۔ یہ اُردو کا کتابچہ تھا۔ جو میں نے جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیجا تھا۔ اسی کتاب کا حصہ دوم جو کتاب کے صفحہ ۲۳۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۴۶ تک چلتا ہے۔ اس وقت کتاب میں اس کا عنوان ''الہامی پیشگوئی کی حقیقت''۔ ''نیکی خدا ہے''۔ ''سلطان مبین'' لکھا ہوا ہے۔ یہ وہ دوسرا کتابچہ تھا جو میں نے جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیجا تھا۔ یہ کتابچہ میں نے اولاً انگریزی میں لکھا تھا اور اس کا عنوان خاکسار کے الہام ''Virtue is God'' پر مشتمل تھا۔

اُردو کتابچے کے سلسلہ میں گذارش ہے کہ میں نے اِس کو ہاتھ سے لکھا تھا اور پرنٹر نے اسے کتابی شکل میں ڈھال دیا۔ اُس وقت میرے پاس اسکی ۱۴ کاپیاں تھیں۔ ایک کتابچہ تو جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیج دیا تھا اور باقی ۱۲ کتابچے خاکسار نے سنجیدہ دوست احباب کو پڑھنے کیلئے دے دیئے تھے۔ ایک کتابچہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ میں اس کتابچے کو کسی کو دے نہیں سکتا کیونکہ یہ بطور ثبوت اور ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔ اگر کوئی میرے پاس آ کر اس کتابچے کو پڑھنا چاہے تو۔۔ چشم ما روشن۔ دِل ما شاد

جہاں تک دوسرے کتابچے یعنی Virtue is God کا تعلق ہے۔ میں نے یہ کتابچہ باقاعدہ چھاپہ خانہ سے شائع کروایا تھا۔ اگر آپ اس کتابچے کو پڑھنا چاہیں تو میں اصل کتابچے کو بذریعہ ڈاک آپ کو بھیج سکتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ انگریزی کا یہ اصل کتابچہ کینیڈا میں میرے کسی پیروکار کے پاس بھی موجود ہو۔ اپنے لکھے ہوئے انگریزی کتابچے (Virtue is God) کا ترجمہ خاکسار نے خود کیا تھا۔ یہ دونوں کتابچے [پیش لفظ، تعارف، مقدمہ اور جماعت احمدیہ کیلئے لمحہ فکریہ کے علاوہ] میری کتاب غلام مسیح الزماں میں حصہ اوّل (الہامی پیشگوئی کا تجزیہ) اور حصہ دوم (الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کے طور پر شامل ہیں۔ نظرِ ثانی کرتے وقت اِن دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی

گئی ہے۔مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے۔یا حصہ اوّل میں حضورؐ کے پیشگوئیوں کے سلسلہ میں چند مزید حوالے بڑھا دیئے ہونگے۔میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ نظر ثانی کرتے وقت دونوں کتابچوں میں اضافہ تو ضرور ہوا ہے لیکن اِن دونوں کتابچوں میں کوئی قابل ذکر کمی نہیں کی گئی ہے۔غلام مسیح الزماں کتاب جو اس وقت ویب سائٹ پر آن ایئر ہے۔آپ اس میں دونوں کتابچوں کے اصل مضامین پڑھ سکتے ہیں۔تعارف میں حضورؑ کا موعود غلام کے بارے میں مبشر الہامی کلام درج ہے جبکہ مقدمہ اُن تین خطوط پر مشتمل ہے جو خاکسار نے مختلف اوقات میں جناب خلیفہ رابع صاحب کو لکھے تھے۔میں کسی خطبہ جمعہ میں آپ کیلئے یہ دونوں کتابچے ناظرین کو دکھاؤں گا۔

خاکسار نے یہ درخواست ۱۳اکتوبر ۲۰۱۴ء بذریعہ ای میل کی تھی اور جنبہ صاحب کا مندرجہ بالا جواب مورخہ ۳۰ نومبر ۲۰۱۴ء کو تحریر کیا گیا تھا اور خاکسار کو ۲ دسمبر ۲۰۱۴ء کو بذریعہ ای میل موصول ہوا تھا۔

حسبِ وعدہ جنبہ صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۵ دسمبر ۲۰۱۴ء میں دونوں کتابوں کو دکھایا۔
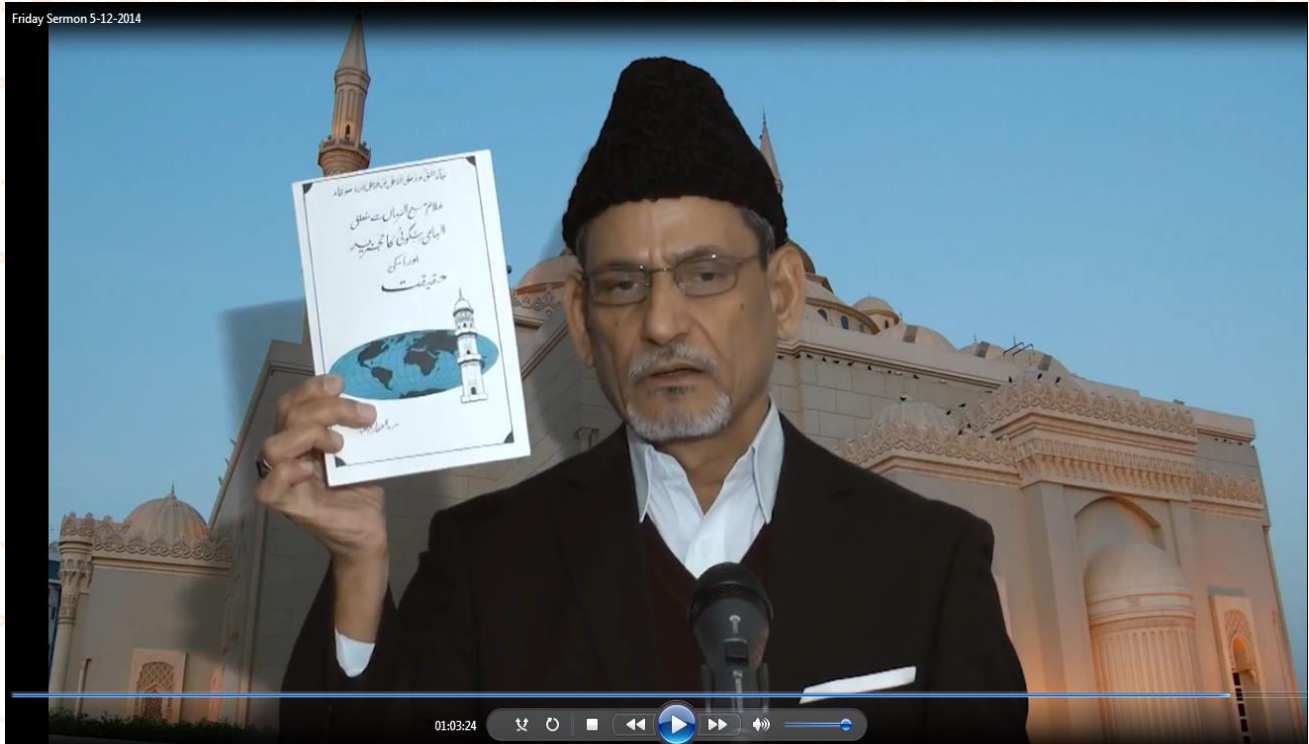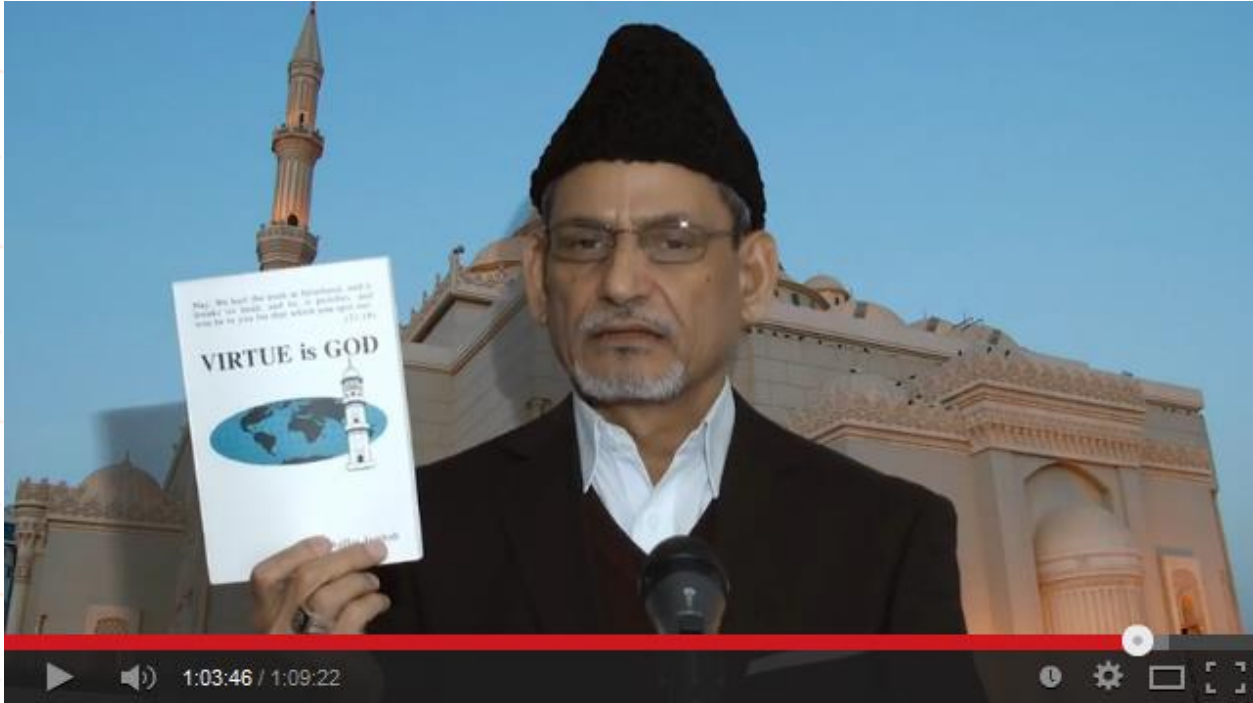
بعدازاں اسی کتاب ''نیکی خدا ہے'' اور کتاب ''امام مسیح الزماں کے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اس کی حقیقت کو دوبارہ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں دکھایا۔
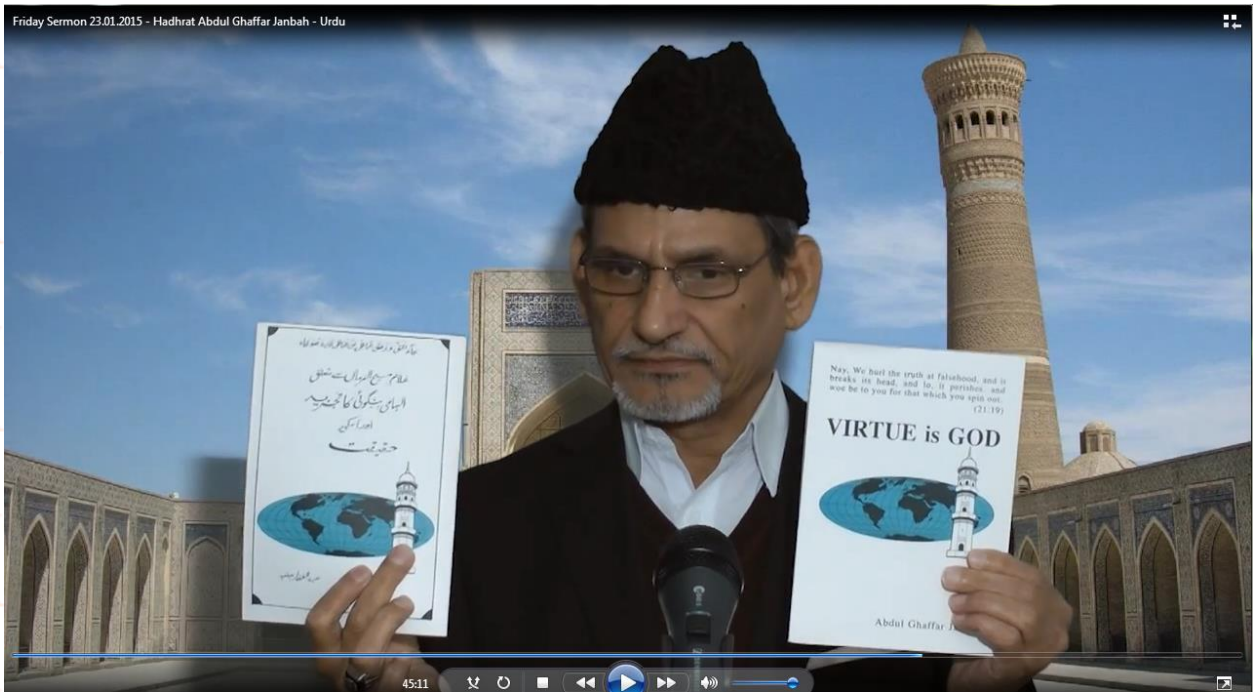
(خطبہ جمعہ، مورخہ ۲۳ جنوری ۲۰۱۵ء)

اس کتاب(Virtue is God) کے سلسلہ میں دو تین ضمنی باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جنبہ صاحب کا پہلا خط جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تحریر کیا تھا اور اس وقت آپ کی ویب سائٹ پر موجود ہے، میں جنبہ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ دو مضامین بجھوا رہا ہوں۔

اے میرے آقا! آپ کی خدمت میں دو مضامین بغرض دعا اور راہنمائی ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ دعا کیساتھ میری راہنمائی بھی ضرور فرمائیں گے۔ آمین

جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب " عندم مسیح الزمان کے متعلق الہامی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت " ملی۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم

حضورؒ نے کسی دوسری کتاب کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؒ کو جنبہ صاحب کی ایک ہی کتاب موصول ہوئی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ دونوں تصاویر میں جنبہ صاحب نے جو کتاب "VIRTUE IS GOD" پکڑی ہوئی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جو جنبہ صاحب نے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی۔ لیکن وہ کتاب جو اس وقت جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود ہے وہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ اور یہ ۲۰۰۴ء کے بعد پرنٹ ہوا ہے۔ نیز ان دونوں کتابوں میں بہت فرق ہے۔

تیسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والی کتاب "Virtue is God" میں جنبہ صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ لیکن بعد کے ایڈیشن میں اس پیشگوئی کا ذکر کر کے خود کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔

جنبہ صاحب اور آپ کے مرید جماعت احمدیہ پر تحریف کے الزامات لگاتے ہیں۔ لیکن ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ ۱۹۹۲ء میں شائع شدہ کتاب اور ۲۰۰۴ء کے بعد شائع ہونے والی کتاب میں تحریف کے ڈھیر لگا دیئے ہیں اور سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس کے چند نمونے اگلے مضمون میں پیشِ خدمت ہیں۔

کتاب "VIRTUE IS GOD" اور تحریف کے ریکارڈ

محترم جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں نے جماعت احمدیہ پر مختلف کتابوں میں تحریف کرنے کا الزام لگایا ہے۔ان کا جواب گزشتہ صفحات پر تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ مضمون میں پڑھا ہے کہ میرے پوچھنے پر جنبہ صاحب نے اپنی اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا۔

نظر ثانی کرتے وقت اِن دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی گئی ہے۔مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے۔یا حصہ اوّل میں حضورؐ کے پیشگوئیوں کے سلسلہ میں چند مزید حوالے بڑھا دیئے ہونگے۔میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ نظر ثانی کرتے وقت دونوں کتابچوں میں اضافہ تو ضرور ہوا ہے لیکن اِن دونوں کتابچوں میں کوئی قابل ذکر کمی نہیں کی گئی ہے۔غلام مسیح الزماں کتاب جو اس وقت ویب سائٹ پر آن ایئر ہے۔

جنبہ صاحب میرے سوال کے جواب میں فرمارہے ہیں کہ "ان دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی گئی ہے۔ مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔ کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے" نیز لکھتے ہیں "لیکن ان دونوں کتابچوں میں کوئی قابل ذکر کمی نہیں کی گئی ہے"۔

جنبہ صاحب کے اس ارشاد کی حقیقت جاننے کے لئے خاکسار ۱۹۹۲ء اور ۲۰۰۴ء میں شائع ہونے والی کتاب "Virtue is God" کے چند صفحات آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ قابل ذکر کمی کی گئی ہے یا نہیں۔ نیز اس کی جانے والی کمی یا معمولی تبدیلی سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ غلام امام الزماں کے دل میں اپنے آقا کی کیا اہمیت اور عزت ہے۔ اور اس تبدیلی کا اصل مقصد کیا ہے۔

ذیل میں پہلے ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والی کتاب کے چند صفحات پیشِ خدمت ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۰۰۴ء کے بعد شائع ہونے والی کتاب جو اس وقت جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود ہے کے وہی صفحات پیش کرتا ہوں۔

FOREWORD

The concept of Virtue is very important in the domain of knowledge. Although this term has been interpreted differently; yet we do not find its such account, which removing all doubts, satisfies our heart and mind. Besides introduction, my thesis is composed of three chapters. The first chapter deals with the spirit of Virtue. Logically, it has been explained under different topics. With respect to Socrates, Luis E. Navia writes, "About whom, in a sense, we know a great deal, but about whom, in another sense, we know hardly anything at all."

Socratic theory of Knowledge has been pointed out in the second chapter. Turning away from the traditional viewpoint, it has been renewed altogether. Along with this, sources of Knowledge and degrees of human understanding have been mentioned.

Moreover, the concept of sciences discusses the nature and scope of different sciences while under the concept of the Divine covenant, the object of human life has been explained. In the last chapter, Virtue is God has been verified with the Divine words.

It should be kept in mind that the truth is simple, naive and incontrovertible. It does not need glamour of words for its expression, for beauty needs no ornaments. In order to comprehend it, righteousness is needed and not a mere scholarly mind.

I am thankful to my Immam Hazrat Mirza Tahir Ahmed, Khalifa-tul-Messiah IV (May Allah strengthen his hands) whose prayers enable me to write on this subject. I pray for his long life, Ameen. Finally, I am thankful to my mother, to late father, other members of my family, those friends and publisher, who assisted me in any way during the writing and publishing of this thesis. I would like to record my special appreciation of the help of Mr. Munir Ahmad Choudhry. I pray for their success and welfare in this world and in the next world.

December 1992

Abdul Ghaffar Jambah
2300 Kiel, Germany

(۱۹۹۲ء میں شائع شدہ کتاب کا صفحہ)

مندرجہ بالا صفحہ موجودہ ایڈیشن میں سے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس صفحہ میں اس بات کا اعتراف کیا گیا تھا کہ یہ مضمون حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعاؤں کے طفیل لکھا گیا ہے۔ اس صفحہ میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں کہ یہ مضمون کسی الہام کی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔ یا اس کا نام "Virtue is God" کوئی الہام ہے۔ یا یہ مضمون خدا کے فضل یا مدد سے لکھا ہے۔

بلکہ جنبہ صاحب نے اپنی تحریرات میں اکثر جگہ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ایم اے کا امتحان دینے کے بعد ۱۹۸۳ء میں مذید تعلیم کے لئے ایک مقالہ لکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے لئے سقراط کے ایک بیان "Virtue is Knowledge" کا انتخاب کیا۔ یہ مضمون دسمبر ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوا۔ لگتا ہے اس وقت تک جنبہ صاحب نے اس کتاب کو الہامی قرار دینے کا کوئی پروگرام نہیں بنایا تھا۔ یا کسی نے اس طرف توجہ نہیں دلائی تھی۔

بعد ازاں آپ نے اس کتاب کو الہامی قرار دے دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر نکالنے کے ساتھ ساتھ اپنے والدین، اور فیملی کے باقی احباب کا ذکر بھی نئے ایڈیشن سے غائب کر دیا۔ مگر ایک دوست کا ذکر کرنا نہیں بھولے۔ یہ ذکر دونوں ایڈیشنوں میں موجود ہے۔ لگتا ہے اس صاحب نے کافی مدد کی ہے۔ جنبہ صاحب نئے ایڈیشن میں تحریر فرماتے ہیں۔

I am thankful to those friends who assisted me in any way during the writing and publishing this essay. I would like to record my special appreciation of the help of Munir Ahmad. I pray for their success and welfare in this world and in the next world.

December 1992

Abdul Ghaffar Janbah
Kiel, Germany

جنبہ صاحب بھول گئے کہ آپ نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ اور الہامی کتاب لکھنے میں کوئی دوست کیسے مدد کر سکتا ہے۔ الہامی کتاب تو صرف خدا کی مدد کی متقاضی ہوتی ہے۔ نیز یہ بات بھی ذہن سے اتر گئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر کبیر کے سلسلہ میں کافی مذاق اڑا چکے ہیں کہ اس کے لکھنے میں دوسرے لوگوں نے مدد کی تھی۔ وہ تو دس جلدوں پر مبنی تفسیر ہے جس میں بے شمار حوالے ہیں۔ مگر جنبہ صاحب یہ تو چند صفحات ہیں اور ان کے لکھنے میں بھی دوستوں کی مدد؟؟؟؟

آیئے اب دونوں ایڈیشنوں کا اگلا صفحہ دیکھتے ہیں۔
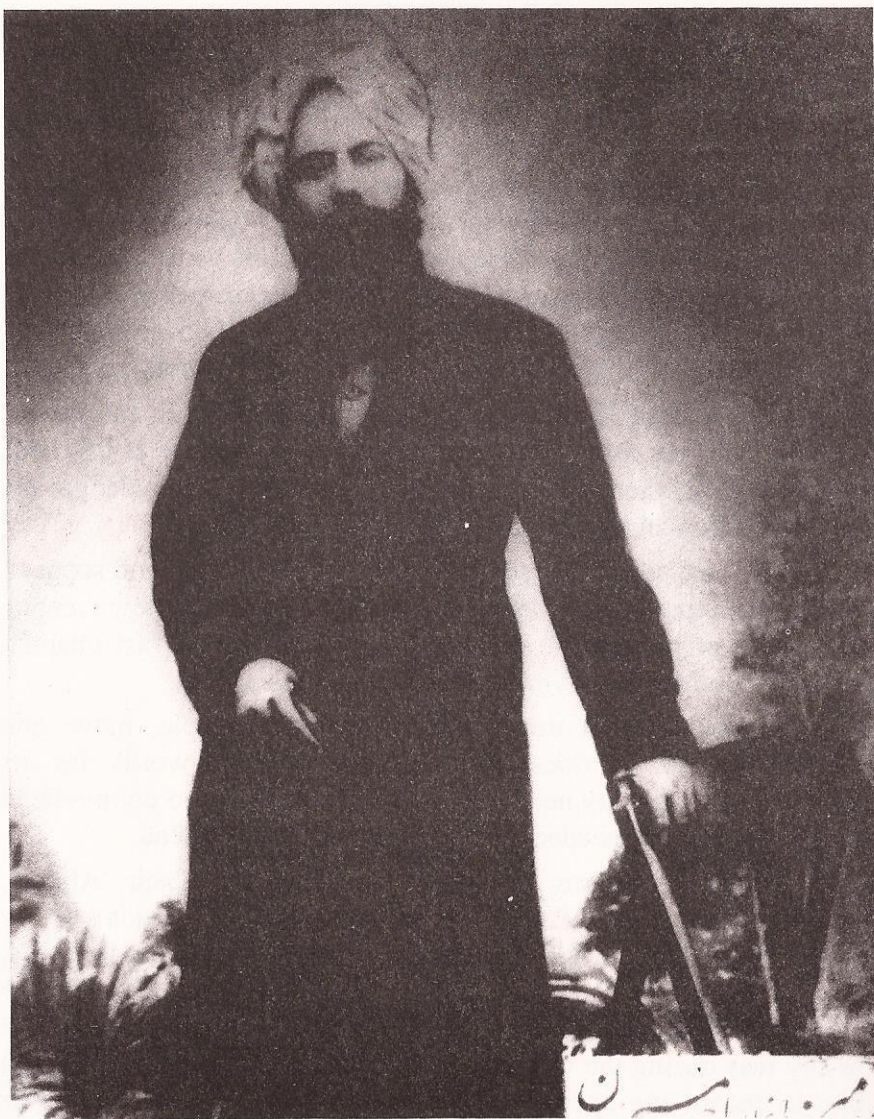
Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him) 1835-1908
(Promised Messiah and Mahdi)

A warner came into the world and the world accepted him not but God shall accept him and will demonstrate his truth with powerful assaults.

(۱۹۹۲ءمیں شائع شدہ کتاب کا صفحہ)

Abdul Ghaffar Janbah

"He will be extremely intelligent and understanding and will be meek of heart and will be filled with scientific and philosophic knowledge. He will convert 3 into 4 (of this the meaning is not clear). It is Monday a blessed Monday. Son, Delight of the heart high ranking noble; a manifestation of the First and the Last, a manifestation of the Truth and the Supreme; as if Allah has descended from heaven."

(ویب سائٹ پر موجود نئے ایڈیشن کا صفحہ)

آقا کے نام نہاد سچے غلام نے ۱۹۹۲ء کے ایڈیشن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر شائع کی تھی۔ مگر نئے ایڈیشن میں سے اس تصویر کو غائب کر دیا اور اس کی جگہ اپنی تصویر لگالی۔

اپنی تصویر کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی تو درج فرمائی مگر تعصب کی انتہا دیکھئے کہ اس پیشگوئی کے نیچے حوالہ درج نہیں کیا۔ کہ یہ کس کا ارشاد ہے یا اسے کہاں سے لیا گیا ہے۔

خاکسار نے اپنی اس کتاب کے شروع میں یہ بات تحریر کی تھی کہ جنبہ صاحب پیشگوئی مصلح موعود کی آڑ میں دراصل حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی جماعت پر حملہ کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ اپنی بات کے ثبوت میں بہت کچھ گزشتہ صفحات پر لکھ چکا ہوں۔ اور ایک ثبوت ابھی آپ کو دکھادیا ہے۔ اور ابھی چند ثبوت اور دکھاؤں گا۔

۱۹۹۲ء کے ایڈیشن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر چسپاں کرنے کے بعد آپؑ کا ایک تعارف بھی شائع کیا گیا تھا۔ یہ تعارف حضرت سر ظفر اللہ صاحبؓ کی ایک تحریر سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ تعارف سات سے زائد صفحات پر مبنی تھا جو پورا کا پورا نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ اس تعارف میں جنبہ صاحب نے یہ حوالہ بھی شامل کیا تھا ہے۔

There are prophecies attributed to the Holy prophet of the advent of a Mahdi and a Messiah, in the latter days . The Holy Prophet specified that these prophecies would be fulfilled in the appearance of the same person who would be both Mahdi and Messiah and thus there was no doubt left that the spiritual second advent of the Holy Prophet indicated in 62:4 would be fulfilled in that person. The Holy prophet indicated that he would be of Persian descent.

مگر آج جنبہ صاحب اس بات کا انکار کر رہے ہیں۔ اور ایک اور حدیث پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں۔ اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب وہ موعود مہدی ہیں اور میں موعود مسیح ہوں۔ (اس کا حوالہ گزشتہ صفحات پر دے چکا ہوں)

حضرت مسیح موعودؑ سے یہ دشمنی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا مزید اظہار اس طرح کیا ہے۔ کہ اپنے پرانے ایڈیشن میں جنبہ صاحب نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیا اس کے نیچے حوالہ لکھا ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر کا حوالہ دیا اور اس کا حوالہ

لکھا مگر نئے ایڈیشن میں آنحضرت ﷺ کی حدیث کا حوالہ تو موجود ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ کا نام وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس سے جنبہ صاحب کے ذہن اور مقصد کی مزید عکاسی ہوتی ہے۔

CHAPTER—ONE

THE SPIRIT OF VIRTUE

How convenient the people would have been
had they known that their success lies in Virtue.

Hazrat Mohammad
(peace and blessings be upon him).

(۱۹۹۲ء کا ایڈیشن)

CHAPTER-ONE

THE ESSENCE OF VIRTUE

How convenient the people would have been
had they known that their success lies in Virtue.
[Hazrat Mohammed (peace and blessings be upon him)]

(نیا ایڈیشن)

CHAPTER – THREE

VIRTUE IS GOD

The Holy Quran is a rare pearl. Its outside is light and its inside is light and its above is light and its below is light and there is light in every word of it. It is a spiritual garden whose clustered fruits are within easy reach and through which streams flow.
Every fruit of good fortune is found in it and every torch is lit from it.

Hazrat Promised Messiah and Mahdi
(peace and blessings be on him)

(۱۹۹۲ءکاایڈیشن)

CHAPTER – THREE

VIRTUE IS GOD

"The Holy Quran is a rare pearl. Its outside is light and its inside is light and its above is light and its below is light and there is light in every word of it. It is a spiritual garden whose clustered fruits are within easy reach and through which streams flow. Every fruit of good fortune is found in it and every torch is lit from it." [1]

(نیاایڈیشن)

کوئی کہہ سکتا ہے کہ نئے ایڈیشن میں حوالے آخری صفحہ پر درج کر دیئے ہیں۔ان کا جواب دینے کے لئے میں نے یہاں آنحضرت کے حوالے کو نقل کیا ہے۔کیونکہ اس حوالے کو دونوں ایڈیشنوں میں درج کیا گیا ہے۔مگر حضرت مسیح موعودؑ کا نام نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔یہاں پر (۱) لکھ دیا ہے۔اور نئے ایڈیشن کے آخری صفحہ پر اس حوالہ کی تفصیل درج کر دی ہے۔وہاں پر حضرت مسیح موعودؑ کے نام کو کس طرح تحریر کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

BIBLIOGRAPHY

Chapter One:

1. History of Greek Philosophy by Naeem Ahmed (Zameema p.23)
2. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.149)
3. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.147)
4. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.146)
5. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.158)
6. Dur-e-Thameen by Ghulam Ahmed (p.163)
7. Dur-e-Thameen by Ghulam Ahmed (p.10)
8. The evolution of science by Mohammed Saeed (p.448)
9. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.151)

Chapter Two:

1. Plato: The Trial and Death of Socrates translated by G.M.A. Grube (p58)
2. The Philosophy of Socrates (a collection of critical essays) by Gregory Vlastos (p.4)
3. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.149-150)
4. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.156)
5. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.234)
6. Socrates, the man and his philosophy by Luis E. Navia (p.294)
7. Socrates, the man and his philosophy by Luis E. Navia (p.162)
8. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.119)
9. Protagoras and Menon translated by W.K.C. Guthrie (p.156-157)
10. Roohani Khazain Volume 1 by Ghulam Ahmed (p.464-467)
11. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.437-439)
12. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.3)
13. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.3)
14. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.65)

Chapter Three:

1. Roohani Khazain Volume 5 by Ghulam Ahmed (p.545)
2. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.414)
3. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.369)
4. Roohani Khazain Volume 19 by Ghulam Ahmed (p.24-25)
5. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.322-323)
6. Roohani Khazain Volume 19 by Ghulam Ahmed (p.21-22)
7. Collection of announcements ,Vol ,1 by Ghulam Ahmad (P.100 to102)
8. Kalam-e-Tahir by Tahir Ahmad (p.15)

احباب کرام کیا کوئی احمدی حضرت مسیح موعودؑ کا نام یوں تحریر کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

پرانے ایڈیشن کے آخر میں یوں تحریر کیا ہے

BIBLIOGRAPHY

1) The Holy Quran.

2) Tadhkirah by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

3) Ahmadiyyat, the Renaissance of Islam by Hazrat Ch. Muhammad Zafrullah Khan.

4) A critical history of Greek philosophy by W. T. Stace.

5) Dur-i-Thameen by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

6) The evolution of science, Lahore, 1958 by Muhammad Saeed.

7) The philosophy of the teachings of Islam by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

8) Ayenae Kamalat-e-lslam by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him)

9) Kashti-Nuh by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

10) Socrates, the man and his philosophy by Luis E. Navia.

11) Socrates and Athens by Meg Parker.

پرانے ایڈیشن کے آخر میں ایک تصویر شائع کی گئی تھی۔ جسے نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ تصویر مندرجہ ذیل ہے۔

Socrates was the first man to bring philosophy down from the heavens and set her firmly in cities on earth, bringing her into the homes of the people, and making them consider their lives and their standard of behaviour.

(Cicero, Fragments v 4,10)
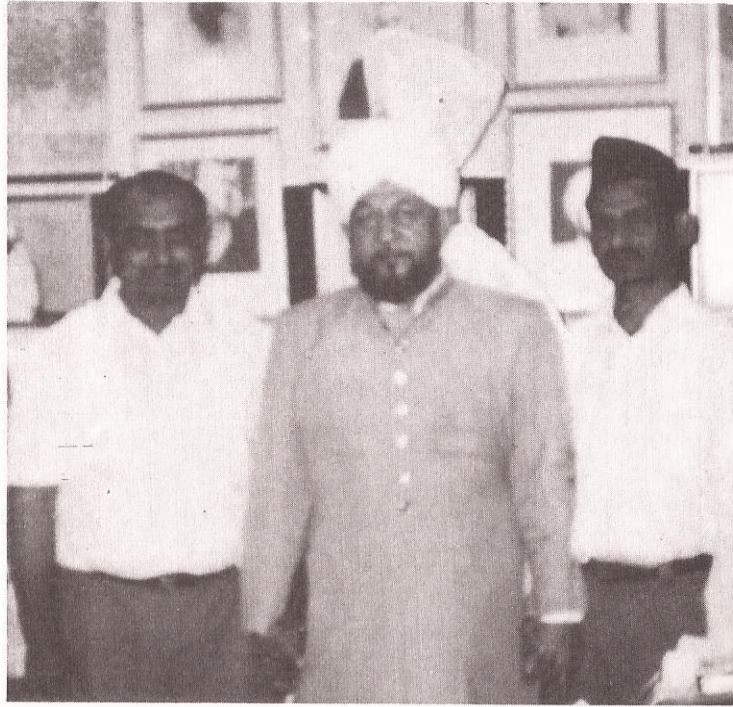
One memorial Picture

from left to right:

Mr. Munir Ahmad Choudry, Hazrat Khalifa-tul-Messiah IV (May Allah strengthen his hands), Abdul Ghaffar Jambah

19,80 DM

دوسروں پر تحریف کے الزام لگانے والوں کو اپنے گریبان میں بھی جھانک لیناچاہیئے۔

کتاب ''نیکی خدا ہے''پر ایک تبصرہ

محترم جنبہ صاحب نے جگہ جگہ اپنی کتاب 'نیکی خدا ہے' یعنی VIRTUE IS GOD کو اپنی صداقت کے ایک نشان کے طور پر پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے۔

محترم جنبہ صاحب کی تحریرں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے سوشل سائنس میں ایم اے کا امتحان دیا اور اس کے بعد مقالہ لکھنے کے لئے سقراط کے ایک قول ''VIRTUE IS KNOWLEDGE'' کا انتخاب کیا۔ مضمون کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اس لئے ہر ایک انسان کی طرح جنبہ صاحب نے بھی خدا سے مدد مانگی۔ اور جنبہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ خدا نے انہیں ان کا مطلوبہ مضمون سمجھادیا۔

اگر مان لیا جائے کہ واقعی ایسا ہوا تو یہ کوئی انوکھی یا غیر معمولی بات نہیں تھی۔ خدا کا یہ سلوک ہر ایک کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو خدا کو ہی نہیں مانتے اللہ تعالیٰ ان کی بھی مدد فرماتا ہے۔ ان کی بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ میں یہ بات اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ اگر آپ تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں تو کثرت سے ایسے واقعات ملیں گے۔ ہندو جو بت پرست ہیں۔ وہ اپنے بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ ان میں آج بہت بڑے بڑے سائنس دان اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے وابستہ لوگ موجود ہیں۔ اور وہ اپنی تمام کامیابیوں کو بھگوان کی کرپا ہی کہتے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی بھی مذہب سے وابستہ نہیں ہیں وہ ایسے تجربہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ میری چھٹی حس نے اس طرف توجہ دلائی۔ ہم میں سے ہر کوئی اس بات کا گواہ ہے کہ جب بھی کوئی مشکل یا ضرورت پڑی اور خدا سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی۔ ہمارے دل میں اس مسئلہ کا حل ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے اس طرح رابطہ کرنا بھی وحی کی ایک قسم ہے۔ اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی، زمین کی طرف وحی کی، آسمان کی طرف وحی کی۔ مگر ایسی وحی ماموریت کی وحی نہیں ہے۔ میں نے اسے بڑی وضاحت سے وحی اور الہامات سے متعلقہ مضامین میں بیان کر دیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے شفقت کا ایک طریق ہے کہ جب کوئی ضرورت مند سچے دل کے ساتھ اس سے مانگتا ہے تو وہ اپنے بندے کی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔ وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور یہ خدا کے ہونے کی ایک دلیل ہے۔

جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس کا ذکر کیا ہے کہ آپ نمازوں میں سست تھے۔ مذہب سے کوئی خاص دلچسپی اور تعلق نہ تھا۔ اور جو شخص نمازوں میں سست ہو اس کا خدا سے کیا تعلق ہو گا۔ ہم سب اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب جنبہ صاحب نے خدا سے مدد کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ جنبہ صاحب کی دعا کو بھی سنا اور انہیں مضمون سمجھا دیا۔ مگر بد قسمتی سے خدا کے اس فضل کو جنبہ صاحب جذب نہ کر سکے۔ اور ٹھوکر کھا گئے۔ دینی علم اور دین سے تعلق کا ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

میرا اس ان پڑھ ماحول میں پیدا ہو کر اعلیٰ نمبروں میں ایم اے کر لینا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء کے تحت ہوا۔ میرے خاندان میں نہ مجھ سے پہلے اور نہ بعد میں آج تک کوئی بھی اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ خاکسار بلاشبہ اپنی کلاس کا ذہین اور خاموش ترین طالب علم تھا۔ دنیاوی علوم میں کافی اچھا تھا لیکن دینیات میں صفر تھا۔ میں دینی علم میں اپنی قابلیت کا ایک واقعہ لکھتا ہوں جو اب تک مجھے یاد ہے۔ خاکسار ۱۹۷۰ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دہم ڈی کا طالب علم تھا۔ ہمارے دینیات کے استاد تھے محترم محمد اسماعیل صاحب۔ میرے استاد صاحب بھی اور میں بھی جانتا تھا کہ مجھے دینیات نہیں آتی۔ لیکن چونکہ میں باقی مضامین میں کافی ہوشیار تھا اور ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ اس لیے ماسٹر محمد اسماعیل صاحب مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے تھے۔ ایک دن میں لاپرواہی میں کسی دوسرے ہم جماعت سے بات کر رہا تھا کہ اوپر سے اچانک مولوی محمد اسماعیل صاحب آ گئے۔ انہوں نے مجھے کھڑا کر دیا اور مجھ سے پوچھا کہ توحید کسے کہتے ہیں؟ مجھے علم نہیں تھا اور میں خاموش کھڑا رہا۔ آخر ماسٹر صاحب نے مجھے شرمندہ کر کے بٹھا دیا۔ میں یہ واقعہ اس لیے لکھ رہا ہوں تا کہ لوگ میرے دینی علم کا اندازہ کر لیں کہ میں کیا تھا؟ ساری زندگی رٹ رٹا کر قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

اس مضمون کے لکھنے کا کوئی مذہبی پس منظر نہیں ہے۔ کہ جنبہ صاحب کے دل میں خدا کی بہت محبت تھی یا جنبہ صاحب خدا کی مخلوق کی رہنمائی کے لئے کچھ کرنا چاہتے تھے اور آپ کی اس تڑپ کے نتیجہ میں خدا نے اپنا فضل کیا۔ بلکہ یہ محض دنیاداری کے لئے لکھا جانے والا ایک مضمون تھا۔ جیسا کہ اس سلسلہ میں جنبہ صاحب خود لکھتے ہیں۔

بالآخر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ''رحمت حق بہانہ می جوید'' کے مطابق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے وہ موقعہ پیدا کر دیا کہ میں اسکے حضور سجدہ ریز ہو کر علم کی اور زندگی کی بھیک مانگوں۔ اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام الہامی دعائیں سن لیں جو میں نے اسکے حضور کی تھیں۔ ہوا اس طرح کہ شروع دسمبر ۱۹۸۳ء میں، میں جماعت احمدیہ لاہور کے ہوسٹل ''دارالحمد'' میں رہائش پذیر تھا۔ ان دنوں اگرچہ میں یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا لیکن ایک Research paper لکھنے کی خاطر میں نے سقراط کے مشہور قول ''نیکی علم ہے'' پر غور و فکر شروع کر رکھا تھا۔ سقراط کے اس قول کی جو تشریح مختلف کتابوں میں کی گئی تھی میرا دل اس سے مطمئن نہیں تھا۔ اس قول کو دیکھنے سے یہ تو پتہ چلتا تھا کہ سقراط کی نظر میں جو نیکی ہے وہی علم ہے اور اس طرح علم کے جاننے کے لیے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ نیکی کیا ہے؟ اس سوال پر قریباً دو ہفتے غور و فکر کیا لیکن نتیجہ صفر تھا۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کوئی مبارک جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد میں اپنے کمرہ میں گیا اور پھر اسی سوال پر غور و فکر شروع کر دیا۔ لیکن اب میرا ذہن بالکل تھک چکا تھا۔ اور میں نے محسوس کیا کہ اس سوال کو جاننا میرے بس کی بات نہیں۔ میرے دل میں خیال آیا یا مجھے القاء ہوا کہ کیوں نہ دعا کروں اور علیم و خبیر ہستی سے اس سوال کا جواب پوچھوں۔ میرے دل میں دعا کے لیے بہت جوش اور تڑپ پیدا ہوئی اور میں چارپائی پر ہی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ حصول علم کے لیے آنحضور ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو دعائیں الہاماً سکھائی گئیں تھیں مجھے ازبر تھیں۔ اس وقت میں نے سجدہ میں ان دعاؤں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ دعائیں درج ذیل تھیں۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب واضح طور پر تحریر کر رہے ہیں کہ ایک ریسرچ پیپر لکھنے کے واسطے انہوں نے سقراط کے اس بیان "VIRTUE IS KNOWLEDGE" کا انتخاب کیا۔ جبکہ اس کے برعکس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے جو تھیوری پیش

کی۔ جس کے نتیجہ میں انہیں نوبل انعام ملا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پوری دنیا نے اس تھیوری کو قبول کیا اور کوئی اسے جھٹلا نہیں سکا۔ ڈاکٹر صاحب اس تھیوری کا پس منظر یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کی تمام رہنمائی قرآن پاک سے لی۔ اور میرے پیشِ نظر ایک ہی چیز تھی کہ یہ ثابت کروں کہ دنیا کو چلانے والی صرف ایک طاقت ہے یعنی خدا۔ اگر اس قسم کی تھیوری لکھنا ماموریت کی نشانی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب جنبہ صاحب سے بڑے مامور ہیں۔ کیونکہ ان کی تھیوری کو تو سائنس کی دنیا میں تسلیم بھی کیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کی تھیوری تو ہے ہی یہ ثابت کرنے کے لئے کہ دنیا کو چلانے والی کئی طاقتیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے محض خدا اور رسول کریم ﷺ کی محبت میں براہین احمدیہ لکھی اور دنیا کو چیلنج کیا کہ اسلام کا خدا ایک سچا خدا ہے اور رسول کریم ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں اور آج دنیا میں اس مذہب کے علاوہ اور کوئی مذہب زندہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سچی محبت کو قبول کیا اور آپؑ کو وقت کا مسیحا بنا دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں نہیں لکھا کہ چونکہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اس لئے میں مامور ہوں۔ حالانکہ آپؑ کی یہ کتاب محض خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور دین کی محبت کی غرض سے لکھی گئی تھی۔ جبکہ جنبہ صاحب کے پیشِ نظر تو دنیاوی تعلیم تھی اور اس کے لئے یہ مقالہ لکھا تھا۔

جنبہ صاحب چیلنج کر رہے ہیں کہ کوئی میرے اس نظریے نیکی خدا ہے کو جھٹلا کر دکھا دے۔ جواباً عرض ہے کہ بعض باتیں بڑی حساس ہوتی ہیں۔ اپنے ساتھ جذباتی وابستگی رکھتی ہیں۔ اور کوئی بھی ایسی بات کی نفی نہیں کر سکتا۔ جنبہ صاحب نے بھی اسی طریق کو اپنایا ہے۔ کوئی بھی شخص جو خدا کو مانتا ہے اسے جنبہ صاحب کی بات سمجھ آئے یا نہ آئے وہ اس بات کو احتراماً، اخلاقاً یا احتیاطاً رد نہیں کرے گا۔ تو کیا اس کا یہ مطلب نکال لیا جائے کہ میں مامور ہو گیا ہوں۔ میں مجدد بن گیا ہوں۔ اس مضمون پر مزید بات کرنے سے قبل میں یہاں جنبہ صاحب کے اس مضمون پر کیا گیا وہ تبصرہ جسے خود جنبہ صاحب نے اپنی کتاب میں بڑے فخر سے شامل کیا ہے احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اس تبصرہ میں تبصرہ نگار نے بڑی ہی عقلمندی سے عقل مندوں کے لئے جنبہ صاحب کے مضمون کی اصلیت بیان کر دی ہے۔

﴾ ''نیکی خدا ہے'' عبدالغفار جنبہ کی فلسفیانہ تصنیف ہے جس میں انہوں نے نیکی کی ماہیت، نیکی علم ہے اور نیکی خدا ہے، کے تین عنوانات کے تحت بحث کے بعد اس بات کو بخوبی ثابت کیا ہے کہ ''نیکی خدا ہے''۔ مصنف کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے، مسلمان مفکرین نے قرآن حکیم کا مطالعہ یونانی فلسفہ کی روشنی میں کیا ہے حالانکہ قرآن پاک خدا تعالیٰ کی عظیم اور کامل و مکمل کتاب ہے جس میں ہر قسم کی بھلائی اور ہر قسم کا سچا فلسفہ موجود ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ یونانی اور دیگر ہر قسم کے فلسفوں کا مطالعہ قرآن حکیم کی روشنی میں کیا جاتا اور ان فلسفوں کو قرآن حکیم کی روشنی میں جانچ پرکھ کر علم و حکمت کے گوہر چنے جاتے۔ مصنف نے فلسفیانہ فکر و تفکرات، متکلمین کے مختلف مکاتب فکر اور انکے ''فکر'' پر بھی بحث کی ہے اور ''نیکی'' کیا ہے؟ جیسے دقیق اور مشکل سوال کا جواب دیا ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے بعض قدیم اور غیر مسلم فلاسفہ کی رائے بھی دی ہے اور اس پر اپنے انداز میں بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ نیکی ایک ''محیط کل نور'' ہے، لامحدود ہے، اللہ ہے۔ مصنف نے جو مباحث کئے، جو نتائج اخذ کئے اور ''نیکی خدا ہے'' کے نظریہ کو جس طرح ثابت کیا ہے وہ بہت خوب ہے لیکن ان مباحث میں مصنف نے غالباً اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو ذہن میں رکھ کر بات کی ہے کیونکہ ان دقیق علمی مباحث کو پاکستان میں بسنے والا عام شہری جو کم علم ہے، مگر نیکی سے محبت رکھتا ہے، شاید ہی سمجھ سکے اور جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا تعلق ہے تو اس کا بڑا حصہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے، اسے پڑھنے والے ضرور اس سے اثر قبول کریں گے اور عبدالغفار صاحب کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ ﴿ (روزنامہ پاکستان، سنڈے میگزین ''زندگی''، ۲۲ اگست تا ۲۸ اگست ۲۰۰۴ء)

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۷، ۳۸)

مضامین اور کہانیوں کے آخر میں حاصل مطالعہ کے تحت ایک دو فقرے لکھے جاتے ہیں۔ جس سے پورے مضمون کا خلاصہ بیان ہو جاتا ہے۔ جیسے پیاسا کوا کی کہانی لکھنے کے بعد لکھ دیا جاتا تھا ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ایسے ہی اس تبصرے کے آخری فقرے بہت دلچسپ اور حاصل مطالعہ ہیں۔ تبصرہ نگار تحریر فرماتے ہیں۔

''مصنف نے جو مباحث کئے، جو نتائج اخذ کئے اور 'نیکی خدا ہے' کے نظریہ کو جس طرح ثابت کیا ہے وہ بہت خوب ہے لیکن ان مباحث میں مصنف نے غالباً اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو ذہن میں رکھ کر بات کی ہے۔ کیونکہ ان دقیق علمی مباحث کو پاکستان میں بسنے والا عام شہری جو کم علم ہے، مگر نیکی سے محبت رکھتا ہے، شاید ہی سمجھ سکے اور جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا تعلق ہے تو اس کا بڑا حصہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے، اسے پڑھنے والے ضرور اس سے اثر قبول کریں گے۔''

یہاں اس نے تین باتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ وہ عام شہری جو نیکی سے محبت رکھتا ہے مگر کم علم ہے اسے اس مضمون کی سمجھ ہی نہیں آئے گی۔

۲۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔

۳۔ بہر حال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے، اسے پڑھنے والے ضرور اس سے اثر قبول کریں گے۔

گویا نہ تو یہ کتاب عام شہریوں کے لئے مفید ہے اور نہ ہی یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں پر اثر کر سکتی ہے۔اور تیسری بات خوب کہی کہ چونکہ فی سبیل اللہ مل رہی ہے اس لئے پڑھنے میں حرج نہیں۔اس آخری فقرہ سے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔بقول شاعر ' مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے'۔لگتا ہے جنبہ صاحب بہت سادہ ہیں۔اس تبصرہ کو اپنی کتاب میں بڑے فخر سے درج کیا ہوا ہے۔ سمجھ ہی نہیں پائے کہ تبصرہ نگار نے عزت افزائی نہیں کی۔اس سادگی کو دیکھ کر ایک شعر یاد آ گیا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب　　　اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں۔

یہ تبصرہ پڑھنے کے بعد مجھے ایک اور تبصرہ یاد آ گیا جو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کی بابت کیا تھا۔احباب کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔

''اب ہم اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک اَمْرً ا اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔''

(اشاعۃ السنہ، جلد ۷، نمبر ۶، صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضورؑ کی یہ کتب مفت تقسیم نہیں ہوتی تھیں۔بلکہ احباب نے اس کے لئے ایڈوانس میں رقم بجھوائی ہوئی تھی۔

جنبہ صاحب اپنے اس مضمون کی بابت ایک جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی بھی پہیلی بوجھنے سے پہلے مشکل ترین معمہ ہوا کرتی ہے اور بوجھنے کے بعد وہی پہیلی آسان ترین بات ہو جایا کرتی ہے۔فلسفہ کے بیسویں صدی کے ایک مبصر ڈبلیو۔ ٹی۔سٹیس اپنی مشہور زمانہ کتاب ''یونانی فلسفہ کی تنقیدی تاریخ'' کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھتے ہیں۔

﴿لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلیم ہونی چاہیے۔مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔﴾

معزز قارئین! مجھے امید ہے کہ آپکو بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا کہ سقراط کا پیش کردہ ''نیکی کا تصور'' کتنا اہم ہے اور دوسرا یہ کہ اب تک کسی مفکر شرقی یا غربی نے اسے دریافت نہیں کیا۔ اور آج حضرت مرزا صاحبؑ کے موعود ''زکی غلام'' کا یہ دعوی ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے ''نیکی'' کے اس تصور کا کامل علم بخشا ہے جسے سقراط نے علم قرار دیا تھا۔ اور مزید دلچسپ اور اچنبھے کی بات یہ ہے کہ اسکے انکشاف کے دوران اللہ تعالی نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات پوری فرمادی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الاخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔''

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۹)

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہر مسلمان کا مکمل اور کامل ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک مکمل کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں تمام علوم کو بیان کر دیا ہے۔ یہ قرآن پاک حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ جس کا لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بھی ان تمام علوم کا علم حاصل تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس قرآن کے علم کو جانا اور کھول کھول کر بیان فرما دیا۔ اس لئے یہ کہنا کہ سقراط کا پیش کردہ 'نیکی کا تصور' کتنا اہم ہے اور دوسرا یہ کہ اب تک کسی مفکر شرقی یا غربی نے اسے دریافت نہیں کیا۔ قرآنِ پاک اور رسول کریم ﷺ کے پیش کردہ نیکی کے تصور کی واضح نفی ہے۔ قرآن پاک کے بعد کسی اور علم کی کسی اور فلسفہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تمام علوم کا منبہ اور سرچشمہ یہ قرآن پاک ہے۔ اور وہ پاک ہستی ﷺ ہے جس پر یہ قرآن نازل ہوا۔ اس کے بعد کسی مسلمان کو کسی سقراط کے کسی فلسفے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسی بات وہی شخص کر سکتا ہے جس کو قرآن پاک کا کوئی علم نہیں۔ جس کا رسول کریم ﷺ کی ذات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ جو قرآن پاک کو مانتا ہے اسے جانتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ قرآن پاک کے تمام دعوؤں کو بھی مانے اور خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ لکھ چھوڑا ہے کہ یہ ایک مکمل کتاب ہے۔ اور تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔

پیارے آقا رسول کریم ﷺ کو ماننے والوں کو سقراط کے فلسفے کو ماننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک کا پیش کردہ فلسفہ سب سے افضل اور باقی سب فلسفوں پر بھاری ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں قرآن پاک میں درج ان علوم سے خوب آشکار کر دیا ہے۔

نیز اگر سقراط کا پیش کردہ فلسفہ اتنا ہی عظیم ہے تو اسے ثابت کرنے کے لئے جنبہ صاحب قرآن پاک کا کیوں سہارا لے رہے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن پاک کا بتایا ہوا فلسفہ ہی سب سے عظیم فلسفہ ہے۔ اور اس فلسفہ کو آنحضرت ﷺ نے خوب جانا ہے۔

اس لئے یہ کہنا کہ کسی مفکر شرقی و غربی نے اسے دریافت نہیں کیا۔ اور آج حضرت مرزا صاحب کے موعود 'زکی غلام' کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے 'نیکی' کے اس تصور کا کامل علم بخشا ہے جسے سقراط نے علم قرار دیا تھا۔ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ سب سے بڑے

مفکر ہمارے پیارے آقا ﷺ تھے۔ کیا نعوذ باللہ آپ ﷺ کو اس نیکی کے تصور کا علم نہیں بخشا گیا تھا؟ یا آپ ﷺ کے سچے غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کو اس نیکی کے تصور کا علم نہیں بخشا گیا تھا؟

اس کتاب نیکی خدا ہے کے پیش لفظ میں جنبہ صاحب ایک اور بات تحریر کر رہے ہیں۔

> یہ بات بالکل درست اور قابل افسوس ہے کہ مسلمان مفکرین نے یونانی فلسفہ کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کیا حالانکہ قرآن پاک خدا تعالیٰ کی عظیم اور کامل کتاب ہے جس میں ہر قسم کی بھلائی اور ہر قسم کا سچا فلسفہ موجود ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ یونانی اور دیگر ہر قسم کے فلسفے کو قرآن پاک کی روشنی میں دیکھا جاتا۔ اس میں سے علم و حکمت کے گوہر چنے جاتے اور علم و عرفان کے جام پیئے جاتے۔

اس سلسلہ میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر جنبہ صاحب نے رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کی احادیث کا مطالعہ کیا ہوتا یا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھا ہوتا تو یہ نہ لکھتے کہ مسلمان مفکرین نے یونانی فلسفہ کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اگر ایسا لکھا تھا تو مثال بھی پیش کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن پاک کے فلاں مضمون کو یونانی فلسفہ کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ قرآن پاک کے ہوتے ہوئے کسی اور فلسفہ کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں موجود تمام فلسفے اس کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی تمام صفات کا ذکر کیا ہے کہ میں رحمٰن ہوں، رحیم ہوں، غفار ہوں، بصیر ہوں وغیرہ وغیرہ مگر کہیں نہیں لکھا کہ میں نیک ہوں یا نیکی ہوں۔ اس لئے قرآن پاک سے ہٹ کر کوئی نیا فلسفہ پیش کرنا خود قرآن پاک کی بے ادبی اور توہین ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ قرآن پاک تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے جنبہ صاحب کے اس فلسفہ پر بات کرنے سے قبل دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں نیکی کی تعریف بیان کرتے ہوئے کیا فرماتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی

خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متّقی ہیں۔

(سورۃ البقرہ ۲:۱۸۷)

اس خدائی ارشاد کو پڑھنے کے بعد باآسانی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکی کیا ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فعل ہے جس کے بجالانے کے نتیجے میں انسان متقی بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ نیکی کی تعریف میں ایک نیکی نماز کا ادا کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار ان مندرجہ امور پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی نیکی کے مضمون کو بار بار بیان کیا ہے۔ آپؑ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

”تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری اور ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:۱۲۹) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کرکے اس نیکوکاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ بدچلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پالیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔“

(ملفوظات، جلد نمبر ۳، ایڈیشن ۱۹۸۸، صفحہ نمبر ۵۰۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھ کر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ نیکی خدا نہیں بلکہ وہ فعل ہے جس کے کرنے سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اور نیکی وہ فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے۔

سقراط کا مقولہ ”نیکی علم ہے“ کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب نے ایک ریسرچ پیپر لکھنے کے لئے سقراط کے اس مقولہ

”VIRTUE IS KNOWLEDGE“ کا انتخاب کیا۔اس سلسلہ میں جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام الہامی دعائیں سن لیں جو میں نے اسکے حضور کی تھیں۔ ہوا اسطرح کہ شروع دسمبر ۱۹۸۳ء میں، میں جماعت احمدیہ لاہور کے ہوسٹل ”دارالحمد“ میں رہائش پذیر تھا۔ان دنوں اگرچہ میں یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا لیکن ایک Research paper لکھنے کی خاطر میں نے سقراط کے مشہور قول ”نیکی علم ہے“ پرغور وفکر شروع کر رکھا تھا۔سقراط کے اس قول کی جو تشریح مختلف کتابوں میں کی گئی تھی میرا دل اس سے مطمئن نہیں تھا۔اس قول کو دیکھنے سے یہ تو پتہ چلتا تھا کہ سقراط کی نظر میں جو نیکی ہے وہی علم ہے اور اس طرح علم کے جاننے کے لیے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔اب سوال یہ تھا کہ نیکی کیا ہے؟

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ”اس قول کو دیکھنے سے یہ تو پتہ چلتا تھا کہ سقراط کی نظر میں جو نیکی ہے وہی علم ہے اور اس طرح علم کے جاننے کے لئے نیکی کا جاننا ضروری ہے“۔جنبہ صاحب کے اس ترجمہ نے سقراط کے فلسفے کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

سقراط کے اس مقولہ کا کیا مطلب ہے۔اسے بیسویں صدی کے ایک فلاسفر نے یوں بیان کیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی بھی پہیلی بوجھنے سے پہلے مشکل ترین معمہ ہوا کرتی ہے اور بوجھنے کے بعد وہی پہیلی آسان ترین بات ہو جایا کرتی ہے۔فلسفہ کے بیسویں صدی کے ایک مبصر ڈبلیو۔ ٹی۔سٹیس اپنی مشہور زمانہ کتاب ”یونانی فلسفہ کی تنقیدی تاریخ“ کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھتے ہیں۔

﴿لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلیم ہونی چاہیے۔مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔﴾

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۹)

اس فلاسفر کو سقراط کے مقولہ کی درست سمجھ آئی تھی۔وہ کہہ رہا ہے کہ نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے۔اور اس کے برعکس جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ علم کو جاننے کے لئے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔جو سراسر غلط ہے۔یہ فلاسفر مسلمان نہیں تھا۔اس لئے اس نے بیان کیا کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔

لیکن جنبہ صاحب جو پیدا تو ایک احمدی گھرانہ میں ہوئے مگر قرآن پاک اور اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ رہے۔ اس لئے انہیں بھی اس معلم کا علم نہ ہو سکا جس نے نیکی کے تصور کو بہت کھول کھول کر بیان کیا ہوا ہے۔ جن لوگوں نے اس عظیم معلم آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا وہ نیک ہو گئے۔ خدا کی نظر میں مقبول ہو گئے۔

محترم جنبہ صاحب! علم کے لئے نیکی کا جاننا ضروری نہیں بلکہ نیکی کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔

دنیا میں بے شمار لوگ اپنے بیشتر کام دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ پر مسلمان جب کوئی کام دائیں ہاتھ سے کرتا ہے اور اس نیت سے کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر کام کو دائیں ہاتھ سے کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور میں آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں یہ کام دائیں ہاتھ سے کر رہا ہوں تو اس علم کے نتیجہ میں اس کا وہ فعل نیکی بن جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ ہے کہ کسی صحابی نے مکان تعمیر کیا اور دعا کے لئے آنحضرت ﷺ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ جب رسول کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ کمرے میں روشندان کو دیکھ کر اس صحابی سے دریافت فرمایا کہ یہ روشندان کس لئے رکھا ہے؟

اس صحابی نے جواب دیا "تاکہ سورج کی روشنی کمرے میں آ سکے"

اس پر پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورج کی روشنی تو آنی ہی تھی لیکن اگر یہ روشندان اس نیت سے رکھتے کہ یہاں سے اذان کی آواز گھر میں آئے گی تو تمہارا یہ فعل تمہاری نیکی بن جاتا۔

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔ اور نیت کے لئے علم کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور یہی بات سقراط نے بیان کی تھی۔ اور اسی بات کے متعلق بیسویں صدی کے فلاسفر ڈبلیو۔ ٹی۔ سٹیس نے بیان کیا تھا۔

بدقسمتی سے جنبہ صاحب جیسے لوگوں نے فلاسفروں کا مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور جنبہ صاحب جیسے فلاسفروں کے متعلق اکبر الہ آبادی نے فرمایا ہے۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں　　　　ڈور کو سلجھا رہا ہوں اور سرا ملتا نہیں

جنبہ صاحب نے سقراط کے ایک عظیم مقولہ کا وہ حشر کیا ہے کہ اس کی روح بھی تڑپ رہی ہو گی۔ پہلے یہ کہہ دیا کہ سقراط کی اس سے یہ مراد ہے کہ علم کے لئے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔اور پھر ریاضی کے سوال کی طرح اس مقولہ کا یہ حل نکالا کہ ''نیکی علم ہے'' سے مراد ہے

نیکی =علم اور علم=خدا اس لئے نیکی=خدا

اس طرح ثابت ہوا ''نیکی خدا ہے''۔اور اس کتاب کے متعلق مزید فرماتے ہیں۔اور یہ ایک الٰہی نظریہ (اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ یاام النظریات)ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے آخری حصہ میں اپنی کتاب ''Virtue is God'' کا اردو ترجمہ شامل کیا ہے اور اس کا نام ''نیکی خدا ہے'' رکھا ہے۔اس میں آپ یہ فلسفہ بیان فرمارہے ہیں۔

اس منطقی نتیجہ کے ساتھ ایک اور متعلقہ سوال پیدا ہوتا ہے۔کیا تمام افعال غائی (Objective) ہوتے ہیں یا کہ بغیر غایت (Object) کے بھی کوئی فعل ممکن ہے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ تمام افعال ہمیشہ غائی ہوتے ہیں۔ ہر فعل کی ایک غایت ہوتی ہے۔غایت (Object) کی اصطلاح اس مفہوم میں استعمال کی گئی ہے جو کہ فعل کو ممکن بناتی ہے۔مثال کے طور پر میں لکھ رہا ہوں۔کیا میرا یہ لکھنے کا فعل کسی غایت کے بغیر ممکن ہو سکتا ہے۔؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یقیناً میرے لکھنے کے فعل کی کوئی مخصوص غایت ہے

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۲۵۲،۲۵۳)

اس کا جواب دینا اس لئے ضروری ہے کہ اس فلسفہ کو بنیاد بنا کر جنبہ صاحب نے یہ مضمون لکھا ہے اور اس کی بنیاد پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نیکی خدا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے ہر فعل کی کوئی غایت یعنی مقصد ہو۔ لیکن یہ کہنا کہ بغیر مقصد یعنی غایت کے کوئی فعل ممکن نہیں۔درست نہیں ہے۔ ہم اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بلا مقصد کے کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔''مٹر گشت'' اردو کا بڑا مشہور لفظ ہے جس کا مطلب ہے بلا مقصد گھومنا پھرنا۔ایسے ہی آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ بچے کرسی پر بیٹھے اپنی ٹانگ کو ہلا رہے ہوتے ہیں۔اور پوچھنے پر ان کے پاس اس فعل کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کو انگلیاں چٹخانے کی عادت ہوتی ہے اور اس کے پیچھے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔آیئے اب جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کو دیکھتے ہیں۔

نیکی خدا ہے

جیساکہ گزشتہ مضامین میں جنبہ صاحب کے چیلنج کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی کتاب ''نیکی خدا ہے'' ایک الٰہی نظریہ ہے۔اور جنبہ صاحب نے چیلنج کیاہے کہ کوئی اسے رد نہیں کر سکتا۔آپ تحریر فرماتے ہیں۔

کتاب کا دوسرا حصّہ ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' سے متعلق ہے اور یہ ایک اِلٰہی نظریہ (اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ یا اُم النظریات) ''نیکی خدا ہے'' پر مشتمل ہے۔خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ لکھا ہے اور قاری اس میں ''زکی غلام'' کی مرکزی علامات! ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔کیا کوئی ہے جو میرے موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے اِس اِلہامی، علمی اور قطعی ثبوت کو جھٹلا کر دکھائے۔؟ خاکسار ۱۹۹۳ء سے اِنتظار کر رہا ہے لیکن کوئی میدان میں نہیں آیا سوائے اَخراج مقاطعہ اور گالیوں کے۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

(لیٹر نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳)

اپنے اس الٰہی نظریہ کے متعلق ایک مضمون میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

جناب مولود احمد صاحب۔ ہماری ٹیلی فونک (telephonic) گفتگو کے دوران آپکے بھائی مکرم مبشر احمد صاحب نے ایک سوال اُٹھایا تھا کہ اگر آپ یعنی خاکسار سچا موعود زکی غلام ہے تو مجھے اپنی صداقت کے حق میں کوئی کرامت بھی دکھانی چاہیے۔؟ خاکسار اس سلسلہ میں جواباً عرض کرتا ہے کہ خاکسار کا یہ روحانی واقعہ (اس کی تفصیل میری کتب اور مضامین میں سے پڑھی جاسکتی ہے) نیکی کیا ہے۔؟ کے سوال سے شروع ہوا تھا۔یہ بھی واضح رہے کہ یہاں ''نیکی'' سے مراد وہ نیکی ہے جسے سقراط نے اپنے مشہور و معروف نظریہ علم (نیکی علم ہے) میں ''علم'' قرار دیا تھا۔اس سوال کے متعلق میری پکار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر نیکی خدا ہے (Virtue is God) کا اِلہام نازل فرمایا۔یہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کی بات ہے۔اس اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر انکشاف فرمایا کہ سقراط نے جس علم کو ''نیکی'' کا نام دیا تھا وہی خدا ہے۔بعدازاں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) لکھ کر مکمل کیا۔یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکی (Virtue) جسے سقراط نے علم (Knowledge) قرار دیا تھا اِسکی ماہیت (essence) کو جاننے کیلئے دنیا کے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کر رہے ہیں لیکن آج تک اِنسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی ہے اور تاریخ فلسفہ اس پر شاہد ہے۔ سقراط کے بعد اُس کے شاگرد افلاطون (Plato-428/427 BC–348/347 BC) اور افلاطون کے بعد اُسکے شاگرد ارسطو (Aristotle-384 BC–322 BC) نے اپنے اپنے فہم اور اپنے اپنے رنگ میں نیکی کی ماہیت کے متعلق نظریات قائم کیے لیکن یہ دونوں عظیم مفکر کسی ایک نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔نیکی کی ماہیت کے متعلق دونوں کے نتائج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ہر دور کے باصلاحیت انسان ''نیکی کی ماہیت'' کا یہ عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔میرے خیال میں ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد کے مطابق اس راز کا انکشاف شاید حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام پر اُسکی سچائی ظاہر کرنے کیلئے بطور ایک نشان کے ہونا تھا۔ایک مایہ ناز اور فائق (preeminent) برطانوی مفکر ڈبلیو ٹی سٹیس (Walter Terence Stace) جو بیس (۲۰) سال پرنسٹن یونیورسٹی (Princeton University) میں فلاسفی کے پروفیسر رہے اور اسی دوران وہ امریکن فیلوسوفیکل ایسوسی ایشن (American Philosophical Association) کے صدر بھی رہ چکے ہیں ''نیکی'' کے اس سقراطی تصور کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher, to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it

were only discovered, could at once be imparted by teaching, where upon men would at once become virtuous." (A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace p.149)

(لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اِس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلُّم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہوگیا تو فوراً اُسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہوجائیں گے۔)

میری فہم وفراست کے مطابق اگر تمام مغربی فلسفہ(western philosophy)ایک پلڑے میں رکھدیا جائے اور دوسرے پلڑے میں سقراط کا یہ الہامی نظریہ(نیکی علم ہے) رکھدیا جائے تو یقیناً سقراط کا یہ علمی نظریہ سارے مغربی فلسفہ پر بھاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل علم اور اپنا کامل عرفان مجھ پر علمی رنگ میں ایک نظریہ(Virtue is God) کی شکل میں الہام فرمایا۔ یہ صرف ایک عام نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ(supreme ultimate universal theory)ہے اور اگر اِسے اُم النظریات(mother of theories) کہا جائے تو بھی غلط نہ ہوگا۔ میرے اِن الفاظ پر غور کرنا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔؟ میں خلیفہ ثانی کی طرح افرادِ جماعت کے آگے باون یا اٹھاون خصوصیات کا ناٹک نہیں رچا رہا بلکہ اپنی سچائی کے حق میں خالصتاً ایک علمی دلیل پیش کر رہا ہوں۔ یہ اِلٰہی نظریہ(Divine theory)۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات سے منضبط ہے اور یہی اِلٰہی نظریہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا علمی ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس زکی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔''

جناب مولود احمد صاحب۔ آپ سے عرض ہے کہ آپ میرے اِلٰہی نظریہ(نیکی خدا ہے) کو بغور وفکر پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ آئندہ زمانوں کے علمی انقلابات اِسی اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ کیساتھ وابستہ ہیں۔ پہلے زمانوں میں مذہبی نظریات کو پھیلانے کیلئے ہر مذہب کے مبلغ لوگوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے اور اس تبلیغ کے نتیجہ میں بعض لوگ اپنے مذہبی نظریات تبدیل بھی کرلیا کرتے تھے۔ لیکن اب تبلیغ کا رنگ بدل چکا ہے اور دنیا نظریاتی دور میں داخل ہوچکی ہے۔ اب وقت کیساتھ ساتھ مذاہب علمی میدان میں آرہے ہیں۔ اور جس مذہب کا اِلٰہی نظریہ دیگر مذاہب کے خدائی نظریوں پر غالب آجائے گا اِنشاءاللہ تعالیٰ وہی مذہب دنیا میں غالب آئیگا اور وہی فاتح قرار پائیگا۔ دین اسلام کے غلبے کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے(هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔(التوبہ۔۳۳/الفتح۔۲۹/الصف۔۱۰)وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے) دین اسلام کا یہ غلبہ بھی علمی رنگ میں ظاہر ہوگا۔ میری بات کو پلے باندھ لیں کہ یہی وہ اِلٰہی نظریہ ہے، یہی وہ آسمانی حربہ ہے جو آئندہ دین اسلام کی فتح اور غلبے کی وجہ بننے والا ہے۔ اگر آپ اس اِلٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' کو بغور وفکر پڑھیں گے تو آپ کو اِلہامی پیشگوئی میں مذکورہ زکی غلام کی مندرجہ بالا ساری علمی نشانیاں اس میں مل جائیں گی۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۱، ۱۲)

اپنے الٰہی نظریہ کی شان میں آپ نے اور بھی بہت کچھ کہا ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس میں آپ تحریر فرمارہے ہیں۔

دسمبر ۱۹۸۳ء کی بات ہے۔ اس اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر انکشاف فرمایا کہ سقراط نے جس علم کو ''نیکی'' کا نام دیا تھا وہی خدا ہے۔ بعدازاں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ(نیکی خدا ہے) لکھ کر مکمل کیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکی(Virtue) جسے سقراط نے علم(Knowledge) قرار دیا تھا اِسکی ماہیت(essence) کو جاننے کیلئے دنیا کے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کررہے ہیں لیکن آج تک اِنسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی ہے اور تاریخ فلسفہ اس پر شاہد ہے۔

نیز تحریر فرماتے ہیں۔

نتائج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ ہر دور کے باصلاحیت انسان ''نیکی کی ماہیت'' کا یہ عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔

مندرجہ بالاارشادات میں محترم جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ''دنیاکے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کررہے ہیں لیکن انسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی۔'' نیز فرماتے ہیں ''ہر دور کے بلاصلاحیت انسان ''نیکی کی ماہیت'' کا یہ عقدہ حل کرنے کے لئے اپنے طورپر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے''۔

لیکن اپنے اس الٰہی نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے قدم قدم پر قرآن پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کا سہارا لے رہے ہیں۔قرآن پاک حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔تو کیا نعوذ باللہ آپؐ کو اس کی سمجھ نہیں آئی؟ایسے ہی کیا حضرت مسیح موعودؑ بھی نیکی کے اس تصور سے محروم رہے؟ یا جنبہ صاحب کی ذہین ترین اور بلاصلاحیت انسانوں کی لسٹ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ شامل نہیں ہیں۔(نعوذ باللہ)

خدا کی نظر میں تو ذہین ترین اور بلاصلاحیت صرف ایک ہی ہستی ہے اور وہ ہے ہمارے جان سے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ جن کو خدا نے اس کائینات کے تمام علوم سے مطلع فرمایا۔اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنا دین تم پر مکمل کردیا۔اگر آپؐ کو نیکی کا علم ہی نہیں دیا تھا تو دین کیسے مکمل ہو گیا۔

کتاب ''نیکی خدا ہے'' سو سے زائد صفحات پر محیط ہے۔مگر اس میں ''نیکی خدا ہے'' کے مضمون کے لئے صرف آٹھ صفحات مختص کئے گئے ہیں۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　　جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

ان صفحات میں اپنے اس الٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' کو ثابت کرنے کے لئے جنبہ صاحب مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

> اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ وہ سب کا آقا ہے اور بنی نوع انسان کا واحد مقصد اُس کو پہچاننا اور اُسکی عبادت کرنا ہے۔سوال یہ ہے کہ ہم اس کو کیسے پہچانیں؟ یہ صرف اِسی وقت ممکن ہے جب ہم اُس کی رضا کے مطابق اپنے اعمال بجالاویں۔جب کوئی انسان اپنے آقا کیلئے زندہ رہتا اور اُسی کیلئے مرتا ہے تو پھر آقا خود بخود اپنے آپ کو اپنے بندے پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ایسا خوش قسمت انسان تب اپنے آقا کے چہرے کا دیدار کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اِس مادّی دنیا میں یہی اُس کا دیدار ہے۔جیسا کہ پہلے استنباط کیا گیا ہے کہ ہر قسم کے فعل کی ایک غایت (Object) ہوتی ہے۔اسی طرح نیک فعل کی بھی ایک غایت ہے اور یہ ''نیکی'' ہوتے ہوئے بذاتِ خود اللہ تعالیٰ ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

''لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ'' (ال عمران۔۹۳)

ترجمہ۔تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اَشیاء میں سے (خدا کیلئے) خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ہر حرف اور ہر لفظ کو ٹھیک اور پُر معنی مفہوم میں استعمال فرمایا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ آیت کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ''نیکی'' کو حاصل نہیں کر سکتے لیکن آیت کے اگلے حصہ میں فوراً فرما دیا کہ تمہارا ''نیکی'' کا حصول تمہارے (یعنی پسندیدہ اَشیاء کا اللہ کی راہ میں خرچ) نیک افعال کیساتھ وابستہ ہے۔ایک دوسری جگہ پر وہ فرماتا ہے۔

''وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ'' (ال عمران۔۱۰۵) ترجمہ۔اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے۔اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیت میں ایک بار پھر ہم لفظ نیکی کا استعمال دو مختلف معانی میں پاتے ہیں۔اوّل معروضی یا غائی ''نیکی'' کے لیے جو کہ اللہ تعالیٰ ہے۔اور ثانیاً معروف یعنی نیک فعل کیلئے۔عربی کے لفظ ''خیر'' کا وہی مطلب ہے جو کہ انگریزی میں Virtue، Good، Goodness، اور Right، Righteousness کا ہے۔

ایک اور جگہ پر وہ فرماتا ہے۔

''إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ'' (طور۔۲۹)

ترجمہ۔ہم پہلے سے اُس (خدا) کو پکارا کرتے تھے۔وہ بہت نیک اور رحیم ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ''نیک'' ہے۔وہ سب مخلوق کو شروع کرنیوالا ہے۔وہ فاعل ہوتے ہوئے بجا طور پر ''نیک'' ہے۔جب کہ مخلوق کا مدعا اور مقصد ہونے کی وجہ سے وہ ''نیکی'' ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى'' (طٰہٰ۔۷۴)

ترجمہ۔ہم (اب) اپنے ربّ پر ایمان لا چکے ہیں تا کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور اس دھوکہ بازی (کے مقابلہ) کو بھی معاف فرمادے جس کیلئے تو نے ہم کو مجبور کیا تھا اور اللہ ''خیر'' اور قائم رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بہترین یعنی خیر ہے اور ''نیکی'' اور ''خیر'' کا مطلب ایک ہی ہے۔

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۳۲۷،۳۲۸)

الجواب:

نمبر ۱: مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب نے قرآن پاک کی چار آیات پیش کی ہیں۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''تم کامل نیکی کو ہر گز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کیلئے) خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔''

دوسری آیت میں ارشاد ہے ''اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے۔ اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

مندرجہ بالا دونوں آیات کو پیش کر کے جنبہ صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہاں نیکی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ جو درست نہیں ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکی کے کیا معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متّقی ہیں۔

(سورۃ البقرہ ۲:۱۸۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ نیکی کیا ہے۔ نیکی وہ نیک عمل ہے جس کے کرنے سے ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اور یہ بات دوسری آیات میں بھی بیان کی گئی ہے۔

جنبہ صاحب سے درخواست ہے کہ اپنے الٰہی نظریہ کی روشنی میں اس آیت میں نیکی کے معنی اللہ تعالیٰ کر کے دکھائیں۔

نمبر ۲: جنبہ صاحب کی پیش کردہ تیسری آیت کے جنبہ صاحب نے یہ معنی کئے ہیں۔

إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ

ترجمہ: ہم پہلے سے اس (خدا) کو پکارا کرتے تھے۔ وہ بہت نیک اور رحیم ہے۔

(سورۃ طور ۵۲:۲۹)

حسبِ عادت یہاں بھی جنبہ صاحب نے غلط معنی کئے ہیں۔ اَلبَرُّ کے معنی نیک نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی ''نیک سلوک کرنے والا'' یا ''احسان کرنے والا'' ہیں۔ جس طرح الرَّحِیمُ کے معنی رحم نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی ''بار بار رحم کرنے والا'' ہیں۔

نمبر ۳: جنبہ صاحب نے نیکی کو فعل اور فاعل دونوں ثابت کرنے کے لئے انگریزی کے لفظ Drink کی مثال دی ہے کہ جس طرح Drink فاعل اور فعل دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایسے ہی لفظ نیکی بھی فعل اور فاعل دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ جو درست نہیں ہے۔ کسی ایک لفظ کی مثال دے کر اس سے ہر لفظ کے بارے میں یہی بات ثابت نہیں کی جاسکتی۔ کیا Eat فعل اور فاعل دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی ہزاروں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ بلکہ لفظ Drink ایک انفرادی مثال ہے۔ اور ڈکشنری میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ ہر متقی شخص کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے بہت سے راستوں میں سے ایک راستہ نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات فاعل (Objective) ہے اور نیکی فاعل نہیں بلکہ فعل ہے جس کے کرنے سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ لفظ نیکی کو کسی طور بھی فاعل کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی جگہ سے اسے بطور فاعل ثابت کیا جا سکتا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں۔

اگر کسی نے اسٹیشن پر جانا ہو یا کسی اور جگہ جانا ہو تو وہ کسی سے اپنی مطلوبہ منزل پر جانے کا راستہ پوچھے گا۔ تو اسے بتایا جائے گا کہ یہ سڑک یا راستہ تمہیں تمہاری مطلوبہ منزل پر پہنچا دے گا۔ وہ سڑک اس شخص کی منزل نہیں ہے بلکہ اس کی منزل تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔ کوئی بھی ذی شعور شخص اس راستہ کو اپنی منزل نہیں کہے گا۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مومن کے لئے ایک منزل ہے۔ اور اس منزل تک پہنچنے کا ایک راستہ نیکی ہے۔ اور کوئی بھی ذی شعور مومن اس راستہ ''نیکی'' کو منزل یعنی ''اللہ تعالیٰ'' نہیں کہے گا۔

نمبر ۴: آپ نے کبھی نہ یہ سنا ہے اور نہ ہی کہیں پڑھا ہو گا کہ ''رحم اشرف ہے'' یا رحیم اشرف ہے'' بلکہ جہاں کہیں بھی آپ پڑھیں گے یہی لکھا ہو گا کہ ''اشرف رحیم ہے''، جس کے معنی ہیں کہ رحیم ایک صفت ہے جو اشرف میں پائی جاتی ہے۔
ایسے ہی دنیا کی کسی ڈکشنری میں یا کسی کتاب میں (سوائے جنبہ صاحب کی کتب کے) آپ یہ لکھا نہیں پائیں گے ''نیکی اشرف ہے'' یا'' نیک اشرف ہے'' یا'' اشرف نیکی ہے'' بلکہ جہاں کہیں بھی اشرف کے بارے میں یہ بتلانا مقصود ہو گا کہ اشرف ایک نیک انسان ہے تو لکھا جائے گا'' اشرف نیک ہے'' یہاں اشرف فاعل ہے اور نیک ایک صفت ہے۔

پس وہ فقرہ یعنی ''نیکی خدا ہے'' جو گرائمر کے حوالہ سے ہی غلط ہو۔ اور جس کے کوئی معنی ہی نہ ہوں اس پر جنبہ صاحب کے علاوہ اور کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی نیکی کے اس تصور کو سوچ سکتا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کا ہی کمال ہے اور انہی کو مبارک ہو۔

اس فلسفہ کو پڑھ کر یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ''فلاسفر ایک کیفیت کا نام ہے جو کسی پر بھی طاری ہو سکتی ہے۔ فلاسفر کچھ بھی کر سکتا ہے اور کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ اس کی کسی بات کا برا نہیں منانا چاہیئے۔''

ایک الٰہی نظریہ اور اس کی حقیقت

جنبہ صاحب کی کتاب ''نیکی خدا ہے'' کی حقیقت تحریر کرنے کے دوران اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ ڈالا ''عبدالغفار جنبہ انسان ہے''۔ میں جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرے اس نظریہ کو جھٹلا کر دکھا سکتے ہیں تو دکھائیں۔ جب سے جنبہ صاحب پیدا ہوئے ہیں کسی نے ان کے بارہ میں یہ نظریہ پیش نہیں کیا۔

میرے اس نظریہ کے متعلق مندرجہ ذیل نتائج پیش کئے جا سکتے ہیں۔

- بعض لوگ اس سے یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ شاید پہلے جنبہ صاحب کے انسان ہونے پر کسی کو شک تھا۔ جسے اس نظریہ کے ذریعہ دور کیا گیا ہے۔
- بعض سنجیدہ احباب اسے ایک گھٹیا مذاق سمجھ کر نظر انداز کر دیں گے۔ یا میری صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں گے۔
- فلسفی ذہن کے لوگ اسے واقعی ایک الٰہی نظریہ سمجھیں گے۔

میرے اس نظریہ کو پڑھنے کے بعد جنبہ صاحب اور آپ کے مرید مجھے دل کھول کو گالیاں تو دے سکتے ہیں۔ مگر میرے اس نظریہ کو کسی طور بھی رد نہیں کر سکتے۔

بالکل یہی صورتحال جنبہ صاحب کے الٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' کو پڑھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت تو وہ تبصرہ ہے جسے جنبہ صاحب نے اپنی تعریف سمجھتے ہوئے اپنی کتاب میں شائع کر رکھا ہے۔ لیکن اگر سنجیدگی سے دیکھا جائے تو جنبہ صاحب کا یہ فلسفہ ہستی باری تعالیٰ کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے اور اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ایسا خیال کفر سے کم نہیں ہے۔

نوٹ: میں نے یہ نظریہ محض بات کو سمجھانے کے لئے بطور مثال پیش کیا ہے۔ جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں سے اس مثال کے پیش کرنے کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ میرے دل میں ہر شخص کے لئے احترام ہے۔

پیشگوئی ''تین کو چار کرنے والا ہو گا''اور جنبہ صاحب

جب حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی تو اس میں اس فقرہ 'وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا' کے ساتھ حضورؑ نے بریکٹ میں تحریر فرمایا 'اس حصہ کی سمجھ نہیں آئی'۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو چار بیٹوں سے نوازے گا۔ اور حضورؑ نے اپنے ایک شدید مخالف مولوی عبد الحق کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مروگے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

''خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جو اب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہو گا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۹)

''الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۴۲)

خدائی پیشگوئیوں کی ایک شان یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کئی رنگوں میں بار بار پوری ہوتیں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی پیشگوئی کے اس حصہ کا خود پر اطلاق کیا ہے۔ اور اس کے بارہ میں وضاحت فرمائی ہے کہ یہ کن کن معنوں میں ان کی ذات میں پوری ہوئی۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنے دعویٰ مصلح موعود کے ساتھ اس الہامی فقرہ کا بھی خود پر اطلاق کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ میں تین کو چار کرنے والا ہوں۔ اور یہ میری سچائی کی ایک دلیل ہے۔ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ فرماتے ہیں کہ مادہ کی پہلے تین حالتیں دریافت ہوئی تھیں۔ یعنی ٹھوس، مائع اور گیس اور میں نے اس کی ایک اور حالت دریافت کی ہے اور جنبہ صاحب نے اپنی اس

دریافت شدہ حالت کا نام ٹھائع رکھا ہے۔ انگریزی میں اسے Soliq کا نام دیا ہے۔ جب کسی صاحب نے جنبہ صاحب کو مطلع فرمایا کہ مادہ کی تین نہیں بلکہ چار حالتیں پہلے سے دریافت شدہ ہیں اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے نہیں بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ہیں۔ تو اس صاحب کو جنبہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے میٹرک تک سائنس پڑھی ہے اور میٹرک میں مادہ کی تین حالتیں ہی پڑھائی گئی تھیں۔

ا۔ اگر تو جنبہ صاحب کا یہ دعویٰ ان کی اپنی میٹرک تک کی تعلیم کے بل بوتے پر ہے تو پھر اس پر تبصرہ کرنا یا کوئی بات کرنا فضول ہے۔ لیکن اگر یہ ایک الہامی دعویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم تو اس دنیاوی تعلیم کا محتاج نہیں بلکہ دنیاوی تعلیم خدائی علم کی محتاج ہے۔ اور خدائی علم غلط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جنبہ صاحب کو اپنے اس دعویٰ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے کہ یہ دعویٰ ان کے اپنے علم کی بنیاد پر ہے یا یہ الہامی دعویٰ ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر الہام کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ تو اس کے بعد آپؑ نے اس دعویٰ کو قرآن پاک سے ثابت کیا۔ تاریخ سے ثابت کیا۔ اور سائنس کی بنیاد پر ثابت کیا۔ ایسے ہی جنبہ صاحب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ مجھے الہاماً بتایا گیا ہے کہ مادہ کی چار حالتیں ہوتی ہیں تو جنبہ صاحب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جو دعویٰ کر رہے ہیں اسے ثابت بھی کریں۔ محض دعویٰ کر دینے سے تو سچائی ثابت نہیں ہو گی۔

مادہ اور اس کی حالتیں

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام ''وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا'' کا خود پر اطلاق کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ مادہ کی پہلے تین حالتیں دریافت ہوئی تھیں۔ یعنی ٹھوس، مائع اور گیس اور میں نے اس کی ایک اور حالت دریافت کی ہے اور جنبہ صاحب نے اپنی اس دریافت شدہ حالت کا نام ٹھائع رکھا ہے۔ انگریزی میں اسے Soliq کا نام دیا ہے۔ جب کسی صاحب نے جنبہ صاحب کو مطلع فرمایا کہ مادہ کی تین نہیں بلکہ چار حالتیں پہلے سے دریافت شدہ ہیں اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے نہیں بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ہیں۔ تو اس صاحب کو جنبہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے میٹرک تک سائنس پڑھی ہے اور میٹرک میں مادہ کی تین حالتیں ہی پڑھائی گئی تھیں۔ اس کا ایک جواب تو گزشتہ مضمون میں دے چکا ہوں۔ سائنس کا علم رکھنے والے احباب تو مادہ کے بارہ میں کافی جانتے ہیں۔ یہاں میٹرک تک سائنس پڑھنے والے احباب کے استفادہ اور اتمام حجت کے لئے مادہ اور اس کی حالتوں کی کچھ تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

مادہ (Matter) کی تعریف:

سائنس کی دنیا میں مادہ کی کئی تعریفیں موجود ہیں۔ سادہ اور عام فہم زبان میں اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ ہر وہ چیز جو والیم (Volume) اور ماس (Mass) رکھتی ہو اسے مادہ کہا جاتا ہے۔ مادہ ایٹم اور مالیکیول کے باہم ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور دنیا میں موجود تقریباً ہر چیز ہی کسی نہ کسی حوالہ سے مادہ کی تعریف میں آتی ہے۔

مادہ کی زیادہ مشہور چار حالتیں ہیں۔ جنہیں ٹھوس (Solid)، مائع (Liquid)، گیس (Gas) اور پلازمہ (Plasma) کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ پریشر اور ٹمپریچر کے ذریعہ مادہ کی ایک حالت کو دوسری حالت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مادہ کی ان چاروں حالتوں کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

ٹھوس (Solid)

In a solid, particles are packed tightly together so they are unable to move about very much. Particles of a solid have very low kinetic energy. The electrons of each atom are in motion, so the atoms have a small vibration, but they are fixed in their position. Solids have a definite shape. They do not conform to the shape of the container in which they are placed. They also have a definite volume. The particles

of a solid are already so tightly packed together that increasing pressure will not compress the solid to a smaller volume.

ٹھوس حالت میں پارٹیکلز یعنی مالیکیولز آپس میں سختی کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔اور آزادانہ حرکت نہیں کر سکتے۔مادہ کی اس حالت میں چیز کی ایک مستقل شکل ہوتی ہے۔
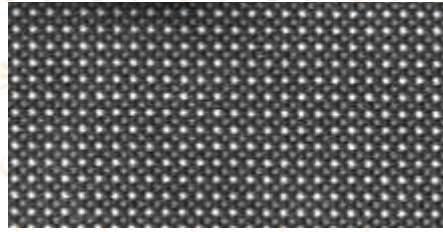
مائع (Liquid)

In the liquid phase, the particles of a substance have more kinetic energy than those in a solid. The liquid particles are not held in a regular arrangement, but are still very close to each other so liquids have a definite volume. Liquids, like solids, cannot be compressed. Particles of a liquid have just enough room to flow around each other, so liquids have an indefinite shape. A liquid will change shape to conform to its container. Force is spread evenly throughout the liquid, so when an object is placed in a liquid, the liquid particles are displaced by the object.

مادہ کی اس حالت یعنی مائع میں مالیکولز نسبتاً کم سختی سے جڑے ہوتے ہیں۔اور آزادانہ حرکت کر سکتے ہیں۔مائع کی کوئی شکل نہیں ہوتی۔
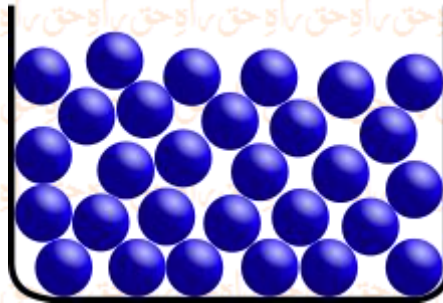
گیس (Gas)

Gas particles have a great deal of space between them and have high kinetic energy. If unconfined, the particles of a gas will spread out indefinitely; if confined, the gas will expand to fill its container. When a gas is put under pressure by reducing the volume of the container, the space between particles is reduced, and the pressure exerted by their collisions increases. If the volume of the container is held constant, but the temperature of the gas increases, then the pressure will also

increase. Gas particles have enough kinetic energy to overcome intermolecular forces that hold solids and liquids together, thus a gas has no definite volume and no definite shape.

گیس حالت میں مادہ کے مالیکیولز انتہائی آزادانہ حالت میں حرکت کر سکتے ہیں اس کی نہ کوئی شکل ہوتی ہے اور نہ ہی مخصوص والیم ہوتا ہے۔
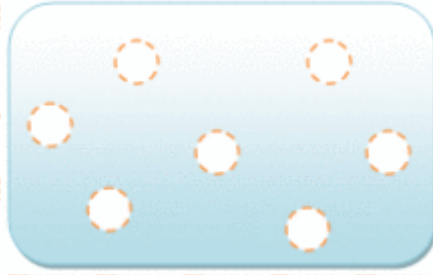
پلازمہ (Plasma)

Like a gas, plasma does not have definite shape or volume. Unlike gases, plasmas are electrically conductive, produce magnetic fields and electric currents, and respond strongly to electromagnetic forces. Positively charged nuclei swim in a "sea" of freely-moving disassociated electrons, similar to the way such charges exist in conductive metal. In fact it is this electron "sea" that allows matter in the plasma state to conduct electricity.

The plasma state is often misunderstood, but it is actually quite common on Earth, and the majority of people observe it on a regular basis without even realizing it. Lightning, electric sparks, fluorescent lights, neon lights, plasma televisions, some types of flame and the stars are all examples of illuminated matter in the plasma state.

مادہ کی اس کے علاوہ بھی کئی حالتیں موجود ہیں۔ اور نئی نئی تحقیقات ہو رہی ہیں۔

جب بچوں کو سکول میں داخل کروایا جاتا ہے تو شروع میں الفاظ کو سمجھانے کے لئے 'الف' سے انار کہا جاتا ہے اور ساتھ انار کی تصویر بھی بنادی جاتی ہے تاکہ بچہ آسانی سے سمجھ سکے۔ لیکن بعد میں اس تصویر کی ضرورت نہیں رہتی۔ بچہ بغیر تصویر کے بھی انار کو پڑھ لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے۔ نیز اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ 'الف' سے صرف انار ہی نہیں ہوتا اور بھی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں۔

ایسے ہی میٹرک میں بچوں کو مادہ کی ان حالتوں کی مثال دینے کے لئے عام استعمال کی چیز پانی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تینوں حالتوں کو سمجھانے کے لئے گیس، پانی اور برف کی مثال دی جاتی ہے اور ساتھ میں شکل بنا کر بھی بات واضح کی جاتی ہے۔ جب پانی کو زیرو سنٹی گریڈ تک ٹھنڈا کیا جاتا ہے تو ٹمپریچر کی کمی کے باعث پانی کے پارٹیکلز ایک دوسرے کے انتہائی قریب آجاتے ہیں۔ باہم جڑ جاتے ہیں۔ اور اس باہم جڑ جانے کی وجہ سے اس کی ایک خاص شکل بن جاتی ہے۔ اس کو برف کہا جاتا ہے۔ برف کی یہ شکل ان گنت مالیکولز کو جوڑ کر بنتی ہے۔

ایسے ہی جب اس پانی کا ٹمپریچر زیرو سنٹی گریڈ سے سو سنٹی گریڈ کے درمیان ہوتا ہے۔ تو اس حالت کو مائع کہا جاتا ہے۔ یہ بھی پانی کے ان گنت مالیکولز کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس کو جس برتن میں ڈالا جائے یہ وہی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اور جب اس پانی کو سو سنٹی گریڈ سے زیادہ گرم کیا جاتا ہے تو یہ پانی مائع سے گیس کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ٹمپریچر ایک مخصوص پریشر کیلئے ہے۔ پریشر میں تبدیلی کر کے اس ٹمپریچر کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

پانی کی ان تین حالتوں کی مثال میٹرک کے بچوں کو مادہ کی تین حالتوں کو آسانی سے سمجھانے کے واسطے لی جاتی ہے۔ لیکن جب بچے سائنس کی مزید تعلیم حاصل کرتے ہیں تو انہیں مادہ کے بارہ میں مزید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اور تب انہیں گیس، پانی اور برف کی ضرورت نہیں رہتی۔ جنبہ صاحب نے کیونکہ سائنس میٹرک تک پڑھی ہے اس لئے ان کے نزدیک مادہ کی یہی تین اشکال ہیں۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنی چوتھی دریافت ٹھائع یعنی Soliq کی مثال دینے کے لئے ریت یا پوڈر کی مثال دی ہے۔ کہ یہ ٹھوس حالت کی وہ قسم ہے کہ اسے جس برتن میں ڈالا جائے یہ اس کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن برف میں ایسا نہیں ہوتا۔ اسے کسی برتن میں بھی ڈالا جائے تو اس کی اپنی شکل برقرار رہتی ہے۔ جنبہ صاحب کی یہ دلیل درست نہیں ہے۔

جنبہ صاحب کی دلیل کا سادہ جواب تو یہ ہے کہ پتھر کو اگر باریک پیس لیا جائے تو وہ ریت کہلاتی ہے۔ لیکن اگر اصل پتھر کو لیا جائے تو وہ بھی کسی برتن میں ڈالنے سے اس کی شکل اختیار نہیں کرے گا۔ ایسے ہی اگر برف کے باریک باریک ٹکڑے کر لئے جائیں تو انہیں جس برتن میں ڈالا جائے گا وہ ویسی ہی شکل اختیار کر لیں گے۔ جنبہ صاحب نے بچپن میں برف کے گولے کھائے ہوں گے۔ برف کو باریک پیس کر اپنی مرضی کی شکل بنالی جاتی تھی۔

سائنس کی دنیا میں ریت یا اس سے بھی باریک پوڈر کو ٹھوس ہی کہا جاتا ہے اور ایک پہاڑ کو بھی ٹھوس ہی کہا جاتا ہے۔اس کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

What is one **physical characteristic** of a **solid**?

Solids can be hard like a rock, soft like fur, big like an asteroid, or small like grains of sand. The key is that **solids hold their shape** and they don't flow like a liquid. A rock will always look like a rock unless something happens to it. The same goes for a diamond. Solids can hold their shape because their molecules are tightly packed together.

You might ask, "Is baby powder a solid? It's soft and powdery." Baby powder is also a solid. It's just a ground down piece of talc. Even when you grind a solid into powder, you will see tiny pieces of that solid under a microscope. Liquids will flow and fill up any shape of container. Solids like to hold their shape.

In the same way that a large solid holds its shape, the atoms inside of a solid are not allowed to move around too much. Atoms and molecules in liquids and gases are bouncing and floating around, free to move where they want. The molecules in a solid are stuck in a specific structure or arrangement of atoms. The atoms still vibrate and the electrons fly around in their orbital, but the entire atom will not change its position.

مندرجہ بالا دلائل کے باوجود یہ بات یقینی ہے کہ علم کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک تسلسل ہے۔اور یہ تسلسل ہستی باری تعالیٰ کے ہونے کا ایک ثبوت ہے۔ایک وقت آتا ہے کہ سائنس دان اپنی کسی دریافت پر خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اس معاملہ میں مکمل علم حاصل کر لیا ہے مگر تھوڑے دنوں کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جسے وہ اپنی تحقیق کا اخیر خیال کر رہے تھے وہ دراصل اس تحقیق کی ابتدا ہے۔کچھ ہی عرصہ پہلے ایٹم کو سب سے چھوٹا پارٹیکل مانا جاتا تھا۔پھر معلوم ہوا کہ اس کے اندر بھی مزید پارٹیکلز موجود ہیں۔اور اب ان پارٹیکلز کے اندر بھی مزید پارٹیکلز دریافت ہو چکے ہیں۔

اس لئے اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ انہوں نے مادہ کی ایک نئی حالت دریافت کی ہے تو انہیں چاہیئے کہ اسے سائنس دانوں کے سامنے پیش کریں۔اسے ثابت کریں۔جنبہ صاحب کے مریدوں میں پڑھے لکھے احباب موجود ہیں۔انہیں چاہیئے کہ اپنے مرشد کی اس دریافت کو سائنس کے میدان میں ثابت کریں۔خود بھی نوبل انعام جیتیں اور اپنے مرشد کا نام بھی بلند کریں۔

جب تک یہ نئی حالت ثابت نہیں ہو جاتی تب تک اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔اور اگر یہ ثابت ہو گئی تب بھی یہ چوتھی حالت نہیں کہلوائے گی۔ بلکہ پانچویں، چھٹی یا ساتویں حالت کہلوائے گی۔اور ایسی صورت میں جنبہ صاحب کی یہ دریافت جنبہ صاحب کو تین کو چار کرنے والا ثابت نہ کر سکے گی۔

ایسے ہی جنبہ صاحب یہ بھی دعویٰ فرماتے ہیں

میٹرک میں خاکسار نے مادے کی تین حالتوں کے متعلق ضرور پڑھا تھا۔جب میں الٰہی نظریہ (Virtue is God) لکھتے لکھتے نیکی اور مظہر کے موضوع پر پہنچا تو اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری ایسی باتوں کا علم دیا جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔میں نے میٹرک میں قانون بقائے مادہ (Law of conservation of matter) کے متعلق بھی پڑھا ہوا تھا لیکن اس وقت مجھے بتایا گیا کہ قانون بقائے مادہ غلط ہے کیونکہ مادے کو بقا حاصل نہیں۔بقا صرف نیکی کو حاصل ہے۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قانون بقائے مادہ (Law of conservation of matter) کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے جنبہ صاحب سے بہت پہلے آئن سٹائن کو یہ بات بتادی تھی کہ مادے کو بقا حاصل نہیں۔اور اسی بنا پر اس نے ایک فارمولا دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

$$E=mc^2$$

یعنی مادہ کو انرجی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔اور یہ ایٹم بم وغیرہ اس کی ایک مثال ہے۔اور یہ تحقیق اور دریافت جنبہ صاحب کی پیدائش سے بھی پہلے ہو چکی تھی۔

مگر اس مضمون کو لکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بات سمجھائی ہے کہ دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح نیکی کو بھی بقا حاصل نہیں۔ بلکہ نیکی ثواب میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ثواب اجر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔اس کائنات میں اگر بقا حاصل ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ باقی ہر چیز فانی ہے۔

لمحہ فکریہ

ہر مسلمان اذان سننے کے بعد مندرجہ ذیل دعا کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلوٰةِ الْقَا ئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہ، اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

اے اس کامل دُعا اور قائم رہنے والی عبادت کے خدا محمد ﷺ کو کامیاب ذریعہ اعلیٰ فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور تو نے جس مقام محمود کا اُن سے وعدہ کیا ہے اُس پر آپ کو مبعوث فرما۔ یقیناً تو اپنے وعدہ کے خلاف ہر گز نہیں کرتا۔

اس دعا کے ذریعے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہر گز نہیں کرتا۔ اسی یقین کی وجہ سے ہم خدا سے دعائیں مانگتے ہیں۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ دعاؤں کو سنتا اور انہیں قبول کرتا ہے۔ اسی یقین کی وجہ سے ہم کوشش کرتے ہیں کہ برائیوں سے بچیں اور خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ جو بھی اس کے حکموں پر عمل کرے گا۔ اللہ اسے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنی نعمتوں اور فضلوں کا وارث بنائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے مامور مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپؑ نے ہوشیار پور میں چلہ کشی کی۔ دعائیں کیں۔
وہاں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ساتھ بے شمار وعدے فرمائے۔ اور ان میں سے ایک وعدہ مبشر اولاد کا فرمایا۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔"

مزید فرمایا:

"سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے اس موعود بیٹے کی بابت حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کیا تھا۔

۱۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔

۲۔ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ

۳۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔

اب جنبہ صاحب ہمیں بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مندرجہ بالا وعدہ کے بعد اپنے سچے مامور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آنکھ مچولی کا کھیل کھیلتا ہے۔ آپؑ کو بیٹا دیتا ہے۔ آپؑ خیال کرتے ہیں کہ یہی موعود بیٹا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اسے ماردیتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ۲۲ سال جاری رہتا ہے۔ وہ خدائی وعدہ کے مطابق جس بچے کے متعلق خیال کرتا ہے کہ شاید یہی موعود ہے وہی مارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مامور سے دنیا جہاں کی باتیں کرتا ہے۔ روز نئے نئے وعدے کرتا ہے۔ مگر صرف یہ نہیں بتاتا کہ وہ زکی غلام تیرا صلبی بیٹا نہیں ہے۔ وہ مامور لوگوں کے سامنے مذاق بنتا ہے۔ اور پھر اس کی وفات کے بعد جو لڑکے زندہ بچتے ہیں۔ ان میں سے ایک بد کردار، مکار، دھوکے باز، جھوٹا اور نہ جانے کیا کیا نکلتا ہے اور باقی بچے اس کے ساتھ اس کے ہر فعل میں شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مامور کے اس بیٹے کو دس سال سے زائد عرصہ تک شدید عذاب میں مبتلا رکھتا ہے اور پھر عبرت کی موت مارتا ہے۔

یہ جنبہ صاحب کا خدا ہے جو اپنے مامور سے کئے وعدوں کا یہ حشر کرتا ہے۔ تو پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ وہ وعدے جو ہمارے متعلق ہیں ان کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

احباب کرام! آپ نے قرآن پاک میں پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ جو بھی میری اور میرے رسول کی اطاعت کرے گا میں اسے دنیا میں خلیفہ بناؤں گا۔ ایسے لوگوں کو شہید، صالح، صدیق اور نبیوں کے درجات دوں گا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ہم وہ کام کریں اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ہم ان کاموں کے کرنے سے باز رہیں۔

آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حق دار کو حق دینے کی تلقین کرتا ہے۔

اب دیکھئے جنبہ صاحب کیا فرماتے ہیں۔

دل کو اتنا سیاہ کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سمجھنے کے آپ قابل ہی نہیں رہے۔ جاننا چاہیے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کے مطابق کسی ایک انسان کا بغیر کسی وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اِسکے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل (سورۃ القصص) کو نہ صرف نبی بنایا بلکہ ایک عظیم الشان شرعی نبی بنایا۔ عزیزم۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک قاتل کو عظیم الشان شرعی نبی بنا سکتا ہے تو وہ ایک نمازوں میں کمزور احمدی کو اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح کا موعودز کی غلام کیوں نہیں بنا سکتا۔؟ جواباً عرض ہے کہ ضرور بنا سکتا ہے اور اُسکے آگے کوئی مشکل نہیں۔ یہ اُس عظیم الشان مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کا کمال ہے کہ اُس نے مجھ ایسے کمزور احمدی کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے!!! ؎ خس خس جناں قدر نیں میرا میرے صاحب نوں وڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں قرآن پاک کے مطابق کسی ایک انسان کا بغیر کسی وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اس کے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل کو عظیم الشان نبی بنا دیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ اگر ایک قاتل کو عظیم الشان نبی بنا سکتا ہے تو ایک نمازوں میں کمزور کو موعودز کی غلام کیوں نہیں بنا سکتا۔

جنبہ صاحب انبیاء کرام اور مامور من اللہ کی بابت بھی ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کے ساتھ کئے وعدوں کو پورا کرے۔ ایسے ہی مامورین کی باتوں کو زیادہ سنجیدگی سے لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ضروری نہیں وہ جو کہیں وہ درست ہی ہو۔ ان کی باتوں میں اجتہادی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک غلطی بار بار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرمائے۔ وہ اپنی غلطیوں کے ساتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کے الہامات قابل غور ہیں مگر ان میں سے بھی بعض الہام شیطانی ہو سکتے ہیں۔

اور پھر جنبہ صاحب آپ کو ایک ایسے نظام سے متعارف کروا رہے ہیں۔ جس میں مکمل آزادی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ آپ کا نعرہ ہے۔ 'آزادی سب کے لئے۔ غلامی کسی کے لئے نہیں'

آپ بس جنبہ صاحب کی بیعت کر لیں۔ اس کے بعد بے شک جنبہ صاحب کو بدکردار، جھوٹا، فراڈیا سمجھتے رہیں۔ اس کی تشہیر کرتے رہیں۔ کوئی آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ کوئی آپ کو نظام سے علیحدہ نہیں کرے گا۔ بلکہ آپ کے ان افعال کو ستائش کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ آپ کو باقاعدہ اجازت دی جائے گی کہ آپ جنبہ صاحب اور ان کی جماعت کے تیار کردہ پلیٹ فارم پر آکر ان کو گالیاں نکالیں۔

اگر آپ کے ذہن میں بھی ایسے ہی خدا کا تصور ہے جو وعدے تو کرتا ہے مگر انہیں پورا نہیں کرتا۔اور تو اور وہ اپنے ماموروں سے کئے وعدے بھی پورے نہیں کرتا۔ جو دوسروں کو عدل کی تعلیم دیتا ہے۔لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے حکموں پر عمل کروگے تو تمہیں یہ یہ انعام دوں گا۔ مگر کرتا اس کے الٹ ہے۔ایک قاتل کو نبی بنا دیتا ہے۔ایک شخص جو اس کے حکموں پر عمل نہیں کرتا، نمازیں نہیں پڑھتا۔ جس نے قرآن نہیں پڑھا اسے اٹھا کر موعود ز کی غلام، مسیح موعود اور نبی بنا دیتا ہے۔ وہ جو خود اس کے احکام پر عمل نہیں کرتے انہیں دوسروں کی رہنمائی کے لئے مقرر کر دیتا ہے۔

اگر آپ کو ایک ایسے نظام کی تلاش ہے جس میں خدا کے مقرر کردہ مامورین کی باتوں پر کان دھرنے کی ضرورت نہ ہو۔اور آزاد نظام ہو۔ جس میں کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ آزادی سب کے لئے ہو اور غلامی کسی کے لئے نہ ہو۔

تو جنبہ صاحب اور ان کا نظام آپ کی تمام تر خواہشات پر پورا اتر سکتا ہے۔ بلکہ توقعات سے بڑھ کر پورا اتر سکتا ہے۔

صرف ایک بات کا خیال رکھیئے۔ کہ یہ سب کچھ آپ کو اپنی ذمہ داری پر کرنا ہے کیونکہ جنبہ صاحب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے اور اپنی اسی غلطی کے ساتھ ساری زندگی گزار کر فوت ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کی کہی باتوں پر عمل کرتے رہیں اور بعد میں پتہ چلے یہ ان کی اجتہادی غلطیاں تھیں۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت احمدیہ کے ممبران جنبہ صاحب کے بیان کردہ خدا کو نہیں مانتے اور نہ ہی غلطی خوردہ کسی نبی کو مانتے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا سچا اور برگزیدہ مامور ماننے والے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے۔ نبی بشر ہونے کے ناطے غلطی کر سکتا ہے۔ مگر خدا اپنے مامور کو کسی بھی غلطی پر قائم نہیں رکھتا بلکہ جلد تر اس کی درستگی فرما دیتا ہے۔اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ فرمایا وہی حق اور سچ ہے۔اور ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ وہ عادل ہے۔ وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ ماں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

خدا کے قائم کردہ نظام میں قوائد و ضوابط ہیں۔اس نظام میں آنے کے بعد اس نظام کے قوائد و ضوابط پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ خدا کے قائم کردہ نظام میں جزا اور سزا ہے۔اس نظام میں ہر اس شخص کی عزت کی جاتی ہے جو دوسروں کی عزت کرتا ہے۔ ہر شخص کو اپنی

بات کہنے کا حق ہے مگر خدا کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق۔اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز باجماعت کے قیام کا حکم دے کر اپنا طریق بتا دیا ہے۔ کہ اپنا ایک امام مقرر کرو۔ اور پھر اس کی کامل اطاعت کرو۔ اگر کہیں دیکھو یا سمجھو کہ امام سے غلطی ہو گئی ہے۔ تو ایک بار 'سبحان اللہ' کہہ کر اپنا فرض ادا کر دو۔ اپنی بات پر تکرار نہ کرو۔ اور نہ اس امام کی پیروی ترک کر کے اپنی علیحدہ نماز شروع کر دو۔ مقتدی نے 'سبحان اللہ' کہہ کر اپنا حق ادا کر دیا۔ اسے اس کی نماز کا ثواب مل گیا۔اس کے بعد امام اور خدا کا معاملہ ہے۔

احباب کرام! فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ کو کیسا خدا چاہیئے، کیسا نبی چاہیئے اور کیسا نظام چاہیئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو پہچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائے۔(آمین ثم آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے خدائی وعدہ

آخر میں اللہ تعالیٰ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے کیا گیا وعدہ ممبران جماعتِ احمدیہ کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آگئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۳)

بہت آئے اور چلے گئے۔ اپنی حسد کی آگ میں خود جل کر بھسم ہو گئے۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی یاد دہانی کروانے کے لئے دشمن آتے رہیں گے اور اس وعدہ کی صداقت کا نشان بنتے رہیں گے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی بیٹے گا
دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو

وہ تم کو حسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اس دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا، تم میرے یار کو آنے دو